اختر قادری خلد میں چل دیا

مجلہ سفینۂ بخشش کراچی

کی یادگاری اشاعت

اخترِ اعلیٰ حضرت

تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰى عَلَيۡهِ وَسَلَّمَا

نَحۡنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰى عَلَيۡهِ وَسَلَّمَا

اختر قادری خلد میں چل دیا

مجلہ سفینۂ بخشش کراچی کی یادگاری اشاعت

اخترِ اعلیٰ حضرت

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

بیاد

مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ترتیب و تدوین

محمد دانش احمد اختر القادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

دار النقی

بیاد: رئیس المتکلمین حضرت العلام مفتی نقی علی خان قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ عنہ
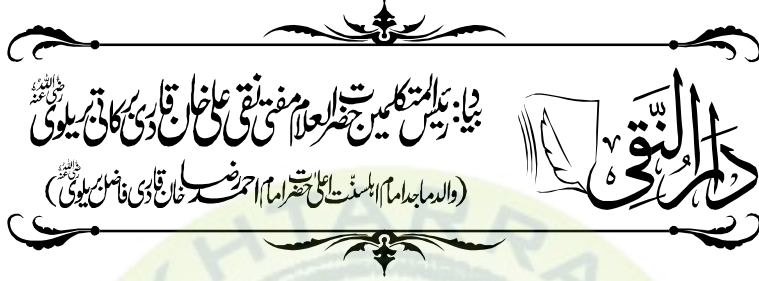
(والد ماجد امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ)

نام کتاب: اختر اعلیٰ حضرت

(یادگاری اشاعت مجلہ سفینۂ بخشش، کراچی)

بیاد: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ حضرۃ العلام مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری علیہ الرحمہ

ترتیب وتدوین: محمد دانش احمد اختر القادری

تصحیح ونظر ثانی: حضرت علامہ محمد یونس شاکر اختر القادری، حضرت علامہ پروفیسر سید خرم ریاض شاہ اختر القادری

کمپوزنگ و پروف ریڈنگ: مولانا فضل احمد اختر القادری، فیصل رضا اختر القادری

تاریخ اشاعت: اکتوبر 2018ء/صفر المظفر 1439ھ

بموقع: دوسری سالانہ تاج الشریعہ کانفرنس

صفحات:

قیمت: 500 روپے

ناشر:

دار النقی

Dar-ul-Naqi; Taj-ush-Shariah Foundation, Karachi, Pakistan.

www.muftiakhtarrazakhan.com

+92 334 3247192 tfkhi25@gmail.com

/muftiakhtarrazakhan1011 /muftiakhtarraza

محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشہ مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ

تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان

قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: منگل ۲۴/ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ بمطابق 23/ نومبر 1943ء

وفات: شب ہفتہ ۷/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق 20/ جولائی 2018ء بوقت ۷:۱۲ منٹ

بسم الله الرحمن الرحيم
إن الله وملائكته يصلون على النبي
يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما
القرآن الكريم
درود غوثیہ اختریہ
اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد معدن الجود والكرم
وآله الكرام وصحبه العظام وابنه الكريم الغوث الأعظم
الأفخم الهمام وحزبه أجمعين
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهِ الْكِرَامِ
وَصَحْبِهِ الْعِظَامِ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْاَفْخَمِ الْهُمَامِ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
اے اللہ! درود وسلام اور برکت نازل فرما ہمارے سردار وآقا محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر جو سخاوت ومہربانی کی کان ہیں اور ان کے معزز آل
واصحاب (رضی اللہ عنہم) پر جو بڑی عظمت والے ہیں اور ان کے عزت وکرامت والے فرزند حضور سیدنا غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) پر
جو بڑے مرتبہ وہمت والے ہیں اور ان کی تمام جماعت (اہل سنت) پر

سند الاجازة

اللّٰہم رب محمد صلّ علیہ وسلّما وعلیٰ ذویہ الیٰ ابد الدہور وکرّما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ الحمد للہ تعالیٰ الاعلیٰ وکفیٰ والصلوٰۃ الانمیٰ والسلام الاسنی الاوفی علی عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصا علی حبیبہ سیدنا محمد ن المصطفیٰ ونبیہ المجتبیٰ رسولہ المرتضیٰ وعلی الہ وصحبہ اولی الصدق والصفاء لاسیما الاربعۃ الخلفاء وعلی جمیع التابعین وجمیع ائمۃ الدین والاولیاء العرفاء لاسیما الامام الاعظم والھمام الافخم ابی حنیفۃ کاشف الغمۃ امام ائمۃ الشریعۃ الغراء والغوث الاعظم الغیاث الاکرم سیدنا ابی محمد محی الدین والملۃ البیضاء سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ وعلی جمیع الصلحاء اھالی الوفاء ثم علینا الی یوم الجزاء اما بعد فقد التمس منی عزیزی المولوی محمد اختر رضا خاں قادری اجازۃ السلسلۃ العلیۃ العالیۃ القادریۃ البرکاتیۃ الرضویۃ المبارکۃ واجازۃ الدعوات والاعمال والاذکار والاشغال فاجزتہ علی برکۃ اللہ تعالیٰ ذی الجلال ثم علی برکۃ رسولہ الاعلیٰ صاحب الجمال جل جلالہ وعم نوالہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء کما اجازنی شیخی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی حضرۃ نور العارفین قدوۃ الواصلین خاتم الاکابر مولٰنا الشاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب شیخ الاسلام والمسلمین راس المحققین مجدد الملۃ والدین امام اھل السنۃ قامع الفتنۃ سیدی وسندی جناب الوالد الماجد الشیخ مولٰنا الشاہ الاعلیٰ حضرت احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنھما وامطر شآبیب الرحمۃ والرضوان علیھما واوصیتہ بحمایۃ السنن السنیۃ ونکایۃ الفتن الدنیۃ واکتساب الحسنات واجتناب البدعات الغیر المرضیۃ بارک اللہ لنا ولہ وحقق املی وامالہ واصلح عملی وعملہ امین امین برحمتک یا ارحم الراحمین وقالہ بفمہ وامر برقمہ

اشارہ عالیہ وکریمہ
سوداگران بریلی شریف

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو سرکار مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی جانب سے عطا کردہ سند خلافت کا عکس

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم رب محمد صلی علیہ وسلم

الحمد لله ربي الرحمن؛ في كل حين وآن؛ خالق الانس والجان؛ وسائر العالمين؛
والصلاة والسلام على سيدنا محمد النبي الامي؛ محبوب الرب ذي الجلال والاكرام؛ اما بعد فان
الشيخ العالم الكامل؛ ذو الفضائل والفواضل؛ العزيز المفتي؛ محمد اختر رضا خان؛ ابن مفسر اعظم
علامه ابراهيم رضا خان؛ المعروف بجيلاني ميان عليه الرحمة والرضوان؛ رغبه الله تعالى بعلمه
وفضله المعنوي والصوري؛ اجازة ما وصل الي روايته عن مشائخي الكرام؛ وحمد الله على
بركة الله تعالى؛ ثم على بركة رسوله الاعلى؛ جل جلاله؛ وصلى الله تعالى عليه وآله وصحبه
وبارك وسلم؛ بكل ما اجازني به سيدي وسندي؛ شيخي وكنزي وذخري؛ ليومي وغدي
حضرة مجدد المائة الحاضرة؛ مؤيد الملة الطاهرة؛ صاحب حجة القاهرة؛ والحجة الزاهرة
شيخ الاسلام والمسلمين؛ مولانا المولوي الشاه محمد احمد رضا خان رضي الله تعالى عنه
من العلوم والكتب الدينية؛ والاحاديث النبوية؛ والفقهية؛ واصول الشريعة؛
على بنيابة العلوم؛ عن المحترم المقام؛ حضرة والدي الماجد؛ ذي الفضل والاكرام؛ مولانا
عين الاسلام؛ الشاه محمد عبد السلام؛ القادري البركاتي الرضوي الجبلفوري عليه الرحمة
والسلاسل العلية؛ والاذكار؛ والاشغال والاوفاق والاعمال؛ واوصيته بحماية السنن السنية
ونكاية الفتن الدنية؛ واكتساب الحسنات؛ واجتناب البدعات الغير المرضية
بارك الله تعالى لي وله؛ وحقق املي وامله؛ واصلح عملي وعمله؛ بجاه حبيبه المصطفى المختار
المرتضى المرتجى؛ صلى الله تعالى عليه وآله وصحبه وبارك وسلم.

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضور برہان ملت رضی اللہ عنہ کی جانب سے عطا کردہ سند خلافت کا عکس

(النموذج رقم ٢٠٧)

جامعة الأزهر

بسم الله الرحمن الرحيم

كلية أصول الدين.

شهادة

تشهد الكلية أن السيد / أختر رضا خان حصل على درجة

الإجازة العالية بتقدير ... فى دور ... سنة ١٩٦٦

ومجموعه ... من ...

وتحررت هذه الشهادة بناء على طلبه لتقديمها الى

حررت بدون مسئولية الحكومة لدى اي انسان فيما يتعلق بما ورد بهـا وبحقوق الغير .

تحريرا فى ١٣٨ هـ

١٩٦٦ م

عميد الكلية

(٥٠٠٠-١٩٦٣-٨٤٩)

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو جامعہ ازہر، مصر کی جانب سے ملنے والی سند کا عکس

سرکار مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو اپنا جانشین مقرر کئے جانے کی تحریر

دستخط مبارکہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

بسم الله الرحمن الرحیم

يا حبيب يا مجاب : أنت نعم المستناب

يا رسول الله حقاً : أنت للنعماء باب

أنت ما أتاها وحيداً : في الورى أنت المآب

بالصدى والحق وفي الخلق مرء للأتراب

خيرة لله فينا : أجميع منه طابوا

أحمد المختار حبي : من له [illegible]

شعره مثل السحاب : ورضابه شراب

صدره المشكاة فيها : شمعة كلا بل شهاب

جوده فاق الجواري : وبه جاد السحاب

قلبه ما لا يحد : كنزه بحر عباب

قدره ما قربه : ليس يحصيه حساب

وجنابه المعلى : ليس يحكيه جناب

وزائره أمان : ولمن عصى متاب

أختر الجاني أتاك : فالف عنه يجاب

کتبہ الفقیر محمد اختر رضا القادری الازہری غفرلہ

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دست مبارکہ سے تحریر شدہ آپ کا اپنا عربی کلام

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دست مبارکہ سے تحریر شدہ تعویذات کے عکس

۷۸۶

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ الکرام

آج فقیر اس لائبریری کو دیکھنے کے لیے حاضر ہوا

میرے نام سے منسوب ہے۔ الحمد للہ نہایت عمدہ پر

لائبریری کو دیکھ کر اور نوجوانوں کے طرز عمل کو جان کر

بڑی مسرت ہوئی مولیٰ کریم ان حضرات

کی خدمات کو قبول فرمائے اور سنیت کو فروغ بخشے

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و بارک وسلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

۲۸ جمادی الاولیٰ

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دست مبارکہ سے تحریر شدہ تاثرات: بموقع معائنہ اختر رضا لائبریری، لاہور، پاکستان

محبی والمفتی المسلم علی مولانا الکریم [illegible]

محب گرامی نے حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب اعظمی کی تصنیف لطیف کہ جس میں اعلیٰ حضرت کے حاشیہ جد الممتار کا سلیس ترجمہ نیز اس کے مطالب کی تفہیم کی کوشش بوجہ احسن فرمائی ہے

مولا تعالیٰ ان کی سعی قبول فرمائے آمین

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دست مبارکہ سے تحریر شدہ تقریظ

بر ''مدالابصار'' ترجمہ وتشریح حاشیہ ''جدالممتار'' از اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

۷۸۶/۹۲

ایک ضروری اعلان

حضرت علامہ حبیب رضا خانصاحب

بزرگان مارہرہ مطہرہ کا یہ اصول رہا ہے کہ اپنے ارادتمندوں میں اگر کسی کو خلافت سے نوازتے وہ بشرط علم وعمل ہوا کرتی تھی۔ یہی اصول اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی کا تھا۔ یہی طریقہ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا رہا۔ اس کا اعلان حضرت نے ہزاروں فرزندان توحید کے مجمع میں اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا تھا۔

اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے عرس کے موقعہ پر قل کے دن مارہرہ مطہرہ کے ایک صاحبزادے نے حضرت سے خلافت کے لیے عرض کیا حضرت نے ان کو خلافت عطا فرمائی مگر قل سے فارغ ہونے کے بعد مائک اپنے سامنے رکھوا کر اپنی زبان مبارک سے اس کا اعلان فرمایا اور بار بار بتایا کہ ہمارے اکابر کا یہ طریقہ تھا اور اس فقیر کا بھی یہی اصول کہ خلافت بشرط علم وعمل دیجاتی ہے۔ لہذا ان صاحبزادہ کو بھی خلافت بشرط علم وعمل دیگئی ہے حضرت کا یہ اعلان ابھی ہزاروں عقیدتمندوں کے دماغوں میں محفوظ ہوگا۔ اور نگاہوں میں وہ منظر گھوم رہا ہوگا جب مائک سامنے رکھوا کر یہ جملے ارشاد فرمائے تھے

عرض کرنے کا مدعا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خلیفہ ہونے کا مدعی ہے اور اس کیساتھ وہ کسی کبیرہ کا ارتکاب بالاعلان کر رہا ہے مثلاً نماز کا پابند نہیں ہے یا تارک جماعت ہے یا داڑھی حد شرع سے کم رکھتا ہے۔ یا بدمذہبوں سے اتحاد وارتباط رکھتا ہے، وہ ہرگز حضرت کا خلیفہ نہیں رہا اور آئندہ ہو بھی نہیں سکتا کہ حضرت دنیا سے تشریف لیجا چکے۔ اب اگر وہ اپنے حال کی اصلاح کرلے تو بھی خود کو مرید ہی سمجھے اور دوسرے لوگ بھی اسکو صرف مرید ہی جانیں اس سے بیعت نہ ہوں بلکہ اس کو چھوڑ کر کسی ایسے خلیفہ سے جو خلافت ملنے سے بھی پابند شریعت تھا اور بعد کو بھی حدود شرع پہ قائم رہا بیعت ہوں۔ فقط۔

حبیب رضا خاں رضوی بریلوی

فہرست

قصیدة فی الحمد و مدح النبی ﷺ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

اَللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ   مَالِیْ رَبٌّ اِلَّا ھُوَ
یَفْنٰی الْکُلُّ وَ یَبْقٰی ھُوَ   لَیْسَ الْبَاقِیْ اِلَّا ھُوَ
مَنْ کَانَ دُعَاہُ اَنْ یَّاھُوَ   ذَاکَ حَمِیْدٌ عُقْبَاہٗ
مَنْ کَانَ لِرَبِّیْ دُنْیَاہٗ   عَاشَ سَعِیْدًا اُخْرَاہٗ
مَنْ کُنْتَ اِلٰھِیْ مَوْلَاہٗ   کُلُّ النَّاسِ تَوَلَّاہٗ
مَنْ مَّاتَ یَقُوْلُ اَللّٰہُ   ذَاکَ الْخَالِدُ مَحْیَاہٗ
رُسُلُ اَللّٰہِ تَلَقَّاہٗ   اَبْشِرْ عَبْدُ بِحُسْنَاہٗ
اَلرِّضْوَانُ لَہٗ نُزُلٌ   جَنَّۃُ خُلْدٍ مَّاْوَاہٗ
تَخْشٰی النَّاسَ بِلَا جَدْوٰی   ھَلَّا رَبَّکَ تَخْشَاہٗ
اِبْغِ الْاَمْنَ لَدٰی رَبِّیْ   اِنَّ الْاَمْنَ بِتَقْوَاہٗ
تَنْسٰی رَبَّکَ یَا فَانِیْ   دُمْ اِنْ شِئْتَ بِذِکْرَاہٗ
تَرْجُوا النَّاسَ لِجَدْوَاھُمْ   اِنَّ الْجَدْوٰی جَدْوَاہٗ
ھَلْ غَیْرَکَ یَخْشٰی رَبِّیْ   غَیْرُکَ رَبِّیْ یَخْشَاہٗ
رَبِّیْ رَبُّ ا لْاَرْبَابِ   لَیْسَ یُضَاھٰی حَاشَاہٗ
فَسِوَاہُ رَبٌّ بِالْاِسْمِ   وَاِلٰہُ الْحَقِّ یَرْعَاہٗ
اَلْوَاحِدُ لَیْسَ بِذِیْ جُزْءٍ   لَا وَاحِدَ حَقًّا اِلَّا ھُوَ
اَلْخَلْقُ مَرَایَا مَوْجُوْدٍ   لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا ھُوَ
وَالْکُلُّ مَظَاھِرُ مَشْھُوْدٍ   لَا مَشْھُوْدَ اِلَّا ھُوَ
فَرْدٌ حَقٌّ اِلَا ھَتُہٗ   لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا ھُوَ
وَانْھَلَّ صَلَاۃُ اللّٰہِ عَلٰی   مَنْ لَّیْسَ شَفِیْعًا اِلَّا ھُوَ
مَنْ بِالدِّیْنِ اَحْیَانَا   حَیَّ اللّٰہُ مُحَیَّاہٗ
عَمَّ الْکَوْنَ بِرَحْمَتِہٖ   کُلُّ الرُّحْمٰی رُحْمَاہٗ
وَازْدَانَ بِلَادُ اللّٰہِ بِہٖ   فَالْکُلُّ ظَلَامٌ لَوْلَاہٗ
وَازْدَانَ بِلَادُ اللّٰہِ بِہٖ   فَالْکُلُّ ظَلَامٌ لَوْلَاہٗ

جَاءَ جَمِيْلُ الرَّحْمَانِ فَاشْكُرْ تَزْدَدْ نَعْمَاهُ
حَلَّ الْفَرَحُ بِمَوْلِدِهٖ فَافْرَحْ حَتّٰى تَلْقَاهُ
قَدْ نِيْطَ حَيٰوةُ الْكَوْنِ بِهٖ فَالْكَوْنُ عَدِيْمٌ لَّوْلَاهُ
يَامَنْ يَّطْلُبُ رِضْوَانَا مَا الرِّضْوٰهُ اِلَّا اِيَّاهُ
كُنْ لِّلنَّبِيِّ الْحَبِيْبِ اللّٰهِ رِضیٰ تَحْظَ لَدَيْهِ بِزُلْفَاهِ
اِنَّ النِّعْمَةَ اَحْمَدُنَا ﷺ يَا طَالِبَ نِعْمَةِ مَوْلَاهُ
اِنَّ النِّعْمَةَ اَحْمَدُنَا ﷺ اَللّٰهُ اِلَيْنَا اَهْدَاهُ
بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَابْتَهِجُوْا فَهُوَ الْفَضْلُ وَبُشْرَاهُ
بِاللّٰهِ تَاَيَّدَ نَاصِرُنَا لَا يُخْذَلُ مَنْ قَدْ رَجَّاهُ
اَدْرِكْ عَبْدَكَ جِيْلَانِيْ مَنْ غَيْرُكَ يَدْفَعُ بَلْوَاهُ
وَيَزُوْرُ سَلَامُ الرَّحْمٰنِ خَيْرَ نَبِيٍّ نَبَّاهُ

هٰذَا اَخْتَرُ اَدْنَاكُمْ
رَبِّيْ اَحْسَنَ مَثْوَاهُ

نعت شریف

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

تم سے جو گریزاں ہے فرزانہ وہ دیوانہ
شیدا جو ہوا تم پر دیوانہ وہ فرزانہ

آجا دلِ ویراں میں تیرا ہو یہ کاشانہ للہ کرم فرما اے جلوۂ جانانہ
آنکھوں سے پلا وہ مئے سرمست رہوں جس سے بھر دے مرا پیمانہ اے ساقئ میخانہ
وہ ابر بہار آیا ہر شے پہ نکھار آیا لا جلد مرے ساقی دے ساغر و پیمانہ
کیا رات کے پردے سے چمکے سے سحر نکلی یا جانِ دل آرا نے زلفوں میں کیا شانہ
بدکار سہی لیکن بندہ ہوں ترے در کا محروم نہ رکھ مجھ کو اے شانِ کریمانہ

یوں تھام کے دامن کو مچلا ہے سر محشر
دیکھے کوئی اختر کا یہ نازِ غلامانہ

حضور تاج الشریعہ کی یہ نعت شریف ماہنامہ "نوری کرن"، بریلی شریف (جون ۱۹۷۰ء) میں شائع ہوئی تھی، غالباً حضرت کے دیوان کی کسی ایڈیشن میں یہ نعت شریف شامل نہیں ہے۔ دانش

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ اللعالمین وعلیٰ آلک واصحابک یا خاتم النبیین

شریعت وطریقت کے تاجور، مذہب وملت کے رہبر، معرفت ونورانیت کے مظہر، ولایت وکرامت کے پیکر، غیرت وحمیت کے تاجدار، ہمت وجرأت کے علم بردار، صراط مستقیم کا نشان، مسلک اعلیٰ حضرت کے پاسبان، امام احمد رضا کی وراثتوں کے امین، حجۃ الاسلام کے مظہر، مفتیٔ اعظم کے جانشین ونورنظر، مفسر اعظم کے دلبر، شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ فی الھند، تاج الشریعہ حضرۃ العلام الشاہ الامام مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری اس دنیائے فانی سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جمعۃ المبارک 20/جولائی 2018ء کا سورج کیا ڈوبا! اپنے ساتھ عبادت وریاضت، علم وعمل، اخلاص ووفا، انسانیت وشرافت، صورت وسیرت، رعب ودبدبہ، سعادت ونیک بختی، وجاہت ودلکشی، نفاست ولطافت، فکر وتدبر، شعور وآگہی، بخشش وعطا، اخلاق وکردار، حسن وجمال، حشمت وشوکت، فصاحت وبلاغت، خوبی وکمال، محبت وشفقت، صبر ورضا، عدل وانصاف، راست گوئی وپاک بازی، لطافت وسنجیدگی ایثار وقربانی، ایفائے عہد، حق گوئی وبے باکی، مروت وعزیمت، زہد وورع، صدق وصفا، ہوش مندی ودانائی، بصارت وبصیرت فہم وفراست حکمت وسیاست، سیادت وقیادت، عجز وانکساری، عقل وخرد، رہبری ورہنمائی، تزکیہ وتصفیہ، زبان وبیان طہارت وپاکیزگی، ملاحت ونمکینیت خوف وخشیت، پارسائی وپاک دامنی، خوش روئی وشگفتہ مزاجی، خوش کلامی وبلند اخلاقی، دعوت وتبلیغ، اشاعت وترویج، کسر نفسی وسادگی اصاغر نوازی واکابر پرستی، حقوق اللہ کی ادائیگی وحقوق العباد کی پاسداری، امانت ودیانت، امامت وخطابت کے اس سورج کی کرنوں کو بھی سمیٹ کر لے گیا جسے ''اختر'' کہتے ہیں۔

ہم حضرت کے یوم ولادت 24/ذیقعدہ (7/اگست) کے حوالے سے تیاریوں میں مشغول تھے کہ اچانک 20/جولائی بعد نمازِ مغرب یہ خبر ملی کہ مرشد کریم ہم اور ہم جیسے کروڑوں غلاموں کو روتا، بلکتا، سسکتا چھوڑ گئے۔ خوش نصیب ہیں وہ آنکھیں جنھیں زیارت نصیب ہوئی ہم جیسے تو تڑپتے رہے، مچلتے رہے آخری دیدار بھی نصیب نہ ہوا۔ بقول علامہ سلمان فریدی بارہ بنکوی صاحب (مسقط، عمان) ؎

بہیں گے اب غمِ مرشد میں عمر بھر آنسو — کہ جوش پر ہے عقیدت کی دھار آنکھوں میں
فریدیؔ! چشمِ وطن کو وہ درد کیا معلوم — جو غم بھرا ہے، غریب الدّیار آنکھوں میں

کئی دن بے حواسی کے عالم میں گزر گئے، نہ کچھ سجھائی دیتا تھا، نہ کچھ سمجھ آتی تھی، بس حضرت کی یادیں۔۔۔۔۔۔۔۔ جب حواس کچھ

بحال ہوئے تو خیال آیا کہ جو اشاعتی کام حضرت کے یوم ولادت کی تقریب پر منظر عام پر لانا تھا اس کو عرس چہلم پر مزید اضافے اور نئے پہلوؤں کے ساتھ منظر عام پر لایا جائے لیکن وقت کی قلت اور بعض دیگر وجوہات کے سبب ہم یہ مجموعہ عرس چہلم پر شائع نہ کر سکے۔ اب صد سالہ عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر یہ یادگاری اشاعت آپ کے ہاتھوں میں ہے، باوجود کوشش کے خامیاں اور اغلاط رہ جانا یقینی ہے تحریری یا طباعتی خامیوں کو احباب معاف فرمائیں کوئی شرعی غلطی اگر ہو تو ضرور مطلع فرمائیں۔

اس مجموعہ تیاری میں دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون کرنے والے تمام احباب کا شکر گزار ہوں، خصوصاً حضرت علامہ مفتی عاشق حسین کشمیری مدظلہ العالی (خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ وشیخ التفسیر و ناظم تعلیمات مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف) استاذِ محترم شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد یونس شاکر اختر القادری (خلیفۂ مجاز و وکیل بیعت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ) محترم المقام برادر طریقت حضرت علامہ پروفیسر حکیم سید خرم ریاض شاہ اختر القادری (خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ) مولانا فضل احمد رضا اختر القادری، مولانا اشتیاق احمد اختر القادری، محترم کاشف عالم قادری ترابی، محترم محمد کاشف حنیف قادری، محترم فرحان حسن قادری، مولانا عتیق الرحمٰن رضوی (مالیگاؤں، انڈیا) محترم عبد الکریم قادری (پونا، انڈیا) محمد فیصل رضا قادری، قاری عمران شاکر قادری، حافظ محمد اسلم قادری و دیگر اور بالخصوص وہ تمام احباب جنہوں نے ہماری گزارش پر تحریری کاوشیں عنایت کیں۔ اللہ کریم تمام احباب کو دارین کی سعادتیں نصیب فرمائے۔ آمین

نوٹ: حضرت کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وقت و وصال میں کافی ابہام ہے مختلف لوگ مختلف تواریخ لکھتے ہیں۔ جس کی تفصیل حضرت علامہ مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی صاحب مدظلہ العالی نے ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف کے "نقوش تاج الشریعہ نمبر میں لکھی ہے ہم اسے یہاں اختصار کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔

ولادت باسعادت: منگل ۲۴/ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ/ ۲۳/ نومبر ۱۹۴۳ء (حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے وصال با کمال کے چھ ماہ بعد)

وصال با کمال: شب ہفتہ بوقت اذان مغرب ۷/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء

اللہ کریم اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے حامی و ناصر ہوں۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یکے از خدام تاج الشریعہ

محمد دانش احمد اختر القادری

دار النقی : تاج الشریعہ فاؤنڈیشن، کراچی، پاکستان

تاثرات و پیغامات

محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ اعظمی صاحب

جانشین صدر الشریعہ علیہ الرحمہ، گھوسی، انڈیا

۷۸۶

حضرت العلام تاج الشریعہ مولانا مفتی اختر رضا صاحب ازہری مدظلہ العالی معاصرین علماء کے درمیان انفرادی شان کے حامل ہیں۔ فقہ وافتاء اور حزم واحتیاط میں یکتائے روزگار اسی طرح تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی مثالی حیثیت سے متصف ہیں۔ جن لوگوں نے حضور سیدی مفتیٔ اعظم قدس سرۂ العزیز کی زیارت کا قریب سے شرف پایا ہے وہ لوگ علامہ ازہری صاحب پر حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ کے جلوے نمایاں طور پر محسوس کرتے ہیں۔ ان کی عظمت وفضل کے لئے صرف یہی سند کافی ہے کہ تاجدار اہلسنت امام المشائخ سیدی مفتیٔ اعظم قبلہ قدس سرۂ الشریف نے اپنے قلم سے آپ کو اپنا قائم مقام نامزد فرما کر اہلسنت کو ان کی طرف مراجعت واستفاضہ کا حکم صادر فرمایا ہے۔۔۔۔ دعا ہے کہ رب ذوالجلال ان کی عمر وصحت اور فیضان کرم میں بے حساب برکتیں شامل فرمائے کہ اس زمانہ میں فیضان اعلیٰ حضرت کا مورد ومرجع آپ ہی کی ذات ستودہ صفات ہے۔

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہٗ

۹؍صفر المظفر ۱۴۳۸ھ

مرد مومن مرد حق علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ

خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند وسابق امیر جماعت اہل سنت پاکستان، کراچی واوورسیز

۷۸۶

حضور تاج الشریعہ، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مولانا اختر رضا خانصاحب قبلہ قادری رضوی ازہری مدظلہٗ العالی کی ذات، نسبی شرف، علم وفضل، تقویٰ و پرہیزگاری اور اعلائے کلمۃ الحق کے حوالے سے بے مثال خصوصیات اور خوبیوں کی حامل ہے۔ نسب دیکھیں تو والد ماجد مفسر اعظم ہند، نانا مفتیٔ اعظم ہند، دادا حجۃ الاسلام، پردادا اعلیٰ حضرت مجدد عصر، اگر دادا علامہ نقی علی خان رحمہم اللہ جنہوں نے اعلیٰ حضرت جیسی عبقری شخصیت کی تربیت فرمائی...... دیگر خوبیوں کا اندازہ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے آپ پر اس اعتماد سے ہوتا ہے کہ فرمایا!!!'' (اختر میاں) اب تم اس کام (فتویٰ نویسی) کو انجام دو، میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔'' پھر لوگوں سے فرمایا!!!'' آپ لوگ اختر میاں سلّمہٗ سے رجوع کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔''

یہی وجہ ہے کہ آپ کے فتاویٰ عالم اسلام میں سند کا درجہ رکھتے ہیں اور مختلف فیہ مسائل میں آپ کا ارشاد/فتویٰ قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے۔

مسلمانوں کی رہنمائی اور فتویٰ نویسی کے ذریعہ احقاق حق اور ابطال باطل آپ کا خاندانی وطیرہ رہا ہے اور تفقہ فی الدین گویا آپ کا خاندانی ورثہ ہے چنانچہ آپ کے جدامجد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں !!!''بحمد اللہ تعالیٰ حضرت جدامجد (مولانا رضا علی خاں ۱۲۸۶ھ/ ۶۶۔ ۱۸۶۵) قدس سرہٗ العزیز کے وقت سے اس ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء تک دروازے سے فتوے جاری ہوئے، اکیانوے (۹۱) برس اور خود فقیر غفرلہ، کے قلم سے فتویٰ نکلتے ہوئے بعونہٖ تعالیٰ اکیاون (۵۱) برس ہونے کو آئے یعنی اس صفر کی ۱۴ کو پچاس (۵۰) برس چھ مہینے گزرے۔ اس نوکم سو برس میں کتنے فتویٰ لکھے گئے، بارہ مجلات تو صرف اس فقیر کے فتاویٰ کے ہیں۔''

اس خاندانی سلسلہ فتویٰ کو حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے جاری رکھتے ہوئے تقریباً ۷۴ سال فتوے دیئے اور اب آپ کے بعد آپ کے قائم مقام اور جانشین حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی ذات بابرکات سے یہ سلسلہ جاری وساری ہے یوں تقریباً (۱۵۰) ڈیڑھ سو سال اس دینی خدمت کو انجام دیتے ہوئے گزر گئے، دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل تا قیام قیامت رشد وہدایت کے اس سلسلے کو جاری وساری رکھے اور حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ کو صحت وتندرستی کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے۔ آمین

دستخط (علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ)

حضرت علامہ محبوب عالم رضوی صاحب

دارالعلوم رضویہ غریب نواز، رضانگر، ایم۔ پی، الہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضور تاج الاسلام حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری الازہری مسلک اعلیٰ حضرت کی پہچان ہیں آپ کی رفتار وگفتار میں سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی جھلک نظر آتی ہے جس راہ سے گزر جائیں باب ولایت کھلتا ہوا نظر آتا ہے۔ عالم اسلام نے جانشین اعلیٰ حضرت اور قائم مقام مفتیٔ اعظم ہند تسلیم کر لیا ہے کیوں کہ مسلک حقہ کی ترویج واشاعت میں آپ ہمہ وقت مصروف کار ہیں۔ اس وقت خاندان اعلیٰ حضرت میں آپ سے زیادہ علم والا کوئی دوسرا فرد نہیں ایسے فضل وکمال کے مالک ہیں۔ جس وقت جامعہ ازہر مصر سے سند فراغت لے کر بریلی شریف تشریف لائے تو میں خود موجود تھا۔ سرکار مفتیٔ اعظم ہند سائیکل رکشا پر سوار ہو کر جلوس کی شکل میں ریلوے اسٹیشن پر تاج الشریعہ کے استقبال کے لئے تشریف لے گئے۔ نعرۂ تکبیر ورسالت کی صداؤں سے شہر بریلی گونج اٹھا اور سرکار مفتیٔ اعظم ہند کی مسکراہٹ سے نور کی شعاعیں نکلتی نظر آرہی تھیں۔ ایسے فقیہ ہیں کہ جس مسئلے کو زبان حق ترجمان سے جاری فرما دیں ملت اسلامیہ کے لئے مشعل راہ بن جائے۔ رعب

ودبدبہ ایسا کہ باطل سامنے آجائے تو بھاگتا نظر آئے۔میں اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں حضور تاج الشریعہ کی عمر میں صحت وسلامتی سے برکتیں عطا فرمائے اور اہلسنت کو سرمایۂ اہلسنت سے مستفیض ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین بجاہ سیدالمرسلین

محبوب عالم رضوی

دارالعلوم رضویہ غریب نواز رضانگر، ایم۔پی، الہند

۳۰؍جولائی ۲۰۰۷ء

علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہنشاہ خطابت، سیاح بحر طریقت، بادیۂ شریعت، خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے روشن چراغ حضرت العلام مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری الازہری دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات والاصفات اللہ تعالیٰ کی اہل اسلام کے لئے ایک عظیم نعمت ہے۔آپ گوناگوں کمالات سے مالامال ہیں، تحریر، تقریر، تدریس وغیرہ ہر پہلو سے بہترین علمی، تحقیقی، اعتقادی، ملی، اور سماجی خدمات علیٰ وجہ الکمال انجام دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے بزرگوں کا سایۂ عاطفت تادیر قائم رکھے۔آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حافظ محمد عبدالستار سعیدی

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۳؍ستمبر ۲۰۰۷ء

مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب

چیئرمین مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)، کراچی، پاکستان

بریلی کا ذکر آئے تو تاجدار بریلی اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا تصور ہی علوم ومعارف اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ومحبت کی وارفتگی نمایاں کرتا ہے۔اس مجدد اعظم نے چودھویں صدی ہجری میں مسلسل پچاس برس تک دین متین کی وہ خدمت کی جو سمتوں میں اہل حق کا افتخار واعتبار ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے با کمال فرزندان نے اس نقش کو گہرا اور پختہ کیا، یہی تسلسل اس گھرانے کا امتیاز ہے۔ تاج الشریعہ حضرت صاحب الفضیلۃ مولانا شاہ اختر رضا خاں ازہری میاں اپنے بزرگوں کی اسی وراثت کے امین ہیں۔ دورحاضر میں دین متین میں تصلّب سے خالی اور تعصّب سے بھرے ہوئے بہتیرے نظر آتے ہیں۔ اونچے اونچے القاب کی بھی کمی نہیں مگر مسلک حق اہلسنت و جماعت کے لئے ہمہ دم ہمہ جان مشغول، تصلّب فی الدین سے بھرپور شخصیات میں خاندان رضا کے اس تارے کی اپنی ہی آب وتاب ہے۔ تاجدار بریلی سے اپنی خاندانی، علمی اور روحانی نسبت کو تاج الشریعہ نے علوم ومعارف ہی سے سرفراز رکھا ہے۔ مدینہ منورہ میں فصحائے عرب کو ان منظوم عربی کلام سے متاثر ہوتے بھی دیکھا اور بزم باب ولے میران کے انگریزی میں خطاب سے نوجوانوں کو ان کا گرویدہ ہوتے بھی دیکھا۔

کثرت اسفار اور عقیدت مندوں کا ہجوم انہیں تحریری یادگار بنانے میں مانع رہا ہوگا لیکن ان کی شخصیت کے اثرات وثمرات سے ایک جہان فیض پا رہا ہے۔

خوشی ہے کہ جناب محمد دانش اختر القادری انہیں خراج عقیدت ومحبت پیش کرنے کے لئے مجموعہ تیار کررہے ہیں۔ اللہ کریم جل شانہ ان کی یہ کاوش بارآور بنائے اور حضرت تاج الشریعہ کو تادیر سلامت باکرامت رکھے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

مخلص کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

المرقوم: ۲۲/رجب ۱۴۳۳ھ

مندرجہ بالا تاثرات حضور تاج الشریعہ کے وصال سے قبل مختلف مواقع پر علماء نے تحریر فرمائے چونکہ غیر مطبوعہ تھے اس لئے یہاں شامل کر دیئے ہیں۔ دانش

فضیلۃ الشیخ احمد محمود بجبہ لی

ترکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ الذی قال فی کتابہ الکریم ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ''(سورۃ العنکبوت:۵۷)

الصلوٰۃ و السلام علیٰ سیدنا محمد ن الذی نزل فی شانہ:''اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ''(سورۃ الزمر:۳۰)

و علیٰ آلہ و اصحابہ ''الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ''(سورۃ البقرۃ:۱۵۶)

انا فجعنا بموت حضرۃ الشیخ العالم العلامۃ البحر الفھامۃ تاج الشریعۃ و الطریقۃ حفید الشیخ مولانا سیدنا مجدد القرن الرابع عشر احمد رضا خان القادری قدس اللہ سرہ مولانا الشیخ اختر رضا خان القادری الحنفی فرحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

و نحن نعزی اھلہ و ذریتہ الطببۃ و اولادہ الصالحین و جماعتہ الاکرمین و اخوانہ المکرمین اعظم اللہ اجرھم و رفع قدرھم و جبر مصیبتھم و رحم میتھم۔

و لٰکن جبر مصیبۃ مولانا الشیخ محمد اختر رضا خاں بالنسبۃ الیٰ اللہ تعالیٰ ممکن، وھو علیٰ کل شئ قدیر۔ لان ھذا العالم العلام احییٰ السنۃ و امات البدعۃ و خدم الدین فی ھذا الزمان الغریب الفاسد و بالنسبۃ الینا ھذا المصیبۃ لا تجبر و ھذہ الثلمۃ لا تسد۔

مصیبۃ موت العَالِم شئی عظیم۔ لان اللہ تبارک و تعالیٰ یقول فی کتابہ:'' اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ''(سورۃ الانبیاء:۴۴)معنی نقص اطراف الارض قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما:''خراب الارض و نقصھا فی موت علمائھا و فقھائھا، ھذہ الآیۃ الکریمۃ تفیدنا ان موت العلماء و الفقھاءمصیبۃ و النفس فی العالَمِ جمیعہ و تمامہ۔''

و کذاقال امام المجاھد رحمہ اللہ :''نقص الارض موت العلمائ ، لان بموت العلمائ یقبض العلم کما فی الحدیث الصحیح: ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد، ولکن یقبض العلم بقبض العلمائ، حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤوسا جھالا، فسئلوا، فافتوا بغیر علم، فضلوا واضلوا (صحیح البخاری:حدیث:۱۰۰)''

نعوذ باللہ من ادراک ھذا الزمان۔ الآن علمائنا موجودون و لٰکن قلیل و علماء اھل السنۃ و الجماعۃ اقل من القلیل فی ھذا الزمان الغریب الفاسد۔

ولذا نحن حزنا کثیرا بموت الشیخ محمد اختر رضا خاں القادری قدس اللہ سرہ ۔ لان ھذا الحزن من علامات

الایمان و السعادۃ ذکر الامام الغزالی فی منہاج المتعلمین حدیثا یرویٰ فیہ من لم یحزن بموت عالم فھو منافق۔ فإنہ لا مصیبۃ اعظم من موت العالم و ما من مؤمن یحزن بموت العالم الا کتب اللہ لہ ثواب الف عالم و الف شھید، ھذہ بشارۃ لنا اذا حزن بموت مثل ھذا العالم۔

العلماء کثیرون ولٰکن کیف نجد عالما مثل الشیخ محمد اختر رضا خان لانہ فی ھذا الزمان بالنسبۃ الیٰ ممیت السنۃ و محیی البدعۃ و منتقص قدر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان کالسیف الصارم کان یجادل معھم و یشدد علیھم و یردھم ردا قویا بالکتب و الآثار و الدروس۔

لھذا فقدنا کبیر، فقیدنا عظیم قال ایوب السختیانی رضی اللہ تعالیٰ عن جابر التابعی: ''انی اخبر بموت رجل من اھل السنۃ فکانی افقد بعض اعضائی۔''

ھذا الکلام صحیح نحن نشعر بہ و نذوق معنی ھذا الکلام فی انفسنا کانا فقدنا کبیدنا کانا فقدنا عیننا و سمعنا بموت ھذا العالم الجلیل لان العالم من اھل السنۃ و الجماعۃ محی السنۃ لا یوجد مثلہ فی العالَم الا اقل من القلیل۔

ولذا ورد فی الحدیث: ''موت العالِم کموت العالَم۔''

لان العالَم بدون العلماء کاللحم بدون الملح، و قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الحدیث: ''لموت قبیلۃ ایسر من موت عالم و موت العالم کلہ ایسر من موت عالم''۔

و قال ابن مسعود و الحسن البصری رضی اللہ تعالیٰ عنھما: ''موت العالم ثلمۃ فی الاسلام لا یسدھا شئی ما اختلف اللیل و النھار۔''

و ورد فی بعض التفاسیر قولہ تعالیٰ: ''وَ النَّجۡمِ اِذَا ھَوٰی'' (سورۃ النجم: ۱) معناہ یعنی بعالم اذا سکت میتا اللہ تعالیٰ یقسم بموت العالم العامل المخلص مثل الشیخ محمد اختر رضا خان۔

و لھذا اقرب ھلاک الامم بموت ھٰؤلائ العلمائ الاعلام۔ کما سئل سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ''ما علامۃ ھلاک الناس؟ قال: اذا ھلک علمائھم، ھلکوا۔ لان حیاتھم بالعلمائ و قیامھم بھم۔''

و فی الکتاب اخلاق العلماء للآجرّی رحمہ اللہ تعالیٰ علیکم بالعلم قبل ان یذھب فان ذھاب العلم موت اھلہ۔ موت العالِم نجم طمس۔ موت العالم کسر لا یجبر و ثلمۃ لا تسد لا خیر فی الناس الا بالعلماء و قال سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ''لموت الف عابد قائم باللیل صائم بالنھار اھون من موت عالم واحد، یعلم ما احلہ اللہ و ما حرمہ و ان لم یزدد علی الفرائض لان عبادۃ العابدین لانفسھم و علم العلمائ للامۃ جمیعھم و ان لم یزدد علی الفرائض، و ان زاد علی الفرائض۔''

مثل سیدنا الشیخ محمد اختر رضا خاں ھذا کان یزداد علی الفرائض بالسنن والنوافل والمقربات والدلائل الخیرات والقصیدۃ البردۃ والصلوات الشریفہ کان یعمر جمیع اوقاتہ فی الفکر والذکر والافتاء کان قاضی القضاۃ فی العالم افتیٰ اکثر من خمسۃ آلاف فتویٰ اسطر الفتاویٰ لنفع العباد۔

ھذا موتہ یعنی موت جمیع العباد لا یساوی موت ھذا العالم الجلیل فرحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ واعلیٰ درجاتہ والحقہ بالسابقین فی الدرجات العلیٰ یوم القیامۃ والحقہ بجدہ سیدنا مولانا احمد رضا خان القادری مجدد القرن الرابع عشر و احییٰ اللہ ذریتہ الطیبۃ و ابقاہ و ابقیٰ ذریتہ الطیبۃ علینا و علی الامۃ الاسلامیۃ احیاء بسنۃ النبویۃ و تجدید طریقۃ جدہ الامجد احمد رضا خان بالردود علیٰ اھل الاھواء والبدع و من لا یعرفون قدر النبی ﷺ اللہ تعالیٰ یبقی ھذہ الذریۃ الطیبۃ المبارکۃ علی الامۃ الاسلامیۃ بھذہ الردود و نرجو منھم ان یترجموا کتب سیدنا احمد رضا خان القادری ان یترجموا للعربیۃ، خاصۃ للعربیۃ ۔ حتیٰ یستفید منہ جمیع الامۃ لان بعض الکتب الیٰ الآن بقیت علیٰ الاردویۃ والفارسیۃ، و نحن لانعرف ولھذا نحن نرجو من ھذہ الاسرۃ الطیبۃ المبارکۃ تعریب کتب مولانا السید احمد رضا خان القادری ورحم اللہ سیدنا الشیخ محمد اختر رضا خان القادری۔

و نحن نھدی لروحہ الطیبۃ کلمۃ الشھادۃ و کلمۃ التوحید، والفاتحۃ۔۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

و لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ فی کل لمحۃ و نفس عدد ما وسعہ علم اللہ - اللہ اللہ اللہ جل جلالہ یارب العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا رسول اللہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اللھم یا رب یا رب او صل نور ثواب ماتلونا و نور ما قران الیٰ روح سیدنا و مولانا محمد ﷺ و بعدہ الی روح سیدنا الامام احمد رضا خان القادری، و الیٰ روح سیدنا محمد اختر رضا خان القادری۔ اللھم روح ارواحھم۔ اللھم قدس اسرارھم ۔ اللھم نور ضرائحھم۔ اللھم طیب مراقدھم۔ اللھم عطر مشاعرھم ۔ اللھم اعل درجاتھم۔ اللھم کثر مثوباتھم۔ اللھم ضاعف حسناتھم۔ اللھم افض علیھم سجلا من برک و نتفک و جودک و کرمک و انعامک و احسانک و امتنانک الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین وا لشھداء والصالحین۔ و زدھم شرفا و تعظیما یا رب العالمین، وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنامولانا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ وسلم تسلیما کثیرا۔ الحمد للہ رب العالمین، الیٰ شرف روح محمد ﷺ و الیٰ روح سیدنا احمد رضا خان القادری مجدد القرن الرابع عشر، و الیٰ روح الحبیب المبارک سیدنا و شیخنا العلامۃ قاضی القضاۃ محمد اختر رضا خان القادری، الفاتحۃ۔۔۔۔۔

الشیخ احمد محمود الملقب جبہ لی،

من تركية، من تلاميذ الشيخ محمود الآفندی نقشبندی المجددی الخالدی

☆......☆......☆

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے اپنی کتاب میں فرمایا: ''ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے، پھر ہماری ہی طرف پھرو گے۔'' (ترجمہ کنزالایمان) اور درود وسلام ہو ہمارے سردار محمد ﷺ پر جن کی شان میں نازل ہوا: ''بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔'' (ترجمہ کنزالایمان) اور ان کے آل واصحاب پر کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں: ''اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ''

یقیناً ہم سب دکھی ہیں، حضرت الشیخ العالم العلامہ والبحر الفہامۃ تاج الشریعۃ والطریقۃ چودھویں صدی ہجری کے مجدد مولانا سیدنا شیخ احمد رضا خان قادری قدس اللہ سرہ کے نبیرہ، مولانا شیخ اختر رضا خان قادری حنفی کی وفات حسرت آیات سے، اللہ پاک انہیں اپنی رحمت سے وافر حصہ عطا فرمائے۔

ہم تعزیت پیش کرتے ہیں ان کے اہل واعیال اولادِ صالح ان کی معزز جماعت اور محترم بھائیوں کی خدمت میں۔ اللہ پاک ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے ان کے رتبے کو بلند فرمائے، اور ان کی مصیبت کو دور فرمائے، اور ان کے مرحوم پر رحم فرمائے۔

مولانا شیخ محمد اختر رضا خان قادری کی وفات حسرت آیات کا رنج کا فور ہونا ممکن ہے، رب قدیر کی ذات سے، کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کیوں کہ اس علامہ دہر نے سنت کو زندہ کیا، بدعت کا قلعہ قمع کیا، اور اس دورِ پرفتن میں خدمت بحسن وخوبی انجام دیا۔ اور ہم سے اس مصیبت کا دور ہونا ممکن نہیں، اور یہ رخنہ پُر نہیں کیا جا سکتا۔

عالم کی موت کا دکھ امر عظیم ہے، کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب مقدس میں فرماتا ہے: ''تو کیا نہیں دیکھتے کہ ہم، زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں۔'' (ترجمہ کنزالایمان)

کنارۂ زمین کے نقص کا مطلب سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''کہ زمین کی خرابی اور نقصان سے مراد، علما وفقہا کی موت ہے، اور اس آیت کا فائدہ یہ ہے کہ علما وفقہا کی موت پوری دنیا کے لیے مصیبت ونقصان کا سبب ہے۔''

یوں ہی امام مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ''زمین کا نقص علمائے کرام کی موت ہے۔'' کیوں کہ علما کی موت سے علم اٹھا لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیثِ میں وارد ہے: ''اللہ تبارک وتعالیٰ علم کو یوں نہیں اٹھائے گا کہ بندوں کے سینوں سے چھین لے گا، ہاں علما کو اٹھا کر علم بھی اٹھا لے گا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے، ان سے مسئلہ دریافت کیا جائے گا یہ بے علم کے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' (حدیث) اللہ کی پناہ اس زمانے سے۔ ابھی ہمارے علما موجود ہیں لیکن تھوڑے ہیں، اور علمائے اہل سنت وجماعت تو بہت ہی کم ہیں، اس دور پُرفتن میں۔

اسی لیے ہم شیخ محمد اختر رضا خان قادری کے وصال پر ملال سے بہت رنجیدہ ہیں، کیوں کہ یہ رنجیدگی ایمان وسعادت کی علامات سے

ہے۔امام غزالی نے منہاج المتعلمین میں ایک حدیث بیان کی ہے: ”مروی ہے کہ جو کسی عالم کی موت پر رنجیدہ نہ ہو وہ منافق ہے، اس لیے کہ عالم کی موت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں، اور جو کوئی مومن- عالم کی موت پر غم کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہزار عالموں اور شہیدوں کا ثواب درج فرماتا ہے۔“

یہ ہمارے لیے بشارت ہے جب ہم ان جیسے عالم کی موت پر رنجیدہ ہوتے ہیں۔علما تو بہت ہیں لیکن ہم شیخ محمد اختر رضا خان جیسا عالم کیسے پائیں گے؟ کہ وہ اس زمانے میں مخالفین سنت، حامیانِ بدعت اور شان اقدس ﷺ کو گھٹانے والوں کے لیے تیز دھار تلوار تھے۔ یہ ان سے لڑتے تھے ان پر سختی کرتے تھے اور ان کی پرزور تردید فرماتے تھے۔کتابوں کے ذریعے، احادیث کے ذریعے اور درس وتدریس کے ذریعے۔

اسی لیے ہمارا نقصان بڑا ہے، ہمارا مرحوم عظیم ہے۔ایوب سختیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابر تابعی سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”جب کبھی مجھے کسی سنی آدمی کی موت کی خبر دی جاتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں اپنے کسی عضو کو کھو رہا ہوں۔“

یہ بات صحیح ہے کہ ہمیں اس کا شعور ہے اور اس کلام کے مفہوم کی چاشنی اپنے دل و دماغ میں محسوس کرتے ہیں کہ گویا ہم نے اپنے جگر کو کھو دیا اپنی آنکھ یا کان کو کھو دیا، اس عالم ربانی کی موت سے۔کیوں کہ اہل سنت و جماعت کے ایسے عالم ربانی جو سنتوں کو زندہ کرنے والے ہوں، دنیا میں بہت ہی کم پائے جا رہے ہیں۔

اور حدیث پاک میں آیا ہے: ”عالم کی موت عالَم کی موت کی طرح ہے۔“ کیوں کہ دنیا بغیر علما کے ایسے ہی ہے جیسے گوشت بغیر نمک کے۔اور نبی اکرم ﷺ نے حدیث پاک میں ارشاد فرمایا: ”کسی قبیلہ کی موت آسان ہے کسی عالم دین کی موت سے، اور پوری دنیا کا ختم ہو جانا ہلکا ہے بہ نسبت کسی عالم کی موت کے۔“ ابن مسعود و حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ”عالم کی موت اسلام میں ایک رخنہ ہے جس کو کوئی چیز پُر نہیں کر سکتی، جب تک کہ لیل ونہار گردش کناں ہے۔“

اور بعض تفسیر کی کتابوں میں آیا ہے کہ فرمانِ باریِ تعالیٰ: ”اس پیارے چمکتے تارے محمد (ﷺ) کی قسم جب یہ معراج سے اترے“ (ترجمہ کنزالایمان) اس نجم سے مراد وہ عالم ہے جو اللہ کو پیارا ہو جائے۔

یعنی اللہ تعالیٰ شیخ محمد اختر رضا خان جیسے باعمل مخلص عالم کی قسم یاد فرماتا ہے۔لہٰذا ان جیسے علما کے اٹھ جانے کے سبب امتیں ہلاکت کے دہانے پر پہنچ گئیں۔جیسا کہ حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: ”لوگوں کی ہلاکت کی نشانی کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: کہ جب ان کے علما ختم ہو جائیں تو یہ ہلاک ہو جائیں گے، کیوں کہ لوگوں کی حیات و استحکام علما ہی کے دم سے ہے۔“

علامہ آجری (علامہ الشیخ ابوبکر الآجری) کی کتاب ”اخلاق العلماء“ میں ہے: ”تم پر لازم ہے کہ علم حاصل کرو قبل اس کے کہ علم رخصت ہو جائے، کیوں کہ علم کے رخصت کا مطلب اہلِ علم کا رخصت ہو جانا ہے، اور عالم کی موت بے نور ستارہ ہے، عالم کی موت ایسا نقصان ہے جس کی تلافی نہیں، اور ایسا خلل ہے جس کی تکمیل نہیں، لوگوں میں خیر باقی نہیں رہے گا مگر علما سے۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ایسے ہزار عابد کا مرجانا جو قائم اللیل اور صائم النہار ہوں ہلکا ہے، اس ایک عالم کی موت سے جو اللہ کی حلال و حرام کردہ اشیاء کا علم رکھتا ہو۔'' کیوں کہ عابدوں کی عبادت اپنی ذات کے لیے ہے، اور علما کا علم پوری امت کے لیے۔ خواہ وہ فرائض سے زیادہ عمل نہ کرتے ہوں۔ یا فرائض سے زیادہ عمل کرتے ہوں۔

مثلاً سیدنا الشیخ محمد اختر رضا خان قادری کہ وہ تو فرائض سے زیادہ پر عمل پیرا تھے، یعنی سنن و نوافل اور مستحبات کو ادا کرتے دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ کی تلاوت فرماتے، اور درود شریف کا ورد کرتے رہتے تھے، آپ کا پورا وقت ذکر و فکر اور کارِ افتا میں گزرتا تھا۔ آپ قاضی القضاۃ فی العالم تھے، پانچ ہزار سے زائد فتاوے تحریر کیے، اور سارے فتوے عامۃ المسلمین کے نفع کے لیے تحریر فرمائے۔

آپ کی موت واقعی موت ہے، یعنی جملہ عابدین شب زندہ دار کی موت، اس عالم ربانی کی موت کے برابر نہیں ہوسکتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اپنی رحمت واسعہ سے حصہ عطا فرمائے ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ اور قیامت کے دن بلند مرتبوں میں سابقین کے زمرے میں شامل فرمائے۔ اور ان کے جد امجد چودھویں صدی کے مجدد سیدنا مولانا احمد رضا خاں سے ملائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ذریت طِیبہ کو حیاتِ دراز عطا فرمائے۔ اور ان کی ذریت طیبہ کو ہم پر اور امت اسلامیہ پر باقی رکھے احیائے سنت نبویہ کے لیے اور اپنے جد امجد احمد رضا خان کے مسلک کی تجدید کرنے کے لیے یعنی اہل ہوا و ہوس صاحب بدعت اور منکرین عظمت نبی ﷺ کی پر زور تردید کے لیے۔

اور ہم ان سے امید رکھتے ہیں کہ سیدنا احمد رضا خاں کی کتابوں کا عربی ترجمہ کریں گے تا کہ پوری امت اس سے استفادہ کرسکے اس لیے کہ ان کی بعض کتابیں اب تک اردو یا فارسی زبان میں ہیں، اور ہم اسے جانتے نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم اس مبارک خانوادے سے یہی امید کرتے ہیں کہ وہ سیدنا مولانا احمد رضا خاں قادری کی کتابوں کو عربی زبان میں منتقل کریں گے۔

اللہ رحم فرمائے سیدنا شیخ اختر رضا خان قادری پر ہم آپ کی روح پرفتوح کی بارگاہ میں پورے مجمع کے ساتھ کلمہ شہادت و کلمہ توحید اور فاتحہ کا ہدیہ پیش کرتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

و لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ فی کل لمحۃ و نفس عدد ما وسعہ علم اللہ - اللہ اللہ جل جلالہ یا رب العالمین۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے جو سارے جہانوں کا رب ہے اور درود و سلام نازل ہو ہمارے سردار اللہ کے نبی پر اور ان کے تمام آل و اصحاب پر۔ یا اللہ اے میرے پروردگار جو میں نے تلاوت کیا اور جو میں نے پڑھا اس کا نورِ ثواب اور ثواب سیدنا مولانا محمد ﷺ کی روح مبارک کو پہنچا پھر سیدنا امام احمد رضا خان قادری کی روح پاک کو پھر سیدنا محمد اختر رضا خان قادری کی روحِ پرفتوح کو۔

اے اللہ ان کی ارواح طیبات کو سکون عطا فرما، ان کے اسرار کو پاکیزہ فرما، ان کی قبروں کو منور فرما، ان کے مزاروں کو سعید فرما، ان کے مشاعر کو خوش بودار بنا، ان کے ثواب میں زیادتی عطا فرما، ان کی نیکیوں میں اضافہ فرما، اے اللہ ان پر اپنے لطف و مہربانی انعام و اکرام اور احسان و امتنان کے فیضان کو جاری و ساری فرما، ان لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا، یعنی انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین

کے ساتھ، ان کے شرف وبزرگی میں زیادتی فرما، اے کائنات کے پالنہار۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولانا محمد ﷺ تسلیما کثیرا۔

الحمدللہ رب العالمین! روح محمد ﷺ کی بارگاہ میں اور چودھویں صدی کے مجدد سیدنا امام احمد رضا خان قادری کی روحِ پاک کو اور سیدنا شیخنا علامہ قاضی القضاۃ محمد اختر رضا قادری کی روح مبارک کو پیش ہے۔ الفاتحہ۔۔۔

احمد محمود ملقب بہ جبہ لی (ترکی) تلمیذ الشیخ محمود الآفندی نقشبندی مجددی الخالدی

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز الخطیب

جانشین ابدالِ شام، پرنسپل التہذیب انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ، دمشق، شام

الحمد للہ رب العالمین! الذی لا یحمد علیٰ مکروہ سواہ۔ الحمد للہ! المتفرد بالبقاء الذی حکم علیٰ جمیع خلقہ بالانتقال عن دار الفناء احمدہ سبحانہ و تعالیٰ و اشکرہ فی السراء و الضراء و اصلی و اسلم علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہ اصحابہ و سلم تسلیما کثیرا۔ امابعد!

فاننا ننعی الی العالم الاسلامی مفتی الھند العلامۃ الشیخ محمد اختر رضا خان البریلوی

بکت المعارف و الرسوم فقیدنا   اواہ لوکان البکاء یفیدنا

رزء اصاب المسلمین فصدع   الاکباد منا واستطار قلوبنا

رحل الی اللہ۔ الا رحمک اللہ یا سیدی الشیخ و اسبل علیک سحائب الرحمۃ و الرضوان

بادرنا وھو یذکر الموت لانہ موعد للقائہ مع الاحبۃ و سیدنا محمد و صحبہ و المحب لاینسیٰ ابدا موعد لقاء الحبیب یقول علیہ الصلواۃ و السلام: "تحفۃ المؤمن الموت" و انما قال ذالک: "لان الدنیا سجن المؤمن" ویقول: "الموت کفارۃ لکل مسلم"

یقول سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ: "اذا ذکرت الموتیٰ فعد نفسک کاحدہ"

یا احبابنا فی الھند! یا احبابنا فی العالم الاسلامی! لایعلم الا اللہ ما اصابنا و اصاب المسلمین، ولم یخص الاقربین، حتیٰ عم جمیع الموحدین، ولم یمس الارحام حتیٰ زعزع رجال الاسلام۔

قد سار بروحہ الشریفۃ عن عالم الفناء الیٰ ما اعد اللہ لہ من منازل الکرامۃ فی دار البقاء۔ صرف نظرہ العالی عن مظاھر الحیات و استقبل بتمام وجھہ ملکوت ربہ الاعلیٰ قد اختار لنفسہ ما اختارہ اللہ تعالیٰ من الاختصاص بجوارہ الکریم و الاتصال بنور وجھہ العظیم ولولا الیقین بان الخیر فی امۃ سیدنا النبی ﷺ الیٰ یوم القیامۃ لما تعزت الانفس

فی البقاء بعدہ و للحقن بہ اختیار اما عندہ و ما الدھر و الایام الا کما تریٰ رزیۃ حر او فراق حبیب۔

انھا کلمات ! نسلی بھا خواطرنا علیٰ ما الم بھا من اشتراک فی ھذ القضاء الذی امتحن اللہ بہ صبرنا و صبرکم و ابتلیٰ بہ ایماننا و ایمانکم۔

یرحل کل یوم عالم و راء عالم و فقیہ وراء فقیہ کلہ مصیبۃ الراحلین عنا عظیمۃ و رزیۃ الیاس من لقائھم جسیمۃ م حرماننا من آدابھم یذھب بالنفس حسرات!

لقد اخذ العلم عن شیوخ عصرہ و کان رضی اللہ عنہ صداء بالحق لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم۔

لحق بجدہ سیدی احمد رضا خان رحمہ اللہ و اجلل لھم العطیۃ و الثوبۃ۔

اعزی اخواننا فی بقاع الارض برحیل ھذا الامام العالم و اسئل اللہ ان یجعلہ فی مقعد صدق عند ملک المقتدر۔

☆......☆......☆

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ رب العالمین کے لیے کہ جس کے سوا مصیبت میں بھی کسی کی تعریف نہیں کی جاتی۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جو اکیلا باقی رہنے والی ذات ہے اور جس نے اپنی تمام مخلوق کو دارِفانی سے انتقال کا حکم سنایا۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں ہر خوشی اور غم میں، اور خوب خوب درود وسلام کا ہدیہ پیش کرتا ہوں اپنے سردار آقا کریم محمد ﷺ پر اور ان کے جمیع آل واصحاب پر۔ امابعد!

پورے عالم اسلام کو مفتیِ ہند علامہ شیخ محمد اختر رضا خان البریلوی کی وفات حسرت آیات کی خبر دیتا ہوں۔

معارف ورسوم ہمارے مرحوم کے لیے گریہ کناں ہیں، میں بھی آہ وزاری کرتا اگر آہ و بکا ہمارے لیے مفید ہوتی

مسلمانوں پر ایسی مصیبت نازل ہوئی جس نے، جگر کو پارہ پارہ کردیا اور دلوں کا چین لے گیا

آپ اللہ کے جوارِ رحمت میں پہنچ گئے، ہاں! اللہ آپ پر رحم فرمائے، اور رحمت ورضوان کی برسات فرمائے۔

موت کو یاد کرکے، وہ ہم پر سبقت لے گئے۔ کیوں کہ موت کو احباب اور روحِ کائنات ﷺ اور آپ کے صحابہ سے ملاقات کی گھڑی ہے۔ اور عاشق کبھی بھی محبوب کی ملاقات کی گھڑی کو بھولتا نہیں۔

محبوب کائنات ﷺ فرماتے ہیں: ''موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔'' آپ نے ایسا فرمایا اس لئے کہ: ''دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔'' اور دوسری حدیث پاک میں ہے کہ: ''موت ہر مسلمان کے لیے کفارہ ہے۔''

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''کہ جب مُردوں کو یاد کرو تو خود کو بھی انھی میں شمار کرو۔''

اے میرے ہندی اور عالمی دوستو! ہمیں اور مسلمانوں کو کتنی بڑی مصیبت پہنچی ہے وہ صرف رب جانتا ہے اور یہ دکھ نہ صرف اقربا کو بلکہ تمام موحدین کو ہے۔ اور نہ صرف رشتے داروں کو بلکہ سارے مسلمان اس سے ہل کر رہ گئے ہیں۔

آپ اپنی روحِ مبارک کے ساتھ اس فانی دنیا سے رخصت ہو گئے، اس منزل کرامت کی طرف جسے اللہ نے دارِ بقاء میں آپ کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ مناظر حیات سے صرف نظر کر لیے۔ رب اعلیٰ کے فرستادوں کا کامل خوشنودی کے ساتھ استقبال کیے۔ اور اپنے لیے وہی پسند کیے جو اللہ نے خاص آپ کے لیے پسند فرمایا، یعنی جوارِ رحمت اور وصال محبوب حقیقی۔

اس بات کا اگر یقین نہ ہوتا تو امت محمد یہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں قیامت تک خیر رہے گا، تو جانیں آپ کے بعد باقی رہنے میں تسلی نہ پاتیں، اور آپ سے مل جاتی اس چیز کو پسند کر کے جو آپ کے پاس ہے۔

یہ زمانہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہو۔ یا تو انسان کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے یا محبوب سے جدائی کا غم دیتا ہے۔

یہ چند کلمات ہیں جن سے ہم اپنے دلوں کو تسلی دیتے ہیں، اس دکھ سے جس سے دل رنجیدہ ہو گئے اور اس فیصلے جس سے اللہ نے ہمارے اور آپ کے صبر کا امتحان لیا، ہمارے اور آپ کے ایمان کی آزمائش کیا۔

آئے دن کوئی نہ کوئی عالم یا فقیہ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں، ہر جانے والے غم ہمارے لیے عظیم ہے، اور ان سے ملاقات کی ناامیدی کی مصیبت بھی کم نہیں ہے۔ ان کے علوم و معارف سے محرومی دلوں میں حسرتیں پیدا کرتی ہیں۔

آپ نے اپنے دور کے ماہرین علوم و فنون سے علم حاصل کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدائے حق بلند کرتے رہتے تھے، بلا خوف لومۃ لائم۔

آپ اپنے دادا سیدی احمد رضا خان سے جا ملے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کے ثواب و درجات میں زیادتی فرمائے۔

روے کائنات کے جملہ دینی برادران کی خدمت میں میں تعزیت پیش کرتا ہوں، اس امام عالم ربانی کی رحلت پر۔ اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ انہیں رکھے سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔

فضیلۃ الشیخ الحبیب علی الجفری

متحدہ عرب امارات

إنّا لله و إنّا إليه راجعون

فقدت الأمة علمًا من أعلام الهدى وهو مفتي الهند الأعظم الفقيه المُحدِّث شيخنا تاج الشريعة محمد أختر رضا خان الحنفي القادري الأزهري.

وهو من بيت علم عريق فهو ابن الشيخ المفسر الأعظم بالهند مولانا إبراهيم رضا (المكنى جيلاني ميان) ابن حجة الإسلام الشيخ محمد حامد رضا ابن الإمام الكبير أحمد رضا الحنفي البريلوي، ومن جهة والدته فإن جده من والدته هو المفتي الأعظم بالهند الشيخ محمد مصطفى رضا خان القادري الحنفي البركاتي، ابن الشيخ أحمد رضا خان الحنفي البريلوي۔

أخذ الشيخ حفظه الله الدروس الأولية والعلوم الابتدائية العقلية والدينية عن العلماء الأكابر المعروفين في وقته، وعن والده وجده من والدته الشيخ محمد مصطفى رضا، وحصل على شهادة خريج العلوم الدينية من دار العلوم منظر الإسلام بمسقط رأسه مدينة بريلي، ثم أكمل أدامه الله تعليمه في جامعة الأزهر الشريف بالقاهرة وتخرج من كلية أصول الدين بارعا في الأحاديث وعلومها ومتضلعا بها۔

وقد استخلفه المفتي الأعظم بالهند الشيخ محمد مصطفى رضا خان قبل وفاته، فبرع الشيخ في الإفتاء وفي حلِّ المسائل المعقدة المتعلقة بالفقه۔

وكان الشيخ يفتي ويعظ ويؤلف باللغات العربية والأردويه والإنجليزية. للشيخ رحمه الله العديد من المؤلفات منها فتاواه المعروفة بأزهر الفتاوى في خمس مجلدات وفتاواه باللغة الإنجليزية أيضًا۔

وله حاشية على صحيح البخاري كما أن له شرحًا على بردة المديح اسمه: الفردة في شرح قصيدة البردة۔

وللشيخ رحمه الله ديوانان ديوانه الأول المسمى: "نغمات أختر" والثاني: "سفينة بخشش" بمعنى "سفينة العفو"، تضمنا قصائد باللغتين العربية والأُردوية. (منقول بتصرف)

وقد شرف الفقير بزيارة كريمة من الشيخ في المنزل عقد فيها مجلس عظيم في روحانيته وحضوره، وتكرم على الفقير فيها بإجازة في مروياته وأسانيده عن أشياخه وكذلك في مصنفاته، كما عطّر المجلس بإنشاد عذب لقصيدة من نظمه، وحصل بين الأرواح انسجام وألفة وجمعية قدسية ذوقية۔

رحمه الله رحمة الأبرار وأسكنه الفردوس الأعلى من الجنة وألحقه بأسلافه الصالحين، وأخلفه في أولاده وطلبته ومريديه وذويه وفينا وفي الأمة بخلف صالح، ولا حرمنا أجره ولا فتننا بعده إنه نعم المولى ونعم النصير۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ترجمہ: امت نے ایک نشانِ ہدایت کو کھو دیا اور مفتی اعظم ہند، فقیہ و محدث میرے شیخ تاج الشریعہ محمد اختر رضا خان ازہری کی ذات ہے۔

آپ کا تعلق ایک مضبوط علمی گھرانے سے ہے۔ آپ حضور مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خان (عرف جیلانی میاں) ابن حجۃ الاسلام حضور محمد حامد رضا ابن امام کبیر احمد رضا حنفی بریلوی کے چشم و چراغ ہیں۔ اور والدہ کی جانب سے آپ کے نانا محترم حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان قادری حنفی برکاتی، ابن شیخ احمد رضا خان حنفی بریلوی ہیں۔

آپ رحمہ اللہ اولیات کے درس اور ابتدائی عقلی و دینی تعلیم اپنے وقت کے مشہور اکابر علمائے کرام، اپنے والد ماجد اور نانا شیخ محمد مصطفیٰ رضا سے حاصل کیا، اور ان علوم دینیہ کی سند اپنے وطن مالوف شہر بریلی کے دار العلوم منظر اسلام سے حاصل کیا، پھر جامعہ ازہر شریف قاہرہ

سے تعلیم مکمل کیا۔اور کلیۃ اصول الدین سے علم حدیث اور دیگر علوم وفنون میں کامل مہارت پا کر سند فراغ حاصل کیا۔

حضور مفتی اعظم ہند شیخ محمد مصطفیٰ رضا خان اپنی وفات سے پہلے ہی آپ کو اپنا نائب منتخب فرمایا، پھر آپ رحمہ اللہ نے کمال مہارت حاصل کر لی۔فتویٰ نویسی اور مغلق مسائل کے حل میں۔

آپ کا مشغلہ فتویٰ نویسی وعظ و نصیحت اور عربی اردو اور انگریزی زبانوں میں تصنیف و تالیف تھا۔آپ رحمہ اللہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ان میں سے آپ کی مشہور کتاب ''ازہر الفتاویٰ'' پانچ جلدوں میں ہے،اور آپ کے فتاوے انگریزی زبان میں بھی ہیں۔

آپ نے صحیح بخاری پر حاشیہ بھی لکھا ہے۔جیسا کہ آپ نے بردہ کی بھی شرح فرمائی ہے اس کا نام ''الفردۃ فی شرح قصیدۃ البردۃ'' ہے۔ آپ کے دو دیوان ہیں، ایک کا نام ''نغمات اختر'' اور دوسرے کا نام ''سفینہ بخشش'' (یعنی سفینۃ العفو) ہے۔جو عربی اور اردو دونوں زبانوں میں قصیدہ پر مشتمل ہے۔منقول بتصرف۔

شیخ کی زیارت سے میں اس جگہ مشرف ہوا، جہاں آپ کی سرپرستی اور موجودگی میں ایک بڑی مجلس ہو رہی تھی۔اور فقیر کو اسی مجلس میں اپنی اجازت وشیوخ اور کتب کی سند عطا فرما کر اعزاز بخشا۔اور وہ مجلس مشک بار تھی، آپ کے نظم کے اشعار کی گنگناہٹ سے،اور روح کو کیف و سرور الفت و دل جمعی اور رُوحانی ذوق مل رہا تھا۔

اللہ پاک آپ پر ابرار والی رحمت فرمائے۔فردوس بریں میں ٹھکانا بنائے،سلف صالحین کے زمرہ میں شامل فرمائے،ان کی اولاد طلبہ مریدین اور پوری امت میں ان کا صالح جانشین عطا فرمائے۔

اور ہم محروم نہ رہیں ان کے فیض سے اور ان کے بعد ہم فتنہ سے بچے رہیں، بے شک اللہ بہترین مولا اور کارساز ہے۔

فضیلۃ الشیخ عمر بن سلیم الاعظمی الحسینی

سابق خطیب جامع امام اعظم، بغداد، عراق

الحمدللہ الذی تفرد بالبقاء و حکم علیٰ خلقه بالفناء قال تعالیٰ: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (سورۃ الانبیاء: ۳۵) و قال ایضاً: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ والصلوٰۃ والسلام علیٰ فاتح ابواب الخیر و البرکۃ والیقین سیدنا محمد ن القائل ''الموت تحفۃ المؤمن''۔

فی ھذا الیوم اری الصلوٰۃ شیخ الشیوخ و عالم العلماء قاضی القضاۃ و مفتی الھند الاعظم مفتی الدیار الھندیۃ العلامۃ الشیخ محمد اختر رضا خان القادری الحنفی البریلوی شیخ الطریقۃ القادریۃ الذی کان عالما ربانیاً و اعالما مجاھدا و عالما نحریرا خادما للشریعۃ و صلت خدماته الیٰ کافۃ انحاء الارض و قد کان حلقۃ الوصل بین علماء الھند و بین علماء العرب و المسلمین عامۃ حیث نال الاجازۃ العلمیۃ من سندہ المبارک اغلب علماء المسلمین۔

كان رحمه الله تعالیٰ قد استدعانی للتدريس فی جامعة التی بناها جامعة الرضا و هی من اكبر الجامعات فی العالم التی تقع فی الهند حيث تشرفت بالخدمة فيها بتدريس الطلبة بسنتين متتاليتين و قد عرفته عن كسب۔

عرفته انسانا عظيما و عالماً نحريرا مدققا محققا لا يفتر عن الطاعة و لايفتر عن التاليف و لا يفتر عن خدمة طلاب العلم يسهر ليله فی العبادة و يقضی نهاره ما بين التدريس و خدمة الطلاب و رعاية شئونهم و الافتاءِ و اللقاءِ بالمريدين و الاحباب۔

كان رحمه الله تعالیٰ مثالا للعالم ربانی و قد شمر صاعد الجد فالف كتبا كثيرا و صنف كتبا عديدا و قام بتعريب كتب جده الامام احمد رضا المجدد بقرن الرابع عشر امام القارة الهندية۔ التی بلغت مؤلفاته اكثر من الف مؤلف ما بين تصنيف و تاليف و رسالة صغيرة و ما بين شرحا علی الصحاح۔

هذا العالم الربانی الذی ترک لنا تراثا عظيما تراه اليوم فی مكاتب العالم الاسلامی الكبریٰ فی بغداد و فی الشام و فی مصر و فی اليمن حتیٰ وصلت آثاره الیٰ كافة انحاءِ الارض رحمه الله تعالیٰ كان لا يفتر عن خدمة الشريعة و لا يفتر عن اسفار الدعوة لله سبحانه و تعالیٰ۔

ودع هذه الدنيا بعد صلوٰة العصر من يوم الجمعة المباركة و هو يقول "الله الله" و قد تناقلت وسائل الاتصال خبر وفاته و تشعيعه و دفن رحم الله تعالیٰ و احسن اليه و اجزل له المثوبة و جعل قبره روضة من رياض الجنة الحمد لله الذی شرفنا بتدريس بعض كتبه للطلاب هنا فی جامعات الباكستان و خصوصاً كتابه الاخير الفردة فی شرح البردة التی شرح فيها قصيدة الامام البوصيری رحمه الله تعالیٰ احسن الله اليه۔ و جعل قبره روضة من رياض الجنة۔ و بارک فی ولده الامجد مولانا الشيخ عسجد و بارک فی ذريته و بارک فی تلاميذه و احبابه و مريديه و جعل قبره روضة من رياض الجنة و حشره مع الانبياءِ و الصديقين و الشهداءِ و الصالحين و حسن اولئک رفيقا۔ فالحمد لله رب العالمين۔

السيد عمر بن سليم الاعظمی الحسينی من لاهور الباكستان

☆......☆......☆

ترجمہ: تمام تعریف اس اللہ کے لیے جس کی ذات یکتا ہے بقا میں اور جس نے ساری مخلوق کو فنا کا حکم سنایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔“ (ترجمہ کنز الایمان) نیز فرمایا: ”زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے، اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا“ (ترجمہ کنز الایمان) اور درود وسلام نازل ہو خیر و برکت اور یقین کے مرکز سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر جن کا فرمان عالی شان ہے: ”موت مومن کا تحفہ ہے“ (مفہوم حدیث)

آج مجھے خبر ملی کہ شیخ الشیوخ عالم العلماء، قاضی القضاۃ و مفتی اعظم ہند، شیخ طریقت قادریہ، علامہ محمد اختر رضا خاں قادری حنفی بریلوی کا انتقال

پر ملال ہوگیا ہے۔آپ عالم ربانی مجاہد دوراں اور ماہر علوم اور مفتی شرع تھے۔آپ کی خدمات پوری دنیا تک پہنچی۔علماے ہند وعرب اور عام مسلمانوں تک آپ کا دائرۂ کار پھیلا ہوا تھا۔حتیٰ کہ اکثر علماے کرام نے آپ کی سند مبارک سے اجازت حاصل کیا۔حضرت نے مجھے اپنے قائم کردہ جامعہ ''جامعۃ الرضا'' میں درس وتدریس کے لیے مدعو کیا جس کا شمار دنیا کے بڑے جامعات میں ہوتا ہے،اور وہ ہندوستان میں ہے۔مسلسل دو سال تک اس میں بچوں کو درس دیتا رہا،دورانِ تدریس میں نے اچھا صلہ دیا۔

اور میں نے شیخ کو جانا کہ آپ ایک عظیم انسان،ماہر عالم،باریک بین اور محقق ہیں۔جو طاعت وعبادت میں،تصنیف وتالیف میں اور خدمتِ طلبہ میں کبھی کوتاہی نہ فرماتے،آپ کی ذات عبادت الٰہیہ میں گزرتی اور دن درس وتدریس خدمتِ طلبہ انتظامی امور کی نگرانی کارِ افتاء اور مریدین واحباب سے ملاقات میں گزرتا۔آپ علماے ربانیین کے لیے ایک بہترین مثال تھے۔

دادا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بہت ساری کتابیں تصنیف وتالیف کیں،اور اپنے دادا،چودھویں صدی کے مجدد،برصغیر ہند کے امام،امام احمد رضا(جن کی تصنیف وتالیف کی تعداد ہزار سے بھی زیادہ ہے۔کتب رسائل،اور شروح کی شکل میں۔)کی کتابوں کی تعریب فرمائی۔

اس عالم ربانی نے ہمارے لیے بہت بڑا علمی سرمایہ چھوڑا ہے،جس کا مشاہدہ ہم عالم اسلام کی بڑی بڑی لائبریریوں میں یعنی بغداد،شام،مصر اور یمن وغیرہ میں کرسکتے ہیں،آپ کا فیض دنیا کے کونے کونے میں پہنچا،آپ رحمہ اللہ تعالیٰ خدمت دین اور دعوت الی اللہ کے سفر میں کوتاہی نہیں فرماتے تھے۔

حضرت اس فانی دنیا کو جمعہ کے دن عصر کے بعد الوداع کہہ دیے۔اس وقت ''اللہ اللہ'' کا ذکر وردِ زبان تھا۔پھر میڈیا والوں نے آپ کی وفات،جنازہ اور تدفین کی خبروں کو عام کیا۔اللہ ان پر رحم فرمائے اور حسن سلوک فرمائے اور عمدہ ثواب عطا فرمائے۔اور ان کی قبر مبارک کو جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری بنائے۔تمام تعریفیں اللہ کے لیے،جس نے ہمیں یہ اعزاز بخشا کہ پاکستان کے جامعات میں حضرت کی کچھ کتابوں کا میں نے درس دیا ہے،خاص کر آپ کی آخری کتاب ''الفردۃ فی شرح البردۃ-للامام البوصیری رحمہ اللہ'' کا۔

اللہ تعالیٰ حضرت پر رحم فرمائے،بہترین بدلا عطا فرمائے،اور ان کی قبر کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنائے۔اور آپ کے شہزادے مولانا الشیخ عسجد،آپ کی ذریتِ مبارکہ اور تلامذہ،احباب اور مریدین میں خوب خوب برکتیں فرمائے۔اور مزار انور کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنائے۔اور آپ کا حشر انبیا،صدیقین،شہدا اور صالحین کے ساتھ فرمائے۔اور یہ کیا ہی بہترین ساتھی ہیں۔الحمدللہ رب العالمین

شیخ سید عمر بن سلیم اعظمی حسینی،لاہور پاکستان

فضیلۃ الشیخ محمد محمود ابوہ الحاجی

موریطانیہ،افریقہ

رحم الله مفتي الديار الهندية وإمام أهل السنة والجماعة في هذا العصر الشيخ أختر رضا حفيد الإمام نادرة عصره أحمد رضا خان البريلوي: وقد قلت بهذه المناسبة الأليمة:

نَبأٌ أقضّ مَضاجِعي وَبَراني — وتَضَعْضَعَت من هَوْلِهِ أَركانِي

وانهَدَّ ركنُ الدين بعدَ ثَباته — لمّا نعَوا لي دُرة الأزمانِ

نعَوا "اختَرَ" البحرَ الذي قَذَفَتْ لنا — أمواجه بالدُّر والمُرجان

تاجَ الشريعَةِ والحقيقةِ والهدى — قطبَ الورى غوثَ الغريق العاني

أحيا لنا كُتُبَ الإمامِ المرتضى — فهما لِفلْكِ الحقِ كالشَّمسَانِ

أَسَفِي على تلكَ المَحَاسن من فَتَى — قد عاشَ بالإيمان والإحسان

قد كان نورا يُهتدى بِضيائه — واليوم أمسى ثاويا بجنان

فالله يجزيهِ بخير جزائه — وينيلهُ مِ الرَّوْح والريحانِ

محمد محمود الحاجي

☆......☆......☆

ترجمہ: اللہ رحم فرمائے مفتئ ہندوستان، اس دور کے مقتدائے اہل سنت وجماعت شیخ اختر رضا نبیرۂ امام، نادرِ زمان، احمد رضا خان بریلوی پر اور اسی غم ناک موقع پر میں نے کہا ہے۔

ایسی خبر آئی جس نے میری نیند اور چین کو اڑا دیا — جس کی ہولناکی سے میرے وجود کی بنیاد ہل گئی

دین کا ستون اپنے ثبات کے بعد منہدم ہوگیا — جب لوگوں نے مجھے دُرِ زمان کی موت کی خبر سنائی

لوگوں نے اس اختر کے چلے جانے کی خبر دی — جو ایسا سمندر تھا جس کی موجوں نے ہمارے لیے موتی اور مرجان لٹائے

وہ شریعت وحقیقت اور ہدایت کے تاج ہیں — قطب الوریٰ اور ڈوبتے بے سہاروں کے مددگار تھے

جنہوں نے امام مرتضیٰ کی کتابوں کو جِلا بخشی — پس یہ دونوں آسمان حق کے چاند وسورج کی طرح ہیں

ہائے افسوس اس صاحب کمالات مرد جواں پر — جنہوں نے ایمان واحسان کے ساتھ زندگی گزاری

وہ ایک ایسے نور تھے جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی — اور آج شام کو وہ نور جنت کی طرف چل دیا

پس اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے۔ — اور انہیں راحت وریحان عطا فرمائے

فضیلۃالشیخ علی طارق الحنفی القادری

بغداد شریف،عراق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ ! والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدی رسول اللہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

نعزی الاخوۃ والاحباب فی الھند الحبیبۃ والشفیقۃ فی وفاۃ سیدنا و مرشدنا و شیخنا و قدوتنا العلام السید الشیخ الدکتور مجدد الدین فی ھذا الدین العظیم حضرۃ سیدنا الشیخ محمد اختر رضا خان علیہ رحمات اللہ

وانا لندعو اللہ تبارک و تعالیٰ لھم بالرحمات و انا لنسئل اللہ تبارک و تعالیٰ ان یسکنہ اعلی الجنات و ان یکون مصاحبا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی جنات الخلد و نسئل اللہ تبارک و تعالیٰ ان یمن علینا و علی الاسلام والمسلمین بمن ھو من امثالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نعزیکم مرۃ اخریٰ ونسئل اللہ ان یلھمکم الصبر والسلوان و نسئل اللہ للفقید العلامہ السید اختر رضا خان الحنفی القادری الازھری لہ الرحمۃ والجنۃ و مصاحبۃ الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

و من ھنا من ھذا الضریح المبارک من حضرۃ السری السقطی و من حضرۃ جنید البغدادی نسئل اللہ العظیم ان یرحمھم تحت الارض کما رحمہ فوق الارض و ان یرحمہ یوم العرض نسئل اللہ تبارک وتعالیٰ ان یکرمہ برحمتہ التی وسعت کل شئی و ان یکرمہ بشفاعۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نسئل اللہ تعالیٰ لہ من خیرٍ ما سألہ حبیبہ المصطفیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نستعیذ لہ اللہ تبارک و تعالیٰ من شر ما استعاذہ حبیبہ و نبیبہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم انا نسئلک لہ رفع الدرجات والمنزلات و ان یکون مع الحبیب المحبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی جنات الخلد نسئل اللہ ان یشفعہ فینا و نسئل اللہ العظیم ان یشفع حضرۃ الشیخ محمد اختر رضا خان القادری الحنفی فینا یوم اللقائ عندا اللہ تبارک و تعالیٰ و نسئل اللہ لکم ولدولۃ الھند الحبیبۃ التقدم والازدحام و ان یعوض اللہ علینا و علیکم من امثالہ و صل یارب علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

الشیخ علی طارق الحنفی القادری (بغداد الشریفۃ العراق)

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا، تمام تعریف اللہ کے لیے، اور درود وسلام ہو میرے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے تمام آل اصحاب پر۔ ہم اپنے سردار مرشد شیخ اور رہنما علامہ شیخ ڈاکٹر مجدد دین عظیم حضرت سیدنا شیخ محمد اختر رضا خان علیہ رحمات اللہ کی وفات حسرت آیات پر پیارے ہندوستان کے بھائیوں اور دوستوں کو تعزیت پیش کرتے ہیں، اور ان کے حق میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے رحمتوں کی دعا کرتے ہیں اور یہ کہ مولا تبارک وتعالیٰ جنتِ اعلیٰ ان کا مسکن بنائے اور جناتِ خلد میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی عطا فرمائے۔ اور یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم پر اور اسلام ومسلمین پر ان کا نعم البدل بھیج کر احسان فرمائے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پھر ہم دوبارہ تعزیت پیش کرتے ہیں کہ مولا تبارک وتعالیٰ آپ سب کو صبر وسلوان کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم علامہ سیدی محمد اختر رضا خاں حنفی قادری ازہری کو رحمت، جنت اور حبیب دوعالم ﷺ کی رفاقت عطا فرمائے۔

حضرت سر سقطی اور حضرت جنید بغدادی کے مزار پُر انوار سے اللہ پاک سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ پاک ان پر قبر انور میں ایسے ہی رحم فرمائے جیسے کہ روے زمین پر ان پر رحم و کرم فرمایا۔ اور بروز قیامت ان پر رحم فرمائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اعزاز بخشے اس رحمت سے جو ہر چیز کو محیط ہے، اور شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب فرمائے۔ اللہ پاک انہیں ہر وہ خیر عطا فرمائے جس خیر کے طالب سرور کائنات ﷺ ہوئے۔ اور اپنی پناہ میں رکھے ہر اس شر سے جس سے آقا کریم ﷺ نے پناہ مانگی۔ ہم اللہ پاک سے ان کے علوِ مرتبت اور رفع درجات کی دعا کرتے ہیں۔ اور جنات خلد میں حبیب اکرم محبوب معظم ﷺ کی رفاقت کی دعا کرتے ہیں۔ اور یہ کہ ہمارے حق میں اللہ ان کی سفارش کو قبول فرمائے، اور کل قیامت کے دن اللہ پاک کی بارگاہ میں حضرت شیخ محمد اختر رضا خاں قادری حنفی کو ہمارا سفارشی بنائے۔ اور آپ سب کے لیے، اور پیارے ہندوستان کے لیے، اللہ تعالیٰ سے ترقی اور کثرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور یہ کہ ہم کو اور آپ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ وصل یا رب علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

شیخ علی طارق حنفی قادری (بغداد شریف، عراق)

فضيلة الشيخ عبد الفتاح البزم

مفتي دمشق، مدير معهد الفتح الإسلامي

عليه الرحمة و الرضوان و عوضه الله الجنة. و أعظم أجركم جميعا. و عوض المسلمين خيرا. سلامي للجميع۔

☆......☆......☆

ترجمہ: ان پر اللہ کی رحمت و رضوان ہو، اور ان کو جنت عطا فرمائے، آپ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے، اور سارے مسلمانوں کو خیر سے نوازے، سبھوں کی بارگاہ میں میرا سلام۔

عبد الفتاح البزم۔ مفتی دمشق - ڈائریکٹر معہد الفتح الاسلامی

فضيلة الشيخ خير الطرشان

مشيخ الطريق القادري الشاذلي دمشق

ننعى إلى العالم الإسلامي شيخنا المجيز العلامة محمد أختر رضا خان الأزهري البريلوي الملقب ب

(تاج الشريعة) مفتي بلاد الهند عن عمر ناهز سبعين عاما مليئ بالفضل والخير والعطاء والعلم والتعليم والثناء العاطر والتربية القويمة والذكر النقي والصيت الذائع في الفضيلة وحسن السمت.

تغمده الله بواسع رحمته وعوضه رضوانه والجنة وألحقه بخيار الصالحين من أحبابه وعوض المسلمين خيراًأعظم الله أجرنا وأجركم۔

وغفر الله لسيدنا وشيخنا ومجيزنا وأكرم نزله وأحسن وفادته وضيافتهاللهم أجرنا في مصيبتنا وعوضنا خيراًوإنا لله وإنا إليه راجعون

☆......☆......☆
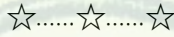
ترجمہ: عالم اسلام کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے مرشد اجازت علامہ محمد اختر رضا خان ازہری بریلوی ملقب بہ تاج الشریعہ مفتی ہند کی وفات کی۔ان کی عمر شریف تقریباً ستر سال تھی جو فضل وخیر، جود وعطا، علم وتعلیم، حسنِ تعریف، عمدہ تربیت، خالص ذکر اور فضیلت وحسنِ جہت، اور بلندی شہرت سے بھرپور تھی۔

اللہ ان کو اپنی وسیع رحمت کے سائے میں رکھے، اپنی رضا اور جنت عطا فرمائے، صالحین کے زمرے میں شامل فرمائے، اور مسلمانوں کو بہترین بدلا عطا فرمائے، اللہ ہمیں اور آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے، سیدی وشیخی مرشدِ اجازت کی اللہ مغفرت فرمائے اور ان کی جائے مہمانی کو بلند فرمائے، اور ان کی ضیافت وتکریم کو حسین فرمائے، اے اللہ ہمیں اس مصیبت سے چھٹکارا دے اور اس کا نعم البدل عطا فرما۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

خیر طرشان (شام)

فضيلة الشيخ عمر محمد القطلب

بیروت، لبنان

هنيئًا لک سيدي أن شربت من أنواره ولازمتَه وصحبتَه۔عظّم الله أجركم وأجورنا بفقد هذا الإمام العلامة الولي الصالح، رضي الله عنه وعنا به۔

عليكم السلام ورحمة الله وبركاته۔ لقد علمنا بالنبأ وبالمصاب

☆......☆......☆

ترجمہ: مبارک ہو اے شیخ! کہ آپ نے ان کے جام معرفت سے پیا، اور ان کی قربت وصحبت میں رہے۔اللہ پاک ہمیں اور آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے، اس امام علامہ ولی صالح کی وفات کے بدلے۔اللہ ان سے راضی ہو اور ہم سے راضی ہو ان کے صدقے آپ پر سلامتی ہو، اللہ کی

رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ لقد علمنا بالنبأ و بالمصاب۔

شیخ عمر محمد القطلب (بیروت)

فضیلة الشیخ عثمان الصومالی

صومالیہ،افریقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ و صلی اللہ علیٰ سیدنا مولانا محمد و علیٰ الہ و صحبہ اجمعین۔ و بعد!

فإنا للہ و انا الیہ راجعون۔

بلغنانعی الشیخ اختر رضا خاں الازھری مفتی الھند و شیخ الطریقة القادریة فیھا و احزننا فقید فوت للارکان الامة الاسلامیة ولکننا نرضی بقضائ اللہ و قدرہ و نعزی انفسنا و نعزی الامة الاسلامیة و اتباعہ و مریدیہ بطریقة القادریة فی الھند فی رحیل السید السند المفتی شیخ الشریعة و الحقیقة الشیخ اختر رضا خاں جعل اللہ تربة فی الجنة الاعلیٰ و نقول لاھل الشیخ و مریدیہ اعظم اللہ اجرکم و احسن اجزائکم و غفرہ لشیخنا و شیخکم۔

اللھم ارحمہ و اغفرلہ و اسکنہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا۔

الشیخ عثمان بن عمر حدِغ الشافعی الصومالی

۸ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ

☆......☆......☆

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ اور رحمت کاملہ نازل ہو ہمارے سردار مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے تمام آل واصحاب پر۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون۔

شیخ الشیوخ، مفتی ہند، شیخ طریقت قادریہ، مفتی اختر رضا خاں ازہری کے وصال پرملال کی خبر ملی، امت مسلمہ کے بلند پایہ مرحوم نے ہمیں پرُغم کردیا لیکن ہم اللہ کے فیصلے اور تقدیر سے راضی ہیں۔ ہم خود کو تسلی دیتے ہیں، اور تعزیت پیش کرتے ہیں پوری امت اسلامیہ کو اور ان کے متبعین کو اور پوری دنیا کے مریدین کو، خصوصاً ہندوستان کے ان کے قادری مریدوں کو سید السند شیخ مفتی محمد اختر رضا خاں کے وصال پرملال پر اللہ تعالیٰ جنۃ الاعلیٰ میں ان کا ٹھکانہ بنائے۔ حضرت کے خانوادہ مریدین کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے، اور نیک بدلا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور آپ کے شیخ کی مغفرت فرمائے۔

اے مالک ومولا! ان پر رحمت وغفران کی برسات فرما، اور ان کا گھر بناسچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔ جن پر تو

نے انعام کیا یعنی انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ، اور یہ کیا ہی بہترین ساتھی ہیں۔

الشیخ عثمان بن عمر حدِغ الشافعی الصومالی

۸/ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ

فضیلۃ الشیخ نضال ابن ابراهیم آل رشی

دمشق، سیریا

رحم الله الشيخ محمد أختر رضا كان قد جاء إلى دمشق منذ ما يقارب عشر سنوات و كنت حينئذ في الشام الحبيبة المباركة، فاتصل بي و دعاني في جمع من مشايخ دمشق، و قال لي: نقلتُ من كتابك: "رفع الغاشية" ثماني صحيفات.

اللهم أكرم الله نزله، و ارفعه في عليين بفضلك و كرمك يا رب العالمين

ترجمہ: اللہ رحم فرمائے شیخ محمد اختر رضا پر آپ تقریباً دس سال قبل دمشق تشریف لائے تھے، اور اس وقت میں ملکِ شام ہی میں تھا، تو مجھے کال کر کے بلایا مشائخ دمشق کی مجلس میں اور مجھ سے فرمایا کہ آپ کی کتاب "رفع الغاشیہ" سے 8 صفحات میں نے نقل کیا ہے۔ اے اللہ اعزاز والی جگہ انہیں عطا فرما، اور علیین میں بلند مقام عطا فرما، اپنے فضل و کرم سے اے سارے جہان کے پالن ہار۔

فضیلۃ الشیخ محمد علی یمانی

المملکۃ المکرمۃ، سعودی عربیہ

نعزي أنفسنا و المسلمين جميعا بوفاة شيخنا بالإجازة إمام أهل السنة و الجماعة في بلاد الهند و السند و الباكستان و سائر القارة الهندية فضيلة العلامة الشيخ الولي أختر رضا خان القادري الحنفي الماتريدي

نسأل الله تعالى له المزيد من النعيم و أن يجمعنا معه تحت ظل عرشه يوم لا ظل إلا ظله مع العافية في الدنيا و الآخرة..

إنا لله و إنا إليه راجعون.

ترجمہ: ہم تعزیت پیش کرتے ہیں جملہ مسلمانوں کو اپنے مرشد اجازت، برصغیر ہند سندھ پاکستان کے علمائے اہل سنت کے مقتدا فضیلۃ الشیخ علامہ ولی اختر رضا خان قادری حنفی ماتریدی کی وفات حسرت آیات پر۔

اللہ پاک سے دعا کرتے ہیں، ان کے لیے مزید نعمتوں کی اور اس بات کی کہ اللہ پاک ہمیں اٹھائے ان کے ساتھ اپنے عرش کے سائے کے نیچے، جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا، اس کے سائے کے سوا، دنیا و آخرت میں عافیت کے ساتھ۔۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

محمد علی یمانی (مکہ مکرمہ، سعودی عربیہ)

فضیلۃ الشیخ محمد بادنجکی

جرمنی

اخواني واحبتي الکرام یحزنني أن اخبرکم أن فضیلۃ الشیخ العالم الکبیر القاضي مفتي الدیار الھندیۃ اختر رضا خان قد انتقل الی رحمۃ اللہ مساء الیوم الجمعۃ حوالی الساعۃ السابعۃ و النصف مساء۔ نامل منکم الدعاء لہ بأن یکون مع الانبیاء و الصحابۃ و الصدیقین و الشھداء

☆......☆......☆
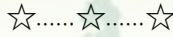
ترجمہ: میرے معزز بھائیوں اور دوستوں! دکھ کے ساتھ آپ کو خبر دے رہا ہوں کہ فضیلۃ الشیخ عالم کبیر قاضی و مفتی ہندوستان اختر رضا خاں اللہ کی رحمت کو پہنچ گئے۔ بروز جمعہ مبارکہ شام کو تقریبا ساڑھے سات بجے۔ ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ ان کے حق میں دعا کریں کہ ان کا ٹھکانہ انبیا، صحابہ، صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہو۔

فضیلۃ الشیخ محمد بادنجکی (جرمنی)

الدکتور لؤی بن عبد الرؤف الخلیلی الحنفی الماتریدی

قازان یونیورسٹی، تتارستان، روس

انتقل إلی رحمۃ اللہ تعالی فضیلۃ الشیخ العالم الکبیر القاضي مفتي الدیار الھندیۃ اختر رضا خان قد انتقل الی رحمۃ اللہ مساء الیوم الجمعۃ حوالی الساعۃ السابعۃ و النصف مساء۔

نامل منکم الدعاء لہ بأن یکون مع الانبیاء و الصحابۃ و الصدیقین و الشھداء

☆......☆......☆

ترجمہ: فضیلۃ الشیخ، عالم کبیر، قاضی و مفتی ہند، اختر رضا خان جوارِ رحمت میں پہنچ گئے۔ جمعہ کے دن شام کو (تقریباً) ساڑھے سات بجے آپ کا انتقال ہوا۔

ہم آپ سے امید کرتے ہیں آپ ان کے لیے دعا کریں کہ وہ رہیں انبیا، صحابہ، صدیقین اور شہدا کے ساتھ۔

فضيلة الشيخ عبد النصير أحمد المليباري

سیا نجور، أندونیسیا

العلامة الشيخ أختر رضا خان الحنفي حفيد الإمام الشيخ أحمد رضا خان البريلوي في ذمة الله تعالى.

كان من فضلاء أهل السنة في الديار الهندية، سعى سعيا حثيثا في نشر تراث جده العظيم، وتعريب ما كان بالأردية أو الفارسية من كنوزه.

والفقير وإن لم يتتلمذ له مباشرةً ولكني قد استفدت مما جادت به قريحته قراءةً. وكان اجتماعي به في القاهرة حيث زارها قبل ثمانية أعوام تقريبا، وكان لقاء مباركا. نسأل الله أن يرفع درجته ويتغمده بالعفو والغفران، ويلحقنا به على خير.

عبد النصير أحمد المليباري۔ سيانجور، أندونيسيا

☆......☆......☆

ترجمہ: علامہ شیخ اختر رضا خان حنفی نبیرہ امام شیخ احمد رضا خان بریلوی اللہ کی رحمت کو پہنچ گئے آپ ملک ہندوستان کے عالم جلیل تھے، آپ نے پرزور کوشش کی اپنے جد امجد کی وراثتِ علمیہ کو پھیلانے میں، اور جو خزانے اردو یا فارسی میں تھے ان کا عربی ترجمہ کرنے میں۔

فقیر نے اگرچہ آپ سے بالمشافہ شرف تلمذ حاصل نہیں کیا لیکن میں نے آپ کے جودت طبع سے استفادہ کیا ہے۔ اور میری ملاقات آپ سے قاہرہ میں ہوئی تھی تقریباً آٹھ سال پہلے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ آپ کے درجے کو بلند فرمائے اور عفو ومغفرت کا سایہ عطا فرمائے۔ اور ہمیں ان سے ملائے خیر کے ساتھ۔

عبدالنصیر احمد ملیباري ۔سیا نجور،انڈونیشیا

مريدين الشيخ احمد الحبال الرفاعی رحمہ اللہ

شام

انتقل اليوم إلى رحمة الله تعالى شيخي تاج الشريعة والحقيقة في الهند ومفتي الهند سابقا الوارث المحمدي الشيخ أختر رضا خان القادري الأزهري الذي كان من أصدقاء شيخنا أحمد الحبال الرفاعي اللهم جدد عليهما رحماتك۔

وكان يزوره في مجالس الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الشام كلما زار سوريا۔

نسأل الله أن يرحمه برحمته التي وسعت كل شيء ويجمعنا بهما مع الحبيب المصطفى صلى الله عليه وسلم في الجنة۔

الصلاة على سيدي الشيخ أختر رضا خان اللهم جدد عليه رحماتک ستکون یوم الاحد القادم بعد صلاة الظهر في الهند في مدينة بريلي الشريفة

مریدین الشیخ احمد الحبال الرفاعی (شام)

☆......☆......☆
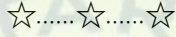
ترجمہ: شیخی تاج الشریعہ والحقیقۃ مفتی ہندوارثِ محمدی شیخ اختر رضا خان قادری ازہری جو ہمارے شیخ احمد حبال رفاعی کے دوستوں میں سے تھے، (اے اللہ ان دونوں پر تجدید رحمت فرما) آج اس دارِفانی سے رحمت الٰہی کو پہنچ گئے۔

شیخ ازہری جب بھی ملک شام تشریف لاتے تو شام کی مجالس محافل میلاد النبی ﷺ میں ان سے ملاقات فرماتے۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان کو اس رحمت سے حصہ عطا فرمائے جو ہر شئے کو محیط ہے، اور ان دونوں بزرگوں کے ساتھ ہم سب کو پیارے مصطفیٰ ﷺ کی رفاقت جنت میں نصیب فرمائے۔ سیدی شیخ اختر رضا خان (اے اللہ ان پر رحمتوں کی تجدید فرما) کی نماز جنازہ آئندہ اتوار کو بعد نماز ظہر ہندوستان کے شہر بریلی شریف میں ادا کی جائے گی۔

مریدین الشیخ احمد الحبال الرفاعی رحمہ اللہ (شام)

Al-Shaikh Al-Sayyeid Khalid Al-Jilani

Baghdad Sharif-Iraq

We are saddened to received the news of the passing away of Al-Allamah Mufti Akhtar Riza Khan Al-Qadiri.

Our deep condolences to his family, students and his lovers everywhere .

May Allah grant his soul the highest position in Jannah together with His beloved Prophet, Messengers and Awliaullah. Ameen.

Al-Shaikh Al-Sayyeid Khalid Al-Jilani Al-Qadiri Al-Baghdadi

Darul Jailani International, SEYJDAA NASHEEN

Baghdad Sharif-Iraq

Al-Shaikh Munawwar Ateeque

Birmingham- United Kingdom

With a very heavy heart and soul, I inform you of the passing of the Imam of our age, our beloved teacher and Shaykh in the Qadiri Barakati silsilah, the great grandson of Sayyidi Alahazrat, Huzur Tajushariah Mufti Akhtar Raza Khan sahib Allah tala sanctify his secret and elevate his ranks. May his spiritual grace continue till judgement day.

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ

Munawwar Ateeque-UK

علامہ سید محمد مدنی الاشرفی الجیلانی صاحب

جگر گوشۂ محدث اعظم، کچھوچھہ شریف، انڈیا

تعزیت نامہ

معتمد ذرائع سے افسردہ خبر ملی کہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے عالم اسلام کے مشہور و معروف عالم دین مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہ، جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اس دنیائے فانی میں نہ رہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مفتی اختر رضا ازہری صاحب کی رحلت بلاشبہ علمی و روحانی دنیا میں عظیم خلا ہے جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ ازہری صاحب نے دین وسنیت اور رشد و ہدایت کی جو خدمات انجام دی ہیں یقیناً وہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ازہری صاحب کے ذریعہ دین وسنیت کی راہ میں کی گئی ہر چھوٹی بڑی خدمات قبول فرمائے۔ آمین! اور ان کے شہزادے عزیز مکرم مولانا عسجد رضا خان صاحب اور دیگر پسماندگان مریدین، معتقدین اور خلفا، تمام کو اللہ رب العزت صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اہل سنت کو بدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔

شریک غم

فقیر اشرفی وگدائے جیلانی، ابوالحمزہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی - و- گدائے اشرفی، سید محمد حمزہ اشرف اشرفی کچھوچھوی

پروفیسر سید محمد امین میاں برکاتی صاحب

صاحب سجادہ خانقاہِ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ، انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، قائم مقام حضور مفتیٔ اعظم ہند، حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری میاں کل وصال فرما گئے ؎

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا　　　فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا عظیم نقصان ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔ حضرت والا کا خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے پانچ پشت کا تعلق تھا۔ والدِ ماجد حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ نے ازہری میاں کو جملہ سلاسل طریقت کی خلافت واجازت سے نوازا تھا۔

میں دل کی گہرائیوں سے مولوی عسجد رضا خان صاحب، ان کے اہلِ بیت، اہل خاندان اور جملہ احباب اہلِ سنت کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔ رب ذوالجلال ان کا بدل عطا فرمائے، اور ان کے درجات بلند تر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پروفیسر سید محمد امین

خادم سجادہ درگاہ قادریہ برکاتیہ، مارہرہ شریف، ضلع ایٹہ

۷؍ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱؍جولائی ۲۰۱۹ء

علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی صاحب

جانشین حضور صدر الشریعہ، نائب قاضی القضاۃ فی الہند، گھوسی، انڈیا

موت العالم موت العالم

حضور تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خان صاحب ازہری قادری علیہ الرحمہ نہ صرف ایک عالم دین تھے بلکہ دین کے متعدد علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ فقہی بصیرت میں یکتا اور بے مثال تھے۔ آپ کی ذہانت اور قوت حافظہ بھی بے مثال تھی جس کی وجہ سے بے شمار عبارتیں، احادیث اور جزئیات فقہیہ بلکہ لوگوں کی گفتگو بھی آپ لفظ بلفظ محفوظ رکھتے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے بصارت سے معذوری کے بعد بھی کئی مفصل مقالات ورسائل تصنیف فرمائے۔ اسی طرح آپ علم توقیت میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کی حیات شریعت وطریقت کا سنگم تھی۔ سنتوں کی طرف سے کسی حال میں غافل نہ رہتے۔ مخالفین کا کبھی کوئی جواب نہ دیتے البتہ مسائل شرعیہ میں اپنی نادر تحقیقات سے اپنے مخالف کی زبان بند فرما دیتے۔ حق یہ ہے کہ آپ علم وعمل، فیوض وبرکات اور مقبولیت عامہ میں اعلیٰ حضرت کے حقیقی وارث تھے۔ مجھ عاصی

پرُ معاصی پر آپ کی جو خاص عنایتیں تھیں انہیں میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔

ایسی بزرگ شخصیت کی رحلت سے علم وآ گہی، کردار وعمل اور حفظانِ حقانیت کی بزمیں سونی ہوگئیں۔ان کے جانے سے ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جس کا پر ہونا بظاہر مشکل ترین مسئلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کے درجات میں بے حساب رفعت عطافرمائے اور آپ کو قرب خاص سے نوازے۔یہ بھی دعا ہے کہ مسلک و مذہب کی حفاظت اور دین حق کی اشاعت کے لئے کسی کو ان کا پرتو بنائے۔(آمین بحرمة سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

واللہ الموافق وهو المستعان وعلیه التکلان

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہٗ

۷رذی الحجہ ۱۴۳۹ھ

علامہ شاہ سید کمیل اشرفی جیلانی

جانشین مخدوم ثانی، کچھوچھہ شریف، انڈیا

کلمات تعزیت

محب محترم حضرت علامہ مولانا عسجد رضا خانصاحب وجمیع فرزندانِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانصاحب علیہ الرحمۃ۔سلام مسنون

میں تقریباً دو ماہ سے بستر علالت پر ہوں اور اس سلسلے میں کبھی جسلوک ہسپتال، تو کبھی اسمٰعیلیہ ہسپتال میں داخل ہونا پڑا اور آج بھی بستر علالت پر ہوں اچانک مجھے یہ خبر ملی کہ حضرت مولانا مفتی اختر رضا خانصاحب ازہری میاں کا انتقال ہوگیا ہے۔اس خبر کو سن کر زبان سے بے اختیار اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ نکلا۔حضرت مولانا اختر رضا خانصاحب ازہری میاں کی جدائی پر انتہائی افسوس ہوا، کبھی کبھی اپنے خاص لوگوں سے میرے پاس سلام کہلواتے تھے اور میں انہیں جوابِ سلام کے ساتھ اپنی خاص دواؤں میں یاد کرتا رہا اور ایسا بھی ہوا کے المدینہ مسجد آگری پاڑہ ممبئی میں دعاؤں کے ساتھ انہیں یاد کرتا تھا اور خصوصیت کے ساتھ ان کے لیے دعائے خیر کرتا رہا، اگر چہ میری ملاقات بظاہران سے کم رہی لیکن ان کے خلوص ومحبت کی چھاپ آج بھی میرے دل میں محفوظ ہے اور خانوادۂ اشرفیہ آج بھی انہیں اپنی مخلصانہ دعاؤں میں یاد کرتا ہے، ان کے انتقال پر ملال سے اہلسنّت وجماعت میں جو کمی پیدا ہوئی ہے اس کا بھر پور احساس کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ رب کریم عزیزم مولانا عسجد رضا خاں کو اس قابل بنادے کہ وہ اپنے پدر بزرگوار کی نیابت کا بھر پور حق ادا کرسکیں۔حضرت مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب بہت سی خوبیوں کے جامع تھے۔حق گوئی اور خودداری میں اپنی مثال آپ تھے۔ایسے لوگ دنیا میں بڑی تلاش کے بعد ملتے ہیں۔چمنستانِ اہلسنّت وجماعت میں وہ ایک گلدستے کے مانند تھے جس میں بہت سے پھول موجود تھے۔ایک جانب اگر

گلشن شریعت کے پھول تھے تو دوسری جانب گلشن طریقت کے بھی پھول تھے جس کی ایک ایک پتی کتابِ حیات کا پُرسبق ورق تھی۔ان کی زبان پر جو کلمات ہوتے تھے وہی انکے دل میں ہوتے تھے اور جو ان کے دل میں ہوتے تھے وہی ان کی زبان پر ہوتے تھے ان میں ایسی خودداری تھی کہ وہ کسی کی باتوں میں آنے والے نہیں تھے اسی سلسلے میں مجھے دو شعر یاد آرہے ہیں، جو مولانا مفتی اختر رضا خان صاحب کی زندگی کا صحیح آئینہ دار ہے۔

دل ہمارا غیرتِ قومی کو کھو سکتا نہیں ہم کسی کے سامنے جھک جائیں ہو سکتا نہیں

راہِ خودداری سے مرکر بھی بھٹک سکتے نہیں ٹوٹ تو سکتے ہیں لیکن ہم لچک سکتے نہیں

میری مخلصانہ دعا ہے کہ رب کریم مولانا اختر رضا خان صاحب کی قبر پر اپنی رحمتوں کے پھول برسائے اور مرحوم کو اپنے خاص جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

آمین۔بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سید محمد کمیل اشرف اشرفی جیلانی (جانشین حضور مخدوم ثانی)

علامہ سید محمد جیلانی اشرف کچھوچھوی صاحب

نبیرۂ حضور محدثِ اعظمِ ھند (علیہ الرحمہ)، بانی صوفی فاؤنڈیشن، کچھوچھہ شریف، انڈیا

آہ! تاج الشریعہ

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سچ یہی ہے کہ یہ ایک عالم کی نہیں ایک عالَم کی موت ہے!

بریلی شریف کی مرکزی و محکم ذات نہ رہی! اپنے آباو اجداد کے اقدار کا شجر سایہ دار نہ رہا! حضرت قبلہ گاہی جماعت اہل سُنّت سوادِ اعظم میں اپنی عزیمت و عبقریت میں اعلیٰ مقام کے حامل تھے! شریعت مطہرہ کی پاسداری میں کسی لومۃ لائم سے بے نیاز اپنا مضبوط موقف رکھتے تھے! اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مسلک و مشن علم و تحقیق کے سچے وارث تھے حضرتِ ازھری میاں!

حق یہ ہے کہ صرف بریلی ہی نہیں بلکہ پورے برصغیر اور یوروپ و افریقہ کو ناقابل تلافی خسارہ ہوا ہے جس کی بھرپائی مشکل ہے!

خانوادۂ اشرفیہ غمزدہ بریلی کے خانوادۂ رضویہ بالعموم اور صاحبزادہ عسجد رضا خان صاحب و پوری فیملی کے بالخصوص اس عظیم غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت تاج الشریعہ کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمامی پسماندگان و اہل خاندان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور دنیائے سُنیت کو تاج الشریعہ کا نعم البدل عطا فرمائے۔آمین ثُم آمین بجاہِ سید

المُرسلین شفیعِ المُذنبین علیہ التحیۃُ والتسلیم!

سوگوار وغمزدہ!

فقیر اشرفی سید محمد جیلانی اشرف کچھوچھوی نبیرۂ حضور محدثِ اعظمِ ھند (علیہ الرحمہ)

درگاہ عالیہ کچھوچھا شریف امبیڈکر نگر یوپی انڈیا

علامہ مفتی اسماعیل ضیائی صاحب

شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ، کراچی، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

بروز جمعہ بعد مغرب ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی رحلت کی خبر جب آئی تو سکتہ میں آگیا کہ آج ایک عظیم مفتی دنیائے اہلسنت کے عظیم المرتبہ روحانی پیشوا اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ ایک عظیم فقیہ، عظیم شاعر، اسلامی اسکالر، عظیم مبلغ، پوری دنیا میں گھوم کر اسلام کی تبلیغ کرنے والے ہر فن مولیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ عربی زبان پر ان کو اتنا عبور تھا کہ فی البدیہہ عربی زبان میں جو موضوع دیا جائے اس پر سیر حاصل گفتگو فرماتے۔ تقویٰ پرہیزگاری کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نائب تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔

فقط

محمد اسماعیل خادم دارالعلوم امجدیہ

علامہ مفتی عبدالعزیز حنفی اشرفی صاحب

سربراہ دارالعلوم فاروق اعظم، کراچی، پاکستان

یعسوب العلماء، فخر الجھابذہ، شیخ الاسلام والمسلمین، یادگارِ سلف وخلف مفتیٔ عالم اسلام، فقیہ العصر، نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی دنیائے اسلام کی وہ مایہ ناز شخصیت ہیں جن پر بجا طور پر دنیائے اہل سنت کو فخر ہے۔ یوں تو دنیا میں بہت سی ہستیاں جلوہ گر ہوئیں لیکن آپ کی شخصیت وہ ہے جو اس حقیقت کی مصداق ہے کہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ۔ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مجھ ہیچمداں کی کیا حیثیت کہ میں ان کی عالی شان کا کسی بھی زاویہ سے ضبط تحریر میں لا کر احاطہ کرسکوں ۔آپ کی مقبولیت صرف پاک وہند تک ہی محدود نہیں بلکہ آپ کی علمیت وفقاہت کا عرب وعجم، عالم اسلام معترف ہے ۔آپ مصنف تصانیف کثیرہ ہیں اور یہ تصانیف انیقہ آپ کی تحقیق کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں ۔تادم زیست احقاق حق اور رد باطل تبلیغ واشاعت مذہب میں مصروف رہے ۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کے مزار پرانوار پر رحمت ورضوان کی بارشیں نازل فرمائے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے ۔آمین بجاہ سید المرسلین

عبدالعزیز حنفی غفرلہٗ

۲۴/ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۷/اگست ۲۰۱۸ء

علامہ پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی صاحب

مرکز مصطفیٰ، گوجرانوالہ، پاکستان

حضور تاج الشریعہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتیٔ اعظم ہند کا سانحہ ارتحال امت مسلمہ بالخصوص اہلسنت وجماعت کے لئے بہت بڑی آزمائش ہے اکابرین کی رحلت سے جو خلاء پیدا ہوتا ہے کم ہی پورا ہوتا ہے حضرت تاج الشریعہ کی کمی کبھی پوری نہیں ہوگی ۔وہ اعلیٰ حضرت کے علم وتقویٰ کے وارث تھے عہد موجود کا فخر اور اسلاف کی نشانی تھے ۔اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں بصمیم قلب دعا ہے کہ ان کی تربت نور کو گہوارۂ رحمت وبرکت بنائے رکھے ۔آمین ۔

علامہ ابرار احمد صدیقی رحمانی صاحب

نائب امیر جماعت اہلسنت، پاکستان، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہلسنت کے تاجدار تاج الشریعہ مفتیٔ اعظم ہند و پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی دامت برکاتہم القدسیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سے دنیائے سنیت پر بجلی گر پڑی ۔ بندۂ فقیر بے توقیر کو جانشین مفتیٔ اعظم سے جو نسبت تھی اس کا بیان چند لفظوں میں کیا جائے ان کی ذات کے متعلق یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا ۔

جگر راہ وفا میں نقش ایسے چھوڑ آیا ہوں ۔ دنیا یاد کرتی ہے وہ یادیں چھوڑ آیا ہوں

ان کے علمی کارناموں کو خراج عقیدت ان اشعار کی صورت پیش کر رہا ہوں ۔

مجھے معلوم یہ بھی ہے کہ صدیوں کے تفکر سے　　　　کلیجہ پھونک کر کرتی ہے قدرت ایک بشر پیدا

میر تقی میر نے بھی اپنے انداز میں کہا۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں　　　　تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

خانوادۂ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے وہ چشم و چراغ جس نے عشق رسول ﷺ کی شمع کو فروزاں کرنے کے لئے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ وہ قابل تحسین و آفرین ہے میرے پاس وہ الفاظ نہیں جس سے حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کو خراج پیش کرسکوں۔

مفتی صاحب نے ۱۹۸۴ء میں بندۂ فقیر کو خلافت سے سرفراز فرمایا، بس یہی کہہ سکتے ہیں۔

جانے والے تو ہمیں بہت یاد آئے گا　　　　آنکھ سے دور سہی دل سے کہاں جائے گا

خادم اہلسنت

ابرار احمد صدیقی رحمانی

نائب امیر جماعت اہلسنت کراچی

علامہ محمد داؤد رضوی صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ و سربراہ جماعت رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، پاکستان

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے　　　　اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

۶ ذیقعد ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعۃ المبارک بوقت اذان مغرب خانوادۂ رضویہ کے عظیم چشم و چراغ نبیرۂ حضرت حجۃ الاسلام، جگر گوشۂ مفسر اعظم، تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری الازہری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال پر ملال دنیائے اہلسنت کے لئے عظیم سانحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے آپ کے درجات بلند فرمائے آپ کے پسماندگان اور دنیا بھر میں آپ کے معتقدین و مریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کے دینی و روحانی حمیت و غیرت والے مشن کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

یہی آپ سے حقیقی محبت کا تقاضا ہے۔ نبّاض قوم ابو داؤد محمد صادق علیہ الرحمۃ پر آپ کی شفقتیں، مزار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور مرکز اہلسنت زینت المساجد دارالسلام گوجرانوالہ میں آپ کے خطابات کا ایمان افروز منظر، اہلسنت کے محبوب و مقبول ترجمان ماہنامہ رضائے مصطفیٰ (گوجرانوالہ) سے آپ کی کمال وابستگی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور والد بزرگوار مفتی ابو داؤد محمد صادق رضوی رحمۃ اللہ علیہ اور شہید اہلسنت مولانا محمد اکرم رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ آپ سے ملاقات اور داتا نگر لاہور سے گوجرانوالہ تک کار میں آپ کے ساتھ یادگار سفر میری زندگی کا ایک سنہری باب ہے۔ (فالحمد للہ علیٰ ذالک)

حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی حق گوئی وغیرت ایمانی کا ایک اہم واقعہ بار بار ذہن میں آرہا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کراچی سے بذریعہ ٹرین لاہور تشریف لارہے تھے اور شیڈول میں ''ادارہ منہاج القرآن'' جانا بھی شامل تھا۔ ساہیوال ریلوے اسٹیشن پر کسی سنی بھائی نے آپ کو طاہر القادری کی صلح کلیت سے بھرپور ایک کتاب دکھائی تو آپ نے اسی وقت ''منہاج القرآن'' جانے کا ارادہ ترک فرمادیا اور فرمایا کہ یہ ''منہاج القرآن'' نہیں بلکہ منہاج الشیطان ہے۔

منجانب: غمزدہ محمد داؤد رضوی وخدام جماعت رضائے مصطفیٰ، پاکستان

علامہ محمد فیاض احمد اویسی رضوی صاحب

جانشین فیض ملت، بہاولپور، پاکستان

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آہ حضور تاج الشریعہ

آج ۷ ذیقعد ۱۴۳۹ھ / ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء جمعۃ المبارک۔ مدینہ منورہ میں احباب نے فقیر کی امامت نماز جمعہ ادا کیا سلام وصلوٰۃ اور دعا کے بعد حافظ محمد انوار نے لنگر شریف کے لیے صفرا بچھایا لنگر کھا کے ہم سو گئے تقریباً ۵ بجے کے قریب بیدار ہوئے وضو وغیرہ کر کے حرم نبوی شریف جانے لگے تو حضرت سید محمد شوکت حسین شاہ قادری رضوی نے افسوس ناک خبر سنائی کہ وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری قادری (تاج الشریعہ) کا (بریلی شریف انڈیا میں) وصال ہوا یہ خبر سنتے ہی ہمارے کمرے میں سناٹا سا چھا گیا دیر تک ہم سب بجھ سے گئے طبیعت پر ملال ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بوجھل قدموں کے ساتھ حرم شریف کی طرف روانہ ہوئے باب السلام سے داخل ہو کر مواجہہ اقدس پر جا پہنچے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سر نیاز جھکائے ان کی طرف سے ہدیہ سلام عرض کیا نماز عصر کے بعد باب بلال میں بیٹھ کر فقیر کے ساتھ الحاج سعید احمد قادری (سعید جیولر، گجرات والے) نے دلائل الخیرات شریف' درود مستغاث شریف' حزب البحر و دیگر کلمات حسنات پڑھ کر حضور تاج الشریعہ کو ایصال ثواب کیا بعد نماز مغرب سید الشہداء امیر طیبہ باب الدعا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان کی طرف سے سلام عرض کیا۔

محافل ایصال ثواب کا سلسلہ شروع ہے مدینہ منورہ کے احباب نے ایصال ثواب کے پروگرام ترتیب دے رکھے ہیں ہم نے آج شب اتوار کو اپنی قیام گاہ میں محفل منعقد کر رکھی ہے۔ کل ۲۲- جولائی اتوار پاکستان میں دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں محفل ایصال الثواب کا پروگرام ہے۔

غم زدہ: مدینے کا بھکاری الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی
مدینہ منورہ شب ہفتہ بعد صلوٰۃ الفجر

علامہ سید سراج اظہر نوری رضوی صاحب

بانی وسربراہ اعلیٰ دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی، انڈیا

نگاہِ مفتیٔ اعظم کی ہے یہ جلوہ گری چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حضور حجۃ الاسلام، قاضی القضاۃ فی الہند، جانشین سرکار مفتیٔ اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری نور اللہ مرقدہ کا وصال فرما جانا دنیائے سنیت کے لئے ایک عظیم خلا ہے، جس کا پُر ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن نظر آرہا ہے۔ حضور تاج الشریعہ نہ صرف اپنے خاندان بلکہ عالم اسلام کے آبرو اور وقار تھے۔ کون ہے جو آپ کی آفاقی شخصیت سے ناواقف ہے؟ آپ خواص وعام میں یکساں مقبول ہیں۔ یہ چند سطریں صرف بطور خراج محبت پیش کر رہا ہوں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھرانا ایک علمی دینی اور روحانی گھرانا رہا ہے۔ حضور تاج الشریعہ اسی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کے والد ماجد حضور مفسر اعظم حضرت ابراہیم رضا جیلانی میاں قدس سرہ العزیز نے آپ کو بڑے ناز ونعم سے پالا، ظاہر وباطنی، جسمانی وروحانی ہر طرح کی تربیت فرمائی اور اس طرح خالص اسلامی ماحول وتہذیب وتمدن میں آپ کی نشو ونما ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے علم کے آفتاب وماہتاب اور گلشن ولایت کے سرسبز وشاداب پھول بن کر دنیائے سنیت کے سامنے چمکنے لگے، علوم وفنون ودیگر خوبیوں میں انفرادیت کے باعث ممتاز ومنفرد نظر آنے لگے، آپ بچپن ہی سے تقویٰ اور طہارت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، کتب بینی کا آپ کو بے حد شوق تھا، آپ کا حافظہ بہت قوی، کوئی مسئلہ وجزئیہ ایک بار دیکھنے اور پڑھنے کے بعد پھر دوبارہ دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، یہی وجہ تھی کہ اکثر مفتیان کرام جس جزیہ کی تلاش میں تھک جاتے تو آپ سے رجوع کرتے اور آپ اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے ہی جزیہ ارشاد فرما دیتے تھے۔ تحقیق وتدقیق آپ کی جبلت وسرشت میں تھی، آپ علوم وفنون میں فخر ازہر، رہنمائی میں قوم کے محور، آپ کا فتویٰ مبین ومبرہن، یقینا آپ تصنیفی مہارت کے اعتبار سے ممتاز ومنفرد تھے اور حضور مفتیٔ اعظم ہند کی کیمیائی نظر نے آپ کو علم وحکمت کا گنجینہ بنا دیا تھا، ہر طرح مروجہ وغیر مروجہ علوم وفنون سے آپ آراستہ تھے۔

تفقہ فی الدین تو آپ کو جد امجد کی جانب سے وراثت میں ملا تھا، لاکھوں تشنگان علوم نبویہ کو سیراب فرماتے رہے، کتنے گمراہوں کو گمراہیت سے آپ نے نجات بخشی، آپ کا ذہن ومزاج محققانہ تھا، اور علم کے بحر ذخار میں غوطہ زن، دور حاضر کے نت نئے ایجادات میں بہت ہی غور وخوض کے بعد ہی قلم اٹھاتے، اعلیٰ حضرت وحضور مفتیٔ اعظم ہند، کی موافقت میں آپ کا فتویٰ وعمل رہا، جدید مسائل میں آپ کا وہی موقف رہا جو اعلیٰ حضرت وحضور مفتیٔ اعظم ہند کا رہا، چاہے وہ جاندار کی تصویر کشی کا مسئلہ ہو یا لاؤڈ اسپیکر کا، چین والی گھڑی کا مسئلہ ہو یا چلتی ٹرین پر فرض وواجب نماز کی ادائیگی۔

جن لوگوں نے دینی سرگرمی دکھا کر قوم مسلم کے بھولے بھالے افراد کو گمراہیت کے دلدل میں لے جانا چاہا تو آپ نے ایسے گمراہ گر لوگوں کا تعاقب کیا اور اپنی تقریر و تحریر کے ذریعہ ردِ بلیغ بھی فرمایا آپ کی تبلیغ وسعی کا دائرہ وسیع سے وسیع تر رہا، ملک اور بیرونِ ملک کا بار بار دورہ فرماتے رہے اور اس طرح آپ زندگی بھر امت محمدیہ کی رہبری و رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔آپ کی ذات بابرکات سے نہ صرف عوام الناس کو بلکہ خواص کو بھی استفادہ حاصل کرنے کا موقع ملا، اپنے دور کے بڑے بڑے محدث، محقق اور فقیہ بھی آپ کی ذات سے مستفیض ہوتے رہے اور آئندہ بھی ان کی کتابوں سے اکتسابِ فیض کرتے رہیں گے۔

حضور تاج الشریعہ ایک مسلم الثبوت شخصیت تھی، جنہوں نے اپنی مکمل زندگی اہلسنّت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ اور افکارِ رضا کی ترویج و اشاعت میں صرف کردی۔لہٰذا آپ سے عقیدت رکھنے والوں پر بھی ضروری ہے کہ وہ تاج الشریعہ کے مشن کو باقی رکھیں، اسے آگے بڑھائیں، سنت و شریعت کے مطابق اپنی زندگی گزاریں، حالات چاہے جیسے بھی ہوں شریعت کا دامن ہرگز نہ چھوڑیں، مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم و دائم رہیں اور رضا و آل رضا سے اپنا رشتہ مضبوط رکھیں، اسی میں دارین کی بھلائی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل آپ کی تربت پر انوار و تجلیات کی بارشیں برسائے اور ان کے درجات کو بلند سے بلند فرمائے۔عوامِ اہلسنّت کو، خاص کر جانشین حضور تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا قادری رضوی صاحب قبلہ اور جملہ اہل خانہ کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ عم النبی الامین

فقیر سید سراج اظہر نوری رضوی

بانی وسربراہ اعلی دارالعلوم فیضان مفتی اعظم

مورخہ ۱۶/ ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ/ م ۳۰ جولائی ۲۰۱۸ء

بروز وہابیت سوز ایمان افروز دوشنبہ

سید شاہ نجیب حیدر نوری صاحب

خانقاہِ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ، انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہمارے لیے یہ خبر نہایت ہی افسوس ناک ہے کہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ معروف عالم دین وشیخ طریقت حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے درمیان نہیں رہے، حضرت تاج الشریعہ کی رحلت دنیائے سنیت

کاایک عظیم نقصان ہے۔

وہ ایک متصلب عالم شریعت اور باعمل پیر طریقت تھے جن کے دم سے سنیت نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرونِ ہندوستان بے حد مضبوط تھی۔خانوادۂ رضویہ کے اس غم میں صمیمِ قلب سے شریک ہے۔

حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ میرے والد ماجد کے بے حد چہیتے خلفاء میں سے ایک تھے اور حضرت تاج الشریعہ بھی والد ماجد کی بارگاہ میں جس نیاز مندی سے پیش آتے تھے وہ یقیناً اعلیٰ حضرت و مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے انہیں ورثہ میں ملا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو اپنے جوارِ رحمت میں خاص مقام عطا فرمائے،اور ان کے ولی عہد اور تمام متوسلین،معتقدین اور محبین کو صبر کامل عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقیر برکاتی سید شاہ نجیب حیدر نوری

سجادہ نشین: خانقاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ

مارہرہ شریف

علامہ مفتی محمد کوثر حسن قادری صاحب

دارالعلوم نوری ونوری دارالافتاء،بلرام پور،انڈیا

باسمہ تعالی جل شانہ

نحمدہ تعالیٰ و نصلی و نسلم علی حبیبہ و علی کل من والاہ

مخدوم زادہ ذی فضل جناب مولانا عسجد میاں زید فضلکم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ عسیٰ ربنا ان یبدلنا خیرا منھا انا الیٰ ربنا راغبون

یہ سانحہ نہ صرف آپ اور ہم بلکہ اہلسنت کے لیے اندوہ گیں ہے۔مولیٰ تعالیٰ والد ماجد کو اپنی رحمت مرحمت اور لقاء بارضا کرامت فرمائے اور آپ کو صبر موفور الاجر دے اور تا حیات دراز امام اہلسنت قدس سرہ کی تعلیمات کا مظہر و مظہر کرے جس کے صلہ میں حیات جاودانی اور عقبیٰ کی کامرانی نصیبہ ہو۔

آمین و بمثلہ لنا و للمسلمین بجاہ النبی الامین مولای صل وسلم و بارک علیہ

وعلیٰ کل من انتمیٰ الیہ الیٰ یوم الدین و الحمد للہ رب العالمین۔

فقط الفقیر محمد کوثر حسن السنی الحنفی القادری الرضوی غفرلہ

علامہ ڈاکٹر غلام مصطفی نجم القادری صاحب

مہتمم الجامعہ الرضویہ مغلپورہ، پٹنہ، انڈیا

تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی

جانے والے یوں تو ہر روز نہ معلوم کتنی تعداد میں جاتے ہیں مگر انہیں میں کچھ ایسے بھی چلے جاتے ہیں جن کے جانے پر درس گاہیں آنسو بہاتی ہیں۔ خانقاہیں افسردہ ہو جاتی ہیں۔ دل ونگاہ اشکوں کے گہر لٹاتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ انہیں جانے والوں میں سے ہیں جن پر آج پوری دنیا اشک فشانی کر رہی ہے۔ مملکتوں کے صدور، دانشوران قوم وملت غم میں ڈوب کر اظہار تعزیت کر رہے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ جس طرح اپنی مثال آپ تھے ویسے ہی آپ کی رحلت بھی کوئی جواب نہیں رکھتی۔ نماز جنازہ میں اکناف عالم سے آئے ہوئے لوگوں کا انبوہ، خبر ملتے ہی سوئے کوئے جاناں لوگوں کی روانگی، آخری دیدار کے لیے ۸،۸،۱۰،۱۰ گھنٹے لمبی قطاروں میں لوگوں کا کھڑا رہنا، دیکھتے ہی دیکھتے پچاس لاکھ سے زائد عاشقوں کی بھیڑ، یہ سب اپنے آپ میں لاجواب بلکہ عالمی ریکارڈ ہے۔

شہر عظیم آباد پٹنہ کی مرکزی درسگاہ الجامعہ الرضویہ میں حضرت کے وصال کی خبر ملتے ہی درد وغم کی فضا چھا گئی۔ تین دن کی چھٹی کا اعلان کر کے طلبا واساتذہ اپنے مرکز عقیدت کی بارگاہ میں قرآن خوانی، درود خوانی وفاتحہ خوانی کا خراج پیش کرنے میں جٹ گئے۔ ہم لوگوں کی بریلی شریف سے واپسی پر ادارہ کے سکریٹری جناب الحاج سید ولی الدین رضوی صاحب نے اپنے مرشد برحق کی بارگاہ میں شایانِ شان خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے مشاورت کی، الحمدللہ ۲۷ جولائی بروز جمعہ بعد نماز عصر قرآن خوانی اور بعد نماز مغرب تا9 بجے شب اظہار عقیدت کا پروگرام رکھا گیا ہے، جس میں شہر کے علما وائمہ کثیر تعداد میں ان شاء اللہ شریک بزم ہوں گے۔ صلوٰۃ وسلام ودعا کے بعد لنگر عام کا اہتمام کیا گیا ہے۔

خواجہ تاشان رضویت کے غم میں برابر کا شریک

غلام مصطفی نجم القادری، مہتمم الجامعہ الرضویہ، مغلپورہ، پٹنہ، بہار

۲۰۱۸/۰۷/۲۵

مفتی ڈاکٹر سید ارشاد بخاری

اسلامک ریسرچ سینٹر، دیناج پور، بنگلہ دیش

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ ﷺ اما بعد

اسلامک ریسرچ سینٹر دیناج پور بنگلہ دیش کی جانب سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ شیخ الاسلام والمسلمین مفتیٔ اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان

رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مفتیٔ اعظم ہند علامہ اختر رضا خان الازھری جو تاج الشریعہ سے مشہور ہیں ۔ ہمارے استاذ کریم ہمارے استاد مکرم آج (21/7/2018) ہندوستانی وقت کے مطابق بعد نماز مغرب آپ کا وصال ہوا۔ اللہ تعالیٰ پوری دنیا کی سنیت کی حفاظت فرمائے ۔ وہ صرف مسلک اعلیٰ حضرت کے علم بردار نہیں تھے، بلکہ پوری دنیا میں سنیت کے امام تھے، اللہ تعالیٰ ساری دنیا کے سنیوں پر خصوصی کرم فرمائے، اللہ تعالیٰ ان پر کرم فرمائے اور انہوں نے جو دینی خدمات انجام دی ہیں اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے ۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے ۔ آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے اور اللہ تعالیٰ ان کے وسیلے سے ہماری مغفرت فرمائے ۔ جب میں ہندوستان میں ۸۷ء میں تھا حضرت کا میں طالبِ علم تھا، اور مجھے شرف ہے کہ میں حضرت کا شاگرد رہا، اور حضرت نے بڑی شفقت کی، اور ایسے بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے جو بھی تعلق رکھتا ہے وہ سادات کرام کی بڑی عزت کرتا ہے ۔ مجھے یاد ہے حضرت خود اندر گھر سے جا کر کھانا پلیٹ میں لے کر پانی لے کر باہر نکلتے تھے، فرماتے تھے سید صاحب پہلے کھانا کھالیجیے، اللہ ربی، اللہ تعالیٰ میرے حضرت پر خصوصی کرم فرمائے، اور حضرت نے جو باغات لگائے ہیں بریلی شریف میں اسے تر و تازہ رکھے، اور ہم سب ساری دنیا کے سنیوں کو صبر کرنے کی توفیق دے ۔ اللہ تعالیٰ نعمت بدل عطا فرمائے ۔

اور ایک بار ایسا ہوا کہ میں حضرت کے ساتھ اور قریب کسی گاؤں میں پروگرام تھا یہ ۸۸ء کی بات ہے جیپ تھی، حضرت بیٹھے تھے سامنے اور میں پیچھے تھا اور جیپ جو ہے بلندی پر ایکسیڈینٹ ہوئی اور جیپ جو ہے پلٹی کھاتی ہوئی تقریباً ڈیڑھ پونے دو سوفٹ اونچائی سے اوپر سے نیچے آگئی ۔ لیکن الحمد للہ نہ تو کسی کو خراش آیا نہ کسی کا ہاتھ ٹوٹا، نہ کسی کی ہڈی ٹوٹی، اور بس اللہ تعالیٰ نے ان کے وسیلے سے ہم سب کو بچا لیا، انہیں بھی آقا کریم ﷺ کے وسیلے سے بچا لیا، بس اللہ تعالیٰ خصوصی کرم فرمائے ۔

سارے سنیوں سے یہ درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی مسجدوں میں مدارس میں ایصالِ ثواب کی محفل کا انعقاد کریں، قرآن خوانی کریں، اور محفل میلاد کریں، اور نعت خوانی کا اہتمام کریں، اور اللہ تعالیٰ بس ہماری سنیت کی حفاظت فرمائے ۔ آمین ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علامہ محمد نظام الدین رضوی صاحب

اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش

تعزیت نامہ

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری برکاتی ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دنیائے سنیت کی عظیم و بے مثال شخصیت تھے ایسی شخصیات زمانہ کو دیکھنے میں برسہا برس گزر جاتے ہیں ۔ آپ کا انتقال پر ملال عالم اسلام بالخصوص سنی دنیا کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے ۔ حضرت کی رحلت کی وجہ سے پورے ہندوستان میں رنج و غم کا ماحول ہے ۔ یہاں تک ہندوستان کے تمام مشہور سنی علما نے اپنے اپنے تعزیت نامے سوشل میڈیا سے عام کیے، سیاسی لیڈروں نے اظہار افسوس کیا بلکہ کثیر تعداد میں دیوبندیوں اور وہابیوں نے بھی تعزیتی نشستیں منعقد کیں ۔

دیگر ممالک میں بھی حضرت کے انتقال کی وجہ سے لوگوں پر غموں کی وجہ سے گہرا اثر ہے پوری دنیا میں ہزاروں تعزیتی مجالس منعقد ہوئیں ہمارے ملک بنگلہ دیش میں اکثر سنی مدارس وخانقاہ اور مساجد میں تعزیتی محافل ہوئیں اور تنظیموں کے ذمہ داران نے اظہار تعزیت کیا۔ جن میں بنگلہ دیش کے کچھ مشہور اداروں، خانقاہوں اور تنظیموں کے نام اس طرح ہیں:

جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ، چاٹگام مدرسہ قادریہ طیبیہ عالیہ، ڈھاکہ الامین باریہ درس نظامی مدرسہ، چاٹگام الامین باریہ کامل ماڈل مدرسہ، چاٹگام مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ، چاٹگام مدرسہ غوثیہ عزیزیہ، ہاٹ ہزاری مدرسہ منظر اسلام، پابنہ خانقاہ عالیہ قادریہ سریکوٹیہ چاٹگام خانقاہ رضویہ نوریہ، چاٹگام خانقاہ رضویہ سبحانیہ، بھیرپ کشورگنج اسلامک ریسرچ سینٹر، دیناج پور اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش غوث الاعظم واعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، ڈھاکہ اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، پٹیہ، چاٹگام حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ علم وعمل کے پیکر اور شریعت وطریقت کے سنگم تھے۔ اسلامی تاریخ میں اسلاف کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ کے جو حالات وواقعات، تقوی و پرہیزگاری، دنیا سے بیزاری کی داستانیں کتابوں میں پڑھی تھیں آج کل ان کے موجودہ نام لیوا سجادگان ومجاورین میں سے اکثر کو (الاماشاء اللہ) اس کے برعکس پایا۔ اس سے دل کی اندر اسلاف بیزاری کا وسوسہ شیطان کی جانب سے شروع ہوا جو دھیرے دھیرے اپنی جگہ بنانے کی کوشش کر رہا تھا اسی اثنا میں مرشدِ برحق وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، نائب مفتی اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج محمد اختر رضا خاں قادری قاضی القضاۃ فی الہند علیہ الرحمہ کے سیرت وکردار، علمی وجاہت اور ایمانی رعب وغیرہ کا مشاہدہ کیا تو دل کو اطمینان کلی حاصل ہوگیا کہ یقیناً اللہ والے دلوں کی دنیا بدل دیتے ہیں۔

شہزادۂ حضور تاج الشریعہ قائد ملت حضرت علامہ مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری دام ظلہ العالی کی بارگاہ میں ہم تعزیت پیش کرتے ہیں اور ہم ہر وقت مسلک ومذہب، دین وسنیت کی خدمات کے لیے حضرت کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے بازوؤں میں مزید قوت اور حوصلوں میں مضبوطی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضرت کے جملہ پس ماندگان عزیز واقارب، مریدین وخلفا اور معتقدین وتلامذہ کو صبر جمیل کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

مرید تاج الشریعہ محمد نظام الدین رضوی

ناظم اعلیٰ: الامین باریہ درس نظامی مدرسہ، چاٹگام

نائب صدر: اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی

بانی مولانا اوکاڑوی اکادمی العالمی، جامع مسجد گلزار حبیب، کراچی، پاکستان

رفتید ولے نہ از دل ما

رضا ہی میں رضا ہے، رضا سے نسبت، اعتبار ہے، افتخار ہے۔ بات رضا کی ہے تو وہ بھی میرے پیارے نبی کریم کی نسبت سے ہے اور نبی

پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسبت ہی میں سرفرازی ہے۔رضا کی طلب کیوں نہ ہو،میرے رضا کے تو نام لیوا بھی کامیاب ہیں۔آفتاب وماہ تاب کی آب وتاب دنیا دیکھ رہی تھی،اب (تاج الشریعہ)''اختر'' کی تب وتاب بھی دیکھ لی۔بلاشبہ وہ ایک فرد ہی تھے مگر اپنی ذات میں ایک جمعیت،انہوں نے اپنی نسبتیں خوب نبھائیں اور خلقت نے ان کی متابعت کی۔وہ اپنے خاندان ہی کی نہیں بلکہ مسلک حق کی بھی آبرو تھے۔ہر چند کچھ مسائل میں بعض نے اختلاف کیا لیکن ان کی مرتبت پہ اعتراض کرنے کی کوئی جرأت نہیں کرسکا-شروع ہی سے انھیں مرکزیت حاصل تھی جو قائم و دائم رہی۔علمی فقہی اور روحانی سطح پر سمتوں میں ان کی فضیلت ومرتبت مسلم رہی۔ان کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ان سے محبت و رفاقت کی قریباً چار دہائیاں،یادوں اور یادگاروں کا ہجوم ہے۔جانے کیوں اب سناٹا سا لگ رہا ہے۔اللہ کریم جل شانہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقے ان کے درجات بلند فرمائے اور تاج دارِ بریلی کے فیضان کی گونج بڑھتی رہے۔

کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہٗ

علامہ مفتی احمد میاں برکاتی صاحب

سربراہ دارالعلوم احسن البرکات ودائرہ البرکات،حیدرآباد،پاکستان

بسم اللہ الذی ھو الاعلیٰ

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاول الاعلیٰ

حامل وارث علوم رضا،شبیہہ عکس فنون رضا،حضرت مفتی اختر رضا ربِّ اکبر کی رضا سے ملاقی ہو کر کثیر یادیں چھوڑ گئے۔حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی جانشینی کا حق ادا کر گئے۔زمین کے کئی گوشوں میں برکاتیت ورضویت کی کرنیں پھیلا گئے۔حضرت کے وصال باکمال سے فقہ وعلم کا ایک اور باب بند ہو گیا۔حضرت اسلاف کی یادگار اور خانقاہ برکاتیہ اور خانقاہ رضویہ کا منظر پر بہار تھے۔

اس علمی خلاء کا بظاہر پر ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔ساٹھ سے زیادہ کتب ورسائل تین زبانوں میں اور حضرت کی تقاریر،ایک علمی فن اور روحانی سرمایہ ہیں۔حضرت بذات خود اکابر مسانید برکاتیہ اور مشائخ کے خلیفہ تھے اور آپ کے خلفاء میں بھی کثیر تعداد علماء ہی کی ہے۔

فقیر قادری صمیم قلب سے حضرت کے صاحبزادے مکرمی ومحترمی عسجد رضا خاں صاحب دامت فیوضھم ان کے جملہ اہل خانہ اور تمام اہلسنت کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہے۔اور دعا کرتا ہے کہ رب کریم جل وعلا درجات بلند فرمائے اور ان کے علم سے ہمیں بھی بہرہ مند فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

العاجز:العبد القادری غفر الحمید

(احمد میاں برکاتی)

خادم دارالحدیث والافتاء۔دارالعلوم احسن البرکات،شاہراہ مفتی محمد خلیل،حیدرآباد،پاکستان۔ ۷/ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ/۲۱/جولائی ۲۰۱۸ء

علامہ محمد ذیشان التحسینی الغوثی صاحب

استاذ دارالعلوم مجلس رضا،موریشس،افریقہ

انہی کے دم سے تھی ساری بہار آنکھوں میں

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم۔

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ان اولیائوہ الا المتقون۔

۷/ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ۔ ۲۰، جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ سر شام ہی کو پیر طریقت، رہبر شریعت، منبع رشد و ہدایت، قاطع کفر وضلالت، ماحی بدعت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتیٔ اعظم، سراج السالکین، شمس الواصلین، بدرالطریقہ، تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الھند الحاج الشاہ المحقق العلامہ المفتی محمد اختر رضا خان قادری رضوی ازہری علیہ الرحمہ کے انتقال پر ملال کی خبر موصول ہوئی۔

اولاً تو خبر کی صداقت کا یقین نہ ہوا لیکن جب سوشل میڈیا پر مسلسل اس خبر کو دیکھا تو بذریعہ فون استاذ محترم حضرت مولانا گلزار صاحب رضوی مصباحی سے جامعۃ الرضا رابطہ کیا، انہوں نے بھی اس خبر کی تصدیق فرما دی۔اب یقین کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، زبان سے کلمات اِنَّا لِلہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔پڑھے اور دل و دماغ سوگوار و افسردہ ہوگیا۔بریلی شریف سے پل پل کی خبریں مل رہی تھیں اس طرح پوری رات ایک کرب و بے چینی کے عالم میں بسر ہوئی۔رات کو کیا حالت تھی اور اور کیا تصورات و مناظر ذہن و دماغ میں سمائے ہوئے تھے؟ انہیں مولانا سلمان رضا فریدی کے اشعار کی زبان میں یوں بیان کرنا اچھا محسوس ہو رہا ہے۔

انہی کے دم سے تھی ساری بہار آنکھوں میں — اداسی چھائی ہے اب، سوگوار آنکھوں میں
سمایا تاج شریعت کا خوشنما چہرہ — بشکل نیّر نصف النہار آنکھوں میں
ذرا بھی حق سے جدائی انہیں نہ تھی منظور — صداقتوں کا تھا اک کوہسار آنکھوں میں
پہنچ نہ پایا تو رہ رہ کے جاں سسکتی ہے — وجود روتا ہے زار و قطار آنکھوں میں
فریدیؔ! چشم وطن کو وہ درد کیا معلوم؟ — جو غم بھرا ہے غریب الدیار آنکھوں میں

۸/ ذی قعدہ بروز سنیچر کو دارالعلوم مجلس رضا میں طلبہ و اساتذہ نے مل کر مرشد برحق حضور تاج شریعت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی اس کے بعد پرنم آنکھوں سے بالخصوص حضرت اور بالعموم تمام امت مسلمہ کے لئے رقت آمیز دعائیں ہوئیں۔

اللہ رب العزت ہم سنیوں کو حضرت کا نعم البدل عطا فرمائے، حضرت کے جملہ پسماندگان، محبین، مریدین، معتقدین اور متوسلین کو صبر و ہمت نصیب فرمائے اور تمام اہل سنت والجماعت کو حضرت کے روحانی فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔آمین۔دارالعلوم مجلس رضا

کے جملہ اساتذہ واراکین حضرت مولانا عسجد رضا اور تمام پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

علامہ سید وجاہت رسول قادری صاحب

صدر نشین ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، پاکستان

تعزیتی پیغام

عالم اسلام کی عظیم شخصیت وارثِ علوم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جانشین مفتیٔ اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان قادری الازھری نوراللہ مرقدہ ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ وصال فرمائے گئے۔ آپ کی علمی، ادبی، دینی، تصنیفی، فقہی اور تبلیغی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کا وصال اہلسنت وجماعت کا عظیم نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں سید عالم نورِ مجسم ﷺ کے قربِ خاص میں جگہ عطا فرمائے اور ان کا بہترین نعم البدل ہم غمزدہ مسلمانوں کو عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

فقیر سید وجاہت رسول قادری رضوی غفرلہ ولوالدیہ، اس کے اہلِ خانہ اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، پاکستان کے تمام اراکین بالخصوص پروفیسر مجید اللہ قادری، پروفیسر دلاور خان نوری، حاجی عبداللطیف قادری رضوی، سید ریاست رسول قادری رضوی نوری، پروفیسر ڈاکٹر حسن امام قادری رضوی اور حاجی عبدالرزاق تابانی کی جانب سے حضرت علامہ مولانا عسجد رضا سلمہ الباری سے دلی صدمے اور دکھ اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ ذی وقار کو ان کا بہترین نعم البدل، سچا جانشین بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب

جنرل سیکریٹری ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، پاکستان

’’ہمارے جنازے ہماری حق گوئی کی گواہی دینگے‘‘

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری بریلوی الازہری ابن مولانا مفتی محمد ابراہیم خاں قادری رضوی بریلوی ابن مولانا مفتی محمد حامد رضا خاں قادری رضوی بریلوی ابن مولانا مفتی امام احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری برکاتی محدث بریلوی ابن مولانا مفتی محمد نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی ابن مولانا مفتی محمد رضا علی خاں بریلوی قدس سرہم العزیز بریلی شریف کے اس خاندان کی 5 ویں پشت کے مستند مفتی اور تاج الشریعہ تھے جس خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رضا علی خاں نے ۱۲۴۶ھ میں بریلی شریف میں مسند افتاء کی بنیاد رکھی، اس خاندان میں پچھلے ۲ سو سال سے حنفی اصولوں کے مطابق شرعی فیصلے کئے جارہے ہیں اور آپ نے بھی ۵۰ سال سے زیادہ اپنی

خاندان کی روایت کو جاری رکھا۔

اللہ عزوجل نے ہمیشہ فقہ کی خدمت کرنے والوں کو دوران حیات بھی نوازا ہے اور خاص کر وصال کے بعد ان کے جنازے نے ان کی حق گوئی کی گواہی دی ہے۔ سب سے پہلے فقہ اکبر یعنی فقہ امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ ۱۵۰ھ میں اتنا بڑا جنازہ کسی کا نہ پڑھا گیا ہوگا کہ آپ کے جنازے میں اتنی کثرت تھی لوگوں کی کہ ۶ مرتبہ جنازہ پڑھایا گیا اور ہر دفعہ ۵۰۰۰۰ سے زیادہ لوگوں نے جنازہ پڑھا۔ یہ ہی صورتِ حال فقہ کے چوتھے امام حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی جن کو اس وقت کے ظالم معتزلی حکمراں نے قید و بند کے بعد شہید کر دیا مگر جب جنازہ پڑھا گیا تو بادشاہ کی آنکھیں کھل گئیں کہ ان کے جنازے پر لاکھوں لوگوں نے جنازہ ادا کیا۔ تاریخ بریلی بتاتی ہے کہ جب امام احمد رضا کے چھوٹے صاحبزادے مفتیٔ اعظم ہند جو امام احمد رضا کے علوم فقہ کے وارث تھے اور جنھوں نے ۷۰ سال سے زیادہ علوم فقہ کی خدمت دیتے ہوئے فتاویٰ جاری کیے ان کے جنازے میں ۱۹۸۱ء میں اخباری خبروں کے مطابق لاکھوں کا اجتماع تھا اور حال ہی میں مفتیٔ اعظم کے نواسے اور حضرت حامد رضا کے پوتے حضرت مفتی اختر رضا خاں الازہری کے جنازے میں ایک کروڑ سے بھی زیادہ لوگوں کا اجتماع تھا اور بقول مفتی محمد حنیف رضوی بریلوی کہ بریلی شریف کی تاریخ کا اس صدی کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے سچ فرمایا تھا کہ ہماری حق گوئی کی گواہی ہمارے جنازے دیں گے۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

جنرل سیکریٹری ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، پاکستان

علامہ مفتی جمال مصطفی قادری صاحب

پرنسپل جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، انڈیا

دنیائے سنیت یتیم ہوگئی

۶/ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ کی شام (بعد مغرب) عالم اسلام کے لیے یہ غم واندوہ پیغام لے کر آئی کہ عالم اسلام کی عظیم شخصیت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، فخر ازہر، جانشین مفتی اعظم ہند، شیخ الاسلام والمسلمین، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری برکاتی رضوی ازہری نوراللہ مرقدہ ہمیشہ کے لیے ہم سے رخصت ہو گئے، دنیائے سنیت یتیم ہوگئی۔ یہ روح فرسا خبر سنتے ہی کلیجہ منہ کو آگیا، آنکھیں اشک بار ہوگئیں لیکن قضائے الٰہی سب پر مقدم ہے اور اس کے فیصلے پر تسلیم و رضا ہی نشان سعادت ہے۔

عالم اسلام کی اس عبقری شخصیت کے وصال پر ملال پر معروف و مشہور دینی درسگاہ طلبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضویہ وکلیۃ البنات الامجدیہ میں قرآن خوانی واجتماعی دعا خوانی ہوئی، جس میں اساتذہ وطلبہ وغیرہ نے شرکت کرکے ایصال ثواب کیا۔ اور کثیر تعداد میں اساتذہ وطلبہ

نماز جنازہ میں شرکت کی غرض سے عازمین سفر بریلی بھی ہوئے۔

رب قدیر ومقتدر حضرت کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں آقا کا قرب عطا فرمائے۔ پس ماندگان بالخصوص جانشین تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا خان صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

دعا گو

جمال مصطفیٰ قادری

پرنسپل جامعہ امجدیہ رضویہ۔ گھوسی مئو

علامہ محمد احمد مصباحی صاحب

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، انڈیا

صد حیف! میر کارواں جاتا رہا

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری کی رحلت کا غم صرف ایک خاندان، ایک شہر یا ایک ملک کا غم نہیں بلکہ ان کی جدائی پر پوری ملت سوگوار ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک اور بے شمار خطوں میں ان کے وصال کے بعد ہی سے تعزیتی جلسوں اور فاتحہ و ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے۔ آج ۷/ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱/ جولائی ۲۰۱۸ء سنیچر کی صبح کو الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور میں بھی تلاوت قرآن، ایصال ثواب اور تعزیت کی محفل دیر تک منعقد ہوئی پھر علما و طلبہ کی کثیر تعداد نماز جنازہ میں شرکت کے لیے بریلی شریف روانہ ہو گئی، اور جامعہ میں آج اور کل کی تعطیل کر دی گئی۔

میں اپنے متعلقہ تمام اداروں کی طرف سے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے اہل خاندان کو خصوصاً پوری ملت کو عموماً تعزیت پیش کرتا ہوں۔ مولا تعالیٰ سب کو صبر جمیل و اجر جزیل سے نوازے اور حضرت کے روحانی و علمی فیضان سے سب کو مستفیض و مستنیر فرمائے۔

شریک غم: محمد احمد مصباحی

(ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، صدر مجلس شرعی، مبارک پور، نگران مجلس برکات، مبارک پور، ناظم المجمع الاسلامی مبارک پور، صدر انجمن امجدیہ و مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم، بھیرہ ولید پور ضلع مؤ، سرپرست مرکزی دار القراءت، ذاکر نگر، جمشید پور۔)

علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری صاحب

مہتمم دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ،مئو،انڈیا

ویران میکدہ ہے کہ ساقی نہیں رہا

حضورتاج الشریعہ کی وفات حسرت آیات پر عالم اسلام غم واندوہ میں ڈوب گیا۔

مورخہ ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء/ ۷؍ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ شب ہفتہ قبل مغرب خانوادۂ اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ (متوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کی عظیم شخصیت، جانشین مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے، اناللہ و انا الیہ راجعون، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ ۔۔ع

وہ کیا گئے کہ سارا زمانہ اداس ہے

آپ اس زمانے میں، فقہ وفتویٰ میں یادگار اعلی حضرت اور زہد تقویٰ میں پرتو سرکار مفتیٔ اعظم ہند تھے، تنہا پوری جماعت اہل سنت کے مرجع تھے، پیر طریقت ایسے تھے کہ پورے ہندوستان میں جن کی مثال نہیں، جزئیات فقہ پر کامل عبور رکھتے تھے، بیشمار فقہی جزئیات نوک زبان پر تھے، آپ کے اٹھ جانے سے صرف بریلی نہیں، صرف ہندو پاک نہیں، بلکہ پورا عالم اسلام سوگوار اور غم زدہ ہے، مریدین و معتقدین اور خلفا و مسترشدین، عاشقان اعلیٰ حضرت اور احباب اہل سنت غم واندوہ کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، سب فکرمند ہیں کہ اب ہمارے دکھوں کا مداوا کون بنے گا، شریعت وطریقت کی راہ میں ہماری پیشوائی کون کرے گا، خدائے قادر و وھاب ہی اپنے فضل عظیم سے ہمیں نعم البدل عطا فرمائے، آمین۔

یوں تو سارے سنی مسلمان سوگوار ہیں، لیکن آپ کے نجل وخلف حضرت مولانا عسجد رضا قادری اور خانوادے کے دیگر افراد کے اوپر، جو کوہ غم گرا ہے، اسے کچھ وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں، مولائے کریم سب کو صبر عطا فرمائے اور ان کے روحانی فیوض و برکات سے مالامال کرے۔آمین

حضورتاج الشریعہ کی ولادت ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء بروز سہ شنبہ (منگل) ہوئی، اس طرح آپ کی عمر شریف نے سنہ ہجری کے اعتبار سے ستہتر (۷۷) بہاریں دیکھیں، اور سن عیسوی سے پچہتر (۷۵) سال علم وعرفان کی دولت بانٹتے رہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم والد گرامی حضرت علامہ شاہ ابراہیم رضا جیلانی میاں (بن حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا) سے حاصل کی پھر دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے اساتذہ سے درس نظامی میں کمال حاصل کیا، اس کے بعد جامعۃ الازہر قاہرہ مصر گئے، اور وہاں کے اساتذہ سے علمی استفادہ کر کے ۱۹۶۶ء میں امتیازی سند سے سرفراز ہو کر واپس ہوئے۔

آپ کے اساتذہ میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں:

سرکار مفتیٔ اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خان نوری (شہزادۂ اعلیٰ حضرت)، والد گرامی مفسر اعظم حضرت علامہ ابرہیم رضا جیلانی میاں، بحرالعلوم مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری (استاذ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف)، ریحان ملت مولانا ریحان رضا خان رحمانی میاں (برادر اکبر)، مولانا مفتی حافظ محمد احمد عرف جہاں گیر خاں فتحپوری، حضرت علامہ مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی پورنوی، (شیخ الحدیث منظر اسلام) علیھم الرحمۃ والرضوان۔

میں اپنے اداروں، دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ مئو، المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ اور مرکز اشاعت کنزالایمان ادارہ ''نشان اختر'' ممبئی اور اس کے بانی الحاج عمران دادنی رضوی کی طرف سے جملہ پسماندگان کو تعزیت وتسلی کے کلمات پیش کرتا ہوں، جب کہ میں خود بھی غم واندوہ میں گرفتار ہوں۔

تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی آپ نے کئی نمایاں کارنامے انجام دیے ہیں:

صحیح بخاری شریف پر عربی میں مختصر حاشیہ تحریر فرمایا ہے، جو مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے حضرت کی اجازت کے بعد شائع ہوا ہے۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشہورِ انام قصیدہ ''البُر دَۃ'' کی عربی شرح ''الفردۃ'' کے نام سے تحریر فرمائی ہے، جو رضا اکیڈمی ممبئی سے شائع ہو چکی ہے۔ علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ کی مشہور زمانہ کتاب ''المعتقد المنتقد'' کا اردو میں شاندار ترجمہ تحریر فرمایا ہے، جو جامعۃ الرضا بریلی شریف سے شائع ہوا ہے۔ ''شرح حدیث نیت'' کے نام سے ''انما الاعمال بالنیات'' کی بہترین شرح تحریر فرمائی ہے، جو شائع ہو چکی ہے۔ ''دفاع کنزالایمان'' کے نام سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے صحیح ترین ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' پر معاندین اہل سنت نے جو اعتراضات کیے تھے، آپ نے ان کا بھرپور علمی اور تحقیقی جواب تحریر فرمایا ہے، یہ کتاب بھی شائع ہو چکی ہے۔ فقہ حنفی کا عظیم انسائیکلوپیڈیا ''فتاویٰ رضویہ'' کی ابتدائی کئی جلدوں کا عربی میں ترجمہ فرمایا ہے، یہ ابھی اشاعت کی منزل سے نہیں گزرا ہے۔ ''فتاویٰ ازہریہ'' کے نام سے آپ کے فتاوے کی دو جلدیں اشاعت پذیر ہو چکی ہیں، باقی زیر ترتیب ہیں۔ ''آثار قیامت'' کے نام سے بھی آپ کی ایک کتاب ہے۔ ان کے علاوہ عربی میں تقریباً آٹھ کتابیں ہیں، مزید دو کتابیں عربی سے اردو میں ترجمے کے طور پر مطبوعہ ہیں۔ تقریباً گیارہ کتابیں وہ ہیں، جو امام احمد رضا قدس سرہ کی اردو کتابوں سے عربی میں ترجمہ کی گئی ہیں، گویا تقریباً پچاس کتابیں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے قلم زرنگار سے عالم وجود میں آئیں، جن میں اکثر مطبوعہ ہیں۔

آپ کے قلم میں فقیہ اسلام، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے فقہ وفتوی کی جھلک نظر آتی ہے، ضرورت ہے کہ آپ کی تصانیف خوب سے خوب تر انداز میں تحقیق وتصحیح کے ساتھ منظر عام پر لائی جائیں، انگریزی میں بھی حضور تاج الشریعہ کو درک حاصل تھا، انگریزی میں بلاتکلف گفتگو فرماتے جس طرح عربی اور اردو میں، آپ کی بعض تحریریں اور فتاویٰ انگریزی زبان میں بھی ہیں۔

آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں ہے، جو پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، عربی ممالک میں بھی آپ کے سلسلے سے وابستہ افراد پائے جاتے ہیں، اور انگریزی ممالک میں بھی، ایسے ہی آپ کے خلفا بھی ہند وپاک کے علاوہ دیگر ممالک میں پائے جاتے ہیں، انکے تعداد بھی اچھی خاصی ہے، اس طرح سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے آپ پوری دنیا میں سب سے بڑے شیخ تھے۔

آپ کے جنازے کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں اہل عقیدت نے حاضری دی ،شہر بریلی کے تمام کوچے،سڑکیں اورمیدان بھرے ہوئے تھے،بعض نے جنازے میں حاضرین کی تعداد کروڑ تک بتائی ہے،اور بعض نے یہ کہا: کہ صحیح تعداد کااندازہ لگانا مشکل ہے، البتہ یہ بات حقیقت کے اجالے میں آچکی ہے،کہ ہندوستان کی تاریخ میں مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کسی جنازے میں اب تک دیکھنے یا سننے میں نہیں آئی،عقیدت مندوں کااتنابڑا ہجوم آناًفاناً ہندوستان کے مختلف علاقوں اور دیگر ممالک سے امڈ کرآجانااور ہزارطرح کی سفری تکالیف برداشت کرنا،یقیناًیہ حضورتاج الشریعہ کی عند اللہ مقبولیت کی بہت بڑی دلیل ہے،اسے بجا طور پر تاج الشریعہ کی کرامت سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے،خلق خدامیں آپ کی مقبولیت کااندازہ اس سے بھی لگایاجاسکتا ہے کہ آپ کے انتقال پران لوگوں نے بھی غم منایا،اور کھلے دل سے آپ کی عظمتوں کااعتراف کیا،جن کو آپ کی زندگی میں کسی طرح کا کچھ اختلاف تھا،یاان کے دل میں کسی طرح کی رنجش تھی،حیرت اور بالائے حیرت کی بات یہ بھی ہے،کہ آپ کے وصال کے بعد غیر سنی لوگوں نے بھی تعزیتی اجلاس کیے،اور قرآن خوانی کااہتمام کیا،حتیٰ کہ بریلی شریف کے ہندووں نے بھی آپ کے انتقال کاغم منایا،اور جنازے میں آنے والے زائرین کے لیے اپنے دل کادروازہ کھلا رکھا،بلکہ ان کے ٹہرنے اور کھانے کابھی بعض نے انتظام کیا،یہ قبول عام اور دلوں پر ایسا تصرف یقیناًانھیں من جانب اللہ عطاہوا تھا،یوں سمجھیے کہ آپ کو سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مقبولیت عامہ سے ایک حصۂ وافر ملاتھا،اس کو دیکھتے ہوئے آپ کو نائب غوث اعظم بھی کہا جائے تو بیجانہ ہوگا۔

قرآن پاک سے ثابت ہے،کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو جو اعمالِ صالحہ،استقامت علی الشریعہ،تصلب فی الدین اورمذہب حق کی طرف دعوت وتبلیغ میں اپنی زندگی گزارتے ہیں،ان کو زمین میں قبول عام کی دولت سے نوازتا ہے،یقیناً حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ بھی اللہ کے انھیں نیک اور برگزیدہ بندوں میں تھے۔خدائے قدیر حضرت کی قبر مبارک کو برکت ونور سے بھردے۔

آمین بجاہ سید المرسلین و آلہ و صحبہ الصلاۃ و التسلیم۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے　　حشرتک شان کریمی نازبرداری کرے

محمد عبد المبین نعمانی قادری

مہتمم: دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ،مئو،یوپی۔

علامہ سید محمد اشرف اشرفی جیلانی صاحب

سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ جھانگیریہ،کچھوچھہ شریف،مقیم حال لندن یوکے

پیغام تعزیت

آج بروز جمعہ معتبر ذرائع سے یہ افسوسناک خبر ملی کے جانشین مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضاخان کاوصال ہوگیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

علامہ کی رحلت دنیاے سنیت کاعظیم خسارہ ہے اللہ پاک ان کے شہزادہ مولانا عسجد رضا و دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و الہ و سلم

شریک غم

فقیر اشرفی وگدائے جیلانی

ابوالحسن سید محمد اشرف اشرفی جیلانی، مقیم حال لندن

وشہزادہ اشرف العلماء سید معین الدین حسن اشرف اشرفی جیلانی - چشتی میاں

مورخہ 20 جولائی 2018

مولانا سید فرقان علی چشتی رضوی صاحب

خانقاہ رضویہ، دربار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ، اجمیر شریف، انڈیا

تعزیت نامہ از اجمیر مقدس

۲۶/جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعرات

حضرت صاجزادہ علامہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی اطلاع نے بہت رنجیدہ کیا۔ وہ ہمارے قائد تھے۔ اہلسنّت کی شان اور آبرو تھے۔ وہ عظیم تھے اور ان کا کردار بھی عظیم تھا۔ ان کی خدمات بھی عظمت وشان کی حامل ہیں۔ حضور مفتیٔ اعظم کے سچے جانشین اور عامل شریعت و منبع طریقت تھے۔ مخزنِ علم وفضل تھے۔

خانوادۂ رضویہ سے ہم غلامانِ چشت کا رشتہ ارادت کئی پشتوں سے قائم ہے۔ اور اتنا مستحکم ہے کہ دادا حضرت مولانا سید حسین علی چشتی رضوی، حضور اعلیٰ حضرت کے خلیفہ تھے۔ ان کے صاجزادے حضرت مولانا سید احمد علی رضوی کو حضور مفتیٔ اعظم نے خلافت واجازت سے نوازا۔ جو میرے والد بھی ہیں۔ دادا جان کی وکالت میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت حاضر دربار خواجہ غریب نواز ہوئے۔ والد ماجد کی وکالت میں حضور مفتیٔ اعظم نے دربار خواجہ غریب نواز میں حاضری دی۔ پھر حضور تاج الشریعہ جب اجمیر شریف تشریف لاتے مجھے یہ شرف عطا کرتے کہ میری وکالت میں حاضرِ بارگاہ ہوتے۔ مجھے اس پر ناز ہے کہ بارگاہِ خواجہ غریب نواز کی جاروب کشی کے صدقے یہ موقع بار بار ملا کہ حضور تاج الشریعہ جیسے عظیم ولی نے ہمیں باریابی عطا کی اور اپنی خدمت کا موقع دیا۔

حضور تاج الشریعہ کی ذات پاک علمی دنیا میں مسلم ہے؛ لیکن آپ کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ عظیم و باعمل صوفی بھی ہیں۔ جن کی ذات پاک سے تصوف کی حقیقی قدریں ظاہر ہوئیں اور خلافِ شرع امور میں ملوث طبقہ بے نقاب ہوا۔ آپ نے شریعت پر ثابت قدمی کی عظیم

مثال قائم کی۔

جیسے ہی حضور تاج الشریعہ کے وصال کی اطلاع ملی۔ دربارِ خواجہ غریب نواز میں فاتحہ کا اہتمام کیا گیا۔ وصال کے بعد سے یہ معمول ہے کہ بارگاہ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ میں جب دعا کرتے ہیں تو حضور تاج الشریعہ کے لیے ضرور دعا کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ! تمام متوسلین، مریدین، خلفاء، تلامذہ، محبین اور اہلسنّت کو صبر جمیل دے اور ہمیں حضور تاج الشریعہ کے فیضانِ روحانی وعلمی سے نوازے۔ آمین

اللہ تعالیٰ آپ کو حضور تاج الشریعہ کی نیابت میں ثابت قدم رکھے اور آپ کے ذریعے اسلاف کی مقدس وراثت عام ہو۔ امام احمد رضا و تاج الشریعہ کے فیض کا دریا آپ کے ذریعے اہلسنّت کو سیراب کرتا رہے۔

از وکیل جاورہ

فقیر سید فرقان علی چشتی رضوی

خانقاہ رضویہ، دربار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ [اجمیر شریف]

علامہ سید شاہ شمس اللہ جان مصباحی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ سمرقندیہ نقشبندیہ، دربھنگہ شریف، انڈیا

تعزیتِ حزینہ

حضرت تاج الشریعہ، مرجع العلماء والفضلاء، ممتاز الفقہاء، مرشد طریقت، نبیرہ اعلیٰ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری میاں (جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند، بریلی شریف) کے وصال کی خبر سے بہت افسوس ہوا۔

إنا للہ وإنا إلیہ راجعون ورحمہ اللہ رحمةً واسعةً

ہماری خانقاہ و دارالعلوم واقع دربھنگہ (بہار) میں حضرت کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی وتعزیتی نشست کا اہتمام کیا گیا اور حضرت کی بلندیِ درجات کی دعا کی گئی۔

حضرت تاج الشریعہ خانوادہ رضویہ کے ممتاز علمی وروحانی فرد تھے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے علوم کے وارث اور سلسلہ عالیہ رضویہ قادریہ کے ملکی وعالمی شیخ تھے، فقہ وفتاوی اور تقویٰ وطہارت میں وہ بے نظیر تھے، وہ ایک عظیم تحقیقی مزاج کے مصنف، متعدد کتب کے مترجم اور محشی ہونے کے ساتھ صنفِ نعت شریف کے اعلیٰ تخیلات کے حامل قادر الکلام شاعر بھی تھے اور اس کے ساتھ ملک وبیرون ملک میں کثیر مدارس کے سرپرست اور شہر بریلی شریف میں جامعۃ الرضا مرکز الدراسات الاسلامیہ کے بانی تھے۔ وہ گویا کہ تنہا ایک انجمن تھے. ایسے شجر سایہ دار کے اٹھ جانے سے ہماری صف میں واقعی ایک بڑا خلا ہو گیا جس کا بھرپور احساس تمامی اہلِ سنت کو ہے۔

میں اپنے تمام مریدین اور خانقاہ سمرقندیہ کے جمیع منتسبین ومتوسلین اور اپنے زیرِ سرپرستی تمام اداروں کی جانب سے حضرت کے تمام پسماندگان، جملہ مریدین، بالخصوص صاحبزادہ عالی وقار حضرت مولانا عسجد رضا قادری صاحب کو تعزیت پیش کرتا ہوں اور غم کی اس گھڑی میں ان سب کے ساتھ شریک ہوں۔

تہہ دل سے دعا ہے کہ ربِّ رحمٰن ورحیم حضرت کو کروٹ کروٹ جنت کی بہاریں عطا فرمائے، ہم سبھوں کو صبر جمیل سے نوازے اور ہم سبھوں کو توفیق دے کہ ہم ان کے چھوڑے ہوئے علمی وروحانی مشن کو جاری رکھ کر پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

آمین بجاہ سید المرسلین سیدنا وحبیبنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ أجمعین.

لحد میں عشقِ رخِ شہ کا داغ لے کے چلے　　اندھیری رات سنی تھی، چراغ لے کے چلے

شریکِ غم:

سید شمس اللہ جان مصباحی

خادم منصب سجادگی: خانقاہ سمرقندیہ، دربھنگہ، بہار

مؤرخہ ۸ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ، مطابق ۲۲ جولائی، ۲۰۱۸ء

مولانا سید ضیاء الدین نقشبندی صاحب

جامعہ نظامیہ، حیدرآباد، انڈیا

حضرت کا وصال یقیناً علم کا بھاری نقصان ہے

حیدرآباد: ۲۱، جولائی۔ شعبہ نشر واشاعت ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سینٹر کے بموجب نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت مفتی اختر رضا خان صاحب ازہری کے وصال پر ملال پر مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر نے گہرے رنج اور شدید غم کا اظہار کیا۔

انہوں نے کہا کہ حضرت کی ذاتِ گرامی عالم اسلام کی عظیم المرتبت شخصیت تھی، اسّی کی دہائی میں جب آپ حیدرآباد دکن تشریف لائے اور مکہ مسجد میں خطاب فرمایا تو حیدرآباد اور جامعہ نظامیہ سے اپنے تعلق کا اظہار کرتے ہوئے عوام سے فرمایا تھا کہ میری آپ سے ملاقات پہلی بار ہے لیکن میں حیدرآباد کو پہلی بار نہیں آیا ہوں، بلکہ قبل ازیں حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر جامعہ نظامیہ حیدرآباد آیا اور حضرت فقیہ العصر مولانا ابوالوفاء افغانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعائیں حاصل کی۔

مفتی صاحب نے کہا استاذِ گرامی مصباح القراء حضرت حافظ محمد عبداللہ قریشی ازہری سابق نائب شیخ الجامعہ نظامیہ وخطیب مکہ فرماتے

تھے کہ ازہری میاں جامعہ ازہر مصر میں میرے ہم جماعت رہے، پھر ازہر شریف میں آپ کی علمی وتحریکی سرگرمیوں کا ذکر فرماتے تھے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ حضرت کا وصال یقیناً علم کا بھاری نقصان ہے اور حدیث پاک ''عالم کی موت عالَم کی موت ہے'' کے مصداق ہے۔ مفتی صاحب نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے، حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب خاص نصیب فرمائے اور حضرت کے تمام پسماندگان، متعلقین، تلامذہ، مریدین ومعتقدین کو صبر جمیل واجر عظیم مرحمت فرمائے اور اہل سنت کے درمیان اتحاد قائم رکھے۔ آمین

مولانا سید غلام غوث قادری چشتی صاحب

بے کس پناہ قادریہ ولیہ، جہانگیر نگر، فتح پور

پیغامِ تعزیت

صاجنرادۂ محترم وجملہ پس ماندگان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل مورخہ ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ بعد نماز مغرب عزیزم صاجنرادہ شیخ ابوحسام سید قمر الاسلام سلمہ ربہ نے بذریعۂ فون یہ روح فرسا خبر دی کہ خانوادۂ بریلی شریف کے عالمی شہرت یافتہ ممتاز عالم دین، جانشین مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ کا انتقال ہوگیا۔ ایک لمحے تک تو جیسے سکتہ کی کیفیت طاری ہوگئی، خبر پر یقین نہیں آیا لیکن بالآخر چاروں طرف سوگوار ماحول کو دیکھ کر مشیت کے فیصلے کے سامنے زبان پر بے ساختہ کلمۂ استرجاع جاری ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، عظم اللہ اجرکم واجزل لکم الاجر المثوبۃ والھکم الصبر والسلوان واسالہ ان یتقبلہ بالرحمۃ والغفران ویجعل قبرہ روضۃ من ریاض الجنان۔

حضرت علامہ ازہری اپنے اجداد کی علمی وراثت اور دینی استقامت کے سچے وارث تھے، ان کا شمار ان چند سعادت آثار بندگان خدا میں ہوتا تھا جن کی ذات میں خاندانی مجد وشرافت اور ذاتی فضل وکمال کا خوب صورت امتزاج تھا۔ لوگوں کے دلوں میں ان کے لیے جو محبت و عقیدت پائی جاتی تھی، اسے بھی خاص فضل خداوندی ہی کہا جا سکتا ہے۔ ان کی وفات سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے جماعت اہل سنت کا مرکز ثقل گم ہوگیا ہو۔ ان کی رحلت سے فقہ وافتا اور علم وحکمت کی بزم میں جو خلا پیدا ہوا ہے، بظاہر اس کے پر ہونے کا دور دور تک امکان نظر نہیں آتا۔ علما وصالحین اس دنیا سے جس تیزی کے ساتھ رخصت ہو رہے ہیں، وہ جماعت کے حق میں نیک شگون نہیں ہے۔ اللہ خیر فرمائے، آمین

میں اس عظیم حادثے پر آپ کی خدمت میں اپنی جانب سے، نیز جملہ متوسلین اور خانوادۂ جھونسی کے تمام خورد وبزرگ کی جانب سے تعزیت پیش کرتا ہوں۔ ہم سب آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں، اللہ کریم آپ سب کو سلامت رکھے، صبر جمیل عطا کرے اور حضرت قبلہ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر سید غلام غوث قادری چشتی، خادم آستانہ بے کس پناہ قادریہ ولیہ، جہانگیر نگر، فتح پور

مفتی محمد مجیب اشرف رضوی صاحب

خلیفہ حضور مفتیٔ اعظم، ناگپور، انڈیا

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔۔۔میں فقیرِ حقیر محمد مجیب اشرف بول رہا ہوں۔اس سے پہلے بھی میں نے ایک تعزیتی پیغام حضور سیدی سرکار تاج الشریعہ کے وصالِ پُر ملال پر بھیج چکا ہوں اور میں بریلی شریف کے لیے روانہ ہو چکا ہوں.اس وقت احمد آباد میں ہوں۔مرضیِ مولا از ہمہ اولا' اللہ کی مرضی ہر ایک چیز سے اونچی ہے۔

ہر انسان کو ایک نہ ایک دن دنیا سے جانا ہے،لیکن جانے والے ہی جیسے نہیں ہوتے۔کچھ وہ لوگ ہیں جن کے جانے سے عالم میں سوگواری کی کیفیت پھیل جاتی ہے اور ہر دل مضمحل ہو جاتا ہے۔اور علمی اور ادبی جو خلاء پیدا ہوتا ہے اُس کا پُر ہونا مشکل ہوتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان سیدی سرکار مرشدی مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے بعد پوری ملّتِ اسلامیہ اور سنیت کیلیے ایک ایسی شخصیت اور ایسی ذات تھی کہ سب لوگوں کو اُن کے وجود سے بڑی ہی تسکین اور اُن کے وجود سے بڑا ہی اطمینان تھا۔ہر مشکل مسئلے میں علماء اور عوام اُن کی طرف رجوع کرتے تھے۔اب ایسی ذات ہماری نگاہیں تلاش کر رہی ہیں لیکن گرد و پیش اور اِس وقت کے موجود علماء میں دوسری کوئی ذات نظر نہیں آ رہی ہے۔یہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمتِ کاملہ پھر اُس مردِ قلندر کو پردہ غیب سے ظاہر فرمادے تو ہمارے دل کی بے چینی کو سکون مل جائے۔

حضرتِ علامہ تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے تمام پس ماندگان بالخصوص جناب عسجد میاں اور عسجد میاں کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں تعزیت کے کلمات پیش کرتے ہوئے ہماری زبان لرزتی ہے،دل بیٹھا جاتا ہے اور دماغ مایوس جیسا معلوم ہوتا ہے،پہلے ہم حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کہتے تھے اور اب ہم اُنہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہہ رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے شاد کام فرما کر قبر کو رحمت و نور سے بھر دے اور اپنی رحمتوں کی ساون بھادوں قبرِ انور پر ہمیشہ ہمیشہ برساتا رہے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اور تمام سنیوں کے دلوں کو چین اور سکون عطا فرما کر سب کو حضرت تاج الشریعہ کی تعلیمات کی اشاعت کا سچا جذبہ عطا فرمائے۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

(مفتی) محمد مجیب اشرف رضوی، ناگپور

علامہ سید رئیس اشرف اشرفی الجیلانی میرانی

جانشین سرکار شاہ میراں و بانی جامعہ فیضان اشرف رئیس العلوم، گجرات، انڈیا

افسوس ناک خبر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

موت العالِم موت العالَم ،عالم اسلام کی عبقری شخصیت جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری

سقی اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ کا وصال پر ملال ہوگیا ہے: اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

غم کا طوفان سینوں پر گر پڑا   تاج شریعت فخرِ رضویت چل دیے

رب تعالیٰ آپ کے جملہ مریدین، محبین، معتقدین، متوسلین، اعزہ، اقربا خصوصاً اہلِ خانہ و شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا خان قادری مدظلہ العالی کو صبر جمیل اور جماعت اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین و آلہ وصحبہ اجمعین

گزارش: جملہ مریدین و معتقدین سلسلۂ عالیہ قادریہ اشرفیہ میرانیہ سے پُرخلوص گزارش ہے کہ حضور تاج الشریعہ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے بریلی شریف پہونچیں، اور جو کسی وجہ سے نہیں پہونچ سکتے وہ اپنے گھر، مدرسہ یا مسجد وغیرہ میں برائے ایصال ثواب قرآن خوانی و دیگر کارِ خیر کا اہتمام کریں۔

فقط والسلام

خاکپائے محبوب سبحانی و گدائے محبوب یزدانی

ابو الحامی سید رئیس اشرف اشرفی الجیلانی میرانی

جانشین سرکار شاہ میراں و بانی جامعہ فیضان اشرف رئیس العلوم، اشرف نگر کھمبات، ضلع آنند، گجرات انڈیا

علامہ ڈاکٹر حسن رضا خان صاحب

پٹنہ، انڈیا

پیکرِ اخلاص مولانا المؤقر، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ جان کر بے پناہ مسرت ہو رہی ہے کہ آپ حضرت تاج الشریعہ پر وقیع علمی اور روحانی خدمات کے حوالے سے ابنائے علم و ادب پر بڑا احسان کر رہے ہیں۔

یہ بات یقین کے اجالے میں آ گئی ہے کہ زندہ قوم ایسے بزرگوں کی یاد کو مرنے نہیں دیتی ہے۔ تاج الشریعہ نابغہ روزگار، علم و دانش کے پیکر جمال، عربی زبان کے بلند پایہ ادیب، اپنے دور کے ممتاز مصنف، دلکش اسلوب تحریر اور حسین انداز تعبیر کا نام ہے۔ آپ کے فکر و فن کو دیکھ کر وہ سنگ تراش نظر آتا ہے جو بے جان پتھروں کی فنکارانہ تراش و خراش اور اپنی فنی دیدہ وری سے اس طرح رمق پیدا کرتا ہے کہ اس میں زندگی کی دھڑکنیں سنائی دینے لگتی ہے۔ ان کے قصر عربی میں الفاظ ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں، جہاں سے چاہتے ہیں ان کو اٹھا کر اپنے اشعار میں چسپاں کر دیتے ہیں۔ آپ کے ادبی اور علمی فن پارے فکر و احساس کی سطح پر قاری کے ذہن پر اپنے اثرات نہایت آسانی سے چھوڑ جاتے ہیں کیوں کہ اس میں آپ کی بے پناہ ترسیلی ہنرمندی کارفرما رہتی ہے۔ آپ کی تحریر ایک زبردست تخلیقی طنطنے کے ساتھ پر

کیف انداز میں ملتی ہے۔

تاج الشریعہ کی زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کا معیار ہے جس پر چلنا ہی صراط مستقیم پر چلنا ہے۔آپ کی ذات آج ہمارے لیے منارۂ نور ہے جس کے جلوے از کراں تا کراں نظر آتے ہیں۔اللہ حضرت کا فیضان کرم ہم سنیوں پر ہمیشہ قائم رکھے۔

تاج الشریعہ نے اس دار فانی سے جاتے جاتے جماعت اہل سنت کو اتنا بلند کر دیا کہ دوسرے سارے فرقے بونے نظر آنے لگے ہیں اور سنیت کا ایسا ریلا نکلا کہ سارے حاسدین، معاندین، منافقین اور ہمہ دانی کا خواب دیکھنے والے بہہ گئے۔تاج الشریعہ نے اپنے خونِ جگر سے سنیت کی رگوں میں ایسا خون بھر دیا ہے کہ اب صدیوں اس کا پریشر کم ہونے والا نہیں ہے۔آج تاج الشریعہ نے قریہ قریہ ہی نہیں چپہ چپہ مسلک رضا کا ڈنکا اور بریلی کا پرچم لہرا دیا۔اب دوسری جماعت والے مجبور ہیں کہ ان کی تعریف کریں ورنہ ان کا وجود بچنا مشکل ہو جاتا اور وہ اپنے وجود کو بچانے کے لیے تعریف کے مراسلات و بیانات دینے پر مجبور ہیں۔حضرت کے جنازہ کی بھیڑ نے ورلڈ ریکارڈ بریک کر دیا۔ ۱۵رکلو میٹر تک سر ہی سر نظر آرہا ہے، چشم فلک نے پہلی بار ایسا جنازہ دیکھا ہوگا اور زبان پر تاج الشریعہ زندہ باد، مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد، بریلی زندہ باد کا نعرہ قلب و جگر میں ولولہ عشق پیدا کر رہا تھا۔

آپ کی تحریک اور آپ کے اس جذبہ حق کو سلام

علامہ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرفی جیلانی صاحب

سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ، کراچی، پاکستان

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی نور اللہ مرقدہ کے شہزادہ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہ کا وصال پر ملال ایک ایسا سانحہ ہے جس نے دنیائے سنیت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی جس طرح دین اور مسلک اہلسنت کے لئے وقف کی اور خدمات انجام دیں وہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور اہلسنت کو یہ صدمۂ عظیم برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

خاکپائے مخدوم سمنانی

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی ۸/ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۲/جولائی ۲۰۱۸ء

مفتی محمد ناظر اشرف قادری بریلوی صاحب

دارالعلوم اعلیٰ حضرت، ناگپور، انڈیا

آہ میرے تاج الشریعہ (علیہ الرحمۃ والرضوان)

''موت العالم موت العالم''

بہت روئے گی میرے بعد تیری شام تنہائی

زمانہ کروٹیں بدلتا رہتا ہے گردش لیل ونہار سے تغیرات جنم لیتے رہتے ہیں، کبھی اندھیرا تو کبھی اجالا کبھی اجال تو کبھی اندھیرا ہائے رے نیرنگئ تقدیر آج جب لوگ روشنی کو ترس رہے ہیں، ہر چہار جانب ظلمت کا بسیرا بنانے کیلئے ظالم لوگ دوڑ لگا رہے ہیں، ایسے نازک لمحوں میں میرے دل کا چین اجڑ گیا، سکون وقرار میری آخری سانس تک کیلئے مجھ سے چھین لیا گیا، کیا ہو گیا بس نہ پوچھیے! ایسا سانحہ ارتحال ایسا حادثہ جس کو دنیا جانتی ہے اور دنیا نے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ بھی لیا کیونکہ اہلسنت کی کشتی کا کھیون ہار ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء کو مغرب کی نماز کی تیاری کر چکا تھا مؤذن نے اشھد ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا، حی علی الصلوۃ کی صدا گونجنے ہی والی تھی، کہ جس خالق ومالک نے زندگی کی سانسیں عطا فرمائی تھیں اس نے ملک الموت کو بھیج کر روح نکال لی اور نماز عشق ادا کرنے کیلئے عالم برزخ کو مقرر فرما دیا۔

واحسرتا! اعلان سنتے ہی ملک وبیرون ملک سے دیوانوں کا ہجوم خون کے آنسو روتے ہوئے بریلی شریف کی طرف روانہ ہو گئے، عربستان، ترکستان، افریقہ، امریکہ، بنگلہ دیش، نیپال، پاکستان وغیرہ سے تعزیت نامے جانشین سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان علامہ عسجد رضا خاں صاحب کی بارگاہ عالی تبار میں سرعت رفتاری کے ساتھ آنے لگے، مساجد ومدارس اور خانقاہوں میں قرآن خوانیوں کا تسلسل قائم ہو گیا، ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں بلکہ لاکھوں لاکھ انسانوں کا ہجوم بریلی شریف اور اس کے گردونواح میں جمع ہو گئے، ہائے رے قسمت کی بے یاری، وہ کیا گیا کہ زمانہ غمزدہ ہو گیا اپنے اور بیگانوں پر حزن وملال کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، اپنوں پر تو اس لئے کہ وہ ہمارے رہنما تھے، رہبر تھے، قائد تھے، انکا فتویٰ ہمارے لئے حرف آخر تھا، ان کا تقویٰ لاجواب تھا، ان کا اخلاق مشعل راہ تھا، انکی حیات ظاہری قرآن حکیم کی تفسیر تھی، اور سنت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنویر تھی، اور بیگانوں کو حزن وملال اس لئے ہوا کہ ملک وبیرون ممالک انگلی اٹھا کر جس ذات قدس صفات کیطرف اشارہ کرتے تھے کہ پوری دنیائے اسلام میں ایسی گوناگوں محاسن والی کوئی ذات ہو تو مثال پیش کرے۔ ع

لاؤں کہاں سے تیری مثال کوئی مثال تو ہو

ہاں موت العالم موت العالم، عالم دین کی موت پورے عالم کی موت ہے اور ایسا عالم ربانی جن کی علمی شخصیت اور روحانیت پوربراعظم پر محیط ہو۔ مولائے کریم، کارساز مالک میرے سرکار تاج الشریعہ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ اور جوار قدس میں انکو اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان اور جملہ افراد اہل سنن کو صبر جمیل واجر جزیل سے نوازے۔ اب جملہ علماء وعوام اہل سنت کی نگاہ ان کے جانشین علامہ عسجد رضا خاں صاحب قبلہ پر مرکوز ہے۔ کہ وہ اپنی ژرف نگاہی سے ملت مسلمہ کی باگ ڈور سنبھالے اور اتحاد واتفاق کا ماحول قائم رکھتے

ہوئے قیادت فرمائیں ۔مولیٰ تعالیٰ جل شانہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان کو قوت عطا فرمائے ۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوات و التسلیم

گدائے بے نوا

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی

دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

۲۲؍جولائی ۲۰۱۸ء

سید محمد جلال الدین اشرفی جیلانی صاحب

سربراہ اعلیٰ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، مالدہ، انڈیا

خدائے غفور ورحیم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے درجات میں رفعت و بلندی عطا فرمائے، جنت الفردوس کو ان کا مستقر بنائے، اہلِ سنّت و جماعت کو بالعموم واہل خاندان کو بالخصوص صبر جمیل عطا فرمائے اورتا قیامت ان کا فیضان اہل سنت و جماعت پر جاری وساری فرمائے ۔آمین بطفیل حبیبہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

فقط والسلام

شریک غم:

فقیر سید محمد جلال الدین اشرفی جیلانی عفی عنہ

جانشین حضور اشرف الاولیاو سربراہ اعلیٰ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، قطب شہر، مالدہ (بنگال)

علامہ سید محمد ارشد مکی اشرفی جیلانی صاحب

نبیرہ محدث اعظمِ ہند، کچھوچھہ شریف، انڈیا

۹۲/ ۷۸۶

افسوس صد افسوس! حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری میاں صاحب داغِ مفارقت دے گئے ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے　　　　بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت ازہری میاں صاحب کے سانحہ ارتحال کی خبر اہلِ سنت کے قلب وضمیر کو ہلا دینے والی خبر ہے، بلا شبہ حضرت قبلہ گاہی کی ذات مجمع البحرین تھی، ان کے وصال سے نہ صرف خانوادۂ رضویہ کا خسارا ہوا بلکہ پوری جماعت اہل سنّت کا خسارا ہوا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علوم کا وارث وامین اب ہمارے دمیان نہ رہا، علم وفضل کا آفتاب بحکمِ الٰہی غروب ضرور ہوا ہے، لیکن اس کی نورانی کرنیں ہمیشہ اہلِ سنت وجماعت پر پھیلی رہیں گی۔

مولیٰ کریم بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت والا کی مغفرت فرمائے، اوران کے درجات کو بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

آمین یا مجیب السائلین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

شریک غم: فقیر اشرفی وگدائے جیلانی سید محمد ارشد مکی اشرفی جیلانی

(نبیرہ محدث اعظمِ ہند، کچھوچھہ شریف)

علامہ سید شاہ رضوان الھدیٰ قادری ابوالعلائی

جانشین بارگاہ شاکر یہ پنڈ شریف، ضلع شیخوپور، بہار، انڈیا

تاج الشریعہ کی رحلت ناقابل تلافی نقصان

عالم کی موت ایک عالم کی موت ہے۔ یقیناً حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال عالم سنیت کے لیے ناقابل تلافی نقصان اور قابل صد افسوس ہے۔ جوں ہی یہ دردناک خبر سننے کو ملی، خانقاہ شاکر یہ پنڈ شریف بہار غم میں ڈوب گئی۔ خانقاہ اور جامعہ علامہ احسن الھدیٰ میں فوراً قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔

دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے نعم البدل اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر یہ ذکر نہ کروں، حضور تاج الشریعہ کی کرم نوازی تو دیکھیے۔ میں اپنے آبائی خانقاہ شاکر یہ کا چوتھا جانشین وخلیفہ ہوں۔ زہے نصیب! جھارکھنڈ کی سرزمین پر امام احمد رضا کانفرنس کے نام سے زیر سرپرستی حضور تاج الشریعہ زیر صدارت ناچیز کے جلسے کا اہتمام تھا۔

حضور تاج الشریعہ اسٹیج پر تشریف لاتے ہی ہزاروں لاکھوں کے مجمع میں مجھ ناچیز کو خلافت برکاتیہ رضویہ سے نوازا۔ تاج پوشی دستار بندی کی اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔

مفتی ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی صاحب

کاشی پور،انڈیا

اختر قادری خلد میں چل دیا   خلد وا ہے ہر اک قادری کے لیے

آج مؤرخہ ۷؍ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰؍جولائی بروز جمعہ بوقت مغرب، مرشد برحق، فقیہ اعظم، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین مفتیٔ اعظم عالم حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری ملقب بہ تاج الشریعہ معروف بہ ازہری میاں، قاضی القضاۃ فی الہند قدس سرہ اس دار فانی سے رخصت ہو کر ملک بقا کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت کا وصال عالم سنیت کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ حضرت، عالم سنیت میں ہر حیثیت سے ممتاز و نمایاں مقام کے حامل تھے۔ آپ کے مریدین، معتقدین، متوسلین، محبین کی تعداد کروڑوں کے حساب سے ہے۔ پوری دنیا میں بلا مبالغہ آپ سے زیادہ کسی کے مرید نہیں پائے جاتے۔ آپ کی خوبیوں کا شمار اختر شماری کے مترادف ہے۔ تفقہ فی الدین، تصلب فی الدین والمسلک، آپ کا وطیرہ خاص رہا۔ فقہ، حدیث، تفسیر، منطق، فلسفہ، توقیت، جفر، ہیئت، اور بہت سے علوم مروجہ وغیر مروجہ میں کامل دسترس حاصل تھی۔ پچاسیوں کتابیں قوم کو بطور وراثت عطا فرمائیں۔ اللہ پاک حضرت کو غریق رحمت فرمائے اور حضرت کے درجات بلند فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ اور سبھی غلاموں کو حضرت کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

یکے از خادمان تاج الشریعہ

احقر العباد محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی غفرلہ

نوری دارالافتاء مدینہ، کاشی پور، اتراکھنڈ

صاجزادہ ابوالحسن واحد رضوی صاحب

پنجاب، پاکستان

اللہ غنی!

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت قبلہ تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں کی رحلت بہت بڑا سانحہ ہے۔ آپ کی علمی و روحانی خدمات سب پر عیاں ہیں۔ پھر جس عظیم خانوادے سے آپ کا تعلق ہے، اس اعتبار سے آپ کا مقام اور نمایاں ہے۔ خالق حسن و جمال نے آپ کو کئی منفرد خصوصیات سے نوازا تھا۔ اللہ اکبر! ایسے عظیم لوگ اٹھتے جاتے ہیں اور دنیا خالی ہوتی جاتی ہے۔ ع

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے

مالک الملک جل شانہ،آپ کے درجات بلند فرمائے۔اور جنت کی اعلیٰ بہاریں نصیب ہوں۔

اسیر غم

خاکسار ابوالحسن واحد رضوی

۲۰، جولائی ۲۰۱۸ء

ڈاکٹر فیض احمد چشتی صاحب

پنجاب، پاکستان

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ جانشین مفتیٔ اعظم ہند کا وصال ہو چکا ہے۔اللہ تعالی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضرت کے روحانی فیوض و برکات سے ہمیں ہمیشہ مستفیض فرمائے۔حضرت کو بلندیِ درجات عطا فرمائے۔اور بروز محشر ہمیں ان کے جلو میں اٹھائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین و صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

ڈاکٹر فیض احمد چشتی، پاکستان

صاجنزادہ محمد فرحت حسن رضا خاں قادری رضوی نوری صاحب

ہمشیر زادۂ حضور تاج الشریعہ، کراچی، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ   الصلوٰۃ و السلام علیک یا نبی اللہ

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت وحجۃ الاسلام، نواسہ حضور مفتیٔ اعظم، خلیفہ حضور مفتی اعظم و جانشین حضور مفتیٔ اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں الازہری قادری رضوی نوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک تمام دنیائے سنیت کے لئے عموماً اور احباب رضوی برکاتی کے لئے ایک عظیم نقصان ہے جس کا بیان کرنا ناممکن ہے۔

عصر حاضر میں آپ تن تنہا تمام سنیت کے اور عقیدۂ اہلسنت کے محافظ تھے۔آج ہم صحیح معنی میں اپنے آپ کو یتیم محسوس کر رہے ہیں۔
آپ کی ساری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت اور پیغام رضا سے عبارت ہے۔آپ اپنے پیر و مرشد اور نانا جان حضور سیدی مفتیٔ اعظم عالم اسلام کے

سچے پکے جانشین اور تقویٰ و پرہیز گاری میں آپ کے نائب تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ مولیٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کیوں کہ جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے۔

وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے　　　　تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا

تو حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا نقش قدم بھی صراط مستقیم ہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقیر محمد فرحت حسن رضا خاں قادری رضوی نوری　　　　۲۲؍جولائی ۲۰۱۸ء

علامہ محمد اشرف رضا قادری صاحب

مدیر سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف، انڈیا

اختر قادری خلد میں چل دیا

بریلی شریف ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء غم واندوہ کی گھڑی ہے۔ اس لئے کہ اہلِ سُنّت و جماعت کے مرکزی قائد و پیشوا، دارالافتاء بریلی شریف کی آبرو حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری ہم سے رخصت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بے شک یہ لمحہ نہ صرف خانوادۂ رضویہ بلکہ سارے عالم کے لیے کرب ناک ہے، ہر سنی مسلمان اس دردناک سانحہ سے خود کو یتیم محسوس کر رہا ہے۔ فقیر خادم حضور امین شریعت محمد اشرف رضا قادری اور ارکان تحریک امین شریعت کی طرف سے جانشین تاج الشریعہ، حضور علامہ عسجد رضا خاں صاحب قبلہ و نبیرہ استاذ زمن علامہ سلمان رضا خاں قادری دام ظلہما السامی کو تعزیت کرتے ہیں، اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی ہم سب کو صبر و استقامت عطا کرے اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے درجات میں روز افزوں بلندیاں عطا فرمائے، اور آپ کے صدقے ہم سب کی بخشش و مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم

محمد اشرف رضا قادری

تحریک امین شریعت، رائے پور ۲۱ جولائی ۲۰۱۸ بروز سنیچر

پیر سید عنایت الحق شاہ صاحب

ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ غوثیہ ضیاء العلوم صدر راولپنڈی و جامعہ مدینہ ضیاء الحبیب للبنات، راولپنڈی

موت العالم موت العالم

ہم حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان علیہ الرحمہ کے انتقال پر ملال پر اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ یقیناً امت کے لئے آپ علیہ الرحمہ کا

وصال بڑے ہی خسارے کا سبب ہے۔آپ علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان کے حقیقی جانشین اور آپ کی تعلیمات کا مظہر تھے۔ایسے جد امجد کے فیضان کی جھلک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں نمایاں نظر آتی تھی۔آپ نے اپنی ساری زندگی شریعت مطہرہ کے مطابق گزاری۔اپنے قول وفعل وعمل میں شریعت مطہرہ کا پاس رکھا اور صحیح معنوں میں مفتیٔ اعظم ہونے کا حق ادا کیا۔"لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ"، کے صحیح مصداق ٹھہرے۔کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع روشن فرمائی۔اللہ تعالیٰ آپ کو مقام علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے صدقے اور وسیلے سے جمیع امت محمدیہ کی مغفرت فرمائے۔

فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا — عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا

علامہ ڈاکٹر غلام زرقانی قادری صاحب

جگر گوشۂ رئیس القلم ،حجاز فاؤنڈیشن، امریکا

ملت کا عظیم ترین خسارہ

جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا انتقال پرملال نہایت ہی افسوسناک ہے۔میری روح اداس ہوگئی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پس ماندگان کے ساتھ ساتھ ہم سبھوں کو صبر جمیل۔

اسیر غم: غلام زرقانی قادری

علامہ غلام قمر الدین سیالوی صاحب

مدرس دار العلوم امجدیہ، کراچی، پاکستان

موت العالِم موت العالَم

دنیائے اہل سنت کے تاجدار مفتیٔ اعظم قاضی القضاۃ نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا سانحۂ ارتحال ایک عظیم حادثہ ہے۔جس کا یہ گہرا زخم تادیر محسوس کیا جائے گا۔اور ایسی عظیم ہستی کا اٹھ جانا ایک جہان کی موت کے مطابق ہے۔مگر مرضیٔ مولا از ہمہ اولیٰ۔حضور تاج الشریعہ کی خدمت اقدس میں حاضری ایک ایسی نعمت عظمیٰ تھی جو فیوض و برکات کا سرچشمہ اور قرب رب کریم کا عظیم ذریعہ تھی۔جیسا کہ بزرگان دین نے فرمایا ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیا — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

الحمد للہ! ناچیز کو حضرت کا قرب رہا اور اس کا سبب کھتری مسجد کی خدمت اور حافظ محمد اسلم قادری مدظلہ العالی کا توسل۔آپ کی دینی ملی

خدمات بے انتہاء ہیں ۔اللہ کریم اپنے محبوب کریم ﷺ کے طفیل مقبول فرمائے، درجات میں بلندی نصیب فرمائے ۔آمین

ناچیز غلام قمر الدین چشتی

مدرس دارالعلوم امجدیہ وخطیب وامام کھتری مسجد، پی آئی بی کالونی کراچی

مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی صاحب

مفتیٔ حنفیہ محکمہ اوقاف، ابوظبی متحدہ عرب امارات

چل دیے تم آنکھوں میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر

۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ شام مغرب کے بعد سے لے کر اب تک، دنیا بھر سے عقیدت مند واہل محبت، حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے وصال پُر ملال پر تعزیت پیش کرتے رہے، ان میں بے شمار تعزیتی پیغامات میری نظر سے بھی گزرے، مگر ہمت نہیں ہو پارہی تھی کہ کوئی تعزیتی پیغام لکھ سکوں، حضرت استاذی وشیخی، سیدی وسندی حضور تاج الشریعہ کے وصال کو لے کر دل ودماغ سکتے کے عالم میں ہیں، اشکوں کا ایک سمندر اندر ہی اندر موجزن ہے، کہ تھمنے کا نام نہیں لیتا، نہ باہر امنڈ پاتا ہے، ایک عجیب سی حالتِ اضطرابی طاری ہے، کہ اس حوالے سے نہ کچھ سوچنے دیتی ہے، نہ کچھ لکھنے دیتی ہے۔

خدا خدا کرکے آج ہمت باندھ کر کچھ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں، کہ تاج الشریعہ حضور قبلہ ازہری میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ بلا شبہ قوم کے روحانی والد وباپ تھے، جواب ہم میں نہ رہے، حضرت کے انتقال پُر ملال پر اپنی اور قوم کی یتیمی کا واضح احساس ہونے لگا ہے، حضرت کے وجود سے لاشعوری احساس رہتا تھا کہ حضرت کے ہوتے کوئی ڈر وخوف نہیں، حضرت کا سایہ ایک مہربان باپ کے سائے کی طرح تھا۔ حضرت کے ساتھ بہت سی علمی، روحانی، اور شخصی یادیں وابستہ ہیں، جنہیں یاد کرکے دل فراقِ یار میں بے چین ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے طفیل حضرت کو غریق رحمت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، حضرت کی برکتوں سے ہمیں کبھی محروم نہ کرے، حضرت کا روحانی سایہ ہمیشہ ہم پر دراز رہے، اور ہم احبابِ اہل سنّت کو سچے پکّے عقیدۂ اہل سنّت، مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرمائے، **آمین بجاہ سیّد المرسلین!**

علم وحکمت وروحانیت کے اس جبل شامخ تاج الشریعہ حضرت ازہری میاں قبلہ مفتی دیارِ ہندیّہ مفتی اختر رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصالِ پُر ملال کی مناسبت سے، میں اپنی طرف سے اور ادارۂ اہل سنّت کی طرف سے، امّتِ مسلمہ، حضرت کے اہل خاندان، حضرت کے شہزادے اور خود آپنے آپ کو تعزیت پیش کرتا ہوں؛ کہ حضرت کا اس دنیائے فانی سے کوچ کرنا پوری امتِ مسلمہ کا نقصان ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، اور حضرت کے بعد ہمیں ان کا نعم البدل عطا کرے۔

و آخر دعوانا أن الحمد للہ ربّ العالمین

والسلام علیکم جمیعاً ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعاگو و دعاجو

محمد اسلم رضا میمن تحسینی (ادارۂ اہل سنّت کراچی پاکستان)

مفتیٔ حنفیہ اوقاف ابوظبی، (متحدہ عرب امارات UAE)

24/7/2018

علامہ شہزاد احمد مجددی صاحب

لاہور، پاکستان

موت العالِم موت العالَم

آہ صد آہ! آج علم و عمل کا ایک اور آفتاب بریلی شریف میں غروب ہوگیا۔ ابھی ابھی بریلی شریف سے مصدقہ خبر ملی ہے کہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعۃ مفتی اختر رضا خان قادری الازہری پردہ فرما گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت تاج الشریعہ نے اپنی پردادا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے بہت سارا علمی کام یادگار چھوڑا ہے جس میں شرح صحیح بخاری اور آپ کے فتاویٰ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت کی متعدد کتب کو عربی زبان میں منتقل کرنے کا کام بھی آپ نے کیا۔

آپ کے وصال سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے وہ شاید برسوں تک پورا نہ ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

علامہ تاج نواب اختر القادری صاحب

امام وخطیب جامع مسجد حبیب، مقبول آباد، کراچی

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت نبیرۂ اعلیٰ حضرت قاضی القضاۃ فی الہند حضرتِ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ الرحمٰن کا سانحۂ ارتحال ہم غلاموں کے لئے کسی قیامت سے کم نہیں مگر فرمانِ ربی: ''کل نفس ذائقۃ الموت'' برحق ہے رب کریم عزّوجل نے ایسے مواقع پر اہلِ اسلام کو یہ حکم دیا ہے کہ: ''وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ'' اور بشارت دو صبر والوں کرنے والوں کو وہ جن کو کوئی مصیبت پہنچے تو کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

حضور تاج الشریعہ کا تعلق اس عظیم خانوادے سے ہے جو گزشتہ تقریباً دو صدیوں سے مسلمانان برصغیر پاک و ہند کو بالخصوص اور دیگر دنیا کے اہل اسلام کو بالعموم فقہ اسلامی، قرآن و سنت کے انوار سے منور کر رہے ہیں۔ الغرض گزشتہ دو صدیوں سے یہ خاندان مرجع خلائق ہے اور فقہ کا بے تاج بادشاہ۔

آپ کے والد گرامی مفسر قرآن مولانا ابراہیم رضا خاں اور نانا حضور مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں، دادا حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں اور پر دادا مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسی عظیم شخصیات ہیں جب کہ اعلیٰ حضرت کے والد گرامی امام المتکلمین مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کو علماء، طلبہ اور خواص وعوام میں جو شہرت حاصل تھی آپ کے ہم عصروں میں اس کی نظیر کہیں نظر نہیں آتی۔ آپ علیہ الرحمۃ عکس اعلیٰ حضرت تھے، لاکھوں مسلمانوں کے لئے عقائد کی صحت کے ضامن تھے۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے علم وتقویٰ کے حقیقی جانشین تھے ان کی ذات بابرکات امت مسلمہ کے لئے ابر بہار کا درجہ رکھتی تھی۔ ان کی پاکیزہ زندگی کا ایک ایک لمحہ تبلیغ دین متین میں صرف ہوا۔ آپ مریدین، معتقدین، محبین ومتوسلین کی روحانی اصلاح وتربیت کے لئے زندگی بھر کوشاں رہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت پر جبل استقامت کے طور پر زندگی بھر قائم رہے اور شب وروز اس کی ترویج واشاعت کے لئے کوشاں رہے۔ آپ کی بابرکت زندگی قرآن وحدیث کی عملی تفسیر نظر آتی۔ ذیل میں چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا '' یعنی اے ایمان والو! خود کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ آپ نہ صرف خود بچتے رہے بلکہ اپنی حقیقی اور روحانی اولاد کو اس سے بچانے میں زندگی بھر مصروف عمل رہے۔ اس طرح آپ کی زندگی قرآن کریم کی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ''اشداء علی الکفار رحماء بینھم ''یعنی وہ کافروں پر انتہائی سخت اور آپس میں انتہائی مہربان ہیں۔ آپ کی سیرت مبارکہ اس آیت کی عملی تفسیر نظر آئی کہ: ''لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ''ترجمہ: تم اس قوم کو نہ پاؤ گے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ دوستیاں کریں اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے۔

نیز دوستی اور دشمنی کا پیمانہ آپ کی زندگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان مبارک رہا کہ: ''الحب فی اللہ و البغض فی اللہ ''یعنی دوستی بھی رب کی رضا کے لئے اور دشمنی بھی رب کی رضا کے لئے احقاق حق اور ابطال باطل میں: ''وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ '' پر عمل پیرا رہے۔ آپ کی ذات گرامی: ''اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ''یعنی بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے وہ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا کی مصداق نظر آتی ہے۔

شرقاً، غرباً، شمالاً، جنوباً آپ کی شہرت اور بالخصوص آپ کی نماز جنازہ میں لاکھوں افراد کی شرکت آپ کی بارگاہ رب العزت عزوجل اور دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بے پناہ مقبولیت پر شاہد ہے۔ آپ کے سانحہ ارتحال سے پیدا ہونے والا خلاء شاید کبھی پر نہ ہو سکے۔ رب کریم کا

فرمان ذیشان: ''یوم ندعوا کل اناس بامامھم ''، یعنی اس دن ہم ہر ایک کو اس کے امام کے ساتھ پکاریں گے اور حضور ﷺ کا ارشاد گرامی کہ: ''المرء مع احب ''، یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے، کی روشنی میں بارگاہ رب العزت میں التجا ہے کہ مولیٰ ہم حضور تاج الشریعہ کو اپنا امام مانتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں کیوں کہ وہ تیرے دین پر عامل اور تیرے محبوب ﷺ کا عاشق صادق ہے۔ مولیٰ تو ہمارا حشر حضور تاج الشریعہ کی قیادت میں حضور ﷺ کے غلاموں میں فرما۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خاک پائے حضور تاج الشریعہ

تاج نواب اختر القادری

امام وخطیب جامع مسجد حبیب، مقبول آباد، کراچی، پاکستان

علامہ ابوتراب ریاض الحسن نعیمی صاحب

موت العالِم موت العالَم

مسلک اعلیٰ حضرت کے غیرت مند ترجمان

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتیٔ اعظم ہند، جگر گوشۂ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ۔ آہ!

واحسرتا! سیدی تاج الشریعہ۔ ہم سنیوں کو چھوڑ کر چل دیئے۔

جن کا ثانی دور تک ملتا نہیں ... حق کا وہ شاہ کار میرے پیر ہیں

فانی دنیا سے چلے جانے والوں کے مختلف انداز ہوتے ہیں، کوئی جاتا ہے تو اس کے پیچھے ایک گھر ایک خاندان افسوس اور اظہار غم کرتا ہے مگر کچھ جانے والے ایسے ہوتے ہیں جن کا جانا پوری قوم وملت کے لئے باعث غم وافسوس ہوتا ہے۔

جب مجھ ناچیز نے سیدی تاج الشریعہ کے بارے میں لکھنے کے لئے قلم اٹھایا تو سوچ میں پڑ گیا کہ کیا لکھوں؟ ان کی سیرت کے بارے میں لکھوں کہ یا ان کی چمکتی ہوئی روشن ومنور صورت کے بارے میں لکھوں۔ ان کے کردار کے بارے میں لکھوں یا ان کی گفتار کے بارے میں لکھوں۔ ان کی کرامات لکھوں، ان کی عبادات لکھوں یا دین اسلام اور مسلک اہلسنت کے لئے خدمات لکھوں۔ المختصر حضرت کی شخصیت ایک ہمہ صفت اور ہمہ جہت شخصیت، ایک قابل تقلید شخصیت تھی۔ وہ ہستی بقیۃ السلف اور حجۃ الخلف تھی۔ بدلتے حالات اور تغیّر زمانہ کے باوجود وہ استقامت کا کہسار تھے۔ صد کروڑ آہ۔ وہ ہستی ہم سے جدا ہوئی جس کی راتیں: ''یبیتون لربھم سجدا وقیاما ''، کی تفسیر اور جس کے دن: ''خیر الناس من ینفع الناس '' کا مصداق تھے۔

سیدی تاج الشریعہ اہلسنت کے لئے سایۂ رحمت، متلاشیان حق کے لئے شمع ہدایت اور ایک ایسا چشمۂ فیض تھے جن سے ہزاروں نہیں،

لاکھوں نے روحانی سکون کی لازوال دولت کو اپنے سینوں میں سمیٹا۔ وہ شریعت کے علم بردار اور طریقت کے شہسوار، واقف اسرار حقیقت اور معرفت کے بحر بے کنار تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

شریعت طریقت ہو یا معرفت ہو   یہ حق ہے حقیقت میں حق آشنا ہیں
نہ کیوں اہلسنت کریں ناز ان پر   کہ وہ نائب غوث و احمد رضا ہیں

میں نے اکابرین اور مشائخ اہلسنت سے بارہا یہ جملہ سنا کہ حضور سیدی تاج الشریعہ کا نورانی منور و روشن چہرہ دیکھ کر ہمیں یہ شعر یاد آتا ہے۔

دیکھنے والے دیکھ کر کہتے ہیں اللہ اللہ   یاد آتا ہے خدا دیکھ کر صورت تیری

آخر میں وہی کہوں گا جو امام احمد بن حنبل نے کہا، امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں امام اہلسنت احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا "قولوا لاھل البدع بیننا و بینکم الجنائز حین تمر" ترجمہ: مخالفین سے کہہ دو کہ ہمارے جنازے جب نکلیں گے تو وہی ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کریں گے۔ (البدایہ والنہایہ۔ ج ۱۰ ص ۳۶۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا مبارک جنازہ اور سفر آخرت اس قول کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ گویا کہ حضور تاج الشریعہ ظاہری پردہ فرمانے کے بعد کچھ یوں کہہ رہے تھے۔

مرے جنازے پہ رونے والو فریب میں ہو تم بغور دیکھو   مرا نہیں ہوں غم نبی میں لباس ہستی بدل گیا ہوں

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

فقیر پُرتقصیر تمام مریدین و متوسلین و محبین و معتقدین کے غم میں برابر شریک ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو یہ عظیم سانحہ برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور تمام برادران طریقت کو حوصلہ عطا فرمائے۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے درجات و کمالات میں مزید عروج و بلندیاں عطا فرمائے اور ان کے مزار پُر انوار "مرکز تجلیات" کو نور سے معمور فرمائے۔ انہیں جنت الفردوس میں ارفع و اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

یہ چند کلمات صرف اس لئے لکھے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے والوں میں مجھ گناہ گار کا نام بھی شامل ہو جائے۔ رب کریم سیدی آقائے نعمت کے روحانی فیضان سے متمتع فرمائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین، اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا و مولانا محمد معدن الجود والکرم والہ الکرام وصحبہ العظام وابنہ الکریم الغوث الاعظم الافخم الھمام وحزبہ اجمعین۔

ابو تراب محمد ریاض الحسن نعیمی

مولانا سید آل رسول جیبی ہاشمی صاحب

سجادہ نشین خانقاہ قدوسیہ، اڈیشہ، انڈیا

تاج الشریعہ کا سانحہ ارتحال سنیت کا عظیم نقصان

ابھی ابھی یہ جانکاہ خبر موصول ہوئی کہ تاج الشریعہ کا ان کے آبائی وطن شہر محبت بریلی شریف انکے ہی دولت کدے میں تقریباً شام ساڑھے سات بجے وصال پر ملال ہوگیا، (الاسترجاع)

آپکا وصال دین وسنیت کے لئے عظیم نقصان ہے بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ گویا کہ سنیت یتیم ہوگئی، آپ کے نام کا ایک رعب تھا، جس سے اغیار بھی کانپتے تھے، انکے رخ زیبا میں ایسی کشش تھی کہ لوگوں کے قلوب کشاں کشاں چلے آتے تھے، صحیح روایت ہے کہ بعض غیر مسلموں نے آپ کو دیکھ کر اسلام بھی قبول کیا، اللہ ان کو غریق رحمت فرمائے اور ان کے فیوض و برکات کو عام وتام کرے، آمین

موت برحق ہے اس سے کسی کو چھٹکارا نہیں، اور اس پر صبر کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں، شہزادہ گرامی علامہ عسجد رضا خان صاحب پر بلاشبہ غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں، مگر آپ صبر سے کام لیں، ہم بھی آپکے غم میں برابر کے شریک ہیں، صرف آپ نہیں، دنیائے سنیت یتیم ہوگئی ہے۔

رب قدیر حضرت کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور سنیت کو نعم البدل دے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

سید آل رسول جیبی ہاشمی

سجادہ نشین خانقاہ قدوسیہ بھدرک اڈیشہ انڈیا

علامہ محمد رضا خاں صاحب

دار العلوم اختر العلوم برکاتیہ، سوات

موت العالِم موت العالَم

دنیا میں ایسے لوگ کم ہوتے ہیں جو اپنے تعارف میں کسی کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ خود ان کی ذات، ان کا نام، ان کا لقب اور خطاب ہی ان کی پہچان ہوا کرتا ہے۔

اگر عصر حاضر پر نظر ڈالی جائے تو ایسے نادر الوجود شخصیات میں وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتیٔ اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری از ہری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سرفہرست نظر آتی ہے۔

اللہ رب العزت نے آپ کو گوناگوں اوصاف حمیدہ وخصائص جلیلہ سے حظ وافر عطا فرمایا تھا۔ آپ کی ذات بابرکات تقویٰ وطہارت، زہد وورع، علم وعمل، حسن اخلاق وحسن عمل، حسن صورت وحسن سیرت میں منبع ومعدن تھی۔ علم وتحقیق، تصنیف وتالیف، فقہ وافتاء، نقد ونظر، بحث ومناظرہ میں

غیر معمولی مہارت وبصیرت سے رب کریم عزوجل نے خوب سرفراز فرمایا تھا۔

عقائد ہو یا معمولات، تفسیر قرآن ہو یا تشریح احادیث نبویہ، منطقی موشگافیاں ہوں یا علم الکلام وفلسفہ کے ادق ترین مباحث، فقہ وافتاء کی باریکیاں ہوں یا پھر مسائل جدیدہ وقدیمہ کی پیچیدگیاں، احقاق حق ہو یا ابطال باطل، مذہب مہذب کی حفاظت ہو یا مسلک حقہ کی ترویج و اشاعت مختلف دینی وعلمی موضوعات پر آپ کی گراں قدر تحقیقات ہوں یا فقہی مقالا ت وتصنیفات جس طرف بھی آپ نے رخ فرمایا کمال مہارت سے اس کا حق ادا فرمایا۔المختصر آپ کی ذات والاصفات کو جس زاویہ نگاہ سے دیکھا جائے وہ فرید عصر اور وحید عصر کی مصداق نظر آتی ہے۔

مختلف موضوعات پر آپ کی تحریرات، کتب، مقالا ت وتحقیقات وتصنیفات سے رہتی دنیا تک تشنگان علم ومعرفت اپنی علمی وروحانی پیاس سے سیراب ہوتے رہیں گے۔

آپ علیہ الرحمۃ کا سانحۂ ارتحال دنیائے اہلسنت کے لئے اس مشہور مقولہ کا مصداق ہے کہ ''موت العالِم موت العالَم'' آپ کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلاء پورا ہونا مشکل نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے وطفیل آپ کے درجات عالیہ میں مزید ترقی عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرب خاص سے سرفراز فرمائے اور آپ کے وسیلہ سے ہماری مغفرت وبخشش فرمائے۔آمین بجاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فقیر محمد رضا خان۔خادم دارالعلوم اختر العلوم برکاتیہ،سوات

علامہ کاشف اقبال مدنی رضوی صاحب

مرکزی دارالعلوم محمدیہ رضویہ،فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جانشین مفتیٔ اعظم،شہزادۂ مفسر اعظم ہند، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، وارث علوم وافکار اعلیٰ حضرت، صاحب زہد وتقویٰ، حامل علوم نبویہ، تاجدار سنیت، قاضی القضاۃ فی الہند، شیخ الاسلام والمسلمین حضور پرنور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کا سانحہ ارتحال بالخصوص اہلسنت اہل اسلام میں شدید رنج وغم کا باعث ہے۔حضرت کی رحلت سے اہلسنت کے علمی حلقوں میں ایک بہت بڑا خلاء واقع ہوا ہے اور اس طرح کے جو خلاء واقع ہوتے ہیں مشکل سے ہی پر ہوا کرتے ہیں۔پھر ایسی بحر العلوم شخصیت کے وصال سے جو خلاء واقع ہوا اس کا پر ہونا تو یقیناً مشکل ہی نظر آتا ہے۔

حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی مذہبی مسلکی علمی خدمات یقیناً قابل صد تحسین ہیں۔حضرت کی علمی وقلمی خدمات بالخصوص اہلسنت کے لئے ناقابل فراموش سرمایہ ہیں۔آپ کے فتاویٰ جات اور دیگر تصانیف امت مسلمہ کے لئے بیش قیمت سرمایہ ہیں۔حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ اعلیٰ حضرت بریلوی کی عملی تصویر تھے۔تصلب فی الدین آپ کی متاع حیات تھی۔اشداء علی الکفا ر اور رحماء بینھم کا مظہر

تھے، بدمذہبوں، دیوبندیوں، وہابیوں، شیعوں بلکہ صلح کلیوں کے لئے ننگی تلوار تھے اور وہ بھی اعلیٰ حضرت کی۔

راقم الحروف فقیر مدنی کو حضرت تاج الشریعہ کی متعدد بار زیارت کا شرف حاصل ہوا آپ کی مجالس خیر سے فیض یاب ہونے کا کئی بار موقع ملا۔ فتنۂ عظیمہ صلح کلیت کے خلاف بھی آپ نے بھرپور جہاد فرمایا۔ بالخصوص پاکستانی فتنہ کرم شاہی یعنی جسٹس کرم شاہ بھیروی کے عقائد ونظریات جب آپ کے سامنے بادلائل پیش کیئے گئے تو آپ نے کرم شاہ بھیروی کی تکفیر کی بلکہ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف سے اس پر فتویٰ جاری فرمایا۔ بریلی شریف سے فتویٰ وصول کر کے پاکستان لانے والے حضرت تاج الشریعہ کے مرید وخادم خاص جناب غلام اویس قرنی تھے۔ فتنۂ طاہری یعنی ڈاکٹر طاہر القادری کا بھی آپ نے شدومد سے رد کیا بلکہ ایک موقع پر راقم بھی حاضر تھا داتا دربار کی مسجد میں خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ منہاج القرآن نہیں منہاج الشیطان ہے۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ العزیز کے درجات میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عسجد رضا خاں کو حضرت کی جانشینی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب غلامان بریلی شریف کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

کتبہ ابوحذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

مرکز اہلسنت جامع مسجد گلزار مدینہ، اڈا ستیانہ بنگلہ

تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

علامہ محمد محمود میاں قادری برکاتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انا للہ وانا الیہ راجعون

عرش پہ دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا   فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

یہ افسوس ناک خبر دوران ختم قادریہ "برکاتی مسجد" میں "برکاتی نگر پاکستان" آئی، روحانی شخصیت، شیخ طریقت، ولی نعمت، خاندان اعلیٰ حضرت کے چشم وچراغ، معروف باعمل عالم دین حضرت تاج الشریعہ مفتی علامہ اختر رضا خاں قادری برکاتی نے دنیا سے پردہ فرمالیا۔ اللہ عزوجل حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اہلسنت وجماعت کو جلد از جلد نعم البدل عطا فرمائے۔ اہل خانہ مریدین، محبین اور عوام اہلسنت کو صبر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین۔ ﷺ

محمد محمود میاں قادری برکاتی عفی عنہ

برکاتی مسجد برکاتی نگر حیدرآباد سندھ پاکستان

۷/ذیقعدہ ۱۴۳۹ ہجری

مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی صاحب

کامونکی، پنجاب، پاکستان

حضرت تاج الشریعہ، قدوۃ الصلحاء، زبدۃ العرفاء، رئیس الاتقیاء الحاج علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی الازہری دنیائے آب وگل کی عارضی حیات گزار کر ۲۰/جولائی شب ہفتہ ۷/ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے عالم برزخ کی طرف روانہ ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون. اللھم اغفر لہ وارحمہ واعف عنہ ونور قبرہ اللھم اجعل قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ۔

موت سے کس کو رستگاری ہے؟ لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے مگر کچھ لوگ زینت بزم عرفاں ہوتے ہیں، کچھ گلستان دہر کے مہکتے پھول ہوتے ہیں، جن کی خوشبو سے مشام جاں معطر ہوتے ہیں، اور کچھ تو قلوب انسانی کی مملکت کے تاجدار ہوتے ہیں، ان کے اٹھ جانے سے سلطنت قلوب میں زلزلہ آجاتا ہے، گلستان دہر مرجھا جاتے ہیں، بزم عرفاں سونی سونی ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ حضرت تاج الشریعہ بہار سنیت تھے آپ کے اٹھ جانے سے صرف بریلی ہی اداس نہیں ہوا بلکہ دنیائے اسلام پر اداسی چھا گئی۔

آفتاب رشد وہدایت غروب کیا ہو، عالم تاریک ہو گیا، علم کا دیا کیا بجھا کہ جہالت کی تاریکی میں اضافہ ہو گیا۔ کتنی مدت لگے گی پھر کسی ایسے آفتاب علم وفضل کے طلوع ہونے میں، جو پیکر علم وفضل بھی ہو اور تقویٰ و پرہیزگاری کا لبادہ بھی اوڑھے ہو، جو حق کی آواز بھی بلند کرے اور باطل کے ایوانوں میں ہلچل بھی مچا دے، جو دل کی دنیا بھی سجانے والا ہو، بدن انسان پر شریعت کی حکمرانی قائم کرنے والا بھی ہو، اسلاف کی سچی یادگار ہو، اخلاف کے لئے نمونۂ حیات بھی، سنت نبوی کے پیکر میں ڈھلا بھی ہو اور بدعت وگمراہی کو مٹانے والا بھی ہو۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دارالعلوم حزب الاحناف (لاہور) کی پرنور فضاؤں میں حضور مفتیٔ اعظم پاکستان خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری (رحمۃ اللہ علیہ) کی روحانی چھاؤں میں شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی زیر تربیت علم کے موتی اکٹھے کر رہا تھا کہ ایک دن ایسا آیا کہ حزب الاحناف میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت (قدس سرہٗ) کی روشنی حضرت تاج الشریعہ کی صورت میں جلوہ گر ہوئی۔ جمعرات کا دن تھا سید ہجویر مخدوم امم حضرت داتا گنج بخش (رحمۃ اللہ علیہ) کے دربار عالی وقار میں نماز عصر کے بعد حضرت تاج الشریعہ کا خطاب دل نواز سنا۔

اس وقت تحریک منہاج پر پرُزے نکال رہی تھی کبھی دیت کا مسئلہ موضوع بحث، کبھی عورت کی گواہی، کبھی اہلسنت کے خلاف زہر اگلا جارہا تھا۔ حضرت تاج الشریعہ کے ایک جملے نے حق واضح کر دیا کہ: "مسلمانوں کی راہ چھوڑنے والا منہاج القرآن نہیں منہاج الشیطان ہے"۔

نماز مغرب کا وقت ہوا تو اعلان ہوا حضرت تاج الشریعہ امامت کروائیں گے مگر کیا ہوا؟ کہ عقیدت مندوں میں ایسے بھی عاشق تھے جو

حضرت سے مصافحہ کرتے ہوئے خوب رگڑ کر ہاتھ ملاتے ۔حضرت کا ہاتھ زخمی ہوا خون نکل آیا۔فرمایا اب تو خون بہنے کی وجہ سے وضو ٹوٹ گیا اب وضو کر کے نماز پڑھوں گا۔تو ہم آپ کو لے کر حزب الاحناف آئے اور وہاں آپ نے وضو کیا اور ہمیں آپ کی اقتداء میں نمازِ مغرب پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔میں نے کیا دیکھا کہ حضرت سجدہ میں جاتے وقت دہنی جانب زور دیتے اور سجدہ سے اُٹھتے وقت بائیں جانب زور دیتے ۔اس وقت میں نے پہلی مرتبہ آپ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا تو تعجب ہوا۔لیکن یہ تعجب ختم ہوگیا جب بہارِ شریعت میں یہ مسئلہ پڑھا کہ ایسا کرنا مستحب ہے ۔(اللہ اکبر) جو شخص آداب و مستحبات کا اس قدر لحاظ رکھتا ہو وہ واجب،سنن و فرائض کی کس قدر پابندی کرتا ہوگا۔پھر مولیٰ تعالیٰ کی اس پر کس قدر فضل و رحمت ہوگی اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

لیکن جب وہ دارِ فانی سے رخصت ہوئے کہ ان کے اٹھ جانے سے قلوب مسلماناں کس قدر غمگین ہوئے کتنے لوگوں کی حسرت ہی رہی کہ ان کے جنازہ میں شریک ہوتے اگر حنفی مذہب کی پابندی نہ ہوتی تو غائبانہ نماز جنازہ پڑھا جاتا۔جو شریک جنازہ ہوئے وہ انسانی سمندر تھا جو میلوں پر پھیلا ہوا تھا۔اس غم کی گھڑی میں صرف اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) کا خاندان ہی سوگوار نہ تھا بلکہ ہر سنی مسلمان پر قیامت صغریٰ ٹوٹ پڑی کہ حضور سرورِ عالم سید آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک سچا نائب،اسلام کا عظیم مبلغ،علم و فضل کا ہمالیہ زیرِ زمین دفن ہوگیا لیکن ان کا مشن الحمدللہ اب بھی قائم ہے۔

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا

یکے از غلامان امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ)

فقیر محمد نعیم اختر غفرلہ

کامونکی، پنجاب، پاکستان

خلیفہ حضور مولانا حبیب رضا خاں و مولانا منان رضا خاں (منانی میاں)

مولانا محمد فاضل صابری سلطانی صاحب

امیر جماعت اہلسنت تحصیل ڈسکہ،سیالکوٹ

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب کے بیٹے مولانا مفسر اعظم ہند محمد ابراہیم رضا اور اپنے بیٹے مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب کی بیٹی کا رشتہ طے کیا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے پوتے اور پوتی کا نکاح ہوا ان کو اللہ تعالیٰ نے نومبر ۱۹۴۳ء کو ایک لخت جگر نور نظر عطا فرمایا۔اس فرزند ارجمند نے دنیائے اسلام میں تاج الشریعہ کا لقب پایا۔چار سال کی عمر میں آپ کے والد ماجد نے آپ کو قرآن پاک کی تعلیم دینا شروع کی ۱۹۶۳ء تک آپ نے کالج سے ایف اے اور جامعہ منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی۔

۱۹۶۳ء میں آپ کے والد محترم نے خواہش ظاہر کی کہ میں اپنے بیٹے کو دنیا کی اعلیٰ یونیورسٹی سے تعلیم دلوانا چاہتا ہوں اور اسی سال آپ

کو جامعہ الازہر قاہرہ مصر میں داخل کروا دیا گیا۔آپ نے تین سال کے اندر جامعہ ازہر سے سند فراغت حاصل کی اور امتحان میں پوری یونیورسٹی میں آپ نے اول پوزیشن حاصل کی۔دنیا کا ہر وہ فرد جو جامعہ ازہر سے تعلیم حاصل کرتا وہ اس بات پر فخر محسوس کرتا کہ میں نے دنیا کی اعلیٰ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی ہے مگر تاج الشریعہ وہ واحد شخصیت ہیں جن پر جامعہ ازہر فخر کرتی ہے کہ اس شخص نے اس جامعہ سے تعلیم حاصل کی ہے اور مئی ۲۰۰۹ء جامعہ ازہر میں ایک پروقار تقریب کے اندر آپ کو فخر ازہر کا ایوارڈ دیا گیا جو کہ غالباً برصغیر پاک و ہند میں صرف آپ کو حاصل ہوا۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر اعلیٰ حضرت والا عشق رسول، حضرت حجۃ الاسلام کا زہد و تقویٰ اور مفتیٔ اعظم ہند کا علمی تجر اور مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں کی قرآن پاک کے علوم پر مکمل دسترس حاصل تھی۔آپ جب انگلش بولتے تو یورپ کے انگریز اور جب عربی بولتے تو وہ عرب جن کی مادری زبان عربی تھی اور جب اردو بولتے تو لکھنؤ کے لوگ منہ میں انگلیاں دبا لیتے۔خوب صورت اتنے تھے جب سر پر دستار باندھ کر بریلی شریف کے بازار میں نکلتے تو ہندو اور سکھ کہتے کہ یہ کوئی انسان نہیں بلکہ دیوتا ہے۔

جامعہ ازہر میں تعلیم کے دوران آپ کے والد ماجد وصال فرما گئے۔ایک موقع پر آپ کے والد محترم نے کہا کہ اب میں تو غروب ہو رہا ہوں اب میرا اختر پوری دنیا میں سورج بن کر چمکے گا۔آپ نے ساری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مطابق دین کی تبلیغ کی اور آخر دم تک تبلیغی اور تدریسی خدمات کو جاری رکھا جسے لوگ مدتوں یاد رکھیں گے۔۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء کو شب ہفتہ آپ نے وصال فرمایا، انڈین چینلز کی اطلاع کے مطابق آپ کے جنازہ میں تقریبا ایک کروڑ پچیس لاکھ افراد نے شرکت کی۔

علامہ محمد مختار علی رضوی سیرانی صاحب

مفتی دار الافتاء مرکز اہلسنت جامع مسجد سیرانی، گوجرخان۔ضلع راولپنڈی، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موت العالِم موت العالَم

کیوں نہ ہو عالَم کی بقاء عالِم سے ہے عالَم کا ذرہ ذرہ عالِم کے لئے دعائے مغفرت اور دعائے خیر و برکت کرتا ہے۔حدیث شریف میں ہے: ’’وانا لعالم یستغفر لہ من فی السموات ومن فی الارض والحیتان فی جوف الماء‘‘ رواہ الترمذی، ابو دؤد، مسند احمد۔عالم کے لئے آسمانی و زمینی مخلوق اور پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں۔

علمائے ملت اسلامیہ کے ماتھے کے جھومر، آفتاب رضویت و ماہتاب قادریت، نشان امام احمد رضا، مسلمانان برصغیر کے دلوں کی دھڑکن، تاج الشریعہ حضرت مفتی اختر رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ کے وصال با کرامت سے اہل اللہ عزوجل اور محبان رسول ﷺ کے دلوں پر جدائی کا غم ہمیشہ رہے گا۔

غالباً ۲۲؍دسمبر ۲۰۰۰ء میں مدینہ طیبہ میں حاضری کے شرف کے دوران ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر پانچ رات آپ کی اقتداء میں نمازعشاء اور نماز تراویح پڑھنے کا اعزاز نصیب ہوا۔ نماز تراویح کے بعد آپ کا روح پرور و ایمان افروز بیان جسے سن کر سامعین کے دل و دماغ عشق رسول ﷺ سے سرسبز و شاداب ہو جاتے تھے دل و دماغ پر نقش ہیں۔ بلاشبہ حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ اس صدی کے سب سے بڑے عالم و فاضل اور سفیر عشق رسول ﷺ تھے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

خدا کرے ثریا پہ تیری جبیں ہو تو حسین اور حسین اور بھی حسین ہو

حررہ

الفقیر القادری محمد مختار علی رضوی سیرانی

مفتی دارالافتاء مرکز اہلسنت گوجرخان، خطہ پوٹھوہار۔ پاکستان

۲۱؍ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۴؍اگست ۲۰۱۸ء

علامہ محمد عبد الباسط صدیقی قادری نوری صاحب

شاہی خطیب بادشاہی مسجد شاہ جہاں، ٹھٹھہ، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تری یاد تھپکی دے کر مجھ اب شہا سلا دے مجھے جاگتے ہوئے یوں بڑی دیر ہوگئی ہے

ترا دل شکستہ اخترؔ اسی انتظار میں ہے کہ ابھی نوید وصلت ترے در سے آرہی ہے

۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب (شب ہفتہ) معمول درس قرآن مجید میں مشغول تھا کہ چھوٹے بھائی قبلہ مولانا حافظ عبد الہادی صدیقی سلّمہ ربہٗ کا فون آیا اور بڑے دکھ کے ساتھ بتایا کہ حضرت قبلہ پیر و مرشد مفتی اختر رضا خاں بریلوی کا وصال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گویا حضرت مرشدی کے ہی مصداق۔۔۔

ترے دامن کرم میں جسے نیند آگئی ہے جو فنا نہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے

عالم اسلام بلاشبہ حضرت تاج الشریعہ شیخ الاسلام والمسلمین مرشدی وسندی مفتی اختر رضا خاں الازہری کے علمی و روحانی بحر بے کنار سے فیض یاب ہوتا رہا ہے۔ قاضی القضاۃ، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ سیدی مرشدی مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری کی ذات مبارکہ سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و روحانی کمالات کا منبع و مرکز تھی۔ آپ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں قادری رضوی نوری علیہ الرحمۃ اور مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری رضوی نوری علیہ الرحمۃ کے

سچے جانشین تھے اور حق تو یہ ہے آپ نے حق جانشینی ادا کر دیا۔

دنیائے اسلام جب بھی کسی شرعی مسئلے میں تر دد کا شکار ہوئی تو عالم اسلام کی تمام عبقری شخصیات آپ کی ذات مبارکہ کی طرف رجوع کرتی تھیں اور جس طرف حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مرشدی تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان قادری از ہری کا قلم صفحہ قرطاس پر اپنے نشانات ثبت کرتا ملتا وہی نقش عالم اسلام کے لئے ہدایت کا سبب بنتا۔ بالخصوص دنیائے اہلسنت پر حضرت کے احسانات نا قابل فراموش ہیں کہ جب جب نومولو دعلمائے اہلسنت عقائد واعمال کے سلسلے میں علمی جوش اور جذبہ شوق وعقیدت میں راہ اعتدال سے ہٹنے لگتے تو عوام اہلسنت میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہوتا اور جید علمائے اہلسنت کو ان مسائل کو حل کرنے میں ہمت وحوصلے کی ضرورت پڑتی تو ایسے میں حضرت مرشدی تاج الشریعہ کی ذات مبارکہ ہی ہوتی جن کی آواز ان تمام بکھرے موتیوں کو پھر سے ایک لڑی میں پرو دیتی اور ان کے اشکال دور ہو جاتے۔ اس ضمن میں آپ کے فتاویٰ حرف آخر تسلیم کئے جاتے۔ کئی اہم عصری مسائل میں حضرت قبلہ مرشدی تاج الشریعہ نے عزیمت کا راستہ اختیار فرمایا حالات کے تقاضوں کے مدنظر علمائے اہلسنت کو جہاں جہاں فقہی وعلمی اشکال کی لہروں نے پریشان خاطر کیا وہاں حضور تاج الشریعہ کے عزیمت پر قائم اصولوں سے رہنمائی حاصل ہوتی رہی۔ حضرت کی تصانیف اس پر شاہد ہیں۔

حق یہ ہے کہ حضور سیدی مرشدی تاج الشریعہ کا وصال اطہر دنیائے اسلام خصوصاً دنیائے اہلسنت کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ دعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ وطفیل حضرت کے درجات بلند فرمائے اور غریق رحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقیر پر تقصیر ابوالحسین قاری محمد عبد الباسط صدیقی قادری نوری

نویں شاہی (اعزازی) خطیب بادشاہی مسجد شاہ جہاں ٹھٹھہ سندھ

مفتی محمد احمر حشمتی صاحب

کراچی، پاکستان

عہدِ رواں کی عبقری شخصیت

786/92

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں　　　پھر خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

ورلڈ سنی کانفرنس کا انعقاد نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی میں ہوا۔ عالمی سنی قائدین اسٹیج کی رونق دوبالا کرنے کے لئے جلوہ فرما تھے۔ اسی اثناء میں غوثیت ورضویت کے علمبردار، مسلک رضا کے سچے جانثار، حسینی قافلہ کے سالار، پروانہ شمع رسالت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق جیلانی قادری رضوی، مرد مومن مرد حق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارعب اور منفرد آواز نے سماعتوں کو اپنی جانب متوجہ کیا۔ کوئی صاحب فوٹو نہ

کھینچیں حضرت حقیقت میں شیخ الاسلام والمسلمین ہیں، حضرت کے منصب کا تقاضہ ہے کہ اس فعل شنیع سے آپ کے دامن کو آلودہ نہ ہونے دیا جائے۔میں نے کئی خودساختہ اپنے تئیں شیخ الاسلام کہلوانے والوں کے بارے میں سن رکھا تھا جو نہایت اطمینان سے فوٹو اور مووی بنوایا کرتے تھے۔میرے ذہن میں اس شخصیت کے بارے میں جو پہلا خیال آیا وہ یہ تھا کہ یقیناً یہ شخصیت حقیقت میں عالم باعمل اور نہایت متقی ہستی ہیں کہ شہزادۂ رسول ان کی شان کے لائق لوگوں کو متنبہ فرمارہے ہیں۔پھر وہ علم کا بحر عمیق و بسیط ،سنیت کی آن،سنیوں کی جان،وارث علوم نبوت،واقف شریعت وطریقت،مردقلندر جب نیو میمن مسجد کے عقبی دروازہ سے لوگوں کے ایک ہجوم میں باہر تشریف لائے تو دیدار کی تمنا میں ،میں بھی لوگوں کے اژدھام میں کھڑا تھا ،جب نظر نے رخِ زیبا کا نظارہ کیا تو حقیقت یہ ہے کہ پلکیں جھپکنا بھول گیا۔کتنا پرنور چہرہ تھا، ولایت کی نوری شعاعیں چہرہ سے عیاں تھیں ،دل نے گواہی دی کہ ہاں اللہ والے ایسے ہی ہوتے ہیں ،معرفت الٰہی سے فیض یافتہ،حرمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہرہ دار،بارگاہ غوثیت سے بامراد اور مسلک رضویت کے علمبردار ایسے ہی ہوتے ہیں ،ہاں ہاں یہی ''شیخ الاسلام'' کہلانے کے صحیح حقدار ہیں ،ضرور بالضرور یہی تاج شریعت ہیں ،یہی گلبن باغ رضویت ہیں ،میں نے جس کی آواز بھی سنی ،مجمع کے ہر شخص کی زبان پر یہی الفاظ تھے کتنا پرنور اور کتنا پررونق چہرہ ہے ،یہ تو اللہ کے ولی ہیں ،جب یہ اتنے دل آویز اور مسحورکن شخصیت کے مالک ہیں تو ان کے اجداد کرام (حضور مفتیٔ اعظم ہند،حضور حجۃ الاسلام،سیدی اعلیٰ حضرت) کتنے پرنور اور پروقار ہوں گے۔

یہ تھا میرا پہلا تعارف حضور تاج الشریعہ،نائب مفتیٔ اعظم ہند،شیخ الاسلام والمسلمین،صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء،صدر مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے جس کی لطافت میں آج بھی اپنے دل میں پاتا ہوں۔

جانے کس رنگ میں تفسیر کریں اہل ہوس ۔۔۔ مدح زلف ولب ورخسار کروں یا نہ کروں

اس کے بعد حضور تاج الشریعہ ۲۰۰۵ء میں پھر پاکستان تشریف لائے میں بھی اپنے مرشد کریم حضرت مولانا محمد قطمیر رضا خاں قادری رضوی دامت برکاتہم القدسیہ کی سربراہی میں استقبال کے لئے ایئر پورٹ پہنچا۔اس فقید المثال استقبال نے مجھ سمیت تمام حاضرین کو بے حد متاثر کیا اور دلی مسرت ہوئی کہ حضور تاج الشریعہ کا استقبال اس طرح ہونا چاہیئے،کسی بادشاہ کی طرح آپ کرسی پر رونق افروز تھے اور کرسی کو مریدین ومحبین نے اٹھا رکھا تھا اور یہ ان حاملین کے لئے نہایت سعادت کا مقام تھا کہ اللہ کے ولی کی خدمت میں مصروف تھے۔میرا دل بھی مچلا کہ میں بھی یہ سعادت حاصل کروں اور قریب سے حضرت کا دیدار کروں اس وقت تو محروم رہا لیکن قربان جاؤں اپنے مرشد پر کہ دو ،تین روز بعد فرمانِ مرشد سنتے ہی دل میں مسرت کی لہر دوڑ گئی ،مرشد کریم نے مژدہ سنایا کہ آج ''لیاری'' کے کمیونٹی سینٹر میں حضور تاج الشریعہ جلوہ فرما ہوں گے تم بھی ہمارے ساتھ چلنا۔میں مرشد کریم کی معیت میں وہاں پہنچا،اسٹیج پر میرے مشفق ومربی اساتذہ حضور استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ محمد یونس شاکر القادری اور حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب قادری تشریف فرما تھے ان دونوں نفوس قدسیہ کا اس فقیر بے نوا پر نہایت احسان کہ ان حضرات نے مجھے اسٹیج پر آنے کا حکم دیا اور استاد محترم علامہ محمد اسحاق صاحب نے باقاعدہ میرا ہاتھ پکڑ کر اسٹیج پر پہنچا دیا،

میرے اپنی نشست سے اٹھنے سے پہلے ہی مرشد کریم نے حکم دیا جاؤ اور پہلے جا کر قدم بوسی کرنا، مرشد کریم کے حکم نے دل میں عقیدت کی بہار موجزن کر دی اور اسٹیج پر پہنچتے ہی میں نے حضور تاج الشریعہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔

اس خوشی اور مسرت اور اس وقت کی دلی کیفیت کو میں لفظوں میں ظاہر کرنے سے قاصر ہوں۔ اس کے بعد طارق حسن صاحب کے دولت کدہ ''گلشن اقبال'' میں بھی استاد محترم حضرت علامہ مولانا محمد یونس شاکر القادری کے توسط سے ایک بار پھر حضور تاج الشریعہ کے دیدار اور دست بوسی سے مشرف ہوا۔

یہ تو چند ملاقاتوں کا حال تھا ماضی کی یادیں تھیں جو بھائی فضل رضا اختر القادری اور احمد رضا قادری کے اصرار و حکم پر قلمبند کر دیں۔ اس شہر عروس البلاد کراچی اور بالعموم پورے پاکستان میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ نعت کے نام پر ڈھول، میوزک کا ایسا بے ہودہ استعمال شروع ہوا کہ علماء و سنجیدہ طبقہ نہایت پریشان ہوا تو نظریں مرکز اہلسنت کی جانب متوجہ ہوئیں تو اپنے اجداد کے طریقہ پر قائم اور گامزن، خود شریعت کے پابند اور لاکھوں کروڑوں کو شریعت کی پابندی کا درس دینے والے تاج الشریعہ کا قلم اٹھا اور فوری طور پر بدعات و منکرات کا رد تحریر کر دیا اور فی الفور شریعت کا حکم واضح کیا کہ ایسی نعت جس میں میوزک یا اللہ اسم جلالت کی تکرار اس طرح ہو کہ میوزک کا گمان ہو اس کو پڑھنا سننا حرام ہے۔ بھائی فضل رضا اختر القادری کے توسط سے یہ فتویٰ اس فقیر بے نوا نے حاصل کر کے فوٹو کاپی کروا کے بالخصوص شاہ فیصل کالونی اور بالعموم پورے کراچی میں تقسیم کروایا نیز خلیفہ مجاز حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا سید راشد علی قادری رضوی اختری ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان کراچی حلقہ شاہ فیصل ٹاؤن (حالیہ امیر جماعت اہلسنت پاکستان کراچی، ضلع کورنگی) کی سربراہی میں پورے شاہ فیصل ٹاؤن میں جلسہ ہائے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس قسم کی نعت نہ پڑھنے کی ترغیب دلائی اور حضور تاج الشریعہ کا تحریر کردہ فتویٰ بھی تقسیم کروایا۔

۲۰۱۶ء میں مرشد کریم کے صدقہ حضور تاج الشریعہ کی جانب سے فقیر قادری حشمتی راقم الحروف کو سند اجازت وخلافت بتوسط علامہ مولانا محمد تحسین رضا خاں قادری عطا ہوئی تو اس عطا اور شرف پر یہ فقیر حضور تاج الشریعہ کا بے حد ممنون و مشکور ہے کہ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی سند اجازت وخلافت اسے عطا فرمائی اور سرکار اعلیٰ حضرت کے غلاموں میں شامل اور داخل رجسٹر کیا کہ کل قبر وحشر میں باعث نجات ہو۔

بھائی فضل رضا اختر القادری کا میسج جمعہ ۲۰ رجولائی کو بعد نماز مغرب موصول ہوا تو میسج پڑھتے ہی ایک دھچکہ سا لگا کہ حضور تاج الشریعہ وصال فرما گئے۔ فوراً انہیں فون کیا تب بھی ان کا یہی جواب تھا۔ پھر بھی دل مطمئن نہیں ہوا تو استاد گرامی علامہ محمد یونس شاکر قادری مدظلہ کو فون کیا حضرت نے دل گرفتہ آواز میں یہ خبر جانکاہ سنائی تو دل نہایت افسردہ ہو گیا کیوں کہ ''موت العالِم موت العالَم'' عالِم کی موت عالَم (دنیا) کی موت ہے۔

موت عالِم سے بندھی ہے موتِ عالَم بے گماں	روح عالِم چل دیا عالَم کو مردہ چھوڑ کر
چل دیئے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر	رنج وفرقت کا ہر اک سینہ میں شعلہ چھوڑ کر

دنیائے سنیت کا تاج دار، تاج الاسلام، جانشین مفتیٔ اعظم ہند، فقیہہ اسلام، فخر اہلسنت، فقیہہ اعظم، تاج الشریعہ، مرجع العلماء والفضلاء، استاد اکبر، الشیخ العارف باللہ، الامام العلامۃ القدوۃ، صاحب الرد قاطع، مرشد السالکین، قاضی القضاۃ فی الھند، نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ الباری آج بظاہر ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ان کا پیغام آج بھی باقی ہے اور احقاق حق اور ابطال باطل کرتا رہے گا ہمیں چاہیئے کہ اس پر عمل پیرا رہیں کہ یہ وہ ہی پیغام ہے جو ان کے جد کریم سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے دیا کہ

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

آپ کا جنازہ دنیا کی تاریخ کے جنازوں میں بہت بڑا اور عظیم اجتماع ہے اور امام احمد بن حنبل کے قول کے مصداق حق اور باطل کی وضاحت کرتا ہے اور یہ بات ان لوگوں کو سمجھ لینی چاہئے جو اللہ کے ولی سے دشمنی کر کے اللہ کے غضب کے حق دار بنتے ہیں۔

محمد احمر حشمتی

خلیفہ مجاز حضور تاج الشریعہ

علامہ محمد جاوید اقبال اشرفی صاحب

مدرس دار العلوم امجدیہ، کراچی، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وہ یادگار تاریخ ساز اور روح پرور ایمان افروز دن جس دن حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرت العلام نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتی اختر رضا خاں قادری برکاتی الازہری علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی حیاتِ مستعار کے آخری دورۂ کراچی فروری ۲۰۱۵ء میں اہلسنت و جماعت کی عظیم دینی وعلمی درس گاہ ام المدارس ''دار العلوم امجدیہ'' میں تشریف لائے۔ خالصتاً علماء ومشائخ سے ملاقات کے لئے اور زائرین میں بھی ۹۸ فیصد تعداد علماء وحفاظ وقراء کی تھی۔ آپ کی متوقع آمد دوپہر دو بجے کا اعلان ہوا لیکن مشتاقانِ دید کی آمد صبح ہی سے شروع ہوگئی جوں جوں وقت گزرتا رہا مشتاقانِ دید میں اضافہ ہوتا رہا۔

یہاں تک کہ جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو مسجدِ امجدی کھچا کھچ بھر چکی تھی۔ اب مقررہ وقت ۲ بجے کا ہوا تو بے قراری بڑھتی جارہی ہے نگاہ شوق بار بار گردِ راہ کو تکتی جارہی ہے کہ اب آمد ہو تب آمد ہو انتظار طویل ہو رہا ہے لیکن کہیں بھی کوئی بھی اکتاہٹ کا شکار نہیں بلکہ جذبات ہیں کہ تھم نہیں رہے سرعت رفتار کے ساتھ ہی دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی ہیں شوق دید میں اضافہ ہو رہا ہے بالخصوص مہتمم ادارہ ھٰذا محترم ومکرم قبلہ صاحب زادہ ریحان امجد نعمانی زید شرفہم کی بے قراری قابل دید ہے، جذبات کے تلاطم میں دل کی دنیا زیروزبر ہو رہی ہے، وہ افراد منتظر ہیں

جو بذات خود علماء کرام، حفاظ وقراء ہیں، جن کے لوگ منتظر ہوتے ہیں اور آج یہ خود شوق دید میں تڑپ رہے ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ آمد ہی ایسی ہستی کی ہے جو نبیرۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے جانشین ہیں۔ اتنے میں آپ کی سواری جس میں آپ کے ہم راہ خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ قبلہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی اسماعیل ضیائی دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ مدرسہ امجدیہ کے عالیشان صحن میں داخل ہوئی مشتاقان دید کا ہجوم آپ کی سواری کی طرف بڑھ رہا ہے منتظمین جو علماء ومفتیان کرام پر مشتمل ہیں۔ بڑی مشکل سے ہجوم کو روک رہے ہیں جو خود بھی علماء ومفتیان کرام ہیں انتہائی جاں فشانی سے کام لیتے ہوئے منتظمین نے بمشکل تمام آپ کو اسٹیج تک پہنچایا پھر ماحول میں ایک عجیب روحانیت اور کیفیت قائم ہوئی نگاہ ہٹتی نہیں پلک جھپکتی نہیں (یعنی ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم) کی تصویر نظر آتی ہے پھر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی جانب سے انعامات خسروی کی تقسیم کا نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہوا اس کے بعد زائرین سے ملاقات ومصافحہ کے دور کا آغاز ہوا۔

فقیر راقم الحروف چونکہ منتظمین میں ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے اپنے فرائض کو خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کی ناکام کوشش میں مصروف تھا اور ان کوششوں میں ایک یہ بھی کوشش تھی کہ حضور تاج الشریعہ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچے بایں سبب دور کھڑے بلکہ انتہائی آخر میں مزار شریف کے پاس کھڑے ہو کر بنظر عقیدت یہ سارے مناظر دیکھ رہا تھا کہ اچانک خواہش ہوئی کہ قریب جایا جائے اور اگر آرام وسکون واطمینان کے ساتھ دست بوسی کی سعادت حاصل ہو جائے تو سبحان اللہ وگرنہ دھکم پیل ہٹو بچو سے بہتر قریب سے گزر جائے گا لیکن چونکہ متاع حیات کے حصہ میں کاتب تقدیر نے یہ سنہری موقع لکھ دیا تھا تو دوسری طرف حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا باکمال تصرف کہ اچانک ہی انتہائی آرام وسکون سے دست بوسی کا شرف حاصل ہو گیا اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آج غوث وقت کی دست بوسی کے اعزاز سے بہرہ مند ہو رہا ہوں۔

آنکھوں نے کیا کیا حسین مناظر دیکھے کہ بس۔۔۔ سبحان اللہ، ماشاء اللہ اور اللہ اکبر ہی زبان پر جاری رہا اور اس کے آگے بس۔ آہ! صد ہزار ہا افسوس کہ آنکھیں اب ایسے پرنور مناظر دیکھنے سے محروم ہو گئیں۔ فی زمانہ جبکہ ہر طرف سے کئی اقسام کے فتنے سامنے آرہے ہیں، انہی فتنوں میں ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ ایک ادارہ دوسرے ادارہ کو اور ایک خانقاہ والے دوسرے خانقاہ والوں کو ایک پیر کے مرید دوسرے پیر کے مریدوں کو بلکہ بزرگوں کو بھی حقیقتاً بلا وجہ شرعی ماننا تو کجا سنیت بلکہ اسلام ہی سے خارج کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ (**الامان والحفیظ**)

ایسے میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ مطلع اتحاد و یگانگت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہیں، جن کی زبان وقلم ہر دم ''سنی سنی ایک ہوں'' کا پیغام عام کرتے رہے اور جن کی زبان وقلم سے بذات خود ایسی بات جو کہ باعث نزاع واختلاف اہل اسلام وسنیت ہو سننے کو ملی نہ پڑھنے کو۔

اس پر آپ کے جنازہ کا منظر شاہد عدل ہے۔ اور یہ کہ فقیر راقم الحروف بحمدہ تعالیٰ سجادہ نشین سرکار کلاں سیدی وسندی مرشدی حضرت العلام ابو المحمود سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کا مرید اور آستانہ عالیہ اشرفیہ کا ادنیٰ خادم وخوشہ چیں ہے اور مرشد کریم کا انتہائی عقیدت مند بایں ہمہ جب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے دست بوسی کا شرف حاصل کر رہا تھا تو حضرت کے بائیں جانب کھڑے حضرت علامہ سید مظفر شاہ دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت سے تعارف کراتے ہوئے (فقیر کے نام وسلسلہ یعنی اشرفی) کا بھی ذکر کیا اس وقت

حضرت نے فی الفور بعض الفاظ اجازت وخلافت بھی ارشاد فرمائے یعنی زبانی خلافت سے نوازا۔ الحمد للہ تعالیٰ علیٰ ھٰذہ الاحسان

الغرض ان بزرگوں میں ایسی کسی بات کا جس سے اہلسنت کے درمیان دراڑیں پڑیں، کبھی شائبہ بھی نہیں رہا کجا یہ کہ وہ العیاذ باللہ تعالیٰ اس قسم کے کسی فتنہ کا حصہ بنیں۔ دعا ہے اللہ رب العزت جل جلالہٗ بطفیل نبی کریم ﷺ اور ان بزرگوں کے روحانی برکتوں کے طفیل اہلسنت و جماعت کو شعور عطا فرمائے اور اس کے منتشر شیرازے کو مجتمع فرمائے اور ان دونوں بزرگوں کے درجات کو بلند فرمائے ہم سب کی بے حساب وکتاب بخشش ومغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم سید الامین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ابو یوسف محمد جاوید اقبال اشرفی

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری صاحب

پرنسپل، مادرعلمی انسٹی ٹیوٹ اوف اسلامک ایجوکیشن، نارتھ کراچی، کراچی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین حضور تاج الشریعہ، قائد اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری زید مجدہ و عنایۃ

زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ، بریلی شریف، بھارت

رنجیدہ کاغذ پر غم زدہ قلم سے لرزیدہ لفظوں میں...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۷؍ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء کی شام اختران فلک کا اچانک بادلوں کی اوٹ میں چھپ جانے کا عقدہ جب کھلا تب احباب سے یہ جان کاہ خبر ملی کہ ؎

دنیا سے سنیت کا سکندر چلا گیا　　　آہ و بکا ہے چارسو، اختر چلا گیا

ہم کو قدم قدم پہ سنبھالے گا کون اب!　　　جو تھا ہمارا حامی و یاور چلا

قلب مضطرب پر قیامت گزر گئی...... انا للہ و انا الیہ راجعون...... گرفتار غم ہوں، شریک غم ہوں...... دلی کیفیت کس طرح بیاں کروں!

کھویا کھویا سا پھر رہا ہوں میں　　　گویا صحرا میں لٹ گیا ہوں میں

آنکھوں سے آنسو رواں ہیں، کیا کروں کیا نہ کروں، اس کریم کی رضا تو اسی میں ہے کہ صبر کیا جائے مگر آنسو ہیں کہ تھمتے ہی نہیں! ہمارا یہ حال ہے تو پھر آپ جناب کا کیا حال ہوگا! اہل خانہ کس کیفیت میں ہوں گے! جب جب خیال آتا ہے دل غم میں ڈوب ڈوب جاتا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون......

آہ! یہ غم کسی ایک خاندان کا غم نہیں، یہ غم، عالمی غم ہے، پورے عالم اسلام کا غم ہے، یہ غم، اس دور کا غمِ عظیم ہے...... دنیائے اہل سنت

افسردہ ہے...... ہر آنکھ اشکبار، ہر دل سوگوار...... وہ جنہیں دیکھے بنا اور جن کی آواز سنے بنا قرار نہ تھا، اب ان کی یادیں اور ان کی باتیں ہی دلوں کا قرار بنیں گی...... ان کی صحبت سراسر محبت و پیار اور ان کی شخصیت باغ و بہار تھی، صد حیف! یہ بہار نذرِ خزاں ہوگئی...... انا للہ و انا الیہ راجعون...... وہ ہمیشہ دلوں میں رہیں گے، وہ آنکھوں سے دور ہو گئے مگر دل کے قریب ہیں، قریب، ہاں اتنے قریب کہ ۔

دل میں سجی ہے تصویر یار کی　　　　جب نگاہ نیچے کی دیدار ہو گیا

جانشین ماہر رضویات حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد، صوفی محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی، صوفی محمد حماد صدیقی اختر القادری، فقیر کی والدہ ماجدہ، اہلیہ، فقیر زادے محمد دانیال احمد اختر القادری، محمد اویس احمد اختر القادری، محمد مزمل احمد انصاری، محمد وامق احمد انصاری اور جمیع اہل محبت دلی تعزیت پیش کرتے ہیں...... مولیٰ کریم حضرت کی تربتِ انور کو اپنے انوار و تجلیات سے معمور فرمائے...... ہم سب کو اس صدمہء جانکاہ پر صبر و استقامت عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد و محبت میں ایسا محو رکھے کہ دنیا کے سارے غم و آلام سے بے نیاز کر دے۔ آمین ۔

اور کیا کہوں تم سے بے قراری کی　　　　بے قراری سی بے قراری ہے

اس میں شک نہیں کہ آپ کے خاندان عالیہ کا ملت اسلامیہ پر بڑا احسان ہے...... خاص کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے دلوں میں عشق رسول ﷺ کا جو حیرت انگیز و عالمگیر انقلاب برپا کیا، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ۔

عشق را دامن دراز ست از ثریا تا ثریٰ　　　　شہرۂ آفاق خواہی، بلبل و پروانہ باش!

سیدی مرشدی حضور تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ کی زیارت کیے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا، ان کے نورانی چہرے اور روحانی سراپا کی دید سے آج تک قلب و نظر میں اُجالا ہے...... یقین نہیں آتا کہ وہ تشریف لے گئے ۔

جمالک فی عینی و ذکرک فی فمی

ان کی اصاغر نوازی، علم پروری، روحانی فیض رسانی، بے پناہ شفقت و محبت، بیکراں عنایات اور بے پایاں نوازشات ناقابل فراموش ہیں...... افسوس یہ پیکر محبت و صفا ہم سے جدا ہو گیا ۔

می روی و گریہ می آید مرا　　　　ساعتے بنشیں کہ باراں بگزرد

مولیٰ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ قدس میں مقام رفیع عطا فرمائے اور تربتِ پاک کو اپنے انوار و تجلیات سے معمور فرما کر کروڑہا رحمتوں اور برکتوں کی بارش فرمائے۔ آمین

وہ صفتِ حسنہ کے جامع اور کوہِ ہمت و استقامت تھے، بلاشبہ وہ شہید تسلیم و رضا تھے کہ انہوں نے نہ صرف غیروں بلکہ اپنوں کی نشتر زنی پر جس ضبط و تحمل کا مظاہرہ فرمایا وہ ان کا خاص امتیاز ہے...... فقیر نے انہیں یونہی شہید تسلیم و رضا نہیں کہا، ایک دنیا نے دیکھا کہ وہ رضائے الٰہی میں فنا ہو کر شہید تسلیم و رضا کے منصب عالی پر اس شان سے متمکن و فائز ہوئے کہ کروڑوں انسانوں کا اژدھام چلا آیا ۔

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت مرگے کہ زندگاں بہ دعا آرزو کنند

خم ہیں یہاں جمشید وسکندر اس میں کیا حیرانی ہے ان کے غلاموں کا اے اخترؔ رتبہ ہی کچھ ایسا ہے

حضرت کا چلے جانا' آپ اور اہل خاندان کے لیے ہی نہیں دنیائے اہل سنت کے لیے سخت جان کاہ غم ہے......مولائے کریم آپ کو، سب اہل خانہ اور ہم سب کو ہمت واستقامت اور صبر وشکیب ارزانی عطافرمائے...... بالخصوص آپ کو اپنے اجداد کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا مظہر کامل بنائے......فیض رضا کو آپ کے وجودِ مسعود سے جاری وساری رکھے اور حضور تاج الشریعہ کے تمام ارادت مندوں کا اختر بلند فرمائے۔آمین

یاالٰہی دو جہاں میں سرخ روئی ہو عطا کر بلند اختر، حضور اخترؔ رضا کے واسطے

والسلام

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

علامہ بدرالدین احمد خان رضوی

منگلور، انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (سورۃ الانبیاء:۳۵)

چند سالوں قبل ایک مردقلندر مقرب بارگاہ الٰہی جل وعلا ومقبول بارگاہ حبیب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم و بارگاہ غوث وخواجہ نے ایک شعر کہا تھا۔

دیکھنے والوں جی بھر کے دیکھو ہمیں پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیے

اس ذات مقدس کو دنیا تاجدار سنیت وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتئ اعظم ہند تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الھند امام المتکلمین سند المحققین سید الفقہاء والمحدثین شیخ الاسلام والمسلمین مرجع علماء عرب وعجم حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان قادری برکاتی رضوی بریلوی رضی اللہ عنہ کہتی ہے بروز جمعہ ۲۰؍جولائی بعد مغرب اس بے مثال درخشاں ستارے کے اس دارفانی سے حیات جاودانی کی طرف رحلت کی خبر ملی اس خبر نے قلوب واذہان پر ایک بجلی سی گرادی ایسا لگا کہ دنیا جہاں تھی وہیں سکتے میں ٹھہرگئی، آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔آہ! ہم تو یتیم ہو گئے ہمارا ماویٰ وملجا ہمیں چھوڑ کر چلا گیا۔

کیا پتا تھا چند سالوں قبل ایک ولی کے نوک قلم سے نکلا ہوا شعر ہمیں دعوت دیدار دے رہا تھا کہ اس پرنور چہرے کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو پرنور کرلو، تشنگی رہ نہ جائے سیرابی کرلو۔ پروائے رے محرومی، حرماں نصیبی، پیاسی آنکھوں کو رحمتوں برکتوں سے سیرابی کہاں ملنے والی، ہر لمحہ العطش العطش کی صدا آتی رہی۔

اللہ عزوجل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کے روحانی فیوض وبرکات سے ہم غلاموں

کو سیراب فرمائے۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی رحلت سے جماعت اہل سنت کو نا قابل تلافی نقصان ہوا ہے یہ ایسا خلاء ہے جو پر نہیں کیا جا سکتا۔

اللہ رب العزت ہم گنہگاروں کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور حضور تاج الشریعہ کا بدل عطا فرمائے۔

مولیٰ تو قادر ہے مسلک حق کی حفاظت کے لئے نعم البدل عطا فرما۔اور شہزادہ تاج الشریعہ علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری برکاتی رضوی بریلوی کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے اور سچا جانشین بنائے (آمین)

فقیر قادری گدائے نظامی بدرالدین احمد خان رضوی

(پرنسپل) سنی دارالعلوم محمدیہ کوٹے باگل موڈبدری منگلور کرناٹک

علامہ محمد نورالحسن مصباحی

مالیگاؤں، انڈیا

حامدا و مصلیا و مسلما

الحمدللہ تعالی آج بروز پیر بعد نماز عشا بتاریخ ۲۳ر جولائی ۲۰۱۸ء بریلی شریف مرشد برحق ولی کامل قطب الارشاد امین علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتیٔ اعظم ہند حضور تاج الشریعہ نوّر اللہ مرقدہ وجعل الجنت مثواہ کی نماز جنازہ میں شرکت کرکے واپس ہو رہے تھے معلوم ہوا کہ حضور فاروق میاں چشتی دام ظلہ السامی دھولیہ میں جلوہ فرما ہیں، پس حضرت سے رابطے کے بعد بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے راقم محمد نورالحسن مصباحی سے چند احباب ایولہ حاجی شعیب عبدالکریم سفیان اور محمد شمشیر اور چند دھولیہ کے افراد کے روبرو سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وصال کو اہلِ سُنّت کے لیے ناتلافی نقصان قرار دیا اور فرمایا کہ تاج الشریعہ دین کے ایک مضبوط کنٹھا تھے جو سبھی اہل سُنّت کو سنیت سے، اعلیٰ حضرت سے جوڑے رکھا اور حضور تاج الشریعہ کے وصال پر ایک کلام پڑھا۔

ہر خوشی دل سے اختر رضا اٹھ گئی — بس مطب رہ گیا اور دوا اٹھ گئی

دیکھتے رہ گئے بزم اہل جہاں — درمیاں سے قضا لے کے کیا اٹھ گئی

جس دیے سے دیے کتنے روشن ہوئے — اس دیے کو بجھا کر ہوا اٹھ گئی

کسے بولیں گے اب ہم دعا کے لیے — ہم کو کر کے جو بے آسرا اٹھ گئی

اور بھی مزید کافی دیر تک شانِ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا بیان فرماتے رہے۔

محمد نورالحسن مصباحی، مالیگاؤں

۲۳، جولائی ۲۰۱۸ء

علامہ قادر ولی قادری رضوی حبیبی

ادونی، انڈیا

آسمان عرفان کا آفتاب غروب ہوگیا

بتاریخ ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب دلخراش وجگر پاش، جاں سوز وروح سوخت خبر سماعت سے ٹکرائی کہ سلطنت تصوف کا سلطان اعظم ۔گلستان صوفیت کا گلاب اکرم علوم باطنہ کا بحر بیکراں، مجاہدہ ءمکاشفہ کا کوہ گراں، بصارت وبصیرت کا منبع فہم وادراک کا مصدر، سیرت وکردار کا آفتاب، اخلاق کریمہ کا مہتاب، تذکیہ وطہارت کا سرور، صدق وصفا کا پیکر، زہد وتقوٰی کا امیر، سنت شاہ دیں کا اسیر، تجلیات الٰہیہ کا مخزن، جلوہ ٔمصطفیٰ کا معدن، حسن وجمال کا مرجان، حق وباطل کا فرقان، شریعت کا پاسبان، طریقت کا آسمان معرفت کا چراغ، حقیقت کا سراج، علم وعمل کا تاجدار، صداقت وحقانیت کا علمبردار، مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان، منہاج رضویت وبرکاتیت کا نگہبان، ضلالت وگمراہیت کا قاطع، دین وسنیت کا رافع، راہ سلوک کا رہبر، وادیٔ عشق کا اختر، فکر رضا کا امین، مفتیٔ اعظم کا جانشین، حجۃ الاسلام کا نبیرہ، مفسر اعظم کا جگر پارہ، مریدین کا مشکل کشا، متوسلین کا ملجا وماوی قوم وملت کا غمخوار، صوفیوں کا سالار، قطب الارشاد، عارف باللہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان المعروف ازہری میاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ موت کی خبر پاتے ہی پیر تلے کی زمین سرک گئی۔ آنکھوں کی بینائی ماند پڑگئی۔ سر چکرانے لگا۔ ہوش وحواس اڑ گئے۔ پھر کیا تھا آنکھوں نے ساون بھادوں برسانا شروع کردیا بس رہ رہ کر ایک ہی خیال آرہا تھا کہ اب سنیت کا کیا ہوگا؟ جو صلح کلیت کا آپریشن کرنے والا تھا وہ چلا گیا۔ ہائے! اب مسلک کی حفاظت کون کرے گا؟ جو عظیم ومضبوط فصیل تھا اس نے ساتھ چھوڑ دیا، ہر موڑ پر جس نے بدعت وضلالت سے بچایا، بدعقیدگی کے جراثیم سے محفوظ رکھا، گمرہی کے دلدل میں جانے سے روکا، آزاد خیالی کے تیرو تار وادی میں بھٹکنے نہ دیا بلکہ مدینے کا غلام بنا کر رکھا، قادریت کی زنجیر میں جکڑ دیا، رضویت کے عشق وعقیدت کا چراغ بجھنے نہ دیا یہاں تک کہ عشق ومستی کا رسیا بنا دیا۔

اب ہماری پاسبانی کا حق کون ادا کرے گا یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ہاتف غیبی نے چونکا دیا اور ایسا لگنے لگا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ ارے نادان اللہ کے ولی مرتے نہیں فقط لباس بدلتے ہیں وہ اب بھی زندہ ہیں جب پکاروگے امداد کو آئیں گے۔ جاتے جاتے اپنا جانشین دے گئے ہیں، ان سے محبت کرو، ان کی حمایت ونصرت ہی مرشد گرامی کے نزول فیضان کرم کا باعث ہوگا۔ رات دن اپنے پیر ومرشد کے جانشین حضور عسجد رضا خان قادری مدظلہ العالیٰ کے لیے دعا کرو کہ رب قدیر انہیں ارض عرفان کا تناور درخت بنادے اتنا سنتے ہی ہمت میں توانائیاں آگئیں رب قدیر سے دعا گو ہوں کہ اہل خانہ، مرین ومتوسلین وجملہ مسلمانان اہلِ سُنّت مسلک اعلیٰ حضرت کو صبر جمیل کی دولت مرحمت فرمائے اور جانشین کو میرے مرشد گرامی کا مظہر اتم بنادے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابر رحمت تیری مرقد پر گہرباری کرے   حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

سگ بارگاہ تاج الشریعہ
قادر ولی قادری رضوی حبیبی
۲۳/ ۸۷ / رضامنزل کاروان پیٹ، ادونی، آندھرا پردیش

مولانا مبارک علی خان صاحب

انھیں بھولنے میں زمانے لگیں گے

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''موت العَالِم مَوت العَالَم'' عالِم کی موت عالَم کی موت ہے۔

حضرت سیدنا عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ نے فرمایا اگر علماء کا مقام عوام سمجھ لے تو اس کی پالکی اٹھانے کیلئے لوگ باریاں مقرر کرلیں۔ ۷، ذی قعدہ یوم جمعہ بعد مغرب عالم اسلام پہ غموں کا جو پہاڑ ٹوٹا یہ بھول جانے والا واقعہ نہیں مرضی مولا از ہمہ اولا کے تحت آنسوؤں کے سائے میں بارگاہ رب العزت میں عرض گزار ہیں اللہ حضور تاج الشریعہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کا فیضان ہماری نسلوں تک جاری وساری فرمائے۔

حضور تاج الشریعہ کی ذات محتاج تعارف نہیں عالم اسلام میں کسی اور کو جانا جائے یا نہ جانا جائے مگر تاج الشریعہ عوام خواص کے دل کی دھڑکن بن چکے ہیں، مزار بریلی میں ہے بہار ساری دنیا میں۔ ان کے لیے نہ آنسوؤں کے ہار کم پڑے ہیں نہ عقیدتوں کے گلاب مہنگے ہوئے ہیں۔ آپ کے وصال پہ سارے عالم کا ہائے ہائے کرنا، مسائل میں اختلاف کرنے والوں کے چہرے کا رنگ اڑ جانا۔ حد تو یہ ہے جس کی زباں پہ کبھی تاج الشریعہ نام آیا ہی نہیں اس کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کا چھلکنا اور تاج الشریعہ تاج الشریعہ کرنا یہ سوچنے پہ مجبور کررہا ہے۔

ایک ہی شخص تھا جہان میں کیا؟   اب انھیں چین کیوں نہیں پڑتا

ہم جیسا اس علمی وروحانی ذات کے بارے میں کیا لکھے جسے قلم پکڑنے کی تمیز نہیں تاج الشریعہ اس قطب مینار کا نام ہے جسے دیکھنے کیلئے بڑے بڑوں کی پگڑیاں گرگئیں۔ آج کنوئیں کے مینڈک تاج الشریعہ پہ جہالت کا پاؤڈر اڑانا چاہتے ہیں لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے ولی کامل کے منہ سے نکلا ہوا جملہ بڑا تاثیر رکھتا ہے، آپ کے والد گرامی نے اس موقع پہ فرمایا تھا جب آپ نے الجامعۃ الازھر میں ایک نمبر پوزیشن حاصل کرکے عربیوں سے بھی منوالیا ع

ستاروں کے آگے جہاں اور بھی ہیں

آپ کے والد گرامی مفسر اعظم نے کہا تھا:

''میں غروب ہو رہا ہوں لیکن میرا اختر طلوع ہو رہا ہے، زمانہ دیکھے گا اسکی کرنیں کہاں کہاں ہیں۔''

ہم دعوٰی سے کہہ سکتے ہیں اس ستارہ کے طلوع ہوتے ہی عالم قصیدہ پڑھنے پہ مجبور ہوا، محدث مکہ سید محمد علوی عباسی آپ کو ''محدث حنفی، محدث

عظیم، عالم کبیر'' کہہ رہے ہیں۔محدث فلسطین شیخ جمیل حسینی شافعی نے ''شیخ الاسلام والمسلمین، شیخ الکامل، عارف باللہ'' کہہ کرفرمایا ''ان کے وسیلے دعامانگو اللہ ضرور قبول فرمائے گا۔'' خطیب دمشق اولاد غوث اعظم عبد العزیز صاحب قبلہ فرماتے ہیں ''الامام الشیخ اختر رضا صاحب قبلہ کا فیضان ہمارے اوپر جاری ہے۔'' پیر سید علاء الدین گیلانی علیہ الرحمہ پاکستان بلاتے ہیں تو ے،توپوں کے ذریعہ صدر مملکت کے جیسا استقبال ہوتا ہے اور مفتئ اعظم کی سیرت کا آئینہ دار جب میزبان کا دل رکھنے کے لیے کرسی پہ بھی سنت کے مطابق بیٹھ کے کھانا تناول فرماتا ہے تو دوسری طرف ''بریلی کا تقویٰ زندہ باد'' کے نعرے لگتے ہیں۔سید تراب الحق علیہ الرحمہ مرکزی ذات بتا کر اور بجنل نعلین پاک تحفہ میں دیتے ہیں۔ اولاد سرکار موسیٰ کاظم الشیخ الصباح کو جہاں تاج الشریعہ قدم رکھ دیں نور برستا نظر آتا ہے۔مارہرہ کے سرکار خلافت دیتے ہیں تو قائم مقام مفتئ اعظم کا نعرہ لگا کے دیتے ہیں، حضور مدنی میاں صاحب قبلہ گویا ہیں تاج الشریعہ کے بعد جو علمی روحانی دنیا میں خلاء پیدا ہوا اسکی تکمیل مستقبل قریب میں ممکن نہیں، سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے جملے ہیں اے اللہ ہمیں ہمارے ان بچوں کو تاج الشریعہ کے نقش قدم پہ چلادے، یہ فضل والے ہیں جو فضل والے کا قصیدہ پڑھ رہے ہیں، چند حسد کا کینسر رکھنے والے اگر سکرات میں پہونچ جائیں تو انھیں گرم گھر میں جانے سے ہم کون ہوتے روکنے والے؟

بہت ساری شخصیات کے نام درج کیسے جاسکتے ہیں یہ وہ عظیم لوگ ہیں جن کی علمی ہائٹ خود آسمان سے باتیں کرتی ہے اتنے بڑے لوگ تاج الشریعہ کو اپنا بڑا کہتے ہیں آپ نے عربی میں لکھا کلام خطیب دمشق کو سنایا جب مقطع پڑھا۔

هذا اختر ادناكم　　　ربى احسن مثواه

تو خطیب دمشق پکار اٹھے ''اختر سیدنا وابن سیدنا''۔اب آپ اندازہ لگائیں کون ہیں تاج الشریعہ جب سردار خود اپنا سردار کہہ رہے ہیں، ان کے بارے میں ہم جیسا کوئی کیا بولے۔جس کی ٹھوکر کا اشارہ ہو تو مردہ بولے۔

جتنی مخالفت حضور تاج الشریعہ کہ کی گئی میرا خیال ہے اگر کسی اور پیر کی کردی جاتی تو اس کے مرنے کے لئے وہی کافی تھا لیکن واہ رے روح سنیت مخالفین سکڑتے گئے آپ نکھرتے چلے گئے۔آج ایک بڑی کانفرنس کر کے پوسٹر بازی کر کے اعلان کر کے بھی کئی مہینوں پہلے سے محنت کرنے پہ بھی ایک لاکھ عوام جمع کرنا مشکل ہوتا مگر حضور تاج الشریعہ نے تیس سے چالیس گھنٹہ کے اندر عالمی ریکارڈ قائم کیا کروڑوں دیوانے بریلی کی زمین پہ اپنا دل لے کے حاضر تھے جاتے جاتے بتادیا تم آفتاب میں کیڑے تلاش کرو اکیلا کرنے والے اکیلے رہ گئے اور جو اکیلا تھا اس کے ساتھ زمانہ ہوگیا۔

اختر قادری خلد میں چلدیا　　　خلد وا ہے ہر ایک قادری کے لئے

فقیر قادری مبارک علی خان

مولانا محمد اجمل رضا قادری صاحب

امیر تحریک اصلاح معاشرہ، گوجرانوالہ، پاکستان

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج نماز مغرب کے وقت شیخ الاسلام والمسلمین تاج الشریعہ بدر الطریقہ جانشین اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ میرے پیر و مرشد سیدی و مرشدی حضرت مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی شریف میں انتقال فرما گئے۔ امت مسلمہ کے لیے یہ آج بہت بڑا سانحہ اور حادثہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے۔ آپ نے عمر بھر خدمت دین متین میں گذاری، لاکھوں اور کروڑوں دلوں کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خزینہ بنایا۔ کل تمام مدارس اہل سنت میں، مساجد میں حضرت کی بلندیِ درجات کے لیے دعا بھی کی جائے اور آپ کی خدماتِ جلیلہ کو خراج تحسین بھی پیش کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ غلامان حضور تاج الشریعہ کو صبر بھی عطا فرمائے اور آپ کے مشن کا وارث بھی بنائے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد معدن الجود و الکرم و آلہ و بارک و سلم

اے اللہ! حضرت کی خدمات کو قبول فرما۔ ان کے درجات کو بلند فرما۔ ہمیں اس صدمے کو برداشت کرنے کی ہمت عطا فرما۔ ہمیں ان کے مشن کا وارث فرما۔ خداوندا! اُس شخص نے لمحہ لمحہ تیرے اور تیرے محبوب کی رضا کے لیے وقف کیا۔ خداوندا! تو اتنی ہی رحمتیں، کروڑوں برکتیں، آخرت کی بے حساب عزتیں؛ خداوندا! ہر کرم ہر فضل ان کے شامل حال فرما۔ ان پہ اپنی رحمت فرما۔ ان پہ خاص کرم فرما۔ ان کے درجات میں اور بلندیاں فرما۔

رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم!

الحاج محمد اویس رضا قادری صاحب

کراچی، پاکستان

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ قبلہ تاج الشریعہ حضور مفتی اختر رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے ان کے گھر والوں کو، ان کے لواحقین کو، ان کے مریدین معتقدین، محبین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اس پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ بے شک عالم کی موت عالَم کی موت ہوا کرتی ہے، اور قبلہ حضور تاج الشریعہ نہ صرف ایک عظیم علمی

ہستی شخصیت تھی بلکہ ایک عظیم روحانی شخصیت بھی تھی اوران کا خلا پر ہونا یہ بظاہر آسان نظر نہیں آتا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بس اللہ تعالی اس نقصان عظیم پر ہمیں اس کا بہترین نعم البدل عطافرمائے، ہم تمام سنیوں کو آپس میں متحد رہنے کی توفیق عطافرمائے۔

میں تمام چاہنے والوں سے یہ گزارش کروں گا کہ حضرت کے درجات کی بلندی کے لئے خوب خوب محافل کا اہتمام کریں، قرآن شریف کے ختم کا اہتمام کریں، درود شریف کثرت سے پڑھیں اوران کا ثواب حضور تاج الشریعہ کو پیش فرمائیں اور نہ صرف آج کل پرسوں، بلکہ ہمیشہ ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں، اللہ ان کے اور درجات بلند فرمائے، اللہ تعالیٰ ان کے تمام لواحقین کو گھر والوں کو صبر جمیل عطافرمائے۔

آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضویہ

گھوسی، مئو، انڈیا

تاج الشریعہ کا سانحۂ ارتحال: عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان

عالم اسلام کی عظیم عبقری، روحانی شخصیت، وارثِ علوم اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان قادری از ہری کی رحلت پر آج مورخہ ۲۴ / جولائی بروز منگل ۲۰۱۸ء طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضوی گھوسی میں شہزادہ حضور محدث کبیر حضرت مولانا علاء المصطفیٰ قادری (ناظم اعلیٰ) کی سرپرستی میں بعد نماز عصر محفل قرآن خوانی اور بعد نماز مغرب تعزیتی جلسے کا انعقاد کیا گیا جس میں جامعہ کے جمیع اساتذہ کرام وطلبہ کرام نے شرکت کی سعادت حاصل کی جلسے کا آغاز قاری نوراسلام متعلم جامعہ ہٰذا کی تلاوت قرآن سے ہوا اس کے بعد جامعہ کے طلبہ نے بارگاہ حضور تاج الشریعہ میں خراج عقیدت پیش کیا بعدہ حضرت مولانا جمال مصطفیٰ صاحب پرنسپل جامعہ ہٰذا نے بارگاہِ تاج الشریعہ میں تاثرات کلمات پیش کیے اور فرمایا کہ خانوادۂ رضویہ اور امجدیہ کے رشتے کل بھی مضبوط تھے آج بھی مضبوط ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک مضبوط رہیں گے، اس کے بعد حضرت مولانا مفتی ابوالحسن صاحب استاذ جامعہ ہذا نے فرمایا کہ تاج الشریعہ کسی ایک میدان کے ماہر نہیں تھے بلکہ آپ کو ہر میدان میں مہارت تامہ حاصل تھی۔حضرت مفتی آل مصطفیٰ صاحب استاذ جامعہ ہٰذا نے فرمایا کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کو ہرفن پر کمال حاصل تھا لیکن فقہ میں جو آپ کو کمال تھا وہ آپ کے معاصرین میں کسی کو حاصل نہیں تھا اوراخیر میں صلوٰۃ وسلام اور حضرت مولانا صدیق صاحب شیخ الحدیث جامعہ ہٰذا کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

اس موقع پر قاری مقری احمد جمال صاحب، حضرت مولانا نصیر الدین صاحب، مفتی خورشید صاحب، مولانا طیب صاحب، مولانا عارف صاحب، مولانا نعیم الدین صاحب، حافظ سمیع اللہ صاحب، مولانا عبدالحفیظ صاحب، حافظ احمد رضا صاحب، اساتذہ جامعہ ہٰذا خاص طور پر موجود رہے۔

من جانب: اراکین طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو، یوپی

تنظیم المدارس اہل، پاکستان

خبرِ غم واظہار تعزیت

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرہ حجۃ الاسلام، تاج الشریعہ، شیخ الحدیث والتفسیر، حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خان الازہری رحمۃ اللہ علیہ قضائے الٰہی سے انتقال کر چکے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ کریم انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اہل سنت کو ان کا بہتر نعم البدل عطا فرماتے ہوئے متوسلین و متعلقین کو ان کے جاری کردہ اداروں، تصنیفی و تحقیقی کاموں اور ملی و مسلکی خدمات کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رب العزت ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے عظیم مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق فرمائے۔

من جانب: ابوالخیر سید حسین الدین شاہ، پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن ہزاروی، محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی، علامہ غلام محمد سیالوی

جملہ ممبران مجلس عاملہ و مجلس شوریٰ تنظیم المدارس اہلِ سنت پاکستان خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے غم اور صدمے کے ان لمحات میں شریک ہیں۔

دوماہی رضائے مدینہ جمشید پور

جمشید پور، انڈیا

فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

نائب انیس بے کساں، غوث زماں، اپنے دور کے بوحنیفہ، وارث علوم رضا، سرچشمہ رشد و ہدایت، پیکر استقامت و عزیمت حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں نور اللہ مرقدہٗ کے وصال پر ملال سے عالم اسلام حزن و ملال کے اتھاہ سمندر میں ڈوب گیا۔ حضور تاج الشریعہ عالم اسلام کی نمایاں ترین شخصیات میں سرفہرست تھے۔ آپ کی حیات مستعار کا لمحہ لمحہ دین متین اور انسانیت کی خدمت سے مملو رہا۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ آپ کی عہد ساز شخصیت کے اٹھ جانے سے ایک زریں عہد کا خاتمہ ہو گیا۔

آپ کے وصال کی خبر سنتے ہی دیوانوں کا ہجوم کشاں کشاں بریلی کی طرف روانہ ہو گیا اعلان شدہ وقت کے مطابق ابھی تدفین میں ۱۲ر گھنٹے باقی ہیں مگر حال یہ ہے کہ بریلی کی شاہ راہیں تنگ گلیاں بن چکی ہیں۔ جتنے لوگ اپنے محسن و مربی کے آخری دیدار اور جنازہ میں شرکت کے لیے بریلی پہنچ رہے ہیں اس اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان کی تاریخ میں آپ کی نماز جنازہ سب سے بڑی جماعت پر مشتمل ہوگی۔ تقریباً پچاس لاکھ عاشقوں کا جم غفیر آپ کی ولایت اور محبوب خلائق ہونے کی دلیل نیز ”ان الذین آمنوا و عملوا الصٰلحٰت“ کی عملی تفسیر ہے۔

حزن و ملال اور غم واندوہ کی ان کرب انگیز ساعتوں میں راقم الحروف (عبدالمالک مصباحی) کے علاوہ ادارہ ”رضائے مدینہ“ جمشید پور کے تمام ارکان، احباب اور معاونین حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خاں جانشین حضور تاج الشریعہ، جملہ اہل خانہ، تمام خانوادۂ رضویہ کی

بارگاہ میں تعزیت پیش کرتے ہوئے دست بدعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ سبھوں کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے نیز حضرت کے فیوض و برکات سے عالم کو مستفیض و مستنیر فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

عبدالمالک مصباحی جمشید پور، سید اولاد رسول قدسیؔ امریکہ،

محمد مختار صفی عرف مسٹر بھائی، جمشید پور، مولانا حکیم ممتاز احمد مصباحی لوہردگا

تعزیت از زاویۃ النعیم و دار العلوم جائس

جائس، انڈیا

موت العالم موت العالم

إنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔ البقاء للہ تبارک و تعالی۔ و کل شيء عندہ بمقدار. و لنقول إلا ما یرضی ربنا۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتی اختر رضا خان صاحب الازہری قبلہ کے انتقال پر ملال پر ہم سبھی تعزیت پیش کرتے ہیں۔

بلا شبہ آپ کی وفات حسرت آیات ملت اسلامیہ کے لیے نا قابل تلافی خسارہ ہے۔ مولیٰ کریم حضرت کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے، پسماندگان، محبین، متوسلین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

خادم سجادۂ اشرفیہ

علامہ سید محمد اشرف کلیم جائسی مدظلہ العالی وولی عہد سجادہ

وصاحبزادگان شیخ طریقت سید فہیم اشرف، سید ندیم اشرف، پروفیسر سید علیم اشرف، سید حسن اشرف، سید شمیم اشرف جائس امیٹھی

انجمن ضیائے طیبہ

کراچی، پاکستان

عالمی شہرت یافتہ ممتاز اور عظیم عالم دین و شیخ طریقت، جانشین حضور مفتیِ اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی طویل علالت کے بعد، شب ہفتہ ۷/ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء کو بوقتِ اذانِ مغرب اپنے کروڑوں عقیدت مندوں کو مغموم چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

احقر (سید محمد مبشر قادری) سمیت، انجمن ضیائے طیبہ کے جملہ اراکین و عملہ بالخصوص بانیٔ ادارہ قبلہ سید اللہ رکھا قادری ضیائی اطال اللہ عمرہ، علامہ مفتی محمد اکرام المحسن فیضی دامت برکاتہم العالیہ (رئیس ضیائی دار الافتا)، علامہ محمد سعید احمد نقشبندی (مہتمم جامعہ ضیائے طیبہ)، قاری

خضر حیات سعیدی (صدر مدرس، مدارسِ ضیائے طیبہ)،علامہ سعید اللہ خان قادری مدظلہ العالی،علامہ سمیع اللہ خان قادری مدظلہ العالی، مفتی محمد سیف اللہ باروی مدظلہ العالی،علامہ محمد رمضان تونسوی مدظلہ العالی،مولانا محمد امیر حمزہ ترابی مدظلہ العالی،مولانا ندیم احمد ندیم نورانی مدظلہ العالی، علامہ محمد حسان میاری مدظلہ العالی،علامہ محمد ابوبکر صدیق مدظلہ العالی،علامہ محمد اویس سلطانی مدظلہ العالی،مولانا سید محمد نعیم قادری مدظلہ العالی نے آپ کے سانحۂ ارتحال کو ملّتِ اسلامیہ کا نقصانِ عظیم قرار دیا اور رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دین پر جس سختی کے ساتھ حضرت عمل پیرا رہے،اس کی مثال موجودہ زمانے میں کہیں اور دکھائی نہیں دیتی۔

آپ نے اِس پُرفتن دور میں مسلمانوں کو اسلام اور شریعت پر سختی کے ساتھ عمل پیرا رہنے کی ہمیشہ تلقین وتاکید فرمائی۔

حضور تاج الشریعہ کے ایصالِ ثواب کے لئے عمرہ ومحافل

جس شام کو حضور تاج الشریعہ کا وصال ہوا تھا اُسی شام،انجمن ضیائے طیبہ کے بانی قبلہ سیّد اللہ رکھا قادری ضیائی اطال اللہ عمرہ اوران کے رفقائے قافلہ مکہ شریف کی سرزمین پر پہنچے اور حالتِ احرام میں اس قافلے نے اپنے سفرِ حج کا سب سے پہلا عمرہ ادا کرکے،تاج الشریعہ کے نام ایصالِ ثواب کیا۔یوں انجمن ضیائے طیبہ کے سلسلۂ ایصالِ ثواب کا آغاز سرزمین حجاز سے ہوا۔نیز،۲۱/جولائی ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ حضور تاج الشریعہ کی یاد میں جامعہ ضیائے طیبہ کراچی،(پاکستان) اور مدارسِ ضیائے طیبہ میں قرآن خوانی اور قل شریف کا اہتمام کیا گیا۔پھر ۲۳/جولائی ۲۰۱۸ء بروز پیر،انجمن ضیائے طیبہ کے مرکزی دفتر میں بھی آپ کی فاتحۂ سوئم کے سلسلے میں محفل منعقد کی گئی۔ان شاءاللہ تعالیٰ ایصالِ ثواب کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ انجمن ضیائے طیبہ اور جامعہ ضیائے طیبہ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی اور حضور تاج الشریعہ کے علمی وروحانی فیضان پاشی کا ذریعہ بنائے رکھے۔حضور تاج الشریعہ کو اعلیٰ علیین اور جنّت الفردوس میں بلند درجات سے نوازے اور آپ کے تمام لواحقین سمیت ہر عقیدت مند کو اس غم پر صبرِ جمیل عطا فرمائے۔آمین ثم آمین یاربّ العالمین!

سوگوار:

فقیر سید محمد مبشر قادری غفرلہٗ

چیئرمین انجمن ضیائے طیبہ ۲۸/جولائی ۲۰۱۸ء

مضامین

حضورتاج الشریعہ۔۔۔ایک تعارف

محمد دانش احمد اختر القادری، کراچی، پاکستان

تاریخ اسلام میں ایسے بے شمار نام محفوظ ہیں جن کے کارہائے نمایاں رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے لیکن جب ذکر سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا آجائے تو تاریخ ڈھونڈتی ہے کہ ان جیسا دوسرا کوئی ایک ہی اسے اپنے دامن میں مل جائے۔کوئی کسی فن کا امام ہے تو کوئی کسی علم کا ماہر لیکن سیدنا اعلیٰ حضرت ہر علم، ہر فن کے آفتاب و ماہتاب ہیں......ع

جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ایک بالغ نظر مفتی بھی ہیں ایک ممتاز فقیہ بھی، تفسیر و حدیث کے امام بھی ہیں، صرف و نحو کے بادشاہ بھی، وہ محقق بھی ہیں مؤرخ بھی، مفکر بھی ہیں مدبر بھی، ادیب بھی ہیں شاعر بھی، مناظر بھی ہیں مصنف بھی، سیاست داں بھی ہیں ماہر اقتصادیات بھی، طبیب بھی ہیں اور سائنسداں بھی ہیں، معلم بھی ہیں معلم ساز بھی، عاشق مصطفیٰ بھی ہیں اور عشاق کے قافلہ سالار بھی، مجتہد بھی ہیں مجدد بھی، حق کے علمبردار بھی ہیں اور حق کی پہچان بھی۔کس کس خوبی کا ذکر کیا جائے، کن کن خدمات کو یاد کیا جائے۔خالق مطلق نے امام احمد رضا بریلوی کو قدیم و جدید تمام علوم و فنون کا امام بنایا۔صرف آپ کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' ہی میں ۲۱۵ علوم سے متعلق اشعار موجود ہیں۔(فن شاعری اور حسان الہند/ص:۲۸۷)

جہاں مالک قدیر نے آپ کو نامور آباؤ اجداد اور معزز و مقدس قبیلہ میں پیدا فرمایا وہیں آپ کی اولاد اور خاندان میں بھی بے شمار بے مثال ولاجواب افراد پیدا فرمائے۔استاذ زمن، حجۃ الاسلام، مفتیٔ اعظم، مفسر اعظم، حکیم الاسلام، ریحان ملت، صدر العلماء، امین شریعت (رضی اللہ عنھم) جس کسی کو دیکھ لیجئے ہر ایک اپنی مثال آپ ہے۔انہی میں ایک نام سرسبز و شاداب باغِ رضا کے گل شگفتہ، روشن روشن فلک رضا کے نیر تاباں قاضی القضاۃ فی الھند، جانشین مفتیٔ اعظم، حضور تاج الشریعہ حضرۃ العلام مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ کا بھی ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری جیلانی کے لخت جگر، سرکار مفتیٔ اعظم ہند علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری کے سچے جانشین، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری رضوی کے مظہر اور سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی کی برکات و فیوضات کا منبع اور ان کے علوم و روایات کے وراث و امین ہیں۔(رضی اللہ عنھم)

ان عظیم نسبتوں کا فیضان آپ کی شخصیت میں اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمانہ کی صورت میں جھلک رہا ہے۔استاذ الفقہاء حضرت علامہ مفتی عبدالرحیم صاحب بستوی علیہ الرحمہ، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پر ان عظیم ہستیوں کے فیضان کی بارشوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں: ''سب ہی حضرات گرامی کے کمالات علمی و عملی سے آپ کو گراں قدر حصہ ملا ہے۔فہم و ذکا، قوت حافظہ وتقویٰ سیدی اعلیٰ حضرت سے، جودت طبع و مہارت تامہ (عربی ادب) میں حضور حجۃ الاسلام سے، فقہ میں تجر و اصابت سرکار مفتیٔ اعظم ہند سے، قوت خطابت و بیان والد ذی وقار مفسر اعظم

ہند سے یعنی وہ تمام خوبیاں آپ کو وارثتہً حاصل ہیں جن کی رہبر شریعت وطریقت کو ضرورت ہوتی ہے۔'' (پیش گفتار، شرح حدیث نیت/صفحہ:۴)

ولادت باسعادت: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۲۴/ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ/ ۲۳/نومبر ۱۹۴۳ء بروز منگل ہندوستان کے شہر بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں ہوئی۔

اسم گرامی: آپ کا اسم گرامی ''محمد اسماعیل رضا'' جبکہ عرفیت ''اختر رضا'' ہے۔ آپ ''اختر'' تخلص استعمال فرماتے ہیں۔ آپ کے القابات میں تاج الشریعہ، جانشین مفتیِ اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین زیادہ مشہور ہیں۔

شجرۂ نسب: اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت تک آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے۔ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بن محمد ابراہیم رضا خاں قادری جیلانی بن محمد حامد رضا خاں قادری رضوی بن امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی (رضی اللہ عنھم)

آپ کے ۴/بھائی اور ۳/بہنیں ہیں۔ ۲/بھائی آپ سے بڑے ہیں۔ ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں قادری اور تنویر رضا خاں قادری (آپ بچپن ہی سے جذب کی کیفیت میں غرق رہتے تھے بالآخر مفقود الخبر ہوگئے) اور ۲/آپ سے چھوٹے ہیں۔ ڈاکٹر قمر رضا خاں قادری اور مولانا منان رضا خاں قادری۔

تعلیم وتربیت: جانشین مفتیِ اعظم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی عمر شریف جب ۴/سال، ۴/ماہ اور ۴/دن ہوئی تو آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند حضرت ابراہیم رضا خاں جیلانی علیہ الرحمہ نے تقریب بسم اللہ خوانی منعقد کی۔ اس تقریب سعید میں یادگار اعلیٰ حضرت ''دار العلوم منظر الاسلام'' کے تمام طلبہ کو دعوت دی گئی۔ رسم بسم اللہ نانا جان تاجدار اہلسنّت سرکار مفتیِ اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ نے ادا کرائی۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ''ناظرہ قرآن کریم'' اپنی والدہ ماجدہ شہزادیٔ مفتیِ اعظم سے گھر پر ہی ختم کیا۔ والد ماجد سے ابتدائی اردو کتب پڑھیں۔ اس کے بعد والد بزرگوار نے ''دار العلوم منظر الاسلام'' میں داخل کرادیا۔ درس نظامی کی تکمیل آپ نے ''منظر الاسلام'' سے کی۔ مروجہ دنیاوی تعلیم ''اسلامیہ انٹر کالج'' بریلی شریف سے حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۹۶۳ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ''جامعۃ الازہر'' قاہرہ، مصر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے ''کلیہ اصول الدین'' میں داخلہ لیا اور مسلسل تین سال تک ''جامعہ ازہر'' مصر، کے فن تفسیر وحدیث کے ماہر اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔ تاج الشریعہ ۱۹۶۶ء/ ۱۳۸۶ھ میں جامعۃ الازہر سے فارغ ہوئے۔ اپنی جماعت میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر آپ ''جامعہ ازہر ایوارڈ'' سے نوازے گئے۔ ایوارڈ اور سند فراغت مصر کے اس وقت کے صدر کرنل جمال عبد الناصر نے دی۔ (بحوالہ: مفتیِ اعظم ہند اور ان کے خلفاء/صفحہ:۱۵۰/ جلد:۱ (مع ترمیم) وسوانح تاج الشریعہ/ص:۲۰)

اساتذہ کرام: آپ کے اساتذہ کرام میں حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی، بحر العلوم حضرت مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری، مفسر اعظم ہند حضرت مفتی محمد ابراہیم رضا جیلانی رضوی بریلوی، فضیلت الشیخ علامہ محمد سماحی، شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ ازہر، قاہرہ، حضرت علامہ مولانا محمود عبد الغفار، استاذ الحدیث جامعہ ازہر قاہرہ، ریحان ملت، قائد اعظم مولانا محمد ریحان رضا رحمانی رضوی بریلوی، استاذ الاساتذہ مولانا مفتی محمد احمد عرف جہانگیر خاں رضوی اعظمی، صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان بریلوی، حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی رحمھم اللہ کے اسمائے گرامی شامل

ہیں۔[مفتیٔ اعظم ہند اور ان کے خلفاء/صفحہ:۱۵۰/ جلد:۱(مع ترمیم)]

ازدواجی زندگی: جانشین مفتی اعظم کا عقد مسنون ''حکیم الاسلام مولانا حسنین رضا بریلوی علیہ الرحمہ'' کی دختر نیک اختر کے ساتھ ۳؍نومبر ۱۹۶۸ء/ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ بروز اتوار کو محلہ ''کانکر ٹولہ، شہر کہنہ بریلی'' میں ہوا۔

اولاد امجاد: آپ کے ایک صاحبزادہ مخدوم گرامی مولانا مفتی محمد منور رضا محامد المعروف عسجد رضا خان قادری بریلوی اور پانچ (۵) صاحبزادیاں ہیں۔

درس وتدریس: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے تدریس کی ابتدا ''دار العلوم منظر اسلام، بریلی'' سے ۱۹۶۷ء میں کی۔ ۱۹۷۸ء میں آپ دار العلوم کے صدر المدرس اور ''رضوی دار الافتاء'' کے صدر مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ درس وتدریس کا سلسلہ مسلسل بارہ سال جاری رہا لیکن حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی کثیر مصروفیات کے سبب یہ سلسلہ مستقل جاری نہیں رہ سکا۔ لیکن یہ سلسلہ مکمل ختم بھی نہ ہوا، آپ بعد میں بھی ''مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف'' میں ''تخصص فی الفقہ'' کے علمائے کرام کو ''رسم المفتی، اجلی الاعلام'' اور ''بخاری شریف'' کا درس دیتے رہے۔

بیعت وخلافت: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو بیعت وخلافت کا شرف سرکار مفتیٔ اعظم سے حاصل ہے۔ سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بچپن ہی میں آپ کو بیعت کا شرف عطا فرما دیا تھا اور صرف ۱۹؍سال کی عمر میں ۱۵؍جنوری ۱۹۶۲ء/ ۸؍شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ کو ایک خصوصی محفل میں تمام سلاسل کی خلافت واجازت سے نوازا۔ علاوہ ازیں آپ کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہان ملت حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری، سید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی، احسن العلماء حضرت سید حیدر حسن میاں برکاتی، والد ماجد مفسر اعظم علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں قادری علیہم الرحمہ سے بھی جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ/صفحہ:۱۴۹)

بارگاہ مرشد میں مقام: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو اپنے مرشد برحق، شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنّت امام المشائخ مفتیٔ اعظم ہند ابو البرکات آل رحمٰن حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں بھی بلند مقام حاصل تھا۔ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو آپ سے بچپن ہی سے بے انتہا توقعات وابستہ تھیں جس کا اندازہ ان کے ارشادات عالیہ سے لگایا جاسکتا ہے جو مختلف مواقع پر آپ نے ارشاد فرمائے:

''اس لڑکے (حضور تاج الشریعہ) سے بہت اُمید ہے۔''

سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے دار الافتاء کی عظیم ذمہ داری آپ کو سونپتے ہوئے فرمایا:

''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے، اب تم اس کام کو انجام دو، میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔'' لوگوں سے مخاطب ہو کر مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''آپ لوگ اب اختر میاں سلّمہ سے رجوع کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔''

حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری دور میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو تحریراً اپنا قائم مقام وجانشین مقرر فرمایا تھا۔ اس مبارک تحریر کا عکس صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں۔

فتویٰ نویسی: ۱۸۱۶ء میں روہیلہ حکومت کے خاتمہ، ’’بریلی شریف‘‘ پر انگریزوں کے قبضہ اور حضرت مفتی محمد عیوض صاحب کے ’’روہیلکھنڈ (بریلی)‘‘ سے ’’ٹونک‘‘ تشریف لے جانے کے بعد بریلی کی مسند افتاء خالی تھی۔ ایسے نازک اور پر آشوب دور میں امام العلماء علامہ مفتی رضا علی خاں نقشبندی علیہ الرحمہ نے بریلی کی مسند افتاء کو رونق بخشی۔ یہیں سے خانوادۂ رضویہ میں فتاویٰ نویسی کی عظیم الشان روایت کی ابتداء ہوئی۔ (بحوالہ: مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ حیات اور علمی و ادبی کارنامے/صفحہ ۷۸)

لیکن مجموعۂ فتاویٰ بریلی شریف میں آپ کی فتویٰ نویسی کی ابتداء ۱۸۳۱ء لکھی ہے۔ (غالباً درمیانی عرصہ انگریز قابضوں کی ریشہ دوانیوں کے سبب مسند افتاء خالی ہی رہی) الحمد للہ! ۱۸۳۱ء سے آج ۲۰۱۸ء تک یہ تابناک سلسلہ جاری و ساری ہے۔ یعنی خاندان رضویہ میں فتاویٰ نویسی کی ایمان افروز روایت ۱۸۷/سال سے مسلسل چلی آ رہی ہے۔ امام الفقہاء، حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خاں قادری بریلوی، امام المتکلمین، حضرت علامہ مولانا محمد نقی علی خاں قادری برکاتی، اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، جمال الانام حضرت علامہ مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری رضوی، شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت، مفتیٔ اعظم ہند، علامہ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں قادری رضوی اور ان کے بعد قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ، حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری علیہم الرحمہ ۱۹۶۷ء سے تادم وصال (۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء) تک تقریباً ۵۱/سال تک یہ عظیم خدمت بحسن وخوبی سرانجام دیتے رہے۔ (بحولہ: فتاویٰ بریلی شریف/صفحہ: ۲۲ (مع ترمیم))

اللہ کریم خانوادۂ رضویہ کی اس عظیم روایت کو جانشین تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان المعروف اچھے میاں دام ظلہ علینا کے ذریعہ تادیر قائم رکھے۔ آمین

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ خود اپنے فتوی نویسی کی ابتداء سے متعلق فرماتے ہیں: ’’میں بچپن سے ہی حضرت (مفتیٔ اعظم) سے داخل سلسلہ ہوگیا ہوں، جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بناء پر فتویٰ کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیانِ کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔ اور کبھی کبھی حضرت (مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔‘‘ (مفتیٔ اعظم ہند اور ان کے خلفاء صفحہ: ۱۵۰/ جلد: ۱)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فتاویٰ سارے عالم میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہ دقیق و پیچیدہ مسائل جو علماء اور مفتیان کرام کے درمیان مختلف فیہ ہوں ان میں حضرت کے قول کو ہی فیصل تسلیم کیا جاتا تھا اور جس فتویٰ پر آپ کی مہر تصدیق ثبت ہو خواص کے نزدیک بھی۔ وہ انتہائی معتبر ہوتا تھا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فتاویٰ سے متعلق جگر گوشۂ صدر الشریعہ، محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ رقم طراز ہیں: ’’تاج الشریعہ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاویٰ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تحریر پڑھ رہے آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالہ جات کی بھرمار سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔‘‘ (حیات تاج الشریعہ/صفحہ ۶۶)

حج وزیارت: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے پہلی مرتبہ حج وزیارت کی سعادت ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء میں حاصل کی۔ دوسری مرتبہ ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء اور تیسری مرتبہ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء میں اس سعادت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔ جبکہ چوتھی مرتبہ ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء میں، پانچویں مرتبہ ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء میں، چھٹی مرتبہ ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء میں آپ نے حج بیت اللہ ادا فرمایا۔ نیز متعدد مرتبہ آپ کو سرکار عالی وقار ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ سے عمرہ کی سعادت بھی عطا ہوئی۔

اعلائے کلمۃ الحق: احقاق حق وابطال باطل، خانوادۂ رضویہ کی ان صفات میں سے ہے جس کا اعتراف نہ صرف اپنوں بلکہ بیگانوں کو بھی کرنا پڑا۔ یہاں حق کے مقابل نہ اپنے پرائے کا فرق رکھا جاتا ہے نہ امیر وغریب کی تفریق کی جاتی ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا دور تو تھا ہی فتنوں کا دور ہر طرف کفر والحاد کی آندھیاں چل رہی تھیں لیکن علم بردار حق سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کبھی باطل کے سامنے سر نہ جھکایا چاہے ذبح گائے کا فتنہ ہو یا ہندو مسلم اتحاد کا، تحریک ترک موالات ہو یا تحریک خلافت یہ مرد مومن آوازۂ حق بلند کرتا ہی رہا۔ سرکار مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کی حق گوئی وبے باکی بھی تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔ شدھی تحریک کا زمانہ ہو یا نسبندی کا پرخطر دور ہو آپ نے علم حق کبھی سرنگوں نہ ہونے دیا۔ اللہ رب العزت نے جانشین مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو اپنے اسلاف کا پرتو بنایا۔ آپ کی حق گوئی اور بے باکی بھی قابل تقلید ہے۔ وقتی مصلحتیں، طعن وتشنیع، مصائب وآلام یہاں تک کہ قید وبند کی صعوبتیں بھی آپ کو راہ حق سے نہ ہٹا سکیں۔ آپ نے کبھی اہل ثروت کی خوشی یا حکومتی منشاء کے مطابق فتویٰ نہیں تحریر فرمایا، ہمیشہ صداقت وحقانیت کا دامن تھامے رکھا۔ اس راہ میں کبھی آپ نے اپنے پرائے، چھوٹے بڑے کا فرق ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ ہر معاملہ میں آپ اپنے آباء واجداد کی روشن اور تابناک روایتوں کی پاسداری فرماتے رہے ہیں۔ شیخ عالم حضرت علامہ سید شاہ فخر الدین اشرف الاشرفی کچھوچھوی دامت برکاتہم القدسیہ زیب سجادہ کچھوچھہ مقدسہ تحریر فرماتے ہیں: ''علامہ (حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا)............ ہر ہر حال میں باد سموم کی تیز وتند، غضبناک آندھیوں کی زد میں بھی استقامت علی الحق کا مظاہرہ کرنا اور ثابت قدم رہنا یہ وہ عظیم وصف ہے جس نے مجھے کافی متاثر کیا۔'' (تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۲۵۱)

اس سلسلہ میں ۲/ واقعات درج ذیل ہیں۔ ۱۹۸۶ء/ ۱۴۰۶ھ میں تیسری مرتبہ ادائیگیٔ حج کے موقع پر سعودی حکومت نے آپ کو بیجا گرفتار کر لیا اس موقع پر آپ نے حق گوئی وبے باکی کا جو مظاہرہ کیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ سعودی مظالم کی مختصر سی جھلک خود حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں: ''مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا بلکہ یہی کہتے رہے کہ: ''میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا''، لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا اور ۱۱/ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ایئر پورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی اور راستے میں نماز ظہر کے لیے موقع بھی نہ دیا گیا اس وجہ سے میری نماز ظہر قضا ہو گئی۔'' (مفتیٔ اعظم ہند اور ان کے خلفاء صفحہ: ۱۵۰/ جلد: ۱)

ذیل کے اشعار میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اسی واقعہ کا ذکر فرمایا ہے:

نہ رکھا مجھ کو طیبہ کی قفس میں اس ستم گر نے ستم کیسا ہوا بلبل پہ یہ قید ستم گر میں

ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستمگارو — سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطرہ دورِ ستم گر میں

سعودی حکومت کے اس متعصب رویہ، حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی بیجا گرفتاری اور مدینہ طیبہ کی حاضری سے روکے جانے پر پورے عالم اسلام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی، مسلمانان اہل سنت کی جانب سے ساری دنیا میں سعودی حکومت کے خلاف احتجاجات کا سلسلہ شروع ہوگیا، اخبارات و رسائل نے بھی آپ کی بیجا گرفتاری کی شدید مذمت کی۔ آخرکار اہل سنت و جماعت کی قربانیاں رنگ لائیں، سعودی حکومت کو سر جھکانا پڑا، اس وقت کے سعودی فرنرواشاہ فہد نے لندن میں یہ اعلان کیا کہ ''حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو ان کے طریقے پر عبادات کرنے کی آزادی ہوگی۔''اس دور کے پاک ہند اور عرب دنیا کے اخبارات گواہ ہیں۔ نیز سعودی حکومت نے آپ کو زیارت مدینہ طیبہ اور عمرہ کے لئے ایک ماہ کا خصوصی ویزہ بھی دیا۔ اس معاملہ میں قائد اہلسنّت حضرت علامہ ارشد القادری کی کاوشیں قابل ذکر ہیں۔

خلیفۂ سرکار مفتیٔ اعظم ہند، علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حق گوئی سے متعلق رقم طراز ہیں: ''امسال حضرت سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس پاک کے موقع پر میں اجمیر مقدس حاضر ہوا، چھٹویں رجب ۱۴۰۹ھ بروز دوشنبہ مبارکہ (پیر) مطابق ۱۳؍فروری ۱۹۸۹ء کو حضرت سید احمد علی صاحب قبلہ خادم درگاہ سرکار خواجہ صاحب کے کاشانہ پر قل شریف کی محفل منعقد ہوئی۔ محفل میں حضرت علامہ مولانا اختر رضا ازہری قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مفتی رجب علی صاحب قبلہ ساکن نانپارہ بہرائچ شریف نیز دیگر علماء کرام موجود تھے۔ قل شریف کے اس مجمع میں سرکار شیر بیشۂ اہلسنّت امام المناظرین حضور مولانا علامہ محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے صاحبزادے مولانا ادریس رضا خاں صاحب تقریر کر رہے تھے۔ اثنائے تقریر میں مولانا موصوف کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ: ''ہمارے سرکار پیارے مصطفیٰ ﷺ اپنے غلاموں کو اپنی کالی کملی میں چھپائیں گے۔'' فوراً حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نے مولانا موصوف کو ٹوکتے ہوئے فرمایا کہ (کالی کملی کے بجائے) نوری چادر کہو۔ یہ شرعی تنبیہ سنتے ہی مولانا موصوف نے اپنی تقریر روک کر پہلے حضرت علامہ ازہری قبلہ کی تنبیہ کو سراہا، بعدہٗ بھرے مجمع میں یہ واضح کیا کہ ''کملی'' تصغیر کا کلمہ ہے جس کو سرکار ﷺ کی طرف نسبت کرکے بولنا ہرگز جائز نہیں اور چوں کہ میری زبان سے یہ خلاف شریعت کلمہ نکلا اس لئے میں بارگاہ الٰہی میں اس کلمہ کے بولنے سے توبہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔ (هٰذَا اَوْ كَمَا قَالَ) پھر توبہ کے بعد موصوف نے اپنی بقیہ تقریر پوری کی۔'' (عطیۂ ربانی در مقالۂ نورانی، صفحہ: ۲۳، ۲۴)

زہد وتقویٰ: حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ اخلاق حسنہ اور صفات عالیہ کا مرقع ہیں۔ جہاں حکمت و دانائی، طہارت و پاکیزگی، بلندیٔ کردار خوش مزاجی وملنساری، حلم و بردباری، خلوص وللّٰہیت، شرم وحیا، صبر وقناعت، صداقت و استقامت بے شمار خوبیاں آپ کی شخصیت میں جمع ہیں، وہیں آپ زہد وتقویٰ کا بھی مجسم پیکر ہیں۔ آپ کے تقویٰ کی ایک جھلک ذیل کے واقعات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

مولانا غلام معین الدین قادری (پرگنہ، مغربی بنگال) لکھتے ہیں: ''حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے حضرت پیر سید محمد طاہر گیلانی صاحب قبلہ بہت محبت فرمایا کرتے ان کے اصرار پر حضرت پاکستان بھی تشریف لے گئے واہگہ سرحد پر حضرت کا استقبال صدر مملکت کی طرح ۷؍ توپوں کی سلامی دے کر کیا گیا۔ حضرت کا قیام ان کے ایک عزیز شوکت حسن صاحب کے یہاں تھا۔ راستے میں ایک جگہ ناشتہ کا کچھ انتظام

تھا جس میں انگریزی طرز کے ٹیبل لگے تھے حضرت نے فرمایا: ”میں پاؤں پھیلا کر کھانا تناول نہیں کروں گا۔“ پھر پاؤں سمیٹ کر سنت کے مطابق اسی کرسی پر بیٹھ گئے یہ سب دیکھ کر حاضرین کا زوردار نعرہ ”بریلی کا تقوی زندہ باد“ گونج پڑا۔“ (تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۲۵۵)

مولانا منصور فریدی رضوی (بلاسپور، چھتیس گڑھ) حضرت کے ایک سفر کا حال بیان کرتے ہیں: ”محب مکرم حضرت حافظ وقاری محمد صادق حسین فرماتے ہیں کہ، حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت کے لئے میں معمور تھا...... اور اپنے مقدر پر ناز کر رہا تھا کہ ایک ذرۂ ناچیز کو فلک کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہو رہا تھا اچانک میری نگاہ حضور والا (تاج الشریعہ) کی ہتھیلیوں پر پڑی میں ایک لمحہ کے لئے تھرا گیا آخر یہ کیا ہو رہا ہے میری نگاہیں کیا دیکھ رہی ہیں مجھے یقین نہیں ہو رہا ہے۔ آپ تو گہری نیند میں ہیں پھر آپ کی انگلیاں حرکت میں کیسے ہیں؟ میں نے مولانا عبدالوحید فتح پوری جو اس وقت موجود تھے اور دیگر افراد کو بھی اس جانب متوجہ کیا تمام کے تمام حیرت واستعجاب میں ڈوب گئے تھے، معاملہ یہ ہے کہ آپ کی انگلیاں اس طرح حرکت کر رہی تھیں گویا آپ تسبیح پڑھ رہے ہوں اور یہ منظر میں اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک آپ بیدار نہیں ہو گئے۔ ان تمام ترکیفیات کو دیکھنے کے بعد دل پکار اٹھتا ہے کہ۔

سوئے ہیں یہ بظاہر دل ان کا جاگتا ہے“

(تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۳۱۴)

ولیٔ باکرامت: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جہاں ایک عاشق صادق، باعمل عالم، لاثانی فقیہ، باکمال محدث، لاجواب خطیب، بے مثال ادیب، کہنہ مشق شاعر ہیں وہیں آپ باکرامت ولی بھی ہیں۔ کہا جاتا ہے استقامت سب سے بڑی کرامت ہے اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی یہی کرامت سب سے بڑھ کر ہے۔ ضمناً آپ کی چند کرامات پیش خدمت ہیں۔

مفتی عابد حسین قادری (جمشید پور، جھارکھنڈ) لکھتے ہیں: ”۲۲؍جون ۲۰۰۸ء محب محترم جناب قاری عبدالجلیل صاحب شعبۂ قرأت مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے راقم الحروف سے فرمایا کہ: ”۵؍سال قبل حضرت ازہری میاں قبلہ دارالعلوم حنفیہ ضیاالقرآن، لکھنؤ کی دستار بندی کی ایک کانفرنس میں خطاب کے لئے مدعو تھے۔ ان دنوں وہاں بارش نہیں ہو رہی تھی، سخت قحط سالی کے ایام گزر رہے تھے، لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ حضور بارش کے لئے دعا فرمادیں۔ حضرت نے نمازِ استسقاء پڑھی اور دعائیں کیں ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ وہاں موسلا دھار بارش ہونے لگی اور سارے لوگ بھیگ گئے۔“ (تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۲۲۹)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری (ممبئی) لکھتے ہیں: ”میسور میں حضرت کے ایک مرید کی دکان کے بازو میں کسی متعصب مارواڑی کی دکان تھی، وہ بہت کوشش کرتا تھا کہ دکان اس کے ہاتھ بیچ کر یہ مسلمان یہاں سے چلا جائے، اپنی اس جدوجہد میں وہ انسانیت سوز حرکتیں بھی کر گزرتا، اخلاقی حدوں کو پار کر جاتا، مجبور ہو کر حضرت کے اس مرید نے حضرت کو فون کیا، حالات کی خبر دی، معاملات سے مطلع کیا، حضرت نے فرمایا: ”میں یہاں تمہارے لئے دعا گو ہوں، تم وہاں ہر نماز کے بعد خصوصاً اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے عموماً ”یا قادر“ کا ورد کرتے رہو۔“ اس وظیفے کے ورد کو ابھی ۱۵؍دن ہی ہوا تھا کہ نہ معلوم اس مارواڑی کو کیا ہوا، وہ جو بیچارے مسلمان کو دکان بیچنے پر مجبور

کر دیا تھا اب خود اسی کے ہاتھ اپنی دکان بیچنے پر اچانک تیار ہو گیا۔ مارواڑی نے دکان بیچی، مسلمان نے دکان خریدی، جو شکار کرنے چلا تھا خود شکار ہو کر رہ گیا۔ آج وہ حضرت کا مرید باغ و بہار زندگی گزار رہا ہے۔"(تجلیّاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۱۷۵،۱۷۶)

موصوف مزید لکھتے ہیں: "ہبلی میں ایک صاحب نے کروڑوں روپے کے صرفے سے عالیشان محل تیار کیا، مگر جب سکونت اختیار کی تو یہ غارت گر سکون تجربہ ہوا کہ رات میں پورے گھر میں تیز آندھی چلنے کی آواز آتی ہے۔ گھبرا کر مجبوراً اپنا گھر چھوڑ کر پھر پرانے گھر میں مکین ہونا پڑا۔ اس اثناء میں جس کو بھی بھاڑے (کرایہ) پر دیا سب نے وہ آواز سنی اور گھر خالی کر دیا۔ ایک عرصے سے وہ مکان خالی پڑا تھا کہ ہبلی میں حضرت کا پروگرام طے ہوا، صاحب مکان نے انتظامیہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ حضرت کا قیام میرے نئے کشادہ مکان میں رہے گا، مہمان نوازی کی اور دیگر لوازمات کی بھی ذمہ داری اس نے قبول کر لی، حضرت ہبلی تشریف لائے اور رات میں صرف چند گھنٹہ اس مکان میں قیام کیا، عشاء اور فجر کی ۲ررکعت نماز باجماعت ادا فرمائی، اس مختصر قیام کی برکت یہ ہوئی کہ کہاں کی آندھی اور کہاں کا طوفان، کہاں کی سنسناہٹ اور کہاں کی گڑگڑاہٹ سب یکسر معدوم، آج تک وہ مکان سکون و اطمینان کا گہوارہ ہے۔"(تجلیّاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۱۷۶)

تصانیف: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اپنے جد امجد، مجدد دین ملت سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مظہر اتم اور پرتو کامل ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تحریری خدمات اور طرز تحریر محتاج تعارف نہیں ہے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ میدان تحریر میں بھی اعلیٰ حضرت کا عکس جمیل نظر آتے ہیں۔ آپ کی تصانیف و تحقیقات مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہیں۔ تحقیقی انداز، مضبوط طرز استدلال، کثرت حوالہ جات، سلاست و روانی آپ کی تحریر کو شاہکار بنا دیتی ہے۔ آپ اپنی تصانیف کی روشنی میں یگانۂ عصر اور فرید الدہر نظر آتے ہیں۔ حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: "تاج الشریعہ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاویٰ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں، آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالہ جات کی بھرمار سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔"(حیات تاج الشریعہ/صفحہ:۶۶)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ افتاء وقضا، کثیر تبلیغی اسفار اور دیگر بے تحاشہ مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھے رہے۔ آپ کی قلمی نگارشات کی فہرست درج ذیل ہے۔

اردو

1 ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
2 آثار قیامت (تخریج شدہ)
3 ٹائی کا مسئلہ
4 حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر (مقالہ)
5 ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم
6 شرح حدیث نیت
7 سنو، چپ رہو (دوران تلاوت "نعرۂ حق نبی" کی ممانعت)
8 دفاع کنز الایمان (2 جلد)
9 الحق المبین
10 تین طلاقوں کا شرعی حکم
11 کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟ (مقالہ)
12 جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

13 سفینۂ بخشش (دیوانِ شاعری)

14 تبصرہ برحدیث افتراق امت

15 تصویر کا مسئلہ

16 اسمائے سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ

17 القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق

18 افضلیت صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ عنہما

19 سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی

20 المواهب الرضويه فی فتاویٰ الازهريه المعروف فتاویٰ تاج الشریعہ

21 چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم

22 تقدیم (تجلية السلم فی مسائل نصف العلم از اعلیٰ حضرت)

23 تراجم قرآن میں کنز الایمان کی اہمیت (غیر مطبوعہ)

24 منحة الباری فی حل صحيح البخاری

25 ملفوظات تاج الشریعہ (غیر مطبوعہ)

26 حاشیہ المعتقد المنتقد

27 رویت ہلال کا ثبوت

28 تراجم قرآن میں کنز الایمان کی اہمیت (غیر مطبوعہ)

29 متعدد مقالہ جات (مطبوعہ/غیر مطبوعہ)

30 ایک غلط فہمی کا ازالہ

عربی

31 الحق المبين

32 الصحابة نجوم الاهتداء

33 شرح حديث الاخلاص

34 نبذة حياة الامام احمد رضا

35 حاشيه عصيدة الشهده شرح القصيدة البرده

36 الفرده شرح القصيدة البردة

37 حاشية الازهری علی صحيح البخاری

38 تحقيق أن أبا سيدنا إبراهيم (تارح) لا (آزر)

39 مراة النجديه بجواب البريلويه (حقيقة البريلويه)

40 القمح المبين لامال المكذبين

41 روح الفؤاد بذکریٰ خير العباد (دیوانِ شاعری)

42 نهاية الزين في التخفيف عن أبي لهب يوم الإثنين

43 سد المشارع علی من يقوان الدين يستغنی عن الشارع

تعاريب

44 بركات الامداد لاهل استمداد

45 فقه شهنشاه

46 عطايا القدير فی حكم التصوير

47 صلاة الصفا بنور المصطفیٰ

48 تيسير الماعون لسكن فی الطاعون

49 شمول الاسلام لاصول الرسول الكرام

50 قوارع القهار فی الرد المجسمة الفجار

51 الهاد الكاف فی حكم الضعاف

52 سبحن السبوح عن عيب كذب مقبوح

53 دامان باغ سبحان السبوح

54 انهی الاكيد

55 حاجز البحرين

56 اھلاک الوھابین علی توھین القبور المسلمین (صیانۃ القبور) 57 القمر المبین

58 فتاویٰ رضویہ (جلداول)

تراجم

59 انوار المنان فی توحید القرآن

60 المعتقد والمنتقد مع المعتمد المستمد

61 الزلال النقیٰ من بحر سبقۃ الاتقی (تخریج شدہ)

62 قصیدتان رائعتان (غیر مطبوعہ)

63 عطایا القدیر فی حکم التصویر (عربی عبارات کا ترجمہ)

64 فضیلت نسب (اراءۃ الادب لفاضل النسب)

English

61 Aasar e Qiyamat

62 Azhar ul Fatawa (Few Eng. Fataw)

63 Tai ka masala

64 A Just answer to the beased Author

65 The Companions are the Stars of Guidance

66 Of Pure Origin (On the Identity of Prophet IbrhÏm's Father)

67 THE PINNACLE OF BEAUTY

68 On the Lightening of Abu Lahab's Punishment each Monday

عربی ادب: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ عربی ادب پر بھی کمال مہارت اور مکمل دسترس رکھتے ہیں آپ کی عربی تصانیف بالخصوص تعلیقاتِ زاہرہ (صحیح البخاری پر ابتداء تا باب بنیان الکعبہ آپ کی گرانقدر تعلیقات) اور سیدنا اعلیٰ حضرت کی جن کتب کی آپ نے تعریب فرمائی ہے ہمارے دعوے کی بین دلیل ہیں۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی عربی زبان وادب پر کامل عبور کا اندازہ سیدنا اعلیٰ حضرت کے رسالہ ''شمول الاسلام لاصول الرسول الکرم'' (جس کی تعریب آپ نے فرمائی ہے) اور آپ کے رسالہ ''أن أبا سیدنا ابراھیم تارح - لا - آزر'' پر علمائے عرب کی شاندار تقاریظ اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو دیئے گئے القابات وخطابات سے کیا جاسکتا ہے۔

حضرت شیخ عبداللہ بن محمد بن حسن بن فدعق ہاشمی (مکہ مکرمہ) فرماتے ہیں: ''ترجمہ: یہ کتاب نہایت مفید واہم مباحث اور مضامین عالیہ پر حاوی ہے، طلبہ وعلماء کو اس کی اشد ضرورت ہے۔''

آپ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو ان القاب سے ملقب کرتے ہیں: ''فضیلۃ الامام الشیخ محمد اختر رضا خاں الازھری، المفتی الاعظم فی الھند، سلمکم اللہ وبارک فیکم''

ڈاکٹر شیخ عیسیٰ ابن عبداللہ بن محمد بن مانع حمیری (سابق ڈائریکٹر محکمۂ اوقاف وامور اسلامیہ، دبئی و پرنسپل امام مالک کالج برائے شریعت وقانون، دبئی) ڈھائی صفحات پر مشتمل اپنے تاثرات کے اظہار کے بعد فرماتے ہیں: ''الشیخ العارف باللہ المحدث

محمد اختر رضا الحنفی القادری الازہری“

حضرت شیخ موسیٰ عبدہ یوسف اسحاقی (مدرس فقہ وعلوم شرعیہ،نسابۃ الاشراف الاسحاقیہ ،صومالیہ) محوتحریر ہیں:”**استاذ الاکبر تاج الشریعہ فضیلۃ الشیخ محمد اختر رضا ، نفعنا اللہ بعلومہ و بارک فیہ و لا عجب فی ذلک فانہ فی بیت بالعلم معرف و بالارشاد موصوف و فی ھذا الباب قادۃ اعلام**“

حضرت شیخ واثق فواد العبیدی (**مدیر ثانویۃ الشیخ عبدالقادر الجیلانی**) اپنے تاثرات کا اظہار یوں کرتے ہیں:”ترجمہ: حضرت تاج الشریعہ کی یہ تحقیق جوشیخ احمد شاکر محدث مصر کے رد میں ہے قرآن وسنت کے عین مطابق ہے آپ نے اس تحقیق میں جہد مسلسل اور جانفشانی سے کام لیا ہے میں نے اس کے مصادر ومراجع کا مراجعہ کیا تو تمام حوالہ جات قرآن وحدیث کے ادلہ عقلیہ ونقلیہ پر مشتمل پائے،اور مشہور اعلام مثلاً امام سبکی،امام سیوطی،امام رازی اور امام آلوسی وغیرہ کے اقوال نقل کئے ہیں۔“

اور آپ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:”**شیخنا الجلیل ، صاحب الرد قاطع، مرشد السالیکن، المحفوظ برعایۃ رب العالمین، العالم فاضل ، محمد اختر رضا خاں الحنفی القادری الازہری ، و جزاء خیر مایجازی عبدا مین عبادہ**“

حضرت مفتی اعظم عراق شیخ جمال عبدالکریم الدبان حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو ان القابات سے یاد کرتے ہیں:”**الامام العلامۃ القدوۃ ، صاحب الفضیلۃ الشیخ محمد اختر رضا الحنفی القادری ، ادامہ اللہ و حفظہ و نفع المسلمین ببرکۃ**“

علم حدیث: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس میدان کے بھی شہہ سوار ہیں۔علم حدیث ایک وسیع میدان،متعدد انواع،کثرت علوم اور مختلف فنون سے عبارت ہے جو علم قواعد مصطلحات حدیث،دراسۃ الاسانید،علم اسماء الرجال،علم جرح وتعدیل وغیرہم علوم وفنون پر مشتمل ہے۔علم حدیث میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی قدرت تامہ،لیاقت عامہ،فقاہت کاملہ،عالمانہ شعور،ناقدانہ بصیرت اور محققانہ شان وشوکت علم حدیث سے متعلق آپ کی تصانیف ”**شرح حدیث الاخلاص**“(عربی) شرح حدیث نیت (اردو)”**الصحابہ نجوم الاھتداء**“ ”**تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری**“،”آثار قیامت“ سے خصوصاً و دیگر کتب سے عموماً آشکار ہے۔مولانا محمد حسن ازہری (جامعۃ الازہر،مصر) رقم طراز ہیں:”**اصحابی کالنجوم الخ** کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے جو تحقیقی مرقع پیش کیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اصول حدیث پر حضور تاج الشریعہ کو کس قدر ملکہ حاصل ہے۔“[تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ ۳۸۶]

مفتی محمد سلیم بریلوی مدظلہ العالی مدرس دارالعلوم منظر اسلام ومدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف ”**الصحابۃ نجوم الاھتداء**“ سے متعلق لکھتے ہیں:”فن حدیث اور اس کے متعلقہ فنون میں سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی اگر مہارت تامہ دیکھنا ہو تو دلیل کے طور پر یہی مختصر رسالہ ہی کافی ہے۔آپ نے اس رسالے میں ”نقد رجال“ کے تعلق سے جو فاضلانہ بحث کی ہے اسے دیکھ کر یہ یقین ہو جاتا ہے کہ بلاشبہ آپ وارث علوم اعلیٰ حضرت تھے۔اگر کسی نے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فن حدیث سے متعلق مباحث و رسائل خاص کر

"الھاد الکاف"، "تقبیل الابہامین"، "حاجز البحرین" اور "شمائم العنبر" جیسے رسائل کا مطالعہ کیا ہے تو وہ "الصحابہ نجوم الاہتداء" پڑھ کر ضرور یہ نتیجہ اخذ کرے گا کہ اس رسالے کی ہر بحث، اس کی ہر بحث کی ہر سطر اور اس کے ہر ہر لفظ میں سیدی سرکار اعلیٰ حضرت، سرکار حجۃ الاسلام، سرکار مفتیٔ اعظم ہند اور سرکار مفسر اعظم ہند کے علوم وفنون کے جلوے نظر آتے ہیں۔

سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے سلفی ذہن رکھنے والے معاصر محققین کا جس انداز میں روایتاً اور درایتاً تعاقب کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔اس حدیث پر الزام وضع کو آپ نے ۷ ر وجوہات سے دفع فرمایا ہے۔"(ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، ستمبر/اکتوبر ۲۰۱۸ء(تاج الشریعہ نمبر)صفحہ ۶۰،۶۱)

ترجمہ نگاری: ترجمہ نگاری انتہائی مشکل فن ہے۔ترجمہ کا مطلب کسی بھی زبان کے مضمون کو اس انداز سے دوسری زبان میں منتقل کرنا ہے کہ قاری کو یہ احساس نہ ہونے پائے کہ عبارت بے ترتیب ہے یا اس میں پیوندکاری کی گئی ہے۔کماحقہ ترجمہ کرنا انتہائی مشکل امر ہے۔اس میں ایک زبان کے معانی اور مطالب کو دوسری زبان میں اس طرح منتقل کیا جاتا ہے کہ اصل عبارت کی خوبی اور مطلب ومفہوم قاری تک صحیح سلامت پہنچ جائے۔یعنی اس بات کا پورا خیال رکھا جائے اصل عبارت کے نہ صرف پورے خیالات ومفاہیم بلکہ لہجہ وانداز، چاشنی ومٹھاس، جاذبیت ودلکشی، سختی ودرشتگی، بے کیفی وبے رنگی اسی احتیاط کے ساتھ آئے جو محرر کا منشاء ہے اور پھر زبان وبیان کا معیار بھی نقل بمطابق اصل کا مصداق ہو۔

علمی وادبی ترجمے تو صرف دنیاوی اعتبار سے دیکھے جاتے ہیں لیکن دینی کتب خاص کر قرآن وحدیث کا ترجمہ انتہائی مشکل اور دقت طلب امر ہے۔ یہاں صرف فن ترجمہ کی سختیاں ہی درپیش نہیں ہوتیں بلکہ شرعی اعتبار سے بھی انتہائی خطرہ لاحق رہتا ہے کہ کہیں اصل معنی میں تحریف نہ ہو جائے کہ سارا کیا دھرا برباد اور دنیا وآخرت میں سخت مؤاخذہ بھی ہو۔اس کا اندازہ وہی کرسکتا ہے جس کا اس سے واسطہ پڑا ہو۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جہاں دیگر علوم وفنون پر مکمل عبور اور کامل مہارت رکھتے ہیں وہیں ترجمہ نگاری کے میدان میں بھی آپ اپنی مثال آپ ہیں۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ترجمہ نگاری سے متعلق نبیرۂ محدث اعظم ہند، شیخ طریقت علامہ سید محمد جیلانی اشرف الاشرفی کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ کا یہ تبصرہ ملاحظہ فرمایں: "ارے پیارے!"المعتقد والمنتقد" فاضل بدایونی نے اور اس پر حاشیہ "المعتمد المستند" فاضل بریلوی نے عربی زبان میں لکھا ہے اور جس مندرجہ بالا اقتباس کو ہم نے پڑھا اسے اہل سنت کی نئی نسل کے لئے تاج الشریعہ، ملک الفقہاء حضرت العلام اختر رضا خاں ازہری صاحب نے ان دونوں اکابرین کے ادق مباحث کو آسان اور فہم سے قریب اسلوب سے مزین ایسا ترجمہ کیا کہ گویا خود ان کی تصنیف ہے۔"المعتمد" کے ترجمہ میں اگر ایک طرف ثقاہت وصلابت ہے تو دوسری طرف دِقتِ نظر وہمہ گیریت بھی ہے۔صحت وقوت کے ساتھ پختگی ومہارت بھی ہے۔ترجمہ مذکورہ علامہ ازہری میاں کی ارفع صلاحیتوں کا زندہ ثبوت ہے۔ **اللّٰھم زد فزد**"[تجلیّاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۴۳]

وعظ وتقریر: والد ماجد حضور تاج الشریعہ مفسر اعظم ہند علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں رضی اللہ عنہ کو قدرت نے زورِ خطابت وبیان وافر

مقدار میں عطا فرمایا تھا اور حضور تاج الشریعہ کو تقریر و خطاب کا ملکہ اپنے والد ماجد سے ملا ہے۔آپ کی تقریر انتہائی مؤثر، نہایت جامع، پر مغز، دل پزیر، دلائل سے مزین ہوتی ہے۔اردو تو ہے ہی آپ کی مادری زبان مگر عربی اور انگریزی میں بھی آپ کی مہارت اہل زبان کے لئے باعث حیرت ہوتی ہے۔اس کا اندازہ حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کے اس بیان سے باآسانی کیا جاسکتا ہے، آپ فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے..........عربی کے قدیم و جدید اسلوب پر آپ کو ملکۂ راسخ حاصل ہے..........میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔‘‘[تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۷۴]

شاعری: بنیادی طور پر نعت گوئی کا محرک عشق رسول ہے اور شاعر کا عشق رسول جس عمق یا پائے کا ہوگا اس کی نعت بھی اتنی ہی پراثر و پرسوز ہوگی۔سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے عشق رسول نے ان کی شاعری کو جو امتیاز و انفرادیت بخشی اردو شاعری اس کی مثال لانے سے قاصر ہے۔آپ کی نعتیہ شاعری کا اعتراف اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ آج آپ دنیا بھر میں ’’امام نعت گویاں‘‘ کے لقب سے پہچانے جاتے ہیں۔

امام احمد رضا کی اس طرز لاجواب کی جھلک آپ کے خلفاء و متعلقین اور خاندان کے شعراء کی شاعری میں نظر آتی ہے۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو خاندان اور خصوصاً اعلیٰ حضرت سے جہاں اور بے شمار کمالات ورثہ میں ملے ہیں وہیں موزونیٔ طبع، خوش کلامی، شعر گوئی اور شاعرانہ ذوق بھی ورثہ میں ملا ہے۔آپ کی نعتیہ شاعری سیدنا اعلیٰ حضرت کے کلام کی گہرائی و گیرائی، استاذِ زمن کی رنگینی و روانی، حجۃ الاسلام کی فصاحت و بلاغت، مفتیٔ اعظم کی سادگی و خلوص کا عکس جمیل نظر آتی ہے۔آپ کی شاعری معنویت، پیکر تراشی، سرشاری و شیفتگی، فصاحت و بلاغت، حلاوت و ملاحت، جذب و کیف اور سوز و گداز کا نادر نمونہ ہے۔

علامہ عبد النعیم عزیزی رقم طراز ہیں: ’’حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب اخترؔ کے ایک ایک شعر کو پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حسن معنیٰ حسن عقیدت میں ضم ہو کر سرمدی نغموں میں ڈھل گیا ہے۔زبان کی سلاست اور روانی، فصاحت و بلاغت، حسن کلام، طرز ادا کا بانکپن، تشبیہات و استعارات اور صنائع لفظی و معنوی سب کچھ ہے گویا حسن ہی حسن ہے، بہار ہی بہار ہے اور ہر نغمہ وجہ سکون و قرار ہے۔[نغمات اختر المعروف سفینۂ بخشش/صفحہ:۴]

حضرت علامہ بدر الدین احمد قادری علیہ الرحمہ، سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شاعری سے متعلق تحریر فرماتے ہیں: ’’آپ عام ارباب سخن کی طرح صبح سے شام تک اشعار کی تیاری میں مصروف نہیں رہتے تھے بلکہ جب پیارے مصطفیٰ ﷺ کی یاد تڑپاتی اور دردِ عشق آپ کو بے تاب کرتا تو از خود زبان پر نعتیہ اشعار جاری ہو جاتے اور یہی اشعار آپ کی سوزش عشق کی تسکین کا سامان بن جاتے۔‘‘[سوانح اعلیٰ حضرت/صفحہ:۳۸۵]

بعینہٖ یہی حال حضور تاج الشریعہ کا تھا، جب یاد مصطفیٰ ﷺ دل کو بے چین کر دیتی تھی تو بے قراری کے اظہار کی صورت نعت ہوتی تھی۔

آپ نے اپنی شاعری میں جہاں شرعی حدود کا لحاظ رکھا ہے وہیں فنی وعروضی نزاکتوں کی محافظت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا اور ادب کو خوب برتا، استعمال کیا، سجایا، نبھایا تاکہ جب یہ کلام تنقید نگاروں کی چمکتی میز پر قدم رنجہ ہو تو انہیں یہ سوچنے پر مجبور کردے کہ فکر کی یہ جولانی، خیال کی یہ بلند پرواز، تعبیر کی یہ ندرت، عشق کی یہ حلاوت واقعی ایک کہنہ مشق اور قادر الکلام شاعر کی عظیم صلاحیتوں کی مظہر ہیں۔ فن شاعری، زبان وبیان اور ادب سے واقفیت رکھنے والا ہی یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ حضرت اختؔر بریلوی کے کلام میں کن کن نکات کی جلوہ سامانیاں ہیں، کیسے کیسے حقائق پوشیدہ ہیں، کلمات کی کتنی رعنائیاں پنہاں ہیں اور خیالات میں کیسی وسعت ہے؟

آپ کا کلام اگرچہ تعداد میں زیادہ نہیں ہے لیکن آپ کے عشق رسول ﷺ کا مظہر، شرعی قوانین کی پاسداری کی شاندار مثال ہے، آپ کے اسلاف کی عظیم وراثتوں کا بہترین نمونہ اور اردو شاعری خصوصاً صنف نعت میں گرانقدر اضافہ بھی ہے، چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

اس طرف بھی اک نظر مہر درخشانِ جمال — ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمانِ جمال

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو — روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں — یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں

جاں توئی جاناں قرار جاں توئی — جان جاں جانِ مسیحا آپ ہیں

نور کے ٹکڑوں پر ان کے بدر واختؔر بھی فدا — مرحبا کتنی ہیں پیاری ان کی دلبر ایڑیاں

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا — ضیائے رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کردیں

ہر شب ہجر لگی رہتی ہے اشکوں کی جھڑی — کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

مجھے کیا فکر ہو اختؔر میرے یاور ہیں وہ یاور — بلاؤں کو جو میری خود گرفتار بلا کردیں

آپ کو نئے لب ولہجہ اور فی البدیہہ اشعار کہنے میں زبردست ملکہ حاصل ہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جسے خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا قاری امانت رسول قادری رضوی صاحب مرتب ''سامانِ بخشش'' (نعتیہ دیوان سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ) نے مفتیٔ اعظم ہند کی مشہور نعت شریف ؎

تو شمع رسالت ہے عالم تیرا پروانہ — تو ماہ نبوت ہے اے جلوۂ جانانہ

سے متعلق حاشیہ میں لکھتے ہیں: ''مولوی عبدالحمید رضوی افریقی یہ نعت پاک حضور مفتیٔ اعظم ہند قبلہ قدس سرہٗ کی مجلس میں پڑھ رہے تھے، جب یہ مقطع ؎

آباد اسے فرما ویراں ہے دل نوریؔ — جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

پڑھا تو حضرت قبلہ نے فرمایا، بحمدہٖ تعالیٰ فقیر کا دل تو روشن ہے اب اس کو یوں پڑھو......ع

آباد اسے فرما ویراں ہے دل نجدی

جانشین مفتی اعظم ہند مفتی شاہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ نے برجستہ عرض کیا، مقطع کو اس طرح پڑھ لیا جائے۔

سرکار کے جلوؤں سے روشن ہے دل نوریؔ تا حشر رہے روشن نوریؔ کا یہ کاشانہ

حضرت قبلہ (سرکار مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ) نے پسند فرمایا۔" [سامانِ بخشش/صفحہ:۱۵۴]

حضور تاج الشریعہ اور علمائے عرب: سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو جو عزت وتکریم اور القاب وخطابات علمائے عرب نے دیئے ہیں شاید ہی کسی دوسرے عجمی عالم دین کو ملے ہوں۔ بعینہٖ پرتو اعلیٰ حضرت، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا جو اعزاز واکرام علمائے عرب نے کیا شاید ہی فی زمانہ کسی کو نصیب ہوا ہو۔ اس کے چند نمونے "علم حدیث" کے عنوان کے تحت گزرے ہیں بعض یہاں ملاحظہ فرمائیں۔

مئی ۲۰۰۹ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے دورۂ مصر کے موقع پر کعبۃ العلم والعلماء "جامعۃ الازہر" قاہرہ، مصر میں آپ کے اعزاز میں عظیم الشان کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں جامعہ کے جید اساتذہ اور دنیا بھر سے تعلق رکھنے والے طلباء نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کی انفرادیت یہ تھی کہ برصغیر کے کسی عالم دین کے اعزاز میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کانفرنس تھی۔

اسی دورۂ مصر کے موقع پر جامعۃ الازہر کی جانب سے آپ کو جامعہ کا اعلیٰ ترین اعزاز "شکر وتقدیر" بھی دیا گیا۔

جید علمائے مصر خصوصاً شیخ یسریٰ رشدی (مدرس بخاری شریف، جامعۃ الازہر) نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت بھی کی اور اجازت حدیث وسلاسل بھی طلب کیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے رسائل "الصحابة نجوم الاهتداء" اور "أن أبا سيدنا ابراهيم عليه السلام تارح لا آزر" کے مطالعہ کے اور آپ سے گفت وشنید کے بعد "جامعۃ الازہر" قاہرہ، مصر کے شیخ الجامعہ علامہ سید محمد طنطاوی نے اپنے سابقہ موقف سے رجوع کیا اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے موقف کو قبول فرمایا۔ قبل ازیں آپ کا موقف اس کے برعکس تھا آپ مذکورہ حدیث کو موضوع خیال کرتے اور "آزر" جو ابراہیم علیہ السلام کا چچا اور مشرک تھا کو آپ علیہ السلام کا والد قرار دیتے تھے۔ [بحوالہ: سہ ماہی سفینۂ بخشش/ ربیع الثانی تا جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ/صفحہ ۳۴]

یاد رہے یہ حضور تاج الشریعہ کا "جامعۃ الازہر" سے سند فراغت کے حصول کے بعد پہلا دورہ تھا۔ درمیان کے ۴۳ سالوں میں کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں ہوا۔

۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء میں شام کے دوروں کے موقع پر مفتیٔ دمشق شیخ عبد الفتاح البزم، اعلم علمائے شام شیخ عبد الرزاق حلبی، قاضی القضاۃ حمص (شام) اور حمص کی جامع مسجد "جامع سیدنا خالد بن ولید" کے امام وخطیب شیخ سعید الکحیل، مشہور شامی بزرگ عالم دین شیخ ہشام الدین البرہانی، جلیل القدر عالم دین شیخ عبد الہادی الخرسہ، خطیب دمشق شیخ السید عبد العزیز الخطیب الحسنی، رکن مجلس الشعب (National Assembly) ومدیر شعبۂ تخصص جامعہ ابو النور، دکتور عبد السلام راجع، مشہور شامی عالم ومحقق شیخ عبد الہادی الشنار، مشہور حنفی عالم اور محشی کتب کثیرہ شیخ عبد الجلیل عطاء ودیگر کئی علماء نے سلاسل طریقت وسند حدیث طلب کی اور کئی ایک آپ سے بیعت بھی ہوئے۔

۲۰۰۸ء میں آپ نے شام کے علماء کے سامنے جب اپنا مشہور زمانہ عربی قصیدہ ۔

اللہ، اللہ، اللہ ھُو   مالی رب الاھو

پڑھا۔جب آپ نے مقطع ۔

هذا اختر ادنا کم   ربی أحسن مثواہٗ

پڑھا تو خطیب دمشق الدکتور عبدالعزیز الخطیب الحسنی نے برجستہ یہ الفاظ کہے: ’’أختر سیدنا و ابن سیدنا‘‘

مفتئ دمشق عبدالفتاح البزم نے ۲۰۰۹ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے دورۂ شام کے موقع پر اپنی ایک تقریر میں اپنے بریلی شریف کے سفر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ’’جب میں نے آپ (حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ) سے محبت کرنے والوں کو دیکھا تو مجھے صحابہ کی محبت کی یاد تازہ ہوگئی کہ ایمان یہ کہتا ہے کہ اپنے اساتذہ اور مشائخ کی اسی طرح قدر کرنی چاہئے ۔‘‘

مولانا کلیم القادری رضوی (بولٹن، انگلینڈ) ۲۰۰۸ء کے دورۂ شام کی روئیداد میں لکھتے ہیں: ’’اسی دن فخر سادات، صاحب القاب کثیرہ، عظیم روحانی شخصیت سیدنا موسیٰ الکاظم کے شہزادے الشیخ الصباح تشریف لائے ۔آپ نے فرمایا کہ چند روز قبل میں اس علاقے کے قریب سے گزرا تو مجھے یہاں انوار نظر آئے میں سمجھ گیا کہ یہاں کوئی ولی اللہ مقیم ہیں، معلومات کرنے پر پتہ چلا کہ حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں تو ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔‘‘ [تجلیّاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۵۶۶،۵۶۷]

وصال باکمال: مرشد کریم حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کافی عرصے سے علالت کا شکار تھے ۔وصال سے چار (۴) دن قبل طبعیت ناساز ہونے کے سبب ہسپتال لے جایا گیا، دو، تین دن ہسپتال میں رہنے کے بعد بروز جمعرات حضرت کی ہسپتال سے گھر تشریف آوری ہوئی،طبیعت کافی بہتر تھی ۔بروز جمعہ بعد نمازِ عصر چائے نوش فرمائی، دلائل الخیرات سنی اور پڑھی ۔بعد ازاں علامہ عاشق حسین کشمیری صاحب قبلہ (داماد شہزادۂ حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری دام ظلہٗ علینا) حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو نمازِ مغرب کے لئے تازہ وضو کرانے کی تیاری کرنے لگے ۔اسی دوران حضرت کی سانس پھولنے لگی، جانشین تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خان قادری دام ظلہٗ علینا کے حکم پر حضرت کو بستر پر لٹا دیا گیا۔لیٹتے ہی حضرت نے ’’یا اللہ‘‘ ’’اللہ اکبر‘‘ کا ورد شروع فرما دیا، جب آواز زیادہ اونچی ہوئی تو علامہ عاشق صاحب قبلہ نے عرض کی: ’’ابا! سینے میں درد ہو رہا ہے؟‘‘ فرمایا: ’’نہیں‘‘۔پھر ’’یا اللہ‘‘ کا ورد کرتے رہے ۔عین وقت غروب (۷ بج کر ۹ منٹ پر بریلی شریف میں) حضرت نے وقت دریافت فرمایا۔علامہ عاشق صاحب قبلہ نے عرض کی: ’’۷ بجے کے آس پاس ہو رہا ہے ۔‘‘ ادھر مؤذن نے اذان شروع کی اور آپ کی روحِ مبارکہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگئی ۔

اس دوران جانشین حضور تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خان قادری دام ظلہٗ علینا نے ’’اسٹیتھو اسکوپ‘‘ سے دل کی دھڑکن چیک کی، حضرت کے بلند آواز سے ذکر فرمانے کے سبب سنائی نہ دی، پھر الیکٹرانک مشین سے بلڈ پریشر جانچنے کی کوشش کی لیکن اس کا نتیجہ دکھانے سے قبل ہی حضرت اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے ۔اس سے قبل بھی کئی مرتبہ سانس پھولی تھی لیکن صحیح ہو جایا کرتی تھی ۔اس لئے حاضرین میں

سے کسی کا دھیان بھی اس طرف نہیں گیا کہ یہ حضرت کی آخری سانسیں ہوسکتی ہیں۔

یعنی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے شب ہفتہ ۷ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ/ 20 جولائی 2018ء کو وصال فرمایا۔ موجود اہل خانہ ابھی صحیح طور پر حالات کو سمجھ بھی نہ پائے تھے لمحوں میں محلہ سوداگران لوگوں سے بھر گیا۔ تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ حضرت کو مکان کے باہر والے کمرے میں منتقل کیا گیا، ہفتہ کی ساری رات، پورا دن اور اتوار کی ساری رات زیارت کا سلسلہ چلتا رہا لوگ میلوں دور تک قطار بنائے مرشد کریم کے دیدار کیلئے کھڑے رہے۔

وصال پر ملال کی خبر وحشت انگیز لمحوں میں دنیا بھر میں پھیل گئی اور مسلمانان اہل سنت غم والم کی تصویر نظر آنے لگے۔ نہ صرف شہر بریلی، ہندوستان بلکہ دنیا بھر سے جس سے ممکن ہوا جنازہ میں شرکت لئے چل پڑا۔

بروز اتوار ۸/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ/ 22/ جولائی 2018ء نمازِ فجر اول وقت میں ادا کی گئی اور آپ کی رہائش گاہ "بیت الرضا" میں غسل دیا گیا۔ غسل کے فرائض جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا خان، شہزادۂ امین شریعت سلمان میاں صاحب، داماد تاج الشریعہ برہان میاں صاحب، جگر گوشۂ محدث کبیر علامہ جمال مصطفیٰ صاحب، علامہ عاشق حسین صاحب، سید کیفی محمد عارف نیپالی (خادم حضور تاج الشریعہ) نے انجام دیئے۔ غسل کے بعد تکفین کا مرحلہ طے ہوا۔ "الحرف الحسن" میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جو دعائیں نقل فرمائی ہیں ان کو کپڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ کر سینے پر رکھا گیا، حضرت کے سر مبارک پر عمامہ شریف سجایا گیا۔

بعدۂ جنازۂ مبارکہ باہر آنگن میں (جہاں دورِ اعلیٰ حضرت ہی سے بارہویں شریف کی محفل کا اہتمام ہوتا ہے) رکھا گیا اور محفل نعت شروع ہوئی۔ تقریباً ساڑھے آٹھ (۸:۳۰) بجے جنازہ گاہ (اسلامیہ انٹر کالج گراؤنڈ) لے جانے کے لئے پہلے سے تیار شدہ گاڑی کو دروازے سے لگا کر اس میں جنازہ منتقل کر دیا گیا، اہل خانہ سوار ہوئے اور طے شدہ راستے سے ہوتا ہوا یہ قافلہ اپنے شیخ کے ساتھ اسلامیہ کے لئے روانہ ہوا۔ حد سے زیادہ بھیڑ کے سبب جنازہ گاہ پہنچنے میں ڈیڑھ سے دو گھنٹے لگے اور جنازہ گراؤنڈ کے اندر لے جانے کے بجائے باہر روڈ پر ہی جانب قبلہ لے جایا گیا اور وہیں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

امامت کے فرائض جانشین تاج الشریعہ نے انجام دیئے، کثرت اژدھام کے سبب نمازِ جنازہ گاڑی ہی میں اس طرح ادا کی گئی کہ مصلیٰ امامت پر حضور عسجد میاں صاحب اور ان کے پیچھے گاڑی ہی میں پانچ، چھ لوگوں کی صف بنا دی گئی اور باقی لوگوں نے نیچے زمین پر رہ کر اقتداء کی۔ اعلیٰ حضرت نے رسالہ "المنۃ الممتازہ" میں جتنی دعائیں تحریر فرمائی ہیں حضور عسجد میاں نے وہ تمام دعائیں پڑھیں۔

نمازِ جنازہ بروز اتوار صبح تقریباً ۱۱ بجے ادا کی گئی، اس کے بعد ایک گھنٹے سے کچھ زیادہ وقت میں یہ قافلہ دوبارہ اسی شان سے محلہ سوداگران پہنچا۔ ۱۲:۳۰ بجے آپ کی تدفین ازہری گیسٹ ہاؤس عقب مزار اعلیٰ حضرت، بریلی شریف میں عمل میں آئی۔ پلنگ سے حاجی اقبال شیخانی، سید کیفی، محمد یوسف، علامہ عاشق حسین کشمیری اور کچھ دیگر لوگوں نے اٹھایا پھر جانشین تاج الشریعہ، جگر گوشۂ امین شریعت سلمان میاں صاحب اور دامادِ تاج الشریعہ برہان میاں صاحب نے قبر میں اپنے ہاتھوں سے اتارا، پھر یہ تینوں حضرت قبر سے باہر آئے اور قبر کو بند

کر کے مٹی دی گئی اور فاتحہ خوانی کا سلسلہ شروع ہوا۔

ان دو دنوں (ہفتہ اور اتوار) بریلی شریف میں معمولات زندگی تقریباً معطل رہے، خصوصاً بروز اتوار، اور بالخصوص جنازۂ مبارکہ کو جنازہ گاہ تک لاتے اور لے جاتے وقت عالم یہ تھا کہ مسلم تو مسلم، غیر مسلموں کے گھروں کی چھتیں تک لوگوں سے بھری ہوئی تھیں۔ راستے بھر جنازۂ مبارکہ پر غیر مسلم بھی گل پاشی کرتے رہے، شہر میں کافی مقامات پر انہوں نے بھی پینے اور وضو کے پانی کا انتظام کر رکھا تھا بلکہ اور ان کے گھر کے آس پاس کوئی گر کر بے ہوش ہو جاتا تو اٹھا کر اپنے گھر لاتے اور اس کے ہوش میں آنے تک اس کا بھرپور خیال رکھتے۔

اللہ والوں کی باتیں قلم و قرطاس کی قید سے ماورا ہیں۔ ولیٔ کامل حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات بھی وہ آئینہ تھی جس کے بے شمار زاویے اور ہر زاویہ ہزاروں جہتوں پر مشتمل تھا۔ جن کا تذکرہ نہ میرے بس کی بات ہے نہ ہی اس مختصر سے مضمون میں ممکن ہے۔ میں برادر طریقت مولانا منصور فریدی رضوی کے ان الفاظ پر مضمون کا اختتام کرتا ہوں کہ: ''مصدر علم و حکمت، پیکر جام الفت، سراج بزم طریقت، وارث علم مصطفیٰ، مظہر علم رضا، میر بزم اصفیا، صاحب زہد و تقویٰ، عاشق شاہ ہدیٰ ﷺ، غلام خیر الوریٰ ﷺ، حامل علم نبویہ، سیدی آقائی، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ النورانی اس عظیم شخصیت کا نام ہے جن کی زندگی کے کسی ایک گوشہ پر اگر سیر حاصل گفتگو کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہزاروں صفحات کی ضرورت ہے۔'' [تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۳۱۱]

اللہ کریم ان کی برکات سے ہمیں متمتع فرمائے اور ان کے نقش قدم کی پیروی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ

سنّیت کی شان تھے ہمارے چچا جان

علامہ سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں، برادر زادۂ تاج الشریعہ، صاحب سجادہ خانقاہِ عالیہ قادریہ رضویہ، بریلی شریف انڈیا

ہمارے چچا جان کا وصال بلا شبہ پوری دنیائے سنّیت کا ایک عظیم خسارہ ہے۔ ان کے وصال سے ہر سُنّی کو دلی صدمہ پہنچا۔ پوری دنیائے سنّیت کا ہر خطہ سوگوار ہو گیا۔ خاندانِ اعلیٰ حضرت ہی کو ان کے جانے کا غم نہیں بلکہ اہلسنت و جماعت کے ہر فرد کو دکھ ہے۔ عالم سنیت کے درد و کرب اور غم و اضطراب کو الفاظ کا جامہ پہنانا نہایت مشکل ہے۔ بلا شبہ وہ ہمارے خاندانی بزرگوں کے علم و فضل کی نشانی تھے۔ خاندانِ اعلیٰ حضرت کی ہی نہیں بلکہ وہ سنّیت کی آبرو تھے۔ اس کی آن بان اور شان تھے۔

اللہ رب العزت نے اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے صدقہ خاندانِ اعلیٰ حضرت پر یہ ایک عظیم احسان فرمایا ہے کہ ہر دور میں اس خاندان کی دینی، مذہبی، مسلکی، علمی اور روحانی شان و شوکت کی حفاظت و پاسبانی کے لئے اس خاندان کے کسی نہ کسی فرد کو مقرر فرما دیتا ہے۔ ہمارے جدِ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی رضا علی خاں علیہ الرحمۃ نے اپنے پیش رو بزرگوں کی علمی و روحانی میراث کی حفاظت کی۔ ان کے بعد امام المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمہ نے اہلِ سنت و جماعت کے عقائدِ حقہ کی ترویج و اشاعت اور اس کی حفاظت و پاسبانی بحسن و خوبی انجام دیئے۔ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے تو اسے نشانِ امتیاز بخشا اور

اس طرح بخشا کہ ان کی ذات ہی خوش عقیدگی اور ٹھوس سنیت کی کسوٹی اور معیار بن گئی۔ اہلسنت نے امام اہل سنت کی بے مثال دینی خدمات کی وجہ سے بریلی شریف کو مرکزِ اہلسنت تسلیم کیا۔ اس دارِ فانی سے امام اہلسنت کے کوچ کر دینے کے بعد ان کے دونوں شہزادگان جدِ امجد حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں اور تاجدارِ اہلسنت سیدی سرکار مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مرکزِ اہلسنت بریلی شریف کی مرکزیت کو ہر جہت سے مضبوط و مستحکم کرنے کا زریں کارنامہ انجام دیا۔

ہمارے دادا حضور مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ بھی شب و روز مرکز و مسلک کے استحکام میں مصروف رہے۔ سرکار مفتیٔ اعظم ہند اور حضرت جیلانی میاں کے وصال کے بعد میرے والد بزگوار ریحانِ ملت حضرت علامہ مفتی محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ نے ہمارے خاندان کی آن بان شان کو برقرار رکھا، ملک و بیرون ملک کے بے شمار دورے کر کے سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کو فروغ بخشا۔ جن ملکوں میں ہمارے خاندانی بزرگوں میں سے کوئی نہ پہنچا وہاں میرے والد بزرگوار ہی سب سے پہلے تشریف لے گئے۔ ہمارے خاندانی بزرگوں میں سے بیرونِ ملک کے اسفار سب سے پہلے میرے والد بزرگوار ہی نے شروع کئے۔ قدرت کی طرف سے اگرچہ انہیں بہت کم عمر نصیب ہوئی تھی مگر اس مختصر سی مدت میں انہوں نے مذہب و مسلک اور مرکزِ اہلسنت کی بے شمار خدمات انجام دیں۔ مرکزِ اہلسنت کو خوب سے خوب تر تقویت پہنچائی اور اسے استحکام بھی بخشا۔ ہندوستان کے علاوہ پاکستان، نیپال، موریشس، افریقہ ہالینڈ امریکہ، سرینام جیسے بہت سے ممالک کا انہوں نے سفر کیا۔ ان خطوں اور ملکوں میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترسیل و تبلیغ کے ساتھ سلسلۂ رضویہ کو بھی خوب فروغ بخشا۔ خانقاہِ عالیہ قادریہ رضویہ درگاہِ اعلیٰ حضرت، یادگارِ اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظرِ اسلام میں بہت سارے تعمیری اور ترقیاتی کام کرائے۔

مختصر سی عمر میں ان کے وصال فرما جانے کے بعد ہمارے چچا حضور نے ملک و بیرون ملک کے بے شمار سفر کر کے مسلک و مرکز کا پیغام عام کیا، سلسلہ رضویہ کو خوب سے خوب تر فروغ بخشا۔ فقہ و فتویٰ کے سلسلہ میں خاندانِ اعلیٰ حضرت کی امتیازی شان کو برقرار رکھا۔ اپنے اسلاف اور اپنے اجداد کے موقف کی حفاظت و صیانت کے لئے انہوں نے کوئی نرم رویہ اختیار نہ فرمایا۔

چونکہ وہ میرے والد محترم سے عمر میں کافی چھوٹے تھے۔ بڑے بھائی ہونے کے ناطے بچپن ہی سے ان پر والد صاحب شفقت فرماتے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں اپنے والد گرامی حضرت جیلانی میاں کا ہاتھ بٹاتے۔ خود بھی تعلیم دیتے اور منظرِ اسلام کے جید علماء سے بھی تعلیم دلواتے۔ منظرِ اسلام سے تعلیمی سفر مکمل کرنے کے بعد جامع ازہر مصر میں داخلے سے متعلق ضابطے کی کاروائی مکمل کرانے میں میرے والد کا کافی اہم رول رہا۔ جامع ازہر مصر سے تعلیمی سفر مکمل کر کے مورخہ 17 نومبر 1966ء میں صبح کے وقت چچا جان بریلی شریف لائے تو ان کی آمد پر میرے والد بزرگوار نے جنکشن سے گھر تک نہایت ہی پرتپاک انداز میں استقبال کا اہتمام فرمایا۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی ادارت اس وقت والد محترم ہی کے ذمہ تھی۔ آپ نے چچا جان کی تشریف آوری اور استقبالیہ کی کافی اہتمام کے ساتھ رپورٹ شائع کرائی جو مندرجہ ذیل ہے۔

''اے آمدنت باعث۔۔۔''

گلستانِ رضویت کے مہکتے پھول چمنستانِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت کے گلِ خوشتر مولانا محمد اختر رضا خان صاحب ابن حضرت

مفسرِ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک عرصہ دراز کے بعد جامعہ ازہر سے فارغ التحصیل ہو کر 17 نومبر 1966ء کی صبح کو بہار افزائے گلشن بریلی ہوئے بریلی کے جنکشن اسٹیشن پر متعلقین ومتوسلین و اہلِ خاندان، علمائے کرام وطلبہ دار العلوم کے علاوہ معتقدین حضرات نے (جن میں بیرون جات خصوصاً کانپور کے احباب بھی موجود تھے) حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی کی سرپرستی میں پُر تپاک اور شاندار استقبال اور صاحبزادے موصوف کو خوش رنگ پھولوں کے گجروں اور ہاروں کی پیشکش سے اپنے والہانہ جذبات وخلوص اور عقیدت کا اظہار کیا۔

ادارہ مولانا اختر رضا خان اور ان کے متوسلین کو اس کامیاب سفر پر ہدیۂ تبریک وتہنیت پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالی بطفیل اپنے حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم، ان کے آبائے کرام خصوصاً اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مجددِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا سچا، صحیح وارث و جانشین بنائے آمین ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین آباد۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت، دسمبر 1966ء)

جنوری 1967ء میں بحیثیت مدرس ومفتی آپ کو والد صاحب علیہ الرحمہ نے منظرِ اسلام کی ذمہ داریاں تفویض فرمائیں۔ چونکہ خاندانِ اعلیٰ حضرت کی بے مثال خدمات ومقبولیت کی وجہ سے جہاں اس کے بے شمار عقیدت مند ہیں تو وہیں کچھ دشمن اور کچھ حاسدین بھی ہیں جن کی نگاہوں میں اس خاندان کا یہ امتیاز، وقار اور عزت وعظمت ہمیشہ کھٹکتی رہتی ہے۔ اس کی عظمت کو داغدار کرنے کے لئے بہت سی منصوبہ بندی بھی ہوتی ہے اور شاطرانہ چالیں بھی چلی جاتی ہیں جس میں ہمارے خاندان کے یہ بدخواہ کبھی کبھی وقتی طور پر معمولی سی کامیابی بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ ایسے ہی کچھ افراد کی شاطرانہ چالوں اور ان کے ذریعے پیدا کی گئی غلط فہمیوں کے نتیجے میں ہمارے والد بزرگوار اور چچا جان کے درمیان وقتی کچھ شکر رنجی بھی ہوگئی تھی۔ مگر معمولی سی مدت کے بعد حالات حسب سابق معمول پر آ گئے تھے لیکن بدخواہ اور بدباطن افراد نے اس کا فائدہ اُٹھا کر کذب بیانی اور الزام و بہتان تراشی کا ایک طوفان بدتمیزی برپا کر دیا۔ غلط فہمیاں پھیلانا شروع کر دیں۔ اسی ضمن میں میرے والد گرامی کے نام سے انہیں بدخواہ اور بدباطن حاسدین اور دشمنوں نے ایک فرضی پوسٹر شائع کیا جس کا والد صاحب نے بروقت جواب بھی دیا، اپنی برأت کا اظہار بھی کیا اور بریلی تھانے میں قانونی کارروائی بھی کی۔ فرضی طور پر اس پوسٹر کو چھاپنے والے (انجان وگمنام افراد) کے خلاف پولیس میں رپورٹ بھی درج کرائی۔

میرے والد صاحب کے وصال کے بعد ان کے عرسِ چہلم کے موقع پر خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ درگاہِ اعلیٰ حضرت کی سجادگی وتولیت، جامعہ رضویہ منظرِ اسلام کی نظامت، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی ادارت اور دیگر اوقاف کی تولیت فقیر راقم الحروف کو تفویض کی گئی۔ رسم سجادگی کے اس موقع پر میرے سر پر دستارِ سجادگی ہمارے چچا جان ہی نے رکھی۔

آپ کے وصال سے کچھ مہینے پیشتر ہی کی بات ہے کہ چچا جان کی عیادت کو میں ان کے گھر گیا۔ چہرہ تو نورانی تھا ہی اب اور پُر نور ہو گیا تھا، چچا جان محوِ آرام تھے، دست بوسی کی، سر پر ہاتھ رکھوایا اور کچھ دیر بیٹھ کر واپس آ گیا۔ کئی بار آپ سخت علیل ہوئے۔ کئی بار ہاسپٹل میں بھرتی رہے۔ اس بار بھی جب آپ ہاسپٹل گئے تو ہمیں یہ امید بھی نہ تھی کہ اب آپ کا آخری وقت آ چکا ہے۔ یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ اب ہمیں

چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دنیائے فانی سے تشریف لے جا چکے ہیں۔

پوری دنیا میں کہرام برپا ہوگیا جس کے پاس بھی یہاں کے کسی بھی شخص کا نمبر تھا وہ انہیں فون کر رہا تھا۔میرے پاس بھی کئی دنوں تک مسلسل فون آتے رہے پہلے انتقال کی تصدیق کے لئے۔بعد میں تعزیت کے لئے۔ہر ایک اپنے اپنے طور پر انہیں خراج پیش کر رہا ہے۔اللہ تعالیٰ چچا جان کی تربت ِپر انوار و رحمت کی بارشیں نازل فرمائے۔سبھی اہلسنت کو صبر عطا فرمائے۔ہماری خاندانی عظمت و رفعت اور شان وشوکت کی غیب سے حفاظت وصیانت فرمائے۔ہمارے خاندان میں ایسے افراد پیدا فرمائے کہ جو اس کی شان وشوکت، جاہ و حشمت، عظمت ورفعت کے محافظ و پاسبان بنیں۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

یادیں تاج الشریعہ کی

علامہ محمد یونس شاکر القادری، مہتمم دار العلوم حنفیہ رضویہ وکھتری دار العلوم فیض رضا، کراچی، پاکستان

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ

صدق اللہ مولانا العظیم

حمد و صلاۃ کے بعد معلوم ہو کہ اللہ جس نے ہمیں زندگی کی نعمت سے سرفراز فرمایا، ایک آزمائش کے بعد آخرت کی عظیم تر نعمتوں سے متمتع فرمائے گا۔جس طرح وہ ہماری زندگی کا خالق ہے ہماری موت بھی اس کی تخلیق کردہ ہے۔اس دنیا میں آمد ایک آزمائش ہے آزمائش کے اس مرحلے میں اس کے محبوبین خود تو بامراد رہے اور دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بھی بنے۔یقیناً ایسے افراد کی حیات باقی ماندہ کے لیے باعث رحمت ونجات ہے۔نیکی و بدی، اہل خیر وشر کا مقابلہ بہت پرانا ہے، اگرچہ کہ شریروں کے سرغنہ نے صراط مستقیم پر بیٹھ کر لوگوں کی راہ مارنے کی ضد کی مہلت ملنے کے باوجود بھی عباد الصالحین کا کچھ نہ بگاڑ سکا اور خود بھی اس کا اقراری رہا مگر اس کی کوشش جاری ہے۔اللہ! ہمارا رب بڑا کریم ہے، اس کے کرم کے طفیل مخلوقات کی رہنمائی اور ان کو اخروی ہلاکت سے بچانے کے لیے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتسلیم کی تشریف آوری ہوئی اور حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس فریضے کی ادائیگی کے لیے عباد الرحمان آگے آئے اور اس علم کو بلند رکھا۔

ان میں کا ہر فرد اپنے کام میں مخلص رہا اور عوام الناس کو شر سے دور اور خیر سے قریب کرتا رہا۔اس طبقۂ مصلحین میں کچھ ظاہری علوم میں ممتاز ہوئے اور کچھ باطنی علوم میں اور کچھ علوم ظاہری و باطنی دونوں کے جامع رہے۔لیکن ہر ایک خیر الناس من ینفع الناس کے تحت لوگوں کو نفع پہنچانے میں لگا رہا۔چونکہ ہر ایک کو وعدہ الٰہیہ ”کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ“ کو پانا ہے۔لہٰذا جس کا جو وقت مقرر ہے اس سے پیشتر

اپنا کام کر کے کسی کو اپنا نائب بنا کر رخصت ہو جاتا ہے۔ یہی طریقہ ہے اہل حق کے اس طبقے میں ہر فرد سے ایک عالم نے فیض پایا کچھ کو اللہ تعالیٰ نے خاص انعام سے سرفراز فرمایا تو ظاہری اور مختصر زندگی میں بھی بہت کام کر گئے جیسے مختلف سلاسل حقہ کے پیشوایان اور پھر ان کے متبعین میں بعض کو اللہ نے خوب ممتاز فرمایا جن کا فیض نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا رہا۔

انہی تابناک اور روشن ناموں میں ایک نام اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کا بھی ہے، جو بلاشبہ اہل حق کی پہچان بنے۔ احقاقِ حق اور ابطال باطل جن کا طریقہ رہا۔ اللہ تعالی نے بہت سے اسرار و رموز ان کے سینۂ مبارکہ پر منکشف فرمائے جس کی بدولت وہ اپنے معاصرین میں بھی خوب ممتاز ہوئے اور بعد والے تو ان کے علمی و روحانی احسانات پر شکر گزار ہیں ہی۔ انھیں کی فکر و نظر کے حامل افراد اہل سنت و جماعت ہیں۔ ان کے طفیل ان کی اولاد و تلامذہ رہنما ہوئے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ میں بذات خود اسی خانوادے کے ثمرات کا خوشہ چیں ہوں۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے ایک عالم نے فیض پایا۔ بے شک وہ امام اہلسنت کے علوم و فکر و نظریات کے امین رہے اور اپنے اجداد کے سچے نائب۔ اللہ تعالی نے ان کو ظاہری حسن کے ساتھ باطنی حسن بھی مرحمت فرمایا اور یہ اس لئے کہتا ہوں کہ تقویٰ و پرہیز گاری جو باطنی حسن کے لئے ضروری ہے آپ کی ذات میں خوب موجود رہی، محبین و معتقدین کے علاوہ معاندین اس بھی اس بات کو تسلیم کرتے رہے ہیں۔

حضرت کا مزاج انتہائی سادہ، کوئی تصنع و بناوٹ نہیں یہ اور بات ہے کہ آپ عام اور سادہ لباس زیب تن فرماتے تو بھی خوب سجتے۔ ہم جیسے لوگ لباس سے زینت حاصل کرتے ہیں جب کہ یہاں ایسا لگتا ہے کے لباس کو حضرت سے زینت ملی۔ بلا شبہ وہ ایک عمامہ زیب سر فرمانے کے بعد دوسرے رنگ کا عمامہ اپنے سر پر سجاتے تو دیکھنے والے کو فیصلہ مشکل ہوتا کہ یہ زیادہ خوب یا وہ جو پہلے تھا۔ یہی حال لباس کا۔ **فللّٰہ الحمد**

28/فروری 1983ء کی رات پیر کالونی میں ایک مکان میں حضرت تشریف فرما تھے میں اپنے برادر خورد محمد یوسف شاکر کے ساتھ جا رہا تھا، ہماری مسجد کے امام میرے استاد محترم قبلہ علامہ غلام قمر الدین چشتی سیالوی قبلہ پر نظر پڑی اشارے سے اندر آنے کا فرمایا، جب اندر داخل ہوئے تو حضرت صوفے پر تشریف فرما تھے، یہ پہلی ملاقات و زیارت تھی حضور سے۔ امام صاحب نے تعارف کرایا کہ اعلیٰ حضرت کے خاندان سے ہیں، دیکھتے ہی سبحان اللہ زبان سے نکلا، دست بوسی کی اور ہم دونوں بھائی اسی وقت حضرت کے دست پاک میں ہاتھ دے کر غلامی میں داخل ہوئے۔ پھر جب جب موقع ملتا رہا قبلہ شوکت ملت حضرت قبلہ شوکت حسن خان صاحب اور محترم حافظ محمد اسلم صاحب رضوی کے توسط سے قرب ملتا رہا۔ ناچیز پر شفقت فرماتے ہوئے اجازت سے سرفراز فرمایا۔ تحدیث نعمت کے لیے عرض کرتا ہوں کہ فقیر کو علامہ مفتی ثاقب قادری قبلہ کے ساتھ تحریری طور پر وکالت بھی حاصل رہی۔ پیرانہ سالی کے باوجود مختلف بلاد میں تبلیغی دورہ اور تشنگان علم و حکمت کو سیراب کرنا آپ ہی کا حصہ ہے۔

حضرت کی اعلیٰ ظرفی دیکھئے! گویا اللہ کا فرمان پیش نظر تھا: ”وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِيۡنَ“ (جاہلوں سے اعراض فرمائیں) اس سنت کو ادا کرتے ہوئے۔ بہت سے ایسے افراد جو حضرت پر زبان دراز تھے کبھی ان کی جانب التفات نہ فرمایا۔ اور طبقۂ علماء میں جن سے علمی اختلاف رہا ان پر ضرور اپنا موقف ظاہر فرمایا لیکن اخلاق و شائستگی ہاتھ سے نہ جانے دی۔ آپ کی علمی خدمات کی ایک طویل فہرست ہے۔

حج و عمرہ و حرم مدینہ میں آپ کی قربت اور رفاقت فقیر کی زندگی کے وہ پاکیزہ لمحات ہیں جن کو میں اپنی زندگی کا سرمایہ اور نجات کا

باعث سمجھتا ہوں۔ 2005ء میں عرس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے سلسلے میں بریلی شریف میں حاضری کے وقت 9 دن حضرت کی مصروفیات اور جلوت وخلوت کے لمحات بہت ہی خوب تھے۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے محبین اعلیٰ حضرت سے ملاقات بھی تو حلقہ ارادت میں داخل ہونے والے بھی، سب کے لیے وقت نکالنا پھر اس زمانے میں طلباء کے اسباق بھی، حضرت اپنے بیڈ روم میں تشریف فرما ہو کر طلباء کو فقہ کی کتاب الاشباہ والنظائر کا سبق پڑھا رہے تھے۔ کراچی سے اعلیٰ تعلیم کے سلسلے میں بریلی شریف میں موجود علامہ مفتی محمد ثاقب اختر القادری کے ساتھ اس سبق میں میری بھی حاضری رہی۔ عرس کی تقریبات میں حضرت کی مصروفیات دیدنی تھیں۔ مختلف اکابر علماء کے لیے خصوصی رہائش کا اہتمام اور ان سے ملاقات اور مختلف مسائل پر گفت وشنید، حضرت کی رفاقت میں آپ ہی کی گاڑی میں شیر بیشہ اہلسنت علامہ حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری بھی نصیب ہوئی۔

آپ کی رحلت یقینا بہت بڑا سانحہ ہے مگر ہر ایک کو اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے آپ کے وصال سے ایک عالم سوگوار ہوا۔ حضرت ہماری ظاہری آنکھوں سے اوجھل ضرور ہوئے ہیں مگر ان کا روحانی فیض ہمارے شامل حال ہے اور رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ پاک حضرت کے درجات کو بلند سے بلند فرمائے اور حضرت کے فرزند ارجمند قبلہ حضور عسجد میاں صاحب کو حضرت کے فیض کو جاری رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

یکے از خاک پائے تاج شریعہ

محمد یونس شاکر

تاج الشریعہ! سلاسل طریقت کے شیخ کبیر

وسیم احمد رضوی، نوری مشن مالیگاؤں

جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی (قاضی القضاۃ فی الہند) کی شخصیت کثیر الجہات اور ہمہ گیر ہے۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ کا دینی وعصری، فقہی وعلمی، مسلکی ونظریاتی، ادبی وتعلیمی، تدریسی وتربیتی، تصنیفی وتالیفی اور ظاہری وروحانی وغیرہ غرض ہر گوشہ اپنے اندر جاذبیت، معنویت اور اثر آفرینی رکھتا ہے۔ آپ علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع اور شریعت وطریقت کے مجمع البحرین کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ آپ اس خاندانِ عالی وقار سے تعلق رکھتے ہیں جس نے ہر دور میں شریعت وطریقت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دیا۔ آپ کے جدِ کریم امام اہلِ سنت امام احمد رضا محدثِ بریلوی جہاں اپنے وقت کے ابوحنیفہ تسلیم کیے گئے وہیں نائبِ غوثِ اعظم بھی مانے گئے۔ امام احمد رضا کی تربیت ہی کا اثر ہے کہ خانقاہوں سے دارالافتاء کا فریضہ انجام دیا جانے لگا اور دارالافتاء سے تصفیۂ نفس وباطن کی باتیں کی جانے لگیں۔

حضور تاج الشریعہ خانوادۂ رضویہ کی علمی وروحانی امانتوں کے وارث اور امین ہیں۔ سلسلۂ بیعت وارشاد کا جو فریضہ آپ انجام دے رہے ہیں وہ

یقیناً دورِ حاضر کی اہم ضرورت ہے۔ جس کے ذریعے باطن کی تطہیر اور صالح اسلامی معاشرے کی تشکیل میں مدد ملتی ہے۔ اس سلسلہ کو آگے بڑھانے کے لیے متقی و پرہیزگار عالم باعمل اور صوفیِ باصفا کی ضرورت ہوتی ہے، جس کی رہ نمائی میں منازلِ طریقت طے کیے جاتے ہیں۔ اور بلاشبہ حضور تاج الشریعہ کی ذات وہ ذات ہے کہ جن کے تقویٰ و طہارت اور علمی جلالت و روحانی شوکت پر عرب و عجم کے علما و مشائخ گواہ ہیں۔

سلسلۂ طریقت کو آگے بڑھانے کے لیے حضور تاج الشریعہ کا انتخاب کسی عام آدمی نے نہیں کیا تھا بلکہ وہ ذات قطب زمانہ، ہم شبیہ غوثِ اعظم حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی تھی جنھوں نے اپنی ظاہری حیات ہی میں حضور تاج الشریعہ کو اپنا نائب اور جانشین قرار دیا تھا اور اپنی موجودگی میں لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حضور تاج الشریعہ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ حضور تاج الشریعہ کو مفتیِ اعظم کے علاوہ برہان الملت مفتی برہان الحق جبل پوری، سید العلما علامہ آلِ مصطفی برکاتی مارہروی، احسن العلما علامہ سید مصطفی حیدر حسن برکاتی مارہروی علیہم الرحمہ نے بھی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ مگر آپ حضور مفتی اعظم کے توسل ہی سے بیعت فرماتے ہیں۔ حضور مفتیِ اعظم کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور حضرت سید ابوالحسین احمد نوریؔ میاں مارہروی سے معرفت و طریقت کے تیرہ سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی، (جس کے حامل و جامع حضور تاج الشریعہ ہیں) وہ درج کیے جاتے ہیں۔

ان ۱۳ ر سلاسل طریقت میں سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت و خلافت پانچ طریقوں سے ہے:

(۱) قادریہ برکاتیہ جدیدہ، (۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ، (۳) قادریہ اہدائیہ، (۴) قادریہ رزاقیہ، اور (۵) قادریہ منوریہ

سلسلۂ چشتیہ دو طریقوں سے:

(۶) چشتیہ نظامیہ (۷) چشتیہ صابریہ

سلسلۂ نقشبندیہ دو طریقوں سے:

(۸) نقشبندیہ علائیہ (۹) نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ

سلسلۂ سہروردیہ بھی دو طریقوں سے:

(۱۰) سہروردیہ قدیمہ (۱۱) سہروردیہ جدیدہ

ان کے علاوہ (۱۲) سلسلۂ بدیعیہ اور (۱۳) سلسلۂ علویہ منامیہ

ہیں جن کے پیرِ طریقت حضور تاج الشریعہ ہیں اور ان سلاسل کے فیوض و برکات سے مستفیض کرتے ہیں۔

مذکورہ سلاسل معرفت و طریقت تو سب ہی اپنی جگہ سلسلۃ الذہب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن ان میں سلسلۂ علویہ منامیہ وہ سلسلہ ہے جو بہت کم واسطوں سے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اس مبارک سلسلہ میں تاج الشریعہ کو مفتی اعظم سے خلافت ہے، انہیں اپنے والد امام احمد رضا سے، انہیں اپنے پیر و مرشد سیدنا آلِ رسول مارہروی سے، انہیں اپنے استاد سراج الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے، انہوں نے اپنے سچے خوابوں میں امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولائے کائنات نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں ہاتھ دیا۔ (تجلیاتِ تاج الشریعہ ص ۱۴۲ ر تا ۱۴۸ ملخصاً)

تاج الشریعہ کی ذات دورِ حاضر میں مسلمانوں کے قائد و امیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ شرعی معاملات میں ان کا قول تقویٰ کا معیار اور احتیاط کا مینار ہوتا ہے جس کی روشنی میں اعمال پابندِ احکامِ مصطفیٰ ہو سکتے ہیں۔ اپنی متنوع مصروفیات کے باوجود سلسلۂ طریقت کو فروغ دینے کا جو عظیم فریضہ آپ انجام دے رہے ہیں اس سے متاثر ہو کر علمائے عرب آپ کو "شیخ کبیر"، "شیخ ازہری" اور "شیخ ہندی" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ تبرکاً آپ سے اجازت و خلافت و اسانیدِ اجازتِ حدیث حاصل کرتے ہیں۔ برصغیر ہند و پاک کے علاوہ بلادِ عرب و یورپ میں آپ کے سیکڑوں خلفا و تلامذہ ہیں۔ بڑے بڑے علما و مفتیانِ کرام آپ سے بیعت ہونے کو اپنے لیے باعثِ فخر تصور کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ کے مریدین کی تعداد محتاط اندازے کے مطابق ایک کروڑ سے تجاوز کر گئی ہے۔ اس ضمن میں آپ کو دورِ حاضر میں سلسلۂ قادریہ کا "مرشدِ اعظم" اور "شیخ کبیر" کہا جاتا ہے۔

تاج الشریعہ کے روح پرور ارشاداتِ مبارکہ

عتیق الرحمن رضوی، نوری مشن مالیگاؤں

جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ محمد اختر رضا قادری ازہری کی ذات دنیائے اسلام میں محتاجِ تعارف نہیں۔ گلستانِ رضویہ میں مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ کے بعد جس گُل سر سبد کی مہک چہار دانگ عالم میں محسوس کی جا رہی ہے وہ آپ ہی کی ذاتِ ستودہ صفات ہے۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت سے متاثر ہو کر مارچ 2010 میں عالم اسلام کی عظیم و قدیم اسلامی یونی ورسٹی الازہر مصر نے آپ کو "فخر ازہر" کا پر وقار اعزاز تفویض کیا۔ اور عالمی ادارے "اسلامی اسٹریٹیجک اسٹڈی" نے دنیا کی 500 ر بااثر شخصیات میں اولین 22 ر ویں مقام پر شمار کیا۔

آپ مسلّم بزرگ و روحانی پیشوا ہیں، بزرگوں کے اقوال انقلابِ زندگانی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بزرگوں کی نصیحتیں اور ان کے اقوال دلوں کی دنیا بدلنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ہر دور میں مختلف طریقوں سے ان کے اقوال و ارشادات محفوظ کیے جاتے رہے۔ کہیں سینہ بہ سینہ، کہیں لوح و قلم سے۔ ان کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ وہ صالح انقلاب جو بڑی بڑی تحریکوں سے ناممکن ہوتا ہے۔ وہ ایک مردِ خدا کے ارشاد سے آسان تر ہو جاتا ہے۔ ذیل میں بلا تبصرہ تاج الشریعہ دام فیوضہم الباری کے چنندہ ارشادات آپ کے مواعظ سے پیش کیے جا رہے ہیں۔ جو عمل کے متقاضی ہیں۔ بزمِ حیات میں سجائیں اور زندگی کو طریق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر گامزن کریں۔

☆ سورۂ فاتحہ میں جو ہم کو دعا سکھائی گئی، وہی ہمارے لیے نسخۂ کامیابی اور نسخۂ کیمیا ہے۔

☆ شیطان اور شیطان کے راستوں سے بچیں۔ ☆ دنیا کا عیش چند روزہ ہے۔

☆ قبر کی لذت اور قبر، حشر کا عیش یہ اس کے لیے ہے جو غلام مصطفیٰ ہے۔

☆ مذہب مہذب اہل سنت و جماعت یہی سچا مذہب ہے اور یہی سچا راستہ جو اللہ و رسول تک پہنچانے والا (ہے)۔

☆ بندہ دوسرے بندے کو بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔

☆ قرآن کریم کا ہر حرف منتخب ہے، یہ اس کا کلام ہے جس کے کلام میں کسی کو کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا۔

☆ اس (قرآن) کا ہر کلام ہر بیان اور قول ہمارے لیے درسِ حیات ہے۔

☆ جو دشمنان مصطفیٰ ہیں، جو دشمنان خدا ہیں، ہمیں ان کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔

☆ سنی سنی ایک ہوں، مصطفیٰ کے غلام آپس میں ایک ہوں، یہی قرآن کی تعلیم ہے، ہمارے لیے یہی کامیابی کا ضامن ہے۔

☆ ہمارا رشتہ اور ہماری نسبت اس سے ہے، جو محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

☆ جو محمد رسول اللہ ﷺ کا نہیں اور ان کے دین پر نہیں ہے تو ہمارا اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے، یہی سچا اتحاد ملت ہے۔

☆ **لاالٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ** ﷺ پڑھ کر کے ہم نے اللہ و رسول سے جو عہد کیا ہے، اس عہد کو ہم یاد رکھیں، اس کی تجدید اور اس کی یاد دہانی ایک دوسرے کو کراتے رہیں۔

☆ ہماری اور آپ کی زندگی کا، دنیا میں آنے کا اور دنیا میں رہنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم اللہ کو پہچانیں۔ اس کے رسول کے وسیلے اور بزرگان دین کے وسیلے سے اللہ والے ہوں۔

☆ آدمی اگر امانت کا لحاظ کرلے تو پوری مسلم کمیونٹی (قوم مسلم) سدھر سکتی ہے، اور سنور سکتی ہے۔

☆ ہماری اچھی باتیں یورپیوں، انگریزوں، ہندوؤں، نصرانیوں، یہودیوں نے سیکھ لیں اور ہم نے ان کی بری باتوں کو لے لیا۔

☆ امانت کا مطلب یہ بھی ہے کہ آپ کے پاس کسی کا راز ہے تو اس راز کی حفاظت کریں۔

☆ شریعت نے اڈوائس (Advise) دیا کہ جن کو راز بتانے سے نقصان کا اندیشہ ہو اسے اپنا راز نہ بتائے۔

☆ مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ غیر مسلموں کو راز دار بنائے۔

☆ مسلمان، مسلمان سے مشورہ کرے۔

☆ ہر چھوٹے سے چھوٹے، بڑے سے بڑے، دینی اور دنیاوی معاملے میں مسلمان، مسلمان سے اِن ٹچ (In touch) رہے۔

☆ آج قوم مسلم کو نقصان جو پہنچ رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے غیر مسلموں کو اپنا راز دار بنالیا ہے۔ اور انہوں نے اپنی کمیٹیاں۔

☆ ہمارے جسم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو اعضار کھے ہیں، اور جو پاورس پرووائڈ کیے ہیں ان میں بھی امانت کا لحاظ ضروری ہے۔

آنکھ کی امانت یہ ہے کہ: ’’اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس چیز کو دیکھنے کا حکم دیا ہے اسے دیکھے اور آنکھ کو جس چیز کو دیکھنے سے منع کیا آدمی اس چیز کو نہ دیکھے۔‘‘

کان کی امانت یہ ہے کہ: ’’جو بات سننے کا حکم اللہ نے دیا ہے اسے سنے، اور اللہ نے جس بات کو سننے سے منع فرمایا ہے اس سے باز رہے۔‘‘

ہاتھ کی امانت یہ ہے کہ: ’’جو کام کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے آدمی ہاتھ سے وہ کام کرے اور جس سے منع فرمایا ہے آدمی اس کام

سے اپنے ہاتھ کو بچائے۔"

پیر کی امانت یہ ہے کہ:"جہاں پر اللہ نے حکم دیا ہے جانے کا وہاں جائے۔اور جہاں پر اللہ نے حکم دیا ہے نہ جانے کا وہاں اپنے پیر نہ لے جائے۔"

زبان کی امانت یہ ہے کہ:"جو بات کہنے کا حکم دیا ہے وہ کہے،اور جس بات کو کہنے سے منع فرمایا ہے وہ نہ کہے۔جس چیز کو چکھنے کا حکم دیا ہے اس کو چکھے اور کھائے،اور جس چیز کو چکھنے سے اللہ نے منع کیا ہے اس سے دُور رہے۔

ناک کی امانت یہ ہے کہ:"جس چیز کو سونگھنے کا حکم دیا ہے اسے سونگھے اور جس چیز کو نہ سونگھنے کا حکم دیا ہے اسے نہ سونگھے۔"

ان اقوال میں بڑا عظیم فلسفہ ہے،ایک ایک قول ایسا کہ اگر عمل کے گلشن میں سجالیا جائے تو بہار آجائے اور مسلم معاشرہ پاکیزہ بن جائے،ضرورت عمل کی ہے۔

باغِ طیبہ میں جب اختر گنگنائے خیر سے!

(حضور تاج الشریعہ: خلدزار طیبہ میں)

علامہ غلام مصطفیٰ رضوی،نوری مشن،مالیگاؤں،انڈیا

مدینے سے رہیں خود دور اس کو روکنے والے ‌ ‌ ‌ مدینے میں خود اختؔر ہے،مدینہ چشم اختؔر میں

ماہِ رمضان کی بہاریں تھیں،سن ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء......اللہ نے فضل فرمایا......آقا ﷺ نے کرم فرمایا...... مکۃ المکرمہ کی فضاؤں میں جا پہنچے......وادیٔ مکۃ المکرمہ جہاں جلووں کا سماں ہے......ہر شئے منور......ذرہ روشن......ہر شب تاباں......صبح درخشاں......جلال کا پہرہ ہے......کعبۂ مقدسہ کی بہاریں......دل و جاں وجد کناں...... جھک گئے بہر تعظیم......عمرہ کا شرف حاصل ہوا......یادوں کے نقوش تازہ ہوئے......وفا کی قندیلیں طاقِ دل پر روشن ہو گئیں......وفا شعاری نے اس وادی میں عقیدتوں کی فصلیں بوئی ہیں......شجر بھی وفادار......حجر بھی وفادار...... پہاڑ بھی فرماں بردار......خلیل اللہ علیہ السلام و ذبیح اللہ علیہ السلام سے رشتۂ غلامی نبھانے والوں کی نسبتیں تازہ ہیں......حج وعمرہ کے ارکان کا حصہ بن گئیں......صفا و مروہ،مقام ابراہیم و حجر اسود،منیٰ و مزدلفہ و عرفات سبھی محبتوں کی علامتیں ہیں......سبھی وفا کے نشاں ہیں......تسلیم کی خاموش زباں ہیں۔

ماہِ صیام کا پہلا عشرہ تھا......مناسکِ عمرہ سے فراغ پایا......اطلاع ملی کہ طیبہ کی بہاروں میں قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری تشریف فرما ہیں......طیبہ کی یادیں ذہن و دماغ میں نقش تھیں...... درِ محبوب ﷺ کا خیال بے چین کیے دیتا تھا......حضور تاج الشریعہ کا یہ شعر بار بار زباں پر مچل رہا تھا......لفظ لفظ کی لذت سرشار کیے دیتی تھی......قبولیت کے لمحے جواں تھے۔

وہ بُلاتے ہیں کوئی یہ آواز دے ‌ ‌ ‌ دم میں جا پہنچوں میں حاضری کیلئے

تاج الشریعہ

حرم کی فضاؤں میں افطار کی سعادت حاصل کی...... ''ہم گردِ کعبہ پھرتے تھے'' کا لطف لیا...... تراویح ہوٹل پر ادا کی...... شب کا کچھ لمحہ آرام کیا...... سحری کی...... فجر ادا کی...... سلام پڑھا...... تصور کی بزم میں سبز گنبد کا نور دلوں کے زنگ دور کر رہا تھا...... آرزوئیں مچل رہی تھیں...... محبوب کے درِ پاک کی حاضری...... یومِ جمعہ...... پھر مرشدِ گرامی کا دیدار...... جن کی نعتوں نے محبوب پاک ﷺ سے محبت کے دیے فروزاں کیے۔ انھیں پانے کی دھن؛ وہ بھی طیبہ کی بہاروں میں...... فجر سے فارغ ہوئے...... عزمِ طیبہ لیے بس میں سوار ہوئے...... بس سوئے طیبہ چل دی...... حرمین کے مناظر اور وادیاں...... آرزوؤں کا سفر جاری تھا...... ابھی حرم مکی سے کچھ مسافت طے ہوئی تھی...... دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں۔

تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں　　　　جانبِ طیبہ سب کے سفینے چلیں

تاج الشریعہ

صبح کی تازہ ہوائیں جب سوئے طیبہ سے چلتیں تو صحرا میں عجب خوش بو پھیل جاتی...... ابھی آفتاب کی تمازت شروع نہیں ہوئی تھی کہ صحرا میں کھجوروں کے باغات کا کیف زا نظارہ دکھائی دیا...... ان راہوں نے کئی ادوار دیکھے...... انھیں رہ گزر سے صدیوں سے عشاق کے قافلے گزرتے آئے ہیں...... جن کی منزل طیبہ رہی ہے...... یہ راہیں بڑی عظیم ہیں...... ان کی مسافرت کی منزل طیبہ ہے...... راہ بھر اعلیٰ حضرت کے اشعار ذوقِ محبت کو بڑھاتے رہے...... طیبہ کی منزل قریں ہے...... لمحوں کی بھی معراج ہو رہی ہے...... ہر ساعت تجسس بڑھاتی ہے...... سورج کی تمازت بڑھی تو صحرائے طیبہ کی گرم فضائیں ان قافلوں کی یاد دلانے لگیں جو ان وادیوں سے گزرے تھے...... جن کی تلواریں کفر پر پڑی تھیں اور نفاق کی گردنیں جن سے کٹی تھیں...... جن کے نغموں نے افریقہ کی وادیوں میں نغماتِ توحید و رسالت سے اندھیرے دور کیے تھے...... جن کی تکبیروں نے وادیِ مغرب میں تمدنِ نصاریٰ کو سرنگوں کیا تھا...... جن کے علم و فضل نے اندلس و طلیطلہ کی دانش گاہوں میں انسان بنائے تھے...... ان عاشقانِ رسول نے طیبہ سے فیض پا کر جہاں میں دین کا رخ اجلا کیا تھا...... ابھی تصورات کی بزم ختم نہ ہوئی تھی کہ طیبہ کی خوشبوئیں دلوں کو گدگدانے لگیں۔

خلد زارِ طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا　　　　پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

تاج الشریعہ

دوپہر کا وقت تھا...... طیبہ امینہ کی بہاروں میں جا پہنچے...... ہاں! طیبہ ٹوٹے دلوں کا سہارا ہے...... جہاں سے الفت ''مومن کی معراج ہے''...... ہاں! طیبہ زنگِ خیال دھو دیتا ہے اور مصفیٰ کر دیتا ہے...... ہاں! یہاں کی خاک کو سرمہ بنانے والوں کی نگاہیں دانشِ فرنگ سے مرعوب نہیں ہوتیں...... خاکِ حجاز نے شوکتِ دارا و سکندر کو دھندلا دیا...... وہ جو یہاں کے اسیر ہوئے تاج و تخت ان کے قدموں میں پڑے دیکھے...... فضائے طیبہ سے اٹھنے والے غبار دلوں کی کلیاں کھلاتے ہیں۔

ابھی دل کو سنبھالنا تھا...... یہ روشنی سی کیا ہے خوشبو کہاں سے آئی...... گلیاں مہک رہی تھیں...... سامنے بہاروں کا سماں تھا...... وہ

بہاریں جو خزاں سے دور ہیں...... ہر طرف نور ہی نور تھا۔ نور کی خیرات بٹ رہی تھی...... آفتاب کی تمازت بھی رحمت کی شبنم محسوس ہو رہی تھی...... وارفتگیٔ شوق میں سوئے گنبد خضرا چل دیے...... ابھی دو پہر کے ٹھیک دو بجے تھے...... مسجد نبوی میں ظہر ادا کی...... گناہوں سے آلود جسم، عصیاں سے بوجھل نگاہیں اور درِ محبوبِ پاک ﷺ! ہماری بساط کیا ہے...... یہ تو آقا ﷺ کا کرم ہے...... فضل و احسان ہے کہ طیبہ بلا لیا...... باب السلام کے روبرو تھے...... تشکر کے موتی رخسار پر ڈھلک پڑے...... زباں گنگ ہوگئی۔ مواجہ شریف روبرو...... یہاں صرف اشعارِ اعلیٰ حضرت جذبات کی ترجمانی کر رہے تھے۔

جلوہ قریب آ گیا تم پہ کروڑوں درود　　　آنکھ عطا کیجیے اس میں ضیا دیجیے

اعلیٰ حضرت

سنہری جالیاں ہیں...... آقا ﷺ کے کرم کی حد نہیں...... درودوں کے نغمے ہیں...... ادب کی ساعتیں ہیں...... یہاں دل کا حال بھی کھلا ہے...... جذبات بھی عیاں...... سلام پیش کیا...... یارانِ پاک کی بارگاہ میں بھی توشہ دل نذر کیا...... صدیق و عمر کی شان پر سلام...... ان کی جاں نثاری پر سلام...... ان کی قسمت پر سلام...... باب البقیع سے باہر آئے...... زیرِ لب ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کی ڈالیاں پیش کیں...... ایک ایک لفظ معنویت بکھیر رہا تھا...... مفہوم دل پر کھل رہا تھا......

درِ محبوب ﷺ سے باہر آئے...... عصر کی گھڑیاں قریب تھیں...... خلیفۂ تاج الشریعہ مولانا عاقب فرید قادری (وصال ۱۹ر جولائی ۲۰۱۸ء مترجم کنزالایمان انگلش) سے مجی شہباز رضوی نے رابطہ کیا...... حضور تاج الشریعہ کی مدنی قیام گاہ کا پتہ معلوم کیا...... پھر ہوٹل ایلافِ طیبہ چل دیے...... جہاں اخترِ سنیت پوری تب و تاب سے جلوہ گر تھا...... چند ساعتوں میں قیام گاہ پہنچ گئے...... ہم ہال میں رک گئے...... برابر کے کمرے میں حضور تاج الشریعہ جلوہ بار تھے...... ہال میں مولانا عاقب فرید محبت سے ملے...... طیبہ کی بہاروں کا تذکرہ ہوا...... کنزالایمان انگلش کی توسیع سے متعلق کچھ منصوبہ بندی رہی...... علمی گفتگو جاری تھی...... افریقہ و دیگر بلاد سے علما کی آمد کا سلسلہ جاری تھا...... نمازِ عصر مولانا عاقب کی اقتدا میں ادا کی...... سامنے کھڑکی سے سبز گنبد کا جلوہ نگاہوں کی تازگی بڑھاتا تھا...... نماز سے فارغ ہوئے...... علمائے کرام سے ملاقاتیں رہیں...... افطار کا وقت قریب ہوا...... محفل سج گئی...... ہال پُر ہوگیا...... نعت و مناقب کے نذرانے...... ہند و پاک کے نعت خواں سوز بڑھا رہے تھے...... اکابر کے کلام کی بات ہی نرالی ہے...... ابھی بزم سجی تھی کہ روشنی بڑھی...... حضور تاج الشریعہ بزم میں تشریف لے آئے...... سب نگاہیں ادھر ہی تھیں...... جدھر شمعِ طیبہ سے نور پانے والا اختؔر جلوے بکھیر رہا تھا...... ان کی توجہ خاص ہم غلاموں کی جانب مبذول تھی...... سبحان اللہ! کیسا نور افزا سماں......! ایمان کی فصل ہری بھری ہوگئی...... طیبہ کی بہاروں میں نورانی وجد حرارتِ ایمانی بڑھا رہا تھا...... بہت اطمینان سے آپ تشریف فرما تھے۔

اس درمیان ثنا خوانی جاری تھی...... کلام الامام امام الکلام سے محبتوں کی سوغات بٹ رہی تھی...... واقعی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے اشعار کی معنویت اور روح...... درِ طیبہ پر کھلتی ہے۔ ہر ہر شعر اپنے باطن کی خوش بو سے آشنائی بخشتا ہے...... پھر حضور تاج الشریعہ نے

سبز گنبد کی ان بہاروں میں داخل سلسلہ فرمایا اور افطار کو تشریف لے گئے...... ہم نے موجود علما و خواص کے ساتھ افطار کیا...... حضور تاج الشریعہ کے دستر خوان پر قسم قسم کی نعمتیں تھیں...... نمازِ مغرب باجماعت ادا کی...... نماز کے بعد نیاز کا اہتمام تھا...... استفادہ کیا...... پھر مرشد کی بارگاہ سے رخصت ہوئے...... سبز گنبد کے جلوے نظارہ کیے...... میقاتِ مدینہ ذوالحلیفہ پہنچے...... احرام باندھا...... عازم حرم ہوئے...... راہ میں سحری کی...... حرم پہنچ کر فجر و مناسکِ عمرہ ادا کیے۔

ابھی رمضان المبارک کے سترہ روزے ہوئے تھے کہ دوبارہ طیبہ کا عزم ہوا...... سترہویں کی دوپہر عازم مدینہ ہوئے...... طیبہ کی راہیں اشعارِ رضا کے نغموں سے گُل زار بنی ہوئی تھیں...... شام ہوئی کہ زندگی کی صبح نمودار ہوگئی...... جانبِ بطحا سے ہوائیں چلنے لگیں...... گرمی کی حدت کا احساس رخصت ہوا...... دارالشفاء سے پیامِ تازہ آنے لگے...... جذبات مچلنے لگے...... ارمان جوش پانے لگے...... خیالات کی وادیاں بہار بہار ہوگئیں...... داخل شہر مقدس ہوئے...... دور سے ہی مسجد نبوی کے مینار نظر آنے لگے...... ہم قیام گاہ پہنچے...... معلوم کیا کہ حضور تاج الشریعہ طیبہ میں موجود ہیں یا ہند رخصت ہوئے...... اِس اطلاع نے غنچۂ دل کھلا دیا کہ حضور تاج الشریعہ نے قیامِ طیبہ کی مدت طویل کی...... قافلے نے اقامت بڑھا دی...... تشنہ لبی تھی...... بلادِ محبوب ﷺ سے رُخصت گوارہ نہ تھی...... ہوتی بھی کیسے۔

یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَکْ رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک　　　　موراجیر الرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

اعلیٰ حضرت

ہوٹل میں اسباب رکھے...... پھر حضور تاج الشریعہ کے کاشانہ کو چل دیئے...... ابھی افطار کو کچھ وقت باقی تھا...... ثنا خواں نغمے الاپ رہے تھے...... ہوائیں چل رہی تھیں...... سبز گنبد روبرو تھا...... مسجد نبوی کی بہاریں...... ذکرِ مصطفی ﷺ سے تر زبانیں...... ایسا لگ رہا تھا جیسے پھوہار پڑ رہی ہو...... جیسے بادل گھر رہے ہوں...... جیسے بارانِ رحمت برس رہی ہو۔ جیسے کلیاں چٹک رہی ہوں۔ جیسے پھول کھل رہے ہوں۔ جیسے گلشن مہک رہے ہوں۔

انھیں کی بو مایۂ سمن ہے، انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے　　　　انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں، انھیں کی رنگت گلاب میں ہے

اعلیٰ حضرت

حضور تاج الشریعہ کی زیارت نصیب ہوئی...... دست بوسی کا موقع ملا...... جوق در جوق زائرین آتے رہے...... دیدار کی لذت پاتے رہے...... آج بوقت افطار حضور تاج الشریعہ نے شرکا کے لیے دعا کی...... دَم فرمایا...... چہرے پر نور کا پہرا تھا...... نعت خوانی ہوئی...... کلام الامام کی سوغاتیں...... کلامِ مفتی اعظم کی عطر بیزی...... کلامِ اختر کی نوا سنجی...... سماں بندھ گیا...... یوں لگا جیسے توشے بٹ رہے ہوں...... جیسے مُرادوں سے دامن بھرے جا رہے ہوں...... جیسے سبز گنبد سے مدد مل رہی ہو...... جیسے فریاد رسی ہو رہی ہو...... جیسے حسرتیں پوری ہو رہی ہوں...... جیسے جھولیاں بھری جا رہی ہوں...... جیسے منھ مانگی مرادیں مل رہی ہوں۔

ان کے در پہ اخترؔ کی حسرتیں ہوئیں پوری　　　　سائل درِ اقدس کیسے منفعل جاتا

تاج الشریعہ

افطار کیا...... نماز پڑھی...... سوئے حرم نبوی چل دیے...... اب روزانہ کا معمول بن گیا کہ سرِ شام حضور تاج الشریعہ کے دولت کدہ پہنچ جاتے...... زیارت کرتے...... نعت خوانی سے کشکولِ مراد بھرتے...... طیبہ کی بہاروں میں ثنا خوانی کی لذت پاتے...... تشنہ لبی دور کرتے...... پھر پیاس بڑھاتے...... دیدار کی تمنا کو فروزاں کرتے...... پھر افطار کرتے۔ آتے جاتے...... مراد پاتے...... تمنا بڑھاتے...... یوں ہی چار پانچ دن گزر گئے...... پھر وہ ساعت آئی کہ قافلے حجاز سے ہند آنے کو تھے...... حضور تاج الشریعہ کی ہند روانگی تھی...... ۲۱/رمضان کی سہ پہر تھی...... ہم کاشانۂ حضور تاج الشریعہ پہنچے...... آج بڑا کیف آور لمحہ تھا...... نمازِ عصر حضور تاج الشریعہ نے خود پڑھائی...... فراغ کے بعد نعت خواں محمد زبیر مکی و ڈاکٹر نثار احمد معرفانی کو آگے بُلوایا...... مسند پر بٹھایا۔ حمد باری تعالیٰ پڑھی گئی...... کلام الامام سے آغاز ہوا...... آج یوم شہادتِ مولائے کائنات تھا...... کئی نسبتیں جمع تھیں...... صاحبِ نسبت جلوہ گر تھے...... محفل اشک بار کیے دیتی تھی۔

خراب حال کیا دل کو پُر ملال کیا　　　　تمہارے کوچہ سے رخصت کیا نہال کیا

اعلیٰ حضرت

کئی کلام کی حضور تاج الشریعہ نے خود فرمائش کی اور خود بھی پڑھ رہے تھے...... لبہائے مبارک ہل رہے تھے...... نعت خواں نے یہ کلام بھی پُرسوز پڑھا...... آنکھیں بھیگ گئیں۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں　　　　دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

اعلیٰ حضرت

ابھی گلشن طیبہ کا ذکر چل رہا تھا...... دشتِ طیبہ کی یادیں تازہ تھیں...... محویت کا عالم طاری تھا...... نغمۂ دل چھڑ گیا۔

سیر گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر　　　　سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

علامہ حسنؔ رضا بریلوی

نعت خواں نے گرہ لگائی...... ایک ایک مصرعہ جذبات کی نمائندگی کر رہا تھا...... طیبہ سے واپسی کا پیام روح کو زخمی کیے دیتا ہے...... اس در کی حاضری حضوری کی لذت سے آشنا کرتی ہے...... جدائی جذبات کو مضمحل کر دیتی ہے...... درِ محبوب ﷺ سے دوری عاشق کو کیسے گوارا ہو سکتی ہے! ابھی اس کلام کی تکرار جاری تھی کہ نعت خواں نے دوسرا کلام شروع کیا...... حضور تاج الشریعہ نے خود مقطع کی تکرار فرمائی...... کیف کے عالم میں۔

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ　　　　جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

علامہ حسنؔ رضا بریلوی

محفل اختتام کو تھی...... قبولیت کی ساعتیں...... زبانِ اختر سے نغماتِ بخشش امڈ رہے تھے...... بخشش کے سفینے ترنے کو تھے...... سبز گنبد سے قبولیت کی سند گویا عطا ہو رہی تھی...... وہ ساعت سعید آئی جب سب حالت قیام میں آ گئے...... بصد ادب کھڑے ہو کر وہ عمل پیش کیا...... جو اسلاف سے متوارث چلا آ رہا ہے...... پھر ارض طیبہ۔ سامنے جلوۂ محبوب...... قبولیت کے لمحے لفظ لفظ سے وضع ہونے لگے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام　　　　شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

حضورتاج الشریعہ کی زبان مبارک سے جب سلام رضا کے اشعار ادا ہوتے تو تپش محبت بڑھ جاتی...... آنکھیں فرطِ عقیدت سے چھلک جاتیں...... سراپائے مصطفیٰ کا بڑا اچھوتا بیاں بریلی کے تاج دار نے نظم کیا...... حضورتاج الشریعہ نے درجنوں اشعار زیرِ سایۂ گنبد خضرا پڑھے...... پڑھوائے۔ سُنے اور سُنوائے...... پھر دعا فرمائی...... عقیدے کے تصلب کا بیاں...... مسلکِ اعلیٰ حضرت پر استقامت کی دعا...... بے شک ایمان کے جوہر کی حفاظت کی دعا درِ محبوب ﷺ پر قبولیت کا تمغہ وصول کر رہی تھی۔

للہ الحمد! میں دنیا سے مسلمان گیا　　　　انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

اعلیٰ حضرت

آج کی شب ہے فرشتوں سے مباہات کی رات　　　　بلبل باغ مدینہ کو سُنا دے اختر

حضورتاج الشریعہ

اسی شب قافلہ سالارِ عشق...... سوئے ہند روانہ ہوئے...... یہ حیاتِ ظاہری کا آخری سفرِ حرمین تھا...... پھر حضورتاج الشریعہ کے خلیفہ وعزیز داماد مفتی شعیب رضا نعیمی اگلے رمضان میں وصال فرما گئے...... پھر حضورتاج الشریعہ کی علالت اور ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء/ ۷/ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ کو علم وفن کا یہ آفتاب وماہ تاب متاعِ عشقِ رسول جہاں میں تقسیم کر کے عازمِ خلد بریں ہو گیا۔

جب صدا دی اسے مرشدی نے چلیں　　　　اخترؔ خستہ بھی خلد میں چل دیا

خلد وا ہے ہر اک قادری کے لیے　　　　اخترؔ قادری خلد میں چل دیا

تاج الشریعہ

دورانِ قیامِ طیبہ امینہ ہم نے قصد کیا تھا کہ مواجہ شریف میں حضورتاج الشریعہ کے ہم راہ حاضر ہوں گے...... ایک شب دیکھا کہ مواجہ شریف میں حضورتاج الشریعہ حاضر ہیں...... حاضر در ہوئے...... آپ کے ہم راہ چند محبین تھے...... لیکن! ابھی چند لمحے بھی نہیں گزرے تھے کہ اژدہام جمع ہو گیا...... ایک عاشق کے دیدار کو دل کھینچے چلے آئے...... اپنے در پر آقا ﷺ نے وہ عظمت دی کہ جس نے چہرہ دیکھا...... فِدا ہو گئے...... زیارت کی...... دل بچھ گئے...... کیا شامی...... کیا ترکی...... کیا یمنی...... کیا عربی...... جسے دیکھو محویت سے عاشق مصطفیٰ کی زیارت کیے جا رہا ہے۔

ابھی طیبہ کی یادوں کے کئی اوراق تشنہ ہیں...... پھر دیکھو شہر محبت سے کب بلاوا آتا ہے...... مردانِ حق دامن بھر چلے...... حضورتاج الشریعہ نوازے گئے...... ایسے کہ زمانے کو نوازا...... عطائے طیبہ ہوئی ایسی کہ لاکھوں دلوں میں بس گئے...... نگاہِ مفتی اعظم کی کیسی جلوہ گری تھی کہ...... ’’چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں‘‘...... بلکہ یہ تمثیل ہے...... بلاشبہ کروڑوں نگاہوں میں چمک گئے...... کیوں کہ انھیں موت نے حیات کا پروانہ دیا...... طیبہ کی بزم سے انھیں نوید کیسی ملی...... سُنیے دل کے کان سے سُنیے...... کیا کہتے ہیں تاج الشریعہ

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں　　　　موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

تاج الشریعہ کی کتب اسلاف پر عمیق نگاہ

مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی صاحب، ہاسپیٹ، انڈیا

اجتہادی شان کے مالک رہے　　　وقت کے نعمان تھے اختر رضا

حضور تاج الشریعہ محقق بریلوی قدس سرہٗ ایک ہمہ گیر و ہمہ جہت شخصیت کا نام ہے۔ جنہوں نے اپنی حیات دنیوی کے ۷۵ ؍برس میں علوم وفنون، فکر وعمل کے جو جوت جگائے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ جب آپ کا اشہب قلم میدان تحقیقات وتدقیقات میں سرپٹ دوڑنے لگا تو دلائل و براہین کی ایک دنیا آباد ہوگئی، توضیحات وتشریحات کا گلشن مسکرانے لگا، زبان وادب کی زلفیں سنور گئیں، جرح وتعدیل کا بانکپن جاگ اٹھا، نقد ونظر کے گلستان میں ہریالیاں آگئیں، فقہی جزئیات وکلیات کا بحر بیکراں موجیں مارنے لگا، محدثانہ عظمت ورفعت اور جاہ وجلال کی قندیلیں روشن ہوگئیں، مفسرانہ جاہ وحشمت اور شان وشوکت کا آفتاب طلوع پذیر ہوگیا، شاعرانہ حسن وجمال کے جلوے بکھرنے لگے، حکمت ودانائی کی چاندنی تبسم ریز ہوگئی، فلسفیانہ ومنطقیانہ اسرار ورموز کے دیپک جل اٹھے، تحریکات وتعمیرات کا چمن مرغزار بن گیا، بیعت وارادت کے گل بوٹے لہلہانے لگے، عشق وعرفان کا جام چھلکنے لگا، کیف ومستی اور شعور وآگہی کی وادیاں شاداب ہوگئیں، ولایت وکرامت کے آبشار پھوٹنے لگے، تصنیفات وتالیفات کے باغات میں بہار آگئی، دعوت وتبلیغ، رشد وہدایت کے ستارے جگمگانے لگے، فکر وتدبر کا انجمن سجنے لگا، فہم وادراک، عقل ودانشمندی کے آفتاب ومہتاب خط استوار پر جلوہ بار ہونے لگے، بصارت وبصیرت کے چشمے میں ابال آگیا علوم اسلامیہ کی زلف برہم میں جو پیچیدگیاں درآئیں تھیں اس کی گتھیاں سلجھنے لگیں جن کو دیکھ کر اصحاب علم ودانش، ارباب فکر ونظر، اہل درک وبصیرت یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ بسیار خوباں دیدہ ام لکن تو چیزے دیگری، حاضرین میں بدر الطریقت، نجم المعرفت، رفیع الدرجت، سرچشمۂ علم وحکمت، آشنائے رمز حقیقت، محافظ دین وشریعت، قاطع کفر وبدعت، دافع جہل وضلالت، پاسبان ناموس رسالت، مینارۂ رشد وہدایت، رہنمائے قوم وملت، مصلح خیر امت سیدنا تاج الشریعہ حضور اختر رضا خان ازہری میاں محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان جیسا نکتہ داں فقیہ باریک بیں قاضیٔ القضاۃ، ماہر محدث، راسخ مفسر، خلیق مدرس، شفیق شیخ، عمدہ معمار، حاذق مصلح، بالغ نظر، مدبر ومفکر نبض شناس مبلغ، قادر الکلام شاعر، حاضر جواب مناظر، نکتہ رس متکلم، کہنہ مشق قلمکار، خوش طبع مقرر وواعظ، شیریں مقال داعی، طلیق الوجہ مقتدیٰ وپیشوا، واضح الادب والقوی مصنف ومؤلف، ذکی النفس صوفی، لاجواب مؤرخ، بے مثال منطقی وفلسفی نادر المثال محقق ومدقق جامع العلوم والفنون جیسا پورے عالم اسلام میں دور دور تک نظر نہیں آتا ہے۔

علم وفن شعر وسخن کے تاجور　　　نازش عرفان تھے اختر رضا

شش جہات خدمات پر محیط ذات کے اس ایک پہلو کا مختصر طور پر تجزیہ کرتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ کی نگاہ کتب اسلاف پر کتنی گہری تھی جس سے ان کی علو مرتبت شخصیت کا آفتاب اوج ثریا کی بلندیوں سے پرے نظر آئے گا۔

ٹائی کے مسئلہ کی تحقیق انیق فرماتے ہوئے محقق اعظم ارشاد فرماتے ہیں کہ: ’’آخر میں سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ سے

چندکلمات تبرکا پیش ہیں‘‘۔اس کے بعدفتاویٰ رضویہ ج ۱۵۰/۱۰ کا اقتباس رقم فرماتے ہیں۔(ٹائی کا مسئلہ ۱۴)

اس کے بعد آسمان علم وفن کے تاجدار حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ مفتیٔ اعظم ہند کے اس فتوے کو رقم فرماتے ہیں جس سے انہوں نے محقق علی الاطلاق محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے فتوے کی تصدیق فرمائی تھی۔حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ:’’حضور مفتیٔ اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ افادہ فرمایا کہ کفار کا شعار مذہبی ہمیشہ کفر ہی رہے گا۔‘‘(ٹائی کا مسئلہ ۱۵)

حضور تاج الشریعہ کی باریک بینی کا اس سے اندازہ کیجئے کہ آپ فرماتے ہیں:’’اس جگہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے استناد جس میں وارد ہوا ہے: کان ابن عباس یصلی فی البیعۃ لا البیعۃ فیھا تماثیل (بخاری شریف) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما گرجا میں نماز پڑھتے تھے مگر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام وحضرت مریم رضی اللہ عنہما کے مجسمے نہیں ہوتے اصلاً مفید نہیں اور اس سے مفہوم شعار میں وہ قید ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس جگہ شعار مذہبی کا تحقق ہی محل منع میں ہے کہ کنیسہ میں باختیار ورغبت جانا منع ہے اور وہی کفار کا طریقہ اور ان کا شعار ہے حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کنیسہ میں جانا باختیار نہ تھا بلکہ بحالت اضطرار واقع ہوا، عینی میں اس حدیث کے تحت ہے: وزادفیہ (فان کان فیھا تماثیل خرج فصلی فی المطر۔)(عینی ج ۴/ ۱۹۲) یعنی بغوی نے جعدیات میں اتنا زیادہ کیا کہ اگر کنیسہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے۔حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بارش کی وجہ سے بحالت مجبوری کنیسہ میں نماز پڑھی۔اس کے برعکس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ہم تمہارے کنیسوں میں داخل نہیں ہوتے۔دونوں میں بظاہر تضاد ہے اس کو دور فرمادیا کہ داخل ہونا عذر شرعی کے باعث ہے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انکار بارضا ورغبت ہے اس کو بھی دور فرمادیا۔(عینی ج ۴/ ۱۹۲) کیونکہ اضطرار میں جانا مومن کی شان ہے اور خوشی سے جانا کافروں کا کام ہے اور یہ کفری شعار ہے اور اس میں کفار کی موافقت باجماع المسلمین کفر ہے۔(ٹائی کا مسئلہ ۲۱)

نیر العلوم والفنون حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نگاہ کتب اسلاف پر کتنی گہری ہے کہ معترض جس حدیث کے تحت اعتراض کرسکتا تھا اس کو لاکر مزید علامہ عینی علیہ الرحمہ کی تصنیف عینی سے دو جزئیہ پیش فرما کر اعتراض کے دروازے کو بند فرمادیا اور مسئلہ کی تنقیح فرما کر واضح کر دیا کہ کفری شعار ہر حاجت میں کفری شعار ہی رہے گا اگرچہ وہ عام تام ہو جائے اور اس کے کفری شعار ہونے کی نشانیاں مفقود ہو جائیں پھر بھی اس کا حکم کفر برقرار رہے گا۔اس سے حدیث دانی اور جزئیات پر گرفت کا جہاں اندازہ ہوتا وہیں اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اسلاف کرام کی کتب پر آپ کی تعمق نظر اوج ثریا کی بلندیوں سے پرے ہے۔اس پر کئی گوشوں سے بحث فرماتے ہیں کبھی مسند امام احمد بن حنبل سے حوالہ نقل فرماتے ہیں تو کبھی شامی و بحر الرائق کے جزئیات سے استدلال فرماتے ہیں۔(ٹائی کا مسئلہ ۲۳)

اس طرح اسلاف کرام کی بے شمار کتب کا تذکرہ آپ کی تصنیفات میں ملتا ہے اور اس کے حوالجات کی نیر باریاں نظر آتی ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح ہے یا آزر؟ اپنی تصنیف’’تحقیق ان ابا سیدنا ابراھیم علیہ السلام تارح لا آزر‘‘میں کثرت سے اسلاف کرام کی کتب کا ذکر جمیل فرماتے ہیں اور قرآن واحادیث اور اسلاف کرام کی کتب کی عبارت سے استدلال کرتے ہوئے اپنے

دعوے کا اثبات فرماتے ہیں کہ، والد کا نام تارح ہے آزر نہیں اور یہی جمہور کا فیصلہ ہے۔لسان العرب، آیت قرآنیہ، اہل نسب کا متفقہ کا فیصلہ، حضرت مجاہد کا قول، ابو اسحاق جوالیقی، زجاج وغیرہ کے اقوال پیش فرماتے ہوئے اقول کے ذریعے متحقق فرماتے ہیں: ''بل قد سبقه جماعة من الصحابة و التابعين سر دهم الامام جلال الدين سيوطى عليه الرحمه فى رسالة الحافلة، مسالك الحنفاء، فها هو ذا قائلا ما نصه (و هذا القول اعنى ان آزر ليس ابا ابراهيم ورد عن جماعة من السلف'' (تارح لا آزر ۶۹)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام اور تابعین کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہیں ہے اور اسلاف کرام کی ایک جماعت سے بھی یہی منقول ہے جس کا ذکر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''مسالک الحنفاء'' میں کیا ہے اس کے بعد احادیث کو پیش فرمایا ہے اور کثرت سے اسلاف کرام کی کتب احادیث وتفاسیر اور فقہ سے عبارات کو نقل فرمایا ہے جس کو پڑھ کر ان کی تعمق نظر پر تعجب ہوتا ہے۔

محقق زمن قطب الارشاد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تصنیف ''آثار قیامت'' کا مطالعہ کیا تو وہاں بھی کتب اسلاف پر ژرف نگاہی کا وہی عنفوان شباب پایا اور ان کے تعمق نظری پر عش عش کر اٹھا بطور تمثیل کتابوں کا نام نظر قارئین ہے۔کنز العمال، الملفوظ، بخاری شریف، طبرانی اوسط، مجمع الزوائد، تفسیر خازن، ابو داؤد و ترمذی، اللآلی المصنوعہ، فیض القدیر، کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم، آیات قرآنیہ، مسند احمد بن حنبل، اتقان فی علوم القرآن، شرح المہذب، حاکم مستدرک، الترغیب والترھیب، حقوق والدین، درمختار، رد المحتار، مجمع بحار الانوار، تفسیر کبیر، تبیین الحقائق، فتاویٰ رضویہ، عنایہ، جوہرہ نیرہ، اشعۃ اللمعات، مشکوۃ، جامع الصغیر، احکام القرآن۔ (آثار قیامت)

ان کتابوں کی عبارتوں سے اپنی تصنیف آثار قیامت کے صفحات کو لالہ زار بنایا ہے۔جس سے آپ کی ژرف نگاہی و تعمق نظری کے ماہ و نجوم کتب اسلاف پر تبسم ریز نظر آتے ہیں آپ کی علمی وقعت، فنی گہرائی، استدلالی عبقریت، تحقیقی مہارت اور دعوے کی اثباتی پہلو کی رفعت وعظمت کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے، ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ خود کتب بینی سے دور ہو گئے اس کے باوجود درس دیتے رہے اور سارے جہاں کو مسائل بتاتے رہے علماؤ فقہاء، محدثین ومفسرین، ارباب دانش وبینش، دانشگاہ عصریات کے مدبرین ومفکرین، ماہرین قانون داں رجوع کرتے رہے علوم وفنون کے ماہ تاباں، فکروفن کے آفتاب درخشاں نے دلائل و براہین کا دریا بہایا در بے بہایا۔

دین وملت کے محقق ہادی وقطب زماں تا ابد تجھ پر رہے گا رحمت حق کا نزول

نجم المحدثین حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف ''الصحابة نجوم الاهتداء'' میں ۷۷ رکتابوں کا ذکر فرمایا ہے، اور حدیث ''اصحابى كالنجوم بايهم اقتديهم اهتديتم'' پر کامل گفتگو فرمائی ہے۔ان لوگوں کا رد کیا جنہوں نے اس کو موضوع قرار دیا ہے البتہ ضعف کا تذکرہ فرماتے ہوئے ثابت کیا کہ ضعیف حدیث متعدد طرق سے بیان ہو تو وہ درجۂ حسن کو پہنچ جاتی ہے۔اقول سے بیان کرتے ہیں کہ: ''تقرر فى الاصول ان الضعيف يتقوى بكثرة الطرق فيرتقى الى درجة الحسن'' (الصحابة نجوم الاهتداء)

اس کتاب کا جو بھی مطالعہ کرے گا آپ کی حدیث دانی فن جرح وتعدیل، بلکہ علوم حدیث کا بحر بیکراں ماننے اور نجم المحدثین کہنے پر مجبور

ہوجائے گا وہیں کتب اسلاف پر ژرف نگاہی وتعمق نظری کا معترف ہوگا،اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح ہے آزر نہیں تقریبا۴۲ کتابوں سے اس کو ثابت کیا ہے۔

علم وفن کا بحر ناپیدا کنار مظہر سلمان تھے اختر رضا

تاج الاسلام والمسلمین حضورتاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے محقق علی الاطلاق امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف عطایا القدیر فی حکم التصویر،فقہ شہنشاہ،شمول الاسلام،الامن والعلی،قوارع القھار اور الھادی الکاف کی تعریب وتحقیق کی اس میں بھی کئی کتابوں کا ذکر فرمایا،نیر العین،حاجز البحرین،سبحان السبوح،النھی الاکید کی بھی تعریب وتحقیق اور تعلیق کا کام انجام دیا۔

سلطان المحدثین حضورتاج الشریعہ رضی اللہ عنہ ۱۸/ذی الحجہ ۱۴۳۱ مطابق ۲۰/نومبر ۲۰۱۰ء میں مدینۃ المنورہ وارد ہوئے،تو وہاں کسی نے اطلاع دی کہ ایک شخص پیر کے روز ابولہب کی تخفیف عذاب والی حدیث کا منکر ہے اور اس کو کذب پر محمول کرتا ہے تو وہیں آپ نے ”نھایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین “رقم کیا جس میں ۱۲/دلائل اور ۱۷/کتابوں سے اس کی صحت کا اثبات فرمایا۔آپ فرماتے ہیں:”ان الحدیث اصل و قد تلقی بالقبول و ان ماثبت بالآیات و الاجماع۔“(نھایۃ الزین)

بدر المحققین حضورتاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے”دفاع کنز الایمان“رقم فرمایا اور”کنز الایمان“پر وہابیہ کی جانب سے کئے گئے اعتراض کا دندان شکن جواب دیا۔اس میں بھی بے شمار حوالے اسلاف کی کتابوں سے نقل فرمائے،یا بطور استشہاد عقائد باطلہ کے حاملین کی کتابوں کے حوالوں کا التزام فرمایا۔

البحر الھمام،فخر الملۃ والدین حضورتاج الشریعہ رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف”افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم“میں احادیث کی کتابوں سے تقریبا تیس کتب کا حوالہ نقل فرماتے ہیں اور کثرت دلائل و براہین کے ذریعے ثابت فرماتے ہیں کہ انبیاء علیھم السلام کے بعد روئے زمین پر سب سے افضل شیخین کریمین ہیں۔

مؤید ملت طاہرہ،صاحب حجت قاہرہ حضورتاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقالہ افتراق امت والی حدیث میں جو بہتر کے جہنمی ہونے کا ذکر ہے آپ خلود فی النار کا تعین اور دخول فی النار کی نفی فرماتے ہیں اور وہاں بھی اسلاف کرام کی کتابوں سے حوالے نقل فرما کر ان لوگوں کا سخت رد فرماتے ہیں جو بہتر کے دخول فی النار کا قول کرتے ہیں۔وہاں جو فنی بحث آپ نے فرمائی ہے وہ قابل دید ہے۔

کاسر الفتنۃ و ناصر السنۃ حضورتاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے”تعلیقات الازھری علی الصحیح البخاری“تالیف کی اپنی تعلیق میں بھی آپ نے اسلام کی کتب سے جا بجا عبارتیں پیش کی ہیں۔

فرید الدہر،وحید العصر حضورتاج الشریعہ اپنی تصنیف”شرح حدیث الاخلاص“یعنی انما الاعمال بالنیات پہ جامع کلام فرمایا ہے اور کثرت سے اکابرین کی کتب کی عبارتیں پیش کی ہیں،اس حدیث کو کن کن محدثین نے اپنی کن کن کتابوں میں ذکر کیا ہے اس کے علاوہ اسلاف کرام کے کتابوں کا ذکر اور ان کے حوالے موجود ہیں،شمس العرفان،قطب الزمان حضورتاج الشریعہ رضی اللہ عنہ اپنی کتاب طلاق ثلاثہ

میں بھی حدیث کی کتب محدثین کی کتابوں کی عبارتیں اور فقہی جزئیات سے اپنے دعوے کا اثبات فرماتے ہیں اس مقام پر بھی اکابرین کی کتابوں کی عبارتیں منقول ہیں۔

''سنو اور چپ رہو'' نامی کتاب میں فقیہ الاسلام تاج الدین والشریعت حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے کئی سوالوں کے جوابات دیئے ہیں۔تلاوت کے وقت چپ رہنے اور سننے کا حکم صادر فرمایا ہے۔وہاں بھی اکابرین کی کتابوں سے بکثرت حوالے منقول ہیں۔

''حقیقة البریلویة'' میں تقریباً ۵۰ ر کتب سے حوالے منقول ہیں اس کے ذریعہ اعتراضات والزامات وہابیہ احسان الٰہی ظہیر کا دندان شکن جواب دیا ہے اور دلائل و براہین سے اپنے دعوے کا اثبات فرمایا ہے۔اور اکابرین علماء کی کتب سے تعلیقات، انگلش، عربی اور اردو تینوں زبانوں میں تقریباً ۲۵ یا ۲۶ ہیں۔جس میں دلائل و براہین کا کامل التزام ہے اسلاف کی کتب سے کثرت کے ساتھ حوالے منقول ہیں جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی نگاہ کتب اسلاف پر بڑی گہری تھی۔

ژرف نگاہی و تعمق نظری کا کوئی جواب نہیں ان امور کے مشاہدہ کے بعد زمانے نے امام المسلمین، سلطان المحققین، سید المفکرین، شیخ المتکلمین، جامع الکمالات، ماہر اللسانیات، سراج التنقید والتحقیق، مصباح التنقیح والتدقیق، حبر المصنفین، مخزن المؤلفین، نصیر الدین، معین الاسلام، عماد المبلغین، قامع اساس المحدثین، حامیٔ سنن، ماحیٔ فتن، صدر الاماثل، فخر الافاضل، نورچشم اتقیا، زینت بزم اولیا، شہباز الطریقۃ، محافظ الشریعت کہا یقیناً آپ ان القابات وخطابات کے لائق تھے وہ علم وعمل کا شہنشاہ فکر وفن کا بادشاہ ۷ ر ذیقعدہ ۱۴۳۹ مطابق ۲۰ ر جولائی ۲۰۱۸ سنہ کو اس دار فنا سے دار بقا کی طرف کوچ کر گیا جس کے غم میں عالم اسلام اشک بار ہے۔

ابر رحمت تیری مرقد پہ گہرباری کرے　　　حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فن جرح وتعدیل میں تاج الشریعہ کی مہارت ''الصحابة نجوم الاهتداء'' کی روشنی میں

مفتی محمد سلیم بریلوی، مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت واستاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف، انڈیا

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو ہدایت کے ستارے قرار دیا۔حقیقت بھی یہی ہے کہ صحابیت ایک بہت ہی عظیم مرتبہ اور مقام ہے۔امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جس مسلماں نے دیکھا انہیں اک نظر　　　اُس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

اس عظیم مقام ومرتبہ کے حامل جو افراد ہیں اُن کے مقام ومرتبہ کو سمجھنے کے لیے ضروری یہ ہے کہ پہلے یہ جانا جائے کہ یہ وصفِ صحابیت ہے کیا؟ صحابی کسے کہتے ہیں؟ صحابی کی تعریف کیا ہے؟ کون لوگ اس مقام کو حاصل کر سکتے ہیں؟ کن لوگوں کو یہ مقام حاصل ہوا؟ جن لوگوں کو

یہ مقام حاصل ہوا ہم انہیں کن اصولوں کی روشنی میں شناخت کریں؟ قرآن وحدیث اور اقوال اسلاف کی روشنی میں صحابہ کرام کی مقدس جماعت کے فضائل ومناقب کیا ہیں؟

صحابی کا لغوی معنی: صحابی "الصحبة" سے مشتق ہے۔ یعنی ہر وہ شخص صحابی کہلاتا ہے کہ جس نے کسی دوسرے کی تھوڑی یا زیادہ مدّت تک صحبت اختیار کی ہو اور اُس کے ساتھ رہا ہو۔ جیسے متکلّم، مخاطب، ضارب۔ یہ مکالمہ، مخاطبہ اور ضرب سے مشتق ہیں لہٰذا تھوڑی یا زیادہ گفتگو کرنے والے شخص کو متکلّم کہا جائے گا۔ صحابی کے اسی لغوی معنی کے اعتبار سے اُس شخص کو بھی صحابی کہا جائے گا کہ جس نے دن کے ایک لمحے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو۔ امام سخاوی نے فرمایا کہ لغوی اعتبار سے صحابی کا اطلاق ہر اس شخص پر ہو گا کہ جس نے اتنی تھوڑی مدّت بھی صحبت اختیار کی ہو کہ جس پر صحبت کا اطلاق ہو سکے۔ لہٰذا جن لوگوں کی صحبت بہت طویل اور جن کی مجالست بہت کثیر رہی ہو وہ تو بدرجہ اولیٰ صحابی ہوں گے۔ (فتح المغیث للسخاوی، جلد ۳ صفحہ ۸۶ بحوالہ الاصابہ ص ۷ جلد ۱)

علمائے اصول کے نزدیک صحابی کی تعریف: امام ابوالحسین نے "معتمد" میں صحابی کی تعریف یوں کی کہ جو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ طویل زمانے تک اتباع و پیروی کے طور پر اور ان سے اخذ وتعلیم کے طور پر رہا ہو اُسے صحابی کہیں گے۔ لہٰذا جن لوگوں کی مجالست تو طویل تھی لیکن اتباع کا قصد نہ تھا یا مجالست طویل تو نہ تھی مگر اتباع کا قصد تھا تو ایسے لوگ صحابی نہ کہلائیں گے۔

علمائے حدیث کے نزدیک صحابی کی تعریف: ابوالمظفر سمعانی کے حوالے سے ابن صلاح نے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب حدیث لفظ صحابہ کا اطلاق ہر اُس شخص پر کرتے ہیں جس نے آقا ﷺ سے کوئی روایت کی ہو اگرچہ وہ ایک حدیث یا ایک کلمہ ہی کیوں نہ ہو۔ صحابی کے اس اطلاق کے دائرے میں مزید وسعت دیتے ہوئے یہ اصحاب حدیث فرماتے ہیں کہ جس نے انہیں ایک نظر ہی کیوں نہ دیکھا ہو وہ بھی صحابی کہلائے جانے کا استحقاق رکھتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا مقام رفیع اس بات کا مقتضیٰ ہے کہ ہر اُس شخص کو صحابی کا خطاب دیا جائے کہ جس نے آقا کو دیکھا ہو۔

تابعین کرام کے حوالے سے بھی کتابوں میں صحابی کی مختلف تعریفات ملتی ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ: "صحابی اُسے کہیں گے کہ جس نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایک یا دو سال گزارے ہوں اور ان کے ساتھ ایک یا دو غزوات میں حصہ لیا ہو۔"

امام واقدی نے فرمایا کہ، میں نے اہل علم کا یہ قول دیکھا ہے کہ: "ہر وہ شخص جس نے آقا کو دیکھا ہو اس حال میں کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ گیا ہو، اسلام لے آیا ہو، امور دینیہ کی سمجھ اُس کے اندر پیدا ہو گئی ہو اور وہ شریعت کو پسند کرتا ہو تو وہ ہمارے نزدیک صحابی ہے اگرچہ دن کی ایک گھڑی ہی میں اس نے آقا کی زیارت کیوں نہ کی ہو۔ یعنی اِن کے نزدیک صحابی ہونے کے لیے بالغ ہونا، مسلمان ہونا، مسائل شرعیہ کی فہم کا ہونا اور مذہب کا پسندیدہ ہونا شرط ہے۔"

صحابی کی مذکورہ تمام اصطلاحی تعریفات کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن حجر عسقلانی نے ایک ایسی جامع تعریف فرمائی ہے کہ جس پر کوئی اعتراض واقع نہیں ہوتا اور وصفِ صحابیت سے متصف ہونے کا استحقاق رکھنے والے تمام حضرات اُس میں شامل ہو جاتے ہیں۔

صحابی کی صحیح تعریف: جس نے نبی اکرم ﷺ سے اُن کی حیات طیبہ میں حالت ایمان میں ملاقات کی ہو اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہو تو اسے ''صحابی'' کہتے ہیں۔

اس تعریف کی رو سے وہ شخص بھی صحابہ کرام کی مقدس جماعت میں شامل ہو جائے گا کہ جس کی مجالست آقا کے ساتھ طویل رہی ہو، وہ بھی داخل ہو گا کہ جس کی کم رہی ہو۔ وہ بھی داخل ہو گا کہ جس نے ان سے روایت کی ہو یا روایت نہ کی ہو، آقا کے ساتھ غزوات میں شریک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ وہ لوگ بھی اس زمرے میں شامل ہو جائیں گے کہ جنہوں نے محض ایک ہی نظر دیکھا اور لمبی مجالست نہ رہی۔ اسی طرح وہ بھی صحابی کہلائے گا کہ جس نے انہیں کسی عرض عارض کی بنیاد پر نہ دیکھا ہو جیسے کے نابینا۔

مذکورہ تعریف ایک جنس اور دو فصلوں پر مشتمل ہے ''من لقی النبی ﷺ'' یہ جنس ہے جس میں مسلم و کافر، بالغ و نابالغ ہر وہ شخص شامل ہے کہ جس نے اپنی زندگی میں آقا سے ملاقات کی ہو۔ لہٰذا وہ لوگ کہ جنہوں نے آقا کے وصال کے بعد اور تدفین سے پہلے آقا کو دیکھا تو وہ صحابی نہ کہلائے گا۔ جیسے ابو ذؤیب الھذلی شاعر کیونکہ اُنہوں نے آقا کو وصال کے بعد اور تدفین سے پہلے دیکھا تھا۔

''الایمان'': ایمان مذکورہ تعریف میں فصل اول کی حیثیت رکھتا ہے کہ جس کی بنیاد پر وہ شخص مرتبۂ صحابیت پانے سے خارج ہو گیا کہ جس نے ایمان کی حالت میں آقا کریم ﷺ کی زیارت نہیں کی۔ اسی طرح وہ افراد کہ جو ہمارے آقا ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء پر ایمان رکھتے تھے اور وہ اعلان نبوت سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے جیسے کہ اہل کتاب۔ یہ لوگ صحابی نہیں کہلائیں گے۔ اب رہ گئے وہ اہل کتاب کہ جنہوں نے اعلان نبوت اور نزول وحی سے پہلے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات بھی کی اور اس بات پر ایمان بھی رکھا کہ وہ عنقریب مبعوث ہوں گے۔ وہ اس زمرۂ صحابہ میں شامل کیسے جائیں گے کہ نہیں؟ یہ محل احتمال ہے۔ جیسے کہ بحیرہ راہب وغیر ہم۔

''مات علیٰ اسلامه'' اسلام ہی پر خاتمہ ہونے والی یہ قید اور شرط اس تاریخ میں فصل دوم کی حیثیت رکھتی ہے کہ جس سے وہ لوگ صحابی ہونے سے نکل گئے کہ جو آقا کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے۔ اب رہ گئے وہ لوگ کہ جو آقا کے بعد مرتد ہوئے پھر اسلام لائے اور حالت اسلام ہی میں اُن کی موت واقع ہوئی ایسے لوگوں کو صحابی کہا جائے گا یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں حضرت امام شافعی اور حضرت امام اعظم کا موقف یہ ہے کہ ارتداد یہ صحبت سابقہ کو ختم کر دیتا ہے۔ جیسے کہ قرۃ بن میسرہ اور اشعث بن قیس۔ یہ دونوں حضرات پہلے اسلام لائے پھر آقا ﷺ کے وصال کے بعد مُرتد ہو گئے پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں دوبارہ اسلام لائے۔ علامہ ابن حجر کے نزدیک ایسے لوگوں کو صحابی کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ نیز محدثین نے اپنی مرویات میں انہیں صحابہ ہی کے نام سے درج کیا ہے۔

واضح رہے کہ یہ اختلاف اُن لوگوں کے بارے میں ہے کہ جو اسلام لانے کے بعد مُرتد ہوئے اور پھر اسلام لے آئے۔ البتہ وہ لوگ کہ جن کی موت ہی ارتداد پر ہوئی وہ بالاتفاق صحابی کہلانے کے مستحق نہیں جیسے حضرت اُمِ حبیبہ کا شوہر عبید اللہ بن جحش کہ یہ حضرت اُمِ حبیبہ کے ساتھ اسلام لایا، اُس کے بعد حبشہ کی طرف ہجرت کی مگر وہاں جا کر نصرانی ہو گیا اور اِسی حالت میں اُس کی موت واقع ہو گئی۔ اِسی طرح عبد اللہ بن خطل اور ربیعہ بن امیہ بن خلف۔

کیا ملائکہ میں سے بھی کوئی صحابی ہے؟ علامہ ابن حجر عسقلانی نے ملائکہ کے وصف صحابیت سے متصف ہونے کے سلسلے میں فرمایا کہ زُمرۂ صحابہ میں اُن کا داخل کرنا یہ محل نظر ہے اور اس کی وجہ بعض لوگوں نے یہ بیان کی کہ آقا ﷺ فرشتوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے ۔ جس کو امام فخر الدین رازی نے ''اسرار التنزیل'' میں نقل فرمایا ہے۔ اس کے برخلاف علامہ تقی الدین سُبکی نے فرمایا کہ وہ اِن کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ لہٰذا اس قول کی بنیاد پر یہ وصفِ صحابیت سے متصف کیے جاسکتے ہیں ۔ بہرحال کسی فرشتے کا زُمرۂ صحابہ میں داخل ہونا یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔

کیا جن صحابی ہو سکتے ہیں؟ چونکہ جن اُن اجسام ہوائیہ لطیفہ کو کہتے ہیں کہ جو مختلف شکلیں اختیار کرنے پر قادر ہوتے ہیں اور جن سے حیرت انگیز افعال صادر ہوتے ہیں ۔ اِن میں سے مومن بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جنّات وصف صحابیت سے متصف ہوسکتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی نے راجح قول پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ جنات کہ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو حالت ایمان میں دیکھا یا اُن کی زیارت کی تو وہ بلا شبہ صحابی کہلانے کے مستحق ہیں کیونکہ یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جن وانس دونوں کی طرف مبعوث ہوئے ۔

صحابی کی شناخت کے طریقے: کون صحابی ہے اور کون نہیں اس کی معرفت کے مندرجہ ذیل پانچ طریقے ہیں:

(۱) **خبر متواتر سے ثبوت:** کسی صحابی کا صحابی ہونا خبر متواتر سے ثابت ہو۔ یعنی کسی کے صحابی ہونے کو اتنے لوگوں نے بتایا ہو کہ جن کا جھوٹ پر اجماع عقلاً وعادتاً محال ہو۔ ایسے لوگوں کا صحابی ہونا قطعی اور یقینی ہے جیسے خلفائے راشدین اور بقیہ عشرۂ مبشرہ۔

(۲) **خبر مشہور اور خبر مستفیض سے ثبوت:** یعنی وہ لوگ کہ جن کا صحابی ہونا خبر مشہور یا خبر مستفیض سے معلوم ہو جیسے کہ ضمام بن ثعلبہ اور عکاشہ بن محصن ۔

(۳) **قول صحابی سے ثبوت:** یعنی کسی کے صحابی ہونے کے بارے میں کسی ایک صحابی نے روایت کی ہو اور بتایا ہو کہ فلاں صحابی ہے جیسے حممہ بن ابی حممہ دوسی جن کے صحابی ہونے کے بارے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری نے گواہی دی۔

(۴) **قول تابعی سے ثبوت:** کسی تابعی نے یہ خبر دی ہو کہ فلاں صحابی ہے۔

(۵) **خود اپنے قول سے ثبوت:** کسی عادل وثقہ ایسے شخص نے کہ جس نے آقا کا زمانہ پایا ہو اُس نے خود اپنے بارے میں یہ خبر دی ہو کہ میں صحابی رسول ہوں تو اُس کی عدالت وثقاہت اور معاصرت رسول کے ثبوت کے بعد اُسے صحابی مانا جائے گا۔

اس سلسلہ میں علامہ ابن حجر عسقلانی نے ایک ایسا جامع ضابطہ نقل کیا ہے کہ جس کی بنیاد پر صحابہ کرام کی اس مقدس جماعت میں کثیر افراد داخل ہوسکتے ہیں ۔ یہ ضابطہ تین نشانیوں پر مشتمل ہے ۔ لہٰذا اُن تین نشانیاں کی بنیاد پر کثیر افراد زُمرۂ صحابہ میں داخل ہوجائیں گے۔

(۱) چونکہ غزوات میں صرف صحابہ کرام ہی شامل ہوتے تھے ۔ لہٰذا جن کا مرتد ہونا ثابت ہوجائے انہیں چھوڑ کر بقیہ جتنے بھی لوگ جنگوں میں شامل ہوئے وہ سب صحابی ہی ہوں گے۔

(۲) حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے فرمایا کہ کوئی بھی بچہ پیدا ہوتا تو اُسے آقا کی بارگاہ میں لایا جاتا۔ آقا اُس کے لیے دعا فرماتے ۔ اِس قول کی بنیاد پر بھی صحابہ کرام کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔

(۳) مدینہ شریف، مکہ شریف، طائف اور اُس کے اِرد گرد کے جتنے بھی خطے ہیں اُن میں رہنے والے سارے لوگ ہی اسلام لائے اور حجۃ الوداع کے موقع پر شریک ہوئے۔ ایسی صورت میں جن لوگوں نے بھی آقا کو اس حج کے موقع پر دیکھا وہ زُمرۂ صحابہ ہی میں داخل ہونگے اگرچہ آقا نے اُن کو نہ دیکھا ہو۔

مذکورہ ضابطے سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام کی تعداد بلاشبہ بہت زیادہ ہے اگرچہ ہمیں تفصیل کے ساتھ اُن کے نام اور اُن کی معیّن تعداد معلوم نہ ہو۔

صحابہ کا مقام و مرتبہ: صحابہ کرام کو اللہ رب العزت نے بہت ہی عظیم مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ ان کی عظمت و رفعت کا اندازہ اِسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تمام صحابہ کرام بالاتفاق ایسے عادل و ثقہ ہیں کہ ان میں سے کسی کی عدالت کے سلسلہ میں نہ تو کوئی سوال کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی تفتیش۔ صحابہ کرام کے عادل ہونے اور اِن کی عدالت پر قرآن و حدیث میں بہت سے دلائل موجود ہیں اس کے ساتھ ہی ان کی عدالت اجماع امت سے بھی ثابت ہے۔

عدالت صحابہ قرآن کی روشنی میں: قرآن کریم میں کئی جگہوں پر ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِن پاکباز ساتھیوں کی تعریف و توصیف کی گئی اور ان کی عدالت کے بارے میں بتایا گیا۔ اِن میں سے چند آیات یہاں پر نقل کی جارہی ہیں:

(۱) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (الفتح:۲۹) ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ تو انہیں دیکھے گا، رکوع کرتے سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ اُن کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔ یہ اُن کی صفت توریت میں ہے اور اُن کی صفت انجیل میں۔ جیسے ایک کھیتی اُس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اُسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ اُن سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا اُن سے جو اُن میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔ (کنزالایمان)

(۲) لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ﴿۸﴾ وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۛؕ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر:۸،۹) ترجمہ: ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے۔ اللہ کا فضل اور اُس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے۔ وہی سچے ہیں اور جنہوں نے پہلے سے اِس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا دوست رکھتے ہیں اُنہیں جو اُن کی طرف ہجرت کر کے گئے

اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اُس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر اُن کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔ (کنزالایمان)

(۳) وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ (الانفال: ۷۴) ترجمہ: اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں۔ اُن کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔ (کنزالایمان)

(۴) لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا (الفتح: ۱۸) ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اُس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ تو اللہ نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے تو اُن پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔ (کنزالایمان)

(۵) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ: ۱۱۹) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔ (کنزالایمان)

(۶) وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (التوبہ: ۱۰۰) ترجمہ: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔ (کنزالایمان)

(۷) وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (البقرۃ: ۱۴۳) ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل۔ (کنزالایمان)

(۸) كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (آل عمران: ۱۱۰) ترجمہ: تم بہتر ہو اُن سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

(۹) وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ (الحج: ۷۸) ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔ اُس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین۔ اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ ہو اور تم اور لوگوں پر گواہی دو۔ (کنزالایمان)

(۱۰) قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰى ؕ (النمل: ۵۹) ترجمہ: تم کہو سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اُس کے چنے ہوئے بندوں پر۔ (کنزالایمان) ''عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰى'' اللہ کے وہ بندے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے یہ کون لوگ ہیں؟ اِس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ان سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس صحابہ کرام ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے منتخب فرمایا۔

عدالت صحابہ احادیث کریمہ کی روشنی میں: جن لوگوں نے ہوش وایمان کی حالت میں آقا ﷺ کو دیکھا یا آقا کی صحبت میں حاضر ہوئے پھر ایمان پر ہی اُن کا خاتمہ بھی ہوا ایسے لوگوں کی عدالت قرآن سے بھی ثابت ہے، احادیث کریمہ سے بھی اور اجماع امت سے بھی۔ صحابۂ کرام کی عظمت و رفعت اور فضائل ومناقب کے سلسلہ میں بہت سی احادیث کریمہ موجود ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وہ مقدس جماعت ہے جو تمام مسلمانوں سے افضل ہے۔ روئے زمین کے سارے ولی، غوث، قطب اور ابدال کسی ایک صحابی کے گردِ قدم تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس سلسلہ میں چند احادیث کریمہ ذیل میں نقل کی جاتی ہیں:

(۱) عن ابی سعید عن النبی۔ علیه السلام۔ قال: لا تسبوا اصحابی، فوالذی نفسی بیده لو ان احدکم انفق مثل احد ذهبا ما ادرک مد احدهم و لا نصیفه۔ (بخاری، کتاب فضائل الصحابة) ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کرے تو وہ اِن صحابہ میں سے کسی ایک کے ایک مُد کو بھی نہ پہونچے اور نہ آدھے مُد کو۔ (چار مُد کا ایک صاع ہوتا ہے ایک صاع ساڑھے چار سیر کا تو اس لحاظ سے ایک مُد ایک سیر آدھ پاؤ کا ہوا یعنی تقریباً سوا سیر۔) واضح رہے کہ یہاں یہ خطاب حضرت خالد بن ولید اور اُن کے اُن ساتھیوں سے ہے کہ جو صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ جب حضرت خالد بن ولید جیسے صحابۂ کرام کا اللہ کی راہ میں اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا اللہ کے نزدیک ان صحابہ کرام کے اس ایک مُد یا آدھے مُد کے برابر نہیں کہ جو انہوں نے ابتدائے اسلام میں راہِ خدا میں خرچ کیا تو پھر بعد کے عام مسلمان صحابہ کرام کے مثل کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور یہ مقدس صحابہ کرام فقہ وفتاویٰ میں صواب و درستگی سے کیسے محروم کیے جاسکتے ہیں؟

(۲) وعن عبد اللہ بن مغفل المزنی قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: اللہ اللہ فی اصحابی، اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا بعدی، فمن احبهم فبحبی احبهم، ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم، ومن آذاهم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ، ومن آذی اللہ فیوشک ان یا خذه۔ (ترمذی جلد ۵ / ۶۵۳ کتاب المناقب) ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مغفل سے روایت ہے کہ آقا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے صحابہ کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! میرے بعد انہیں نشانۂ تنقید وتنقیص نہ بناؤ کیونکہ جس نے اُن سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کی اور جس نے اُن سے بغض رکھا تو میرے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا اور جس نے انہیں ستایا اُس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اُس نے اللہ کو ایذا پہونچائی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو بہت جلد اللہ اُس کی گرفت فرمائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام کی عداوت اللہ ورسول سے عداوت و دشمنی اور بغض وکینہ رکھنے کی علامت ہے۔

(۳) عن ابی بُردہ عن ابیه قال: رفع یعنی النبی صلی اللہ علیه وسلم رأسه الی السماء وکان کثیرا مما یرفع رأسه الی السماء، قال النجوم امنة لاهل السماء، فاذا ذهبت النجوم اتی اهل السماء ما یوعدون وانا امنة لا صحابی، فاذا ذهبت اتی اصحابی ما یوعدون، واصحابی امنة لا متی، فاذا ذهب اصحابی اتی امتی ما یوعدون۔ (مسلم جلد ۳ / ۱۹۶۱ کتاب فضائل الصحابة) ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت ابوبُردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے

ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنا سرِ مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور آقا اکثر اپنا سرِ مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ اُس کے بعد آقا نے ارشاد فرمایا کہ تارے آسمان کے لئے امان ہیں لہٰذا جب تارے جاتے رہیں گے تو آسمان والوں کو وہ پہونچے گا جس کا اُن سے وعدہ ہے اور میں اپنے صحابہ کے لیے امان ہوں تو جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ گزرے گا جس کا اُن سے وعدہ ہے اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری اُمت کو وہ پہونچے گا جن کا اُن سے وعدہ ہے۔

واضح رہے کہ قیامت میں پہلے تارے جھڑیں گے پھر آسمان پھٹیں گے اِس لیے جب تک آسمان پر تارے ہیں تو آسمان محفوظ ہیں اِسی طرح جب تک آقا ﷺ ظاہری حیات میں صحابہ کے درمیان موجود رہے صحابہ کرام آپسی لڑائی جھگڑوں سے محفوظ رہے۔ اِسی طرح جب تک صحابہ کرام موجود رہے تب تک فتنے اتنے عام نہ ہوئے مگر جیسے ہی دورِ صحابہ ختم ہوا دین میں بگاڑ وفساد اور فتنے بے انتہاء پیدا ہو گئے۔

(۴)عن عمران بن حصین قال: قال رسول اللہ ﷺ خیر امتی القرن الذی بعثت فیھم، ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم۔ (مسلم، کتاب فضائل الصحابة) ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں سب سے بہترین جماعت وہ ہے کہ جس میں میں مبعوث ہوا۔ پھر وہ لوگ جو اُس سے قریب ہوں پھر وہ جو اُن سے قریب ہوں۔

اس حدیث پاک میں پہلے قرن سے مراد صحابہ کرام، دوسرے سے تابعین تیسرے سے تبع تابعین۔ زمانہ صحابہ ظہور نبوت سے ۱۲۰/ سال تک رہا یعنی ۱۰۰/ہجری تک، زمانہ تابعین ۱۰۰/ سے ۱۷۰/ہجری تک اور زمانہ تبع تابعین ۱۷۰/ہجری سے ۲۲۰/ہجری تک (مرآۃ المناجیح جلد ۶/صفحہ ۳۳۹) اس حدیث پاک سے تمام صحابہ کرام کا عادل واخیار ہونا مطلقاً ثابت ہے۔ اور جتنے بھی خیر اور بھلائی کے ابواب و میدان ہیں سبھی میں صحابہ کرام کا عادل، مظفر، منصور اور اخیار ہونا ثابت ہے۔

عدالت صحابہ اقوال ائمہ کی روشنی میں: امام نووی فرماتے ہیں کہ الصحابة کلھم عدول یعنی تمام صحابہ عادل وثقہ ہیں۔

امام الحرمین فرماتے ہیں کہ: اُن کی عدالت کے سلسلہ میں تحقیق وتفتیش نہ کئے جانے کا سبب یہ ہے کہ یہ صحابہ کرام شریعت کے علمبردار ہیں لہٰذا اگر اِن کی روایت میں تفتیش عدالت کی بنیاد پر توقف ہو جائے تو شریعت مطہرہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے ہی تک محدود ہو جائے گی۔

حضرت ابو زرعہ فرماتے ہیں کہ: اگر تم کسی شخص کو کسی صحابیٔ رسول کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے دیکھو تو جان لو کہ وہ بلا شبہ زندیق ہے کیونکہ ہمارے رسول حق، قرآن حق اور جو کچھ آقا لے کر آئے وہ حق اور یہ تمام چیزیں ہمیں صحابہ کرام ہی نے عطا فرمائیں۔ یہ زندیق چاہتے ہیں کہ صحابہ کرام کو مجروح قرار دے کر قرآن وحدیث کے نصوص کو ہی مجروح کر ڈالیں۔

امام ابن صلاح کا قول ہے کہ: تمام صحابہ کرام کی عدالت پر پوری امت کا اجماع ہے۔ اب رہ گیا معاملہ حضرت علی اور حضرت معاویہ جیسے چند صحابہ کے درمیان ہونے والے مشاجرات کا تو اِن کا ثبوت علم تاریخ وغیرہ سے ہے جو صرف ظن کا افادہ کرتے ہیں لہٰذا ثبوت ظنّی، ثبوت قطعی کی تردید نہیں کرسکتا۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ جو کسی صحابی کی شان میں گستاخی کرے اُس کا فئ مسلم میں کوئی حق نہیں۔

تفضیل صحابہ اور عقیدۂ اہل سنت: یوں تو صحابہ کرام کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ (مرآۃ المناجیح، جلد ۷) اسی کے ساتھ ما قبل میں یہ

بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ تمام صحابہ کرام عادل وثقہ ہیں ۔مگر اب سوال اس بات کا ہے کہ ان صحابہ کرام میں سب سے افضل صحابی کون سے ہیں؟ تو اس سلسلہ میں ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد مطلقاً سب سے افضل صحابی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ اِن دونوں کی افضلیت پر اہل سنت کا اجماع قائم ہے ۔اس اجماع کو نقل کرنے والے ابو العباس قرطبی فرماتے ہیں کہ ائمہ سلف وخلف میں سے کسی کا اس سلسلہ میں کوئی اختلاف نہیں اور اہل تشیع اور اہل بدعت کے اقوال کی کوئی حیثیت نہیں ۔حضرت امام شافعی نے بھی صحابہ کرام اور تابعین حضرات کا تفضیل شیخین پر اجماع نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے افضل ہونے کے سلسلہ میں صحابہ کرام اور تابعین میں سے کسی کا کوئی اختلاف نہیں البتہ حضرت علی اور حضرت عثمان میں سے کس کو کس پر افضلیت حاصل ہے اِس میں ضرور بعض لوگوں کا اختلاف ہے ۔مگر زیادہ تر اہل سنت کا رجحان اس طرف ہے کہ خلفائے راشدین میں افضلیت کا اعتبار اُن کی خلافت کے اعتبار سے ہے ۔یعنی سب سے پہلے حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔

حضرت ابو بکر کی افضلیت کے سلسلہ میں حضرت امام بخاری نے حضرت عمرو بن عاص کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جب آقا ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ تو آقا ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اِن کے والد محترم! یعنی حضرت ابو بکر اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بخاری شریف میں ایک روایت اس طرح درج ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں حضرت ابو بکر کے برابر کسی کو نہ گردانتے، اُن کے بعد حضرت عمر کے برابر اور اُن کے بعد حضرت عثمان کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے ۔

محمد بن حنفیہ کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ تو انہوں نے حضرت ابو بکر کا نام لیا ۔میں نے کہا کہ اُن کے بعد تو اُنہوں نے حضرت عمر کا نام لیا ۔مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں حضرت عمر کے بعد وہ حضرت عثمان کا نام نہ لے لیں اس لیے میں نے جلدی سے کہا کہ عمر کے بعد آپ؟ تو حضرت علی نے فرمایا میں تو مسلمانوں کا صرف ایک فرد ہوں ۔ان روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں ۔

صحابہ کرام اور فقہ اسلامی: قرآن کریم مجمل ہے جس کی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث مجمل ہے جس کی تشریح شرعی اصولوں اور صحابہ کرام کے اقوال، افعال، اور احکام کی روشنی میں مجتہدین کرام نے فرمائی ۔جیسا کہ قرآن کریم میں اس ترتیب کو یوں بیان فرمایا گیا کہ: ''تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ'' یعنی قرآن کریم میں ہر چیز کا روشن بیان ہے ۔تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرما دیا'' وَمَا یَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ '' یعنی اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو ۔اسی لیے قرآن کریم کے مجملات اور اس کے نصوص کے محمل ومراد کو جاننے اور سمجھنے کیلیے قرآن کریم کا علم رکھنے والے نفوس قدسیہ کی بارگاہوں میں زانوئے ادب تہ کرنے کا یوں حکم دیا کہ'' فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ''

ترجمہ: علم والوں سے پوچھو اگر تم نہ جانتے ہو۔ چونکہ علم والے محض اپنے علم اور اپنی عقل سے قرآن کو سمجھنے پر قادر نہیں بلکہ اس کے لیے انہیں آقا کریم ﷺ کے بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہونا ہوگا چنانچہ اسی آیت سے متصل اس بات کو یوں بیان فرمایا کہ: ''وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ '' ترجمہ: اے نبی ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لیے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی۔ چاروں آیات کا ترتیب وار اب حکم یہ رہا کہ اے جاہلو! تم علما کے کلام کی طرف رجوع کرو اور اے عالمو! ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں آئے۔ (ماخوذ از فتاویٰ حامدیہ صفحہ ۱۲۶، ۱۲۷ مطبوعہ رضوی کتاب گھر، دہلی)

نبی اکرم ﷺ جب تک اس ظاہری دنیا میں موجود رہے تب تک صحابہ کرام کو اپنے تمام تر مسائل دینیہ اور مسائل دنیویہ میں آقا ﷺ کی علاوہ کسی کی حاجت اور ضرورت نہ تھی۔ جب بھی انہیں کوئی ضرورت پیش آتی، یا قرآن کریم کی آیات کا مجمل اور ان کی مراد سمجھنے کی ضرورت پڑتی یا کوئی نیا مسئلہ ان کے سامنے آتا اس کے سلسلہ میں وہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم سے سوال کرتے تب آقا یا تو وحی کے ذریعہ یا اپنے اجتہاد کے ذریعہ انہیں ان کا مطلوبہ جواب عنایت فرمادیتے۔ اسی طرح کبھی یوں بھی ہوتا کہ ہر صحابی آقا سے پوچھنے کی ہمت نہ کرپاتے یا یہ کہ انہیں براہ راست معلوم کرنے کا موقع میسر نہ آتا تو وہ دوسرے صحابہ سے اس مسئلہ کا حکم دریافت کرلیتے تو یہ صحابہ کرام اپنے اجتہاد کے ذریعہ اس کا جواب عنایت فرمادیتے۔ کبھی یوں بھی ہوتا کہ صحابہ کرام کسی حکم عمومی کی توجیہ اپنے اجتہاد سے کر کے اس سے مسائل کا استخراج اپنے اپنے طور پر کرتے جس کی وجہ سے کبھی کبھی ایک فریق کا موقف دوسرے فریق کے خلاف ہوتا پھر آقا تک یہ معاملات پہنچتے تو جو فریق اپنے اجتہاد میں صواب پر ہوتا اس کو برقرار رکھتے اور تصویب فرمادیتے اور جس سے خطائے اجتہادی سرزد ہو جاتی اس کی خطائے اجتہادی کو واضح فرمادیتے مگر ایسی کوئی روایت نہیں ملتی کہ خطائے اجتہادی کرنے والے صحابہ کرام پر اللہ کے رسول ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہو یا ان کی اتباع میں اس پر عمل کرنے والے لوگوں سے توبہ کا مطالبہ کیا ہو کیونکہ یہ خطا، خطائے عنادی نہیں بلکہ خطائے اجتہادی، وہ بھی خطائے مقرر کہ جس کے صاحب پر انکار نہیں کیا جاتا۔ اس لیے کہ یہ وہ خطائے اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوتا جیسے احناف کے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت جلد اول صفحہ ۲۵۶ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) بلکہ اس خطا پر تو مجتہد کو اجر دیا جاتا ہے۔ نیز اصول شرع اگرچہ چار ہیں کتاب اللہ، حدیث رسول اللہ، اجماع اور قیاس مگر اصولی حضرات نے صحابہ کرام کے ان اقوال کو کہ جن کا حکم معقول نہ ہو انہیں اجماع میں اور جن کا حکم معقول ہو اُن کو قیاس میں داخل فرمایا ہے لہٰذا اقوال صحابہ بھی اصول شرع کا ہی حصہ ہیں۔ (ماخوذ از نور الانوار صفحہ ۹ مطبوعہ مجلس برکات) یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ تمام صحابہ کرام علم و فقہ میں برابر نہیں تھے۔ اس لئے غیر مجتہد صحابہ مجتہد صحابہ کرام کے احکام پر عمل پیرا ہوتے۔

یہ تو ان صحابہ کرام کا معاملہ تھا کہ جو مدینہ طیبہ میں زندگی بسر فرماتے تھے۔ مگر وہ مسلمان جو ممالک مفتوحہ اور دور دراز کے علاقوں میں رہتے تھے تو وہ اپنے مسائل کا حل ان صحابہ کرام سے دریافت کرتے کہ جو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ان دور دراز کے علاقوں میں وفد کی صورت میں بھیجے جاتے تھے۔ آقا کریم ﷺ کے زمانہ تک شریعت اسلامیہ کے مسائل کا حل مذکورہ بالا طریقوں پر ہوتا

رہا لیکن جب آقا کریم ﷺ اس ظاہری دنیا سے تشریف لے گئے تو سلطنت تشریعیہ خلفائے راشدین اور اکابر صحابہ کرام کی طرف منتقل ہوگئی۔ جیسے جیسے سلطنت اسلامیہ اور فتوحات اسلامیہ کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا ویسے ویسے مسائل جدیدہ بھی سامنے آتے رہے۔ان ممالک مفتوحہ میں چونکہ صحابہ کرام کی مقدس جماعت کثیر تعداد میں پھیل چکی تھی اس لئے جو بھی مسائل درپیش ہوتے تو مقامی سطح پر جو بھی صحابہ کرام وہاں ہوتے وہ ان مسائل کا حکم اور فیصلہ کتاب اللہ اور احادیث رسول کی روشنی میں جاری فرمادیتے۔اگر کوئی مسئلہ ایسا ہوتا کہ جس کا حکم واضح طور پر وہ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ میں نہیں پاتے تو اس کا جواب اپنے اجتہاد اور اپنی رائے کے ذریعہ پیش فرمادیتے کیونکہ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ میں عدم وجدان کی صورت میں انہیں اسی کا حکم تھا جیسا کہ حدیث معاذ بن جبل میں اس کی تصریح ہے۔ سارے مسلمان ان فیصلوں پر عمل کرتے کیونکہ وہ تمام صحابہ کو عادل، ثقہ اور اپنے لیے مشعل راہ، اپنا ہادی و رہنما، دین کی حجتیں اور ہدایت و رہنمائی کے ستارے جانتے۔قرآن و حدیث اور اجماع امت کے مقتضیات کی روشنی میں ان کی اقتداء کو اپنے لیے لازم اور باعث اہتداء جانتے۔نیز ان کے بتائے ہوئے احکام پر نہ صرف یہ کہ وہ خود عمل کرتے بلکہ ان احکام کو امت مسلمہ کے ہر فرد تک پہنچانے میں اور ان کی ترسیل و تبلیغ میں دل و جان سے کوشاں رہتے۔انہیں محفوظ رکھتے، ان کو ذخیرہ کرتے۔ان کی جمع و تدوین کا اہتمام کرتے۔اگر کسی کو ان کے حوالے سے پہنچے کسی مسئلہ میں تردد ہوتا تو وہ اپنے ذہنی خلجان کو دور کرنے کے لیے دور دراز کا سفر طے کرتے حجاز مقدس، کوفہ، بصرہ، شام، مصر وغیرہ ان جگہوں پر آتا کہ جہاں متعلقہ صحابہ کرام کی مقدس جماعت اقامت پذیر ہوتی۔وہ دریافت کرتا اور یہ اس کی تصدیق و توضیح کر دیتے۔اس طرح فقہ اسلامی کی ترتیب و تدوین ہوتی رہی اور مسائل فقہیہ کی جمع و تدوین کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مسائل شرعیہ دینیہ کی جمع و تدوین اور اس کا یہ ذخیرہ صحابہ کرام کی اقتدا اور ان کے اقوال، افعال اور احکام پر عمل کرنے اور انہیں عادل و ثقہ ماننے جاننے اور تسلیم کرنے ہی پر مبنی ہے۔

ماقبل میں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ بے شمار صحابہ کرام حجاز مقدس سے نکل کر ممالک مفتوحہ میں پھیل گئے تھے۔جن میں سے کچھ ممالک محروسہ کے انتظامات میں مصروف رہتے، کچھ اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے، کچھ اسلامی لشکر میں شامل ہو کر جہاد کے فرائض انجام دیتے اور کچھ حضرات علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر کے علوم دینیہ کے تشنگان کو سیراب کرتے جس کا حکم خود قرآن میں موجود ہے کہ ”فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ“ یہ حضرات ان شہروں کے حاکموں کے مشیر بھی ہوتے اور معلم بھی، مفتی بھی ہوتے اور قاضی بھی۔چنانچہ کوفہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود، مصر میں عبداللہ بن عمرو بن عاص، بصرہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت انس بن مالک، شام میں حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابودرداء مستقل طور پر قیام پذیر ہو گئے۔ان شہروں اور ان کے مضافات کے علاقوں میں زندگی بسر کرنے والے مسلمان اپنے دینی و شرعی مسائل میں ان اکابر صحابہ کی طرف رجوع کرتے اور اپنے مسائل شرعیہ کا حل حاصل کرتے۔اس کے ساتھ ہی یہ اکابر صحابہ کرام ان علاقوں میں اپنی علمی محفلیں اور درسگاہیں بھی سجاتے جن میں دینی علوم و معارف کے شائق و شیدا حضرات ان سے استفادہ کرتے، ان کی شاگردی اختیار کرتے اور علوم دینیہ

یعنی قرآن وحدیث کی افہام وتفہیم میں درک ومہارت حاصل کرتے۔مگر بہت سے صحابہ کرام حجاز مقدس ہی میں تشریف فرمارہے جیسے مکۃ المکرمہ میں حضرت عبد اللہ ابن عباس ،مدینہ طیبہ میں حضرت زید ابن ثابت اور حضرت عبد اللہ ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔مکۃ المکرمہ اور مدینہ طیبہ کے رہنے والے حضرات خصوصاًاور دیگر مما لک اور علاقوں کے ضرورت منداور علوم دینیہ کی تحصیل کے شائق حضرات حجاز مقدس میں زندگی بسر کرنے والے ان اکابر صحابہ کرام کی طرف رجوع کرتے اوران سے استفادہ کرتے۔(الاصابۃ جلداول مقدمہ مفہوماًواختصاراً)

جیسے جیسے مسلمانوں کی ضرورتوں کادائرہ وسیع ہوتا گیاویسے ویسے ان صحابہ کرام کے افادہ واستفادہ کی ان علمی محفلوں اور درسگاہوں کی اہمیت وافادیت بھی بڑھتی چلی گئی۔دوردراز سے بے شمار مسلمان ان موارد ومناہل اورعلوم اسلامیہ کے ان سرچشموں پرآکراپنی علمی پیاس بجھاتے،شب وروز ان اکابر صحابہ کرام کی خدمت میں رہ کرعلوم دینیہ کے موتی چنتے۔ہروقت قال اللہ و قال الرسول کے جانفزانغمات شیریں سے علم وعمل کے یہ شائق اپنے وجود کومسرورومسحور کرتے۔اس طرح ابتدائے اسلام میں علوم دینیہ وفقہیہ کے دو بڑے مراکز وجود میں آئے جنہیں تاریخ اسلام میں ’’مدرسۃ المدینہ/مدرسۃ الحجاز‘‘اور’’مدرسۃ الکوفہ مدرسۃ العراق‘‘کے نام سے جانا گیا۔

مدرسۃ المدینہ: چونکہ حجاز مقدس نزول وحی کامہبط وعلاقہ ہے۔اس کے ساتھ ہی مکۃ المکرمہ پیارے آقا ﷺ کی جائے پیدائش اور مدینہ منورہ آپ کی جائے ہجرت ہونے کے ساتھ آخری آرامگاہ بھی ہے۔نیز حجاز مقدس اکابر صحابہ کرام کا وطن اصلی بھی ہے جہاں آقانے اپنے صحابہ کرام کے ساتھ زندگی بسر فرمائی۔اسی مقدس خطے سے اسلام کاسورج نمودار ہوااوریہیں سے اسلام کاپیغام پوری دنیامیں نشرکیا گیا۔اس کی اسی اہمیت اور عظمت کے پیش نظر پوری دنیا کے مسلمان ان دونوں شہروں سے جس قدر محبت وعقیدت رکھتے ہیں اتنی کسی اور شہر سے نہیں رکھتے ان دونوں شہروں سے محبت اور عقیدت رکھنے کو وہ ایمان ہی کا حصہ لازمہ سمجھتے ہیں۔اس وجہ سے مکۃ المکرمہ اور مدینہ طیبہ اسلام کے اولین اور اصلی مراکز،تبلیغ اسلام کامنبع اور علوم اسلامیہ کاسرچشمہ بنے۔اکابر صحابہ کی موجودگی میں مدرسۃ المدینہ کے بانی کی حیثیت سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعارف ہوئے۔ان کے بعد مدرسۃ المدینہ یامدرسۃ الحجاز کے سربراہ حضرت سعید بن مسیب بنے جو اس وقت اہل حرمین کے درمیان ایک ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔اس مرکز کی اہم شخصیات میں سات حضرات کوشمار کیا گیا،جنہیں تاریخ اسلام’’فقہائے سبعہ بالمدینہ‘‘کے نام سے جانتی ہے۔ان سب کاسلسلۂ تلمذ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ان ساتوں حضرات کے اسماء یہ ہیں۔(۱) حضرت سعید بن مسیب (۲) حضرت عروہ بن زبیر (۳) حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق (۴) حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام (۵) حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود (۶) حضرت سلیمان بن یسار (۷) حضرت خارجہ بن زید بن ثابت۔

مدرسۃ الکوفہ/ مدرسۃ العراق: پہلی صدی ہجری کے نصف میں عراق کے اندرعلوم دینیہ فقہیہ کاایک اوراہم مرکز اورایک اوراہم سرچشمہ قائم ہوا جس کی بنیاد کوفہ میں پڑی۔اس مرکز کے بانی کی حیثیت سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعارف ہوئے۔ان کی علمی محفل میں بے شمار علاقائی مسلمانوں کے علاوہ دور دراز کے خطوں اور مما لک محروسہ میں زندگی بسر کرنے والے اہل ایمان اپنے مسائل کاحل

دریافت کرتے ۔بے شمار طالبان علوم دینیہ رات و دن ان کی خدمت میں رہ کر استفادہ کرتے ،ان کے خوان علم وفضل سے علوم ومعرفت اور حکمت وروحانیت کے درخشاں وتاباں جواہر چنتے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کے شاگردوں میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کرنے والے حضرات کی تعداد چھ ہے ۔جنہیں ''فقہائے ستہ بالکوفہ'' کی حیثیت سے جانا جاتا ہے ۔جومندرجہ ذیل ہیں ۔

(۱) حضرت علقمہ بن قیس نخعی (۲) حضرت اسود بن یزید نخعی (۳) حضرت مسعود بن یزدہ ہمدانی (۴) حضرت عبیدہ بن عمرو سلمانی (۵) حضرت شریح بن حارث قاضی (۶) حضرت حارث اعور ۔(الاصابۃ جلد ا،مقدمۃ التحقیق مفہوماًواختصاراً)

فقہ حنفی کا سرچشمہ یہی مدرسۃ الکوفہ ہے ۔مسائل فقہ حنفی کے زیادہ تر مسائل کی مستدل احادیث کریمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی مرویات میں سے ہیں ۔اس کے برخلاف فقہ شافعی ،فقہ مالکی اور فقہ حنبلی کے زیادہ تر مسائل کا منبع مدرسۃ المدینہ ہے ۔نیز امام شافعی اکثر مسائل میں حضرت عبداللہ ابن عباس کے تابع ہیں جس طرح حضرت امام اعظم اکثر مسائل میں حضرت ابن مسعود کے تابع ۔

یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ صحابہ کرام کی مقدس جماعت میں دو طرح کے حضرات تھے ۔(۱) مجتہد صحابہ کرام (۲) غیر مجتہد صحابہ کرام ۔ لیکن یہ تقسیم تو روز بروز درپیش آنے والے ان مسائل جدیدہ کے اعتبار سے ہے کہ جن کا واضح حکم قرآن وحدیث میں نہیں ہوتا تو وہ صحابہ کرام جنہوں نے بارگاہ نبی ﷺ سے براہ راست علوم اسلامیہ کی تحصیل کی ،رات ودن سفر وحضر میں آقا کی خدمت میں رہ کر تفقہ اور علم تشریعی حاصل فرمایا ،کاروان حیات کے ہنگاموں سے دور رہ کر ''اب تو غنی کے در پہ بستر جما دیئے ہیں'' کا مظہر تاباں بن کر حضور ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے جاری ہونے والے علوم وحکمت کے موتیوں سے اپنے دامنوں کو پُر کرنے میں لگے رہتے ۔آقا کے ہر قول وفعل اور تقریر کو محفوظ کرتے ،آقا نے کسے کیا حکم دیا ،کس کے فعل کو برقرار رکھا ،کس کے قول وفعل پر نکیر فرمائی ،کس موقع اور کن حالات میں کن لوگوں کو کیا حکم دیا؟ کیسے اٹھتے ،کس طرح بیٹھتے ،کس طرح چلتے ،کس انداز میں سوتے ،کیا پسند فرماتے اور کیا ناپسند فرماتے ،کیسے وضو فرماتے ،کیسے نماز ادا فرماتے ،کیا کھاتے ؟اور کیا پیتے ،کیا پہنتے اور کیا اوڑھتے ،کس طرح خرید وفروخت کرتے ،عبادات ،معاملات ،اور حدود وقصاص کے باب میں کیا کہا ،کیا کیا اور کیا برقرار رکھا ۔غرض کہ آقا کی ہر ادا کو یہ اپنے قلب وذہن کی تختی پر محفوظ بھی رکھتے اور ان کی تبلیغ وترسیل بھی کرتے ۔ انہیں سب باتوں کو پیش نظر رکھ کر صحابہ کرام کی یہ مقدس جماعت روز بروز درپیش آنے والے نت نئے مسائل اجتہادیہ میں اپنے اجتہاد کے ذریعہ فیصلہ صادر فرماتی اور اسی کے مطابق حکم شرع بیان فرمادیتی ۔اب رہ گئے وہ صحابہ کرام جو درجۂ اجتہاد پر فائز نہ تھے یہ حضرات ان ہی مجتہد صحابہ کرام کی اتباع کرتے ۔ان مسائل اجتہادیہ میں مذکورہ خصوصیات کے حامل صحابہ کرام کے ذریعہ جاری کردہ احکام پر خود بھی عمل کرتے اور دوسروں کو بھی ان پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ۔ان احکام کو دوسروں تک پہنچانے کی سعی وکوشش کرتے اور ضرورت کے وقت مجتہد صحابہ کرام کے ذریعہ جاری کردہ احکام سے استشہاد بھی کرتے ۔

ان ساری تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام مسائل منصوصہ وواضحہ میں صحابہ کرام کے اقوال وافعال قرآن وحدیث کے عین مطابق ہوتے

اور مسائل اجتہادیہ میں غیر مجتہد صحابہ کے اقوال و افعال مجتہد صحابہ کے اقوال، افعال اور احکام کے مطابق ہوتے۔اسی لئے دور صحابہ کے بعد والے لوگوں کو قرآن و حدیث کی تفہیم، قرآن و حدیث سے مسائل شرعیہ کے استخراج اور ان مصادر سے احکام شرعیہ کے استنباط و استدلال میں صحابہ کرام کے اقوال و افعال کی ضرورت پیش آئی۔خواہ وہ اقوال و افعال مجتہد صحابہ کرام کے ہوں یا غیر مجتہد صحابہ کرام کے۔نیز مجتہد صحابہ کرام کے یہ اقوال، افعال اور احکام اگرچہ صورتاً ان کی طرف منسوب ہیں مگر درحقیقت ان کا مورد و سرچشمہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور احکام، مجتہد صحابہ کرام کے اقوال، افعال اور احکام ہی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ائمہ مجتہدین نے فقہ اسلامی کی ترتیب و تدوین میں اپنے اجتہاد کے ذریعہ جن مسائل کا بھی استنباط کیا انہیں قرآن و حدیث اور آثار صحابہ کے مطابق مانا گیا۔استنباط مسائل میں ان مجتہدین کرام نے قرآن و حدیث کی تفسیر، تشریح، توضیح اور ان کی مراد کی تعیین میں صحابہ کرام کی مقدس جماعت میں سے جس کسی صحابی رسول کے قول و فعل پر اعتماد و استناد کیا اور اس سلسلہ میں جس صحابی رسول کا بھی دامن تھام کر ان کی اقتدا و پیروی کی تو وہ منزل مقصود تک پہونچ گیا۔اسی مفہوم کا پتہ آقا ﷺ کی ایک حدیث سے بھی ملتا ہے کہ ”عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فأوحی الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشئ مماهم علیه من اختلافهم فهو عندی علیٰ هدی“۔ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا جو میرے بعد ہوگا تو مجھے وحی فرمائی گئی کہ اے محمد تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں کہ ان کے بعض بعض سے قوی ہیں اور سب میں نور ہے تو جس نے ان کے اختلاف میں سے کچھ حصہ لیا کہ جس پر وہ ہیں تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔واضح رہے کہ یہاں اختلاف سے مراد اجتہادی علمی عملی یعنی فقہی و شرعی مسائل میں اختلاف ہے۔جو شخص کسی بھی صحابی کے فتوے پر عمل کرے گا نجات پا جائے گا۔لہٰذا ائمہ مجتہدین جیسے حضرت امام اعظم اور امام شافعی وغیرہم صحابہ ہی کے مقلد ہیں۔(مرآۃ المناجیح جلد ۸ صفحہ ۳۴۵، باب مناقب الصحابہ)

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے ظاہر اور اجماع کی رو سے تمام صحابہ مطلقاً عادل و ثقہ ہیں جیسا کہ ملا علی قاری نے فرمایا کہ ”والصحابة کلهم عدول مطلقاً لظواهر الکتاب والسنة واجماع من یعتد به“ (مرقاۃ باب مناقب الصحابة) نیز ان مجتہدین کے بیان کردہ مسائل پر ان کے مقلدین نے جو عمل کیا انہوں نے حق ہی پر عمل کیا اور وہ قرآن و حدیث ہی پر عمل کرنے والے کہلائے۔

حدیث اصحابی کالنجوم: علوم اسلامیہ اور مسائل دینیہ و شرعیہ میں صحابہ کرام کی اسی اہمیت، افادیت، حیثیت اور اُن کی اسی امانت داری کے پیش نظر نبی اکرم ﷺ نے ان کی اقتدا و پیروی کرنے، ان کو بھلائی کے ساتھ یاد کرنے، ان کی شخصیات دینیہ کو ہادی و رہنما ماننے، ان سب کو عادل و ثقہ تسلیم کرنے، ان کی ذوات مقدسہ کو نشانہ تنقید بنا کر اُن کی حیثیت دینیہ کو مجروح نہ کرنے، اُن کو سب وشتم نہ کرنے، انہیں برا نہ کہنے اور انہیں دین کی حجتیں ماننے کا حکم ایسی بہت سی حدیثوں کے ذریعہ آقا کریم ﷺ نے جاری فرمایا جو قرآن پاک کے حکم کے مطابق ہے۔ان میں سے بہت سی حدیثیں وہ ہیں کہ جو محدثین کے معیار و منہج پر درجہ صحت تک پہنچی ہوئی ہیں۔مگر کچھ وہ ہیں کہ جو

ان محدثین کی کسوٹی کے مطابق اصطلاحاً درجۂ صحت تک تو نہیں پہنچتی کہ اُن کی سندوں میں ضعف اوران کے راوی متکلم فیہ ہیں۔مگر انہیں ہر دور کے علمائے ملت اسلامیہ کاقبول عام حاصل رہاہے،ان کے درمیان وہ حدیثیں مشہوربھی رہی ہیں اوراُن کی نقل وکتابت بھی ہوتی رہی ہے۔اہل علم نے اُن پرعمل بھی کیاہے اوراُن سے استناد بھی، بلکہ انہوں نے ان حدیثوں کواپنی کتابوں میں نقل کرنے کے بعد مسائل کا استخراج بھی فرمایاہے۔

صحابہ کرام کی اقتدا واتباع کاحکم دینے والی،انہیں امت کاہادی ورہنما اورمحافظ وپاسبان ماننے کی دعوت دینے والی اور بہت سی صحیح حدیثوں کے مذکورہ مفہوم سے یکسانیت ومتابعت رکھنے والی ایک حدیث پاک یہ بھی ہے جس میں آقا ﷺ نے ارشادفرمایا کہ:'' **اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم** ''یعنی میرے تمام صحابہ ستاروں کے مثل ہیں تم ان میں سے جس کسی کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤ گے۔

حدیث اصحابی کالنجوم کی تخریج: یہ حدیث پاک الفاظ کے اختلاف اورمعانی کی یکسانیت کے ساتھ (۱) حضرت عمر (۲) حضرت عبداللہ بن عمر (۳) حضرت جابر بن عبداللہ (۴) حضرت ابوہریرہ (۵) حضرت انس بن مالک (۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے چھ مقدس صحابہ کرام سے مروی ہے۔جسے مندرجہ ذیل کتابوں میں نقل کیاگیاہے:

ابن عبدالبر کی کتاب جامع بیان العلم،خطیب کی الکفایہ فی علم الروایہ،بیہقی کی المدخل،دیلمی کی فردوس،دیلمی ہی کی مسند،ابن عساکر کی تاریخ دمشق،ابن عدی کی کامل،آجری کی الشریعہ،عبدبن حمید کی مسند،ابن بطہ کی الابانہ،علامہ ابن حجر کی موافقہ اورالامالی،قاضی عیاض کی الشفاء(جلد ۳ صفحہ ۴۲۵ مطبوعہ برکات رضاپوربندرگجرات)۔ان کے علاوہ متقدمین ومتاخرین کی اوربھی بہت سی کتابوں میں یہ حدیث پاک نقل کی گئی ہے۔

حدیث اصحابی کالنجوم کی سندیں: جیساکہ مذکورہوا کہ یہ حدیث پاک مندرجہ بالا کتابوں میں چھ صحابہ کرام کے حوالہ سے منقول ہے۔جسے مذکورہ بالا ائمہ نے اپنی مختلف سندوں سے اپنی کتابوں میں درج کیاہے۔اب ہم ہرایک صحابی کی مروی اس حدیث پاک کی سندوں پراجمالی گفتگو کریں گے۔

(۱) حدیث عبداللہ بن عمر کی سند: حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی اس حدیث پاک کوعبدبن حمید نے اپنی مسند میں،انہیں کی سند سے علامہ ابن حجر نے **الامالی المطلقہ** اور **موافقۃ الخبر الخبر** میں احمدابن یونس کے حوالہ سے اورابن بطہ نے **الابانۃ الکبریٰ** میں موسیٰ بن اسحاق انواری کے حوالہ سے یہ حدیث پاک نقل کی ہے۔پھرآجوری نے شریعہ میں،ابن عدی نے کامل میں،ابوالفضل زہری نے اپنی کتاب''**حدیثہ**''میں''ابن بطہ نے **الابانۃ الکبریٰ** میں عمروبن عثمان کلابی سے۔پھرابن یونس اورکلابی نے ابوشہاب الحناط سے اورابن عدی نے کامل میں غسان بن عبید سے پھرابوشہاب اورغسان بن عبید نے حمزہ بن ابی حمزہ الجزری النصیبی سے،انہوں نے نافع سے اورانہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاًیہ حدیث روایت کی۔اس طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کی مندرجہ ذیل سندیں ہوئیں۔

(۱) عبد بن حمید نے احمد بن یونس سے انہوں نے ابوشہاب سے انہوں نے حمزہ ابن ابی حمزہ جزری نصیبی سے انہوں نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

(۲) آجری وابن عدی وابوالفضل الزہری وابن بطہ نے عمرو بن عثمان کلابی سے انہوں نے ابوشہاب سے انہوں نے حمزہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے۔

(۳) ابن عدی نے کامل میں غسان بن عبید سے انہوں نے حمزہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے۔

نوٹ: ان سندوں میں سے عمر بن عثمان کلابی عن ابی شہاب والی روایت عن احمد یونس والی روایت سے عالی ہے۔

مذکورہ بالا سندوں سے مروی اس حدیث کا دارومدار حمزہ بن ابی حمزہ جزری پر ہے جنہیں متروک الحدیث، متہم بالوضع کہا گیا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے انہیں مطروح الحدیث، ابن معین نے "لیس یساوی فلساً" اور امام بخاری نے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ نافع سے اس حدیث کی روایت میں یہ تنہا ہیں جسے ان کے علاوہ کسی نے بھی نافع سے روایت نہیں کیا۔

(۲) حدیث جابر بن عبداللہ کی سندیں: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث دو سندوں سے مروی ہے۔

(۱) دارقطنی نے فضائل الصحابہ اور المؤتلف والمختلف میں اور انہیں کی سند سے ابن حزم نے احکام میں، ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم وفضلہ میں، ابن مندہ نے فوائد میں، ابن حجر نے امالی اور موافقہ میں اور ابوطاہر سلفی نے المشیخۃ البغدادیۃ میں سلام بن سلیمان سے، انہوں نے حارث بن غصین سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابوسفیان سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے یہ حدیث مرفوعاً روایت کی۔

اس سند کا مدار حارث بن غصین پر ہے۔

(۲) دارقطنی نے غرائب مالک میں جمیل بن یزید سے انہوں نے مالک بن انس سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً یہ حدیث روایت کی۔

(۱) اس حدیث کی پہلی سند کے راوی سلام بن سلیمان کی کچھ ائمہ نے تضعیف فرمائی ہے۔ اور ان کی کچھ احادیث میں منکر حدیثیں بتائی گئی ہیں۔ چنانچہ ابوحاتم نے انہیں "لیس بالقوی"، عقیلی نے "فی حدیثہ عن الثقات مناکیر"، ابن عدی نے ھو عندی منکر الحدیث بتایا ہے۔ ان کے شیخ حارث بن غصین کا ذکر امام بخاری نے تاریخ کبیر میں کیا مگر ان کے سلسلہ میں نہ کوئی جرح ذکر کی اور نہ ہی تعدیل، ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔ مگر ابن عبدالبر اور علائی نے ان پر مطلقاً مجہول ہونے کا حکم لگایا ہے۔ البتہ زرکشی نے مجہول الحال کا مقید حکم لگایا۔ علائی نے کہا کہ میں نے ان کے ذکر میں نہ توثیق پائی نہ جرح۔ زرکشی نے کہا کہ میں ان کے ذکر میں سے کچھ نہیں جانتا۔ البتہ ابن حجر نے فرمایا کہ ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے سلام بن سلیمان کی مذکورہ سند سے مروی اس حدیث کی تضعیف فرمائی۔ چنانچہ ابن عبدالبر نے کہا "ھذا اسناد لاتقوم بہ حجۃ لان الحارث بن غصین مجھول"۔

یہ حدیث جتنی بھی سندوں سے مذکور ہوئی ان میں سب سے عالی سند یہی ہے۔ اب رہا ابن عبدالبر، ابن حزم اور علائی کا حارث پر مجہول

ہونے کا طعن تو علامہ ابن حجر نے اسے یوں ردّ فرمادیا کہ عام ائمہ جرح وتعدیل سے ان کے سلسلہ میں جرح وطعن مذکور نہ ہوا۔سوائے ان تینوں حضرات کے جب کہ اس کے برعکس ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ان سے حسین بن علی جعفی نے روایت لی ہے لہٰذا اب ان سے روایت لینے والے حضرات کی تعداد دو ہوگئی۔اب ان کی توثیق کی جائے گی اور انہیں مجہول نہ کہا جائے گا۔(مفہوماً واختصاراً)

حارث سے روایت لینے والے سلام بن سلیمان کہ جن پر عقیلی، ابن عدی، ابوحاتم اور ابن حزم نے کلام کیا ہے تو اس کے رد کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ امام نسائی نے اپنے بعض مشائخ سے ان کی توثیق نقل کی ہے۔اس کے علاوہ صحیح سند سے مروی حضرت عبداللہ ابن عباس کی اُس حدیث سے اس کا شاہد بھی موجود ہے۔جس سے اس حدیث کے مفہوم ومعنیٰ کی تائید ہوتی ہے کہ جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا جس کے الفاظ یہ ہیں:''النجوم امان لاهل السماء والاصحابی امان لامة۔'' پہلی حدیث میں صحابہ کو نجوم سے تشبیہ دی گئی اور دوسری میں نجوم وصحابہ کا اطلاق یکساں طور پر کیا گیا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صحابہ کو نجوم سے تشبیہ دینا صحیح ہے۔پھر چونکہ سمندر کی گھٹاٹوپ اندھیریوں اور سمندر کی ہولناک لہروں کے درمیان سمندری سفر میں ستاروں سے ہی رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔اسی طرح صحابہ کرام کے زریں دور گزر جانے کے بعد جب دین میں نت نئے فتنے جنم لینے لگیں تو فتنوں، بدعتوں، بدعقیدگیوں سے بھرپور اور سنتوں کو مٹانے والے تیرہ وتاریک اس دور میں صحابہ کرام کے اقوال، افعال اور احکام سے روشنی، ہدایت اور رہنمائی حاصل کی جائے گی۔اھتداء یعنی ہدایت حاصل کرنا یا اقتدا کی فرع ہے کیونکہ بنا اقتدا کے یہ رہنمائی ممکن ومتصور نہیں (ماخوذ مرقاۃ باب مناقب الصحابہ)۔لہٰذا مذکورہ تشریح کے مطابق حدیث اصحابی کالنجوم کے مفہوم کی تائید حدیث مسلم سے بجا طور پر ہو رہی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ علامہ ابن حجر نے اگرچہ اولاً اس سند سے مروی اس حدیث کو''ضعیف واہ''یعنی یہ حدیث ضعیف واہی ہے کہا اور ساتھ ہی ابن حزم کا قول''موضوع باطل''نقل کیا مگر پھر استدراک کے طور پر امام بیہقی کا مذکورہ قول کہ حدیث سے اس کے معنیٰ کی تائید ہوتی ہے، نقل فرما کر جہاں ابن حزم کے قول''موضوع باطل'' کا صریح ردّ فرمایا وہیں اصحابی کالنجوم کی توثیق بھی فرمادی۔اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ سند سے مروی یہ حدیث ضعیف سے ترقی کرکے حسن کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔

(۲)اس حدیث کی دوسری سند جو جمیل بن یزید عن مالک بن انس ہے اس کے سلسلہ میں کہا گیا کہ اس کی اسناد میں مجہول راوی ہیں۔ جن کی وجہ سے اس حدیث کی تضعیف کی جائے گی۔دارقطنی نے اس کی تخریج کے بعد کہا کہ یہ مالک سے ثابت نہیں ہے اور اس کو مالک سے روایت کرنے والے راوی مجہول ہیں۔ابن ملقن نے کہا:اس جمیل کو میں نہیں پہچانتا۔حالانکہ مذکورہ طعن سے کوئی شدید حکم نہیں لگتا اور پھر یہ کہ ان کے راویوں سے الزام جہالت کو بھی رفع کر دیا گیا ہے۔

(۳)حدیث ابوہریرہ کی سندیں: اس حدیث کو قضاعی نے مسند شہاب میں جعفر بن عبدالواحد ہاشمی سے اور انہوں نے وہاب بن جریر بن حازم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔اس حدیث کا دارومدار جعفر بن عبدالواحد ہاشمی پر ہے اور وہ اسے اس سند سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ابن حبان نے ان کے بارے میں کہا کہ''یہ

ان لوگوں میں سے ہیں جو حدیث سرقہ کرتے ہیں اور حدیثوں میں الٹ پھیر کر دیتے ہیں چنانچہ یہ حدیث کے اس متن صحیح کو جو اپنی کسی ایک سند سے مشہور ہے اسے دوسری سند سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ان کی یہ کاریگری محسوس نہیں ہو پاتی اور یہ اپنی روایت میں ''حدثنا'' نہیں کہتے بلکہ ''قال لنا فلاں بن فلاں'' کہتے ہیں''۔ ذہبی نے اس حدیث کو ذکر کرکے جعفر بن عبدالواحد کے حالات کے ضمن میں کہا کہ ''یہ حدیث جعفر کی بلاؤں میں سے ہے''۔ زیلعی نے جعفر بن عبدالواحد کی وجہ سے اس حدیث کو معلول قرار دیا۔ ابن حجر نے کہا کہ ''اس کی اسناد میں جعفر بن عبدالواحد ہے اور وہ کذاب ہے''۔ حالانکہ آگے اس بات کی وضاحت آرہی ہے کہ علامہ ابن حجر سے جعفر کی توثیق منقول ہے۔

(۴) **حدیث عمر بن خطاب کی سندیں:** دارمی نے اس حدیث کو علل میں، ابن عدی نے کامل میں، ابن بطہ نے ابانہ میں، ابوذر حربی نے کتاب السنہ میں، بیہقی نے مدخل میں، خطیب بغدادی نے فقیہ اور کفایہ میں، نظام الملک نے امالی میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں، ابن حجر نے موافقہ میں اور ابوطاہر سلفی نے مشیخہ میں، نعیم بن حماد سے انہوں نے عبدالرحیم بن زید عمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً اس حدیث کا شاہد روایت کیا۔ اس حدیث کے راوی نعیم بن حماد کو حدیث کا امام کہا جاتا ہے۔ البتہ عبدالرحیم بن زید کے بارے میں ابن معین اور امام بخاری نے ''ترکوہ'' اور ابوداؤد نے ''لا یکتب حدیثہ'' اور ابو حاتم نے ''ترک حدیثہ'' فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث میں اضطراب کا بھی قول کیا گیا ہے۔ اس اضطراب کی وجہ ائمہ نے یہ ذکر کی ہے کہ عبدالرحیم کے والد زید عمی کبھی تو یہ حدیث سعید بن مسیب عن عمر روایت کرتے ہیں اور کبھی عن سعید عن ابن عمر اور کبھی بغیر سعید بن مسیب کے عن ابن عمر روایت کرتے ہیں اسی وجہ سے ابوبکر بن بزار نے کہا کہ یہ کلام نبی اکرم ﷺ سے درجۂ صحت کو نہیں پہنچتا۔ آگے آئے گا کہ جب اس حدیث کا دارومدار صرف عبدالرحیم پر نہیں اور پھر اس کا شاہد اور متابع بھی ہے تو اس سند پر وارد یہ کلام حدیث کی اصل ہونے پر اثر انداز نہ ہوگا۔

(۵) **حدیث انس کی اسناد:** اس حدیث کو ابن ابی عمر نے اپنی مسند میں اور ابن حجر نے موافقہ میں سلام طویل سے انہوں نے زید عمی سے انہوں یزید رقاشی سے انہوں نے انس بن مالک سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ''**مثل اصحابی فی امتی مثل النجوم یھتدون بھا، اذا غابت تحیروا**'' یعنی میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی طرح ہے کہ جن سے لوگ رہنمائی حاصل کرتے ہیں مگر جب یہ چھپ جاتے ہیں تو لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔ اس حدیث کو سلام نے زید عمی کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ ان کے بارے میں ابن حجر نے فرمایا کہ اس کی اسناد میں تین ضعیف راوی ہیں۔ سلام، زید اور یزید۔ ان تینوں میں سب سے شدید ضعف سلام میں ہے۔ ابن حجر نے ان پر ''واہ'' کا حکم لگایا۔ بوصیری نے اس سند کو یزید رقاشی اور زید عمی کی وجہ سے ضعیف قرار دیا۔

(۶) **حدیث عبداللہ ابن عباس کی اسناد:** یہ حدیث دو سندوں سے مروی ہے۔

(۱) ابو عباس اصم نے اپنی کتاب ''حدیثہ'' اور بیہقی نے انہیں کی سند سے مدخل میں، خطیب نے کفایہ میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں، نصر بن ابراہیم نے تحریم میں، سلیمان بن ابی کریمہ سے نیز یحییٰ بن سلام نے ''تفسیرہ'' میں ابوذر حربی نے کتاب السنہ میں، مندل بن علی

کی سند سے، نیز بیہقی نے مدخل میں ابو ذرعہ کی سند سے، انہوں نے ابراہیم بن موسیٰ سے، انہوں نے یزید بن ھارون سے روایت کیا۔ ابن ابی کریمہ، مندل اور یزید بن ھارون تینوں نے متفقہ طور پر جو یبر سے روایت کیا۔ پھر اس سے اگلے راوی میں یہ تینوں مختلف ہو گئے۔ چنانچہ ابن ابی کریمہ نے جو یبر سے انہوں نے ضحاک سے اور انہوں نے ابن عباس سے۔ اس کے برخلاف مندل نے جو یبر سے اور جو یبر نے ضحاک سے اور انہوں نے مرسلا رسول پاک سے۔ اس کے برعکس جو یبر نے جواب بن عبید اللہ سے انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے۔

(۲) ابن بطہ نے ابانہ میں موسیٰ بن اسحاق الانواری سے، انہوں نے احمد ابن یونس سے، انہوں نے ابوشہاب سے، انہوں نے اور ابن بطہ نے حمزہ سے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً یہ حدیث روایت کی ہے۔

اس حدیث کی پہلی سند کا دارومدار ''جو یبر'' پر ہے جن کے سلسلہ میں متروک الحدیث ،متفق علی ضعفه جیسے کلمات وارد ہوئے اس کے علاوہ اس کی بعض سندوں میں ارسال بھی ہے۔

خلاصہ: حدیث پاک اصحابی کالنجوم کے سلسلہ میں مذکورہ بالا گفتگو سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ائمہ نے اس کی سندوں پر ضعف کا حکم لگایا ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل نے ''لایصح هذا الحدیث''، امام بیہقی نے ''هذا حدیث متنه مشهور و اسانیده ضعیفة لم یثبت فی هذا الاسناد''، علائی نے ''لم یخرج فی الکتب السنة و لا فی المسانید الکبار و قد روی من طرق فی کلها مقال''، ابن کثیر نے ''لا یصح شی منها'' اور ابن ملقن نے ''هذا الحدیث غریب لم یروه احد من اصحاب الکتب المعتمد و له طرق'' جیسے تبصرے کر کے اس کی تضعیف فرمائی ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان ائمہ کرام کے نزدیک یہ حدیث مذکورہ بالا سندوں کی وجہ سے ضعیف ہے۔

اگرچہ حدیث اصحابی کالنجوم مذکورہ بالا سندوں کے اعتبار سے ضعیف قرار دی گئی ہے مگر ان تمام سندوں کے ضعیف ہونے کے باوجود ائمہ نے شاہد کے طور پر اس کی مؤید کچھ ایسی حدیثیں نقل فرمائی ہیں کہ جن سے اس حدیث کے معنی کی تائید بھی ہوتی ہے، متابعت بھی ہوتی ہے، اور ان احادیث صحیحہ سے اصحابی کالنجوم کے معنی و مفہوم کو تقویت بھی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اس حدیث کی متابعت میں شاہد کے طور پر وہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ جس کی سند حسن مقبول ہے۔ اور جس سے اصحابی کالنجوم کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ حضرت قاضی عیاض خود ایک ناقد اور جرح و تعدیل کے اماموں میں سے ہیں جو راویان حدیث پر گہری نظر رکھتے ہیں لہٰذا ان کا کسی حدیث کو نقل کرنا ہی اس بات کی علامت ہے کہ ان کے پاس ضرور کوئی ایسی سند رہی ہے کہ جو ان کے نزدیک ثابت و بے غبار ہے۔ اسی وجہ سے قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے صیغۂ جزم کے ساتھ اس حسن مقبول حدیث سے متصلاً ''اصحابی کالنجوم'' کو اپنی کتاب شفاء میں نقل فرمایا ہے کہ حدثنا القاضی ابو علی، حدثنا ابو الحسین و ابو الفضل قالا حدثنا ابو یعلیٰ، حدثنا ابو علی السنجی، حدثنا محمد بن محبوب، حدثنا الترمذی، حدثنا الحسن بن الصباح، حدثنا سفیان بن عیینه عن زائده عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن حذیفه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر، وقال اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم (الشفاء، القسم الثانی فی ما یجب اللانام من

حقوقه ،الباب الثالث فی تعظیم امرہ،نسیم الریاض جلد ۳ص ۴۲۳ / ۴۲۴ مطبوعہ مرکز اہلسنت برکات رضاپور بندر گجرات) ترجمہ: ہم سے حدیث بیان کی قاضی ابوعلی نے ان سے ابوالحسین اور ابوالفضل نے ان سے ابویعلیٰ نے ان سے ابوعلی نے ان سے محمد بن محبوب نے ان سے ترمذی نے ان سے حسن بن صباح نے ان سے سفیان بن عیینہ نے ۔وہ روایت کرتے ہیں زائدہ سے وہ عبدالملک بن عمیر سے وہ ربعی بن جراش سے اور وہ حضرت حذیفہ ابن یمانی سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا اور فرمایا کہ میرے سارے صحابہ ستاروں کے طرح ہیں ان میں سے تم جس کسی کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤ گے ۔

اس حدیث کے تمام رجال ثقہ ہیں ۔ چنانچہ قاضی ابوعلی کے بارے میں امام ذہبی نے فرمایا کہ ان کی حدیث متن وسند کے لحاظ سے حسن ہوتی ہے ۔اس کے دوسرے راوی ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار کے سلسلہ میں علامہ ابن حجر اور امام ذہبی نے فرمایا کہ یہ ثقہ سند ہیں ۔ اس کے تیسرے راوی ابوالفضل بن حسن بغدادی کو یحیٰ بن معین اور امام ذہبی نے ثقہ حافظ فرمایا۔اس کے چوتھے راوی ابویعلی بن احمد بغدادی کو خطیب بغدادی نے حدیث میں حسن بتایا۔اس کے پانچویں راوی ابوعلی السنجی کو خطیب بغدادی نے شیخ کبیر اور ثقہ بتایا۔اس کے چھٹے راوی محمد بن محبوب یہ امام ترمذی کے شاگرد ہیں جنہیں امام حاکم اور امام ذہبی نے ثقہ حافظ قرار دیا۔اس کے ساتویں راوی حضرت امام ترمذی ہیں جن کے حفظ وثقاہت میں کسی کو شک نہیں ۔اس کے آٹھویں راوی حسن بن صباح واسطی ہیں جنہیں امام احمد نے ثقہ، سنت کا پیروکار اور ابوحاکم وابن حجر نے صدوق بتایا۔اس کے نویں راوی سفیان بن عیینہ ہیں جو ائمہ حدیث میں ایک مشہور امام اور ثقہ ہیں ۔اس کے دسویں راوی زائدہ بن قدامہ ثقفی ہیں جنہیں ابوحاتم ،امام نسائی اور امام حجر ثقہ بتاتے ہیں ۔گیارہویں راوی عبدالملک بن عمیر ہیں امام ذہبی ،ابوحاکم اور ابن حجر نے جن کی توثیق فرمائی ہے ۔اس کے بارہویں راوی ربعی بن جراش ہیں جنہیں ابن سعد، ذہبی اور ابن حجر نے ثقہ بتایا ہے ۔ یہ حدیث آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت حذیفہ نے روایت فرمائی جو صحابی رسول ہیں اور تمام صحابہ کرام عادل وثقہ ہیں ۔ان میں سے کسی کی عدالت وثقاہت پر شک کرنا ہی نقص ایمان کی علامت ہے ۔

قاضی عیاض کی نقل کردہ اس حدیث کے تحت ملا علی قاری امام حلبی کے اس تبصرہ پر کہ قاضی عیاض کو صیغۂ جزم کے ساتھ اسے نقل نہیں کرنا چاہیے تھا، اس پر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ قاضی عیاض کے نزدیک کسی صحیح سند سے یہ ثابت ہو یا اس اصول کے پیش نظر کہ کثرت طرق کی وجہ سے ضعیف حدیث حسن کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے ۔اس وجہ سے انہوں نے اس کے حسن ہونے پر اعتماد کیا ہو ۔نسیم الریاض میں علامہ خفاجی نے اس حدیث کے تحت فرمایا کہ ’’فلو قال انه بمعنی حدیث الذی قبله وھو حدیث صحیح یعمل به ولذا ساقه بعده کالمتابعة له ولذا جزم به کان اقویٰ واحسن ‘‘یعنی صیغۂ جزم کے ساتھ نقل کرنے کی وجہ یہ بیان کی جائے کہ اصحابی کالنجوم اس حدیث کے ہم معنی ہے جس کو قاضی عیاض نے اس سے پہلے اتصال کے ساتھ نقل فرمایا اور چونکہ یہ حدیث، حدیث صحیح ہے جس پر عمل کیا جاتا ہے اسی وجہ سے حضرت قاضی عیاض اصحابی کالنجوم کو اس حدیث صحیح کے بعد اس کے شاہد اور متابع کے طور پر لیکر آئے ۔اسی وجہ سے انہوں نے جزم کے ساتھ اسے نقل فرمایا۔(نسیم الریاض مع الشفاء ومع شرح الشفاء لملا علی قاری مطبوعہ پوربندر، گجرات جلد ۳ صفحہ

۴۲۳-۴۲۴)

متقدمین ومتاخرین علمائے ملت اسلامیہ کے درمیان یہ حدیث پاک مشہور ومقبول رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ کرام نے اس حدیث پر احکام اور فضائل میں اعتماد بھی کیا اور اس کی تصحیح بھی فرمائی۔ چنانچہ قاضی ابویعلیٰ نے فرمایا کہ امام احمد بن حنبل اس سے احتجاج فرماتے تھے اور فضائل صحابہ میں اس پر اعتماد کرتے تھے۔ اسی طرح امام عثمان دارمی نے بھی اس پر اعتماد کیا ہے۔ فقہاء اور ائمہ اصول نے اس حدیث پاک سے اپنی کتابوں میں استشہاد کیا ہے۔

☆ امام سرخسی نے مبسوط کی ادب قاضی کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ قاضی کے لئے ضروری ہے کہ اس کے سامنے جب کوئی مقدمہ پیش ہو تو سب سے پہلے وہ کتاب اللہ سے، اگر اس میں نہ پائے تو حدیث پاک سے اور اگر اس میں بھی اس کی نظر اس مقدمہ کا حل تلاش نہ کر پائے تو صحابہ کرام کے اقوال پر نظر کرے۔ لہٰذا صحابہ کرام میں سے کسی کا قول جب مل جائے تو اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اسے قیاس پر مقدم کرے کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم"۔

☆ مسجی نے صحابی کی تقلید کی سلسلہ میں اپنی کتاب "اللباب" میں فرمایا کہ ہمارے بعض اصحاب کا یہ قول ہے کہ صحابی کی تقلید واجب ہے خواہ وہ قیاس کے موافق ہو یا مخالف۔ یہ قول ابوسعید برزعی اور ان کے متبعین کا ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ میں دلیل بنایا ہے اللہ کے رسول ﷺ کے ارشاد گرامی "اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر" اور "اصحابی کالنجوم" کو۔

☆ امام نفراوی مالکی نے کہا کہ صاحب جوہرہ کا قول ہے کہ اسلاف میں سے صالحین کی اتباع کریں کیونکہ ہر مکلف اس بات کا مامور ہے کہ وہ اپنے عقائد، اپنے اقوال، اپنے احوال اور اپنی حیات میں صالحین کی جماعت کا اتباع کرے۔ کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے "علیکم بسنتی الخ" اور "اصحابی کالنجوم"۔

☆ امام ماوردی شافعی نے "الحاوی الکبیر" میں فرمایا کہ بعض محدثین نے صحابہ کرام ہی کی تقلید کو جائز قرار دیا ہے، تابعین کی نہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے قول اصحابی کالنجوم الخ کی وجہ سے۔

☆ ابن قدامہ حنبلی نے ایک مسئلہ کے سلسلہ میں مغنی میں اصحابی کالنجوم سے استناد کیا۔ (مقدمۃ المحقق من الصحابہ کالنجوم صفحہ ۱۱ تا ۱۳)

☆ حضرت ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں اس حدیث پاک سے اسناد کرتے ہوئے فرمایا کہ "ولذلک ذھب جمھور العلماء الی أن الصحابة رضی اللہ عنھم عدول قبل فتنة عثمان و کذا بعدھا۔ ولقولہ علیہ الصلاۃ والسلام: أصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم۔" یعنی (اسی مذکورہ بالا حدیث کہ جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو رک جاؤ) کی وجہ سے جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں برپا ہونے والی بغاوت سے پہلے یا اس واقعہ کے بعد، بہر حال ہر دور میں تمام صحابہ عادل ہیں۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میرے تمام صحابہ ستاروں کے مثل ہیں کہ ان میں سے تم جس کی اقتدا کرو ہدایت پا جاؤ گے۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ دارالایمان)

حدیث ضعیف کی تقویت کے اسباب: یہ بات مشہور و معروف ہے کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال، مناقب، استحباب، احتیاط کے مقامات اور احکام کراہت میں مقبول و معتبر ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی اسباب ہیں جن کی وجہ سے حدیث ضعیف میں تقویت پیدا ہو جاتی ہے حتیٰ کہ یہ احکام والی حدیث کی بھی ناسخ بن جاتی ہے۔ ان میں سے چند اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) **تلقی بالقبول:** وہ حدیث ضعیف جسے امت کے متقدمین و متاخرین علما و ائمہ نے قبول کرلیا ہو تو ایسی حدیث تلقی بالقبول کہلاتی ہے۔ جس کے بعد وہ قابل عمل ہو جاتی ہے۔ علامہ سخاوی شرح الفیہ میں فرماتے ہیں کہ: ''**اذا تلقت الامت الضعیف بالقبول یعمل به الصحیح حتی انه ینزل منزلة المتواتر فی انه ینسخ المقطوع به و لهذا قال الشافعی رحمة اللہ تعالیٰ فی حدیث ''لا وصية لوارث'' انه لا یثبت اهل العلم بالحدیث و لکن العامة تلقته بالقبول و عملوا به حتی جعلوه ناسخا لاية الوصية لوارث**''۔ ترجمہ: جب حدیث ضعیف کو امت قبول کرلے تو صحیح یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ یقینی اور قطعی حدیث کو منسوخ کرنے میں متواتر حدیث کے رتبہ میں سمجھی جائے گی اور اسی وجہ سے امام شافعی نے حدیث ''لا وصية لوارث'' کے بارے میں یہ فرمایا کہ اس حدیث کو محدثین ثابت نہیں کہتے لیکن ائمہ علماء نے اس کو قبول کرلیا اور اس پر عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ حدیث وارث کے حق میں وصیت کا حکم دینے والی آیت '' كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ الآية'' (مفہوم آیت: تم پر فرض کیا گیا کہ جب تم میں سے کسی کا موت کا وقت قریب آئے اور اگر اس نے کچھ مال چھوڑا ہو تو وہ والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کرے)۔ کی ناسخ بن گئی۔

(۲) **تعامل:** کوئی حدیث سند کے اعتبار سے کتنی بھی مضبوط و قوی کیوں نہ ہو اگر امت کا عمل اُس پر نہیں ہے تو اس کی حجیت قطعی نہیں رہتی نسخ کے احتمال کی وجہ سے۔ اسی وجہ سے محدثین کرام حدیث کی حجیت پر اس کے معمول بہ ہونے کا بھی اعتبار کرتے ہیں چنانچہ وکیع نے اسمٰعیل بن ابراہیم مہاجر سے نقل کیا کہ حفظ حدیث میں اس کے عمل سے بھی مدد لی جاتی تھی۔ (تاریخ ابی زرعہ الدمشقی) امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ''التعقبات علی الموضوعات'' میں فرماتے ہیں: اہل علم کے قول اور تعامل کے ساتھ حدیث ضعیف ضعف سے نکل کر صحیح اور قابل عمل ہو جاتی ہے۔ اگر چہ اس کی سند لائق اعتماد نہ ہو۔ بہت سے اہل علم کا یہ قول ہے۔

(۳) **تعدد اسناد:** ضعیف حدیث متعدد سندوں سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔

(۴) **مجتہد کا استدلال:** علامہ شامی فرماتے ہیں کہ مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرلے تو اس کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ ''تحریر'' میں امام ابن ہمام نے تحقیق فرمائی ہے۔ (ردالمحتار جلد ۴ صفحہ ا مطبوعہ استانبول)

(۵) **اہل علم کا عمل:** علماء و صلحا کے عمل سے بھی حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ امام حاکم نیشاپوری صلوٰۃ التسبیح کی صحت پر استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ جس چیز سے اس حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ تبع تابعین سے لے کر ہمارے اس دور تک تمام ائمہ اس پر ہمیشگی کے ساتھ عمل کرتے رہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ جن میں عبد اللہ ابن مبارک بھی ہیں۔

(۶) **کشف:** اہل کشف کا کشف بھی ضعیف حدیث کوصحت کے درجے میں پہنچا دیتا ہے۔جیسا کہ شیخ ابن عربی کا یہ واقعہ کہ انہیں یہ روایت پہنچی کہ جوستر ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھ لےتو اس کی اور جس کو ان کا ثواب بخشا گیا اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے۔آپ اس حدیث کوضعیف سمجھتے تھے۔آپ کے پاس اتنے کلمے پڑھے ہوئے تھے۔ایک دعوت میں پہنچے،ایک نوجوان اچانک رونے لگا۔معلوم کرنے پر بتایا کہ میری والدہ قبر کے عذاب میں مبتلا ہیں۔شیخ ابن عربی نے دل ہی دل میں ستر ہزار کلمۂ طیبہ کا ثواب اُس کی ماں کو بخش دیا تو وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا کہ میری والدہ اب اچھی حالت میں ہیں۔شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کی صحت کو اس جوان کے کشف سے اور اس جوان کے کشف کی صحت کو اس حدیث کی صحت سے جان لیا۔(مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۹۸ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۷) **اہل علم کا اتفاق:** جس حدیث کے مفہوم و مدلول پر علماء کا اتفاق ہو جائے تو وہ بھی حدیث مقبول ہو جاتی ہے۔علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جس حدیث کے مدلول پر علماء متفق ہوں وہ حدیث مقبول ہوتی ہے اور اس کے تقاضہ پر عمل کرنا واجب ہے۔ائمہ اصول نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔(النکت علی کتاب ابن الصلاح جلد ا صفحہ ۴۹۴ مطبوعہ احیاء التراث)

(۸) **صرف حدیث ضعیف میسر ہو:** علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ جب کسی باب میں حدیث ضعیف کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ ہو تو امام اسحاق علیہ الرحمہ نے حدیث ضعیف سے استدلال کیا ہے۔امام ابوداؤد نے اس کی اتباع کی ہے۔امام ابوحنیفہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔(فتح المغیث،جلد ا صفحہ ۲۳۳ مطبوعہ دارالامام)

یہ اور ان کے علاوہ کچھ اور اسباب ہیں جن کی وجہ سے حدیث ضعیف ضعف سے نکل کر حسن بلکہ صحیح تک ترقی کر جاتی ہے۔لہٰذا کسی حدیث کی سند کے سلسلہ میں ائمہ جرح وتعدیل کلام،طعن اور جرح کر کے اس کے ضعف کو سنداً ثابت بھی کر دیں تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث قابل عمل نہ رہی یا یہ کہ وہ موضوع ہوگئی۔اس لئے کہ حدیث صحیح اور موضوع کے درمیان بہت سے درجے ہوتے ہیں۔

غیر مقلدین اور احادیث ضعیفہ: غیر مقلدین اس سلسلہ میں بہت متشدد واقع ہوئے ہیں۔اگر انہوں نے علمائے جرح وتعدیل میں سے کسی کا ایک جملہ بھی کسی درجہ کی بھی کتاب یا کتیبہ میں پڑھ لیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے تو ان کی باچھیں اس طرح کھل جاتی ہیں جیسے کہ کوئی بہت بڑا میدان مار لیا ہو۔لہٰذا اسی خوشی میں مدہوش ہو کر بغیر کسی تحقیق وتفتیش کے وہ اس کو باطل،موضوع اور جھوٹی قرار دے دیتے ہیں۔خواہ وہ حدیث ضعیف فضائل اعمال یا مناقب ہی سے متعلق کیوں نہ ہو۔یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدین نے صحابہ کرام کی فضیلت اور اُن کو اپنا ہادی و رہنما ماننے کی دعوت پر مشتمل اس حدیث پاک اصحابی کالنجوم کا بھی شدومد کے ساتھ ردّ کرنا شروع کر دیا۔ابن حزم اور البانی کے علاوہ کسی نے بھی اس حدیث کو موضوع قرار نہ دیا بلکہ اگر کسی کا کوئی کلام موجود ہے بھی تو اس کا تعلق صرف اس کے ضعف سے ہے۔انہیں دونوں کی اتباع کرتے ہوئے موجودہ زمانے کے غیر مقلدین وہابیوں نے بھی اس حدیث پاک کو موضوع قرار دے ڈالا۔

چونکہ آج ہماری نئی نسل کے علماء زیادہ تر انٹرنیٹ وغیرہ پر اپ لوڈ کتابوں کے پڑھنے کا رجحان رکھتے ہیں۔یا خوبصورتی کے ساتھ چھپی ہوئی اُن کتابوں کا کہ جو زیادہ تر وہابیہ کے مکتبوں سے ان کے غیر مقلد محققین کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو رہی ہیں۔وہ اپنے محقق نسخوں میں تحقیق

کے نام پر ایسی حدیثوں کو کہ جن کی سندوں کے سلسلہ میں اکابر ائمہ کے بہت سہل اور ہلکے الفاظ سے جرح وطعن اور کلام وارد ہوا ہے۔خواہ اسے دوسرے ائمہ نے رد ہی کیوں نہ کر دیا ہو۔اُن کا سہارا لے کر انہیں باطل،موضوع اور مکذوب کہہ کر خاصا رڈ کرنے پر اپنی پوری تحقیق کا زور صرف کر دیتے ہیں۔ان کی اس تحقیق سے دھوکا کھا کر فضائل ومناقب میں وارد ایسی احادیث کریمہ پر وہابیہ کے علاوہ اب ہمارے اپنے کچھ جدید فکر رکھنے والے علماء بھی کلام کرنے لگے ہیں۔

الصحابة نجوم الاھتداء کا سبب تالیف

تحقیق کے نام پر ان وہابی محققین نے جن احادیث کریمہ کو تختۂ مشق بنایا ہے ان میں سے ایک حدیث پاک یہی ''اصحابی کالنجوم'' بھی ہے۔جسے دیگر ائمہ کے ساتھ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ'' میں نقل فرمایا ہے۔اس کو پروفیسر طٰہٰ عبد الرؤف کی تحقیق،تخریج اور تعلیق وتحشیہ کے ساتھ سلفی ذہن وفکر رکھنے والے مکتبوں نے از سر نو شائع کر کے انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ پوری دنیا میں عام کیا ہے۔اس حدیث کے اوپر مذکورہ پروفیسر نے سلفیوں،وہابیوں اور ابن حزم کی اتباع میں جو حاشیہ لگایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث اصحابی کالنجوم موضوع ہے۔پھر اس کے موضوع ہونے پر دلیل کے طور پر امام ذہبی کی اُس گفتگو کا حوالہ دیا کہ جو میزان میں جعفر بن عبد الواحد ہاشمی کے حالات کے تحت درج ہے۔اس کے ساتھ ہی امام دارقطنی کے حوالے سے ''یضع الحدیث'' (وہ حدیث گڑھتا ہے) نقل کیا۔ابو زرعہ کا یہ قول بھی نقل کیا کہ جو جعفر کے حوالے سے اُن سے وارد ہوا کہ ''روی احادیث لا اصل لھا۔وذکر ھذا الحدیث من بلایاہ''،یعنی جعفر نے بے اصل حدیثیں روایت کی ہیں نیز ابو زرعہ نے جعفر کی مذکورہ روایت کو بھی اس کی ''بلایا'' میں شمار کیا ہے۔

محشی مذکور نے مذکورہ بالا الفاظ جرح سے اس حدیث کے موضوع ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے اس کا رڈ وابطال کرنے،اس حدیث پر لگے الزام وضع کو دفع کرنے،اس حدیث کے حجت ہونے،اس کے معمول بہا ہونے،تلقی بالقبول کی وجہ سے درجۂ ضعیف سے درجۂ حسن تک ترقی کرنے اور اس کے متن ومفہوم کا علمائے متقدمین ومتاخرین کے درمیان شہرت پذیر ہونے کو عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کرنے کے لیے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے فصیح عربی زبان میں ''الصحابة نجوم الاھتداء'' کے نام سے ایک مختصر مگر جامع رسالہ تحریر فرمایا۔یہ رسالہ ۷۴ر صفحات پر مشتمل ہے جو''دار المقطم للنشر والتوزیع سے ۲۰۰۹ء میں صیام ابو سھل نجاح عوض کی تحقیق وتالیف کے ساتھ مصر سے شائع ہوا۔صفحہ نمبر ۹ سے ۱۴ تک محقق رسالہ کا ایک عمدہ مقدمہ ہے۔صفحہ ۱۵ سے ۱۸ تک محمد خالد ہندی کے قلم سے تحریر کیا ہوا سرکار تاج الشریعہ کا ایک جامع تعارف ہے۔اصل رسالہ صفحہ نمبر ۱۹ر سے شروع ہو کر صفحہ ۷۴ پر ختم ہوتا ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کی فنی مہارت: فن حدیث اور اس کے متعلقہ فنون میں سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی اگر مہارت تامہ دیکھنا ہو تو دلیل کے طور پر یہی مختصر رسالہ ہی کافی ہے۔آپ نے اس رسالے میں ''نقد رجال'' کے تعلق سے جو فاضلانہ بحث کی ہے اسے دیکھ کر یہ یقین ہو جاتا ہے کہ بلا شبہ آپ وارث علوم اعلیٰ حضرت تھے۔اگر کسی نے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فن حدیث سے متعلق مباحث ورسائل

خاص کر ''الھاد الکاف''، ''تقبیل الابہامین''، ''حاجز البحرین'' اور ''شمائم العنبر'' جیسے رسائل کا مطالعہ کیا ہے تو وہ ''الصحابہ نجوم الاہتداء'' پڑھ کر ضرور یہ نتیجہ اخذ کرے گا کہ اس رسالے کی ہر بحث، اس کی ہر بحث کی ہر سطر اور اس کے ہر ہر لفظ میں سیدی سرکار اعلیٰ حضرت، سرکار حجۃ الاسلام، سرکار مفتی اعظم ہند اور سرکار مفسر اعظم ہند کے علوم وفنون کے جلوے نظر آتے ہیں۔

سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے سلفی ذہن رکھنے والے معاصر محققین کا جس انداز میں روایتاً اور درایتاً تعاقب کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اس حدیث پر الزام وضع کو آپ نے ۷/ وجوہات سے دفع فرمایا ہے۔

وجہ اول: چونکہ محشی مذکور نے اس حدیث کے موضوع ہونے پر امام دار قطنی کے قول ''یضع الحدیث'' کو دلیل کے طور پر پیش کیا تھا۔ اس کی تردید کے لیے آپ نے سب سے پہلے ملا علی قاری کی شرح شفاء سے وہ عبارت من وعن نقل فرمائی ہے کہ جسے ہم ماقبل میں بیان کر آئے ہیں۔ اس عبارت کو نقل کر کے آپ نے اس سے دو نتیجے اخذ فرمائے۔

(۱) بقول ملا علی قاری، دارقطنی نے خود ہی اس حدیث کو روایت کیا مگر اُس پر موضوع ہونے کا حکم نہ لگایا۔ بقول محشی اگر دارقطنی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہوتا تو حضرت ملا علی قاری اس کو ضرور نقل فرماتے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ دارقطنی کے نزدیک یہ حدیث موضوع نہیں ہے اور یضع الحدیث کا محمل اور اس کی مراد کچھ اور ہے۔

(۲) ملا علی قاری نے اسی ضمن میں علامہ ابن عبدالبر کا قول نقل فرمایا ہے کہ ''یہ ایسی اسناد ہے کہ جس سے حجت قائم نہیں کی جا سکتی''۔ اسی طرح انہوں نے بزار کا یہ قول بھی نقل کیا کہ ''یہ حدیث منکر غیر صحیح ہے''۔ ان دونوں حضرات کے مذکورہ دونوں اقوال سے ہرگز ہرگز اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس سے محض اتنا ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، موضوع نہیں۔ اسی ضمن میں ملا علی قاری نے ابن عدی کے حوالے سے یہ نقل فرمایا کہ ''اس کی اسناد ضعیف ہے''۔ ابن عدی کے اس قول سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہ حدیث مرتبۂ ضعیف سے مرتبۂ وضع تک نہیں پہنچی ہے۔ اس حدیث کے ضعف کو ختم کرنے میں سب سے زیادہ مؤید تو امام بیہقی کا وہ جملہ ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا کہ ''اس کا متن مشہور ہے اور اس کی سندیں ضعیف ہیں''۔ کیونکہ امام بیہقی کا یہ جملہ اس بات کا پتہ دے رہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف، ضعف سے ترقی کر کے تلقی بالقبول کی وجہ سے درجۂ حسن کو پہنچ چکی ہے۔ اسی وجہ سے ملا علی قاری نے اپنی گفتگو کو اس جملہ پر ختم فرمایا تھا کہ ''حدیث کثرت طرق کی وجہ سے ضعف سے ترقی کر کے درجۂ حسن کو پہنچ جاتی ہے''۔

پھر اسی حدیث کے ضمن میں شفاء کی شرح نسیم الریاض میں علامہ خفاجی نے بھی دارقطنی کے حوالے سے یہ بتایا کہ انہوں نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ مگر علامہ خفاجی نے بھی دارقطنی کے حوالے سے اس کے موضوع ہونے کو ذکر نہ فرمایا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ دونوں حضرات (ملا علی قاری، علامہ خفاجی) دارقطنی کے حوالے سے گفتگو کریں اور بقول محشی مذکور کہ دارقطنی نے اسے موضوع کہا ہے، اسے نقل نہ کریں۔ اس کے برخلاف جس نے اسے موضوع کہا تھا علامہ خفاجی نے اس کی ضرور صراحت فرما دی کہ ابن حزم نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

وجہ ثانی: محشی مذکور نے موضوع ہونے کے اپنے دعوے پر ابو زرعہ کا قول دلیل کے طور پر جو نقل کیا ہے کہ ''اس نے بے اصل حدیثیں روایت

کی ہیں''، تو اس سے بھی اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ابوزرعہ کا مذکورہ قول حکم بالوضع کے باب میں صریح نہیں ہے۔ پھر لسان المیزان میں سعید بن عمر کے حوالے سے ابوزرعہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ سعید کا اُن سے جعفر کی کچھ مرویات کا مذاکرہ ہوا تو ابوزرعہ نے اُن میں سے کچھ حدیثوں سے اپنی نکارت وعدم معرفت کا اظہار کیا اور بعض کے تعلق سے صریح طور پر یہ ارشاد فرمایا کہ وہ باطل وموضوع ہیں۔ ان کے ان دو متغائر اور مختلف جملوں اور حکموں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوزرعہ ''لا اصل لھا'' سے حدیثوں کا موضوع ہونا مراد نہیں لیتے۔ لہٰذا یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ابوزرعہ کے قول لا اصل لھا کو اس حدیث جعفر کے موضوع ہونے پر دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ نیز ان کا لا اصل لھا کہنا اُن کے اپنے علم ومعرفت کی بنیاد پر ہے۔ جس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ دوسروں کے نزدیک بھی اس کی اصل ثابت نہ ہو۔

وجہ ثالث: جعفر کے حالات کے ضمن میں یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ وہ بے اصل حدیثیں نقل کرتا ہے، ثقہ راویوں سے منکر حدیثیں لے کر آتا ہے نیز ابوحاتم کے حوالے سے اس کے قصہ میں یہ بھی مذکور رہے کہ اس پر وضع سند اور احادیث کو سرقہ کرنے کا الزام لگایا گیا ہے۔ یہ بھی اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ وضع سے مراد ''وضع سند'' ہے نہ کہ ''وضع متن سند'' اور دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے کیونکہ محدثین کرام کبھی کسی حدیث کو سند کے موضوع ہونے کے اعتبار سے موضوع کہتے ہیں اور کبھی متن کے اعتبار سے لہٰذا جب وضع سند کے اعتبار سے کسی حدیث کو موضوع کہا جائے تو وہ حکم صرف اور صرف سند ہی تک محدود رہے گا متن تک نہ جائے گا۔

جعفر پر ایک جرح غیر مفسر بھی جاری کی گئی تھی۔ جس کے سلسلہ میں حضرت تاج الشریعہ علامہ ابن صلاح کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اسباب جرح کی تعیین کے سلسلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ ایسی صورت میں ایک فریق کے نزیک وہ جرح قابل قبول ہوگی اور دوسرے کے نزدیک نہیں ہوگی لہٰذا اسباب جرح کا واضح طور پر ذکر ضروری ہے تاکہ یہ متعین ہوسکے کہ ان اسباب کی وجہ سے یہ جرح قابل قبول ہے یا نہیں۔

وجہ رابع: پھر ماقبل میں ابوزرعہ کے حوالے سے جو یہ کہا گیا کہ اس کی کچھ حدیثوں کو انہوں نے باطل موضوع قرار دیا تو یہ بھی جملہ کئی معانی کا احتمال رکھتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ انہوں نے یہ جملہ ان حدیثوں کے بارے میں بولا ہو کہ جن کا دارومدار صرف جعفر پر تھا جس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی تمام حدیثیں ہی اسی طرح ہوں۔ لہٰذا جعفر کی وجہ سے خاص طور پر اس حدیث کے بارے میں موضوع ہونے کا گمان کرنا صحیح نہیں ہے۔

وجہ خامس: محشی مذکور ''طٰہٰ عبدالرؤف'' نے اس حدیث کے موضوع ہونے کے اپنے دعوے کو علامہ ابن حجر کی جانب منسوب کیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ علامہ ابن حجر نے اولاً اس حدیث کے اوپر محض ''ضعیف واہ'' کا حکم لگایا ہے۔ علامہ ابن حزم کے تعلق سے ضرور یہ فرمایا ہے کہ یہ حدیث موضوع باطل ہے۔ اس کے بعد علامہ ابن حجر نے تو امام بیہقی کے اس قول کہ حدیث مسلم اس کے بعض معانی کی تائید کرتی ہے، سے ابن حزم کے دعوے کو باطل کیا ہے نہ یہ کہ خود وہ اس کو موضوع کہہ رہے ہیں۔ لہٰذا طٰہٰ عبدالرؤف کا علامہ ابن حجر پر یہ ایک صریح اور جھوٹا الزام ہے۔

وجہ سادس: محشی مذکور نے جعفر کی وجہ سے اس حدیث پر وضع کا حکم لگایا اور دارقطنی کے قول ''یضع الحدیث'' کا حوالہ دیا حالانکہ خود دارقطنی نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ لہٰذا اگر جعفر والی سند سے اس حدیث کی اُن کے ذریعہ کی گئی تخریج ثابت ہوجائے تو اولاً اس بات سے ان کا قول

"یضع الحدیث"، ٹوٹ جائے گا، ان کے اس فعل تخریج سے کہ جو انہوں نے بغیر موضوع کہے اس کی تخریج فرمائی۔ ثانیاً اس تخریج سے تو جعفر کی توثیق ہوگی بالفرض توثیق نہ بھی مانی جائے تو کم ازکم اس سے یہ تو ثابت ہو ہی گیا کہ جعفر کی حدیث لکھے جانے اور قبول کئے جانے کے لائق ہے۔ نیز ابن عدی کا قول کہ وہ حدیث سرقہ کرتا ہے اور ثقہ راویوں سے منکر حدیثیں لاتا ہے، یہ حکم بھی وضع سند کی طرف راجع ہے نہ کہ وضع متن کی طرف۔

محشی مذکور نے اس حدیث کے موضوع ہونے کو ثابت کرنے کے لیے اس حدیث کے تعلق سے کہے گئے ابوزرعہ کے اس قول کے "انه من بلایاہ" سے استدلال کیا ہے، یہ بھی قابل رد ہے۔ کیونکہ یہ بھی اپنے ظاہر پر محمول نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کا دارومدار صرف جعفر پر نہیں نیز اس حدیث کی دوسری حدیث سے تائید بھی ہو رہی ہے۔ تو اس کی وجہ سے اسے موضوع کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ امام ذہبی اور ابن حجر نے میزان اور لسان المیزان میں جعفر کے تعلق سے ایک بات یہ بھی ارشاد فرمائی ہے کہ جعفر کو اس بات کی قسم دلائی گئی تھی کہ وہ حدیث بیان نہ کرے گا اور نہ "حدثنا" کہے گا۔ اس سے بھی جعفر کے اوپر وضع حدیث بمعنی وضع متن کا حکم نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ اس عبارت سے صراحۃً صرف یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اسے حدیث بیان کرنے کی اجازت نہیں تھی اور اجازت حدیث کی نفی سے ارتکاب وضع ثابت نہیں ہوتا۔ نہ سند میں اور نہ متن میں۔ نیز حدیث بیان کرنے کی ممانعت جرح مبہم کے قبیل سے ہے۔ جو لائق اعتنا نہیں۔ اسی طرح ابن عدی نے جعفر کی حدیثوں پر جو یہ حکم لگایا "کلھا بواطیل" کہ سب کی سب باطل ہیں۔ یہ حکم بھی مجمل ہے کیونکہ محض اتنے سے یہ واضح نہیں ہو رہا کہ بطلان آیا سند کی جہت سے ہے یا متن کی جہت سے؟ اگر متن کی جہت سے ہے تو حکم وضع کا سبب کیا ہے؟ علامت وضع کیا ہے؟ نیز یہ موضوع کی کس قسم سے تعلق رکھتی ہے؟ بلاشبہ یہ محل تفصیل ہے جس میں اجمال ممنوع ہے۔

وجہ سابع: اس حدیث کو موضوع بتانے والوں میں ابن حزم منفرد ہے۔ سب سے پہلے اسی نے اس کے اوپر موضوع ہونے کا حکم لگایا اور اسی کی اتباع کرتے ہوئے قدیم وجدید سلفیہ اور وہابیہ بھی اسے موضوع بتانے لگے۔ محشی مذکور نے بھی اس حدیث پر وضع کا حکم لگانے پر ابن حزم ہی پر اعتماد کیا ہے۔ حالانکہ ابن حزم نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حارث بن غصین اور سلّام بن سلیمان کی وجہ سے اس حدیث پر کلام کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ "سلّام بن سلیمان موضوع حدیثیں روایت کرتا تھا اور بلاشبہ یہ حدیث بھی انہیں موضوع حدیثوں میں سے ہے لہٰذا اس کی اسناد کے ضعیف ہونے کی وجہ سے یہ روایت ساقط ہے"۔

ابن حزم کا یہ دعویٰ کئی اعتبار سے قابل ردّ ہے کیونکہ اس کے ذریعہ عائد کردہ یہ حکم، سند سے متعلق ہے نہ کہ متن سے۔ جس پر قرینہ اس کا اگلا قول ہے کہ یہ روایت ساقط ہے۔ الخ نیز ابن حزم کا "ھذا منھا بلاشک" کا یہ دعویٰ ممنوع ہے کیونکہ یہ بنا دلیل ہے۔ پھر اس کے قول کا پہلا جملہ دوسرے جملے ہی سے منقوض ہے کیونکہ وہ خود آخری جملے میں اس کی سند کے ضعیف ہونے کا اقرار کر رہا ہے۔ جبکہ ضعف سند ضعف متن ہی کو مستلزم نہیں چہ جائے کہ وہ کسی حدیث کے موضوع ہونے کو مستلزم ہو۔ مجہول ہونے کی وجہ سے حدیث ابن عمر کے دو راویوں عبد الرحیم اور زید عمی کو متروک قرار دینے سے بھی زیادہ میں زیادہ اس حدیث کا ضعیف ہونا لازم آئے گا نہ کہ موضوع ہونا۔ بزار نے جو یہ کہا کہ

''ھذا کلام لا یصح عن النبی ﷺ'' کہ یہ حدیث آقا کریم ﷺ سے صحیح نہیں ۔بزار کے اس قول سے اس حدیث کوموضوع ثابت کرنا یا اس کو باطل وکاذب کہنا یہ بھی باطل ہے کیونکہ بزار کے اس قول کا مفاد صرف اتنا ہے کہ یہ حدیث محدثین کی اصطلاح والی ''حدیث صحیح'' کے درجے تک پہنچی ہوئی نہیں ہے ۔کیونکہ صحت کی نفی سے تو کسی حدیث کا حسن نہ ہونا ہی ثابت نہیں ہوتا چہ جائے کہ یہ اس حدیث کے ضعیف یا موضوع ہونے کا افادہ کرے۔

☆ان ساتوں وجوہات کی تفصیلات کو پڑھئے اور ان کے بین السطور میں پائے جانے والے فن حدیث اور فن جرح وتعدیل کے گراں قدر موتیوں کو چنیئے ۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تاج الشریعہ کی تحریروں اور ان کے بیان کردہ نکات میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا فیضان بھرپور انداز میں جھلک رہا ہو اور بلا شبہ حقیقت بھی یہی ہے۔

☆ان ساتوں وجوہات کے ضمن میں محشی مذکور ،ابن حزم اور سلفیوں کے اس دعوے کہ یہ حدیث موضوع ہے،اس کی دھجیاں بکھیرنے اور اس دعوے کے ظاہر البطلان ہونے کی قلعی کھولنے کے بعد سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ابن حزم کے کچھ اقتباسات نقل کرکے ہر ایک کا ردّ بلیغ فرمایا ہے ۔اخیر میں آپ نے یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ اس حدیث یا اس طرح کی دیگر روایتوں کو موضوع کہہ کر ردّ کرنے کے پیچھے ان سلفیوں کی ایک غرض فاسد کارفرما ہے اور وہ یہ کہ جب صحابہ کرام ہی مجروح ہو جائیں گے،ان کی عدالت ساقط کر دی جائے گی ۔ان کی اقتدا ہی باطل ہو جائے گی تو تقلید کا دروازہ ہی سرے سے بند ہو جائے گا اور ہر شخص کو اجتہاد کرنے کی اتھارٹی مل جائے گی ۔صالحین کی تقلید کو چھوڑ کر عیاش ،گمراہ اور دنیاداروں کی تقلید کا قلادہ امت مسلمہ کے گلے میں آسانی کے ساتھ ڈال دیا جائے گا ۔جبکہ مسلمہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام کو اجتہاد کرنے اور ان کے اجتہاد کی تقلید کرنے کا حکم خود آقا ﷺ نے عنایت فرمایا ہے ۔جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس کی سب سے واضح دلیل ہے۔

☆ابن حزم اور ان کے متبعین کی جسارت ،بے ادبی اور گستاخی کی نظیر پیش کرتے ہوئے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے صحابی رسول حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اس کی گستاخانہ گفتگو کو نقل فرماتے ہوئے کہا ہے کہ ابن حزم نے حضرت ابو طفیل کو مقدوح قرار دیا اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ یہ مختار کے جھنڈا بردار تھے جو رجعت کا عقیدت رکھتا تھا۔

جبکہ ما قبل میں ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ قرآن وحدیث کے ظاہر اور اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ تمام صحابہ عادل وثقہ ہیں ۔اس نے حضرت ابو طفیل ہی کی عدالت کو ساقط نہ کیا بلکہ اس کی وجہ سے تمام صحابہ کی عدالت کو ساقط کرنے کی اس نے جسارت وکوشش کی ہے اور یہی اس کا مقصود بھی ہے بلکہ تمام وہابیہ ہی کی یہ کوشش ہے کہ امت مسلمہ کے دلوں سے صحابہ کرام کی عظمت ووقعت کو ختم کر دیا جائے۔

☆اخیر میں حضرت تاج الشریعہ نے ایک بہت ہی کارآمد نسخۂ کیمیا عطا فرمایا ہے کہ اگر کوئی حدیث اصول شرع سے متصادم نہ ہو تو اس پر عمل پیرا ہو جانا چاہیئے کہ اگر وہ حقیقت کے اعتبار سے ثابت شدہ حدیث ہے تو عمل کا بھی ثواب اور حدیث پر عمل کرنے کا بھی اجر ۔بالفرض نفس الامر میں وہ حدیث نہ بھی ہو تب بھی کسی اچھے کام کرنے میں کیا نقصان ہے ۔عقلمندی کا تقاضا یہ نہیں کہ عمل کرنے کے لیے صحت سند کا

انتظار کرے کیونکہ جب تک صحت سند کا ثبوت ملے گا تب تک تو عمل کرنے کا وقت ہی نکل جائے گا۔ بلکہ دانشمندی یہ ہے کہ جب کوئی اچھی بات ملے تو اس پر عمل کرنا شروع کر دے کہ ہر اعتبار سے فائدہ ہی فائدہ ہے۔

اس اصول کو ذہن نشیں کرانے کے لیے آپ نے ایک بہت عمدہ مثال پیش فرمائی ہے کہ: ''شدت مرض کے شکار آدمی کو اگر کوئی شخص کسی حکیم کے حوالے سے کوئی نسخہ بتائے تو عقلمندی یہ ہے کہ وہ اپنے مرض کو دور کرنے کے لیے فوراً اس پر عمل کرتے ہوئے اس دوا کا استعمال کرے۔ دانشمندی یہ نہیں کہ وہ اس بات کی تلاش میں پڑے کہ یہ نسخہ اس حکیم سے مجھ تک کس سند کے ذریعہ سے پہنچ رہا ہے۔ اس کے پہنچانے والے کیسے ہیں؟ کیونکہ اگر وہ اس کی تلاش میں پڑے گا تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ یہ تو اس مثل کے مطابق ہوا کہ جب تک زہر کاٹنے والی تریاق نامی دوا عراق سے آئے گی تب تک تو سانپ کا ڈسا ہوا شخص اس دنیا سے ہی رخصت ہو جائے گا''۔

بلا شبہ یہ پورا رسالہ ہی فن حدیث، نقد رجال، فن اسماء الرجال، فن جرح تعدیل کے علاوہ فن مناظرہ کے آبدار موتیوں سے بھرا پڑا ہے۔ اس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ علم حدیث، درایت حدیث، روایت حدیث کے ساتھ ائمہ جرح وتعدیل کے الفاظ جرح کے حقیقی مفہوم، ان کے محمل اور ان کی مراد کیا ہے؟ ان سب باتوں میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا پایہ کس قدر بلند تھا۔ آپ نے اپنی بے مثال علمی خدمات کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا کہ اعلیٰ حضرت اور مشائخ خانوادۂ رضویہ کے علوم وفنون، معرفت وحکمت اور روحانیت کے آپ ہی بلا شبہ سچے وارث وامین تھے۔

تاج الشریعہ کا اسلوب نگارش

مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی، بریلی شریف، انڈیا

یوں تو ہندوستان کو یہ شرف حاصل ہے کہ ہر دور، ہر زمانے، ہر عہد، ہر صدی اور ہر قرن میں اسے ایسے ایسے عظیم وجلیل خانوادوں نے فیضیاب کیا جن کا شمار آج سواد اعظم اہل سنت سے ہوتا ہے۔ اسی ہندوستان کے صوبۂ اتر پردیش میں واقع شہر بریلی میں ایک پٹھان خاندان میں علم ومعرفت کا آفتاب امام العلماء حضرت علامہ شاہ رضا علی خان علیہ کی شکل میں تیرہویں صدی ہجری میں طلوع ہوا۔ اس کے بعد یہ خانوادہ علم وحکمت اور معرفت وطریقت کے نور سے ایسا روشن ومنور ہوا کہ خدا معلوم اب تک اس خانوادہ سے منسلک ہو کر کتنے خانوادے منور ہو چکے ہیں۔ یہ خانوادہ کون ہے؟ یہ وہی خانوادہ ہے جو آج اہل سنت وجماعت کے درمیان ''خاندان رضا'' اور ''خانوادۂ رضویہ'' کے خوش نما نام سے متعارف ہے۔ خانوادۂ رضویہ کے خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ کہ اس خانوادے نے اہل سنت وجماعت کو دین اسلام کے احکام کی تشریحات وتوضیحات اور اہل سنت وجماعت کے عقائد ومعمولات پر مشتمل اس قدر تصنیفات وتالیفات سے نوازا کہ شاید اس کی مثال ملنی مشکل ہو۔ ذرا ایک سرسری نظر اس خانوادے کے افراد کے تصنیفات وتالیفات پر ڈالیں جس سے بخوبی واضح ہو جائے گا کہ خانوادۂ رضویہ اس میدان میں دیگر خانوادوں سے ممتاز رہے۔

خاتم المحققین امام المتکلمین علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ نے تقریباً ۴۰ رکتابیں قوم وملت کو عطا فرمائیں (بحوالہ تاریخ مشائخ قادریہ، ج:۲،ص:۲۹۶)

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ نے ۱۰۵ علوم وفنون پر مشتمل علم وحکمت سے لبریز تقریباً ۱۰۰۰ ر کتابوں سے اہل سنت کو شاد کام کیا۔ (بحوالہ امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری ،ص:۵۹)

استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمہ نے ۶ ر کتابیں نذر اہل سنت کیں۔

حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ کے نوک قلم سے ۱۴ ر تصنیفات معرض وجود میں آئیں۔ (بحوالہ تذکرۂ جمیل ،ص: ۱۸۴)

حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ نے بھی ملت اسلامیہ کو ۴۰ ر کتابوں کا تحفہ دیا۔ (فتاویٰ مصطفویہ ،ص: ۱۷۔۲۴)

اور موجودہ جانشین مفتیٔ اعظم ہند حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اپنے خاندانی طرۂ امتیاز کو باقی رکھتے ہوئے اپنی بے پناہ دعوتی وتبلیغی مصروفیات کے باوجود بڑی چھوٹی تقریباً ۵۷ کتابیں تصنیف فرمائیں ۔حضور تاج الشریعہ کی کتابیں جہاں اپنے موضوع پر اہم اور گراں قدر ہیں وہیں معلومات سے بھی لبریز ہیں جس کے سبب قاری کو نہ صرف متعلقہ موضوع کے بارے میں کسی ایک نتیجہ تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے بلکہ مزید معلومات سے بھی قلوب واذہان مالا مال ہوتے ہیں ۔حضور تاج الشریعہ کی تمام کتابوں کے مطالعہ کا شرف راقم کو حاصل نہیں ہوا لیکن تلاش بسیار کے بعد جن کتابوں تک رسائی حاصل ہوئی اور جس قدر بھی مطالعہ سے شاد کام ہوا وہ یہ ہیں۔

(۱) تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری وعلیٰ حواشی المحدث السہارنفوری (۲) آثار قیامت (۳) ٹائی کا مسئلہ (۴) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن (۵) تحقیق أن أبا ابراھیم ”تارح“ ”لا“ آزر“ (۶) حقیقة البریلویة معروف بہ مرأة النجدیہ (۷) چلتی ٹرین میں فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم۔

مذکورہ کتب کے مطالعہ کے دوران حضور تاج الشریعہ کے جن مشترک اسالیب سے معرفت حاصل ہوئی وہ یہ ہیں۔

(۱) جوشِ بیان تنز وتعریض (۲) برمحل شعر یا مصرعہ کا استعمال (۳) تنقید وتعاقب، عقائد ومعمولات اہل سنت کی جلوہ گری ،عقائد باطلہ و افکار فاسدہ کا رد بلیغ (۴) پُر زور طرز استدلال اور دلائل وبراہین کی کثرت (۵) کتب متداولہ کی طرف مراجعت (۶) کتب اعلیٰ حضرت سے استفادہ (۷) ازالۂ اعتراض واوہام۔

اس طویل مگر مفید تر تمہید کے بعد حضور تاج الشریعہ کے اسلوب تحریر آپ کی کتابوں کی روشنی میں پیش کیے جارہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

جوشِ بیان اور تنز وتعریض

حضور تاج الشریعہ کے اسالیب تحریر میں ایک اسلوب جوش بیان اور روانی ہے جس سے قاری کو سنجیدگی کے ساتھ دلچسپی کا بھی احساس ہوتا ہے اور اسے پوری تحریر پڑھ جانے کے باوجود اکتاہٹ کی پریشانی لاحق نہیں ہوتی بلکہ قاری پڑھتا اور پڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ نیز اس جوش بیان میں جب اپنے مخاطب ومقابل پر بغیر نام ونمود کی خواہش کے تنز وتعریض کرتے ہیں تو جہاں بے باکی کی جھلک ملتی ہے وہیں قاری عش عش کر اٹھتا ہے ۔ملاحظہ فرمائیں حضور تاج الشریعہ کا یہ اسلوب۔

تعلیقاتالازہری علیٰ صحیح البخاری وعلیٰ حواشی المحدث السہارنفوری: حدیث نیت کی توضیح وتشریح کے بعد حضور

تاج الشریعہ اس حدیث پاک سے اخذ ہونے والے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے ایک مقام پر رقم طراز ہیں: ''لم ينقل عن النبی ﷺ و لاعن الصحابةالكرام : التلفظ بالنية غير أن اكثر الصلحاء قالوا باستحبابه لجمع العظيمة كما تقدم ۔ فالتلفظ بالنية بدعة حسنة، من هنا علم أنه لاتنحصر البدعة فی السيئة، بل تكون البدعة حسنة أيضاً ، فزعم الوهابية أن كل بدعة سيئة، لادليل عليه و هو عدوان علیٰ المسلمين عظيم ۔۔۔فزعم الوهابية أن كل بدعة سيئة تحكم و اختراع ''۔(تعلیقات الازہری، ص: ۶۳۔ ۶۲) یعنی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے زبان سے نیت کرنا نہیں منقول ہے حالاں کہ اکثر صالحین فرماتے ہیں کہ یہ مستحب ہے جیسا کہ مذکور رہوا۔اس لیے زبان سے نیت کرنا بدعت حسنہ ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بدعت صرف سیئہ ہی نہیں ہوتی بلکہ حسنہ بھی ہوتی ہے،سو فرقہ وہابیہ کا یہ سمجھنا کہ ہر بدعت سیئہ ہے،اس پر کوئی دلیل نہیں اور یہ گمان (فاسد) مسلمانوں پر عظیم ظلم ہے ۔۔۔(چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں) اس لیے وہابیہ کا گمان کرنا کہ ہر بدعت،سیّٔہ ہے (فسادکن) ذاتی رائے اور ایجاد ہے۔

آثارقیامت: غیر اللہ سے مدد چاہنا جائز ہے جس کی دلیل قرآن میں بھی موجود ہے اور احادیث میں بھی۔اہل سنت و جماعت اسی کے قائل ہیں اور اسی پر عامل بھی لیکن گمراہ اور گمراہ گر دیابنہ اور وہابیہ وغیرہ فرقوں نے نہ صرف اسے ناجائز وحرام کہا بلکہ اسے شرک بھی قرار دیا۔حضور تاج الشریعہ انہیں دیابنہ ووہابیہ وغیرہ پر تنزوتعریض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''یہ وہابیہ کا ظلم ہے کہ ان عام محاورات (فصلِ بہار نے سبزہ اگایا، حاکم نے بچایا،اس مرض کا یہ شافی علاج ہے،یہ زہر قاتل ہے) سے آنکھیں میچتے ہیں اور ان کے بولنے والے کو تو مسلمان جانتے ہیں مگر اسی طور پر اولیا،انبیا کے لیے جو مسلمان تصرف و مدد ثابت کرے اسے مشرک گردانتے ہیں جس میں راز یہ ہے کہ ان کے نزدیک اولیا درکنار رسول ہی کی تعظیم شرک ہے''۔(آثارقیامت،ص: ۸۴)

ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن: ناپائیدار عکوس کے تعلق سے قیاس کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے مدنی میاں صاحب نے لکھا:''قیاس میں نے اس لیے کیا ہے کہ ناپائیدار عکوس کی حرمت کے تعلق سے ایک بھی نص موجود نہیں اور نہ اس سلسلہ میں کسی مجتہد کا کوئی قول ہے''۔وضاحت مذکورہ پر حضور تاج الشریعہ نے جو تنزوتعریض فرمایا اسے ملاحظہ فرمائیں:''اس لیے آپ کو قیاس کرنے کی اجازت ہوگئی اور آپ مجتہد کے منصب پر فائز ہو گئے ۔یہ تو بتائیے کہ اس حادثہ غیر منصوصہ کو کون سے امر منصوص پر کون سی علتِ جامعہ سے قیاس فرمایا اور اگر کوئی امر منصوص مقیس علیہ ہے تو یہ کیا فرمارہے ہیں کہ''ناپائیدار عکوس کی حرمت کے تعلق سے ایک بھی نص موجود نہیں''۔(ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن،ص: ۸۲۔ ۸۳)

ذرا اس جوشِ بیان اور اندازِ تنزوتعریض کو بھی دیکھتے چلیں، لکھتے ہیں:''ناظرین بتائیں کہ میں نے اپنے اس سوال سے کتنے کیڑے علامہ مدنی کی عبارت میں نکالے اور کیا کھینچ تان کی اور جب یہ قید کہ لہولعب کے قصد سے نہ دیکھا جائے ملحوظ تھی تو اسے کیوں چھوڑا گیا اور سہواً چھوٹ گئی تو اس پر تنبیہ کرنے والا تشکر کے بجائے اس کا مستحق ہے کہ اسے کھینچ تان کرنے والا، کیڑے نکالنے والا گردانا جائے؟۔۔۔لہٰذا ضروری ہے کہ لہوولعب والوں کے طور پر نہ دیکھی جائے اور اس پر بھی بس نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اس سے بھی بے خوفی ہو کہ فلم دیکھنا لہوو لعب والوں کے لیے سند نہ ٹھہرے گا اور وہ لہوولعب کو کارِ خیر نہ سمجھ بیٹھیں گے۔اب اس کی ضمانت آپ لیں تو بے دھڑک فتویٰ دیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم"۔(ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن،ص: ۸۴۔۸۵)

حقیقۃ البریلویہ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ: حضور تاج الشریعہ "البریلویہ" کے مقدمہ نگار قاضی عطیہ کے کلام پر تنز و تعریض کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں: "اما ما تضمن کلام "عطیۃ" من المنع عن العمل بغیر ما عمل بہ القرون المشھود لھا بالخیر، فحصر للمباح فی عمل القرون المشھود لھا بالخیر، و ابتدع حد البدعۃ قولاً لم یسبق الیہ الوھابیۃ، بل لم یعرف زمن حتیٰ فی القرون المشھود لھا بالخیر، ھلا یأتون علیہ بسلطان بین ان کانوا صادقین ؟ و اذ أحصر المباح فی تلک القرون بزعمھم فلم یبق شئی فی زمن غیر تلک القرون مباحاً، فمن أین جاء أولٰئک العاملون بالسنۃ الذین یسمون انفسھم "السلفیۃ" فی ھٰذہ الأزمنۃ المتأخرۃ"۔(حقیقۃ البریلویہ،ص:۱۳۶) یعنی "عطیہ" کا کلام اس بات کو متضمن ہے کہ جن چیزوں پر شہادت یافتہ خیر قرون کا عمل نہیں ہے ان پر عمل منع ہے سو مباح، ان قرون کے عمل میں منحصر ہو گیا جن کے خیر کی شہادت دی گئی ہے۔ عطیہ نے تعریفِ بدعت میں ایسی بات کہ دی جس کی طرف "وہابیہ" بھی سبقت نہ کر سکے بلکہ (بدعت کی) ایسی تعریف کسی زمانے میں نہ رہی حتیٰ کہ خیر قرون میں بھی نہیں۔ ٹھیک ہے (بات ایسی ہے) تو اس پر دلیل بین لاؤ اگر سچے ہو؟ اور اپنے خیال (فاسد) کے مطابق جب اس نے خیر قرون ہی میں مباح کو منحصر کر دیا تو خیر قرون کے علاوہ کسی زمانے میں کوئی چیز مباح ہی نہ رہی تو اپنے آپ کو "سلفیہ" سے موسوم کرنے والے (منہ میاں مٹھو کہلانے والے) یہ عاملین بالسنہ کہاں سے آدھمکے۔

چلتی ٹرین میں فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم: سراج الفقہا حضرت مفتی نظام الدین صاحب قبلہ صدر شعبہ افتا و صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ نے چلتی ٹرین میں نمازوں کے بلا اعادہ جواز کو ثابت کرتے ہوئے فتاویٰ رضویہ کی عبارت "(ٹرین) انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لیے روکی جاتی ہے اور نمازوں کے لیے نہیں تو منع من جھۃ العباد ہوا" نقل کرنے کے بعد فرمایا: "اس کا مفہوم یہ ہوا کہ "اگر دونوں کے لیے روکی جائے تو سرے سے منع ہی نہیں اور اگر دونوں کے لیے نہ روکی جائے تو منع من جھۃ العباد نہیں"۔(ماہ نامہ اشرفیہ جولائی ۲۰۱۳)

مفتی صاحب کا فتاویٰ رضویہ کی عبارت کو مفہوم مخالف کی طرف پھیرنے پر تاج الشریعہ کی یہ اقتباس دیکھیں جس میں جوشِ بیان بھی جلوہ ریز ہے اور طنز و تعریض بھی جلوہ نما۔ آپ لکھتے ہیں: "مفہومِ مخالف کی طرف اتنی جلدی کیوں دوڑے، اس عبارت کا ایک مفہوم وہ بھی تو ہے جو ذہن کی طرف سبقت کرتا ہے، نفس جس کو فوراً قبول کرتا ہے اس متبادر مفہوم کا نام مفہوم موافق رکھیے اور وہ یہ کہ ٹرین روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کے لیے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے اہم دینی فریضے کے لیے ٹرین نہیں روکتے تھے، مفہوم موافق کے ہوتے ہوئے مفہومِ مخالف پر عمل کی کس نے ٹھہرائی ؟"۔(چلتی ٹرین میں فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم،ص:۱۹)

کچھ آگے بڑھ کر تاج الشریعہ فرماتے ہیں: "(خیالی) مفہوم مخالف کے پیچھے تو اس لیے پڑے کہ منع خاص و عام کا تفرقہ ٹھہرا کر تغیر زمانہ کی بنا پر یہ جمادیں کہ اب اس زمانے میں حکم بدل گیا ہے"۔(مصدر سابق،ص:۲۱)

برمحل مصرع یا شعر کا استعمال

حضور تاج الشریعہ کی کتابوں میں مطالعہ کرنے والوں کو جا بجا برمحل اور برجستہ استعمال کیے ہوئے اشعار سے بھی ملاقات ہوتی ہے جس سے مطالعہ کرنے والوں کو حضور تاج الشریعہ کے اشعار پر گہری نظر کا بھی علم ہوتا ہے اور ساتھ ہی عجیب قسم کی خوشگواری کا بھی احساس ہوتا ہے۔ جیسا کہ ذیل میں نقل کیے گئے اقتباسات میں اس اسلوب کو دیکھا جاسکتا ہے۔

تعلیقات الازھری علیٰ صحیح البخاری و علیٰ حواشی المحدث السھارنفوری: بخاری شریف و مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث ''حدیثِ نیت'' کے جزء ''**فمن کانت ھجرتہ الخ**'' پر حاشیہ تحریر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''**و علم من ھٰذا أیضاً أنہ** ﷺ **مطلع علیٰ ضمائر القلوب و ھو شعبة من العلم بالغیب أعطیھا** ﷺ **من الحضرة الالٰھیة مع علوم جمة و فی ذالک أنشد الامام أحمد رضا علیہ الرحمة بیتاً بالھندیة**'':

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع   مولیٰ کو قول و قائل ہر خشک و تر کی ہے

(تعلیقات الازہری،ص:۶۹۔۷۰)

آثارِ قیامت: ''جب امانت رائیگاں کر دی جائے'' کے تحت تشریح کرنے کے بعد اخیر میں آپ فرماتے ہیں: ''تقریر بالا سے روشن ہوگیا اور ادائے فرضیت و امانت کا معنیٰ خوب روشن ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ امانت کو ضائع کرنا ان تمام مذکورہ صورتوں کو شامل ہے۔ یہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دہن مبارک سے نکلے ہوئے ایک کلمہ کی جامعیت اور اس میں کثرتِ معانی کا یہ حال ہے کہ کسی کا بیان اس کا احاطہ نہیں کرسکتا۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں   وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

(آثارِ قیامت،ص:۲۶)

یوں ہی ''علم کا چھپانا'' کے تحت ایک حدیث شریف نقل کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں: ''مفہومِ حدیث سے خوب ظاہر کہ کچھ لوگوں کو سرکار ﷺ نے تکذیب اور کتمانِ حق کی وجہ سے یہودی فرمایا تو وہابیہ وغیرہم جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمِ غیب ہی کے منکر ہیں اور عناداً فضائل چھپاتے ہیں اور ضروریاتِ دین کو نہیں مانتے، یہ بھی بلا شبہ اس حدیث کے مصداق ہیں اور وہ حدیث جس میں فرمایا کہ اس کا ایمان نہیں جس کے پاس دیانت نہیں، اِن منکرین کے حق میں اپنے ظاہری معنیٰ پر ہے تو ان کی کلمہ گوئی اصلاً انہیں مفید نہیں۔

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی   سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

(آثارِ قیامت،ص:۲۷)

ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن: تصویر و عکس پر صورت کا اطلاق حقیقتاً ہوتا ہے۔ اپنے اس دعویٰ کو مدلل کرتے ہوئے آپ ''المعجم الوسیط'' سے ایک عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''دیکھیے صورت کا معنیٰ شکل بتایا جو عام ہے پھر اس پر تمثال مجسم کو تخصیص بعد تعمیم کے طور پر معطوف کیا اور شکل بحکم عموم عکس کو بھی شامل۔ تو صورت عکس پر بھی صادق بلکہ عربی میں عکس و صورت کا فرق ہی نہیں۔ لہٰذا عربی میں عکس کو بھی

صورت کہتے ہیں۔اسی لیے کیمرے کے عکس کو بھی صورت کہااور اردو میں بھی بکثرت عکس پر تصویر وصورت کا اطلاق ہوتا ہے۔شاعر کہتا ہے:

پسینہ موت کا ماتھے پہ آیا آئینہ لاؤ ہم اپنی زندگی کی آخری تصویر دیکھیں گے

نیز کسی نے کہا:

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

(ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن،ص:۴۸)

حقیقۃ البریلویۃ معروف بہ مرآۃ النجدیہ: ’’أیھا الناس ألم یأن لکم أن تعلموا أان الذی أذعنتم لہ أخبرتم عن البریلویۃ علیٰ زعمکم الابریاء ھٰذا الخبر الذی لاعین لہ و لاأثر ؟فبھتم الأبریاء، و أنتم لاتشعرون ھو اھل الضلال و ھو قائم بالاضلال، قد شغفکم حباً و ملک لکم لباً، فلم یمھلکم حتیٰ تتبینوا خبرہ، فقلتم و أنتم لا تدرون، و لئن دریتم ثم تلیتم من تعلمون فقد جئتم بما لا یھون، فانا للہ و انا الیہ راجعون:

فان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ و ان کنت تدری فالمصیبۃ أعظم

(حقیقۃ البریلویہ،ص:۳۱)

ترجمہ:اے لوگو! کیا وقت قریب نہ آیا کہ تم جانو کہ بریلویت کے متعلق جس کا تم نے یقین کر کے لوگوں کو خبر دی وہ ایسی خبر ہے جس کی حقیقت ہے نہ کوئی نام ونشان ۔۔۔لہٰذا تم نے لوگوں کو حیران و ششدر کر دیا،اور تمھیں اس بات کا علم نہیں کہ وہ گمراہ اور گمراہ گر ہیں ۔۔۔تم نے جلد بازی کی یہاں تک کہ اس کی خبر بیان کر دی۔تو تم نے کہا حالاں کہ تمھیں علم نہیں اور اگر تم کھوج کرتے پھر جاننے والے کے پاس آتے تو ضرور غیر معمولی بات لاتے۔

اگر تمہیں نہیں معلوم تو یہ ایک مصیبت ہے (لیکن) اگر تمہیں معلوم ہے تو یہ اور بڑی مصیبت ہے۔

چلتی ٹرین میں فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم: عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ ناظم تعلیمات وسابق صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ بلا اعادہ چلتی ٹرین میں نماز کے جواز پر دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:’’اس سے زیادہ واضح اور متفق علیہ مسئلہ شتربانوں کے قافلے کا ہے‘‘۔اس پر حضور تاج الشریعہ گرفت کرتے اور اسی ضمن میں ایک مصرع کا بھی استعمال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:’’اسے متفق علیہ تو کہا،یہ کیوں نہیں بتاتے کہ محل وفاق کیا ہے؟وہ مطلق ہے یا مقید؟ ؎

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے‘‘۔

(چلتی ٹرین،ص:۶۵)

تنقید وتعاقب

تعلیقات الازھری علیٰ صحیح البخاری و علیٰ حواشی المحدث السھارنفوری: عبد الرسول،عبد النبی وغیرہ نام رکھنا درست ہے یا نہیں اس تعلق سے محشی بخاری،بخاری شریف کے’’کتاب العتق‘‘ کے تحت’’باب کراھیۃ التطاول علی الرقیق و قولہ: عبدی أو

امتی ‘‘ پر حاشیہ رقم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’**فعلیٰ ھٰذا لاینبغی التسمیۃ بنحو عبد الرسول و عبدالنبی و نحو ذالک مما یضاف العبد الیٰ غیر اللہ تعالیٰ** ‘‘۔(۳۸۹) یعنی: اس بنا پر عبدالرسول، عبدالنبی وغیرہ اس طرح کے نام رکھنا صحیح نہیں جس میں ’’عبد‘‘ کی اضافت غیر اللہ کی طرف ہو۔ یہ عبارت عقائد اہل سنت سے کس قدر متصادم ہے، مخفی نہیں۔ محشی بخاری کی اس عبارت پر حضور تاج الشریعہ کی تنقید بھی اور تعاقب بھی ملاحظہ فرمائیں۔ جس سے محشی کے فکری اعتقاد سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے آپ لکھتے ہیں: ’’**أفصح المحشی عن توھبہ ھنا حیث منع التسمیۃ بعبد الرسول و عبد النبی و کان الواجب علیہ أن یجیب عن الآیات و الأحادیث التی ورد فیھا** ‘‘۔(تعلیقات الازہری ص: ۳۸۹) یعنی محشی نے یہاں اپنی وہابیت آشکار کر دی۔ کیوں کہ انہوں نے عبدالرسول اور عبدالنبی نام رکھنے سے منع کیا حالاں کہ ان پر ضروری تھا کہ وہ اس سلسلے میں وارد آیات و احادیث کا جواب دیتے۔

آثارِ قیامت: مروجہ چین کی گھڑی کے استعمال کے جواز و عدم جواز میں مفتیان کرام و علماے عظام کا اختلاف ہے۔ حضور تاج الشریعہ عدم جواز کے قائل ہیں جس کے سبب آپ قائلین جواز پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بہت سارے امام، مولوی، اور مفتی بھی بے دریغ اس (مروجہ چین کی گھڑی) کو پہنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ قطعاً زینتِ ممنوعہ اور تحلی ناجائز ہے۔ اس کا جواز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے کلمات سے بتایا جا رہا ہے حالاں کہ ان کے کلمات سے ہرگز اس کا جواز ثابت نہیں ہوتا‘‘۔(آثار قیامت ص: ۶۷)

پھر اپنے دعویٰ پر کلمات اعلیٰ حضرت ہی سے چین کی گھڑی کے عدم جواز پر دلیل پیش کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں: ’’یہاں سے مجوزین کے قیاس کی حالت ظاہر ہوگئی۔ ہماری دانست میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ کے کلمات میں نہ تعارض ہے، نہ ان کے فتویٰ سے اس چیز یا اس زنجیر کا جواز نکلتا ہے۔ بالفرض اگر صورتِ تعارض ہو بھی تو رجوع ان تصریحات کی طرف لازم ہے کہ خود قوی اور شبہ سے صاف ہے، اور جس کلمہ سے اس کا خلاف متوہم ہو، اس کی تاویل لازم ہے اور اس طرح تطبیق دینا ضروری ہے‘‘۔(مصدر سابق ص: ۷۰۔۷۱)

ٹائی کا مسئلہ: ٹائی کے مجوزین دلیل میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کی حدیث پاک پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ: ’’**کان ابن عباس یصلی فی البیعۃ الا بیعۃ فیھا تماثیل** ‘‘۔ حضور تاج الشریعہ اس استدلال پر تنقید پھر اس کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس جگہ حدیثِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے استناد جس میں وارد ہوا۔۔۔

اصلاً مفید نہیں اور اس سے مفہومِ شعار میں وہ قید ثابت نہیں ہوتی بلکہ اسی جگہ شعارِ مذہبی کا تحقق ہی محل منع میں ہے کہ کنیسہ میں باختیار و رغبت جانا منع ہے اور وہی کفار کا طریقہ اور ان کا شعار ہے، حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کنیسہ میں جانا باختیار نہ تھا بلکہ بحالتِ اضطرار واقع ہوا‘‘۔(ٹائی کا مسئلہ ص: ۲۱)

اپنے موقف پر دلائل پیش کرنے کے بعد بطور نتیجہ فرماتے ہیں: ’’یہاں سے ظاہر ہوا کہ ’’**مشی الیٰ الکنائس** ‘‘ اسی وقت کفار کا شعار ہوگی جبکہ صاف انداز ’’**موافقت مع الکفار** ‘‘ آشکار ہو اور یہ کہ مدار کفار کے افعالِ کفری میں موافقت پر ہے اور یہ باجماعِ مسلمین کفر ہے اور کفار کے ساتھ ان کے افعالِ کفری میں موافقت معاذ اللہ کتنی ہی عام ہو جائے باجماعِ مسلمین کفر ہی رہے گی اور یہ ہرگز نہ ٹھہرایا جائے گا کہ

ان کا فلاں فعل کفری عام ہونے کی وجہ سے ان کا شعار نہ رہا اور نہ نقص اجماع لازم آئے گا جو باطل وحرام ہے‘‘۔(مصدر سابق ص:۲۲۔۲۳)

ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن: حضور شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں کچھوچھوی دام ظلہ العالی نے حضور تاج الشریعہ کی طرف سے کیے گئے سوالات کا جواب دیتے ہوئے خود حضور تاج الشریعہ پر سوال بھی قائم فرمایا۔ چناں چہ مدنی میاں صاحب رقم طراز ہیں: ’’جن افعال میں لہو ولعب غالب رہے انہیں مطلقاً ممنوع قرار دیا جائے گا۔ مگر وہ آلات جو بنیادی طور پر آلاتِ لہو ولعب سے نہ ہوں اور ان کا اچھا اور برا دونوں استعمال ممکن ہوں تو صرف اس لیے کہ ان کا برا استعمال ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے، ان کے اچھے استعمال کو ممنوع نہیں قرار دیا جاسکتا۔۔۔(چند سطر کے بعد مزید لکھتے ہیں) بس اجمالی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہر وہ کام حرام ہے جس میں صرف لہو ولعب مقصود ہو یا جس کا بڑا حصہ لہو ولعب پر مشتمل ہو‘‘۔(ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن ص:۸۵)

علامہ مدنی میاں کے اس سوال پر تاج الشریعہ تنقیدانہ اور تعاقبانہ جواب دیتے ہوئے اپنے قلم کو یوں حرکت دیتے ہیں: ’’جناب کے اس پورے جواب میں دو خط کشیدہ (جن افعال میں۔۔۔قرار دیا جائے گا، جس کا بڑا حصہ۔۔۔مشتمل ہو) جملے ہی ہمارے سوال نمبر ۲۴ کا ٹھیک ٹھیک جواب ہیں اور یہ دونوں جملے آنجناب کی طرف سے ٹی وی اور ویڈیو کی حرمت مطلقہ کا اقرار ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ ویڈیو اور ٹی وی کا اغلب استعمال لہو ولعب ہی کے لیے ہوتا ہے اور آپ نے اقرار فرمایا کہ جن افعال میں لہو ولعب غالب ہوا نہیں مطلقاً ممنوع قرار دیا جائے گا اور آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔ المرء یوخذ باقرارہ۔ تو جناب ہی کے اقرار سے ٹی وی کی حرمتِ مطلقہ کا حکم ہوگیا اور حکم جواز جو جناب نے اس فتویٰ میں دیا خود رخصت ہوگیا۔۔۔آپ نے پھر اقرار فرمایا کہ بس اجمالی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہر وہ کام حرام ہے جس میں صرف لہو ولعب مقصود ہو یا جس کا بڑا حصہ لہو ولعب پر مشتمل ہو اور اس سے کسی کو انکار کی مجال نہیں کہ ویڈیو اور ٹی وی کا بڑے سے بڑا استعمال صرف لہو ولعب کے لیے ہوتا ہے۔ تو قطع نظر اس کے کہ ویڈیو اور ٹی وی میں صورت ہے کہ نہیں، ان کی حرمت کے لیے آپ ہی کے قلم سے نکلے ہوئے یہ دو جملے ہی کافی تھے جنہیں لکھ کر آپ نے اپنے فتویٰ کا خود رد کر دیا‘‘۔(مصدر سابق ۸۵۔۸۶)

تحقیق أن ابا ابراھیم ”تارح“ لا ”آزر“: استاذ احمد شاکر نے دعویٰ بلا دلیل کے مصداق ایک جگہ قول کیا: ’’أما ما نسب الی مجاھد أن آزر اسم صنم۔۔۔ فغیر صحیح۔۔۔ الخ‘‘ یعنی جس روایت کی نسبت امام مجاہد کی طرف کی جاتی ہے کہ آزر بت کا نام ہے، وہ ضعیف ہے۔ استاذ شاکر کے اس دعویٰ پر تنقید کرتے ہوئے تاج الشریعہ نے فرمایا: ’’لا ینھض حجة لدفع الوجه المذکور و لا دلیلا لتکذیب من أثر عن مجاھد القول المذبور‘‘۔(تحقیق أن أبا ابراہیم ”تارح“ لا ”آزر“، ص:۷۵) یعنی: اس وجہ مذکور کے رد میں نہ کوئی حجت قائم اور نہ امام مجاہد سے منقول والی اثر کی تکذیب پر کوئی دلیل۔ پھر اس ’’غیر صحیح‘‘ سے ’’غیر‘‘ کو غیر محل میں ہونا قرار دیتے ہوئے مختلف اسناد سے امام مجاہد کے چار اثر نقل فرمائے اور پھر استاذ شاکر کے قول کی قلعی کھولتے ہوئے تحریر فرمایا: ’’و بھذا یعلم أن الاسناد متعاضد، تقوی بعضه ببعض و المتن ثابت فسقط قول الأستاذ أحمد محمد شاکر‘‘۔(تحقیق أن أبا ابراہیم ”تارح“ لا ”آزر“، ص:۷۶) یعنی اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ اسناد ایک دوسرے کی ممد و معاون ہوتی ہیں کہ ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں اور متن ثابت ہے اس لیے استاذ

احمد شا کر کی بات ساقط و باطل ہوگئی‘‘۔

حقیقة البریلویة المعروف به مرآة النجدیه: قاضی عطیہ محمد سالم نے غیر اللہ سے توسل و استعانت کو بدعت وشرک قرار دیا تھا جس کے جواب میں حضور تاج الشریعہ نے قاضی صاحب کی خوب خبر لی اور انہیں اپنے گھر کا راستہ بھی دکھایا۔ چناں چہ تاج الشریعہ کے ذرا اس تیور کو ملاحظہ کریں جس میں تنقید بھی ہے تعاقب بھی اور طنز وتعریض بھی۔

آپ لکھتے ھیں: ’’فان قلتم نستغیث بالاحیاء الحاضرین و أنتم تستغیث بالأموات و الغائبین، قلنا لکم: ھل عندکم من اللہ برھان علیٰ أن الأحیاء شرکاء اللہ من دون الاموات؟ فان قلتم: لا، قلنا: فکیف ساغ عندکم سؤالھم و الاستعانة بھم و ھو عندکم شرک؟ أیجوز عندکم الشرک بالأحیاء دون الأموات؟ و أی دلیل من الشرع علیٰ جواز الشرک بالأحیاء دون المیتین؟ فان قلتم: سؤال الحی و الاستعانة به لیس شرکاً اذا لم یعتقد الحی مستقلاً بالنفع و الضرر دون اللہ، بل اعتقد أن اللہ ھو النافع و الضار، وھو مالک الأمر کله و انما ھٰذا الحی وسیلة للعون، قلنا: کذالک سؤال المیت و الاستعانة به بھذه الشریطة لیس شرکاً‘‘۔(حقیقۃ البریلویہ ۱۳۴) یعنی اگر تم کہو: ہم حاضر زندوں سے مدد مانگتے ہیں اور تم مردوں اور غائبین سے مدد چاہتے ہو۔تو میں کہوں گا: کیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل ہے کہ زندے اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں مردے نہیں؟ اگر تم کہو: نہیں،تو ہم کہیں گے: تمہارے لیے کیوں کر جائز ہوگیا کہ تم زندوں سے سوال کرو، مدد طلب کرو جبکہ یہ بھی تمہارے مذہب میں شرک ہے؟ کیا تمہارے مذہب میں زندوں کے ساتھ شرک جائز اور مردوں کے ساتھ ناجائز ہے۔شریعتِ مطہرہ کی طرف سے تمہارے پاس کون سی دلیل ہے کہ زندوں کے ساتھ شرک جائز اور مردوں کے ساتھ ناجائز ہے۔اب اگر تم کہو: زندے سے مانگنا اور مدد طلب کرنا شرک نہیں ہے جبکہ اس کے مستقلاً نفع ونقصان پہنچانے کا اعتقاد نہ رکھے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہی نفع ونقصان کا مالک اور تمام معاملات کا مالک ہے اور یہ زندہ شخص مدد کا ذریعہ اور سبب ہے۔(اس پر) ہم کہیں گے: اسی طرح ان شرطوں کے ساتھ مردے سے سوال اور استغاثہ بھی شرک نہیں ہے۔

چلتی ٹرین پر فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم: عمدۃ المحققین علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ نے چلتی ٹرین میں بلا اعادہ نمازوں کی ادائیگی کو شتربانوں والی سے واضح کرتے ہوئے فرمایا: ’’اس سے زیادہ واضح اور متفق علیہ مسئلہ شتربانوں کے قافلے کا ہے‘‘۔مصباحی صاحب کے اس قول پر تنقید کرتے ہوئے علامہ ازہری میاں فرماتے ہیں: مصباحی صاحب نے چمک کر یہ دعویٰ تو کردیا کہ ’’اس سے زیادہ واضح اور متفق علیہ مسئلہ شتربانوں کے قافلے کا ہے‘‘،اس سے اگر آپ کا مقصود یہ ہے کہ شتربانوں کا مسئلہ چلتی ٹرین کی نظیر ہے،اس لحاظ سے کہ ٹرین اور اونٹوں کا قافلہ دونوں چلتی سواریاں ہیں مگر اتنی بات ہرگز کافی نہیں جب تک کہ دونوں کا ایک حکم ہونا ثابت نہ ہولے۔اس جگہ مصباحی صاحب کو کتبِ معتمدہ سے یہ دکھانا تھا کہ دونوں کا حکم ایک ہے،کیوں نہ دکھایا؟ اس کے بجائے زبانی دعوے پر کس لیے اکتفا کیا؟ مزید یہ کہ اسے متفق علیہ تو کہا،یہ کیوں نہیں بتاتے کہ محل وفاق کیا؟‘‘۔(چلتی ٹرین،ص: ۶۴۔۶۵)

پُر زور طرز استدلال اور دلائل و براہین کی کثرت

خانوادۂ رضویہ کا یہ ایک اہم وصف ہے کہ جس مسئلے پر گفتگو ہو اس پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں اور اپنے موقف کے ثبوت میں انداز استدلال مضبوط و مستحکم اختیار کرتے ہیں ساتھ ہی دلائل و براہین کی کثرت بھی موجود ہوتی ہے جس سے مخاطب اور قاری دونوں کو موقف تسلیم کرنے میں پس و پیش کا سامنا نہیں ہوتا نیز دلائل کی کثرت کے سبب خود کو ایک جہانِ علم میں سیاحت کرتے ہوئے نظر آتا ہے اور علمی استحضار سے بھی واقف ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ کریں تاج الشریعہ کے کتب سے آپ کا یہ موروثی اسلوب تحریر۔

تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری و علیٰ حواشی المحدث السہارنفوری: قبر کے گرد چبوترہ یا کوئی مکان بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں حضور تاج الشریعہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی تحقیق کی روشنی میں کافی طویل بحث فرمائی ہے اور مزارات و قبور پر قبوں اور اس کی گرد چہار دیواری کی تعمیر پر بھی خوب روشنی ڈالی ہے۔ چناں چہ آپ فرماتے ہیں: ''أما بناء مکان عند القبر أو حول القبر فکما أن المنع من الصلوٰۃ علی القبر لایشمل المنع عن الصلوٰۃ بجنب القبر کذالک البناء حول القبر بمعزل عن النھی''۔ (تعلیقات الازہری ص: ۲۰۸۔۲۰۹) یعنی قبر کے پاس یا قبر کے گرد مکان بنانا تو جس طرح صلوٰۃ علی القبر کی ممانعت بجنب القبر کو شامل نہیں اسی طرح گردِ قبر مکان بنانا نہی (علی القبر) سے بری ہے۔ اس کے بعد آپ نے امام فقیہ النفس فخر الملۃ والدین اوز جندی کی کتاب ''خانیہ''، امام طاہر بن عبد الرشید بخاری کی ''خلاصہ''، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، مجمع بحار الانوار، بخاری شریف، ارشاد الساری، جذب القلوب، مطالب المؤمنین، نور الایمان، مراقی الفلاح وغیرہ متعدد کتب کی عبارتوں سے دلائل کے انبار لگا دئیے۔ کتاب کا مطالعہ کر کے اس سے شاد کام ہونے کا شرف حاصل کیا جا سکتا ہے، یہاں گنجائش نہیں۔

آثار قیامت: اس کتاب میں ''جب غیر اللہ کی قسم کھائی جائے'' کے تحت حضور تاج الشریعہ نے غیر اللہ کی قسم کھانا شرعاً ممنوع ہونے اور غیر اللہ کی قسم کو قسمِ شرعی سمجھ کر قسم کھانے والے کے تعلق سے احکام شرعیہ بیان کرتے ہوئے اپنے موقف کا اظہار فرمایا ساتھ ہی، فیض القدیر، طبرانی، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، اشعۃ اللمعات، مشکوٰۃ المصابیح، جامع الصغیر، رد المحتار کے اقتباسات علاوہ ازیں مزید مختلف احادیث سے مدلل و مبرہن فرمایا۔ تفصیل کے لیے آثار قیامت صفحہ: ۷۵ تا ۸۹ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

ٹائی کا مسئلہ: ٹائی حرام اشد حرام ہے، اس کے بارے میں بہت سے علماء نے فتویٰ، کتب اور رسائل لکھے ہیں انہیں علما میں سے ایک اہم اور معتبر نام حضور تاج الشریعہ کا ہے جنہوں نے اسے حرام اشد حرام فرمایا اور اس کی حرمت پر ایک الگ ہی زاویہ سے دلیل پیش فرمائی۔ چناں چہ آپ لکھتے ہیں: ''ہم بعونہ تعالیٰ اس فتویٰ مبارکہ کی تائید میں بنائے کار اس امر پر رکھیں گے جو سب کے نزدیک مسلم ہے اور وہ ہے کراس (cross) جسے مسلم و غیر مسلم سب بالاتفاق عیسائیوں کا نشان جانتے ہیں، اس کراس کا اطلاق جس طرح اس معروف نشان پر ہوتا ہے اسی طرح وہ تختہ جس پر بقول نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ پھانسی دی گئی بھی کراس کا مصداق ہے''۔ (ٹائی کا مسئلہ ص: ۱۰۔۱۱)

پھر اپنے دعوے پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''انگریزی کی متداول لغت'' Practical Advanced

''Twentieth Century Dictonary'' میں ''cross'' کے تحت ہے:

Stake with a transverse bar used for crucifixion سولی ، صلیب ، چلیپا the Cross , wooden structure on which according to christion religious belife , jesus was crucified " (ٹائی کا مسئلہ،ص:۱۱)

مزید اپنے دعوے کو مبرہن کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''جو چیز اس کراس کی شکل پر ہو وہ بھی کراس کا مصداق ہے، چناں چہ اسی ڈکشنری میں اسی جگہ پر ہے:''Anything shaped like + or x'' (ٹائی کا مسئلہ،ص:۱۱)

اور پھر ٹائی کے تعلق سے اس تحقیق کے بعد کہ ٹائی مکمل ''کراس'' کی نشان ہے، ٹائی کے بارے میں اپنا موقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''بالجملہ ٹائی مکمل ''کراس'' مع شئے زائد ہے کہ اس میں پھانسی کا پھندا بھی ہے اسی پر بوٹائی (Bowtie) کو قیاس کر لیجیے، اس کے گلے میں بندھنے سے بھی کراس کی شکل بنتی ہے۔۔۔اور کراس اور شبیہ کراس عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے تو ٹائی کو ''کراس'' مانو ''شبیہ کراس'' مانو بہر صورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جو چیز کافروں کا مذہبی شعار ہو وہ ہرگز روا نہ ہوگی اگر چہ معاذ اللہ کیسی ہی عام ہو جائے''۔(ٹائی کا مسئلہ،ص:۱۲)

ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن: ٹی وی اور ویڈیو کی حرمت کے قائلین اس کی حرمت پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اس میں نشر ہونے اور دیکھی جانے والی اشیاء کے تصویر ہے اور تصویر کی حرمت احادیث اور اقوال ائمہ سے ثابت ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے ٹی وی کی حرمت کی علت جہاں اس میں نشر ہونے والی چیزوں کا تصویر ہونا بتایا وہیں ایک دوسری وجہ بھی اس کی حرمت کی بیان فرمائی اور پھر اس وجہ کو مدلل و مبرہن کرتے ہوئے ایک دو نہیں کئی کئی دلیلیں ذکر فرمائیں۔ چناں چہ آپ دوسری وجہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''قطع نظر اس کے کہ اس میں فوٹو ہوتا ہے یا نہیں یہی ایک وجہ کہ ٹی وی کا استعمال لہو ولعب کے لیے ہوتا ہے اس کے ناجائز ہونے کے لیے وجہ کافی ہے اور علمائے کرام کا یہ دابِ مستمر ہے کہ غلبہ فساد ولہو ولعب کے وقت مطلقاً ممانعت فرماتے ہیں اور شرعِ مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ اغلب کا اعتبار فرماتی ہے اور حکم باعتبارِ اغلب ہی ہوتا ہے اور نادر ساقط الاعتبار ہوتا ہے''۔ (ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن،ص:۱۲۲)

اور پھر اس دعویٰ پر کہ'' علمائے کرام کا یہ دابِ مستمر ہے کہ غلبہ فساد ولہو ولعب کے وقت مطلقاً ممانعت فرماتے ہیں اور شرعِ مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ اغلب کا اعتبار فرماتی ہے اور حکم باعتبارِ اغلب ہی ہوتا ہے اور نادر ساقط الاعتبار ہوتا ہے'' کو متعدد دلیلوں سے ثابت فرمایا۔ چناں چہ آپ فرماتے ہیں: ''فقہا فرماتے ہیں: **لاعبرۃ بالنادر** ۔ردالمحتار میں ہے: ''**قالوا: الفتویٰ فی زمننا بقول محمد لغلبۃ الفساد**'' اسی میں ہے''**لما کان الغالب فی ھٰذہ الأزمنۃ قصد اللھو لا التقویٰ علیٰ لطاعۃ منعوا من ذالک اصلاً**'' (ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن،ص:۱۲۲)

مزید دلیل پیش کرتے ہوئے ''ردالمحتار'' ہی سے تین، ''درمختار'' سے بھی تین ''فتاویٰ عالمگیری'' سے بھی تین اور ''طحطاوی علی الدر'' سے ایک عبارت نقل فرمائی اور اس تعلق سے مزید تفصیل کے لیے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے رسالہ مبارکہ ''ھادی الناس فی رسوم الاعراس'' کے مطالعہ کی دعوت سے بھی نوازا۔

تحقیق أن أبا ابراھیم ''تارح''لا''آزر'': استاذ شاکر نے اس قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ''تارح'' یا ''تارخ'' ہے کے تعلق سے کہا کہ یہ قول غلط ہے اور اس قول پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ استاذ شاکر کے اس دعویٰ کی تردید اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ''تارح'' یا ''تارخ'' ہے کو ثابت کرتے ہوئے آپ نے اولاً قرآن کریم کی درج ذیل تین آیات پیش کیں۔

(۱) وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرٰهِيْمَ لِأَبِيْهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ أَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ؕ (ترجمہ: اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اس سے کر چکا تھا پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا)

(۲) رَبَّنَا إِنِّيْ أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ (ترجمہ: اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں)

(۳) رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ترجمہ: اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا)

پھر ان آیات کی روشنی میں تین سوالات قائم فرمائے جو یہ ہیں:

''**الاول: متیٰ وقع استغفار ابراھیم لأبیہ؟**

الثانی: و متیٰ تبین لہ أنہ عدو اللہ؟

الثالث: متیٰ ھاجر سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ و السلام الیٰ مکۃ؟ متیٰ تبرأ من أبیہ؟ أبعد القائہ فی النار و بعد ھلاک أبیہ تبرأ ثم ھاجر الیٰ مکۃ؟'' (تحقیق أن أبا ابراہیم ''تارح'' لا ''آزر'' ص: ۲۷-۱۷)

اس کے بعد نہایت محققانہ انداز میں تفصیل کے ساتھ ان سوالات پر بحث فرمائی، قرآن کریم کی روشنی میں حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے پہلوؤں کو بیان فرمایا، تاریخ کے اوراق سے حران، شام اور مکہ کی طرف آپ کی ہجرت کی وضاحت فرمائی اور اسی کے ضمن میں آپ علیہ السلام کے والد اور چچا کے زمانۂ وفات کی بھی تعیین فرمائی اور پھر ان تفصیلات سے ماخوذ ہونے والے آٹھ علمی نکات بیان فرمائے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام کے والد کا نام ''تارح'' ہے ''آزر'' نہیں۔ تفصیل کے لیے کتاب ''تحقیق ابا ابراہیم، تارح لا آزر'' کی طرف رجوع کیا جائے، یہاں اس کا ذکر طوالت کا سبب ہوگا۔

حقیقۃ البریلویۃ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ: ''البریلویہ'' کے مقدمہ نگار قاضی عطیہ نے ابن عبد الوہاب کی تعریف کا پل باندھتے ہوئے لکھ مارا کہ ابن عبد الوہاب کتاب وسنت کے داعی تھے۔ اس کی تردید میں تاج الشریعہ رقم طراز ہیں کہ وہ کیوں کر کتاب وسنت کا داعی ہو سکتا ہے جبکہ وہ اجماع اور قیاس کا منکر تھا۔ اس کے بعد آپ نے اجماع کی حجیت ثابت کرتے ہوئے نہ صرف علما و مفسرین کے اقوال سے استدلال فرمایا بلکہ احادیث اور قرآن کریم سے بھی اس کی حجیت واضح فرمائی۔ فرماتے ہیں: ''**ھٰذا القرآن اول دلیل علیٰ حجیۃ**

الاجماع و لزوم عمل به و أنه لایجوز مخالفته قال عز و جل من قائل : ''وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ قال الامام حجة الاسلام احمد بن علی الجصاص الرازی المتوفی ۳۷۰ ھ فی ''احکام القرآن'' : و فی هٰذہ الآیة دلالة علیٰ صحة اجماع الأمة''۔(حقیقۃ البریلویہ ۱۲۳) یعنی قرآن کریم اجماع کی حجیت اور اس پر عمل کے لزوم پر پہلی دلیل ہے اور یہ اس کی مخالفت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان وگواہ۔ حجۃ الاسلام امام احمد بن علی جصاص رازی نے ''احکام القرآن'' میں فرمایا: اس آیت میں اجماعِ امت کی حجیت کی دلیل ہے۔''

اس کے علاوہ آپ نے اجماع کے حجیت ہونے پر مزید کچھ اور آیتیں پیش فرمائیں اور امام جصاص کی ''احکام القرآن'' سے اس کی تفسیر نیز ''انوارالتنزیل واسرارالتاویل، تفسیرالنسفی، لباب التاویل للخازن، تفسیر ابی السعود اور التفسیر الکبیر'' سے بھی اجماع کی حجیت کو ثابت فرمایا۔

چلتی ٹرین میں فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم: محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ نے چلتی ٹرین پر نماز بلا اعادہ کے جواز پر حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے تحریر کردہ ''التعلیق المجلیٰ لما فی منیة المصلی'' سے ایک طویل اقتباس نقل فرمایا ہے اور ''احوط واشبہ'' کے مفہوم ومطلوب پر بڑے اچھے انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ اسی ''احوط واشبہ'' پر بحث کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے مفتی صاحب قبلہ کی توضیح کی تردید فرمائی ہے۔ چناں چہ پہلے آپ نے حضرت محدث سورتی کا وہ مکمل حاشیہ نقل فرمایا جسے مفتی صاحب نے اپنی تحریر میں پیش فرمایا۔ پھر ''احوط'' کے بارے میں بحث فرمائی کہ یہ الفاظ فتویٰ سے ہے اور اس کا مرتبہ استحباب میں ہونا محتاج بیان ہے۔ اس کے بعد بہترین طرز استدلال کے ساتھ ''فتاویٰ خیریہ سے ایک طویل پیراگراف، ردالمحتار سے تین جگہوں کی عبارتیں، درمختار سے ایک، فتح القدیر سے ایک اور التعلیق المجلیٰ سے بھی ایک اقتباس پیش فرما کر اپنے اس ایک موقف کو کثیر دلائل سے مزین فرمایا۔ تفصیل کے لیے آپ کی مذکورہ کتاب کے مطالعہ کی درخواست ہے۔

مراجعتِ کتبِ متداولہ

حضور تاج الشریعہ کا ایک اسلوب ''کتب متداولہ کی طرف مراجعت'' بھی ہے اور یہ اسلوب تو لازمی ہے کیوں کہ آپ اپنے موقف کی تائید میں دلائل و براہین کا انبار لگا دیتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا اسلوب ''پرزور طرزِ استدلال اور دلائل کثرت'' میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب دلائل کی کثرت ہوگی تو زیادہ سے زیادہ کتب کی طرف رجوع بھی ہوگا۔ اب ذیل میں حضور تاج الشریعہ کے کتب اور مراجعتِ کتب کثیرہ کی جھلک ملاحظہ فرمائیں جس سے آپ کی وسعتِ نظر، وسعتِ مطالعہ اور استحضار علمی ہویدا ہے۔

تعلیقات الازهری علیٰ صحیح البخاری و علیٰ حواشی المحدث السهارنفوری : یہ کتاب حضور تاج الشریعہ کا ایک عظیم کارنامہ ہے جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ اس عظیم شاہکار کے لیے آپ نے ۱۶۳ کتب کی طرف رجوع فرمایا جن میں سے چند ایک کے اسماء ملاحظہ فرمائیں: (۱) القرآن الکریم (۲) عمدة القاری شرح صحیح البخاری (۳) ارشاد الساری شرح صحیح البخاری (۴) شرح الزرقانی

علیٰ موطا الامام مالک (۵) مجمع بحار الانوار (۶) المستدرک علی الصحیحین (۷) الاتقان فی علوم القرآن (۸) الاَشباہ والنظائر (۹) فتح المعین علیٰ شرح الکنز (۱۰) رد المحتار (۱۱) لمعات التنقیح شرح المشکاۃ المصابیح (۱۲) درمختار (۱۳) فتاویٰ خیریہ (۱۴) شرح معانی الآثار (۱۵) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر (۱۶) المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج (۱۷) الفتاویٰ الحدیثیہ (۱۸) اَحکام القرآن (۱۹) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ (۲۰) اشعۃ اللمعات شرح مشکاۃ (۲۱) صحیح البخاری (۲۲) مصنف عبد الرزاق (۲۳) سیر اعلام النبلاء (۲۴) انوار التنزیل واسرار التاویل (۲۵) مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر (۲۶) تنقیۃ الایمان المعروف المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند (۲۷) فتاویٰ رضویہ (۲۸) سنن ابو داوٗد (۲۹) سنن نسائی (۳۰) سنن ترمذی (۳۱) سنن ابن ماجہ (۳۲) صحیح مسلم (۳۳) جامع العلوم والحکم (۳۴) کنز العمال (۳۵) طبقات الشافعیۃ الکبریٰ وغیرہ۔

ٹائی کا مسئلہ: اس کتاب کی تصنیف میں جن کتابوں کی طرف مراجعت کی گئی ہیں ان کے اسمایہ ہیں: (۱) قرآن کریم (۲) بیضاوی شریف (۳) صحیح البخاری (۴) مسند احمد ابن حنبل (۵) عینی (۶) اختیار شرح مختار (۷) زواجر (۸) شرح درود (۹) ہدایہ (۱۰) حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ (۱۱) فتاویٰ ہندیہ معروف بہ فتاویٰ عالمگیری (۱۲) محیط (۱۳) Practical Advanced Twentieth Century Dictonary (۱۴) گرولیئر اکیڈمک انسائیکلو پیڈیا (۱۵) فتاویٰ رضویہ (۱۶) فتاویٰ مصطفویہ (ٹائی کا مسئلہ)

آثارِ قیامت: آثارِ قیامت کی توضیح وتشریح میں حضور تاج الشریعہ نے جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے ان کی تعداد تقریباً کتیس ہے جن کے نام یہ ہیں: (۱) قرآن کریم (۲) تفسیر درمنثور (۳) تفسیر کبیر (۴) حاشیہ صاوی (۵) احکام القرآن (۶) الاتقان فی علوم القرآن (۷) اللآ ئی المصنوعہ (۸) صحیح بخاری (۹) صحیح مسلم (۱۰) جامع الترمذی (۱۱) سنن ابو داوٗد (۱۲) سنن ابن ماجہ (۱۳) مشکوٰۃ المصابیح (۱۴) کنز العمال (۱۵) مستدرک للحاکم (۱۶) مجمع الزوائد (۱۷) مسند امام احمد (۱۸) الترغیب والترہیب (۱۹) مجمع البحار (۲۰) طبرانی (۲۱) تیسیر شرح جامع صغیر (۲۲) فیض القدیر شرح جامع صغیر (۲۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (۲۴) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (۲۵) رد المحتار (۲۶) درمختار (۲۷) فتاویٰ رضویہ (۲۸) الطیب الوجیز (۲۹) بہار شریعت (۳۰) نزہۃ المجالس (۳۱) تفسیر خازن (۳۲) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔

ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن: اس کتاب میں حضور تاج الشریعہ نے جن کتابوں کے حوالے پیش کیے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔(۱) قرآن کریم (۲) رد المحتار (۳) المعجم الوسیط (۴) تبیین شرح الکنز (۵) مواقف (۶) الکشف الشافیا (۷) صحیح البخاری (۸) تفسیر بیضاوی (۹) الاشباہ والنظائر (۱۰) عطایا القدیر فی حکم التصویر (۱۱) جد الممتار (۱۲) تفسیر خازن (۱۳) درمختار (۱۴) فتاویٰ عالمگیری (۱۵) جامع الترمذی (۱۶) الملفوظ۔

تحقیق أن أبا ابراھیم "تارح" لا "آزر": اس کتاب کے مطالعہ کے دوران راقم نے اس کتاب یا اس کے حاشیہ میں جن جن کتابوں کے نام ملاحظہ کیے ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں: (۱) القرآن الکریم (۲) الحاوی للفتاویٰ (۳) قصص الانبیاء (۴) تفسیر کبیر (۵) صحیح بخاری (۶) جامع الترمذی (۷) فتح الباری (۸) تفسیر طبری (۹) الھاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۰) مرقاۃ شرح مشکاۃ (۱۱) موضوعات کبیر

(۱۲) فتح القدیر (۱۳) میزان الشریعۃ الکبریٰ (۱۴) سنن کبریٰ (۱۵) التعقیبات (۱۶) مقدمہ ابن صلاح (۱۷) المقدمۃ الجرجانیہ (۱۸) التقریب للنووی (۱۹) تدریب الراوی (۲۰) البحر المحیط (۲۱) روح البیان (۲۲) تفسیر سمرقندی (۲۳) روح المعانی (۴۲) حاشیہ جمل وغیرہ۔

حقیقۃ البریلویۃ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ: اس گراں قدر کتاب کی تصنیف میں آپ نے جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے اس کی تعداد تقریباً ۸۰ ہے۔ ان میں سے چند اہم اسما یہ ہیں: (۱) القرآن الکریم (۲) صحیح البخاری (۳) صحیح مسلم (۴) جامع الترمذی (۵) سنن نسائی (۶) سنن ابو داؤد (۷) سنن ابن ماجہ (۸) القادیانیہ (قادیانیوں کے تعلق سے اعلیٰ حضرت کے رسائل کا مجموعہ) (۹) الکلمۃ الفیصل (۱۰) ازالۃ الاوہام (۱۱) البریلویہ (۱۲) فتاویٰ رشیدیہ (۱۳) براہین قاطعہ (۱۴) دعوت فکر (۱۵) اقبال اور علماء پاکستان و ہند (۱۶) الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ (۱۷) الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ (۱۸) المعجم الاوسط (۱۹) الجوہر المنظم (۲۰) التاریخ الکبیر (۲۱) اتحاف السادۃ (۲۲) المصنف فی الاحادیث والآثار (۲۳) الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرہ (۲۴) المقالات السنیہ فی کشف ضلالات احمد ابن تیمیہ (۲۵) الشہاب الثاقب (۲۶) بہجۃ الاسرار (۲۷) تتمہ حقیقۃ الوحی (۲۸) لباب التاویل فی معانی التنزیل (۲۹) نوادر الاصول (۳۰) نزھۃ الخواطر (۳۱) نسیم الریاض (۳۲) ہدیۃ العارفین (۳۳) لسان المیزان (۳۴) البحر الرائق (۳۵) مدارج النبوۃ وغیرہ۔

چلتی ٹرین میں فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم: اس کتاب میں حضور تاج الشریعہ نے جن کتابوں سے استفادہ فرمایا ہے ان میں سے چند کے اسما کچھ یوں ہیں: (۱) فتاویٰ رضویہ (۲) فتاویٰ خیریہ (۳) التعلیق المجلی لما فی منیۃ المصلی (۴) رد المحتار (۵) در مختار (۶) فتح القدیر (۷) البحر الرائق (۸) جد الممتار (۹) نور الانوار (۱۰) ماہ نامہ اشرفیہ جولائی ۲۰۱۳ء (۱۱) خطبہ صدارت باضافۂ جدید وغیرہ۔

کتب اعلیٰ حضرت سے استفادہ کا التزام

حضور تاج الشریعہ کے اسالیب میں جو اسلوب آپ کی تمام کتابوں میں مشترک ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنے خانوادے کے بزرگوں، خصوصیت کے ساتھ اپنے جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی کتابوں سے ضرور استفادہ فرماتے ہیں اور ان کی عبارتوں کو اپنی تصنیف وتالیف اور کتب ورسائل میں ضرور بطور دلیل وحوالہ پیش فرماتے ہیں۔ اب ذیل میں تاج الشریعہ کی کتابوں میں جلوہ افروز اقتباسات و عبارات اعلیٰ حضرت نقل کیے جاتے ہیں تاکہ آپ کا یہ اسلوب بھی منظر عام پر آئے اور اعلیٰ حضرت کے کلمات سے آنکھ ودل کو ٹھنڈک پہنچے۔

تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری و علیٰ حواشی المحدث السہارنفوری: "قال جدنا الامام احمد رضا۔۔۔ و ھٰذا أحد معانی قولہ ﷺ: "أنا صاحب شفاعتھم" و المعنی الآخر الألطف الأشرف أن لا شفاعۃ لأحد بلا واسطۃ عند ذی العرش جل جلالہ الا للقرآن العظیم و لھٰذا الحبیب المرتجی الکریم ﷺ۔ (تعلیقات الازہری ص: ۱۳۲)

آثار قیامت: حضور تاج الشریعہ اپنی اس کتاب میں ایک مقام پر اپنے جد امجد کی عبارت یوں نقل فرماتے ہیں: "امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: "والدین کے ساتھ نیکی صرف یہی نہیں کہ ان کے حکم کی پابندی کی جائے اور ان کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ نیکی یہ بھی ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو ان کو ناپسند ہو اگرچہ اس کیلیے خاص طور پر ان کا کوئی حکم نہ

ہو۔اس لیےکہ ان کی ''فرمانبرداری'' اور ان کو ''خوش رکھنا'' دونوں واجب ہیں اور نافرمانی اور ناراض کرنا حرام ہے''۔ (آثار قیامت،ص:۴۱۔۴۲)

ٹائی کا مسئلہ: شعار کفار کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ نے ''ٹائی کا مسئلہ'' میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا: '' آخر میں سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ سے چند کلمات تبرکاً پیش ہیں ۔۔۔الجواب: جو بات کفار یا بدمذہبان اشرار یا فساق فجار کا ہو بغیر کسی حاجت صحیحہ کے برغبت نفس اس کا اختیار مطلقاً ممنوع و ناجائز وگناہ ہے اگرچہ وہ ایک ہی چیز ہو کہ اس سے وجہ خاص میں ضرور ان سے تشبہ ہوگا، اسی قدر منع کو کافی اگرچہ دیگر وجوہ سے تشبہ نہ ہو''۔ (ٹائی کا مسئلہ،ص:۱۴)

ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن: اس کتاب میں آپ اعلیٰ حضرت کے قول کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اب آخر میں ''الملفوظ'' کی عبارت سنتے چلیں جس سے ظاہر ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے غلبہ لہو ولعب کا لحاظ بھی فرمایا ہے۔۔۔'' (الملفوظ کی عبارت) گانے میں اصل کا حکم ہے، اگر اصل جائز یہ بھی جائز، اگر اصل حرام یہ بھی حرام مثلاً عورت و اَمرد کی آواز نہ ہو مزامیر (یعنی ساز، ڈھول وغیرہ) کی آواز نہ ہو اَشعار خلافِ شَرع نہ ہوں تو جائز ہے ورنہ نہیں اور قرآن عظیم کا سننا تو جُد (یعنی بے خودی کی کیفیت) ہے کہ عبادت ہے اور گراموفون سے سننا لہو ہے کہ وہ موضوع ہی اسی لیے ہے اگرچہ کوئی نیت لہو نہ کرے مگر اصل وضع (یعنی بناوٹ) کی تبدیل کوئی نہیں کرسکتا''۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت،ص:۴۱۸)

تحقیق أن ابا ابراهيم ''تارح'' لا ''آزر'': اپنی مذکورہ کتاب میں اپنے موقف پر بطور دلیل اعلیٰ حضرت کے رسالہ ''الهاد الكاف في حكم الضعاف'' کی عبارت ان لفظوں میں بیان فرمائی: ''قال: الامام الهمام سيدی و جدی الشيخ احمد رضا في رسالته الفذة ''الهاد الكاف في حكم الضعاف'': ''الحديث اذا روی بطرق عدة و كانت كلها ضعيفة ۔۔۔ فالضعيف لاجتماعه بالضيف يتقوی''۔ (تحقیق أن اباابراہیم ''تارح'' لا ''آزر''،۷۷)

حقيقة البريلوية المعروف به مرآة النجديه: اس مایہ ناز کتاب میں فرقہ وہابیہ کے بارے میں لکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت اور عبارت اعلیٰ حضرت یوں ذکر کرتے ہیں: ''قال الشيخ في التصنيفه المذكورة اللطيف المفيد المبارك يذكرهم: ''منهم الوهابية الشيطانية وهم كالفرقة الشيطانية من الروافض''۔ (حقیقۃ البریلویہ،ص:۳۸)

چلتی ٹرین میں فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم: حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب میں اپنے جد امجد کے فتویٰ سے استفادہ کرتے ہوئے بایں الفاظ نقل فرمایا: ''اب ہم فتاویٰ رضویہ سے مسئلہ دائرہ کے متعلق ایک فتویٰ مع سوال جواب نقل کریں۔۔۔ (سوال کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں) الجواب: فرض اور واجب جیسے وتر و نذر اور ملحق بہ یعنی سنت فجر چلتی ریل میں نہیں ہوسکتے اگر ریل نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے پڑھ لے پھر اعادہ کرے تحقیق یہ ہے کہ استقرار بالکلیہ ولو بالوسائط زمین یا تابع زمین پر کہ زمین سے متصل جب تک استقرار زمین پر اور وہ بھی بالکلیہ نہ ہو تو چلنے کی حالت کیسے جائز ہوسکتی ہے کہ نفس استقرار ہی نہیں بخلاف کشتی رواں جس سے نزول متیسر نہ ہو کہ اسے روکیں گے بھی تو استقرار پانی پر ہوگا نہ کہ زمین پر لہٰذا سیر ووقوف برابر لیکن اگر ریل روک لی جائے تو زمین ہی پر ٹھہرے گی اور مثل تخت ہوجائے گی''۔ (چلتی ٹرین،ص:۶۹)

ازالہ اعتراض واوہام

آثار قیامت: اگر کوئی شخص اپنے نفس کے زجر وتہدید اور مکروہ وممنوع سے اجتناب کے لیے کوئی ایسی قسم کھائے جس کا ظاہری معنیٰ کفر پر مشتمل ہو، ایسے شخص پر کیا حکم شرعی عائد ہوگا بیان کرتے ہوئے تاج الشریعہ فرماتے ہیں: ''قائل جب تک حانث نہ ہو، کافر نہ ٹھہرے گا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ایسی قسم کھانا سخت شنیع اشد حرام ہے۔ جس سے قائل پر توبہ لازم ہے اور احتیاطاً تجدید ایمان بھی ضرور''۔ (ص ۸۵) اب اس مقام پر ایک سوال پیدا ہوتا تھا کہ اگر شخص مذکور حانث ہو جائے تو کیا اس پر کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟ تو اس سوال مقدر کا جواب دیتے ہوئے آپ آگے لکھتے ہیں: ''رہی یہ بات کہ بصورت حنث اس پر کفارہ ہے یا نہیں تو ائمۂ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ قسم توڑنے کی صورت میں اس پر کفارۂ قسم لازم ہوگا جب کہ کسی فعل آئندہ پر قسم کو معلق کیا ہو اور اس کی نظیر تحریمِ مباح ہے یعنی کسی فعل مباح کو اپنے اوپر بذریعہ قسم حرام کرلے''۔ (آثارِ قیامت، ص: ۸۶)

ٹائی کا مسئلہ: حضور تاج الشریعہ نے شعار کفری کے بارے میں ''ٹائی کا مسئلہ'' میں ایک جگہ رقم فرمایا کہ ''شعار کفری ہمیشہ کفر ہی رہے گا کہ وہ اپنے وضع کو ملزوم ہے اور وہ کفر کے لیے ہے'' اور آپ نے ثابت فرمایا کہ ''ٹائی'' عیسائیوں کا شعار ہے جیسا کہ کتاب مذکور سے واضح ہے تو اس سے اول نظر میں یہ وہم اپنا چہرہ دکھا رہا تھا کہ جب ٹائی شعار کفری ہے تو ان مسلمانوں پر کیا حکم شرعی عائد ہوگا جو اسے بخوشی اپنے گلے کا ہار بناتے ہیں۔ کیا ان پر بھی حکم کفر ہوگا؟ اس وہم کا ازالہ فرماتے ہوئے تاج الشریعہ تحریر فرماتے ہیں: ''البتہ شعارِ کفری اختیار کرنے کی صورت میں مسلم کی تکفیرِ قطعی اس وقت ہوگی جبکہ یہ ثابت ہو کہ اس نے اپنے قصد وارادہ سے اس کو شعارِ کفری جانتے ہوئے کافروں سے موافقت کے لیے اپنایا، اس صورت میں تشبہ التزامی ہوگا ورنہ مسلمان کو کافر نہیں کہیں گے لیکن توبہ کا حکم دیں گے اور احتیاطاً تجدیدِ ایمان کا بھی حکم ہوگا کہ کفار سے اس فعل کفری میں تشبہ قصداً نہ سہی صورۃً وضرورتاً ہوا اور اظہر یہ ہے کہ تجدیدِ ایمان کا حکم ایسی صورت میں دیا جائے گا جبکہ اس فعل کفری میں تشبہ ظاہر تر ہو۔ بہر حال کسی فعل یا قول کا کفر ہونا اور ہے اور قائل وفاعل کو کافر قرار دینا اور''۔ (ٹائی کا مسئلہ، ص: ۲۴)

ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن: شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں مدظلہ العالی نے تصاویر کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ دام ظلہ العالی سے سوال فرمایا تھا کہ ثابت کیجیے کہ جہاں جہاں نصوص میں تصاویر وتماثیل کا لفظ آیا ہے اس سے اس کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں۔ کیوں نہیں؟۔ اپنے اوپر ہونے والے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے کیا فرمایا، ملاحظہ فرمائیں: ''بے شک حقیقی معنیٰ مراد ہے اور وہ معنیٰ عام جو صورت وعکس دونوں کو شامل ہے۔ تو دونوں کا بنانا حرام ہے اور آپ کے اس ''اندازہ مذکورہ'' سے ادعائے حقیقت محض نامتصور اور اس سے عام نصوص میں دعویٰ خصوص قطعاً نامعتبر''۔ (ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن ۶۴)

تحقیق أن ابا ابراهیم ''تارح'' لا ''آزر'': اس کتاب میں ایک مقام پر ایک وہم کی گنجائش تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے نام ''تارح'' والی تمام روایات ضعیف ہیں جیسا کہ استاذ احمد شاکر نے بھی بیان کیا تو یہ معتبر نہیں کیوں کہ ضعیف کا اعتبار نہیں۔ اس وہم کا ازالہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''والحدیث الضعیف یتقویٰ بکثرۃ الطرق، ویترقی الیٰ درجۃ الحسن''۔ (تحقیق ابا ابراہیم، ص: ۷۷)

یعنی حدیث ضعیف کثرتِ طرق کے سبب قوی ہو کر حسن کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ پھر اپنے اس قول کو ''الھاد الکاف فی حکم الضعاف، مرقاۃ المفاتیح، موضوعات کبیر، فتح القدیر، میزان الشریعۃ الکبریٰ تعقبیات علی الموضوعات، مقدمۃ ابن صلاح، المقدمۃ الجرجانیہ، فتح المغیث بشرح الالفیہ، تقریب النووی، تدریب الراوی'' کی عبارات سے مبرہن فرمایا۔

حقیقۃ البریلویۃ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ: قاضی عطیہ نے اہل سنت و جماعت پر الزام و بہتان تراشی کرتے ہوئے اپنے مقدمہ میں لکھا: ''**والموقف الثانی : مع البریلویین فی المسلکھم ، فقد جمعوا بین الافراط و التفریط ، فافرطوا فی معتقداتھم فی معبوداتھم من دون اللہ ، من أحیاء أو أموات حتیٰ أعطوھم صفۃ القادر المقتدر ، و وضعوا أیدی مشایخھم و دعاتھم علیٰ خزائن الدنیا و بأیدیھم أقلام البراء ۃ للآخرۃ**''۔ (حقیقۃ البریلویہ، ص: ۱۶۵) یعنی دوسرا موقف بریلویوں کے ساتھ ان کے مسلک کے بارے میں ہے کہ ان لوگوں نے افراط و تفریط کو جمع کر لیا ہے۔ چناں چہ وہ اپنی فرطِ عقیدت میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے زندہ اور مردہ معبودوں کے سلسلے میں افراط کے جال میں پھنس گئے ہیں حتیٰ کہ انہیں قادر و مقتدر جیسے اوصاف سے متصف کر دیا (یہیں تک نہیں بلکہ) اپنے مشائخ و دعاۃ کے ہاتھوں میں دنیا کے خزانے (کی کنجیاں) رکھ دیں اور ان کے ہاتھوں میں نجاتِ آخرت کے قلم بھی دے بیٹھے۔

اس بے بنیاد اور بے سر و پا الزامات اور سوال کا حضور تاج الشریعہ نے تحقیقی مدلل اور منہ توڑ جواب دیتے ہوئے اپنے قلم کو یوں حرکت دیتے ہیں: ''**و الجواب عن ھٰذا أن اللہ سبحانہ و تعالیٰ ھو الذی جعل أولیائہ من عبادہ مدبرین لأمرہ بأمرہ ، وھو الذی أورثھم الأرض ، حیث قال عز و جل من قائل:** ''وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ''۔ **۔۔ فاللہ ھو الذی أعطی أولیاء صفۃ القادر و المقتدر ، و وضع أیدی أولیاءہ علیٰ خزائن الدنیا ، فلیتّھم عطیۃ اللہ سبحانہ و تعالیٰ - و العیاذ باللہ سبحانہ و تعالیٰ - جعل من عبادہ شرکاء لہ ، و ھو سبحانہ و تعالیٰ یصنع ھٰذا الصنیع بأولیاءہ تعالیٰ فحسب**'' (حقیقۃ البریلویہ، ص: ۱۶۵) یعنی اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی نے اپنے بندوں میں سے اولیاء کرام کو اپنے معاملات کا مدبر بنایا ہے چناں چہ فرمایا: اور بیشک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ ۔تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہی نے بذات خود (اپنے) اولیا کو قادر و مقتدر جیسی صفت عطا فرمائی اور اپنے اولیا کے ہاتھوں میں دنیا کے خزانے دیے۔ اس لیے اے عطیہ (والعیاذ باللہ) اللہ تبارک و تعالیٰ پر اعتراض کرنا چاہیے تھا کہ اس نے اپنے بندوں کو اپنا شریک ٹھہرا لیا حالاں کہ وہ اس سے پاک و منزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے اولیا کے ساتھ ایسا کرنا ہی ہمارے لیے کافی ہے۔

چلتی ٹرین پر فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم: محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ نے چلتی ٹرین میں فرض و واجب نماز کے جواز میں اکابرین علمائے اہل سنت میں سے دو بڑی شخصیت کے فتاویٰ پیش فرمائے۔ اب سوال سر ابھارتا ہے کہ اگر چلتی ٹرین میں نماز جائز نہیں تو ان علما نے کیوں کر ایسا فتویٰ دیا۔ اس سوال مقدر کا جواب دیتے ہوئے تاج الشریعہ لکھتے ہیں: ''جہاں تک حضرت مولانا عبد الحی فرنگی محلی اور حضرت مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری کے فتویٰ کا سوال ہے تو ان حضرات نے چلتی ٹرین کا الحاق چلتی کشتی کے ساتھ کیا ہے

جیسا کہ ان کی عبارت سے ظاہر ہے، گو کہ چلتی ٹرین کا الحاق چلتی کشتی کے ساتھ صحیح نہیں۔ کیوں کہ چلتی ٹرین جب ٹھہرے گی تو زمین پر ٹھہرے گی اور اس سے متصل با تصال قرار ہو گی اور مثل تخت ہو جائے گی جبکہ چلتی کشتی اگر رو کی جائے تو پانی پر رکے گی اور پانی زمین سے متصل با تصال قرار نہیں۔ لہٰذا چلتی کشتی پر نماز کی صحت کے لیے استقرار علی الارض اور اتحاد مکان کی شرط کا حصول ناممکن ہونے کے سبب ساقط ہے، جبکہ ٹرین میں استقرار کی شرط کا حصول ممکن، اس لیے ساقط نہیں''۔ (چلتی ٹرین،ص:۴۵)

یہ ہیں اسالیب تاج الشریعہ کی مختصر جھلک۔ ان اسالیب کے علاوہ اور بھی اسالیب ہیں مثلاً عقائد اہل سنت کی جلوہ گری، فرقۂ ضالہ مضلہ کا ردو ابطال، بغیر تصنع مقفیٰ و مسجع جملوں کی جھلک، اپنی نگارشات میں قرآنی آیات، عربی فقرے یا جملے کا ضم وغیرہ۔ صرف نثر میں ہی نہیں بلکہ نظم میں بھی درج بالا بہت سے اسالیب موجود ہیں لیکن کیا کیا جائے زبان پر قلتِ وقت کا شکوہ ہے، جس کے سبب قلم کو یہیں ساقط و صامت کرنا پڑ ا رہا ہے۔ خیر اب شکوہ سے کچھ نہیں بنتا کہ جو ہونا ہے وہی ہونا ہے اور جو نہیں ہونا ہے وہ نہیں ہونا ہے۔

حضور تاج الشریعہ اور آپ کا درس بخاری

مفتی صلاح الدین رضوی، انڈیا

جانشین حضور مفتی اعظم ہند وارث علوم اعلیٰ حضرت علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے ۱۹۶۷ء میں جامعہ ازہر مصر سے فراغت کے بعد اپنے مادر علمی یادگار رضا مرکز علم وعرفان جامعہ رضویہ منظر اسلام میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آج درس وتدریس کا تعلق ان کے جسم سے نہیں بلکہ ان کی روح سے ہے، درس وتدریس ان کی روحانی غذا ہے گیارہ سال بعد آپ کے برادر اکبر حضور ریحان ملت علیہ الرحمۃ نے دار العلوم منظر اسلام کے صدر المدرسین کی ذمہ داری آپ کے کاندھوں پر ڈال دی آپ نے اس منصب عظیم کی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی نبھاتے ہوئے تعلیمی و تنظیمی اعتبار سے دار العلوم کی شہرت ومقبولیت کا پایا بہت بلند فرمادیا اور مصروفیت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا تو باضابطہ درس وتدریس کا سلسلہ ممکن نہ رہ سکا، لیکن اس کے باوجود تصنیف وتالیف، تحقیق وتدقیق، ترجمہ وتعریب، فقہ وافتاء جیسے علمی کاموں میں مصروف رہے اور بین الاقوامی مبلغ اور عالمی شہرت یافتہ پیر ہونے کی وجہ سے دنیا کے اکثر ممالک میں بیعت وارادت وارشاد کی خاطر تبلیغی اسفار کے باوجود لکھنے پڑھنے اور تعلیم وتعلم کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوا یہاں تک کہ آپ نے اپنے دولت کدہ مخصوص اوقات میں درس قرآن و درس حدیث کی محفل سجادی۔ یہاں درس وتدریس کی افادیت اتنی بڑھی اور اتنی مقبول ومعروف ہوئی کہ اس حلقۂ درس میں شرف تلمذ پانے اور زانوئے تلمذ تہہ کرنے کے لئے منظر اسلام، مظہر اسلام اور جامعہ نوریہ کے طلباء کی بڑی تعداد جمع ہوگئی ختم بخاری شریف تدریس کی اونچی منزل ہے۔ آپ نے یہ کام بھی بحسن وخوبی انجام دیا افتتاح بخاری پھر ختم بخاری کا سلسلہ مدارس اہلسنت میں شروع

ہواتو بڑھتا ہی چلا گیا۔مدارس اہلسنت کے اساتذہ وطلباء کی خواہش پر جلوہ بار ہو کر افتتاح بخاری وختم بخاری کی محفلوں کو رونق بخشی طلباء وعوام وخواص کے سامنے علمی گوہر لٹائے اور فیض وکرم کی موسلا دھار بارش سے دلوں کی سوکھی کھیتیوں کو ہریالی بخشی اور ایسا لگتا تھا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ وامام مسلم کی محفلوں کو جانشین کی حیثیت سے سنوار رہے ہیں ۔اور اپنے اساتذہ واجداد کی یاد تازہ کر رہے ہیں ۔

قارئین کرام! یہ بات اظہر من الشمس ہے اسلامی تصنیفات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جومقبولیت بخاری کو عطا فرمائی وہ آج تک کسی تصنیف کو حاصل نہ ہوسکی بلکہ خود امام بخاری کی دوسری تصنیفات کو بھی حاصل نہ ہوئی شرقاً وغرباً تمام ممالک اسلامیہ میں اس کا سکہ بیٹھا ہوا ہے نیز علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد بخاری سے زیادہ کوئی صحیح کتاب روئے زمین پر موجود نہیں ہے ۔صحیح بخاری کی معراج کمال یہ ہے کہ مصنف کی ذات کی طرح ان کی کتاب بھی بارگاہ رب العالمین میں مقبول ہوئی ،اور سرکار کائنات ﷺ نے اس کو اپنی کتاب فرمایا۔امام بخاری کا اسلوب اس کتاب میں یہ ہے کہ پہلے باب باندھتے ہیں کبھی کبھی باب کی مناسبت سے ایک یا چند آیات ذکر کرتے ہیں کبھی باب سے متعلق احادیث اور اقوال سلف صحابہ یا ائمہ تابعین یا تبع تابعین ذکر کرتے ہیں پھر باب کی موئید کوئی ایسی حدیث ہوتی ہے جو ان کے شرائط پر پوری ہو اسے مع سند کے ذکر کرتے ہیں کبھی ایک کبھی متعدد کبھی مفصل کبھی مختصر کبھی پوری حدیث کبھی حدیث کا کوئی جز ذکر کرتے ہیں اور کبھی حدیث کے جز ہی کو عنوان بنا دیتے ہیں حضور تاج الشریعہ کی حیات طیبہ میں پچھلے دنوں ایک آڈیو کیسٹ سامنے آئی جس میں حضور ازہری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان بخاری شریف کا درس دیتے ہوئے امام بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان کے قائم کردہ ایک عنوان پر تحقیقی علمی بحث فرما رہے ہیں یہ بحث بہت طویل ہے کثرت دلائل وبراہین ،طرز استدلال ،قوت استنباط ،فقہی بصیرت ،عالمانہ فکر دیکھ کر حضرت امام ابن الہمام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے حضور تاج الشریعہ نے عنوان کے تحت ذکر کردہ حدیث کی تشریح وتوضیح مذاہب مختلفہ اور ان کے دلائل کی تفصیل ،حل لغات ،اعراب کی مختلف صورتیں اور ان کی وضاحت ۔متعارض احادیث میں مطابقت اور اسمائے رجال پر محدثانہ ومحققانہ بحث فرما کر جس طرح امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی ترجیح فرمائی ہے اسے پڑھ کر اور سن کر ہر انصاف پسند محقق یہ ماننے پر مجبور ہو جائے گا کہ حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ کا مقام جس طرح فقہ میں بلند وبالا ہے اسی طرح علم حدیث میں بھی ارفع واعلیٰ ہے ۔

آئیے اب ہم آپ کو حضور تاج الشریعہ کے درس بخاری شریف کے تحقیق کے جلوے دکھاتے ہیں جس سے آپ خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ علم حدیث میں آپ کا مقام کتنا اونچا ہے ۔حضرت امام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب بخاری شریف کتاب الوضوء میں صفحہ ۲۶ (مطبوعہ مجلس البرکات) جلد نمبر ا میں ایک باب اس طرح قائم کیا ہے (**باب لا یستقبل القبلہ بغائط او بولٍ الا عند البناء جدارٍ او نحوہ**) یعنی پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کیا جائے لیکن جب عمارت میں ہو تو یا کسی دیوار یا اس طرح کی جیسی چیز کی آڑ ہو تو کوئی حرج نہیں ۔پھر اس باب کے تحت مع سند مندرجہ ذیل حدیث بیان کی ہے: **حدثنا آدم قال ثنا ابن ابی ذئب قال ثنا الزھری عن عطا ابن یزید اللیثی عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اتی احدکم الغائط**

فلا یستقبل القبلۃ فلا یولھا ظھرہ شرقوا او غربوا ۔امام بخاری روایت کرتے ہیں ہمیں آدم نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا مجھے زہری نے ہمیں ابن ذئب نے حدیث بیان کی از عطاء بن یزید اللیثی از حضرت ابی ایوب انصاری انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص پاخانہ کرنے جائے تو قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ اس کی طرف پیٹھ کرے مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف منہ کرو۔حضور تاج الشریعہ نے حدیث پاک بیان کرنے کے بعد لفظ غائط و بول کو مقدم کرنے اور مؤخر کرنے کے اعتبار سے مختلف نسخوں کا تذکرہ فرمایا پھر مختلف سندوں کے ساتھ حدیث کہاں کہاں ذکر کی گئی ہے اس وک تفصیل کے ساتھ بیان کیا پھر حدیث کی تشریح و توضیح مشکل الفاظ کے معانی،اعراب،بیان لغات وغیرہ کے بعد فرمایا کہ مسئلہ مذکورہ میں مشہور و معروف کل چار مذاہب پائے جاتے ہیں۔

مذہب اول: مطلقا عدم جواز،چاہے جنگل ہو یا عمارت،یہ مذہب حضرت امام اعظم،حضرت مجاہد،حضرت ابراہیم نخعی،حضرت سفیان ثوری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے،اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام حنبل کا بھی ہے،اور خود راوئ حدیث حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے،جیسا کہ ابو ایوب کا یہ جملہ اس پر واضح دلیل ہے۔فقدمنا الشام فوجدنا مراحیض قد بنیت نحو الکعبۃ فکنا ننحرف عنھا و نستغفر اللہ تعالیٰ۔اگر حضرت ابو ایوب انصاری نے ممانعت کو عام نہ سمجھا ہوتا یعنی (صحراء ہو یا بنیان) تو مکان میں قضائے حاجت کے وقت انحراف اور استغفار کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

مذہب دوم: فضا اور صحراء میں ناجائز۔بنیان اور اماکن میں جائز یہ مذہب امام شعبی،امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل کا ہے،ان حضرات کی دلیل مروان اصفر سے مروی وہ حدیث ہے جسکی تخریج ابو داؤد نے کی ہے رئیت ابن اناخ راحلتہ و جلس یبول الیھا فقلت ابا عبد الرحمٰن الیس قد نھی عن ھذا قال بلیٰ انہ نھی عن ذالک فی الفضاء فاذا کان بنیک و بین القبلۃ شئ یسترک فلا باس۔اور اسکی تخریج ابن خزیمہ،حاکم،دارقطنی،بیہقی نے بھی کی ہے،انکی دوسری حدیث جس سے ان حضرات نے اپنے موقف پر استلال کیا وہ بھی عبد اللہ ابن عمر ہی کی ہے،جس میں انہوں نے فعل رسول کی حکایت کی ہے،عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں رقیت یوما علی بیت اختی حفصۃ فرئیت النبی ﷺ یقضی حاجتہ مستقبل الشام مستدبر القبلۃ،مذکورہ حدیث کو حضرت امام بخاری،حضرت امام مسلم،حضرت ابو داؤد،ترمذی،نسائی،ابن ماجہ،اور داری وغیرہ نے روایت کیا۔حضور تاج الشریعہ نے اس جگہ انتہائی محدثانہ اور محققانہ گفتگو فرمائی،اور بہت ساری وجہوں سے حضرت ابو ایوب انصاری کی حدیث کو ترجیح دی ہے۔۔مثلاً

(۱) ابن عمر کی پہلی حدیث موقوف ہے اور ابو ایوب انصاری کی حدیث مرفوع،اس لئے پہلے حضرت ابو ایوب انصاری کی حدیث کو ترجیح ہوگی

(۲) ابن عمر کی دوسری حدیث اگرچہ مرفوع ہے مگر وہ فعل رسول کی حکایت ہے اور فعلی حدیث ہے،اور حضرت ابو ایوب انصاری کی حدیث قولی اور قولی حدیث کو فعلی حدیث پر ترجیح ہوگی۔

(۳) حضرت ابو ایوب کی حدیث حرمت اور ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور ابن عمر کی حلت و اباحت پر اور شریعت کا قاعدہ ہے،اذا اجتمع الحلال و الحرام رجح الحرام (جب حلال و حرام کسی جگہ جمع ہو جائیں تو حرام کو ترجیح ہوگی)

(۴) اگر مکان مین رخصت اس وجہ سے ہے کہ شرم گاہ اور قبلہ کے درمیان دیوار حائل ہے تو جنگل میں بھی رخصت ہونا چاہئے کہ وہاں بھی پہاڑ وغیرہ حائل ہیں مگر آپ وہاں حرمت کے قائل ہیں تو یہاں کیوں نہیں؟

(۵) راویٔ حدیث حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی ممانعت کو عام سمجھا، یہاں آ کر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے اصول حدیث، اصول فقہ، فن جرح وتعدیل اور اسمائے رجال کی روشنی میں ایسی معرکۃ الآرا بحث کی ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب چاند وسورج کی طرح روشن ہوجاتا ہے۔

مذہب سوم: صحراء اور اماکن میں استقبال قبلہ ناجائز اور استدبار قبلہ جائز، فقہ کی مشہور ومعروف کتاب ہدایہ میں اسکو ان الفاظ کیساتھ نقل کیا گیا ہے: **والاستدبار یکرہ فی روایۃ لما فیہ من ترک العظیم ولا یکرہ فی روایۃ لان المستدیر فرجہ غیر مواز القبلۃ وما ینحط منہ ینحط الی الارض بخلاف المستقبل لان فرجہ موازلھا وماینحط منہ ینحط الیھا۔**

اس مذہب سوم کی بنیاد بھی حضرت ابن عمر کے قول پر ہے جس میں انہوں نے فعل رسول کی حکایت کی، ابن عمر کی حدیث پر بالتفصیل گفتگو ماسبق میں ہوچکی ہے اور حضرت ابوایوب انصاری کی حدیث کا راجح ہونا بیان ہوچکا۔

مذہب چہارم: مطلق اباحت۔ اباحت کے قائلین میں بعض وہ حضرات ہیں جنہوں نے حدیث میں تعارض دیکھکر قاعدہ اذا تعارض تساقط کی بنیاد پر اصل کی طرف رجوع کیا اور وہ اصل کیا ہے اباحت ہے، ان حضرات نے حضرت عمر کی حدیث نیز ابن ماجہ کی اس حدیث کو جسے عراک نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے حضرت ابوایوب کی حدیث کے معارض خیال کیا اور تعارض کی وجہ سے اصل اباحت کا قول کیا عراک کی حدیث یہ ہے۔ **عن عائشۃ قالت ذکر عندہ النبی ﷺ قوم یکرھون ان یستقبلوا بفروجھم القبلۃ فقال اراھم قد فعلوھا استقبلوا بمقعدی القبلۃ۔** (مذکورہ حدیث کو امام بیہقی طیالسی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے) بہت سے محدثین نے اسکو ضعیف قرار دیا ہے مگر حضور تاج الشریعہ نے نصب الرایہ سے امام زیلعی کا یہ قول پیش کیا۔ قال الزیلعی قال ابن دقیق قال الاثرم، قال احمد، احسن مافی الرخصۃ۔ حدیث عائشہ وان کان مرسلاً فان مخرجہ حسن، حضور تاج الشریعہ کہتے ہیں اسکو مرسل کہنے کی وجہ یہ ہے عراک نے حضرت عائشہ سے نہ سنا ہو پھر تاج الشریعہ فتح القدیر کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ممکن ہے عراک نے حضرت عائشہ سے سنا ہو کیونکہ عراک کا حضرت ابوہریرہ سے سننا ثابت ہے اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت عائشہ کا وصال ایک ہی سال ہوا ہے اس لئے عراک کا حضرت عائشہ سے سننا بعید نہیں اس لئے وہ دونوں ایک ہی شہر میں تھے، حضرت تاج الشریعہ نے اس جگہ عراک کی دو حدیثیں بیان کیں پہلی حدیث کو امام مسلم نے اور دوسری حدیث کو دارقطنی نے تخریج کیا دارقطنی کی حدیث میں تحدیث کی صراحت کی گئی ہے حدیث مسلم یہ ہے۔ عراک نے کہا: **عن عائشۃ جاءتنی مسکینۃ تحمل ابنتین لھا** ۔حدیث دارقطنی اس طرح ہے، عراک نے کہا: **حدثتنی عائشۃ رضی اللہ عنھا انہ ﷺ لما بلغہ قول الناس أمر بمقعدتہ فاستقبل لھا**، اباحت کے قائلین میں سے بعض حضرات نے نسخ کا دعوی کیا ان حضرات میں حضرت عروہ بن زبیر۔ حضرت ربیعۃ الرائے حضرت ابوداؤد وغیرہ ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ ممانعت کی جو احادیث کریمہ ہیں وہ منسوخ ہوچکی ہیں۔

اور ناسخ حضرت مجاہد کی وہ حدیث ہے جسکو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے ۔نہانا رسول اللہ ﷺ ان نستقبل القبلة او نستدبر ها ببولٍ، ثم رئيته قبل ان يفيض بعام يستقبلها، اس حدیث کو حضرت ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے بیان کیا ہے یہ مسلم کی شرط پر صحیح کہنا صحیح نہیں، اس لئے کہ امام مسلم نے ابان بن صالح جو حدیث مجاہد عن جابر کے راوی ہیں انکی کوئی روایت مسلم میں تخریج ہی نہیں کی تو پھر مسلم کی شرط کیسے صحیح ہوگی ۔حضرت حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ۔ کان رسول الله ﷺ قد نهانا ان نستقبل القبلة او نستدبر ها بفرو جها اذا اهر قنا الماء ثم رئيته قبل موته بعام ببولٍ الى القبلة ۔اس حدیث کے راوی ابان ابن صالح ہیں انکو یحییٰ ابن معین ابو زرعہ، ابو حاتم، نے ثقہ قرار دیا امام ترمذی نے علل کبیر میں فرمایا ۔سالت محمد بن اسماعيل يعنى البخارى عن هذا الحديث فقال صحيح و الاحوط المنع لان الناسخ لابدان يكون فى قوت المنسوخ وهذا وان فعله لايقاوم وما تقدم مما اتفق عليه الستة وغيرها مما اخرج كثيراً مع ان الذى فيه حكاية فعله وهو ليس صريحاً فى نسخ التشريع القولى بجواز الخصوصية ۔اس مقام پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے درس دیتے ہوئے طحاوی، فتح القدیر، بنایہ نصب الرایہ اور عینی وغیرہ کتب کے حوالے سے ایک تحقیقی بحث کی ہے اور اپنے دلائل قاہرہ سے یہ ثابت فرمادیا ہے یہ حدیث ابو ایوب کی حدیث کی ناسخ نہیں ہوسکتی ۔ یہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو صحت میں حضرت ابو ایوب انصاری کے برابر نہیں ہوسکتی ۔جسکی تخریج پر آئمہ ستہ کا اتفاق ہے اس کے علاوہ اس میں فعل رسول کی حکایت ہے جو حدیث قولی کے منسوخ ہونے پر دلیل نہیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ خصائص نبوت سے ہو۔ اسلئے نسخ پر استدلال نہ صرف ظاہر کے خلاف ہے بلکہ سخت ضعیف ہے، حضور تاج الشریعہ نے چاروں مذہب اور ان کے دلائل بیان کرنے کے بعد حنفی مذہب کی تائید وتوثیق وترجیح میں مفصل گفتگو فرمائی اور براہین اور دلائل قاہرہ سے واضح اور روشن فرمادیا کہ امام اعظم کا مسلک ہی اس سلسلے میں راجح اور محتاط ہے، اس پر عمل کیا جائے تب ہی خانہ کعبہ کی تعظیم وتکریم اور قبلہ کی عظمت کا حق ادا ہوسکتا ہے، پھر درس دیتے ہوئے آپ نے مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ سے چند احادیث مع عبارت بیان کی ہیں ۔پہلی حدیث عبد اللہ ابن حارث کی ہے، دوسری معقل ابن ابی معقل کی، تیسری حضرت سلمان فارسی کی ۔جن میں حضور ﷺ نے قضائے حاجت کے وقت استقبال واستدبار قبلہ کو منع فرمایا ہے، آپ ان احادیث کے عموم واطلاق سے استدلال فرماتے ہوئے کہتے ہیں حدیث میں لفظ نہیٰ عام ہے اس لئے صحراء ہو یا مکان قضائے حاجت کے وقت استقبال واستدبار دونوں ناجائز وحرام ہیں ۔ پھر آپ نے حدیث کے آخری حصہ میں شرقوا او غربوا پر ایسی دل نشیں عدیم المثال گفتگو فرمائی ہے کہ طبیعت خوش ہوجاتی ہے اور وجدان کہہ اٹھتا ہے کہ واقعی آپ وارث علوم اعلیٰ حضرت تھے، اسی لئے محدث کبیر نے کہا ہے جب ہم تاج الشریعہ کی کوئی تحریر یا فتویٰ پڑھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت کی تحریر یا فتویٰ پڑھتے ہیں ۔

حضور تاج الشریعہ شرقوا وغربوا کا مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں کہ یہ خطاب اہل مدینہ، اہل شام، اہل یمن اور ان حضرات سے ہے جن کا قبلہ نہ جہت مشرق ہے نہ جہت مغرب ۔اور جن کا قبلہ جہت مشرق یا جہت مغرب ہو ان کیلئے حکم یہ ہے کہ قضائے حاجت کے وقت وہ شمال یا جنوب کی طرف منہ کرے، علاوہ ازیں دوران درس آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حالات بھی تفصیل کے ساتھ ببیان

فرمائے، نیز بخاری کی اس حدیث پر جوعنوان کے تحت درج کی گئی مکمل بحث کے بعد آداب خلاء سے متعلق بھی نہایت ہی مفید اور مثبت گفتگو فرمائی اور تفصیل کیساتھ بتایا کہ کس چیز سے استنجاء کرنا چاہئے اور کس چیز سے استنجاء کرنا ممنوع ہے اور اسی کیساتھ یہ مسئلہ بھی واضح فرمادیا کہ جس طرح بالغ کیلئے قضائے حاجت کے وقت استقبال قبلہ یا استدبار قبلہ ناجائز ہے اسی طرح اس کیلئے یہ بھی ناجائز ہے کہ بچوں کو قبلہ رخ بٹھا کر پیشاب یا پاخانہ کرائے۔اور اس پر مزید یہ بھی افادہ فرمایا کہ اگر بھول کر قبلہ رخ بیٹھ گیا تو بقدر امکان گھوم جائے اور انحراف کرے اور اس کے ثبوت میں فقہ حنفی کی معروف ومشہور کتاب عالمگیری میں تبیین سے اور فتح القدیر سے جزئیات کا حوالہ پیش کیا۔اور زبانی پڑھ کر سنا بھی دیا۔ مضمون کی طوالت کو مدنظر رکھتے ہوئے بس اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔یقیناً حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کا یہ درس بخاری جو آڈیو کیسٹ کے ذریعہ گوش گزار ہوا تحقیق وتدقیق کا منہ بولتا ثبوت اور علوم ومعارف کا انمول گنجینہ اور دینی وفقہی معلومات کا قیمتی سرمایہ ہے،حضور تاج الشریعہ نے مذہب امام اعظم کو ثابت کرنے اور ظاہر کرنے میں دلائل وبراہین کے انبار لگادیئے ہیں،اپنے ہر قول میں اصول روایت ودرایت کو ملحوظ رکھا۔اپنی ہر بات کو معتبر ومستند حوالجات سے مزین فرمایا۔زبانی طویل احادیث کے متون کو بیان کرنا انکے راویوں پر جرح وتعدیل کرنا۔شراح حدیث کے اقوال کو پیش رکھتے ہوئے فنی واصولی انداز میں بحث کرتے ہوئے ترجیح وراجح ومرجوح کو بیان کرنا۔پھر مختلف کتب سے دقیق وطویل بحثوں کو سمیٹ کرانکو آسان الفاظ میں پیش کرنا۔یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔یہ وہی کرسکتا ہے جو اپنے اندر وسعت علم۔دقت نظر۔تبحر علمی،کمال استحضار،طریقۂ استدلال،کثرت مطالعہ،مجتہدانہ شان،فقیہانہ بصیرت،محدثانہ آن بان،محققانہ انداز،علوم ومعاف کی جامعیت رکھتا ہو۔بلاشبہ سارے کمالات حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے اندر بدرجۂ اتم پائے جاتے ہیں اسی طرح سے آپکے دوسرے دروس اور حواشی نہایت ہی وقیع۔فکر انگیز اور معلومات افزا ہیں جن پر منحۃ الباری فی حل صحیح البخاری کے اسباق اور تعلیقات زاہرہ علی صحیح البخاری شاہد عدل ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے درجات کو بلند فرمائے اور انکی چھوڑی ہوئی تحقیقات وتدقیقات سے ہمیں استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

تاج الشریعہ اور مکتوبات ومراسلات

مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی،نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ انڈیا

انسانوں میں مکتوب نگاری کارواج صدیوں پرانا ہے۔اسے خاص کسی صدی سے مختص کرنا اور یہ کہنا کہ مکتوب نگاری فلاں صدی میں شروع ہوئی بس اندازوں پر منحصر مانی جاسکتی ہے،اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔اہل علم کے نزدیک انبیائے کرام میں خاص کر سلیمان علیہ السلام اور ہمارے نبی محمد ﷺ کے خطوط عموماً زیر بحث رہے ہیں۔اور اسلاف میں شیخ مجدد الف ثانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مکاتیب کو کافی شہرت حاصل ہوئی ہے۔برصغیر میں دیگر علماو دانشوران قوم کے مکتوبات سے قطع نظر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت

محدث بریلوی قدس سرہٗ کے مکاتیب کو بھی خوب پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔اور اس سے اہل علم نے خوب استفادہ بھی کیا ہے اور کر رہے ہیں آگے بھی کرتے رہیں گے۔

اردو نثر کی بات کریں تو مکتوب نگاری اردو نثر کی ایک باضابطہ اور مستقل صنف شمار کی جاتی ہے۔یہ صنف اپنے آپ میں بڑی وسعت کی حامل ہے۔اس میں کسی عنوان،کسی موضوع،کسی خاص فکر یا کسی خاص انداز کی قید نہیں ہے۔اردو نثر کے اسلوب کے دائرے میں مافی الضمیر بیان ہو جائے بس مکتوب ہونے کے لیے یہی کافی ہے۔یہاں ایک بات کا خیال رہے کہ مکتوب نگاری اور مراسلہ نگاری یہ الگ دو صنف نہیں ہیں بلکہ ایک ہی صنف میں دونوں شامل ہیں۔اس میں اگر غور کیا جائے تو کوئی بڑا فرق بھی نہیں ہے مکتوب اور مراسلہ ایک ہی چیز کا نام ہے،دونوں کا ماخذ و مرجع ایک ہی ہوتا ہے،البتہ مرجع الیہ دو ہوتے ہیں۔مکتوب جسے خط سے تعبیر کرتے ہیں وہ خاص ہوتا ہے کسی شخص کے نام،کسی مجلس کے نام،چند احباب کے نام اور مراسلہ عام ہوتا ہے پوری قوم کے نام۔مکتوب خفیہ رکھا جاتا ہے اور مراسلہ کو عام اور ظاہر کیا جاتا ہے۔الغرض مکتوب و مراسلہ اپنی اصل اور اپنے معنیٰ و مفہوم کے اعتبار سے تو ایک ہی ہیں البتہ مرجع الیہ اور مرسل الیہ کے اعتبار سے مختلف ہیں۔اسی لیے اہل علم کے یہاں مکتوب اور مراسلہ دونوں کو مکتوبات ہی میں شمار کیا جاتا ہے۔

دور حاضر میں مکتوب نگاری کا چلن آخری سانسیں لیتا نظر آ رہا ہے۔ایک دہائی پہلے تک مکتوب نگاری کا خوب دور رہا مگر اب انٹرنیٹ سے میل کی آمد و رفت،وہاٹس ایپ ٹیلی گرام اور دیگر سوشل میڈیائی سروسز سے پیغام رسانی کافی حد تک آسان ہونے کے سبب خطوط نگاری کا سلسلہ ختم سا ہو گیا ہے۔مگر اس کے باوجود بھی خطوط نگاری کی اہمیت و افادیت اب تک برقرار ہے۔اس کی زندہ مثال اکابر علما و مشائخ و دانشوران قوم کے مکاتیب و خطوط کی ترویج و اشاعت ہے۔جو دن بدن ترقی پا رہی ہے۔اس صدی میں جس قدر مکتوبات و مراسلات کے مجموعے شائع ہوئے اور جس قدر اسلاف کے مکتوبات پر کام ہوا پچھلی صدیوں میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا۔

ہم یہاں یہ بھی باور کرا دیں کہ مکتوب و مراسلہ کی اہمیت و افادیت مکتوب نگار کی ذات پر منحصر ہوتی ہے۔ذات جس قدر معتبر و مستند ہوگی خط کو اسی قدر استناد و اعتبار کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔نبی کریم ﷺ کے خط کے مقابلے کائنات میں کسی کا خط نہیں رکھا جا سکتا کیوں کہ ذات اس قدر بلند و بالا ہے کہ اس کے مقابلے کا امکان ہی نہیں ہے۔تو پھر خط کا کیا مقابلہ؟ درجہ بدرجہ یہ سلسلہ نیچے تک رہے گا۔جو جس قدر معزز،مکرم،معتبر،مستند،ہوگا خط کو بھی اسی اعتبار سے عز و تکریم استناد و اعتبار حاصل ہوگا۔مکتوب نگاری کے حوالے سے اس مختصر تمہید کے بعد ہم اپنے عنوان کی طرف رخ کرتے ہیں اور اپنے عنوان کے پیش نظر،امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے خاندان کے چشم و چراغ،اہلسنت کے مایہ ناز عالم،قاضی القضاۃ فی الہند،تاج الشریعہ،شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قادری،نوری،ازہری، بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کی مکتوب نگاری کے حوالے سے چند سطور قلمبند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تاج الشریعہ کے تعارف کی یہاں بالکل حاجت نہیں ہے۔کیوں کہ تاج الشریعہ خود ہی اپنا تعارف ہیں۔علمی حیثیت،خاندانی اثر و رسوخ، خانقاہی وقار،ولایتی معیار،فقہی مقام،تحقیقی مزاج،مذہبی و مسلکی تصلب،سیاسی تدبر،یہ چند وہ خوبیاں ہیں جن کے سبب تاج الشریعہ زمانہ بھر

میں مشہور ہیں۔آپ کی مکتوب نگاری میں یہ ساری خوبیاں وافر مقدار میں پائی جاتی ہیں۔زبان کا اسلوب عمدہ وانوکھا تحریر خوبصورت،انداز بیان سلیس ورواں،آپ کے مکاتیب کا اہم حصہ ہے۔آپ کے مکاتیب ومراسلات،مذہبی،شرعی،سیاسی،سماجی،ہر موضوع پر موجود ہیں۔

آپ کے خط اکابر علماء،تلامذہ وخلفاء اور ارباب علم ودانش اور اہل سیاست کے نام ہوا کرتے تھے۔البتہ آپ سے علماء،دانشوران قوم کے علاوہ عام طبقہ نے بھی بذریعہ مکتوب اکتساب فیض کیا ہے۔ہم یہاں آپ کے ارسال کردہ چند خطوط ومراسلات اور چند آپ کی بارگاہ میں موصول ہونے والے خطوط نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مکتوبات تاج الشریعہ

مکتوب بنام سید رضوان میاں نبیرۂ صدر الافاضل:

چند دہائی قبل ہندوستان میں حضور صدر الافاضل قدس سرہٗ کی سیادت کو لے کر علماء میں بحث چھڑ گئی،کچھ علماء کو مغالطہ ہوا کہ صدر الافاضل سید نہیں ہیں اور پھر یہ مسئلہ کافی زور پکڑ گیا۔حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہٗ نے اس سلسلہ میں کسی موقع پر مبہم انداز میں کچھ فرمادیا جس سے مانعین علماء کو موقع ہاتھ آ گیا اور یہ بحث مزید طول پکڑ گئی۔حضور تاج الشریعہ کے حوالے سے خانوادۂ نعیمیہ کو یہ خبر ملی تو حیرت کے ساتھ افسوس بھی ہوا کہ سادات کے معاملہ میں اس قدر محتاط شخصیت کے حوالے سے یہ بات واقعی تکلیف دہ اور ساتھ ہی نقصان دہ ہے۔خانوادۂ نعیمیہ کی طرف سے جب تحقیق حال کی گئی تو اس سلسلہ میں تاج الشریعہ نے نبیرۂ صدر الافاضل رضوان ملت حضرت سید رضوان میاں علیہ الرحمہ کے نام درج ذیل خط لکھا۔خط میں اپنی جانب سے جس احسن طریقہ سے اور عمدہ انداز میں معاملہ کا تصفیہ فرمایا اس سے آپ کے حسن تدبیر،دور اندیشی،منکسر المزاجی کے ساتھ سادات کے ساتھ آپ کے والہانہ لگاؤ کا بھی پتہ چلتا ہے۔خط کا ایک ایک حرف پڑھے جانے سے تعلق رکھتا ہے،ملاحظہ کریں:

محب گرامی سلام مسنون!

حضور صدر الافاضل علیہ الرحم ※ والرضوان اپنی علمی جلالت اور شرافت ودینداری اور خدمات دینیہ کے سبب ویسے بھی قابل احترام ہیں خانوادہ کے لیے خاص طور سے اس لیے کہ سرکار اعلیٰ حضرت سے ان کی اپنی ایک نسبت ہے ہوسکتا ہے فقیر کی زبان سے بے خیالی میں جملہ نکل گیا ہو،حضور سید علامہ نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہٗ العزیز ہم سب کے محترم اور آبروئے سنیت ہیں اگر آپ حضرات کو فقیر کی کسی بات سے تکلیف پہنچی ہو تو فقیر معذرت خواہ ہے۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری نوری غفرلہٗ

(شہزادۂ رضوان ملت،حضرت سید نعیم الدین منعم میاں دام ظلہ نے خط کی کاپی عطا فرمائی۔)

☆......☆......☆

مکتوب بنام مفتی غلام مجتبیٰ مجتبیٰ:

مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی صدر مفتی دارالعلوم دیوان شاہ بھیونڈی تھانہ مہاراشٹر نے تاج الشریعہ سے لفظ ایلچی بمعنی رسول بولنے پر حکم تکفیر

کے سلسلے میں چند سوالات پر مبنی ایک خط ارسال کیا۔خط میں ذکر کیا گیا کہ آپ نے سائل ذاکر حسین اشرفی صاحب کے لفظ ایلچی بمعنی رسول بولنے سے متعلق سوال کے جواب میں تحریری وزبانی بحکم فقہا کفر فرمایا ہے۔حالانکہ امام اہل سنت نے فتاویٰ رضویہ شریف میں جابجا نکاح کے باب میں لفظ رسول عام شخص کے لیے استعمال کیا ہے۔جس کے سبب آپ کے خلاف بعض حاسدین نے کتاب بھی لکھی اور''علامہ اختر رضاخاں صاحب کی رو سے اعلیٰ حضرت کفر کی زد میں'' سرخی کے ساتھ اشتہار بازی بھی کی ہے۔لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ لفظ رسول کے جائز مواقع کیا ہیں اور اس کے کفر ہونے کی علامت کیا ہے؟ تاج الشریعہ نے بالترتیب مفتی غلام مجتبیٰ صاحب کے خط میں درج تین سوالات کے بالترتیب جوابات مرحمت فرمائے۔اور لفظ رسول کے استعمال کے جائز و ناجائز مواقع اور محل کی طرف بالحوالہ نشان دہی فرمائی ہے اور لفظ رسول کے اضافت کے ساتھ یا بغیر اضافت استعمال پر حکم شرعی بیان کیا ہے۔تاج الشریعہ کا یہ معرکۃ الآرا جواب درج ذیل خط میں ملاحظہ فرمائیں۔آپ رقم طراز ہیں:

مولانا المحترم زید مجدہ السامی

بعد ماھو المسنون

جواب سوال نمبر (۱) میں ہندیہ کی عبارت پیش ہے جو یہ ہے:''**وکذلک لو قال: أنا رسول اللہ، أو قال بالفارسیۃ من بیغمبرم یرید بہ من بیغام می برم یکفر**''(ج ۲ ص ۲۶۳: ہندیہ مطبوعہ بیروت لبنان)

ہندیہ کے محشی ومصحح علامہ عبدالرحمٰن بحراوی مصری علیہ الرحمہ نے فارسی عبارت مندرجہ بالا کا ترجمہ عربی میں یوں کیا:''**انا رسول یرید اوصل الخبر**۔''

مجمع الانھر ج ۱ ص ۶۹۲: مطبوعہ بیروت لبنان میں ہے:''**ویکفر لقولہ انا رسول ملتقطاً**۔''

سردست یہ عبارتیں پیش کی جاتی ہیں اور تلاش وتتبع سے بکثرت عبارات دستیاب ہوں گی۔مگر اس کی فرصت مجھ بیمار کو نہیں۔پھر مسئلہ خود اس قدر واضح وجلی ہے کہ اصلاً کسی تصریح کی حاجت نہیں۔کون نہیں جانتا کہ مطلق رسول جس میں کسی مرسِل کی طرف اضافت نہ ہو اس سے شرعاً وعرفاً رسول اللہ ہی مراد ہوتے ہیں۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم، تو رسول مطلق مرسَل من اللہ کے ساتھ خاص ہوا۔اس کا اطلاق بلا قرینہ مقالیہ صارفہ غیر رسول پر ضرور حرام بلکہ کفر ہوگا۔اور تاویل نہ سنی جائے گی۔کہ رسول شرعاً وعرفاً مرسَل من اللہ کے لئے مخصوص ومتعین ہو گیا اور یہ اس لفظ کا معنی متبادر قرار پا چکا۔تو جب تک قرینہ مقالیہ صارفہ عن الظاہر نہ ہو، حکم وہی ہے جو فقہاء نے دیا۔اور قرینہ صارف اضافت ہے۔بالجملہ لفظ رسول جب اضافت کے ساتھ یوں بولا جائے کہ صاف آشکار ہو جائے کہ اس جگہ رسول سے وہ شرعی وعرفی معنی مراد ومحتمل نہ رہے تو وہ حکم نہیں جو فقہائے کرام لفظ رسول کے اطلاق بے اضافت پر لکھتے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ان عبارتوں میں لفظ رسول بمعنی قاصد مستعمل ہوا ہے۔اور قرینہ مقالیہ کہ اضافت ہے صاف بتا رہا ہے کہ اس جگہ رسول اس شرعی معنی میں استعمال نہ ہوا جس کا اطلاق غیر رسول پر ممنوع ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تفصیل اوپر گزری یہیں سے فرق واضح ہے اور مثالیں سیدنا اعلیٰ حضرت کے کلام میں استعمال جائز کی گزریں۔

وقس علی ضدھا مایمنع وبضدھا تتبین الاشیاء۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

۴؍صفر ۱۴۱۶ھ/ ۴؍جولائی ۱۹۹۶ء

(نوادرات تاج الشریعہ،ص ۱۸۲)

مکتوب بنام جناب عثمان عارف گورنر اتر پردیش:

تاج الشریعہ کے خالہ زاد بھائی محترم سراج رضا خان صاحب اور دیگر احباب کرتولی، بدایوں میں کھیتی کے سلسلے میں رہتے تھے۔ غیر مسلموں کی شر پسندی سے انہیں خطرات لاحق ہوئے تو انہوں نے تاج الشریعہ کی بارگاہ میں معروضہ پیش کیا۔ یہ معاملہ چوں کہ سیاست سے ہی بآسانی سلجھ سکتا تھا اس لیے آپ نے اپنے ایک معتقد و محب محترم جناب عثمان عارف صاحب بدایونی جو کہ اس وقت اتر پردیش کے گورنر تھے۔ ان کے نام خط لکھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے سیاسی اثر و رسوخ کی بنیاد پر وہاں کے غیر مسلموں کی شر انگیزی پر قابو کریں اور حضرت کے بھائیوں کے لیے آسانی بہم فراہم کریں۔ تاکہ وہ کاشت کاری میں دقت محسوس نہ کریں اور انہیں وہاں کوئی تکلیف نہ ہو۔ ملاحظہ ہو حضرت کا تحریر کردہ خط:

محب گرامی جناب عثمان عارف صاحب

سلام مسنون

امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے فقیر آج حج و زیارت کے لئے روانہ ہو رہا ہے حامل رقعہ عزیزی سراج رضا سلمہ میرے خالہ زاد بھائی ہیں یہ خود اور میرے دوسرے برادران موضع کرتولی پوسٹ بناور ضلع بدایوں میں کاشت کے سلسلے میں رہتے ہیں وہاں غیر مسلموں کی کثیر آبادی ہے حال ہی میں کچھ فرقہ پرست عناصر نے فساد کرانے کی کوشش کی تھی اور میرے اعزا کے لیے سخت خطرہ ہو گیا تھا فی الحال معاملہ دب گیا ہے لیکن تناؤ برقرار ہے آپ براہ کرم خصوصی توجہ دے کر پولیس کے ذریعے ایسا انتظام کرا دیں کہ آئندہ کبھی کسی طرح کے ہنگامہ کی نوبت نہ آسکے۔

والسلام

فقیر محمد اختر رضا خان قادری غفرلہٗ

(یہ خط جناب فواد رضا خان صاحب بریلی شریف کے شکریہ کے ساتھ پیش ہے۔)

مکتوب بنام مولانا تحسین رضا کانپوری:

مجموعۂ اعمال رضا تعویذات کے حوالے سے ایک معتبر کتاب ہے۔اس میں امام اہل سنت اور دیگر بزرگوں کے نقوش وتعویذات منقول ہیں۔اس سے ہر خاص وعام مستفید ہو رہا ہے۔کچھ لوگ اس کا استعمال بغیر اجازت کرتے ہیں جس سے انہیں نقصان اٹھانا پڑ جاتا ہے اور اہل علم خاص کرا پنے بزرگوں سے اس کی اجازت طلب کر لیتے ہیں جس کے بعد انہیں اس سے خاطر خواہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔اور وہ نقصان سے محفوظ رہتے ہیں۔اسی سلسلہ میں کانپور سے مولانا تحسین رضا صاحب نے حضرت سے اس مجموعہ کی اجازت طلب کی حضرت نے اجازت مرحمت فرمائی اور چوں کہ عموماً لوگوں نے تعویذات کو تجارت کا ذریعہ بنالیا ہے اس لیے حضرت نے ''محض خدمت خلق'' کی قید لگا کر اسے ذریعہ تجارت نہ بنانے کا حکم بھی دیا۔خط ملاحظہ ہو:

برادر دینی ویقینی

سلام مسنون

آپ کا مرسلہ مکتوب ملا۔یہ فقیر بعونہٖ تعالیٰ وبکرمہ آپ کو مجموعۂ اعمال رضا کی اجازت دیتا ہے۔اس سے کام لیں۔یہ کتاب وہاں نہ ہو تو بریلی سے منگا لیں۔محض خدمت خلق کے لیے اس کام کو انجام دیں۔

دعا گو: محمد اختر رضا قادری غفرلہٗ

(یہ خط مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی صاحب کے شکریہ کے ساتھ پیش ہے۔)

☆......☆......☆

مراسلہ بسلسلہ اشاعت ماہنامہ قاری، دہلی:

۱۹۸۶ء میں جب آپ حج کے لیے تشریف لے گئے تو چوں کہ وہاں نجدیوں کی حکومت ہے اور عموماً مساجد میں انہیں کے مقرر کردہ امام ہیں۔آپ نے خود اپنی نماز ادا کی وہابی ونجدی امام کی اقتدا نہیں کی۔بس اسی بنیاد پر ۳۱/اگست کو نجدی حکومت کی طرف سے آپ کی گرفتاری ہوگئی۔آپ نے بارہا پوچھا کہ مجھے کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے مگر کوئی جرم ہوتا تو بتاتے بھی بس آپ کے مسلک ومشرب عقائد ونظریات کے حوالے سے استفسارات کرتے رہے حضرت نے ہر سوال کا معقول جواب دیا پھر بھی آپ کو جیل میں رکھا گیا۔جب پورے ہندوستان بلکہ برصغیر سے علماء ومشائخ نے سعودی حکومت کے خلاف آواز احتجاج بلند کی تو مجبوری گیارہ دن کے بعد سعودی حکومت نے حضرت کو رہا کیا۔حضرت نے اپنے وطن مراجعت فرماتے ہی سعودی حکومت کے نام ایک عام مراسلہ شائع فرمایا۔نیز سعودی سفیر اور دیگر سیاسی ارکان نے رابطہ کر کے سعودی حکومت سے وجہ بتانے کو کہا اور کیوں کہ اس طرح وہ سنی مسلمانوں کے ساتھ کھلباڑ کرتے رہتے ہیں ان سے معافی کا مطالبہ بھی کیا۔حضرت کا وہ مراسلہ ماہنامہ قاری دہلی میں ''میرا قصور کیا تھا سعودی حکمراں جواب دیں'' کے عنوان سے شائع ہوا۔مراسلہ پیش ہے ملاحظہ کریں:

نئی دہلی۔ آج جبکہ الحاد و بے دینی اور مغربیت و سامراجیت نے عالم اسلام کے خلاف دینی، علمی، سیاسی، اخلاقی، تہذیبی، صنعتی ہر محاذ پر جنگ چھیڑ رکھی ہے اور اسے شکست دینے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کی جارہی ہیں۔ ایسے نازک وقت میں سارے مسلمانان عالم کے درمیان اتحاد و اتفاق اور یگانگت و ہم آہنگی کی جو شدید ضرورت ہے اور موجودہ حالات کا جو تقاضا ہے اس سے کوئی صاحب گوش و ہوش انسان صرف نظر نہیں کرسکتا لیکن اس سال سفر حج کے دوران میرے ساتھ جو سانحہ پیش آیا وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سامراجی طاقتیں مسلمانوں کے درمیان اختلاف و انتشار پھیلانے کے درپے ہیں اور حرمین طیبین کی مقدس سرزمین میں بھی ان کی ناپاک سرگرمیاں جاری ہیں۔ حج کے اس مبارک سفر میں، میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسے دینی لحاظ سے کفر و شرک یا حرام قرار دیا جاسکے کسی غیر قانونی و غیر اخلاقی حرکت کا بھی مجھ پر کوئی الزام نہیں۔ تحریری یا زبانی طور پر وہاں میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسے سیاسی سازش یا تخریب کاری کا نام دیا جاسکے۔ اس کے باوجود مجھے کیوں گرفتار کیا گیا پستول کی نوک پر میری تلاشی لی گئی غیر متعلق سوالات کیے گئے مجھے زیارت مدینہ منورہ سے محروم رکھ کر جدہ ایئرپورٹ تک ہتھکڑیاں پہنا کرلایا گیا۔ اور بار بار میرے سوال کے باوجود اس قید و بند کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ اس کا مجھے سعودی عرب سے جواب چاہیے اور ہر حال میں اسے تحریری جواب دینا ہوگا، عام مسلمانوں سے معافی مانگنی ہوگی اور آئندہ کسی حاجی کے ساتھ دست اندازی کی ایسی جسارت نہ کرنے کا وعدہ کرنا ہوگا۔ وزارت خارجہ ہند اور سعودی سفیر متعینہ دہلی سے رابطہ قائم ہے اس سلسلے میں جو جوابات موصول ہوں گے ان سے مسلمانان ہند کو اخبارات کے ذریعے مطلع کیا جاتا رہے گا۔ فقط والسلام

محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ

وارد حال دہلی ۲/اکتوبر ۱۹۸۶ء

(ماہنامہ قاری نومبر ۱۹۸۶ء/صفحہ ۸۰)

☆......☆......☆

مکتوبات اصحاب علم و دانش بنام تاج الشریعہ

اوراق سابقہ میں منقولہ خطوط وہ تھے جو حضرت نے تحریر فرمائے۔ اب ہم یہاں کچھ خطوط وہ نقل کردیں جو اکابر علما و مشائخ اور دانشوران قوم کی طرف سے آپ کو ارسال کیے گئے۔

مکتوب حضرت سید مظفر حسین کچھوچھوی:

حرمین شریفین پر ۱۹۲۴ء سے مسلسل نجدی بربریت جاری ہے۔ مزارات مقدسہ کا انہدام، مآثر متبرکہ کی بے حرمتی و پامالی اور اہل حرمین پر تشدد، یہ سب کچھ ان کے لیے بہت ہی معمولی سا کام ہے۔ قطع نظر ان سب باتوں سے نجدیوں، سعودیوں نے گنبد خضریٰ کے انہدام کی بھی کوششیں کیں، یہ الگ بات کہ ناکام رہے۔ البتہ موقع تلاش کرتے رہے، منصوبے بناتے رہے، مگر مسلمانان عالم اسلام کے جذبات کے مقابل ان کے سارے منصوبے خاکستر ہوتے چلے گئے۔ ۱۹۸۴ء میں جب حضور سید مظفر حسین کچھوچھوی قدس سرہٗ نے سفر حج فرمایا اور حرمین

طیبین پر نجدی وحشیانہ سلوک دیکھا اور گنبد خضریٰ کے حوالے سے نجدیوں کی گستاخانہ حرکتیں ملاحظہ کیں تو تڑپ اٹھے اور نجدیوں کی ان حرکتوں کے خلاف ایک لائحۂ عمل تیار کر کے ان کی ظالمانہ حرکتوں کی روک تھام کے لیے منصوبہ بند عملی تیاری کا ارادہ فرمایا۔ جس کے لیے آپ نے علماء و مشائخ کی ایک میٹنگ رکھی اسی سلسلے میں تاج الشریعہ کو بھی مدعو کیا۔ خط کے الفاظ میں اپنائیت کا عنصر وافر مقدار میں محسوس ہوگا۔ خط ملاحظہ کریں:

محترمی۔ السلام علیکم

امسال حج بیت اللہ شریف کے موقع پر میں نے جو کچھ حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے یا انہدام گنبد خضراء کے سلسلہ میں حکومت سعودیہ کی جو ناپاک سازشیں نہ صرف قولی بلکہ عملی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔ وہ دنیائے سنیت کے لئے ایک کھلا چیلنج ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ کنزالایمان پر پابندی لگانے کے بعد سعودیہ عربیہ کا یہ دوسرا ناپاک قدم ہمارے ایمان وعقیدے کا ایک امتحان ہے۔ جو کچھ مسجد نبوی و گنبد خضراء کو تباہ کرنے کا منصوبہ یہودیوں کے مشورہ سے طے ہو چکا ہے۔ دعوت نامہ میں ان تفصیلات کا لانا دشوار ہے اگر آپ حضرات کے نزدیک گنبد خضراء کا تحفظ ہمارے ایمان وعقیدے میں ضروری ہے اور سعودیہ عربیہ کے اس ناپاک ارادے کو ناکام بنانے کا حوصلہ ہے تو بتاریخ ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ شعبان مئی جمعہ، سنیچر دارالعلوم غریب نواز الہ آباد میں تشریف لا کر اپنے مفید مشوروں سے ایک لائحہ عمل مرتب فرما کر عملی قدم اٹھائیں ورنہ آنے والی نسلیں ہم لوگوں کو معاف نہ کریں گی اور دنیا میں ہم بنام سنیت منہ دکھانے کے قابل نہ ہوں گے۔ آپ کی جماعتی ذمہ داری اور دینی حمیت پر اعتماد ہے کہ ہم پر سفر خرچ کا بوجھ نہ ڈالیں گے۔ قیام وطعام کی سہولت ہمارا اخلاقی فریضہ ہے۔

منتظر کرم

سید مظفر حسین۔ ایم۔ پی

(مطبوعہ: ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف جون، جولائی ۱۹۸۴ء ص ۲۹)

☆......☆......☆

تعزیتی مکتوب حضور حافظ ملت:

تاج الشریعہ کے والد گرامی حضرت مفسر اعظم ہند جیلانی میاں نور اللہ مرقدہ کا وصال ۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۲ر جون ۱۹۶۵ء بروز شنبہ صبح ۷ بجے ہوا۔ بے شمار علما ومشائخ کے تعزیتی پیغامات تاج الشریعہ کو موصول ہوئے انہیں میں سے ایک پیغام حضور حافظ ملت کا بھی تھا ہم وہ تعزیتی مکتوب یہاں نقل کرتے ہیں ملاحظہ کریں:

مکرم ومحترم ومحتشم جناب مولانا اختر رضا خاں صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحم ※

طویل سفر سے واپسی پر آپ کے والد صاحب علیہ الرحم ※ والرضوان کی خبر رحلت ملی۔ حضرت موصوف صوری ومعنوی تمام خوبیوں کے جامع تھے، جامع الکمالا ت تھے، دین متین کی بڑی زریں خدمت انجام دیتے تھے۔ حضرت مرحوم کا وجود بڑا ہی قیمتی تھا رحلت سے ایک خلاء محسوس ہو رہا ہے۔ سخت صدمہ ہے، نہایت افسوس ہے، مشیت ربانی میں بجز صبر چارہ نہیں۔ لہ ما اعطیٰ ولہ ما اخذ و کل شی باجل

مسمّٰی فلتصبر ولتحتسب۔

حضرت قبلہ کے لئے دارالعلوم اشرفیہ میں جلسہ تعزیت منعقد ہوا۔ختم قرآن مجید،اور ۱۷ پارہ کاایصال ثواب کیا گیا۔

عبدالعزیز عفی عنہ

(مفسر اعظم ہند ص ۶۷،۶۸: از ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بحوالہ حیات حافظ ملت ص ۴۸۸)

☆......☆......☆

مکتوب علامہ محمد حسن میلسی پاکستان:

۱۹۸۳ء میں جب آپ نے پاکستان کادورہ فرمایا۔تواہل پاکستان نے آپ کاخوب استقبال کیا۔علماوعوام نے آپ کی شخصیت سے خوب استفادہ کیا۔اس پورے سفر کی مختصر مگر دل چسپ روداد مولانا محمد حسن میلسی پاکستان سے ملاحظہ کریں۔جوانہوں نے حضرت کی ہندوستان واپسی پر حضرت کے نام اپنے ایک طویل خط میں بیان کی ہے۔لکھتے ہیں:

شہزادہ والامخدوم ومحترم مولانا مفتی محمداختر رضاخان صاحب قبلہ ازہری مدظلہ ہدیہ سلام مسنون ادعیہ،خلوص ومشحون فقیر بریلی شریف مارہرہ مطہرہ، اجمیر شریف ،درگاہ چارقطب، ہانسی ضلع حصار، ہریانہ سے واپس ہواتو معلوم ہواکہ حضور والامراجعت فرما چکے ہیں۔ ماشاء المولیٰ یہاں آپ کے دورہ کے واضح روحانی اثرات پائے جاتے ہیں۔فقیر ملتان شریف،خانیوال،فیصل آباد،لائلپور شریف حاضر ہوا اورعلماء واحباب کو آپ کامداح پایا۔عوام وخواص کی زبان سے بے ساختہ نکلتاہے،اختر میاں میں محدث اعظم پاکستان کی جھلک نظر آتی ہے۔کیوں کہ ان لوگوں نے سیدناامام حجۃ الاسلام قدس سرہٗ،سرکار حضور مفتی اعظم قبلہ علیہ الرحمہ کی زیارت تو کی نہیں۔بریلی کے نمائندہ وترجمان کی حیثیت سے حضرت محدث اعظم پاکستان سیدی مرشدی مولانا محمد سرداراحمد صاحب قبلہ قدس سرہٗ کو دیکھا،اس لیے ہر ایک کی زبان پر یہی آتاہے کہ اختر میں محدث اعظم پاکستان کی جھلک نظر آتی ہے۔

گھڑی کی چین کے مسئلہ پر ہمارے صاجزادگان مولانا حاجی محمد فضل کریم حامد،مولانا صاجزادہ غازی فضل احمد رضا صاحب سلمھم سے آپ کی گفتگو کامیاب رہی۔ہم لوگوں نے بھی بہت کوشش کی تھی مگر وہ آپ کی گفتگو سے مطمئن ہو گئے،اب وہ خود گھڑی کی چین دوسروں سے اترواتے ہیں۔شیخ المعقول حضرت علامہ غلام رسول صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور شریف سے بھی آپ کاعلمی مذاکرہ ہوا۔احباب علما متاثر ہوئے اورفقیر آستانہ کواس سے خوشی ہوئی حضرت آپ سے بہت زیادہ توقعات ہیں۔مولاعزوجل آپ کو کامیاب فرمائے آمین پاکستان میں آپ کے ورود مسعود سے سنیت،رضویت مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کوتازگی مل گئی۔گو میں خود حاضر نہیں تھا مگر ہر جگہ آپ کے دورہ کے واضح کامیاب روحانی اثرات ملتے ہیں۔فقیر نے بریلی شریف پہنچ کرحسب الحکم آپ کے دولت کدے پر خیریت عرض کردی تھی،میلاد شریف میں بھی شرکت کرتارہاہوں،دوبارکھانااورناشتہ کی سعادت بھی حاصل کی پھرایک خط بھی بریلی شریف سے پاکستان آپ کے نام لایاتھا۔وہ جناب حضرت محترم شوکت حسن خان صاحب کوڈاک کے ذریعے بھیج دیاہے۔

میلسی کے احباب وخدام کو زیارت کی حسرت باقی رہی۔آپ کے پاکستان تشریف لانے کے بعد فقیر بریلی شریف،اجمیر شریف، مارہرہ مطہرہ وغیرہ حاضر ہوگیا۔اس وقت دوسری جگہ کا آپ کا ویزا نہ ہوا تھا بعد میں ویزا ہوا ہوگا مگر فقیر بھارت جاچکا تھا لہذا اہل میلسی محروم رہے،حالانکہ پاکستان آنے کے لئے سب سے پہلی دعوت واصرار مجھ فقیر ہی کا تھا۔حضرت مولانا صاجزادہ محمد منان رضا خان صاحب سلّمہ سے بیس عدد فتاویٰ رضویہ لایا تھا،ان کی رقم میں جلدی حسب طلب کراچی حاضر نہ کرسکا۔اگر حضرت منانی میاں فرمادیں تو وہ رقم اب کراچی شوکت میاں کو ارسال کردوں؟ مطلع فرمادیں۔

فقیر دارالعلوم نوریہ رضویہ،مسجد اکبری،مرزائی مسجد بھی حاضر ہوا حضرت علامہ تحسین رضا خان صاحب کی زیارت اور طلباء سے مختصر خطاب کا شرف حاصل ہوا۔مولانا منان رضا خان صاحب سے شرمندگی کے ساتھ معذرت وہ جلد حکم فرمادیں۔ان کی رقم کہاں حاضر کروں حضرت شوکت میاں صاحب کو بھیج دوں یا علامہ تقدس علی خان صاحب کو بھیج دوں۔جواب جلد۔

رویت ہلال ولاؤڈ اسپیکر پر نماز سے متعلق آپ کا فتویٰ یہاں کے اخبارات میں چھپ گیا ہے۔آپ کے محترم صاجزادہ صاحب نے وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم نعت سنائی تھی،ان کو سلام دعا۔ازراہ کرم فقیر کے نام سنی دنیا کا اجرا فرمادیں۔پتہ محمد حسن علی الرضوی انوار رضا میلسی پاکستان ملتان ڈویژن۔

(سنی دنیا جون جولائی ۱۹۸۳ء صفحہ ۶۱،۶۲)
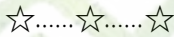
مکتوب حضرت رئیس القلم:

۱۹۸۴ء میں جب کویت حکومت کی طرف سے اہل سنت وجماعت کو غیر مسلم قرار دیا گیا تو اہل سنت وجماعت میں ایک بے چینی کی لہر دوڑگئی۔ہر صاحب دل کو دل کی دھڑکنیں رکتی محسوس ہوئیں۔علما ومشائخ بھی بے چین وبے قرار ہو اٹھے اور اسی تناظر میں اہل سنت کے عظیم مجاہد رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری قدس سرہٗ نے کویت کی مخالف ومذموم ہواؤں سے سینہ سپر ہونے کا ارادہ فرمایا۔مگر تن تنہا اس سفر کا آغاز جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔اس لیے کسی ایسے رہبر ورہنما کی تلاش تھی جو اہل سنت کے لیے مرجع ومقدام کی حیثیت رکھتا ہو۔جس کی آواز پر ہر چھوٹا بڑا البیک کہتا نظر آئے۔اسی لیے آپ نے اپنے مرکز کی مرکزی شخصیت کو یاد فرمایا۔یعنی تاج الشریعہ سے معروضہ پیش کیا اور حضرت سے درخواست کی کہ جماعتی ذمہ داری کا حق ادا کریں اور سعودی عرب اور خلیج فارس کی ریاستوں کے منصوبوں کو خاک میں ملانے کے لیے علما ومشائخ کو اکھٹا کرکے کوئی لائحہ عمل تیار کریں،اور عملی اقدام سے مخالف طاقتوں کو جواب دیں۔اور اہل سنت وجماعت کے عقائد ونظریات اور اس کی بقا کی ہر ممکن کوشش کریں۔

خط کی ایک ایک سطر ملاحظہ سے تعلق رکھتی ہے پڑھیں اور اکابر کی غیرت ایمانی سے محظوظ ہوں۔رئیس القلم رقم طراز ہیں:

مرجع اہلسنت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم تہدیہ سلام ورحمت مزاج گرامی۔

آج کی ڈاک سے آپ کا تہلکہ خیز مکتوب موصول ہوا پڑھ کر آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا۔ایسا لگتا ہے کہ کویت کی حکومت نے اس اعلان کے ذریعہ ہماری دینی حیثیت کے خلاف ایک عالم گیر مہم کا آغاز کر دیا ہے۔اب ہمارے جماعتی وجود کے لئے اتنا سخت خطرہ پیدا ہوگیا ہے کہ ذرا سی غفلت بھی ہمیں موت کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔کیونکہ مقابلہ افراد اور جماعتوں سے نہیں بلکہ وقت کی انتہائی سرکش، مطلق العنان اور طاقتور حکومتوں سے ہے، جو عالمی سطح پر سیاسی اثر ورسوخ اور تشہیر وابلاغ کے جملہ وسائل سے مسلح ہیں۔

میرا اندازہ اگر غلط نہیں ہے تو ہمیں غیر مسلم قرار دینے کے بعد اب سعودی حکومت کا دوسرا اقدام یہ ہوگا کہ وہ حج وزیارت کے لئے ہمیں ویزہ دینے سے انکار کر دے گی۔خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو یہ ہمارے اوپر تاریخ کا سب سے دردناک حملہ ہوگا۔اس کے بعد کم ہی لوگ ایسے ثابت قدم نکلیں گے جو ہمارے ساتھ منسلک رہ کر اپنے اوپر حج وزیارت کا دروازہ بند کرائیں۔

ان حالات میں اب سوا اس کے اور کوئی راستہ نہیں ہے آپ پورے ملک کے سربراہوں کا فوراً اجلاس طلب کریں تاکہ ہم سنجیدگی کے ساتھ حالات کا جائزہ لیں اور دفاع کے لئے کوئی ایسا موثر اور جامع لائحہ عمل تیار کریں جس سے پوری دنیا کی نظر میں اس ناپاک سازش کا پردہ چاک ہو جائے جو ہمارے مسلک وعقیدہ کے خلاف سعودی عرب اور خلیج فارس کی ریاستوں میں رچائی جارہی ہے۔اپنی صفائی میں چند ہزار علماء کی بھی متفرق تحریرات دفاع کے لئے قطعاً کافی نہیں ہیں۔جیسا کہ آپ نے حکم نامہ میں مجھے تحریر فرمایا ہے۔

بہتر ہے کہ ایک منٹ ضائع کئے بغیر آپ ہی اس کی طرف پیش قدمی فرمائیں۔اس وقت مرکز نے ذرا بھی لاپروائی اور سرد مہری کا مظاہرہ کیا یا دفاع کے لئے جیسی موثر اور ہمہ گیر کاروائی کی ضرورت ہے،اس میں ذرا بھی کوتاہی ہوئی تو دشمن حکومتوں کے غلط پروپیگنڈوں کی بنیاد پر سخت خطرہ اس بات کا ہے کہ ہمارے خلاف ایک صریح بہتان اور ایک سفید جھوٹ کہیں عالم اسلام کی نظر میں امر واقعہ نہ بن جائے۔ کیوں کہ پروپیگنڈہ آج کی دنیا کا اتنا خوفناک ہتھیار ہے جو ظالم سے نہیں مظلوم سے انتقام لیتا ہے۔

اب خدا کے لئے ساری مصروفیات تج کر مارہرہ، کچھوچھہ، جبل پور اور مبارک پور کے سربراہوں سے رابطہ قائم کر کے مجلس شوریٰ کے انعقاد کے لئے فوراً کوئی اقدام کیجئے۔ابھی سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر مل جائیں گے۔

میرا خیال ہے کہ اس اجتماع کے لئے بنارس، بریلی اور مبارک پور زیادہ مناسب رہے گا۔ایجنڈا سارے مشاہیر خطباء، معیاری درسگاہوں کے منتظمین واساتذہ، خانقاہوں کے مشائخ، سنّی تنظیموں کے جملہ سربراہوں اور اہلسنت کی ساری سیاسی شخصیتوں کے نام جاری کیا جائے۔

ایجنڈے کا مضمون صرف یہ ہو: سعودی عرب اور خلیج فارس کی ریاستوں میں اہلسنت کو غیر مسلم قرار دینے کی جو ناپاک سازش رچائی جارہی ہے اس کا پردہ کس طرح چاک کیا جائے اور اپنے خلاف بے بنیاد الزامات کا دفاع کس طرح ہو۔

بے چینی کے ساتھ جواب کا منتظر

ارشد القادری

نوٹ: سارے اکابر کو اس خط کی نقل بھیج رہا ہوں۔

(سنی دنیا جون جولائی ۱۹۸۴ء صفحہ ۲۷،۲۸)

مکتوب حضرت پاسبانِ ملت:

وہابی مولوی احسان الٰہی ظہیر نے عربی زبان میں اہل سنت و جماعت جسے بریلویت سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، کے خلاف ہفوات، مزخرفات، کذب، بہتان تراشی اور مغلظات سے بھری ہوئی ایک کتاب لکھی جسے ''البریلویت'' کا نام دیا۔ حالانکہ وہ کتاب لائق التفات و توجہ نہیں تھی مگر مخالف فریق نے اس کا پرچار کچھ اس انداز میں کیا کہ اہل سنت پر اس کا جواب دینا فرض کفایہ کے مثل ہوگیا۔ تاج الشریعہ نے ابتدا میں اس کے جواب کی ذمہ داری چند نامور علما و اصحاب قلم کے سپرد کی انہیں میں سے ایک نام پاسبان ملت علامہ مشتاق نظامی علیہ الرحمہ کا بھی ہے۔ حضرت نے پاسبان ملت سے ''البریلویت'' کا جواب لکھنے کی فرمائش ظاہر فرمائی۔ جس کے جواب میں پاسبان ملت نے حضرت کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس سے آپ کی رضامندی ظاہر ہوتی ہے اور ساتھ ہی کسی اور صاحب قلم سے لکھوانے کی بات بھی آپ نے لکھی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر موقع میسر آیا تو خود ورنہ جسے راضی کیا ہے وہ لکھیں گے۔ مگر کتاب ''البریلویت'' پاس نہ ہونے کے سبب کام شروع نہیں ہوسکتا اس لیے حضرت سے کتاب ارسال فرمانے کا مطالبہ فرمایا۔

ہم یہاں یہ بھی باور کرادیں کہ پاسبان ملت نے جواب لکھایا نہیں اس کے بارے میں کوئی معتبر جواب ہمیں نہیں مل سکا۔ البتہ ''البریلویت'' کے جواب میں اور کئی نامور علما نے خامہ فرسائی فرمائی اور خاص کر تاج الشریعہ نے البریلویت کا دندان شکن جواب تحریر فرمایا جواب تک لاجواب ہے۔ خیر پاسبان ملت کا خط ملاحظہ ہو:

سیدی الکریم مخدوم گرامی۔ سلام وقدم بوسی

حکم نامہ مل گیا، جو کچھ بھی لکھ سکوں گا، ان پتوں پر بھیج کر اس کی ایک کاپی حضرت کی خدمت میں پہلے روانہ کردوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ حکم سے کوتاہی نہ ہوگی۔ بات بہت آگے بڑھ رہی ہے اور پانی سر سے اونچا ہو رہا ہے۔ مری ناقص رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے ''البریلویت'' کا جواب سنجیدہ اور مدلل جواب عربی اور اردو دونوں میں شائع کیا جائے۔ کسی بھی جنگ لینے سے پہلے ہتھیار کا ہونا ضروری ہے۔ نہتا نہیں رہنا چاہئے۔ دل چاہتا ہے ملاقات ہوجاتی تو تفصیلی گفتگو ہوتی۔ ہدایات سے مطلع فرماتے رہیں۔ خدا کرے مزاج بخیر ہو۔

طالب دعا

مشتاق

رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

نوٹ: میرے پاس ''البریلویت'' نہیں ہے اگر کہیں سے بھی کسی بھی قیمت پر ایک نسخہ دستیاب ہوجائے تو بذریعہ وی۔ پی بھجوادیں۔ میں نے ایک صاحب کو جواب لکھنے کے لئے تیار کرلیا ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ کتاب نہیں ہے۔ نظامی

(مطبوعہ: ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف جون، جولائی ۱۹۸۴ء ص ۲۸)

مکتوب حضرت شارح بخاری:

۱۴۰۷ھ میں غالباً جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں فقہی سیمینار منعقد ہوا جس میں چند اہم مسائل پر گفتگو ہوئی مگر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ جس کے سبب شارح بخاری قدرے دل برداشتہ ہو گئے۔ اور پھر اسی تناظر میں آپ نے تاج الشریعہ کو مکتوب تحریر فرمایا جس میں آپ نے اپنے درو وغم کا اظہار فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت اقدس دامت برکاتہم القدسیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عوافی مزاج عالی

والا نامہ ملا۔ کیا عرض کروں، تین بار علما کا اجتماع ہوا لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا، سوائے نشستند وخوردند و برخاستند۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ ذمہ دار علما کو صرف بحث سے دلچسپی ہے۔ تحقیق سے ان کو کوئی مطلب نہ رہا۔ چند حضرات نے کافی محنت کی، خواجہ مظفر حسین صاحب، مولانا عبید الرحمٰن صاحب، مولانا مطیع الرحمٰن صاحب، مولانا نظام الدین صاحب مگر ان کی اوپر صف والے حضرات نے کوئی قدم پیش رفت کی طرف نہیں اٹھایا، بلکہ ان کے جمع کئے ہوئے مواد پر زور آزمائی کرتے رہے۔ اس سے میں نے یہ سمجھ لیا کہ قیامت تک نشستیں ہوتی رہیں گی، بے کار ہے۔ اور میں نے عہد کر لیا کہ اب اس جھنجھٹ میں نہیں پڑنا ہے۔ **علیکم بخاصۃ انفسکم**۔ اور یہ سلسلہ بند کر دیا، لاؤڈ اسپیکر کا حکم وہی رہا کہ اس کی اقتدا مفسد صلاۃ ہے۔ حضور نے کسی بھی نشست میں شرکت نہیں فرمائی نہ قاضی نے فرمائی، اس کا بھی اثر ہے کہ میں اب اس قسم کی میٹنگوں میں شریک نہ ہونے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔

محمد شریف الحق امجدی

۲۰ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

(نوادرات تاج الشریعہ ص ۱۹۰)

مکتوب فقیہ ملت:

فقہی مسائل خاص کر دیہات میں نماز جمعہ کے حوالے سے ایک فقہی سیمینار میں تاج الشریعہ کی توضیحات وتصحیحات سے اتفاق کے حوالے سے فقیہ ملت نے تاج الشریعہ کے نام ایک خط لکھا جس میں مسئلہ سے متعلق تاج الشریعہ کی توضیحات وتشریحات سے بالکلیہ اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے ماہنامہ اعلیٰ حضرت، ماہنامہ اشرفیہ، ماہنامہ سنی دنیا اور ماہنامہ کنز الایمان دہلی سے فیصلہ کی اشاعت کا مطالبہ فرمایا۔ خط ملاحظہ فرمائیں۔ اور تاج الشریعہ کی جلالت علمی اور حیثیت فقہی کا اندازہ لگائیں۔

باسمہ تبارک وتعالیٰ

جانشین مفتی اعظم ہند حضرت ازھری میاں صاحب قبلہ دامت برکاتھم القدسیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج عالی بخیر باد

دربارۂ جمعہ فیصل بورڈ کے اجمالی فیصلہ کے متعلق حضرت کی تحریر توضیح وتصحیح ضروری پر مشتمل بذریعۂ رجسٹری موصول ہوئی پھر اس کے فوراً بعد علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب کی رجسٹری حضرت کی تحریر کے عکس اور خط کے ساتھ دستیاب ہوئی کہ اگر حضرت علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ کی توضیح وتصحیح سے آپ متفق ہوں تو ان کی تحریر پر دستخط کردیں۔ ہم نے حضرت کی توضیح وضروری تصحیح سے پورے طور پر اتفاق ظاہر کرتے ہوئے دستخط کیا۔ اور آج ہی کی ڈاک سے بصیغۂ رجسٹری تحریر ان کو ارسال کردیا۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ فیصل بورڈ کا فیصلہ حضرت کی توضیح وضروری تصحیح کے ساتھ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور میں شائع کردیا جائے۔ اور حضرت سے بھی عرض ہے کہ اپنے ماہنامہ سنی دنیا ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف اور ماہنامہ کنزالایمان دہلی میں بھی انہیں شائع کرنے کا حکم فرمائیں تاکہ دیہات میں نماز جمعہ وظہر کے مسئلہ سے زیادہ لوگ آگاہ ہوجائیں۔ حضرت کے معتمد خاص مولانا محمد شہاب الدین رضوی اور دیگر مخلصین حاضر باشی کو السلام علیکم

جلال الدین احمد الامجدی

۱۰؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ

[نوادرات تاج الشریعہ، ص ۱۹۳]

☆......☆......☆

مکتوب محمد اسحاق قریشی پاکستان:

جناب محترم محمد اسحاق قریشی صاحب کا تعلق پاکستان سے ہے۔ خط کے مندرجات سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف شاعرانہ مزاج کے مالک، ادب دوست، اور نسبتوں کے قدر دان ہیں۔ موصوف کو ڈاکٹر مسعود صاحب کے توسط سے تاج الشریعہ کی لکھی ہوئی نعت پاک جو آپ ہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی موصول ہوئی تو موصوف نے تاج الشریعہ کو تشکر نامہ ارسال کیا۔ خط کیا ہے تاج الشریعہ کی مدح سرائی کے حوالے سے موصوف کی طرف سے ایک بیش قیمتی ہدیہ ونذرانہ ہے۔ پورا خط پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم نقل کرتے ہیں قارئین ملاحظہ کریں:

مکرمی ومحترمی زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی

چند روز ہوئے محترم ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ جس میں آپ کے دست مبارک کے تحریر کردہ ایک ورق کا عکس بھی تھا۔ بے حد مسرت ہوئی۔ میں تو مدت سے اس کرم فرمائی کا منتظر تھا اور اس سے قبل بریلی شریف کے پتے پر بھی اور کراچی بھی لکھ چکا تھا۔ بحمد اللہ میری مراد بر آئی، آپ کی ایک خوبصورت نعت پڑھنے کو ملی۔ مختصر الفاظ میں رواں دواں انداز میں کس قدر عمدہ اشعار پڑھنے کا موقع ملا، میں تہہ دل سے ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے بے پایاں کرم سے نوازے۔ آمین۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ چند مزید

نعتیں مرحمت فرمادیں تاکہ یہ عشق ومحبت کی داستان آپ کے پرخلوص اور وجد آفریں اشعار سے مزین ہوجائے۔آپ کا یہ شعر پڑھا ؎

یارسول اللہ حقا انت للنعماء باب

تو تصور کو رحمت پر لے گیا،اللہ اللہ کس قدر رحمت آفریں بارگاہ ہے،سب اسی در کے ہی تو گدا ہیں۔جہاں بقول اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ؎

مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

آپ کے اس شعر نے میری یادوں کے کئی دریچے وا کردیئے۔کیا دن تھے جب درِ حضور ﷺ کی حاضری نصیب تھی اور قدموں کی جانب کھڑے ہوکر بے ساختہ یہ اشعار زبان پر آ گئے تھے ؎

تیری معراج کہ ہے عرش تیرے زیر قدم میری معراج کے میں تیرے قدم تک پہنچا

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا یہ شعر مجھے کئی روز یاد آتا رہا:

فان قنطت من لا عصیان نفس فباب محمد باب الرجاء

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔آپ کے گھرانے نے عشق ومحبت کا وہ درس مسلمانان برصغیر کو دیا ہے کہ یہ قرض کبھی ادا نہ ہوسکے گا۔بھلا کون سی محفل ہے جہاں ذکر رحمۃ اللعالمین ہوتا ہے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے احسانات کا ذکر نہ ہو۔میں سیاہ کار کیا عرض کروں دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔اللہ تعالیٰ یہ ذوق شوق فراواں کرے۔آمین

آپ سے پھر گزارش کروں گا کہ آپ اپنے مزید نعتیہ اشعار مرحمت فرمائیں،اور ان کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے بھی تاکہ یہ سب میرے مقالے کی زینت بنیں۔مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کے عربی اشعار مل جائیں،تو زہے نصیب۔اسی طرح دیگر علمائے اہلسنت کے اشعار میری ضرورت ہیں۔عربی نعت برصغیر پاک وہند میں میرا موضوع ہے۔آپ کی نگاہ التفات سے میرے کئی مسائل حل ہوجائیں گے۔دعا کا طلب گار ہوں اور توجہ کا بھی۔تمام اہل مجلس کو سلام عرض کرتا ہوں۔

والسلام

محمد اسحاق قریشی

(سنی دنیا جون جولائی ۱۹۸۳ء/صفحہ ۶۳)

☆......☆......☆

مکتوب فضل حق،عبدالرؤف صاحب واحباب کوٹہ:

سنی دنیا کے حوالے سے"کوٹہ"کے چند معتقدین نے آپ کے نام درج ذیل خط لکھا اور ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کے اجرا پر آپ کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کا خراج پیش کیا۔خط ملاحظہ ہو:

حضور علامہ ازہری صاحب قبلہ جانشین مفتیٔ اعظم السلام علیکم

مزاج ہمایوں

حضور کارسالہ سنی دنیا دیکھنے کو ملا شاید اپنے مرکز سے نکلنے والا یہ پہلا رسالہ ہے جو ہر لحاظ سے خوبصورت ہے اللہ کرے یہ اسی طرح چمک دمک کے ساتھ نکلتا رہے آپ تو ہر لحاظ سے مبارکباد کے لائق ہیں اس لیے کہ آپ عظیم البرکت ہیں اور عظیم البرکت اعلیٰ حضرت کے علم و فضل کے وارث اور ہمارے مرشد مفتیٔ اعظم کے قائم مقام ہیں۔ اس رسالے کے لیے میں عبد النعیم صاحب عزیزی کو قابل مبارکباد زیادہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی برکتوں کے طفیل انہوں نے اتنا اچھا پرچہ نکالا۔"

(سنی دنیا مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۳۳)

تعزیتی مکتوب جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان:

پاکستان کے صدر جناب جنرل ضیاء الحق نے حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ کی وفات حسرت آیات پر تاج الشریعہ کے نام درج ذیل تعزیتی مکتوب ارسال کیا۔ جس میں جناب نے مفتیٔ اعظم ہند کے وصال پر غم و ملال کا اظہار کیا ہے۔ یہ تار استقامت میں بھی شائع ہوا اور اس کی نقل ماہنامہ المیزان بمبئی اور دیگر رسائل میں بھی چھپی۔ ہم یہاں استقامت اور المیزان کے حوالے سے خط اور نقل خط پیش کرتے ہیں۔

حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب ازہری بریلوی کے نام صدر پاکستان جناب ضیاء الحق صاحب کا تعزیتی ٹیلی گرام جو ہندوستانی سفارت خانہ کے ذریعہ موصول ہوا۔

BEGINS AM DEEPLY GRIEVED TO HEAR THE SAD NEWS OF THE PASSING WAY OF YOUR DISTNGUSHED AND REVERED FATHER IN LAW MUFTI MUSTAFA RAJA KHAN IN EXPRESSING MY.

ترجمہ: مجھے آپ کے قابل احترام اور بے مثال خُسر محترم مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں صاحب کے وصال کی خبر سن کر انتہائی صدمہ ہوا ہے۔

نوٹ: سرکار مفتیٔ اعظم علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خان قادری نوری علیہ الرحمہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے خسر نہیں نانا ہیں۔ نیز انگریزی میں اسپیلنگ کی غلطی ہے رضا (Raza) کی جگہ راجا (Raja) لکھا ہوا ہے۔

(ماہنامہ استقامت، کانپور، جنوری ۱۹۸۱ء ص ۳۹)

ماہنامہ المیزان میں پیغام اس طرح منقول ہے:

مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان مرحوم کے نواسے اور دار الافتاء بریلی کے صدر مفتی مولانا اختر رضا ازہری قادری کو مفتیٔ اعظم ہند کی وفات کے سلسلے میں پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق نے تار کے ذریعے جو پیغام بھیجا تھا اس کا متن حسب ذیل ہے۔

”آپ کے معزز اور محترم بزرگ کے انتقال کی اندوہناک خبر سن کر مجھے گہرا صدمہ پہنچا۔میں اپنی گہری ہمدردی اور دلی احساسات کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مرحوم کی روح کو تسکین دے۔اور آپ کو اور آپ کے کنبے والوں کو اس ناقابل تلافی نقصان کو برداشت کرنے کی طاقت اور استطاعت دے۔

صدر ضیاء الحق کا یہ پیغام نئی دہلی میں پاکستانی سفیر مسٹر عبد الستار نیازی نے اپنے توسط سے مولانا اختر رضا خاں کو روانہ کیا تھا۔(قومی آواز)“
(ماہنامہ المیزان بمبئی نومبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۱۶)

☆......☆......☆
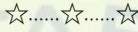
اوراق گزشتہ میں کشتے نمونہ از خروارے تاج الشریعہ کے ارباب علم و دانش کے نام ارسال کردہ نیز آپ کو موصول ہونے والے اکابر علما و دانشوران قوم کے چند خطوط پیش کیے گئے ہیں۔حضرت کے مکتوبات و مراسلات کے مطالعہ سے حضرت کی شخصیت کے خدوخال کا شفاف پن آئینہ کے مثل نظر آئے گا۔وہیں آپ کے نام اکابر علما اور نامور شخصیات کے خطوط سے آپ کی ذات کی ہمہ جہتی اور اعلیٰ منصبی کا پتہ چلے گا۔

اللہ پاک تاج الشریعہ کے مکاتیب کے صدقے ہمیں دارین کی بھلائی نصیب کرے۔اور حضرت کے فیضان سے ہمیں خوب خوب مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

حضور تاج الشریعہ اور مسلک اعلیٰ حضرت

علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، پٹنہ، انڈیا

ہزاروں آندھیوں میں بھی جو مثل شمع روشن ہے ہے مسلک اعلیٰ حضرت کا تو محنت تاج الشریعہ کی

اسلام وہ مبارک دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی کی سند عطا کردی ہے۔چونکہ یہ خدا کی پسند ہے،اس لئے خزاں میں بھی ہرا بھرا اور ہجوم آلام میں بھی مسکراتا ہی رہتا ہے۔البتہ جہاں تک اس کی آزمائش اور امتحان کی بات ہے تو کبھی اس پر یزیدی بادل آئے اور کبھی حجازی طوفان، کبھی مامونی طاقت نے آنکھ دکھانے کی جرات کی اور کبھی تاتاری طاقت اس سے ٹکرائی، کبھی خارجی شورش نے اس سے پنجہ آزمایا اور کبھی رفض کے غرور نے اس کو زیر کرنے کی کوشش کی،مگر وہ سب کی سب جراتیں اس پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں۔یہ وہ یادیں ہیں کہ ماضی کے جھروکوں سے جب بھی جھانکتی ہیں تو کلیجہ منھ کو آتا ہے۔تاہم چودھویں صدی ہجری میں وہابیت کے نام سے جس فتنے نے جنم لیا وہ مذکورہ تمام فتنوں میں سب سے خطرناک فتنہ تھا۔اتنا خطرناک کہ صرف ایک فتنہ نہیں تھا بلکہ ام الفتن،اس کے بطن سے چولے بدل بدل کر نئے رنگ و روپ میں متعدد ناموں سے مختلف فتنے جنم لیتے رہے اور آج بھی لے رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے دور میں وہابیت کا تلاطم تھا،تو آج کے دور میں صلح کلیت کا طوفان بلاخیز، جب وہابیت نے پر

پھڑ پھڑ ائے تو اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کو تمام فکری و علمی اور عملی اسلحہ سے لیس کر کے مجدد اعظم بنا کر بھیجا اور آج جب صلح کلیت قیامت ڈھانے پر تلی ہے تو خدا نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے مفتی اختر رضا کو تاج الشریعہ بنا کر دین کا سپر بنایا ہے۔

قدرت کا یہ نظام بھی بڑا نرالا اور البیلا ہے کہ اپنے دین حنیف کی حفاظت کے لئے مخصوص بندوں میں سے کسی کو چن لیتا ہے۔ ہاں کسی شخصیت کا دائرہ کار و اختیار ایک گاؤں ایک محلہ تک محدود ہوتا ہے، تو کسی کسی کا پوری ریاست بلکہ کئی کئی ریاستوں کے لئے، کسی کسی کا ایک ملک کے لئے تو کسی کسی کا کئی ملکوں کے لئے، ان میں کچھ شخصیتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جس کے علم و فضل، فیض و فیضان، احسان و عرفان، اثر و نفوذ اور قبولیت و محبوبیت کا دائرہ پوری دنیا کو محیط ہوتا ہے۔ حضور امام اعظم، حضور غوث اعظم، حضور غریب نواز، حضور مخدوم بہار، حضور مخدوم سمناں، حضور اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین وہ شخصیات ہیں جنہوں نے بیک وقت پوری دنیا کو متاثر کیا اور متحیر کئے رکھا۔ آج بھی ان کے نام اور کام کا دیپک اسی شان استغنا سے جل رہا ہے جیسے کل جلتا تھا، بلکہ دن بہ دن ان کی عظمت کی چاندنی پھیلتی ہی جا رہی ہے۔ انہیں عالمگیر شخصیتوں میں حضور تاج الشریعہ کی ذات والا صفات بھی ہے جو اپنے فکر و فضل کی بلندی، حق گوئی و بے باکی، حق پسندی و حق نوائی، جرأت مندی و نکتہ آفرینی، شریعت کی پابندی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں اس وقت دنیا کے تمام اکابر مشائخ پر فوقیت رکھتی ہے۔

ظاہر ہے کہ جن افراد و اشخاص سے خدا کو جیسا کام لینا منظور ہوتا ہے۔ ان کی سیرت و حیات کے دامن کو ویسے ہی لولو و لالہ سے سجاتا بھی ہے۔ اس کو علم ایسا دیتا ہے کہ ارباب علم کی انجمن میں جب وہ جلوہ گر ہوتا ہے تو پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی، کا منظر سامنے آجاتا ہے۔ اس کو ظاہری اوصاف سے اس طرح متصف کرتا ہے کہ جس زاویئے سے دیکھئے۔۔۔ع

"کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است"

کا سماں نظر آتا ہے اور باطنی کمال میں اسے ایسا ممتاز فرما دیتا ہے کہ غوث اعظم کا تصرف، غریب نواز کی کرامت اور امام اعظم کی ژرف نگاہی کا جلوہ بکھیر تا دکھائی دیتا ہے۔ اگر اس وقت عالمی نگارخانے کے ان نگینوں کو جمع کیا جائے تو جو تصویر ابھرے گی وہ تصویر حضور تاج الشریعہ کی ہے۔ بلبل شیراز کا یہ شعر ؎

بالائے سرش زہوشمندی　　　　می تافت ستارہ بلندی

کبھی پڑھا تھا اور آج اس کا مرقع حضور تاج الشریعہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ آیئے تھوڑی دیر ہم حضور تاج الشریعہ کے گلشن حیات کی سیر کرتے ہیں اور دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے علم کے سدرۃ المنتہیٰ پر عمل کے کیسے عندلیب چہکتے ہیں۔

تاریخ و سیر کی کتابوں میں کچھ بچوں کی اعلیٰ ذہنیت کا حیرت بدوش واقعہ ملتا ہے کہ انہوں نے اپنی پرواز سے استاذ کو حیران کر دیا، آج یہ ہم سب خواجہ تاشان رضویت کے لئے فخر کی بات ہے کہ ہمارے دور میں وہ شخصیت حضور تاج الشریعہ کی ہے جنہوں نے جامعہ ازہر مصر میں اپنی اعلیٰ ذہنیت اور ہمہ جہت صلاحیت کا پرچم گاڑ دیا۔ جامع ازہر میں جب حضور تاج الشریعہ کا سالانہ امتحان ہوا تو ممتحن نے آپ کی جماعت کے طلبا سے علم کلام کے چند سوالات کئے۔ پوری جماعت میں سے کوئی ایک بھی طالب علم ممتحن کے سوالات کے صحیح جواب نہ دے

سکا۔ممتحن نے روئے سخن آپ کی طرف کرتے ہوئے سوالات کو دہرایا۔آپ نے ان سوالات کا ایسا شافی وکافی جواب دیا کہ ممتحن تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگے کہ'' آپ تو حدیث واصول حدیث پڑھتے ہیں علم کلام میں کیسے جواب دیا۔آپ نے علمِ کلام کہاں پڑھا؟'' آپ نے جواب میں کہا کہ'' میں نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں چند ابتدائی کتابیں علم کلام میں پڑھی تھیں۔مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے میں نے آپ کے سوالات کے جواب دے دیئے۔اگر اس سے بھی مشکل سوال ہوتا تو بھی میں جواب دیتا اور بالکل صحیح جواب دیتا۔'' آپ کے جواب سے مسرور ہو کر ممتحن نے آپ کو پہلا مقام دیا اور آپ اول نمبر سے پاس ہوئے۔یہ کمال درک کی برکت تھی کہ فائنل امتحان میں آپ نے ممتاز حیثیت حاصل کر کے سند فراغت حاصل کیا۔کمال بالائے کمال یہ کہ اس سال پورے ملک مصر میں اتنے اعلیٰ نمبروں سے کہیں بھی کوئی پاس نہیں ہوا۔(ماہنامہ''اعلیٰ حضرت''بریلی شریف ۱۹۶۵ء)

پورے جامعہ ازہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، جامعہ کی مقتدر شخصیات نے جامعہ ازہر ایوارڈ عطا کیا۔یہ وہی جامعہ ازہر ہے کہ مدت مدید کے بعد جب آپ دوبارہ تشریف لے گئے تو آپ کے وفور علم، کمال مہارت اور شریعت پر استقامت وتصلب فی الدین کو دیکھ کر فخر ازہر ایوارڈ سے نوازا گیا۔طالب علمی کے دوران آپ کا معمول تھا کہ علی الصباح عربی اخبارات استاذ کو سناتے اور اردو، ہندی اخبارات کی خبروں کو عربی زبان میں ترجمہ کر کے استاذ کو بتاتے۔جب جامعہ ازہر کے اساتذہ وطلباء سے آپ کی گفتگو ہوتی تو آپ کی بے تکلف فصیح وبلیغ عربی گفتگو سن کر لوگ محو حیرت ہو جاتے۔حضور محدث کبیر ارشاد فرماتے ہیں کہ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس نہیں ہوتا حضور محدث کبیر مزید فرماتے ہیں کہ:

'' علامہ ازہری کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، افریقہ، زمباوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔حضرت تاج الشریعہ کو چالیس علوم وفنون پر ملکہ تامہ حاصل ہے۔'' (حیات تاج الشریعہ ص ۱۵،۱۶)

کوئی شخص یونہی بلندیوں کو نہیں پالیتا، کتنے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور کتنی حسرتیں اس کی بلائیں لیتی ہیں یہ وہی جانتا ہے۔بس یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی، شبنمی قطروں کا چھڑکاؤ، بھنوروں کی گدگداہٹ، نسیم صبا کی تھپکی، مالی کی نگہداشت جب یکجا ہوتی ہیں اور بروقت توجہ دیتی ہیں تب کوئی کلی پھول بن کر مسکراتی اور بشکل ہار محبوب کے گلے کی زینت بنتی ہے۔اسی طرح شخصیت کے ارتقا میں بھی متنوع عوامل کا حصہ ہوتا ہے۔حضور تاج الشریعہ کی زندگی کے تربیتی مراحل اور ارتقائی منازل بھی کچھ اسی انداز کے ہیں۔نانا جان قطب عالم، حضور مفتی اعظم کی تقدیر افروز نظر، والد گرامی حضور مفسر اعظم کی تعبیر بداماں تربیت، والدہ محترمہ کی نورانی گود اور گھر کے روحانی کہکشانی ماحول نے مل کر اسے بہت کچھ بننے کی فکر میں سہارا دیا ہے۔والد گرامی کی ان پر توجہ خصوصی کا یہ حال تھا کہ دوران طالب علمی میں آپ کو قریب بلایا اور فرمایا کہ کل سے'' دارالعلوم منظر اسلام'' کے طلبا کو'' سیف الجبار'' مصنفہ علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ پڑھ کر سنایا کرو گے۔آپ نے عرض کیا'' ابھی میری اردو اچھی نہیں ہے۔'' فرمایا'' زبان ٹھیک ہو جائے گی، یہ کام تمہارے ذمہ کیا جاتا ہے۔'' آپ نے

دوسرے دن اپنے ہم درس طلبا کو جمع کیا اور خانقاہ عالیہ رضویہ کی چھت پر بیٹھ کر ''سیف الجبار'' کا درس شروع کر دیا اس طرح کئی بار ''سیف الجبار'' کا مطالعہ کیا اور درس دیا۔ والد ماجد کے اس میں کئی مقاصد پوشیدہ تھے، ایک تو یہ کہ اردو عبارت خوانی بہتر ہو جائے، دوسری چیز یہ کہ عقائد اہل سنت و جماعت کی خوب جانکاری حاصل ہو اور تیسری وجہ یہ کہ تقریر و خطابت میں تکلف اور جھجھک ختم ہو جائے۔ حضور مفسر اعظم کے اس انداز کی شخصیت سازی میں باپ کی شفقت بھی ہے، مربی کی بصیرت بھی، عالمی مرکزی درسگاہ و خانقاہ کے ذمہ دار کی حیثیت سے عالمی ذمہ داری کا احساس بھی، مذہب اہل سنت و جماعت، مسلک اعلیٰ حضرت پر مستقبل میں ہونے والی تنقید کے لئے پیش بینی اور فکرمندی بھی، زبان دانوں کی مجلس میں بلا تکلف بول کر احقاق حق کے لئے جھجھک توڑنے کی تمنا بھی، حضور مفسر اعظم اپنی اس کوشش میں کتنے کامیاب رہے، اسے حضور تاج الشریعہ کے کارناموں کی شکل میں دنیا آنکھوں سے دیکھ رہی ہے، کانوں سے سن رہی ہے اور دل سے محسوس کر رہی ہے۔

مفتیٔ اعظم کی روحانیت حضور مفسر اعظم کی شفقت اور والدہ ماجدہ کی پاکیزہ تربیت نے آپ کو اس بلندی تک پہنچا دیا ہے کہ بلندیاں خود رشک کرنے لگی ہیں، کہتے ہیں کہ جب کوئی بڑی بے ریا شخصیت بڑی نظر سے دیکھنے اور بڑے جملوں سے یاد کرنے لگے تو سمجھ جائیے کہ یہ شخصیت بھی بڑی ہوگی یا بڑائی اس کے انتظار و استقبال میں ہے۔ اس تناظر میں تاج الشریعہ کو اب دیکھنے کی سعی کرتے ہیں اور بڑائی کے کوہِ طور کو جھانک کر کسب نور و ضیا کرتے ہیں۔ مشہور خطیب مولانا عبد المصطفیٰ ردولوی بیان فرماتے ہیں کہ: ''ردولی شریف میں ۱۴۰۰ھ میں سنی کانفرنس کے نام سے ایک جلسہ ہوا۔ اس میں رئیس اعظم اڑیسہ، سلطان التارکین حضرت علامہ مفتی حبیب الرحمن حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ اور جانشین مفتی اعظم علامہ ازہری میاں کی آمد ہوئی۔ جناب محمد عمر قریشی کے مکان میں دونوں بزرگوں کے قیام کا انتظام تھا۔ صاحب خانہ کا کلکتہ میں کاروبار چلتا تھا، وہیں حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے دامن سے وابستہ ہو گئے تھے، صاحب خانہ کے صاجزادے جاوید عمر صاحب نے کہا کہ میری والدہ بھی حضور مجاہد ملت سے مرید ہونا چاہتی ہیں۔ آپ حضرت سے گزارش کر دیں کہ قبول فرمالیں، میں نے مجاہد ملت سے عرض کیا۔ سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا میاں حضور اعلیٰ حضرت کے شہزادے حضرت ازہری میاں صاحب کی موجودگی میں ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ میں مرید کروں، انہیں سے مرید کروائیں، مگر وہ اپنے شوہر کے حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی نسبت کی وجہ سے مصر رہیں کہ مجھے بھی حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ ہی کی کنیزوں میں داخل کروائیں۔ بہ اصرار میں نے حضرت کو راضی تو کر لیا مگر گھر کے اندر جانے کا جو راستہ تھا وہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی قیام گاہ سے ہو کر گزرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا میں ازہری میاں کے سامنے سے ہو کر کیسے گزر سکتا ہوں۔ آخر کار عقبی دروازے سے حضرت اندر تشریف لے گئے اور فرماتے تھے کہ کوئی تیز آواز میں نہ بولے کہ حضرت ازہری میاں تشریف فرما ہیں آہستہ بولو، شہزادے آرام فرما رہے ہیں۔'' (کرامات تاج الشریعہ ص ۱۴۹)

حضرت پیر سید طاہر علاء الدین صاحب علیہ الرحمہ، پاکستان جن کی شخصیت عظمت کا پورا پاکستان معترف و مداح تھا۔ ملک کے وزیر اعظم کو بھی ان کی چوکھٹ پر انتظار کرنا پڑتا۔ حضور تاج الشریعہ پاکستان کے دورے پر تھے، ان سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، تو حضرت نے بڑھ کر اکرام فرمایا اور فی البدیہ عربی میں ایک قطعہ پڑھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔۔۔ع

"اختر رضا ستارے کی طرح تابندگی بکھیرے گا"

بیشک ہمارے اسلاف نے حضور تاج الشریعہ کی حیات میں مستقبل کے افق پر چمکنے والے فقہی، تحقیقی، فکری، علمی ستاروں کی چمک دیکھ لی تھی۔حضور مجاہد ملت کے ادب آموز رس گھولتے جملے، پیر سید علاءالدین کی مشک بار' پروقار باتیں مستقبل کے حجاب ہائے سربستہ کی نقاب کشائی کرتی ہیں۔آخر وہ وقت بھی آ ہی گیا' بزرگوں کی دعائیں اور مشائخ کی تمنائیں جس کے انتظار میں تھیں۔یہ دیکھئے حضور مفتی اعظم کیا ارشاد فرماتے ہیں:"اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں،اب اس کام (فتاویٰ نویسی) کو انجام دو۔میں دارالافتا تمہارے سپرد کرتا ہوں۔اور موجود لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ لوگ اختر میاں سے رجوع کریں۔ان کو میرا قائم مقام جانیں۔"(حیات تاج الشریعہ،صفحہ ۱۳)

پھر جلسے جلوس میں اپنا قائم مقام بنا کر حضور مفتی اعظم نے آپ کو بھیجنا شروع کر دیا اور سونے پر سہاگہ یہ کہ اپنی موجودگی میں حضور مفتیٔ اعظم نے لوگوں کو آپ سے بیعت کرایا اور فرمایا کہ ان کی بیعت میری بیعت ہے۔یاد رکھئے حضور مفتی اعظم وہ ہیں جن کی عبقریت اور تقویٰ وطہارت کا ذکر سن کر،پڑھ کر لوگ حیران ہیں بلکہ ان پر وجدانی کیفیت طاری ہے۔جن کی نظر حق دیکھتی،زبان حق ہی بولتی،جن کے کان حق ہی سنتے، جن کا دماغ حق ہی سوچتا اور جن کے دل کی دھڑکن سے حق حق کی آواز آتی تھی۔تقویٰ ایسا کہ اپنے مابعد زمانہ کے لئے بھی تقویٰ کی لاج رکھ لی۔حضور تاج الشریعہ کہتے ہیں۔

متقی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی ایک میرے مفتیٔ اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

جانشینی تو خیر بہت بڑی بات ہے،حضور مفتی اعظم جلد کسی کو خلافت بھی نہیں دیتے اور جن جن کو دیا وہ ممتاز اوصاف کے حامل ہیں۔وہ خلافت دینے سے پہلے نگاہ قلب آشنا سے پرکھتے، جانچتے، میزان استقامت پر تولتے پھر خلافت دیتے۔ہم نے دیکھا ہے کہ کئی جید علما اور نامور خطبا نے حضرت سے اجازت کی گزارش کی،بات نہ بنی تو بھاری بھرکم سفارش کروائی،مگر پھر بھی حضور مفتی اعظم کی پیشانی پر خوشگواری کے اثرات ظاہر نہ ہوئے تو وہ خاموش ہو گئے۔کچھ مہینوں بعد معلوم ہوا کہ وہ مسلک اعلیٰ حضرت سے منحرف ہو گئے۔یہ مفتی اعظم کے نگاہ حق پناہ کا معیار،ان کی دور اندیشی، دور بینی تھی وہ کسی بھی حال میں اعلیٰ حضرت کی خلافت کی سفید چادر پر معمولی سا دھبہ پڑ جائے،اس کو برداشت نہیں کرتے تھے۔وہ اس معاملے میں بہت محتاط اور کڑی نگاہ کے مالک تھے۔اس چھان پھٹک اور تلاش وتفحص کے بعد اگر حضور تاج الشریعہ کو اپنی جانشینی کا تاج بخشا ہوگا تو یوں ہی نہیں حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی عقابی نگاہ نے پرت در پرت تہوں کا محاسبہ کر کے اعتماد ویقین سے مکمل طور پر اپنے دل کو مطمئن پایا ہوگا تب جا کر اپنی جانشینی کی مسند تفویض کی ہوگی، پھر اس کے بعد حضور تاج الشریعہ کی زندگی میں جو انقلابات آئے وہ حیرت انگیز بھی ہیں اور اہل وفا کے لئے مسرت بیز بھی۔اس کے بعد جو آپ اُڑے ہیں تو اڑتے چلے گئے،آگے بڑھے ہیں تو بڑھتے چلے گئے،آفاق میں چھائے تو چھاتے چلے گئے،دنیا میں چمکے تو چمکتے چلے گئے،حضور تاج الشریعہ کو ان کیفیات کا بھرپور احساس ہے،اس لئے اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

نگاہ مفتیٔ اعظم کی ہے یہ جلوہ گری چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ نے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ذیل کا اقتباس پڑھئے اور غور کیجئے کہ ہماری محفل میں رہنے والا، ہمارے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا، ہمارے جلسے جلوس میں شرکت کرنے والا وہ شخص کس قدر بلند مقام پر فائز ہے اور اندازہ کیجئے کہ اس دور وفانا آشنا میں کیسی عظیم المرتبت ہستی کے زیر سایہ کرم ہم جی رہے ہیں۔ خدا کی کتنی بڑی نشانی ہم میں موجود ہے، حضور مفتی اعظم کی رفاقت ومصاحبت اور دعاوتمنا نے اس بلندی پر ان کو پہنچا دیا ہے کہ بلندی خود رقص کرنے لگی ہے۔ کوئی حد ہے ان کی عروج کی، ذرا دیکھئے ان کی حیات اور ارتقا کے اس انداز کو، کیسے فلک رس شجر کی شاخ طوبیٰ پر آپ مکیں ہیں۔

ایک بار حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور آپ کی خانقاہ کے بزرگوں کی کون کون سی کرامات مشہور ہیں۔ جواب دیا کہ ہمارے خاندان میں بزرگوں کی کرامتوں کا زیادہ بیان نہیں کیا جاتا، ہمارے بزرگ یہ سبق دے گئے ہیں کہ دین پر استقامت کئی کرامت سے زیادہ بلند ہوتی ہے۔ وہ صاحب پھر بھی بضد رہے، تو حضور احسن العلماء نے ارشاد فرمایا کہ سنیئے ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی دو کراماتیں ہیں۔ ''ایک احمد رضا'' اور دوسری ''مصطفیٰ رضا'' سبحان اللہ!۔۔۔ع

قدر والے جانتے ہیں قدر وشان اہل بیت

شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں برکاتی نے اپنے والد گرامی قدر کے اس جامع متن پر حضور تاج الشریعہ کو ذہن میں رکھ کر جو حاشیہ آرائی کی ہے۔ ان کا ایک آخری جملہ حضور تاج الشریعہ پر لکھی جانے والی کتاب کے ہزاروں صفحات پر تنہا بھاری ہے۔ فرماتے ہیں:
''زندگی ایک بیحد پیچیدہ نظام کا نام ہے، دینی افکار، دنیا کی رفتار، روایت کی پاس داری، علم کے حاصل شدہ تصلب اور روحانیت سے کشید کردہ روا داری، اپنی جڑوں سے وابستگی اور اپنے شجر کی استادگی، یک درگیر ومحکم گیر پر عمل درآمد اور خود اپنے دریچے کو وا رکھ کر تازہ ہوا کی آمد، اسلاف کی دانش سے فیض اٹھانا اور اخلاف کی تربیت کرنا، احباب کی ہمہ جہت ترقی کے لئے ان میں جوش بھرنا، اور خود ہر موقع پر باہوش رہنا، جو بظاہر دور رہتے ہیں ان میں خلوص وللہیت تلاش کرنا اور ہمہ وقت قریب رہنے میں ان کے افعال کی نگرانی کرنا، جمعیت کو مربوط رکھنے کیلئے تصلب کو کام میں لانا اور فتنوں سے دور رہنے اور فتنوں کو دور کرنے کے لئے ضروری لچک پیدا کرنا، یہ ان گوناگوں امیدوں میں سے چند ہیں جنہیں میں حضرت کی ذات سے وابستہ رکھتا ہوں اور دعا کرتا رہتا ہوں کہ کاش ایسا ہو کہ ہماری خانقاہ برکاتیہ کی اگلی پیڑھیاں اپنے زمانے والوں سے یہ کہہ سکیں کہ سنو ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی تین کرامات ہیں۔ احمد رضا، مصطفیٰ رضا اور اختر رضا۔'' (تجلیات تاج الشریعہ/ص:۲۸۵)

درگاہ معلیٰ مارہرہ شریف کے سائبان کے نیچے آرام فرما شخصیات میں غوث بھی ہیں، قطب بھی، ابدال بھی ہیں، اوتاد بھی، عظمت جن کے پاؤں کی دھون اور وقار وافتخار جن کے تن نازنین کا اترن ہے۔ ایسی شخصیتیں آسودہ خواب ہیں، ایسے تمام بزرگوں کی بے شمار کرامتیں جو تب سے اب تک ظاہر ہوئیں ہیں ان تمام کرامتوں کا عطر مجموعہ جن ہستیوں کو قرار دیا گیا ہے، بار بار سوچئے وہ کیسی ہستیاں ہیں۔ یہ ہم سنیوں رضویوں کا فخر ہے کہ وہ احمد رضا ہیں، مصطفیٰ رضا ہیں اور اختر رضا ہیں۔ ان میں اول دو شخصیتیں تو ہم سے اوجھل ہیں تاہم ہم بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان میں کی تیسری اور آخری شخصیت حضور تاج الشریعہ کی شکل میں ہم میں نور افشاں اور جلوہ کناں ہے۔

صد افسوس ان لوگوں پر ہے جو حب علی اور بغض معاویہ میں حضور تاج الشریعہ جیسی مارہروی کرامت پر تنقید کرتے، بلا جھجھک نازیبا لفظوں کے پتھر چلاتے اور ان کی شرعی وفقہی تحقیق کے مقابلے میں اپنی خودساختہ، من مانی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ایسے ہی لوگوں کے جری اور بے باک انداز نے صلح کلیت کو جنم دیا ہے۔ایسے اشخاص مسلک اعلیٰ حضرت سے خود منحرف ہو رہے ہیں اور دوسروں کو منحرف کر کے ان کی آخرت تباہ کر رہے ہیں۔اتنی لمبی تعارفی تمہید میں نے صرف دو وجہ سے تحریر کی ہے کہ پہلی بات تو یہ کہ لوگ ان کی علمی گیرائی و گہرائی، تفوق و برتری کو جانیں، ان کی حیثیت عمومی وخصوصی کو ملحوظ رکھ کر بلا اختلاف انہیں دنیائے سنیت کا قائد اور امیر تسلیم کریں، بریلی کی مرکزیت پر ماضی کی طرح سب جمع ہو جائیں، کسی انتشار کو ہوا نہ دیں، بلکہ ہر انتشار کو ''فتاویٰ رضویہ'' کے صور سے فنا کر دیں۔دوسری بات یہ کہ جن موضوعات کو بلا وجہ کچھ نادان دوستوں نے معرض بحث میں ڈال دیا ہے، وہ انہیں اپنے اسلاف کا ورثہ سمجھ کر بلا تردد، قبول کریں۔حق یہ ہے کہ اس میں اپنی عافیت اور ملت کی خیریت ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا اور کسی کا ذاتی مسلک نہیں، بلکہ بقول حضور شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں صاحب: ''پورے دین اسلام کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔'' (مقدمہ تفسیر اشرفی) اور جب یہ پورے دین اسلام کا نام ہے تو اس کے کسی جز پر اعتراض کرنا اسلام کے جز پر اعتراض کرنا ہے۔اس کے کسی ضابطے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا اسلام کے ضابطے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا ہے اور اس سے آنا کانی کرنا اور گریز و فرار کی صورت اپنانا اسلام ہی سے پھرنا ہے۔

آخر پورا دین اسلام مسلک اعلیٰ حضرت کیسے ہو گیا؟ مذہب اہلسنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کیوں بن گیا، تو اس کا نہایت مختصر جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں جب انگریزوں نے اپنے وہابی ایجنٹوں کے ذریعہ اسلام کی جڑ کھودنے کی کوشش کی اور ہر اس چیز پر جس سے عظمت و محبت رسول کی شعاع پھوٹتی ہو شرک و بدعت کے گولے برسا کر ایک نیا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا، تو یہ چیلنج کسی ایک جگہ کے لئے نہیں بلکہ تمام دینی اسلامی مراکز کے لئے تھا۔اسلام خطرے میں تھا، ایسے میں ضروری تھا کہ لوگ آگے بڑھتے۔وہابیت کے منہ زور طوفان کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے، مگر نہیں ایسے بھیانک اور ہولناک ماحول میں اس شخص کو آگے بڑھنا تھا جسے خدا نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے چن لیا تھا۔وہ آگے بڑھے حق و صداقت کا پیغام لے کر، وہ آگے بڑھے ایک ہاتھ میں علم اور دوسرے ہاتھ میں عمل کا علم لیکر، وہ آگے بڑھے دل میں خوف خدا اور روح میں عشق مصطفیٰ کا ولولہ لے کر، وہ آگے بڑھے دماغ میں نظام شریعت کے تحفظ کا جذبہ لے کر، اسلام کے جن متوارث و متواتر ضابطوں، اصولوں کو نشانہ بنایا جا رہا تھا، آپ اس کے دفاع میں قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس کا فولادی ساز و سامان لے کر محاذ آرا ہو گئے۔دلائل و حقائق سے مزین ایسی وزنی کتابیں تحریر فرمائیں کہ وہابیت کے محلات میں بھونچال آ گیا۔یہ امام احمد رضا کی حقانیت و صداقت کی کیسی منہ بولتی دلیل ہے کہ جب سے اب تک ان کی ایک چھوٹی سے چھوٹی تصنیف کا بھی کسی سے جواب نہ بن سکا۔اعلیٰ حضرت نے اس ایک تیر سے دو شکار کیا۔ایک تو یہ کہ انگریزوں کی بیساکھی، حکومتی طمطراق اور منصبی کر و فر کے بل بوتے پر وہابیت جو ہل من مبارز پکار رہی تھی۔امام احمد رضا نے اس کے کس بل نکال دیے اور واضح کر دیا۔

سنبھل کر پاؤں رکھنا ملک ترہت میں ذرا واعظ　　　محبیٰ اس میں رہتا ہے جسے استاذ کہتے ہیں

اور وہ نعرہ مومنانہ لگایا کہ وہابیت کے بڑھتے ہوئے قدم بہت حد تک تھم گئے اور دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ مذہب اہلسنت و جماعت وہابیت کے نرغے سے آزاد ہوکر کھلی فضا میں مسکرانے لگا۔ وہابیت کے ذریعہ پڑے ہوئے گرد و غبار کو عشق مصطفیٰ کے نور سے اس طرح صاف کیا کہ سنیت پکار اٹھی۔

بجتا ہے آج دین کا جو ساز دوستو　　　یہ بھی اسی جرس کی ہے آواز دوستو

امام احمد رضا کے اس مجاہدانہ کردار کو دیکھ اور سمجھ کر ملک کے تمام اکابر و مشائخ، خانقاہ کے سجادہ نشینوں، درس گاہ کے خوشہ چینوں، حساس دانشوروں، معاملہ فہم سنی بھائیوں نے نہ صرف یہ کہ متحدہ پلیٹ فارم سے آپ کا ساتھ دیا بلکہ آپ کو اہل سنت کا امام اور آپ کے مجموعہ افکار ونظریات کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

ان سب کی سوچ یہ تھی کہ حالات اچھے نہیں ہیں، نہ جانے کب، کس چور دروازے سے کوئی شب خون مار دے۔ اس لئے مذہب اہلسنت و جماعت کو غیر مسخر فولادی قلعہ میں محفوظ کر دینا ضروری ہے۔ ان کے نزدیک مسلک اعلیٰ حضرت کے سوا دوسرا کوئی اس سے مضبوط اور محفوظ قلعہ، نہیں تھا، لہٰذا سب نے مل کر مذہب اہل سنت و جماعت کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے دنیا کے اسٹیج پر پیش کر دیا۔

اغیار کی نظر میں اسلام وسنت کے تحفظ کا یہ کارنامہ امام احمد رضا کا اتنا بڑا جرم ثابت ہوا کہ ایں قدر آں قدر سب نے مل کر آپ کی کردار کشی شروع کر دی۔ ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' کے مصداق تمام باطل افکار ونظریات کے لوگ صرف اور صرف اعلیٰ حضرت پر حملہ آور ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کو مجروح کر دو، سب مجروح ہو جائیں گے، بالکل اسی طرح آج کے دور میں تمام آزاد خیال، آوارہ فکر، صلح کلی صرف اور صرف حضور تاج الشریعہ پر حملہ کر رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس دیوار میں شگاف ڈال دو مسلک اعلیٰ حضرت کا محل نا کارہ ہو جائے گا، مگر وہ شاید ماضی کی تاریخ بھول رہے ہیں کہ کل اعلیٰ حضرت سے منھ لگا کر بدعقیدہ و بددین اپنے انجام کو پہنچے۔ یہ بھی اپنے وقت کا انتظار کریں۔

یہ وقت اور زمانہ کی نیرنگی ہے کہ پہلے کے لوگ اپنے پیش رووں کی گرد راہ کو سرمۂ نگاہ بنانے کی تمنا کرتے تھے۔ آج کے یہ کچھ نئی روشنی کے مارے ان کے نقوش فکر سے دور بھاگنے کے جتن کر رہے ہیں۔ مقلد ہونے کا دعویٰ رکھتے ہوئے تقلید کی زنجیر توڑ دینے کے درپے ہیں۔ خدانخواستہ اگر یہ مسلک اعلیٰ حضرت سے الگ ہو گئے تو پھر در در بھٹکنے، مارے مارے پھرنے کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ یہ مسلک اعلیٰ حضرت کی زنجیر ہے، جو اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ باندھ کر رکھتی ہے۔ ایسے میں جو لوگ آزادی چاہتے ہیں وہ کیا کر رہے ہیں۔

سنئے! معروف محقق ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم کی زبان میں: ''لفظ بریلویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو لے کر بریلویوں کے درمیان کافی معرکہ آرائیاں ہوئیں ایک عہد نو کے پروردہ نے ماضی کے ان تمام اکابر علما کے خیالات کو جنہوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ان پر طعن اور تشنیع کے خنجر چلائے اور موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے کو غیر ضروری قرار دے کر یہ ذہن دینے کی کوشش کی گئی کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی جداگانہ مسلک ہے۔'' (حیات تاج الشریعہ ص ۱۷۳)

چونکہ مسلک اعلیٰ حضرت قرآن وحدیث کا حقیقی ترجمان، صحابہ وائمہ وفقہا کے اقوال وآثار کا سچا پاسبان اور مذہب اہل سنت و جماعت کا واقعی نگہبان ہے۔اس لئے اس میں قدم قدم پر تنبیہ ہے، ہدایات کے سنگ میل ہیں، تو بھلا مودودیت سے متاثر، ندویات سے مرعوب، پادریات کی چکا چوند کے دریوزہ گر وحیدالدین خانیات کے الفاظی چٹخاروں کے دست نگر لوگ اسے کیسے گوارہ کریں؟ اور کچھ تو وہ کر نہیں سکتے بس یہ سوچ کر دل کو تسلی دے رہے ہیں اس میں عیب نکالو اور عیب کی اتنی تشہیر کرو کہ لوگ ہمارے جھوٹ کو سچ سمجھنے لگیں۔اس مذموم کوشش کو کارخیر سمجھ کر ایسے ایسے لوگ، ایسے ایسے ادارے اور ایسی ایسی تنظیمیں جھوٹ کو سچ بنانے کی مہم انجام دے رہی ہیں کہ ان کی اس منحرفانہ روش پر بہت دیر تک یقین نہیں ہوتا اور جب یقین ہو جاتا ہے تو الٹے قدم فوراً لوگ پرانے آشیانے میں پناہ لے کر دارین کی عافیت محسوس کرتے ہیں اور اب تو جرات یہاں تک جا پہنچی ہے کہ یہ عاقبت نااندیش لوگ حضور تاج الشریعہ پر ڈائریکٹ وار کر رہے ہیں۔

یہ لوگ خوب سمجھ رہے ہیں کہ اس وقت قافلہ سنیت کے سالار آپ ہی ہیں اور وہ یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ان لوگوں کی سالوں کی محنت پر جس شخصیت کی کسی جلسے میں ایک آدھ گھنٹہ کی آمد سے پانی پھر جا رہا ہے وہ صرف تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ایسے لوگوں کو ایک بار یاد دلا دوں کے حضور تاج الشریعہ اکابروں کی امانت اور مارہروی کرامت ہیں۔ان کو زد میں لانے کی سعی نامحمود کرنے والے اپنی فکر کریں۔

ایسا نہیں ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے سچی ہمدردی رکھنے والے احباب دیکھ رہے ہوں اور چپ ہوں، نہیں ماشاء اللہ جب سے یہ خاموش کارزار شروع ہوا ہے تب سے دفاعی اقدام جاری ہے۔ترکی بہ ترکی ان کا جواب دینے میں اپنے اپنے طور پر جو جہاں ہیں فکرمند ہیں اور کام میں لگے ہیں۔مسلک اعلیٰ حضرت، صلح کلیت اور بریلویت جیسے عنوان پر درجنوں کتاب کی موجودگی اس کا بین ثبوت ہے۔

اس نکتے پر جب دوسرے اتنے حساس ہیں تو پھر تاج الشریعہ جن کے گھر کی یہ امانت ہے انہیں کتنا درد ہوگا، مگر حضرت کے مزاج میں تحمل کا جوہر ہے، قوت برداشت کی ایسی فراوانی ہے کہ بار بار طوفان آتا ہے، گزر جاتا ہے، آپ کی پیشانی پر وہی بشاشت کا نور رہتا ہے اور چہرے پر اطمینان کی جھلک۔"اپنی کلاہ کج ہے اسی بانکپن کے ساتھ" کا مرقع کسی کو دیکھنا ہو تو وہ تاج الشریعہ کو دیکھ لے۔

باوجودیکہ آپ بالکل دینی، روحانی، خانقاہی، زندگی گزار رہے ہیں۔مرنجان مرنج کی صفت سے آراستہ صرف مذہب اہلسنت و جماعت کی ترویج، اشاعت کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ہاں صرف ایک بات ہے آپ کے اندر جس کا کوئی جواب کہیں نہیں ہے اور وہ ہے استقامت علی الشریعت، حق کو حق ہی کہنے کی عادت۔حالات چاہے جتنے پیچیدہ ہو جائیں مگر اپنے موقف سے سرمو انحراف نہ کرنا کسی بھی جدید مسئلے میں غور وخوض کے بعد فیصلہ صادر فرمانا اور فیصلہ فرما دینے کے بعد اس پر سختی سے عمل کرنا اور عمل کرانے کی فکر کرنا، اس چیز نے مفتیٔ اعظم کی فقیرانہ دہلیز پر شاہوں کو جھکنے پر مجبور کیا۔وہی چیز آج حضور تاج الشریعہ کے لئے لوگوں کے دلوں کے بند دروازے ان سے محبت کے لئے کھول رہی ہے۔جوں جوں حالات ابتری کی طرف جا رہے ہیں آپ نے دفاعی سعی تیز کر دی ہے۔اپنے بیان میں، نجی محفلوں میں، ارباب دانش کے جھرمٹ میں، سوشل میڈیا میں، برملا اپنے احساس کا اظہار فرماتے ہیں۔

سنیوں کو مسلک اعلیٰ حضرت سے دلی محبت کرنے اور اپنے مریدوں کو مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرتے

ہیں اور بتاتے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کرتے رہنا ہی قرآن وسنت کا راستہ ہے۔ یہی صراط مستقیم ہے، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے اس بانگ دہل احقاق حق اور ابطال باطل سے لوگ اب ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اب تو اسلاف شناسی کے نام پر رضا ورضویات فراموشی، مسلک اعلیٰ حضرت، ذکر بریلی اور تذکرہ رضا سے کھلم کھلا لوگوں کو روکنے کی منظم تحریک چل رہی ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو زمینی حقائق پر مبنی ذیل کا واقعہ پڑھیئے اور پڑھ کر دوسروں کو سنائیے کہ لوگوں کی نظروں سے پردے اٹھ جائیں گے اور اسلاف شناسی کا حقیقی چہرہ سامنے آجائے گا۔ پڑھیئے اور غور کیجیئے کہ کتنی بڑی سازش مسلک اعلیٰ حضرت اور خانوادہ بریلی کے تعلق سے چل رہی ہے اور ہم ہیں کہ گلستاں کی ہوا دیکھ رہے ہیں۔ عتیق الرحمن مالیگاؤں لکھتے ہیں کہ: ''ہمارے قریب کے رشتے کی خالہ جو عالمہ ہیں اور مہاراشٹر کی مشہور مقررہ بھی، انہوں نے ہمیں طلب کیا۔ ہم ان کے مکان پر پہنچے۔ علیک سلیک، خیر خیریت کے بعد انہوں نے بتایا کہ مدرسے میں یوپی بہار وغیرہ سے کچھ لوگ آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ لوگ اہل سنت میں بیداری پیدا کرنا چاہتے ہیں، اسلاف کرام کی خدمات کو جو دانستہ یا غیر دانستہ فراموش کیا جارہا ہے، اب اس پر روک لگانی ہے اور عوام اہل سنت کو اپنے ان اسلاف سے روشناس کرانا ہے، جنہوں نے اہل سنت کے لئے زریں خدمات انجام دیں۔ اسلاف شناسی کے عنوان سے کام کرنا ہے، میں نے کہا کہ اچھی سوچ ہے کہ عوام پر اسلاف کے کارنامے اجاگر ہونے چاہئیں۔ میں اس میں آپ کی کیا مدد کرسکتی ہوں۔ وفد کے ایک جوان نے کہا کہ آپ اچھی مقررہ ہیں، آپ کو اپنی تقریر میں ہمارے اسلاف کرام کی حیات وخدمات کو بیان کرنا ہے۔ میں نے کہا یہ تو ہمارا طریقہ ہے، ہم اسلاف کی تعلیمات ہی عام کررہے ہیں۔ ہاں اس سے مزید اعلیٰ پیمانے پر کرنے کی ہم کوشش کریں گے۔ اس پر اس نے کہا، مگر پانچ سال تک آپ دیگر کسی موضوع پر تقریر نہیں کریں گی۔ بالخصوص مسلک اعلیٰ حضرت اور اہل بریلی کو موضوع سخن نہیں بنائیں گی۔ اس بات پر مجھے تشویش ہوئی میں نے کہا، ایسا ممکن نہیں ہے، مسلک اعلیٰ حضرت ہماری پہچان ہے اور میں اس پر نہ بولوں یہ ہو نہیں سکتا، تو آنجناب نے فوراً کسی صاحب کو فون کیا انہوں نے اپنا تعارف اس طرح دیا کہ یوپی کے فلاں شہر سے بات کررہا ہوں، ہماری خانقاہ اہل سنت کے قدیم ترین خانقاہوں میں سے ہے۔ اتنی اتنی سوسالہ ہماری تاریخ رہی ہے، آپ ہمارے مشن سے جڑ جائیے، ہماری تحریک کا کام کیجیئے تو میں نے کہا کہ مجھے اسلاف کی خدمات پر کام کرنے میں کوئی اعتراض نہیں اور ہم الحمدللہ یہ کام کررہے ہیں، مگر جو پابندی آپ لگا رہے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت اور اہل بریلی پر آپ کو پانچ سال تک کچھ نہیں بولنا ہے، یہ تو سراسر زیادتی ہے اور یہ مجھے منظور نہیں۔ وہ سجادہ موصوف جو فون پر گفتگو فرمارہے تھے کہتے ہیں کہ جیسا وہ کہتے ہیں کیجیئے، پانچ سال کی بات ہے اس کام کے عوض آپ کو ہر سال پانچ لاکھ روپے پہنچا دیئے جائیں گے۔ بہر کیف میں نے اس وفد کے ساتھ تعاون سے انکار کردیا۔'' (الرضا پٹنہ جنوری فروری ص ۱۶)

اس متن پر جو تبصرہ عتیق الرحمن مالیگاؤں نے کیا ہے وہ بڑا ہی مبنی برحقائق ہے، لکھتے ہیں: ''اللہ اکبر یہ ہیں نقلی اسلاف شناسوں کے اصلی چہرے، ہم بھی کہتے ہیں اسلاف شناسی ضرور عام ہو، مگر اس کی آڑ میں دیگر خانقاہوں یا بریلی شریف کی مخالفت کیوں کی جارہی ہے۔ کیا یہ اسلاف شناسی کے نام پر دھوکہ نہیں، کیا یہ اسلاف شناسی کے نام پر بریلی مخالفت کی پالیسی نہیں، کیا نام دیا جائے اس کا۔ بریلی کی شہرت

کھٹکتی ہے ۔الحمدللہ! بریلی اور اہل بریلی نے ایسی تحریکیں نہیں چلائیں کہ لوگوں کے پاس جا جا کر انہیں پیسوں کی لالچ دے کر رضویات اور بریلی یا اہل بریلی کی خدمات پر کام کرایا جائے ۔نہ بریلی اور اہل بریلی نے لوگوں کے ہاتھ پیر باندھ رکھے ہیں کہ ہمارے علاوہ کسی پر کام نہ کیا جائے ۔بریلی کی یہ شہرت جو آج اہل سنت کا شیرازہ بکھیرنے والوں کو کھٹک رہی ہے، یہ خداداد ہے، منجانب اللہ ہے، ہاں یہ کسی کے دبانے سے دبنے یا مٹنے کی چیز نہیں ۔اگر لوگ اسلاف شناسی میں اتنے ہی مخلص ہوتے تو انہیں اسلاف شناسی کے معاوضے نہیں دینے پڑتے اور نہ ہی بریلی کی مدح سرائی میں لوگوں کی زبانیں بند کروانا پڑتی ۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نام اسلاف شناسی کا دیا جارہا ہے مگر درپردہ بریلی اور اہل بریلی سے بیزاری کو فروغ دینا مقصد ہے۔" (دوماہی "الرضا" پٹنہ جنوری، فروری ۲۰۱۶ء/ص:۳۰)

بالکل وہابیوں دیوبندیوں کی طرح یہ لوگ الگ الگ عنوان سے سامنے آتے اور بہت پر فریب انداز میں مدعا رکھتے ہیں اور بات نہ بنے تو یہودیوں عیسائیوں کی طرح روپے کی لالچ دیتے ہیں ۔دوسروں کی بات تو جانے دیجئے سوچئے خود اپنا ایمان بچانا کتنا مشکل ہو رہا ہے ۔ہزاروں رحمتوں کے پھول برسیں خاندان بریلی کی تربت پر جنھوں نے سر ہاتھ میں لے کر ایمان بچانے کا حوصلہ بخشا اور عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کی کہ ایسے پر الم پرستم دور میں آپ عالمی سنی مسلمانوں کی قیادت کا سچا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور مسلک یا لوازمات مسلک پر جب بھی کوئی انگلی اٹھاتا ہے تو بلاخوف لومتہ لائم وہی کہتے ہیں جو دین اور شریعت کا تقاضہ ہوتا ہے۔ بروقت ٹوکتے ہیں، تنبیہ فرماتے ہیں اور حق وصحیح کی منزل کی رہنمائی کرتے ہیں ۔

ابھی دو سال ہوئے ۱۶، ۱۷/اپریل ۲۰۱۴ء کو مسجد اعظم الہ آباد میں حضرت علامہ مفتی محمد عاشق الرحمن صاحب حبیبی کے اہتمام میں بڑا تاریخی فقہی سیمنار رہوا، اپنے زعم پندار میں گرفتار کچھ مفتیوں نے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ مسلک اعلیٰ حضرت صرف عقائد کو محیط ہے، عمل اس میں داخل نہیں ہے، جب یہ سوال سیمنار میں پیش ہوا جس میں ایک سو پچاس سے زیادہ علماء اور ستر سے زیادہ مفتیان کرام موجود تھے تو حضور تاج الشریعہ کی طرف سے یہ اعلانیہ جاری ہوا کہ: "مسلک اعلیٰ حضرت سے مراد وہ اعتقادات اور اعمال ہیں جن کی آئینہ دار تصانیف اعلیٰ حضرت ہیں، ان سے انحراف کی اجازت نہیں دی جائے گی، سوائے اس صورت کے جبکہ فروع فقہیہ میں سے کسی مسئلے پر حکم کی تبدیلی کے لئے معتمد عصر اساطین مسلک اعلیٰ حضرت کے روبرو تحقق ضروریات یا حاجت کے ثبوت کے بعد طریقہ تغیر کے جواز پر کئے ہوئے استدلال کو ثابت کر دیا جائے۔"

یہ ایسا فقہی تازیانہ تھا کہ پھر اس کے بعد "کوئی جانے منھ میں زباں نہیں" کی کیفیت طاری ہوگئی ۔شاید ایسی ہی ضروری تنبیہات و ہدایات کی وجہ سے لوگوں کی پیشانیاں شکن آلود ہیں اور وہ اس جھنجھلاہٹ میں گرفتار ہیں کہ ان کے منصوبے خاک بسر کیوں ہو جاتے ہیں اور ان کے منظم اقدامات پر قدغن کیوں لگائی جاتی ہے ۔

اس تناظر میں آج ملک کا جو مذہبی منظر نامہ ابھر کر سامنے آرہا ہے وہ اندیشہ ہائے دوراز کار کا حامل نظر آتا ہے ۔خانقاہوں میں تفقہ اور شخصیات میں تدبر کے فقدان کی وجہ سے اس وقت بہت سی خانقاہیں اور شخصیات بریلی کے مدمقابل متحد ہو رہی ہیں، انہیں اپنے تشخص اور شناخت کی کوئی فکر نہیں ہے اور نہ اس کا غم ہے کہ اس کا نتیجہ ملت کے لئے کتنا بھیانک نکلے گا۔اس سے اور جو کچھ ہو گا وہ تو آنے والا وقت

بتائے گا تاہم مسلک اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کرنے کا جو عمومی نتیجہ نکلے گا وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس سے صلح کلیت کا بھلا ہوگا۔علی الاتفاق لوگ کہیں گے کہ یہ عہد کہن کے پروردہ اور عہد نو کے پرداختہ حضرات صلح کلیت کے نمائندہ مبلغ، کارگزار اور داعی ہیں۔اس سے انارکی آئے گی،خود غرضی،خود پسندی اور خود رائی کا ماحول بنے گا پھر امان ایسے اٹھ جائے گا کہ لوگ قیامت کو یاد کرنے لگیں گے۔

ہزاروں احسانات پر حضور تاج الشریعہ کا یہ احسان تنہا بھاری ہے کہ وہ غلط فہمی،غلط روی اور غلط اقدامی پر ٹوکتے،روکتے اور مفید مشورہ دیتے ہیں۔کوئی تو ہے جو چراغِ راہ لئے منزل کی رہنمائی کر رہا ہے۔ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ یاران میکدہ اپنا احتساب کرتے،مگر یہ منفی سوچ کا خمیازہ ہے جو انہیں اپنا محاسبہ کرنے نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ الٹا بریلی کے خلاف محاذ آرائی کرنے لگتے ہیں اگر بریلی کے خلاف تمام آزاد خیال متفق ہو رہے ہیں تو ہو جائیں۔بریلی تنہا بھی رہے گا تو سواد اعظم ہی رہے گا۔اگر تاج الشریعہ کے خلاف فضا بن رہی ہے تو بن جائے، تاج الشریعہ ہر حال میں پیش لفظ،دیباچہ اور مقدمہ ہی رہیں گے،امر بالمعروف ان کا منصبی فریضہ ہے اسے وہ ادا کرتے ہی رہیں گے، مولانا شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:"اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام دوسری امتوں سے اس لئے ممتاز ہے کہ یہ بھلائی کا حکم دیتی اور برائی سے روکتی ہے۔اس لئے امت محمدیہ کی یہ خصوصیت برقرار ہے اور آپ (تاج الشریعہ) اپنے تمام معاصر علماء اور مشائخ میں فوقیت رکھتے ہیں کہ جب ممبئی میں سنی،شیعہ،بوہرہ،خوجہ،غیر مقلد،ندوی،دیوبندی اور جماعت اسلامی وغیرہ باطل فرقوں سے اتحاد کیا گیا تو آپ نے اس کی شدت سے مخالفت کی۔اتر پردیش میں جب سیاسی طور پر اتحاد و محبت کی فضا ہموار کی جارہی تھی اور اس روشِ خام کو عین اسلام بتایا جا رہا تھا تو آپ نے مخالفت کر کے اس اتحاد کے شیرازے کو منتشر کر دیا۔کراچی اور لندن میں بھی وہابی سنی کو سیاسی اور بین الاقوامی مسائل کے نام پر ایک پلیٹ فارم پر لانے کی بات ہو رہی تھی تو آپ نے اس اتحاد امت کے متعلق فرمایا تھا کہ حق اور باطل کا اتحاد صبح قیامت تک نہیں ہوسکتا۔

آزاد انٹر کالج بریلی میں "آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ" نے "عظمت مصطفیٰ کانفرنس" ۲۰۰۲ء کا انعقاد کیا تھا حضرت نے ہزاروں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنا وہابیوں اور دوسرے فرقوں سے میل جول،کھانا پینا یا کسی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے۔ان فرقہ ہائے باطلہ سے تا قیامت اتحاد نہیں ہوسکتا،میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو دودھ سے مکھی کی طرح نکال باہر کر دیں۔یہ تیور مومن کامل کے ایمان کا پتہ دے رہا ہے اور آپ کا یہ تیور صرف اپنے گھر تک محدود نہیں بلکہ یہ ایمانی نشہ ہر وقت آپ پر طاری رہتا ہے جو خمار اپنے ملک میں،وہی خمار بیرون ملک بھی نظر آتا ہے۔رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ میں "الھدیٰ" ابوظہبی نے خصوصی نمبر شائع کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ بریلویت ایک نیا فتنہ ہے۔تاج الشریعہ کو یہ خبر پڑھ کر شدید بے چینی ہوئی آپ نے متحدہ عرب امارات سے شائع ہونے والے گیارہ ملکی اخبارات سے رجوع کیا اور روزنامہ "الھدیٰ" کا جواب عربی میں لکھ کر شائع کرایا اور پھر باضابطہ طور پر ایک مہم چلائی تا کہ ان اخبارات پر دباؤ بنے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مسلک کو بدنام کرنے والوں کی سازش ناکام ہو جائے،حضرت نے ہندوستان،پاکستان اور بنگلہ

دیش میں دستخطی مہم کی اپیل بھی جاری کی۔" (حیات تاج الشریعہ ص ۸۶)

ہزاروں علماء کا فرمان ایک طرف اور حضور تاج الشریعہ کا فرمان ایک طرف اور اگر نتیجہ کے اعتبار سے غور کیا جائے تو ہزاروں لوگوں کی محنت اتنی کارگر نہیں ثابت ہوتی جتنی حضور تاج الشریعہ کی توجہ کارگر ثابت ہو رہی ہے۔ آپ کے فرمودات، ارشادات اور احکامات انقلابی طوفان لے کر نمودار ہوتے اور نسیم سحر کا جھونکا عطا کر کے سرشاری میں شرابور کر دیتے ہیں۔ اس لئے جلسے وغیرہ میں حضرت کی زبان سے نکلے ہوئے دو بول سننے کے لئے لوگ مضطرب رہتے ہیں اور اتنے جذباتی ہو کر سنتے ہیں کہ داد و تحسین کی صداؤں سے مجلس گونجنے لگتی ہے۔ گویا جو آپ بول دیں وہ انمول ہے جو کہہ دیں وہ انمول ہے اور جو لکھ دیں وہ انمول ہے۔

حضرت مولانا عبد المبین نعمانی صاحب لکھتے ہیں: "حضرت تاج الشریعہ کے علمی مقام و مرتبہ کو اجاگر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حضرت کے آثار علمیہ کو محفوظ کیا جائے اور انہیں ڈھنگ سے شائع کیا جائے، بالخصوص حضرت کی عربی تصانیف مثلاً 'الحق المبین'، 'مراۃ النجدیہ' وغیرہا کو عالم عرب میں پھیلایا جائے تا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تعلق سے جو غلط فہمیاں پھیلائی جا چکی ہیں ان کا زیادہ سے زیادہ تدارک کیا جا سکے میری ایک رائے یہ بھی ہے کہ مسلک اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلی کے تعلق سے جو غلط پروپگنڈے عالمی پیمانے پر ہو رہے ہیں ان سب کا یکجا جواب حضرت کے ارشادات پر مبنی اردو، انگریزی اور عربی میں شائع کیا جائے۔ خانوادہ کے باہر کے افراد جو جوابات دے رہے ہیں اس کے مقابلے حضرت تاج الشریعہ کی تحریریں زیادہ موثر ثابت ہوں گی اور مخالفین کا جھوٹ اچھی طرح طشت از بام ہوگا۔" (حیات تاج الشریعہ ص ۱۱۶)

بریلی، افراد بریلی اور افکار بریلی پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ حسد کی آگ میں جلنے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ لوگ بغض و کینہ میں چور ہو کر چاہے جو کریں، جو لکھیں، بریلی چوں کہ حق کا آئینہ دار اور سچائی کا علم بردار ہے اس لئے جس طرح شیشے پر غبار زیادہ دیر نہیں ٹھہرتا، آئینہ بریلی پر غیروں کا چڑھایا ہوا غبار بھی صاف ہوتا رہا ہے اور صاف ہوتا رہے گا۔ کسی بڑی سے بڑی خانقاہ میں یہ پاسداری نہیں کہ سب کو یکساں نظر سے دیکھا جائے، یہ خوبی صرف خانقاہ بریلی کی ہے جس کی زندہ تصویر تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ غلطی چاہے کوئی کرے، کوتاہی چاہے جس سے ہو، اپنا ہو یا بیگانہ تاج الشریعہ کی منصفانہ نظر میں سب ایک ہیں، سب کے ساتھ یکساں سلوک ہے، وہ دوسرے لوگ ہیں جو مریدوں کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں اور یہ تاج الشریعہ ہیں جو شریعت کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔

اس پس منظر میں یہ واقعہ پڑھئے: "دوبئی میں عبد الرزاق نامی ایک شخص جو سونے کا بہت بڑا تاجر ہے سیکڑوں لوگ اس کے یہاں کام کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ تاجر کھرپتی ہے وہ تاج الشریعہ کے مریدوں میں سے ہے، دوبئی کے قیام کے دوران وہ حضرت سے ملنے آیا کسی شخص نے حضرت تاج الشریعہ سے یہ بتا دیا کہ ان کے یہاں تراویح کی امامت کوئی دیوبندی یا وہابی کرتا ہے اتنا سننا تھا کہ تاج الشریعہ کے جلال کا عالم نہ پوچھئے۔ اس شخص سے مصافحہ نہیں کیا کافی دیر تک آپ شرعی تنبیہ فرماتے رہے۔ آخر کار اس نے معذرت کی، توبہ کیا اور عذر پیش کیا کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے۔ ہماری کمپنی میں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں اس لئے ہمیں نہیں معلوم ہو سکا کہ کون امامت کرتا

ہے؟ انشاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ جب سب کے سامنے اس نے توبہ کیا تو حضور تاج الشریعہ نے اسے نرمی سے سمجھایا اور عقائد وہابیہ سے آگاہ کیا اور اس کے سامنے مسائل شرعیہ پیش کیا وہ شخص عجز وانکساری کا مجسمہ بنا رہا۔ موقع پا کر اس نے عرض کیا، حضور غریب خانے پر تشریف لے چلیں تو حضرت نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ اس بار میں نہیں جا سکوں گا اگر تم توبہ پر قائم رہے تو آئندہ سفر میں ضرور چلوں گا، حالاں کہ اس سے پہلے کئی بار اس کے گھر جا چکے تھے۔'' (کرامات تاج الشریعہ ص ۱۴۷)

یہ ہے شریعت پر استقامت اور صحیح معنی میں مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت، سچی بات یہ ہے کہ کوئی دوسرا پیر ہوتا تو مصلحت اور درگزر سے کام لیتا، یہ تاج الشریعہ کا دربار ہے جہاں ساری مصلحتیں شریعت کی عظمت پر قربان ہیں، عموماً لوگ آج کل مالدار مریدوں کی پیشانی دیکھتے ہیں کہ کہیں کوئی بل تو نہیں ہے، اور یہ تاج الشریعہ ہیں جو یہ دیکھتے ہیں کہ کسی کی پیشانی پر بل پڑے تو پڑے کتاب وسنت کی پیشانی پر بل نہ پڑے۔ یہ شریعت مطہرہ سے آپ کے کامل محبت کی دلیل ہے کہ کسی بھی حال میں کبھی بھی شریعت کا علم نیچے نہیں ہونے دیتے بلکہ جب جب دامن شریعت کو شریعت سے وفاداری کے دعویٰ داروں نے غیر شعوری ہی سہی، داغدار کرنے کی کوشش کی تو آپ نے اپنا دامن بڑھا کر شریعت کا دامن بچا لیا۔

شریعت کے متواتر اور متوارث مسائل میں نرمی ونزاکت پیدا کرنے اور مصلحت کی دعوت دینے کی وجہ سے آج پوری سنیت خطرے میں ہے۔ لوگ کچھ نہیں کرتے اگر خاموش بھی رہ جاتے تو آج صلح کلیت کی جو گرم بازاری ہو رہی ہے ہرگز نہیں ہو پاتی۔ ان لوگوں کی غیر سنجیدہ حرکات سے ہی صلح کلیت کی اصطلاح آج عام ہو رہی ہے مگر غلامان تاج الشریعہ سلامت رہیں کہ جب جب شریعت پر آنچ آئی ہے، یہی دیوانے فرزانے کے روپ میں آگے بڑھے اور ان کے قلم کا رخ اور فکر کا قبلہ تبدیل کر دیا ہے۔

آج جب حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں تو یہی دیوانے سر سے کفن باندھ کر دین کی حفاظت کے لئے میدان فکر وعمل میں ڈٹے ہیں اور انھوں نے تحفظاتی اقدام کی رفتار تیز کر دی ہے۔ آج تحفظ شریعت کے نام سے جتنے چراغ جل رہے ہیں ان میں لو مسلک اعلیٰ حضرت کی اور روشنی تاج الشریعہ کی ہے، اتنا کہنے سننے اور افہام وتفہیم کی اتنی مخلصانہ کوششوں کے باوجود جو لوگ نہیں سمجھ پا رہے ہیں ان کے تعلق سے ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ان سے خدا سمجھے۔

فریب دہندگی اور فریب خوردگی کا ایسا ماحول بن گیا ہے کہ دن کے اجالے میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو تاج الشریعہ کا مرید، عقیدت مند اور وفادار سمجھتے اور کہتے ہیں، جلسے وغیرہ میں تاج الشریعہ کے نام کا فلک شگاف نعرہ لگاتے ہیں، پروانہ وار تاج الشریعہ کے جلسے میں شریک ہوتے ہیں، مگر دوسری طرف تاج الشریعہ کے باغیوں سے دوستانہ مراسم بھی رکھتے ہیں، ان کے حاسدوں سے ربط وضبط بھی بنائے ہوئے ہیں، ان کی شان میں کانا پھوسی کرنے والوں سے ان کی رفاقت اور مصاحبت بھی ہے، ایسے دو رخی پالیسی کے خوگروں کے لئے باب العلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول آئینۂ حق نما، چشم کشا اور بصیرت افروز ہے، آپ فرماتے ہیں: ''دشمن تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) اپنا دشمن (۲) اپنے دوست کا دشمن (۳) اپنے دشمن کا دوست''

اگر تاج الشریعہ سے آپ کو سچی محبت کا دعویٰ ہے تو تقاضائے محبت یہ ہے کہ آپ ان کے باغیوں کو اپنا باغی، ان کے حاسدوں کو اپنا حاسد یقین کریں ورنہ حضرت علی کا قول، قول فیصل ہے۔ دنیا کے ہر دعوائے محبت کے لئے یہ قول معیار ہے اس پر اپنے آپ کو دیکھنا اور پرکھنا چاہئے کہ محبت کا دعویٰ کر کے ہم جھوٹے تو نہیں ثابت ہو رہے ہیں اور یہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے کہ محبت ہو تو اللہ کے لئے اور عداوت ہو تو اللہ کے لئے۔ اللہ کے دوستوں سے سچی دوستی اور اللہ کے دشمنوں سے سچی دشمنی کمال ایمان کی دلیل ہے۔ وہ سب اللہ کے دوست ہیں جو اللہ کے دوستوں سے دوستی کرتے ہیں اور وہ اللہ کے دشمن ہیں جو اللہ کے دوستوں سے دشمنی کرتے ہیں یا دشمنی کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔

آدمی کو اپنے موقف کا اظہار کھل کر کرنا چاہئے۔ آدھا ادھر آدھا اُدھر والی پالیسی شخصیت کو مشکوک بنائے رکھتی ہے۔ ایسے شخص سے دونوں کا اعتماد اٹھ جاتا ہے، دورنگی اسلامی سیاست نہیں، ہمہ رنگی میں یک رنگی، اسلامی سیاست ہے۔ لوگ نہیں سمجھتے کہ اس دورنگی سے فتنۂ صلح کلیت کی نشو ونما ہوتی ہے جو دور حاضر کا سب سے بھیانک خطرہ ہے، بھیانک اس لئے کہ دوسرے جتنے فرقے ہیں وہ دور سے پہچانے جاتے ہیں، مگر صلح کلی تو ہم میں رہ کر ہمارے لئے معمہ بنا ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ ہی اٹھتا بیٹھتا اور کھاتا پیتا ہے، اس لئے الگ سے ابھی اس کا علامتی نشان نہیں، ہاں یہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اکابر وہابیہ، دیابنہ کے کفری باتیں ہوتی ہیں، ان کے ارتداد پر بحث چھڑتی ہے اس وقت اس کا چہرہ دیکھنے کے لائق ہوتا ہے، ایک رنگ آتا ہے اور ایک رنگ جاتا ہے، بہت کشمکش اور گھٹن اس وقت وہ محسوس کرتا ہے جس کا اثر اس کے چہرے بشرے پر نمایاں ہوتا ہے۔ اضطراب پیشانی کی شکن سے ٹپکتا ہے اور ناگواری اس کی ہیئت سے جھلکتی ہے۔ دوسری چیز یہ کہ یہ بلاتکلف کسی بھی امام کی اقتدا کر لیتا ہے اور کبھی کبھی تو تقلید کو نفاق خفی سمجھتے ہوئے تقلید کا قلادہ گردن سے اتار پھینکتا ہے اب نہ وہ حنفی رہتا ہے نہ شافعی، نہ مالکی رہتا ہے نہ حنبلی، سیدھا غیر مقلد ہو جاتا ہے۔ اس طرح ٹپلے کھانا اور در در بھٹکنا اس کا مقدر ہو جاتا ہے یہ سب علاماتی کیفیات جب کسی میں ظاہر ہوتے ہیں تب لوگ سمجھتے ہیں کہ اِدھر والا نہیں رہا اُدھر والا ہو گیا۔ ایسے میں نہ وہ نبی کا وفادار رہ جاتا ہے نہ امتی کا، حضور تاج االشریعہ فرماتے ہیں ؎

سنی مسلم ہے سچا نبی کے لئے
صلح کلی نبی کا نہیں سنیو!

حق اور سچ یہ ہے کہ عصر حاضر میں جو شخصیت وہابیت کے طوفان، دیوبندیت کی آندھی اور صلح کلیت کے سامنے سد سکندری بن کر سب کو تحفظ فراہم کر رہی ہے وہ صرف تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ یہ حقیقت اب ڈھکی چھپی نہیں رہی، جو بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے منھ موڑتا ہے سب سے پہلے وہ صلح کلیت کے کنویں میں گرتا ہے بعد میں ترقی کر کے جو چاہے بنے۔ دیوبندی بنے، وہابی بنے، قادیانی بنے، چکڑالوی بنے، مگر اتنا یاد رکھئے وہ کچھ بھی بن سکتا ہے لیکن جو بننا آخرت کی فلاح کا ضامن ہے وہی نہیں بن سکتا۔ بنے گا کیسے کہ آخرت کی نجات کا دارومدار تو عقیدہ اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنے پر ہے اور یہی روح اس سے نکل جاتی ہے۔ اب وہ سب کچھ رہتا ہے سنی صحیح العقیدہ نہیں رہتا۔

جس حرکت و عمل سے عقیدہ کا تاج محل محفوظ نہ رہے آدمی خوش گمانی میں اچھے اعمال کی پابندی کے بعد بھی جہنمی بن رہا ہو۔ وقت، محنت

، پیسہ سب برباد ہو رہے ہوں ایسے میں ہر آدمی کی اولین ترجیح یہ ہونی چاہئے کہ وہ صدق وکذب کو پہچانے، نور وظلمت میں تمیز کرے اور حسن وقبح میں کچھ فرق سمجھ میں آجائے تو یکلخت اپنا قبلہ بدل دے، اس خیال سے یکسر دور ہو جائے، اپنے دوستوں کو بھی دور کرنے کی کوشش کرے، آپ کے طرز زندگی سے آپ کے بے داغ دامن پر صلح کلیت کا داغ نہ لگنے پائے۔

صلح کلیت کی جن نشانیوں کی میں نے اوپر نشاندہی کی ہے ان نشانیوں کو ہمیشہ ذہن میں رکھئے اس سے آسان پہچان آج کے دور کے لئے آپ سب کی بھلائی اور بھائی چارگی کی خاطر عرض کر دوں، وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں حضرت علامہ قادر بخش سہسرامی علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا کہ سنی اور وہابی کے درمیان جو فرق ہے اس کو ایسے سادہ انداز میں بیان کر دیں کہ سب لوگوں کی سمجھ میں آجائے تو حضرت موصوف نے برجستہ فرمایا تھا کہ جس آدمی کے بارے میں یہ سمجھنا ہو کہ یہ سنی ہے یا وہابی تو اس کے سامنے اعلیٰ حضرت کا ذکر چھیڑ دو اعلیٰ حضرت کا ذکر سن کر چہرہ مسرت سے کھل اٹھے تو سمجھ لینا کہ وہ سنی ہے، اپنا ہے اور اگر اعلیٰ حضرت کا نام سن کر چہرے پر ناگواری کا اثر ظاہر ہو تو سمجھ لینا کہ وہابی ہے، بیگانہ ہے۔

بالکل یہی حال آج ہمارے دور کا ہے سنی اور صلح کلی کو آج لوگ گڈمڈ کر دینے کی فکر میں ہیں۔ ایسے میں آج اگر کوئی سنی اور صلح کلی کا فرق سمجھنا چاہے تو بلا تامل عرض کر دوں کہ اس آدمی کے سامنے حضور تاج الشریعہ کا ذکر چھیڑ دیجئے، اگر چہرے پر بشاشت کی کرن نظر آئے تو سمجھ جائیے کہ سنی ہے اور چہرے کا جغرافیہ بدل جائے تو فیصلہ کر لیجئے کہ وہ صلح کلی ہے اور حاصل کلام کے طور پر عرض کر دوں کہ جب دنیا میں نمرودیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا حضرت خلیل اللہ کے ذریعہ، جب فرعونیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا حضرت کلیم اللہ کے ذریعہ، جب بوجہلیت پھیلی تو خدا نے دین بچایا سید الانبیا کے ذریعہ، جب یزیدیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا سید الشہدا کے ذریعہ اور اگر ماضی قریب میں جھانک کر دیکھیں تو جب دنیا میں الحادیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا مجدد الف ثانی کے ذریعہ، جب دنیا میں وہابیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا امام احمد رضا کے ذریعہ اور جب دنیا میں لاقانونیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا مفتی اعظم کے ذریعہ، اور آج جب دنیا میں صلح کلیت پھیل رہی ہے تو خدا اپنا دین بچا رہا حضور تاج الشریعہ کے ذریعہ۔

اعلیٰ حضرت کے تفقہ، حجۃ الاسلام کے تدبر، مفسر اعظم کی نکتہ آفرینی اور مفتی اعظم کے جلوۂ تصوف کا نام تاج الشریعہ ہے، اور میرا وجدان بولتا ہے کہ آج مسلک اعلیٰ حضرت کا نام تاج الشریعہ ہے۔

حضور تاج الشریعہ کی عصری جامعیت

اختر القادری مہراج گنجوی، انڈیا

اللہ جل مجدہ قادر مطلق ہے وہ جسے چاہے عزت بخشے اور جسے چاہے ذلیل وخوار کرے فرمان باری تعالیٰ: ”وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ“ (آل عمران: ۲۶) اللہ جسے عزت بخشے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا اور جسے ذلیل کرے کوئی عزت نہیں دے سکتا سارے جہاں کی

کوششیں اس مالک حقیقی کے سامنے بیکار ہیں، وہی کرتا ہے جو اس کی مشیئت و مرضی ہوتی ہے: ''وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ'' (الدھر:۳۰) اور یہ بھی مسلم ہے کہ وحدہ لاشریک اپنے محبوبوں کو عزت و عظمت اور سر بلندی سے سرفراز فرماتا ہے ''وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ'' (المنافقون:۸)

پیارے آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بناتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم کرتا ہے کہ اے جبرئیل میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی کر جبرئیل تمام فرشتوں سے کہتے ہیں اے فرشتو! اللہ اور جبرئیل فلاں سے محبت کرتے ہیں لہٰذا تم بھی کرو، پھر آسمان دنیا کی طرف ندا کی جاتی ہے اے لوگو! اللہ، جبرئیل اور تمام ملائکہ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں اس لئے تم لوگ بھی محبت کرو پھر اس بندے کی محبت تمام بنی نوع انسان کے اندر ڈال دی جاتی ہے اس کی عظمت و ہیبت کا پہرہ لوگوں کے دلوں پر ہوجاتا ہے اور تمام عالم اس سے پیار کرنے لگتے ہیں۔ (مفہوم حدیث)

اہل دل کیلئے یہ ایک لطیف اور شوق انگیز عنوان ہے جس کی تجلیات میں گم ہونے کیلئے جذبۂ عالیہ کو صرف فطری سلامتی اور پاکیزگیٔ طبع کافی ہے، بس دیدۂ اعتبار چاہئے ورنہ مشاہدات و واقعات کی ایک پھیلی ہوئی کائنات ہے بس اسے یوں سمجھئے کہ جس طرح ایک لدے پھندے، ہرے بھرے چمن میں غنچوں، کلیوں اور پھولوں کی کمی نہیں، دیکھئے اور اپنی پسند کے مطابق چن کر دامن بھرتے جائیے۔ کچھ ایسا ہی معاملہ یہاں بھی ہے تاریخ کے صفحات پر اس کے بے شمار شواہد اور ایک سے بڑھ کر ایک خوش رنگ بینات کی گلکاریاں ہیں۔ عظمت و برکت کے اس گل کدہ میں اس قدر رنگارنگی اور تنوع ہے جس کی تحدید و شمار انسانی ادراک میں ناممکن خیال کیا جارہا ہے۔ کوئی علم معرفت میں بزرگی رکھتا ہے تو کوئی طہارت و عفت میں، کوئی تقویٰ اور خدا ترسی میں منفرد ہے تو کوئی دانائی و ذہانت میں، کوئی سیادت و امامت میں عظمت مآب سمجھا جارہا ہے تو کوئی ملک سخن کا تاجدار کہلا رہا ہے، ایک زبان و قلم کا شہنشاہ ہے تو دوسرا تالیف و تصنیف کا بادشاہ، غرض فضل و بزرگی اور عظمت و برتری کیلئے مذکورہ اوصاف ناکافی نہیں ہیں ان میں ایک وصف کا حامل انسان معروف و مشہور تصور کیا جارہا ہے تو جس شخصیت میں یہ تمام اوصاف حمیدہ موجود ہوں ان کی عزت و عظمت، شہرت و معرفت کا ستارہ یقیناً اوج ثریا پر ہوگا۔

ایک صدی پیشتر جب ہم بھارت کے شہر بریلی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارے دل کی کلیاں مشکبار ہوتی ہیں کہ وحدۂ لاشریک نے فرد واحد میں نہ جانے کتنی خوبیاں اکٹھا فرمادی ہیں جو ایک وقت میں مفسر بھی ہے، محدث بھی ہے، لاجواب مؤرخ بھی ہے، مجدد بھی ہے، عمدہ محقق بھی ہے، بے مثال منجم ہے تو فقید المثال فلسفی بھی ہے، عظیم المرتبت محشی ہے تو ہزارہا کتب کا مصنف بھی ہے، فقیہ ہے تو حکیم بھی ہے، جہاں بیمثال ریاضی داں ہے وہیں طبعیات، لسانیات، فلکیات، ارضیات، سیاسیات اور اقتصادیات کا ماہر بھی ہے عالم، مفتی، حافظ، قاری، امام بھی ہے تو اپنے وقت کا اعلیٰ حضرت بھی ہے۔ المختصر یہ کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ پر مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی ایسی رضا ہوئی کہ زمانے میں منفرد اور ممتاز بنادیا۔ نہ یہ کہ صرف انھیں ممتاز کیا بلکہ گلشن رضا میں کھلنے والے تمام پھول زمانے کو مہکا گئے ہیں کہیں ملک العلماء بن کر تو کہیں صدر الشریعہ بن کر، کہیں مفسر اعظم بن کر تو کہیں محدث اعظم بن کر، کہیں شیر بیشہ اہلسنت بن کر تو کہیں مشاہد ملت بن کر، کہیں مفتی اعظم ہند بن کر تو کہیں

تاج الشریعہ بن کر (علیہم الرحمۃ والرضوان) الغرض جو جہاں تھا نیر تاباں بن گیا، جو ذرہ تھا آفتاب بن گیا اور پورے جہاں کو روشنی دے گیا۔

میری اس تحریر کا تعلق اس ذات والا صفات سے ہے جو گلشن رضا کا ایک مہکتا ہوا گلاب ہے جسے دنیا تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، فخر ازھر، ولی کامل، زبدۃ الاتقیاء، امام الاصفیاء، سند المحدثین، رئیس المحققین، تاجدار اہلسنت، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت جیسے پاکیزہ القابات سے یاد کرتی ہے جو علوم اعلیٰ حضرت کے سچے وارث تھے مفتی اعظم عالم کے سچے جانشین تھے یعنی محمد اسماعیل رضا خان المعروف بہ اختر رضا خان ازھری رحمۃ اللہ علیہ علماء عرب وعجم آپ کو تاج الشریعہ اور مریدین ومعتقدین سرکار ازھری میاں بھی کہہ کر یاد کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کے توسل سے عشق رسول کا وہ جام لیا کہ تاحیات عشق رسالت مآب واسوہ حسنہ مصطفےٰ ﷺ پر قائم ودائم رہے، عشق رسالت، تحفظ واشاعت اسلام وسنیت، اور فقہ وفتاویٰ کے ذریعہ خدمت یہ تین ایسے اوصاف ہیں جو خاندان اعلیٰ حضرت کے افراد میں قدر مشترک کی حیثیت رکھتے ہیں اور حضور تاج الشریعہ میں یہ تینوں اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ تصلب فی الدین اور استقامت کا یہ عالم تھا کہ کبھی یک سر مو بھی انحراف کی گنجائش نظر نہیں آتی۔ آپ مستند عالم باعمل، صاحب زہد وورع، اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کی واضح تفسیر تھے۔ آپ کی خلوت وجلوت یکساں تھی، دل ودماغ انکساری وتواضع سے لبریز، دینی غیرت وحمیت سے سرشار، بلند کردار وعمل کے پیکر، اخلاق وسخاوت کے دریا، اپنے اکابر کا حد درجہ احترام، اصاغر پر اعتماد اور خوب خوب بارش کرم، ان کی محفل میں خیر ہی خیر، خود پسندی اور غیبت وعیب جوئی سے دور ونفور، آپ کا وجود مسعود سراپا نعمت ہی نعمت تھا۔ آپ کا حال وقال پیکر علم وتقویٰ تھا ایک جہان آپ کے کردار وعمل کے خیر سے خیرات پا رہا ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ان کا مبارک زمانہ میسر آیا اور ہماری آنے والی نسلیں ہم پر فخر کریں گی۔ آپ اسلامی میزان پر ایک عظیم انسان تھے یہی ناقابل شکست معیار عظمت ہے جو بقا میں باقی اور فنا میں غیر فانی رہے گا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ان عدیم النظیر اور فقید المثال افراد میں سے ایک ہیں جنھوں نے اپنے کردار کی سرخی سے اپنی عظمتوں کا نقش انسانوں کے لوح ذہن پر جما لیا ہے۔ وہ ہندوستان کی روحانی تاریخ کے وہ کوہ نور ہیں جس کی ضوفشانیوں سے عالم کا چپہ چپہ روشن ومنور ہو رہا ہے۔ وہ زہد وتقویٰ، فقر وفاقہ اور حزم واتقا کے وہ نیر تاباں ہیں کہ جو ان کے دامن کرم سے وابستہ ہو گیا، رشک رومی وغزالی بن گیا۔ تاجدار کشور صبر ورضا ہیں، دنیا ان کے سنگ آستاں کا طواف کرتی تھی مگر باریابی کی اجازت نہیں، رؤسائے زمانہ قطار در قطار صف بستہ نظر عنایت کے منتظر مگر کیا مجال کہ کوئی حدود سے تجاوز کر جائے، وہ فرد نہیں انجمن تھے، عالم نہیں سراپا علم تھے، کتاب نہیں لائبریری تھے، ان کی خاموشی میں بپھرے ہوئے سمندر کی جولانی پنہاں تھی، ان کی خرام ناز ایوان باطل میں زلزلہ برپا کر دیتی تھی، ان کی تقویٰ شعار نگاہوں میں وہ شکوہ و تمکنت کہ ایوان اقتدار کا بڑے سے بڑا جغادری اپنی نگاہیں ان سے چار کرنے کی جرات نہ کر سکے، علم وعمل کا ایسا خوبصورت سنگم اور فکر ونظر کا ایسا بیش قیمت تراشیدہ ہیرا کہیں اور دستیاب نہیں، عالم شباب میں شبنم کے قطروں کی طرح صاف وشفاف تقدس مآب، اجلا اجلا نکھرا نکھرا، مہکا مہکا،، ان کے صحیفہ حیات میں کہیں انگشت نمائی کی گنجائش نہیں، ان کی زندگی کا ہر ورق بے داغ اور زہد وورع کی ایک انوکھی دستاویز ہے۔

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے مہر منیر تھے۔ ان سے منسلک اور وابستہ بندگان خدا کی تعداد لاکھوں

سے تجاوز کر کے کروڑوں میں پہونچ گئی ہے۔ آپ کے مریدین ومعتقدین آپ کی راہوں میں پلکیں بچھاتے تھے اور سر آنکھوں پر جگہ دیتے تھے۔ ایک طویل زمانے تک آپ کے مواعظ حسنہ ذوق وشوق سے سنے گئے ہیں وعظ ونصیحت کی ان محفلوں کے ذریعہ آپ نے ہزار ہا بندگان خدا کو خدا تک پہونچایا ہے آپ کی نصیحتوں سے متاثر ہو کر انھیں توبہ واستغفار کی توفیق نصیب ہوئی ہے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں شامل ہوئے ہیں۔

آپ کی ظاہری حیات میں کئی کرامتوں کا ظہور ہوا مگر یاد رکھنا چاہئے کہ کرامت سے بہتر استقامت ہوتی ہے۔ کشف وکرامت نہ ولایت کی قبولیت کے جزو ہیں اور نہ ان کی دلیل۔ محققین نے وضاحت کی ہے کہ دین متین پر استقامت کا مرتبہ کرامت سے بہت بلند ہے، کیونکہ مافوق الفطرت اموراور شعبدے تو جادوگر بھی دکھا دیتے ہیں لیکن وہ ان کی کرامت نہیں کہلاتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص و خاص بندوں سے بعض چیزوں کو ظاہر فرما دیتا ہے تا کہ وہ ان کے عند اللہ مقبول ہونے اور لوگوں میں ان کی وجاہت ومقبولیت کا سبب ہوں۔ اہلسنت وجماعت اولیاء اللہ کی کرامت کو اعتقاداً برحق سمجھتے ہیں لیکن اہل نظر اور ارباب علم و دانش استقامت فی الدین اور اتباع سنت ہی کو سب سے بڑی کرامت سمجھتے ہیں اور یہ سب سے بڑی کرامت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ میں بدرجہ اتم موجود تھی اتباع شریعت جہاد فی النفس کے بغیر ممکن نہیں اور جہاد فی النفس کو افضل جہاد کہا گیا ہے جو شخص اپنے نفس پر قابو پا کر خود کو شریعت کا پابند بنا لیتا ہے اور سنت کے سانچے میں ڈھال لیتا ہے وہی کامل ولی اللہ ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ'' (الانفال: ۳۴) یعنی اس کے اولیاء ہی متقی و پرہیزگار ہیں مگر اکثر کو علم نہیں۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ تاحیات جہاد فی النفس میں لگے رہے سنت کی کامل پابندی ان کا شعار رہا اور یہ وہ وصف ہے جو تمام اوصاف کا جامع ہے تمام دینی واخلاقی اور روحانی اوصاف اس ایک وصف میں مضمر ہیں اسی بنا پر آپ علم وحکم، زہد وورع، صدق ووفا، صبر وشکر، توکل ورضا اور عبادت وریاضت کا پیکر بن گئے۔

ارباب علم و دانش پر مخفی نہیں ہے کہ علماء وفقہاء کے درمیان ہمیشہ دو طبقہ رہا ہے ایک ارباب رخصت اور دوسرا طبقہ ارباب عزیمت کا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رخصت حرمت کے بہت قریب ہوتا ہے جو شخص رخصت پر عمل کرے گا وہ حرمت کے قریب سے گزرے گا سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ عزیمت کے قائل وقائد تھے امت مسلمہ کو حرمت سے کوسوں دور رکھنا چاہتے تھے آپ کے تمام فتاویٰ، جملہ تحریریں عزیمت پر مبنی ہیں حضور مفتی اعظم عالم رحمۃ اللہ علیہ کا علمی وعملی کارنامہ بھی اس سے جدا نہیں ہے زہد وتقویٰ کے بے مثال پیکر اور تعلیمات اعلیٰ حضرت کے محافظ و پاسدار صاحب عزیمت بزرگ گزرے ہیں اور ماضی قریب میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علوم اعلیٰ حضرت کے وارث اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے سچے جانشین ہوئے جن کا ہر عمل اور ہر ہر قول وفعل تعلیمات اعلیٰ حضرت کے عین موافق تھا۔ یہ پورا خانوادہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت ہوں، حضور مفتی اعظم ہند ہوں، حجۃ الاسلام ہوں، مفسر اعظم ہوں، اور حضور تاج الشریعہ ہوں (رضی اللہ تعالیٰ عنھم) یہ سب عزیمتوں کے قائد گزرے ہیں ایک پل کیلئے بھی اس سے انحراف گوارا نہیں فرماتے تھے۔ تقریباً ایک صدی سے رخصت پر عمل کرنے کی ایک ہوڑ سی لگی ہوئی ہے، بہت سے دار الافتاء رخصت پر فتاویٰ صادر کرنے لگے، عوام الناس سراسیمگی میں مبتلا ہوگئی مگر بریلی کے اس مرد

قلندر کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی، اپنے موقف پر ہمیشہ جبل مستحکم کی طرح قائم رہے آپ کی تحریر وتقریر میں کبھی تضاد نہ پایا گیا جولکھا مکمل تحقیق وتفتیش کے بعد لکھا اسی لئے کبھی رجوع کی نوبت نہیں آئی۔

حضور سرورکائنات ﷺ کے پیروکاروں کا نام اہلسنت وجماعت ہے اور یہ نام روز اول سے تمام ناری وجہنمی فرقوں کے مقابل رہا ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھے اور میری امت تہتر (۷۳) مذاہب میں منقسم ہوجائے گی کلھم فی النار الا ملۃً واحدۃً سوائے ایک کے سب ناری وجہنمی ہوں گے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا: ''جنتی مذہب کون ہے؟'' توآپ نے فرمایا: ''ما انا علیہ و اصحابی جس مذہب پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔''

حضور ﷺ کا طریقہ سنت کہلاتا ہے، اب ظاہر سی بات ہے جو حضور ﷺ کے طریقہ پر ہیں وہ اہلسنت ہیں اور ایک دوسری روایت میں ہے: ''و واحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ'' یعنی جنتی گروہ کا نام جماعت اور سواد اعظم ہے مذکورہ دونوں روایتوں کے مجموعے سے فرقہ ناجیہ ''اہلسنت وجماعت'' ہوئے اور یہی نام بہتر (۷۲) کے مقابل ہے۔ آج کے زمانے میں مسلک اہلسنت وجماعت ہی کی دوسری تعبیر مسلک اعلیٰ حضرت ہے عرف ناس شاہد ہے کہ اگر کوئی شخص مسلک اعلیٰ حضرت بول دیتا ہے توسننے والا بلا تامل اسے سنی یقین کرلیتا ہے اور ہر شخص سمجھ جاتا ہے کہ یہ شخص اہل سنت وجماعت سے ہے اور یہ عرف شرعاً مقبول بھی ہے جیسا کہ مسند امام احمد بن حنبل میں ہے: ''ما راہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن'' یعنی جسے عامۃ المسلمین اچھا جانیں وہ عند اللہ حسن ومحمود ہوتا ہے۔

یہ بات معاندین وحاسدین کے سمجھ میں آئے یا نہ آئے مگر یہی حقیقت ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ مسلک اعلیٰ حضرت کے پاسبان، دین حق کے سپاہی اور سواد اعظم اہلسنت وجماعت کے عظیم قائد تھے، ہر گام پر اہلسنت وجماعت کی بہتر ترجمانی فرماتے رہے۔ حاسدین کا حسد اور معاندین زمانہ کا عناد کبھی ان کے پائے ثبات کو متزلزل نہ کرسکا، ہمیشہ باطل جماعتوں کے بالمقابل سینہ سپر رہے۔ آج آپ کے وصال پرملال پر پوری دنیا سے تعزیت نامے موصول ہورہے ہیں، اپنے بیگانے سب کے سب تعزیت میں شامل ہیں مگر جب ہم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی پرنور زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو انشراح صدر ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ فرقہائے باطلہ کارد بلیغ فرماتے رہے، کبھی ان کی جانب غلط نگاہ بھی نہ ڈالی معاملات ہو یا موالات کبھی انھیں قریب نہ کیا، عصر حاضر کے نام نہاد مصلحت پسندوں کو ایک درس عبرت دے گئے یقیناً آپ کی ذات بابرکات اہل سنن کیلئے آئیڈیل اور نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے فرماتے ہیں کہ۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کردیں
پدر مادر برادر مال وجاں ان پر فدا کردیں

کیوں نہ ہو آپ کے جد امجد حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنی تقریر وتحریر اور فتاویٰ جات کے ذریعہ دشمنان اسلام وشاتمان مصطفیٰ کی خوب قلعی کھولی تھی ان کے فتنوں سے قوم کو آگاہ فرمایا تھا اور امت مسلمہ کو تعلیم دے گئے کہ۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

غیض میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ظاہر حیات میں حاسدین ومعاندین کی پوری ٹیم رہی ہمیشہ اس قدسی صفات شخصیت پر انگشت نمائی ہوتی رہی مگر کبھی ان کا تعاقب نہیں فرمایا اور نہ کبھی پلٹ کر جواب دیا۔ بس قال اللہ وقال الرسول کے شیریں جام سے تشنگان عشق مصطفیٰ ﷺ کو سرشار کرتے رہے حاسدین ہمیشہ منہ کی کھاتے رہے اور خود ہی حسد کی آگ میں ہلاک ہوتے رہے۔

بمیر تا بہ رہی اے حسود کیں رنجیست　　　　که از مشقت او جز بمرگ نتواں رسد

شیخ سعدی شیرازی

ایسے ہی حاسدین ومعاندین سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے دور میں بھی موجود رہے جبھی تو فرماتے ہیں کہ۔

اک طرف اعداء دیں ایک طرف حاسدیں　　　　بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ سرکار اعلیٰ حضرت کے پرتو تھے، تعلیمات اعلیٰ حضرت سے بخوبی واقف تھے اور اپنی خاموش زبان سے فرماتے رہے، کہ حاسدوں اپنے حسد سے باز آ جاؤ ورنہ ہمارے اور تمہارے جنازے فیصلہ کریں گے، کون حق پر ہے؟ جیسا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور کے حاسدوں سے فرمایا تھا ”بیننا و بینکم الجنائز “یعنی ہمارے اور تمہارے مابین اب جنازے فیصلہ کریں گے۔ آخر آج دنیا نے دیکھ لیا جواب تک کبھی نہیں دیکھا اور سنا تھا۔ آپ کی نماز جنازہ میں لاتعداد جم غفیر کو دیکھ کر کتنوں کے ہوش اڑ گئے اور حاسدین خامیاں تلاش کرنے لگے۔ کوئی مائک پر نماز جنازہ نہ پڑھانے کے متعلق نظر ثانی کی بات کر رہا ہے، تو کوئی تعداد میں الجھا ہوا ہے اور دوسروں کو الجھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ گویا کہ حاسدین وقت

”اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی“

کے مصداق نظر آ رہے ہیں۔ چنانچہ حضور رفیق ملت سید نجیب حیدر میاں نوری مدظلہ العالی مارہرہ مقدسہ 29 ر جولائی 2018ء بروز یکشنبہ قطب الاقطاب سید الشاہ فضل اللہ قدس سرہ العزیز (کالپی شریف) کے عرس پاک کی تقریب میں اعداد وشمار کرنے والے معاندین کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”نادانوں! تم کہتے ہو ازھری میاں علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں لاکھ ڈیڑھ لاکھ لوگ موجود تھے، ارے اتنی تعداد تو حاسدین کی تھی اس کے علاوہ دیوانوں اور عاشقوں کی تعداد شمار سے باہر تھی، جس کو حصار میں لانا ناممکن ہے بریلی کے چپہ چپہ پر سر ہی سر نظر آتے تھے“۔ مزید فرماتے ہیں: ”اگر تم مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گئے تو تمہارا تعلق نہ مارہرہ سے ہوگا نہ کالپی سے ہوگا“۔

(تاثر حضور نجیب میاں مارہرہ بموقع عرس کالپی شریف)

حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی مدظلہ العالی نے حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وصال پر ایک تعزیتی پروگرام منعقد کیا، دوران خطاب فرماتے ہیں کہ: ”حضورتاج الشریعہ نے اپنی نماز جنازہ کے ذریعہ جملہ اہلسنت وجماعت کو ایک پلیٹ فارم، اور اجتماعیت کا انوکھا پیغام دیا ہے تعداد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت کے جنازے میں دس ملین یعنی ایک کروڑ افراد شرکت کئے“۔ (تاثر علامہ قمر الزماں اعظمی بموقع تعزیتی پروگرام حضورتاج الشریعہ)

اس کے علاوہ اکابر علماء کرام کے اور بھی تاثرات پیش کئے جا سکتے ہیں مگر طوالت کا خوف ہے منصف مزاج کو اتنا ہی کافی ووافی، تنگ نظر کو پورا دفتر ناکافی ہے۔

یہاں اس بات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ 23، 22، 21 مارچ 1980ء کو دارالعلوم دیوبند نے جشن صد سالہ منایا۔ جس میں کانگریسی حکومت اور وزیراعظم اندرا گاندھی کی پوری حمایت ومعاونت شامل رہی۔ اندرا گاندھی نے جشن دیوبند کو کامیاب بنانے کیلئے ریڈیو، ٹی وی، اخبارات، ریلوے وغیرہ کا تمام متعلقہ ذرائع سے ہر ممکن تعاون کیا بھارتی محکمہ ڈاک وتار نے اس موقعہ پر 30 پیسے کا ایک یادگاری ٹکٹ جاری کیا۔ اندرا گاندھی نے بنفس نفیس جشن دیوبند کی تقریبات کا افتتاح کیا (ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ اپریل 1980ء)

اندرا گاندھی کے بیٹے سنجے گاندھی نے تقریباً پچاس ہزار افراد کو تین دن تک کھانا کھلایا اور حکومت کے سوا غیر مسلم باشندوں، ہندوؤں اور سکھوں نے بھی دیوبند کا تعاون کیا۔ (روزنامہ امروز لاہور 19 اپریل 1980ء)

جشن دیوبند کے مندوبین نے بتایا کہ مذکورہ جشن میں حکومت نے ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ کئے اور دارالعلوم نے ساٹھ لاکھ روپے اس مقصد کیلئے اکٹھا کئے۔ (روزنامہ امروز لاہور 27 مارچ 1980ء)

جشن صد سالہ دیوبند میں کل تعداد تقریباً تین لاکھ اکٹھا ہوئی۔ (ماہنامہ نوائے وقت ڈائجسٹ، لاہور جون 1980ء)

زائرین دیوبند، جشن دیوبند سے واپسی پر وہاں سے بے شمار تحفے تحائف بھی ہمراہ لائے ان میں کھیلوں کا سامان ہاکیاں، کرکٹ گیند، سیب، ناریل، کپڑے، جوتے، چوڑیاں، چھتریاں وغیرہ (روزنامہ مشرق، روزنامہ نوائے وقت 26 مارچ 1980ء)

اس جشن صد سالہ میں اندرا گاندھی نے دوران تقریر کہا کہ: انسانوں کا اس قدر سیلاب ہم نے زندگی میں نہیں دیکھا اور نہ آئندہ ممکن ہے۔ دارالعلوم کے مہتمم قاری محمد طیب نے استقبالیہ بیان میں کہا: کہ انسانوں کا یہ جم غفیر اب تک دیکھا گیا، نہ سنا گیا اور آئندہ ایک جگہ پر اتنے لوگوں کا اجتماع مشکل ہے۔ ان کی یہ مزعومہ فکر خاک میں اس وقت مل گئی جب مذکورہ جشن کے تقریباً بیس ماہ بعد 12 نومبر سنہ 1981ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔ نہ کہیں ٹکٹ فری کیا گیا، نہ کسی ذرائع ابلاغ کا سہارا لیا گیا، نہ کوئی سہولت فراہم کی گئی اور نہ ہی کسی کو چوڑی، ہاکی، بلا، گیند دیئے گئے، پھر بھی دیوانوں کا سیلاب تقریباً پانچ لاکھ کو تجاوز کر گیا ہاتف غیبی نے صدا دی تمام فرقہائے باطلہ غور سے دیکھ لو سواد اعظم تم نہیں یہ دیوانے ہیں جو مفتی اعظم ہند کی نماز جنازہ میں بغیر بلائے اکٹھا ہو گئے ہیں، کبھی اپنی تعداد پر فخر نہ کرنا اکثریت ہمیشہ اہلسنت وجماعت سواد اعظم کے ساتھ رہے گی۔

یہ تمام باتیں تاریخ کے صفحات پر مثل امروز محفوظ تھیں کہ 38 رسالوں بعد پھر فرقہ باطلہ ضالہ نے ہمارا ریکارڈ توڑنے کی کوشش کی اور اپنی تعداد کی نمائش کرا کر قوم کو گمراہ کرنے کی سعی لاحاصل کی۔ صوبہ مہاراشٹر کے ضلع اورنگ آباد میں مہاراشٹر حکومت کی حمایت حاصل کر کے فرقہ سعدیہ (شاخ فرقہ وہابیہ) کے بانی مولوی سعد وہابی کاندھلوی نے ایک اجتماع بتاریخ 26، 25، 24 فروری سنہ 2018ء منعقد کیا۔ اس اجتماع میں جو سہولتیں فراہم کرائی گئیں وہ دیوبند کے جشن صد سالہ سے مختلف نہ تھیں بلکہ دور جدید کا لحاظ کر کے سہولیات میں مزید اضافہ کیا

گیا۔سڑک ٹیکس (ٹولس) فری، کرایہ فری، کھانے پینے کاوافر مقدار میں انتظام وانصرام، زائرین کیلئے طبی سہولیات وغیرہ روزنامہ قومی آواز کے مطابق 15 لاکھ افراد کاانتظام ہوا تھا اور 10 لاکھ کی شرکت ہوگئی تھی (روزنامہ قومی آواز 25 فروری 2018)

اورنگ آباد اور اس کے اطراف واکناف میں یہ مشہور کرایا گیا کہ مذکورہ فرقہ کے لوگ ہندوستان میں وافر مقدار میں موجود ہیں اور جن کی تعداد اتنا زیادہ ہو وہ غلط ہو ہی نہیں سکتے۔ناخواندہ اور سادہ لوح مسلمانوں کو لالچ دے کر اور کچھ وقتی امداد کر کے شریک اجتماع کرایا گیا تھا۔جو ان کی تعداد دیکھ کر مبہوت ہو رہے تھے مگر حق ہمیشہ سر بلند ہوتا ہے۔اللہ وحدہٗ لاشریک نے اہلسنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت فرمائی اور ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچالیا کہ مذکورہ اجتماع کے تقریباً پانچ ماہ بعد 22 جولائی 2018ء کو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں تقریباً دس ملین اہلسنت و جماعت کو اکٹھا فرما کر باور کرادیا کہ سواد اعظم فرقہ وہابیہ ضالہ نہیں بلکہ اہلسنت و جماعت ہیں۔آج سے پانچ ماہ قبل اورنگ آباد کے اجتماع کے ذریعہ جو شکوک وشبہات سادہ لوح مسلمانوں کے دماغ میں ڈالے گئے تھے اب یکسر ختم ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ساری دنیا کہہ رہی ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے تمام خلق خدا کو بریلی شریف میں اکٹھا کر دیا اور اپنے فیوض و برکات سے متبعین مسلک اعلیٰ حضرت کو مالا مال کیا اور کرتے رہیں گے۔ان شاءاللہ

ایک عرصے سے اہلسنت و جماعت کے مابین فروعی اختلافات کو دیکھ کر ہمدردان قوم وملت عجیب کیفیت میں مبتلا تھے کہ اب قوم منتشر ہو چکی ہے، انھیں ایک پلیٹ فارم پر لانا مشکل امر ہے سب کی نگاہیں رہبر و رہنما کی تلاش میں تھیں کہ کوئی اٹھے کہیں سے اٹھے اور امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم دے دے سب کو یکجا فرما دے الحمدللہ ثم الحمدللہ! اس کار خیر میں بھی رہبری کا سہرا بریلی والے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ہی سر سجا اغیار ہمارے آپسی فروعی اختلافات کو ہوا دے کر اپنی دال گلانے کی سعی کر رہے تھے کہ اس مرد قلندر نے اپنی نماز جنازہ میں ہر مشرب کے لوگوں کو اکٹھا فرما کر بتادیا کہ ہمارے خانقاہی نظام جدا گانہ ہو سکتے ہیں، ہمارے مابین فروعی اختلافات ہو سکتے ہیں مگر قطعیات و اصولیات میں ہمارا منبع و مخزن ایک ہی ہے۔ہم کبھی جدا تھے نہ رہیں گے ملک و بیرون ملک کے سجادگان نے تعزیت نامہ ارسال کر کے امت مسلمہ کی ڈھارس بندھادی اور مطمئن کر دیا کہ اب بھی فکر کرنے کی حاجت نہیں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے ہمیشہ سودمند ہونا ہے رضوی، برکاتی، اشرفی، وارثی، حشمتی، مشاہدی، وغیرہم اہل حق ہیں اور سب کا مرکز بریلی شریف ہے نہ ہم کل جدا تھے نہ آج ہیں اور ہمیشہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے قدموں سے وابستہ رہیں گے.ان شاءاللہ

اللہ جل مجدہٗ اس اجتماعیت کو دوام بخشے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے فیوض و برکات جملہ امت مسلمہ پر عام سے عام تر فرمائے اور ہمیں حضور تاج الشریعہ کی تعلیمات پر عمل کرنے اور اسے خوب عام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین بحرمة سید المرسلین صلی اللہ علیہ و سلم

آپ کی طلعت کو دیکھا جان دی

پروفیسر سید خرم ریاض رضوی اختر القادری (لاہور۔ پاکستان)

حضرت تاج الشریعہ مولانا و بالفضل اولٰنا علامۃ الدھر فھامۃ العصر بقیۃ السلف حجۃ الخلف فقیہ دوراں امام زماں وارث علوم امام احمد رضا خان قاضی القضاۃ تاج الاسلام مفتی اختر رضا خاں الازہری قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ القوی دنیائے فانی سے جہانِ باقی میں جا بسے۔ اعلی اللہ مکانہ فی قربہ العظیم و نور اللہ شان حب رسولہ الکریم علیہ التحیۃ و التسلیم و علی الہ و صحبہ و حزبہ و ابنہ الکریم الغوث الاعظم اجمعین الیٰ یوم الدین

حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں الازہری علیہ الرحمتہ نے ان ساعتوں میں منزلِ بقا کی جانب قدم بڑھایا کہ جب عازمین حج لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند کرتے ہوئے سوئے حرم جانے کو تیار بیٹھے تھے۔ شوق و وجدان کی ان گھڑیوں میں حضرت تاج الشریعہ اعلیٰ حضرت کے اس ذوق و عرفان کا مصداق بنے میقاتِ عشق سے لقائے رحمان کا احرام باندھے حل شریعت سے گزر کر حرم حقیقت میں جا پہنچے۔

کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحل ہا

ہم بھی چلتے ہیں ذرا قافلے والو ٹھہرو	گٹھڑیاں توشۂ امید کی کس جانے دو

ایام حج میں آیت قرآنی ''اَتِمّوا الْحج وَ العمر ۃ'' کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے علائق بشری سے کنارہ کیے کعبۂ جاں کا قصد کیا اور عرفاتِ اشتیاق میں کمال استغراق کے ساتھ مشاہدہ حق میں ڈوب کر تموجِ بحر ھو میں جا نکلے اور طائرِ جان قبلۂ ایمان کا طواف کرتے ہوئے قربان ہو گیا۔

زمانہ حج کا ہے جلوہ دیا ہے شاھد گل کو	الٰہی طاقتِ پرواز دے پر ہائے بلبل کو

حسن و جمال کا یہ پیکر عمر بھر مصطفی کریم ﷺ کے محاسن کا خطبہ پڑھتا رہا۔ فضل و کمال کا یہ حسیں سراپا ساری زندگی پیارے مصطفیٰ ﷺ کے لازوال کمالات و مناقب کے نشر و بیان میں ڈوبا رہا۔ نور و نکہت کا یہ دلکش مرقع صبح و مسا حبیب کبریا ﷺ کے عشق کی تابانیاں بانٹتا رہا۔ اس کے معطر انفاس سے حبّ نبی کی مہک چھلکتی رہی اور اس کی خوبصورت چمکتی آنکھوں سے یاد محبوب کی رعنائی ٹپکتی رہی۔ اس کے دل کی دھڑکنوں میں فداک یارسول اللہ ﷺ کا سوز اور اس کے نغموں میں عشقِ حقیقی کا ساز گونجتا رہا۔ لاریب آپ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اس جذبِ صادق کے آئینہ دار بن کے رہے:

یاد میں جس کی نہیں ہوشِ تن و جاں ہم کو	پھر دکھادے وہ رخ اے مہرِ فروزاں ہم کو
دیر سے آپ میں آنا نہیں ملتا ہے ہمیں	کیا ہی خود رفتہ کیا جلوۂ جاناں ہم کو
میرے ہر زخم جگر سے یہ نکلتی ہے صدا	اے ملیح عربی کر دے نمکداں ہم کو
پردہ اس چہرۂ انور سے اٹھا کر اِک بار	اپنا آئینہ بنا اے مہِ تاباں ہم کو

اے رضا وصفِ رخِ پاک سنانے کے لیے   نذر دیتے ہیں چمن مرغِ غزل خواں ہم کو

حضرتِ تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں الازہــری علیہ الرحمتہ یقیناً فنافی الرسول تھے۔ آپکی حیات ومماتِ الفتِ رسول کے نوری نفحات سے سرشار ومعمور رہی۔

محبت وتعظیم نبی ﷺ آپکی زندگی کا خاصہ اور عظمت وشانِ مصطفیٰ کا دفاع آپ کا مقصدِ حیات تھا۔ دن کی جلوتوں کو ذکرِ والشمس والضحیٰ سے زینت دیتے تو شب کی خلوتوں کو زلفِ محبوب کی یادوں سے رعنائی بخشتے۔ عشق واحترام رسول ﷺ آپکی گفتار وکردار میں ایسا رچا بسا تھا کہ عزت وتوقیر نبی کے خلاف معمولی سی بات بھی گوارا نہ فرماتے۔ ازہری میاں قبلہ حضور اقدس ﷺ کے ادب ووقار کے مقابل کسی کے جبہ ودستار کو بھی خاطر میں نہ لاتے بلکہ صداقتِ صدیق وجلالت فاروق کا جلوہ دکھاتے۔ حیائے عثمانی کی جوت جگاتے اور شجاعتِ حیدری کی تلوار چمکاتے نظر آتے۔ گویا اعلیٰ حضرت کے اس اعلان کی برہان بن جاتے ؎

کلک رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار   اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں الازہری علیہ الرحمتہ کی ذاتِ والاصفات گلشن اسلام کے لیے ابرِ بہاراں ثابت ہوئی۔ آپ کے وجود مسعود سے اسلام واسلامیانِ عالم کو خوب فروغ ملا، آپ کی صورت وسیرت میں مَنۡ یّجدِ دلھا امرَ دینھا کا نور مستنیر رہا، بخدا آپ اعلیٰ حضرت کی شانِ تجدید کے مظہر ٹھہرے، ظاہری وباطنی حسن میں تو آپ کا کوئی نظیر نظر نہ آیا، اتقاء میں ثبات وصلابت اور افتاء میں خوبی ومہارت آپ نے ورثہ میں پائی، بولتے تو پھول جھڑتے، لب کھولتے تو شہد گھولتے، مسکراتے تو بجلیاں گراتے، قلم اٹھاتے تو علم کے دریا بہاتے، خطاب ایسا مستطاب کہ سننے والے ہدایت پاتے، تقریر ایسی دلپذیر کہ سامعین جھوم جاتے، تحریر میں ایسی تنویر کہ فکر وادراک جگمگاتے! وہ ذات کیا تھی واللہ کمالات کا اک جہان، وہ وجود کیا تھا باللہ معارف کا بوستان۔

اب چراغِ دل جلا کر ڈھونڈیئے   نور کا وہ سائبان جاتا رہا

حضرتِ تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں الازہری علیہ الرحمتہ کا سانحہ ارتحال اہل ایمان کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ آپ کے تشریف لے جانے سے علم وفضل کا ایک عظیم دروازہ بند ہوگیا، آپ کی رحلت سے اِک سنہرے دور کا اختتام ہوا، آپکی وفات حسرت آیات نے اہل حق پر قیامت ہی ڈھادی، کیونکہ اک آپ ہی تو تھے جو ابلیسی فتنوں کے مدمقابل اہل حق کے لیے رحمانی ڈھال بنے، اک آپ ہی تو تھے جو یزیدی یورشوں کے سامنے اہل ایمان کے لیے حُسینی حصار بنے، اک آپ ہی تو تھے جنھوں نے جویانِ حق کی پیاس بجھائی اور بدمذہبیت کے جھگڑوں میں انہیں حقیقت کی راہ دکھائی، فکری طوفانوں میں بخششوں کا سفینہ آپ تھے، صاحبانِ حق وہدایت کے لیے دلائل وبراہین کا محمدی خزینہ آپ تھے، شریعت مطہرہ کے ایسے پاسدار کہ سرتاجِ شریعت کا روشن نگینہ آپ تھے:

حامد کی وہ ضیا ہیں وہ نوری کا نور ہیں   اہل سنن کی آنکھ کا نور وسرور ہیں

اللہ جل مجدہ الکریم اپنے حبیبِ لبیب ﷺ تبارک وتعالیٰ کے صدقے حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں الازہری قدس سرہ العزیز

کے فیوض و برکات عام تر فرمائے ۔جمیع اہل ایمان اہلسنت و جماعت کو آپکی تعلیمات سے بہرہ مند کرے اور آپکے فرزند دلبند حضرت مفتی عسجد رضا خاں قبلہ کو آپکے علم وفضل کا حقیقی ترجمان و پاسبان بنائے ۔آمین یارب العالمین

اے خدا اختر رضا کو چرخ پر اسلام کے　　رکھ درخشاں ہر گھڑی اپنی رضا کے واسطے
اے خدا عسجد رضا پر نور کی برسات ہو　　مظہرِ نوری میاں اختر رضا کے واسطے

حضور تاج الشریعہ علم وعمل کا شاہکار

مولانا محمد شہریار ارشد اختر القادری، لاہور، پاکستان

مفتی، مفسر، محدث، محقق، مدبر، مفکر، مرشد کامل، شیخ طریقت، رہبر شریعت، زبدۃ المتقین، افقہ الفقہاء، قاضی القضاۃ، سلطان الفقہاء، وارث علوم اعلیٰ حضرت، حفید حضور حجۃ الاسلام، نبیرۂ حضور مفتی اعظم ہند، شہزادہ حضور مفسر اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری برکاتی الازہری (نور اللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ و اعلیٰ اللہ درجاتہ) کی ذات قدسی صفات تعارفی لفظوں کی محتاج تو نہیں مگر ہماری نااہلی کہ ہم اپنے محسنوں کے احسانات سے ہی غافل رہے۔

بریلی شریف سے ہماری نسبت کوئی روایتی نہیں قلبی وابستگی ہے کہ اس سے ہمارا ایمان جڑا ہوا ہے، آستانہ عالیہ بریلی شریف کوئی روایتی پیر خانہ ہی نہیں بلکہ ایمان خانہ ہے کہ جس کے ساتھ تعلق رکھنے والے افراد دین میں انتہائی تصلب رکھتے ہیں۔

اس آستانہ عالیہ سے جو وابستہ ہوا، اسے تابندگی مل گئی، روشنی ایسی ملی کہ جس طرف رخ کیا چراغاں کر گئے، جس ہستی نے قدم چومے اسے عشق رسول ﷺ کی خوشبو سے معطر کر گئے، حضرات اہلبیت اطہار کی کشتیٔ ایمان میں سوار ہو کر آسمان رشد و ہدایت کے روشن ستاروں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیضان سے رہبری کا سامان لے کر اس سفر کے کشتی بان بن گئے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے با کمال فیضان کو لئے جس کو دیکھو ہر کوئی انوکھی شان رکھتا ہے، کوئی حجۃ الاسلام، کوئی مفتی اعظم عالم اسلام، کوئی صدر الشریعہ، کوئی صدر الافاضل، کوئی مفسر اعظم ہند، کوئی محدث اعظم ہند، کوئی ملک العلماء، کوئی سند المحدثین، کوئی مفتی اعظم پاکستان، کوئی محدث اعظم پاکستان وعلیٰ ھذا القیاس رضی اللہ عنہم جس طرف آ گئے ہیں سکے بٹھا دیئے کا خوب نظارہ ہے۔

ان درخشندہ ستاروں کے جھرمٹ میں نرالی اور البیلی حسن ظاہری و جمال باطنی، علم وعمل میں جڑی، تصوف وفقاہت کے حسین امتزاج سے مرصع، مسند رشد و ہدایت پر بیٹھی ایک تابناک صورت نظر آتی ہے، جن کو اگر ان سب کے فیضان کا امین کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ان سب کے فیضان کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے "آنچہ ہمہ خوباں دارند تو تنہا داری" کا عکس جمیل نظر آتے ہیں۔ ان کو جس حیثیت میں دیکھیں تو اسی میں بے مثال نظر آتے ہیں۔ علم میں دیکھیں! تو علم میں کامل نظر آتے ہیں کہ ۴۰ علوم پر بیک وقت مہارت تامہ

رکھتے ہیں، بریلی شریف کی عظیم علمی درسگاہ سے آپ کی علمی ابتداء ہے۔ جہاں کاملانِ علم اپنی تشنگی کا سامان کرتے ہیں، حضور مفسر اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیلانی میاں جیسے عظیم والد، استاذ اور مربی سے تعلیم کا آغاز کیا، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی نگاہ عالمتاب کی جلوہ گری نے اس کو گوہر نایاب بنادیا کہ جب مصر ''الازہر'' یونیورسٹی سے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تین سال بعد واپس تشریف لائے تو فرمایا: ''میں نے الازہر میں تین سال لگائے ضرور ہیں مگر مجھے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اگر یہ تین سال مل جاتے تو الازہر سے کئی گنا بڑھ کر فائدہ حاصل ہوتا۔''

مجدد دین وملت کی عظیم یونیورسٹی (منظر اسلام) سے تکمیل کے بعد الازہر میں حدیث واصول حدیث پر مشتمل تعلیم حاصل کی لیکن کاملیت علم میں اپنی مثال آپ تھے کہ فراغت کے بعد جب ممتحن نے علم کلام کے بارے میں سوال کیا تو سب ہم کلاس طلباء لاجواب رہے مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے فیضان کے وارث کیسے اس کا جواب نہ دیتے۔ برجستہ جواب نے ممتحن کو حیرت کی وادیوں میں ڈال دیا کہ جہاں دوسرے طلباء خاموش ہیں وہاں یہ عجمی النسل طالب علم کیسے جواب دے رہا ہے؟ کیونکہ آپ علم حدیث و اصول حدیث کے طالب ٹھہرے لیکن مسئلہ علم کلام کا حل فرما رہے تھے، ممتحن نے متأثر ہوکر آپ کو کلاس میں اول نمبر پوزیشن دی۔

''الازہر'' سے فارغ ہونے والوں کے لئے ''الازہری'' لکھوانا اعزاز سمجھا جاتا ہے لیکن آپ کی ذات بابرکات کے لئے ''الازہر'' ہی میں اعلان ہوا کہ ''الازہر'' سے پڑھ کر جانا سب کے لئے فخر ہے اور اگر کوئی ''الازہر'' کے لئے فخر ہوسکتا ہے تو ایک ہی ذات ہے جسے ''محمد اختر رضا خان الازہری (رحمۃ اللہ علیہ)'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

بریلی شریف کی عظیم دینی درسگاہ منظر اسلام میں مسند درس وتدریس پر ۱۹۶۷ء میں جلوہ افروز ہوئے، اسی جگہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا مسند افتاء پر بڑھاتے ہوئے فرمایا: ''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس کام کو انجام دو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں'' لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''آپ لوگ اب اختر میاں سلمہٗ سے رجوع کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں''

اپنے نانا مکرم حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی بات کی خوب لاج رکھی کہ ۱۹۶۷ء سے لے کر ۲۰۱۸ء تک نصف صدی سے زائد مسند افتاء کو زینت بخشی۔ یہ وہی مسند ہے کہ اس پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے دادا محترم حضرت مولانا رضا علی خان صاحب ۱۸۳۱ء سے جلوہ افروز رہے، آپ کے بعد حضرت مولانا نقی علی خان صاحب مسند پر رونق افروز رہے، پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت، امام عشق ومحبت، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی، پھر حضور حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان صاحب، حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب، حضور مفسر اعظم ہند اور پھر حضور تاج الشریعہ مسند آراء افتاء رہے۔ تقریباً دو صدیوں پر محیط یہ فیضان اب بھی جاری وساری، وافی وکافی ہے اور تا ابد اس کو اللہ رب العالمین رواں دواں رکھے۔

اس مسند پر بیٹھنے والی شخصیات ہمیشہ سے تعصب وتشدد سے دور رہ کر ''تصلب فی الدین'' اور حق پسندی وحق گوئی میں اکمل درجے پر فائز

رہیں۔حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے متصلب فی الدین ہونے کی گواہی تو خود حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ نے دی تھی کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مصر کی ''الازہر'' یونیورسٹی سے واپس تشریف لائے تو استقبال فرمانے کے لئے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ خود تشریف لے گئے تو اس وقت فرمایا: ''لوگ جاتے ہیں تو بدل کے آجاتے ہیں مگر ہمارے اختر میاں جیسے کہ یہاں سے گئے تھے ویسے ہی پلٹ آئے ہیں (دین وعقائد میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا)۔

ناز تجھ کو کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے　　　بندہ وہ ہے جو زمانے کو بدل ڈالے

سعودیہ میں جانے والے بڑے بڑے اپنا دین بدل لیتے ہیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متصلب فی الدین ہونے کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے جو فتاویٰ ہندوستان کے ہیں وہی فتاویٰ جات نجدی ٹولے کے سامنے حق وصداقت کا تازیانہ بن کر ان کے سروں پر لگتے ہیں۔جس کی پاداش میں آپ کو وہاں قید وبند کی صعوبت بھی برداشت کرنا پڑی لیکن دین کے معاملے میں ایک قدم بھی پیچھے کرنا گوارانہ فرمایا۔بلکہ آگے بڑھتے ہوئے حکومت وہابیہ کے باوجود متصلب رہ کر بھی کعبۃ اللہ میں داخل ہونا یہ آپ ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی ذات والاصفات کو اللہ تعالیٰ، اس کے حبیب مکرم، شفیع معظم، رحمت ہر عالم، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ، اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی عنایات سے خصوصی فضائل وکمالات عطا ہوئے تھے۔سب کا احاطہ تو ناممکن ہے کہ دینے والے جانیں یا لینے والے جانیں مگر مختصر یہ کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ یہ خبر دیتی ہے کہ آپ کی ذات مبارکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت علم کا حظ وافر نصیب ہوا ہے کہ فرمان مبارک ہے: ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' (ترمذی، رقم:۲۶۸۲) علماء حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ذرا نظر عمیق سے دیکھا جائے تو آپ کی ذات تک ہی یہ فیضان محدود نہیں بلکہ قبلہ والد گرامی، حضرت نانا محترم، حضرت دادا مکرم، حضرت پردادا معظم اور پھر اوپر کی پشتوں تک (رضی اللہ عنہم) دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاندان کئی نسلوں سے نگاہ پاک جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں چمکتا دمکتا ہے، تبھی تو اس پورے خاندان کو نوازا جارہا ہے۔اگر نوکر وفادار ہوں اور سچے عشق رکھنے والے ہوں تو مالک ہمیشہ پیار کی نگاہ سے ہی دیکھتے ہیں ہمیں تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ شاید اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے انہی عنایات کو دیکھتے ہوئے یہ فرمایا تھا۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا　　　اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

آپ کے لخت جگر، فرزند دلبند حضرت مولانا عسجد رضا خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ (اللہ تعالیٰ حضرت کے علم وعمل وتقویٰ و استقامت اور معرفت وفیوض وبرکات کو عام وتام فرمائے) کو بھی کامل حصہ نصیب ہوا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان ذیشان میں ہے: ''من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین'' (بخاری، رقم:۷۱) کہ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔اس مبارک گھرانے کا ہر ہر فرد اس حدیث کا بہترین مصداق نظر آتا ہے، مگر اس حدیث مبارکہ کا جو فیضان مرشد کریم کی ذات گرامی قدر میں جلوہ گر ہوا وہ آپ ہی کا خاصہ ہے کہ سمجھ آتا ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا اور بہت زیادہ دین کی سمجھ کا حصہ ودیعت فرمایا اور جسے دین کی سمجھ مل جائے اس کا مقام خود جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف

عابد" (ترمذی، رقم: ۲۶۸۱، ابن ماجہ، رقم: ۲۲۲) کہ ایک دین کا سمجھ دار (فقیہ) شیطان پر ہزار عبادت گزاروں سے بھاری اور سخت ہے کہ اسے گمراہ کرنا ہزار عابدوں کے گمراہ کرنے سے مشکل تر ہے۔

یہ محض دین کی سمجھ رکھنے والے کی عظمت کا عالم ہے تو کیا شان ہوگی اس فقیہ کی جس کو فقہاء عرب و عجم بیک زبان افقہ الفقہاء، سلطان الفقہاء، اور قاضی القضاۃ، جیسے القابات سے یاد کرتے ہوں، اسی بناء پر" تاج الشریعہ" کے مبارک لقب سے آپ کو یاد ہی نہیں کیا جاتا بلکہ یہ لفظ تو آپ کی ذات گرامی میں پائے جانے والے نایاب جواہر کا ترجمان بن کر آپ کے اسم بابرکت کے جزو لاینفک کی حیثیت اختیار کر گیا ہے، کہ اس دور میں اگر" تاج الشریعہ" کا لفظ بولا جاتا ہے تو ذہن صرف ایک ہی ذات پرانوار کی طرف ہی جاتا ہے جسے "مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری" کا نام دیا گیا تھا۔

آہ صد آہ! کہ زمانہ آپ کے دیدار فیض آثار سے یوں محروم ہو گیا کہ اولاد کے لیے والدین کی عنایات، شاگرد کے لئے استاذ کی شفقتیں، مرید کے لئے شیخ و مرشد کی نگاہ لطف کا سایہ اٹھ گیا اور زمانے والوں کے لئے گویا رحمتوں کا ایک بہت بڑا سہارا ٹوٹ گیا کہ جس کے متعلق خود ہمارے آقا و مولا ﷺ نے ارشاد فرمایا: "زمین و آسمان پہ بسنے والی تمام مخلوقات اور پانی میں رہنے والے سب جانور عالم دین کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ (ترمذی، رقم: ۲۶۸۲، ابو داؤد، رقم: ۳۶۴۱، ابن ماجہ، رقم: ۲۲۳) اس حدیث کی شرح میں محدثین کرام رحمہم اللہ نے لکھا کہ عالم کی بقا علماء کی وجہ سے ہے کہ بارش کا نزول ان کی برکت سے، مچھلیوں کی زندگیاں بھی انہیں کے سبب، یہی ان کے رزق دیئے جانے کا ذریعہ ہیں اور ہمارے جیسوں کیلئے ایمان کی جلا اور پختگی کا باعث ہیں۔ ایسی شخصیات کے لئے ہی ہمارے آقا و مولا ﷺ نے فرمایا تھا کہ: قرب قیامت علم اٹھ جائے گا مراد بھی خود ہی ارشاد فرمائی کہ: علماء اٹھا لئے جائیں گے۔ (بخاری، رقم: ۱۰۰، مسلم، رقم: ۲۶۷۳) اور پھر جاہلوں کو مفتی اور فقیہ سمجھا جائے گا اور وہ الٹے سیدھے فتوے دے دے کر عوام کو گمراہیوں کی عمیق وادیوں میں دھکیل دیں گے، خود تو بھٹکیں گے اور دوسروں کو بھی صراط مستقیم سے ہٹا دیں گے۔

حضرت تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی حیات مستعار دین کے جذبہ سے سرشار ہو کر ساری زندگی اس حدیث کی مصداق رہی ہے کہ: "من حسن اسلام المرء ترکہ بمالا یعنیہ"، کہ کسی بھی شخص کے اسلام کی اچھائی اور خوبصورتی یہ ہے کہ وہ لایعنی اور بے فائدہ کاموں میں نہ پڑے۔ اس کا ہر کام دین کا کام نظر آئے، آسائشوں، دنیاوی راحتوں کا خیال رکھنا، عمدہ جگہوں پر وقت گزارنا، عالیشان بنگلوں اور پرشکوہ کوٹھیوں میں جانا آج کے دور میں اچھی مہمان نوازی کا تصور دیتا ہے، مگر آپ کی ذات مبارکہ اس بات سے کوسوں دور تھی اور اس کو اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں بے فائدہ اور بے کار سمجھتی تھی کہ ایک مرتبہ جب آپ کی لاہور آمد ہوئی تو لاہور کے میزبان نے آپ کی ملاقات کے لئے بلند و بالا اور خوب زیب و زیبائش سے عبارت محلات میں اہتمام کیا، تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آگئے اور فرمایا: "کسی بہترین عوامی جگہ لوگوں کو مدعو کیا جائے، بالخصوص علماء کرام کو بلایا جائے ان سے ملاقات کروائی جائے، کیا ہمیں بڑے گھر دیکھنے کو ہندوستان میں کافی نہ تھے؟ ہم تو دین کا درد لے کر کے یہاں آئے ہیں دینداروں سے پیغام پہنچایا جائے" تو پھر داتا حضور رضی اللہ عنہ کے آستانہ عالیہ کے متصل مسجد داتا دربار میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پروقار استقبال اور دلنواز خطاب ہوا، جس میں ہزاروں تشنگان دیدار نے دل کی پیاس بجھائی اور بہت سے تو

دیکھتے ہی جان و دل ان پر فدا کر کے ان کی غلامی کا طوق ڈال کر سعادت ابدی سے منسلک ہو گئے۔

فقیر پر تقصیر کو حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کا جب شرف حاصل ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وہ الفاظ مبارک جو کہ اس وقت آپ نے اداء فرمائے تھے: آج بھی یاد آتے ہی کانوں میں رس گھولتے ہیں اور عجب سی کیفیت طاری کر دیتے ہیں، انوکھی سی مٹھاس دیتے ہیں، دل کے تار بجنے لگتے ہیں، کیفیت تو بیان سے باہر مگر شرینی ایسی کہ بس!!! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں نے آپ کا ہاتھ غوث پاک (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں دیا''حضرت جمیل قادری اعلیٰ اللہ درجاتہ کے وجد آفرین کلام سے یوں فقیر اپنی نسبت پیش کرتا ہے ؎

جمیل قادری سو جاں سے ہو قربان مرشد پر   بنایا جس نے مجھ جیسے کو بندہ غوث اعظم کا

آخر میں حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس کے اپنے الفاظ میں ہی انہیں خراج عقیدت پیش کرنا اپنے لئے سعادت ابدی سمجھتا ہوں جو کہ آپ نے حضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کے وصال پر ملال پر فرمائے تھے انہیں جذبات کو اپنی طرف سے آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کرتا ہوں۔

چل دیئے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر   رنج فرقت کا ہر اک سینہ میں شعلہ چھوڑ کر
ہر جگر میں درد اپنا میٹھا میٹھا چھوڑ کر   چل دیئے وہ دل میں اپنا نقش والا چھوڑ کر
عالم بالا میں ہر سو مرحبا کی گونج تھی   چل دیئے جب تم زمانے بھر کو سونا چھوڑ کر
مثل گردوں سایۂ دست کرم ہے آج بھی   کون کہتا ہے گئے وہ بے سہارا چھوڑ کر

حضور تاج الشریعہ کے ہمراہ ایک سفر

شہزادۂ بحر العلوم مولانا شکیب ارسلان مبارکپوری

کوئی پندرہ سال پیشتر والد محترم حضور بحر العلوم علیہ الرحمہ (ولادت ۱۳۴۴ھ/ وفات ۱۴۳۴ھ) کے ساتھ نیو میمن مسجد، کراچی کی عالمی میلاد کانفرنس ۲۰۰۲ء میں شرکت کا موقع میسر آیا۔ یہ میری فیروز بختی اور خوش نصیبی تھی کہ دلی سے کراچی تک وارث علوم اعلیٰ حضرت، حضور تاج الشریعہ کی قربت و معیت میں آپ کے پند و نصائح سے شاد کام ہوتے ہوئے سفر تمام ہوا۔ وہ حسین لمحات ابھی تک میری نگاہوں کے ارد گرد گھومتے نظر آرہے ہیں اور انکی یادوں سے مسرت و شادمانی محسوس کرتا ہوں۔

جب ہم ایئر پورٹ سے باہر نکلے دیکھتے ہی دیکھتے پچاسوں ہزار کا جم غفیر اور مجمع کثیر ہاتھوں میں جھنڈیاں لئے اپنے مرشد کی زیارت و استقبال اور شوق دید میں کھڑے ہیں اور ہر چہار جانب کی فضا مرشد کی آمد مرحبا۔ مرشد کی آمد مرحبا کے نعروں سے گونج رہی ہے۔ گویا کوئی آواز دے رہا تھا۔

یہ کون آیا کہ مدھم ہو گئی لو شمع محفل کی   پتنگوں کی جگہ اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

سیکڑوں اور ہزاروں میں صرف ایک ذات ہے، جس پر جان نچھاور کرنے والوں کی بھیڑ لگی ہے اور جس کی لقاء کیلئے دلوں کی چنگاریاں بیتاب و بیقرار ہورہی ہیں، دھکم دھکا سے بے نیاز کسی طرح مرشد کے قدموں تک رسائی سے دلوں کی دنیا شاد و آباد ہو جائے۔

ادھر ایئر پورٹ کا عملہ حیران ششدرو پریشان کہ کس طرح عقیدت مندوں، نیاز مندوں اور جان بازوں کے سیلاب پر قابو پایا جائے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں رہا ہوگا کہ ایسی مشکل کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے، خدا خدا کر کے اس ہجوم پر قابو پالیا۔ پھر حضرت تاج الشریعہ کو گاڑی میں سوار کیا گیا۔

پھر فلک شگاف نعروں کی تکرار، مسرت و شادمانی کی شاہراہوں سے گزر کر آپ اپنی قیام گاہ تک پہونچ گئے۔ یہ گرویدگی و شیفتگی دلوں کا جھکاؤ اور قبول عام کبھی کسی اور کے لئے میری نگاہوں نے نہیں دیکھا۔

بے سبب ہی نہیں یہ عام قبول　　　پہلے مقبول بارگاہِ ہوئے

حضرت بحرالعلوم

پھر شام کو ''عالمی میلاد کانفرنس'' میں شرکت فرمانے والے علماء۔ جس میں حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کی نسل پاک کے سجادہ نشین اور انکی خانقاہ کے وارث وامین اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد کے امام و خطیب، اسی طرح سید شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے فضیلۃ الشیخ حضرت سید یوسف ہاشم رفاعی، اور دبئی کے سابق وزیر اوقاف فضیلۃ الشیخ عیسیٰ مانع حمیری موجود تھے۔ (جنھوں نے مصنف عبدالرزاق کے گمشدہ دس ابواب کو بڑی محنتوں اور جانفشانیوں کے بعد ڈھونڈ نکالا۔ اس پر فاضلانہ حواشی، اور مقدمہ لکھ کر الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف'' یعنی مصنف عبدالرزاق کی پہلی جلد کا گمشدہ حصہ کے نام سے بیروت میں چھپوایا۔ ہندوستان میں اس کتاب کی پہلی اشاعت، حضرت مولانا مفتی محمد راحت خاں بانی و مہتمم دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی کے اہتمام میں منصۂ شہود سے آراستہ ہوئی۔) ان کے علاوہ ہندو پاک کے بیشمار علما اور مشائخ اس عالمی میلاد کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اس کانفرنس کو ٹی۔ وی۔ اور ریڈیو کے سہارے پوری دنیا میں ٹیلی کاسٹ کیا جارہا تھا۔

اچانک کسی گوشہ سے شور اٹھا، حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب دام بالفضل جلوہ افروز ہونے والے ہیں۔ منتظمین کانفرنس کو معلوم تھا حضرت ازہری میاں صاحب ٹی۔ وی۔ کی نشریات کو سخت ناپسند کرتے اور ناجائز وحرام کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں، کیوں کے اس میں جانداروں کی تصویریں ہوتی ہیں۔ اگرانہوں نے ٹی وی لگا دیکھ لیا تو کیا کچھ کر سکتے ہیں، اندازہ لگانا مشکل ہے۔ بڑی تیزی سے اور جلدی، جلدی ٹی وی کا رخ اسٹیج کی طرف سے موڑ کر مجمع کی طرف کر دیا تاکہ حضرت ازہری میاں کو نظر نہ آئے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی　　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اللہ کے شیر کی جواں مردی، حق گوئی اور بیباکی کو دنیا نے دیکھ لیا۔ شرعی مواخذہ کا خوف کس طرح دلوں پر طاری ہے۔ اس طرح کی محفلوں اور مجلسوں میں ضرورت شرعیہ داعی ہوتی اور حضرت بحرالعلوم شریک ہوتے۔ میں نے دیکھا آپ اپنے چہرہ پر رومال ڈال لیتے۔ کہ رومال رکھنا

آپ کے معمولات میں شامل تھا۔جیسا کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ "جامعہ البرکات" کے قیام کے لئے ایک شرعی اور فقہی سیمپوزیم ہوا۔ وہاں بھی ویڈیو گرافی جاری تھی، حسب معمول وہاں بھی رومال کا سہارا لیا، پھر جب آپ نے خطاب شروع کیا اس وقت ویڈیو گرافی بند کر دی گئی۔اسی طرح مدینہ پاک کی ایک محفل میلاد میں پاکستانی حضرات کی دعوت پر شرکت ہوئی، وہاں بھی موبائل سے بحر العلوم کو اپنی گرفت میں لینا چاہا، آپ نے انہیں سخت پھٹکار پلائی، حیرت ہے آپ حضرات کو فوٹو گرافی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی، وہ بھی روبروئے روضہ رسول مقبول ﷺ۔

حضرت تاج الشریعہ کی تو شان ہی نرالی تھی۔وہ بلا خوف لومة لائم غیر شرعی امور اور ناجائز وحرام پر بڑی سخت باز پرس اور تنبیہ کرتے اور منع فرماتے، ایسی جرأت حق کم لوگوں میں دیکھنے کو ملی۔میرے رسول ﷺ نے ایمان کے تین درجے بتائے، تم میں جو کوئی منکرات دیکھے، اس کو اپنے ہاتھ سے روکے، یہ ایمان کا سب سے مضبوط اور پہلا درجہ ہے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی ہمت نہ ہو تو زبان سے روکے یہ ایمان کا دوسرا درجہ ہے، حضرت تاج الشریعہ نے اپنے ہاتھ سے کسی کا گریباں پکڑا، ہلکا سا جھٹکا دیا پھر فرمایا: ٹائی مسلمانوں کی تہذیب نہیں، یہ یہود ونصاریٰ کا لباس اور ان کا شعار ہے۔یا پھر زبان وقلم سے روکا۔اور "اضعف ایمان" کہ صرف دل میں برا جانے کبھی بھی اس پر آپ کا عمل نہیں رہا۔

بتانا یہ ہے کہ سارے جہان کے علماء اور مشائخ موجود ہیں کسی کے دل میں کسی کا خوف طاری نہیں ہوا، صرف ایک شخصیت سب سے عظیم سب سے ممتاز اور منفرد حضور تاج الشریعہ کی نظر آئی۔آپ نے اصول مذہب، اور مزاج شریعت کو نہیں بلکہ لوگوں کی طبیعت کو اصول شریعت میں ڈھالنے کی سعی بلیغ فرمائی۔

موبائل کی بدتمیزیاں عام ہوتی جارہی ہیں۔اس کے ذریعہ لی جانے والی تصویروں پر سخت برہمی اور ناگواری کا اظہار کرتے، بلا ضرورت شرعیہ وحاجت شدیدہ تصویر کشی کو مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف اور اس سے انحراف فرماتے۔پھر بھی کچھ گم گشتگان راہ شریعت بالقصد و بالارادہ بڑی بے فکری اور خوش دلی کے ساتھ ٹی وی پر آکر اپنے چہروں کی نمائش اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تضحیک کرتے ہیں۔بحمد اللہ۔حضور تاج الشریعہ نے ٹی وی، ویڈیو، موبائل، فیس بک، اور میڈیا کو کبھی بھی اپنی شہرت کے لئے استعمال نہیں فرمایا کہ ان ذرائع سے آپ کو جانا پہچانا جائے بلکہ پروردگار نے آپ کی دینی اور مذہبی خدمات کے صلہ میں وہ قبول عام بخشا کہ پوری دنیا کو اپنے پیروں سے روندتے رہے۔دنیا نے دیکھ لیا کس شان سے آپ کا جلوس جنازہ اسلامیہ انٹر کالج تک لایا گیا۔بغیر کسی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے، اتنی خلق کثیر اور ہجوم عوام وخواص نہ کسی جنازے میں دیکھا نہ سنا اور آئندہ اس کا امکان بھی مشکل اور محال نظر آتا ہے۔

پھر ہمیں جامعہ امجدیہ کراچی کے درس بخاری میں شریک ہونا تھا۔حضور ازہری میاں اور حضور بحر العلوم علیہما الرحمہ نے درس بخاری کی برکتوں سے فیضیاب وسرفراز کیا۔حضرت کے ساتھ جب میں قیام گاہ پر حاضر ہوا، میں نے والد ماجد سے عرض کیا اس سے قبل سیکڑوں بار آپ کے درس بخاری میں شریک ہو چکا ہوں اور آپکی تفہیم وتشریح اور تحقیق وتنقیح کی شان دیکھ چکا ہوں۔مگر آج موضوع کے مطابق توضیح وتشریح بظاہر بہت مختصر معلوم ہوئی۔

آپ بحر العلوم ہیں اور آپ کے فرق اقدس پر یہ لقب اس وقت سجا جب سواد اعظم اہلسنت میں اکابر ملت داعاظم رجال صف بہ صف

موجود تھے ۔حضور مفتیٔ اعظم ہند، حضور برہان ملت، حضور مجاہد ملت، حضور حافظ ملت، حضور صدر العلماء، حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، حضور شیخ العلماء، حضور شمس العلماء وغیرہم اور آپ کے معاصرین میں حضرت پاسبان ملت ،حضرت رئیس القلم ،حضرت صاحب سجادہ ،حضرت مجاہد دوراں، حضرت شارح بخاری، حضرت مفتی راجستھان، اور حضرت خواجہ مظفر حسین وغیرہم، یہ وہ گنج گراں مایہ، اور قد آور شخصیتیں تھیں جن کے نزدیک آپ اپنے گرانقدر لقب ''بحر العلوم'' کے ساتھ محبوب ومحترم تھے ۔میرے استفسار کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرت ازہری میاں دام بالفضل نے اس حدیث کا درس بڑے شرح وبسط ومالہ وماعلیہ کے ساتھ بیان فرمایا۔میرے بیان کرنے کے لئے انہوں نے کچھ چھوڑا ہی نہیں ۔اس لئے مجھے رخ بدل کر حدیث پاک کے حجت شرعی ہونے اور منکرین حدیث کے خلاف صف آرا ہونا پڑا۔''

اس طرح پتہ چلا کہ علم حدیث کی تفہیم وتشریح میں حضور تاج الشریعہ کا مقام کتنا بلند ہے ۔جس کا اعتراف حضرت بحر العلوم جیسے علم وتدبر کے تاجدار کو ہے ۔شرعی مواخذہ میں جرأت و بیباکی، قبول عام اور خلق کثیر کا اژدہام، اللہ کے نیک اور خاص الخاص بندے کو نصیب ہوتا ہے ۔ جیسا کہ حدیث پاک کا ارشاد ہے ۔اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو منتخب کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے اس کی محبوبیت کا اعلان کراتا ہے اور فرماتا ہے مجھ کو فلاں بندے سے محبت ہے تم بھی اس سے محبت کرو ۔ چنانچہ حضرت جبرئیل آسمان میں منادی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو فلاں بندے سے محبت ہے تم سب اس سے محبت کرو ۔ چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت کے چرچے ہونے لگتے ہیں ۔مفہوم حدیث (مشکوٰۃ شریف) بلا شبہ حضور تاج الشریعہ اس حدیث کے مکمل مصداق ہیں ۔

حضور تاج الشریعہ۔۔۔نادر زمن شخصیت

علامہ عبد الوہاب اکرم قادری، نائب امیر جماعت اہل سنت پاکستان، کراچی

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمن الرحیم

''وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا''

صدق اللہ مولانا العظیم۔ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی۔یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی شکر ہے کہ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات انسان بنایا، اور افضل ترین امت، مسلمان اور صاحب ایمان بنایا، اور حضور علیہ السلام کی غلامی اور آپ علیہ السلام کے امتی ہونے کا شرف واعزاز عطا فرمایا، کہ پچھلی ساری امتیں مقتدی نبیوں کی امت ہوئیں، الحمد للہ! اس رب نے ہمیں امام نبی کا امتی بنایا، حضور علیہ السلام کا عشق ہمارے سینوں میں جاں گزیں فرمایا، ہمیں فخر ہے اور ناز ہے کہ حضور علیہ السلام کے امتی ہونے کے ساتھ ساتھ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں ۔اور الحمد للہ! اہلسنت وجماعت حنفی بریلوی ہیں، اور اس نسبت بریلوی پر ہمیں ناز اور فخر ہے ۔اللہ تعالیٰ نے اس بریلی کی سرزمین سے جن قیمتی اور نایاب ترین ہستیوں کو پیدا فرمایا ان میں سے ایک عظیم ہستی جن کا آج ہم ذکر کر رہے ہیں، وہ ذات حضور تاج الشریعہ، فقیہ اعظم، تاجدار اہلسنت

،نائب اعلیٰ حضرت، جانشین مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب کی ہے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تخلیق فرمایا، اور ان میں سے جن سے چاہی اللہ نے محبت اور دوستی فرمائی، اور ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ ''یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ'' وہ اللہ جسے چاہتا ہے تخلیق فرماتا ہے، جن کو اپنا دوست بنایا۔ یقیناً ان پر اللہ کا کرم ہوا اور اللہ اپنے پیاروں پر خوب کرم فرماتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ''ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ'' یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے پیاروں کو اور دوستوں کو خوب فضل عطا فرماتا ہے، صرف اس کے پیارے اور اس کے دوست ہی اس کے فضل و رحمت سے فیض یاب نہیں ہوتے بلکہ حق یہ ہے کہ جو ان محبوبوں، ان برگزیدہ بندوں اور ان ولیوں کے دامن سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اللہ انہیں بھی فیض یاب فرماتا ہے۔

قرآن کریم کی آیت مبارکہ جو میں نے تلاوت کی اس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا'' یہ فرمان اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کا قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے، بصورت وحی حضور علیہ السلام پر نازل فرمایا ہے۔ اس کا سبب تمام صاحبان علم جانتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے ان کاموں پر صبر نہ کر سکے کہ جن پر اعتراض نہ کرنے اور خاموش رہنے کی شرط آپ نے رکھی تھی اور اسی شرط پر اپنا ہم سفر بنایا تھا۔

اب وقت جدائی حضرت خضر علیہ السلام نے ان تینوں کاموں کی حکمتوں کو بیان فرمایا جس کے سبب سے حضرت خضر علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام میں جدائی کا وقت آچکا تھا۔ اور ارشاد فرمایا کہ وہ جو تیسرا کام یعنی دیوار کی تعمیر کا کام جو میں نے کیا تھا وہ اس لئے کیا تھا کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ پوشیدہ تھا اور میں نے اس انداز سے اس کو تعمیر کر دیا تھا کہ جب یہ بچے جوان ہوں تو اپنے خزانے کو پالیں۔ اگر وہ دیوار گر جاتی تو ظالم لوگ اس خزانے کو لوٹ لیتے۔

حضرت خضر علیہ السلام نے اس کام کرنے کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ ''وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا'' کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ مفسرین کرام نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ اس کے سگے والد کی بات نہیں ہو رہی ہے بلکہ یہ اس کے پانچویں پشت کے والد کی یا پھر ساتویں پشت کے والد کی بات ہو رہی ہے کہ جو نیک اور صالح تھا، جو اللہ کا ولی اور نیک بندہ تھا، اللہ نے اس کی برکت اور اس کے سبب سے ان بچوں پر یہ فضل فرمایا، جب اللہ تعالیٰ اپنے ولی کی پانچویں یا ساتویں نسل اور نیچے بھی اپنے ولی کے فیض کو اور اس کے سبب سے اس کی آل پر کرم کو جاری فرماتا ہے، سبحان اللہ قربان جائیے اس ذات کے جس کا ہم تذکرہ کر رہے ہیں، جو پانچویں نسل میں اپنے جد امجد کی نسبت سے ولایت کا فیض ہی نہیں پا رہے ہیں بلکہ ہر نسل میں ولایت کا فیض ساتھ لئے ہوئے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ خود اپنے علم، اپنے تقویٰ، اپنے عمل، اپنے قول و فعل میں نابغۂ روزگار شخصیت تھے کہ جن کی عظمت علمی کا اعتراف بڑے بڑے علماء کرتے ہیں، جس کے تقویٰ و طہارت کا تذکرہ بڑے بڑے اولیاء کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ خود عالم باعمل، اللہ کے ولی ہیں، آپ کے والد مفسر قرآن مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب عالم باعمل، اللہ

کے ولی ہیں ۔ان کے والد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ عالم باعمل اور اللہ کے ولی ہیں ۔ان کے والد امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ مجدد دین وملت ،عالم باعمل ،اللہ کے ولی ہیں ۔ان کے والد فقیہ عصر مفتی نقی علی خاں علیہ الرحمۃ عالم باعمل اور اللہ کے ولی ہیں ۔ان کے والد علامہ رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ علم وعمل ،تقویٰ وطہارت کے پیکر ہیں ۔قرآن کریم تو یہ بتا رہا ہے کہ کسی ولی کی کئی اولادوں کے یعنی کئی نسلوں کے نیچے بھی اس کا فیض ملتا ہے ،یعنی اللہ تعالیٰ ولی کی اولاد ہونے کی وجہ سے ان پر فضل فرماتا ہے ۔

اب غور کیجئے جو ہر نسل میں ولایت کا فیض لئے ہوئے ہوں اور جو کئی نسلوں سے دین کی خدمت کرنے اور تقویٰ وطہارت میں لوگوں کے لئے علم وعمل میں مثال بننے والی ہستیاں ہوں اور جو ایسے عظیم والدین اور اور ایسے عظیم باپوں کی اولاد ہوں تو اللہ تعالیٰ کا ان پر کتنا کرم ہوگا اللہ تعالیٰ کا ان پر کس قدر انعام ہوگا ،حق یہ ہے کہ الفاظ میں ان کو بیان نہیں کیا جاسکتا ۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ ۱۹۴۳ء میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے ۔آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے قرآن کریم ناظرہ پڑھا اور اپنے گھر میں ہی دارالعلوم منظر الاسلام سے فارغ التحصیل عالم دین ہوئے ،اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن سے ہی ذہنی ذکاوت ،علمی عظمت ،تقویٰ وطہارت اور عامل سنت ہونے کا شرف وسعادت عطا فرمائی ۔اور الحمد للہ ! ہم دیکھتے ہیں کہ آپ اپنی جوانی میں ہی ۱۷سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر نہ صرف یہ کہ ایک عالم باعمل کی حیثیت سے دنیا کے سامنے تشریف فرما ہوئے بلکہ اس چھوٹی سی عمر میں ہی اس حصول علم دین کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عربی زبان پر عبور اور علم فقہ میں کمال کی جو نعمت عطا فرمائی وہ آگے چل کر آپ کی حیثیت کو لوگوں میں ضرب المثل بنا گئی ، یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۶۳ء میں آپ جامعہ ازہر میں مزید علم دین کے حصول کے لئے تشریف فرما ہوئے ،اور پھر ۱۹۶۶ء تک تین سال لگا تار آپ نے جامعہ ازہر میں علم دین حاصل فرمایا ،علم دین تو آپ وہاں تشریف فرما ہو کر حاصل فرما ہی رہے تھے لیکن آپ کے قول وفعل ،کردار واخلاق ،تقویٰ وپرہیزگاری کے سبب سے صرف آپ کے ساتھ کے طلباء ہی نہیں ،بلکہ جامعہ ازہر کے تمام اساتذہ آپ پر شفقت اور آپ سے محبت ہی نہیں بلکہ آپ کی عقیدت میں مبتلا تھے ،اور یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے سند فراغت حاصل فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر خاص انعام واکرام فرمایا ۔

حضور تاج الشریعہ کو ماضی میں کی جانے والی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں مقبول ترین ،مشہور ترین اور محبوب ترین ۵۰۰ شخصیات میں سے ایک شمار کیا گیا ،لیکن انتہائی حیرت کی بات یہ ہے کہ آپ کی اس شہرت اور لوگوں کے دلوں میں محبت اور عقیدت کی وجہ میڈیا کے ذریعے حاصل ہونے والی تشہیر نہیں تھی ،میڈیا کے ذریعے حاصل ہونے والی شہرت نہیں تھی ،اخبارات میں بیانات ،ٹی وی اور جلسوں میں تقریر کا عمومی سلسلہ اور تصویریں اور ویڈیو بنانے کا معاملہ اور سوشل میڈیا پر تشہیری مہم کا معاملہ آپ کی ذات کے ساتھ بالکل بھی وابستہ نہیں تھا ، اس کے باوجود یہ محض آپ کی شخصیت کی محبوبیت تھی ،جس کا سبب آپ کا علم وعمل تھا ،کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں نقش فرمایا تھا ،کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا فرمادیتا ہے ۔

حضور تاج الشریعہ کی ولایت پر آپ کے چہرے کا نور ،آپ کی زبان سے نکلنے والے کلمات اور آپ کا اٹھنے والا ہر قدم بطور دلیل اور سند

تھا،اہل علم،علمائے کرام،پیران عظام،مشائخ آپ کی سیرت طیبہ،آپ کے معمولات زندگی،آپ کے معاملات کو دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور تھے کہ آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سچے جانشین ہیں۔بلکہ آپ کو دیکھ کر،آپ کو سن کر اور آپ کو پڑھ کر اعلیٰ حضرت کے حسن،اعلیٰ حضرت کے علم اور اعلیٰ حضرت کے عمل کی عظمت کا لوگ اعتراف کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس محبوبیت کا اظہار آپ کی ذات کے ساتھ اس طرح بھی فرمایا کہ آپ ان خوش نصیب لوگوں میں شریک ہوئے جو باوجود یہ کہ نجدی عقائد کی تردید اور وہابی نظریے کی مخالفت میں بہت مشہور اور معروف تھے،اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی ترویج واشاعت کے لئے اپنے صبح وشام کو وقف کئے ہوئے تھے،اس کے باوجود اللہ نے آپ کو ان خوش نصیبوں میں داخل فرمایا کہ جن کو خود سعودی حکومت نے دعوت دے کر بلایا اور کعبۃ اللہ شریف کے اندر جانے اور نماز ادا کرنے کا شرف اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ السلام کے کرم سے آپ کو عطا کیا گیا۔

اور اگر بات حضور تاج الشریعہ کی عظمت علمی کی کی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عربی،اردو،فارسی اور انگریزی زبانوں پر عبور عطا فرمایا تھا،آپ کی قریب قریب ۷۵ تصانیف میں سے عربی،اردو یہاں تک کہ انگریزی زبان تک میں تصانیف موجود ہیں،اور انگریزی میں بھی آپ کی تحریریں اور تقریریں موجود ہیں۔اور اردو کے علاوہ عربی میں آپ کی شاعری اور عربی زبان اور عربی علم وادب میں آپ کا مقام بڑا منفرد ہے۔جس کی وجہ سے علماء عرب میں آپ کی ایک بڑی انفرادی حیثیت ہے،باوجود اس کے کہ آپ عجمی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے علماء عرب کے دلوں میں آپ کی محبت کو نقش فرمایا۔اور یہ اس لئے بھی ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عربی زبان میں بھی عبور عطا فرمایا تھا وہیں آپ نے اپنے اسلاف کے اس طرز عمل کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا طرۂ امتیاز رہا کہ حق گوئی،بے باکی اور احقاق حق اور ابطال باطل میں کبھی بھی کسی موقع پر دقیقہ فروگزاشت آپ نے نہیں فرمایا۔اور آپ کی یہ حق گوئی اور بے باکی ہی آپ کی ولایت اور آپ کے عالم باعمل اور صوفیٔ باصفا ہونے کی بہت واضح اور روشن دلیل رہی۔

ہم لوگوں میں سے جن لوگوں نے ان کی زیارت کی۔الحمد للہ وہ اس بات کے معترف ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ وطہارت کو،ان کے علم وعمل کو ان کے چہرے پر نورانیت کے ذریعے ظاہر فرمادیا تھا،اور حضور علیہ السلام کا وہ فرمان کہ اللہ کا ولی وہ ہوتا ہے کہ جس کو دیکھ کر اللہ یاد آجائے،سبحان اللہ جب لوگ آپ کا چہرہ دیکھتے تھے تو ان کی زبانوں پر سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کے الفاظ ہوتے تھے اور باقی دوسرے مقامات پر تو یہ معاملہ ہندو پاک کے جلسوں میں محافل میں تو یہ معاملہ کوئی مانع نہیں رکھتا۔

الحمد للہ!یہ فقیر اپنے مشاہدہ سے یہ بات عرض کر رہا ہے کہ جب ۲۰۱۴ء کے حج کے موقع پر حضور تاج الشریعہ طواف وداع فرمانے کے لئے مسجد حرام شریف میں تشریف فرما ہوئے،یہ فقیر بھی وہاں موجود تھا،میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے دیکھا کہ لوگ طواف روک کر اور پیچھے مڑ مڑ کے حضور تاج الشریعہ کے چہرے کی زیارت کر رہے تھے،اور ایک دوسرے سے سوال کر رہے تھے کہ یہ کون بزرگ ہیں،اللہ کی قسم آپ کا چہرہ اس روشن ترین اور منور ترین منظر میں ایسا ظاہر ہو رہا تھا کہ گویا خود آپ کے چہرے کے اندر کوئی بہت پاور والا بلب روشن ہو۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقویٰ وطہارت کے سبب سے وہ نورانی چہرہ عطافرمایا تھا جو آپ کی حقانیت پر، آپ کی سچائی پر اور آپ کے مومن کامل ہونے اور اللہ کے ولی ہونے اور عالم باعمل ہونے پر دلالت کرتا تھا۔

الحمدللہ! حق یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ آج کے دور میں اپنی مثال آپ تھے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور کم ازکم میں اس بات کے لئے قسم کھاسکتا ہوں کہ میں نے اپنی زندگی میں سینکڑوں علماء کرام اور ہزاروں مشائخ عظام سے ملاقاتیں کیں، لیکن حق گوئی، بے باکی، عقیدہَ حق کی ترجمانی اور تقویٰ وطہارت میں جس عظیم ترین مینار کی بلندی پر میں نے تاج الشریعہ کو پایا آپ کے سوا کسی دوسری ہستی کو مثال کے طور پر بھی آپ کے سامنے پیش نہیں کیا جاسکتا۔ حق یہ ہے کہ حضور مفتیَ اعظم ہند کہ جن کے تقویٰ وطہارت کی لوگ مثال دیا کرتے تھے آپ نے اپنے آپ کو ان کا سچا جانشین ثابت کیا اور دنیا کے سامنے عالم باعمل ہونے کی تمثیل پیش فرمادی۔

آج کے اس پرفتن دور میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ جیسی ہستی ہمیں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے نظر نہیں آتی، اور ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیابت کا شرف عظمت علمی کے اعتبار سے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نیابت کا شرف اپنے تقویٰ وطہارت وولا یت وکرامت کے اعتبار سے جس طرح عطافرمایا تھا۔ وہ پکار پکار کر اعلان کرتا تھا کہ یہی امام احمد رضا کا جانشین ہے اور یہی مفتیَ اعظم کا جانشین ہے۔

تاج الشریعہ کا لقب آپ کی ذات پر ایسا چمکتا تھا کہ واقعتاً آپ کی تحقیقات، آپ کی تصنیفات، آپ کے فتاویٰ اور آپ نے جو دین متین کی خدمت کرتے ہوئے اس میں تحقیق فرمائی ہے، مسائل فقہ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اور آج کے دور کے بڑے بڑے علماء آپ کے فتوے کو اپنی آنکھوں سے لگاتے اور اس کی حقانیت وصداقت کو دل کے ساتھ تیقن اور یقین رکھتے تھے اور ہندوستان بھر کے علماء اور دنیا بھر کے اہلسنت علماء احکامات شریعت میں حرف آخر تصور کرتے تھے۔ آپ کا ہر فتویٰ اور ہر عمل عزیمت پر مبنی ہوتا تھا اور تقویٰ کے عروج اور قرآن وسنت کے نور سے منور ہوتا تھا، حقیقت یہ ہے کہ آپ کے پردہ فرماجانے کے بعد جو خلاء اہلسنت وجماعت میں علم، عمل، تقویٰ وطہارت، پاکیزگی اور ولا یت کے اعتبار سے پیدا ہوا ہے یہ کبھی بھی پورا نہیں ہوسکتا۔ بقول شاعر۔

علم وعرفان وعمل کا سورج دور افق میں ڈوب گیا جانے کتنی صدیوں تک اب لوگ سحر کو ترسیں گے

اللہ تعالیٰ آپ کے فیضان ولایت سے ہم سب کو فیض یاب فرمائے، میرے پیر ومرشد قبلہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ آپ سے بے پناہ محبت وعقیدت کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور ہر معاملے میں ہمیں آپ سے وابستگی اور آپ کے دامن سے جڑے رہنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے، اور حضور تاج الشریعہ بھی شاہ صاحب سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، ہمارے شیخ فرمایا کرتے تھے اور یہ تعلیم دی اور بتایا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے خانوادہ کا ہر فرد بالخصوص حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ اعلیٰ حضرت کے سچے جانشین اور مفتیَ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے سچے جانشین ہیں۔ اور آپ کے دامن کی نسبت ایک صاحب ایمان کے لئے سنی صحیح العقیدہ مسلمان کے لئے دنیا وآخرت میں فخر واعزاز کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے فیضان ولایت سے فیض یاب فرمائے۔ آمین

اک شمع رہ گئی تھی، سو وہ بھی خموش ہے

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری، اوکاڑہ، پاکستان

یہ دنیا دارفنا ہے، یہاں جو آیا جانے ہی کے لئے آیا: ''كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ'' (الرحمن ۲۶،۲۷) ''جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے۔''

یوں تو روزانہ کتنے ہی افراد عالم آخرت کی جانب روانہ ہوتے ہیں مگر ان میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی رحلت صرف ایک گھر، خاندان یا شہر کے لئے ہی نہیں پوری ملت کے لئے باعث رنج والم ہوتی ہے۔ ''موت العالِم موت العالَم'' کی مصداق ایسی ہستیوں کا نعم البدل تو کیا، بدل بھی ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔

ایسی ہی نادرروزگار شخصیات میں مرجع خلائق نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین مفتئ اعظم ہند، تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری کا شمار بھی ہوتا ہے۔

۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء شب ہفتہ، ہندوستانی وقت کے مطابق شام ساڑھے سات بجے بریلی شریف یوپی انڈیا میں ان کا وصال ہوا۔ خبر سنتے ہی دل پارہ پارہ اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔

آپ خانوادۂ رضویہ کے اہم رکن رکین، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسلکی صلابت اور دینی غیرت کے حقیقی وارث تھے۔

راقم کو کئی مرتبہ ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ۲۰۰۱ء میں برکاتی فاؤنڈیشن کے زیراہتمام عالمی میلاد کانفرنس کا میمن مسجد کراچی میں انعقاد ہوا، جس میں دنیا بھر سے نامور علماء و مشائخ اور سکالرز نے شمولیت کی۔۔اس موقع پر آپ نے انتہائی شفقت فرمائی، احقر اور علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سلاسل حدیث کی اسناد اور تمام سلاسل طریقت کی تحریری اجازت وسند سے نوازا۔

عشق رسول تو انہیں ورثہ میں ملا تھا، یہی وجہ ہے کہ حرمین شریفین کی حاضری کا سلسلہ عمر بھر جاری رہا۔ مدینہ منورہ میں بھی متعدد بار ان کی زیارت سے مستفید ہونے کا موقع ملا، وہ مواجہہ عالیہ ﷺ میں بہت دیر تک کھڑے دست بستہ انتہائی مؤدب انداز میں حاضری دیتے۔ اپنے جد اعلیٰ، اعلیٰ حضرت کا طویل قصیدہ درودیہ:

کعبہ کے بدالدجیٰ تم پہ کروڑں درو　　　　طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑں درود

دھیمے لہجے میں مکمل پڑھتے۔

حضرت تاج الشریعہ کا حلقہ اثر صرف برصغیر تک محدود نہ تھا، بلاشبہ آپ پورے عالم اسلام کا عظیم دینی سرمایہ تھے۔ رائل اسلامک اسٹریٹجک اسٹڈی سنیٹر جارڈن (The royel islamic strategic centre ,amman, jorden) پوری دنیا میں علمی، روحانی، سیاسی، ادبی اور ثقافتی سطح پر اثر و رسوخ رکھنے والی ۵۰۰ مسلم شخصیات کا ۲۰۰۹ء سے سروے کر رہا ہے، ۲۰۱۷ء کی سروے رپورٹ کے مطابق حضرت کی شخصیت ۲۳ ویں نمبر پر ہے۔

آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاجزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاجزادے مفتیٔ اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے تھے۔ آپ کی پیدائش ۲۴/ ذیقعد ۱۳۶۲ھ/ ۲۳/ نومبر ۱۹۴۳ء بروز منگل بریلی شریف کے محلہ سوداگراں میں ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی محمد اسماعیل اور عرف اختر رضا تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، پھر منظر اسلام بریلی سے درس نظامی کی تکمیل کے بعد جامعہ الازہر مصر میں کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا اور فن تفسیر وحدیث کے ماہر اساتذہ سے اکتساب فیض کے بعد اپنی جماعت میں اول پوزیشن حاصل کر کے ۱۹۶۶ء میں فارغ ہوئے اور جامعہ ازہر ایوارڈ سے نوازے گئے۔

فراغت کے بعد دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے، ۱۹۷۸ء میں اس دارالعلوم کے صدر المدرسین اور رضوی دارالافتاء کے صدر مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ کثرت مصروفیات کی بناء پر تدریسی سلسلہ میں باقاعدگی نہ رہی، تاہم تخصص فی الفقہ کے علمائے کرام کو رسم المفتی، اجلی الاعلام اور بخاری شریف کا درس دیتے رہے۔ آپ کو فتویٰ نویسی میں بڑی مہارت تھی۔

اپنے نانا جان حضرت مفتیٔ اعظم ہند کے مرید وخلیفہ تھے، علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت کے پیر خانہ کے علماء سے بھی انہیں خلافت واجازت حاصل تھی۔

حضرت تاج الشریعہ کو شعر وسخن کا عمدہ ذوق تھا۔ اردو کے علاوہ عربی میں بھی شعر کہتے۔ ''سفینۂ بخشش'' کے عنوان سے اردو میں، جب کہ ''روح الفؤاد بذکریٰ خیر العباد'' کے نام سے عربی میں دیوان نعت ہے۔

آپ بیک وقت محدث، فقیہ، ادیب، مصنف، مبلغ، شاعر اور صاحب رشد وہدایت پیر طریقت اور رہبر شریعت تھے، حق گوئی اور بے باکی میں اپنے اسلاف کا عکس جمیل تھے۔

اردو، عربی اور انگریزی زبان میں اسیّ (۸۰) کے لگ بھگ رسائل وکتب کے مصنف ومترجم تھے۔۔ قحط الرجال کے اس دور مہیب میں آپ کا وجود باجود نعمت عظمیٰ تھا۔

بلاشبہہ آپ جرأت کے پیکر، عزیمت واستقامت کے کوہ گراں اور راہ نوردان حق کے لئے خضر راہ اور منار نور تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی حسنات اور دینی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے اور آپ کے اکلوتے عالم وفاضل صاجزادے مفتی عسجد رضا خاں حفظہ اللہ کو ان کی جانشینی کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے اسلاف کا حقیقی نمائندہ بنائے۔

اللھم اغفر لہ وارحمہ واعف عنہ وارفع درجتہ فی اعلیٰ علیین آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

مسلک اعلیٰ حضرت کے روح رواں کا المناک سانحہ ارتحال

ضیغم اہلسنت علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی، پنجاب، پاکستان

کون اس باغ سے اے باد صبا جاتا ہے　　　　رنگ رخسار سے پھولوں کا اُڑا جاتا ہے

دنیائے اہلسنت میں یہ المناک اندوہ اثر خبر نہایت رنج وملال سے سنی گئی کہ مظہر اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتیٔ اعظم، مفسر اعظم سیدنا جیلانی میاں کے خلف اوسط، حضرت فیض درجت، عالمی شیخ طریقت، تاج شریعت، فقیہ امت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری رضوی ازہری میاں رحمۃ اللہ علیہ ۷ رذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء شب ہفتہ بوقت اذان مغرب (بعمر تقریباً ۷۵ رسال) شہر عشق ومحبت بریلی شریف میں وصال فرماگئے، داغ مفارقت دے گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

آج دنیائے اہلسنت سوگوار ہے، شریعت وطریقت کے حلقوں اور بزم فقاہت میں اداسی ہے، وہ خانوادۂ سیدنا اعلیٰ حضرت وخانقاۂ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے چمکتے ہوئے آفتاب وماہتاب اور علم وفضل زہد وتقویٰ اتباع سنت وشریعت میں اپنے عہد کے فرد یگانہ تھے۔ حضرت ممدوح کم وبیش ۵۵ رسال آسمان علم وفضل، رشد وہدایت پر آفتاب وماہتاب بن کر جگمگاتے رہے اور بے مثال ولازوال کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

وہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے عظیم روحانی پیشوا تھے، وہ عالمی شیخ طریقت تھے، مسلک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے روح رواں تھے، عظیم الشان فقید المثال فقیہ ومحدث اور علم وفضل کے تاجدار ہونے کے باوجود اصول وفروعات کے جملہ مسائل میں مسلک سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع فرماتے تھے۔ شہزادۂ اکبر سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے خداداد وبے مثال حسن وجمال کے مظہر اتم تھے۔ شہزادۂ سرکار اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم عالم اسلام شیخ العلماء والمحدثین علامہ مفتی شاہ مصطفیٰ رضا نوری قدس سرہٗ العزیز نے باقاعدہ ایک تحریر کے ذریعہ فقہ وافتاء میں اپنا قائم مقام وجانشین مقرر فرمایا تھا اور آپ نے جانشینی وقائم مقامی کا حق ادا کردیا۔

جس ملک، جس خطہ وعلاقہ، شہر ومضافات میں نزول اجلال وجلوہ آرائی فرماتے، شہر کے شہر، گاؤں کے گاؤں شرف بیعت حاصل کرنے کے لئے پلٹ پڑتے تھے۔ فقیر کو خوب اچھی طرح یاد ہے کہ ۶۳۔ ۱۹۶۲ء کے لگ بھگ عرصہ میں جب آپ کے عظیم المرتبت والد ماجد سیدنا مفسر اعظم مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں قدس سرہ نے منظر اسلام بریلی شریف سے ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' جاری فرمایا تو کچھ عرصہ کے بعد حضور سیدنا جیلانی میاں علیہ الرحمۃ کی طبیعت مبارک ناساز ہوگئی۔ حضور جیلانی میاں علیہ الرحمۃ ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں لکھا کرتے تھے، یہ کرامت افروز الفاظ تھے، فرماتے تھے ''میں غروب ہورہا ہوں، اختر رضا طلوع ہورہا ہے۔۔۔ میں مولانا بدر الدین احمد گورکھپوری، مولانا ارشد القادری، مولانا حسن علی میلسی، مولانا محمد صابر القادری نسیم بستوی سے کہوں گا کہ وہ ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' میں مسلسل لکھتے رہیں۔''

فقیر راقم الحروف بفضلہ تعالیٰ ۹ رمرتبہ دیار علم وفضل شہر عشق ومحبت، شہر بریلی شریف خانقاہ عالیہ رضویہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا الازہری میاں علیہ الرحمۃ اپنے دولت کدہ پر ضرور ضرور بلاتے، پرتکلف دعوت فرماتے۔ ہر ہفتہ

ان کے دولت کدہ پر محفل میلاد شریف ہوتی، مجھ فقیر کو یاد فرماتے ۔فقیر کی کتابوں کی تعریف فرماتے، حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ اپنے دولت کدہ جو سیدنا امام حجۃ الاسلام، شیخ الانام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کا دولت کدہ ہے اور جہاں مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کا قیام ہوتا، فقیر کو ان کے پاس ٹھہراتے دعوت فرماتے ۔حضرت تاج الشریعہ جب پہلی بار پاکستان تشریف لائے، فقیر کو برقی تار اور مکتوب گرامی سے یاد فرمایا اور واہگہ بارڈر پر یاد فرمایا۔ ہزاروں کا مجمع تھا، عوام خواص پروانہ وار نثار ہو رہے تھے ۔حضرت تاج الشریعہ بار بار مجھ فقیر قادری رضوی کو یاد فرر ہے تھے ۔مجھ فقیر کو لوگ تلاش کر کے لے گئے، مصافحہ و معانقہ سے مشرف فرمایا، کچھ خاص کتابیں مرحمت فرمائیں اور کچھ ضروری معلومات لیں ۔داتا دربار شریف کی مسجد میں لاؤڈ اسپیکر بند کر کے نماز پڑھائی، اسی روز فقیر بریلی شریف، اجمیر شریف، مارہرہ شریف، ہانسی شریف، دہلی شریف جا رہا تھا۔حضرت ممدوح معظم نے فرمایا ''بریلی شریف جائیں تو فقیر خانہ پر خیریت کہہ دیں۔''

تاج الشریعہ کا قافلہ ہزاروں موٹر کاروں کے جلوس کے ساتھ شہر روانہ ہوا اور فقیر بریلی شریف کے لئے بس میں سوار ہوا۔

حسن اتفاق، دل کو دل سے راہ ہوتی ہے، فقیر جب بریلی شریف حاضر ہوا تو سیدنا حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی اہلیہ محترمہ چھوٹی بی صاحبہ نے پردے کے پیچھے سے دریافت فرمایا ''اختر میاں پاکستان گئے تھے، وہ خیریت سے ہیں؟'' یہ آپ کی نانی محترمہ تھیں جو اپنے نواسے حضرت تاج الشریعہ کے لئے بے چین تھیں۔

وائے حسرتا! دین کا نگہبان جاتا رہا

ازقلم: حضرت علامہ محمد لیاقت رضا نوری، سربراہ اعلیٰ دارالعلوم رضویہ غریب نواز، اجین، انڈیا

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گلستان اسلام کے ایک گلاب لاجواب تھے سلطنت سلوک وعرفان کے ایک گوہر نایاب تھے جس جہت سے ان کی کتاب حیات کی ورق گردانی کی جاتی ہے شش جہات سے کمال و جمال کے ماہِ تمام نظر آتے ہیں افسوس صد افسوس علم و عمل کا وہ آفتاب عالم تاب اپنی آفاقی تابانیوں کی خیرات بانٹ کر اجل کی گھٹاؤں میں روپوش ہو گیا اور عالم اسلام کی آنکھیں برنگ گل کر گیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کن کن خوبیوں کی کا تذکرہ کیا جائے اور کن کن محاسن کا ذکر ترک کیا جائے یہ کام بڑا مشکل ہے بس اتنا کہوں گا کہ ہر زاویے سے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ کے مظہر کامل واکمل تھے اور اس دور میں امیر المؤمنین فی التصوف کے درجہ پر فائز تھے ۔کتاب وسنت کے عالم بھی تھے اور کامل طور پر عامل بھی تھے یعنی علم وعمل کے ایک بحر بیکراں کو دنیا تاج الشریعہ کہتی تھی اور یہ کہنا حق بجانب بھی تھا کیونکہ آپ کی زندگی شریعت کاملہ سے عبارت تھی اور شریعت بیضہ کی صفت احسن واجمل سے ذات متصف تھی ۔گویا شریعت و ذات میں تساوی وعینیت کی نسبت ہو چکی تھی اور یہ خاصہ مابہ الامتیاز کی منزل میں تھا۔اس لئے تو بڑے اطمینان کے ساتھ سارے اوراد ووظائف کی تلاوت سے قلب وجگر کو منور و تاباں کر لیا دلائل الخیرات کی قرأت کی خوشبو سے مشام جان و روح کو عطر بیز و نیر بخش

بنالیاوضوعلی الوضو جونورعلی نور ہے،اس کی نورانیت سے بھی کامل پاکیزگی وطہارت حاصل کرلی۔وقت کا سوال کیا جواب پاتے ہی اللہ،اللہ کے ذکر میں محوہوکر دنیاومافیہا سے بالکل بے نیاز ہوگئے۔اسی درمیان میں مؤذن کی سحرکن صدائے دل آفرین مغرب کی اذان سماعت کو پر بہار بنادیتی ہے۔اللہ اکبر!اللہ اکبر!کے ذریعہ خداوندقدوس کی کبریائیت کے اعلان کا سورج مطلع وجود پرنمودار ہوجاتا ہے،ادھر گلشن لبہائے مبارک پروہی گلاب لاجواب کھل اٹھتا ہے اوراللہ اکبر کی تکرار کی بھینی بھینی نکہتوں سے پوری فضا مہک اٹھتی ہے۔''یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾ ''کے خطاب پر لبیک کہتے ہوئے مستحقین انعام کی جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں اور''موت المؤمن راحت''کے مصداق بن جاتے ہیں۔جس سے عالم اسلام میں ایک حشر برپا ہوجاتا ہے،جہانِ دین وسنیت کیلیے یہ اتنابڑا نقصان ہے جس کی تلافی محال نہیں تومشکل یقینی ہے۔اللہ عزوجل اس کا نعم البدل عطافرمائے۔آمین

عمر رواں کا قافلہ کتنا سبک خرام ہے　　　　آگئیں چند ہچکیاں اور سفر تمام ہے

تصوف کے آئینے میں امیر المؤمنین فی التصوف کے جمال جہاں آرا کی چند جھلکیوں کی زیارت سے اپنی آنکھیں نور بار بناتے ہیں۔
تصوف کیاہے اس سے متعلق حضرت ابوالقاسم نصیر آبادی فرماتے ہیں:''التصوف ملازمة الكتاب و السنة''(طبقات کبری/ص:۱۲۲)
تصوف کی حقیقت کتاب وسنت پر کامل عمل ہے۔قاضی زکریا انصاری فرماتے ہیں:''التصوف علم تعرف به احوال تزكية النفوس و تصفية الاخلاق و تعمير الظاهر و الباطن لنيل السعادة الابدية''(علی الھامش الرسالة القشيرية/ص:۷)تصوف ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعےنفوس کا تزکیہ،اخلاق کا تصفیہ اورظاہروباطن کوسنوارنے کا اصول معلوم کیاجاتاہے تاکہ سعادت ابدیہ کا حصول ہو۔حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:''التصوف استعمال كل خلق سني و ترك كل خلق دني''(النصرة النبوية/ص ۲۲)
تصوف نام ہے ہر پیداشدہ اچھائیوں سے لیس ہوجانے اور ہر پیداشدہ رزائل کو ترک کردینے کا۔حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:''التصوف تدريب النفس على العبودية وردها لاحكام الربوبية''(نورالحقیق/ص ۹۳)تصوف،بندگی پرنفس کو مائل کرنے اوراحکام ربوبیت تک اس کو پہنچانے کانام ہے۔ابن عجیبہ فرماتے ہیں:''التصوف هو علم يعرف به كيفية السلوك الى حضرت ملك الملوك و تصفية البواطن من الرزائل و تحليتها بانواع الفضائل و اوله علم و وسطه عمل و آخره موهبة''(معراج التشوف الی حقائق التصوف/ص:۴)تصوف وہ علم ہے جس کے توسل سے مالک حقیقی کی بارگاہ تک پہنچنے کی کیفیت رزائل سے باطن کو پاک کرنے اورفضائل سے اس کو آراستہ کرنے کی معرفت کا حصول ہوتا ہے اس کااول زینہ علم ہے دوسرا زینہ عمل ہے اوراسکا آخرعطیہ ہے۔

تصوف کی تعریف کی روشنی میں حضورتاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے ہیں ان کی حیات پاکیزہ کاایک ایک حرف پڑھتے ہیں توان کی حیات کوتزکیۃالنفس کی دولت بے بہاسے لبریز پاتے ہیں،اخلاقیات کا گلستان سرسبزوشاداب نظرآتاہے،ظاہروباطن کی تعمیرات کی یہ

کیفیت ہے کہ مدینۃ النور کا مظہر اتم اور جلوۂ مجسم دکھائی دیتا ہے، جس سے روشن ہے کہ وہ سعادت ابدیہ کا پری پیکر تھا۔حقیقت تو یہ ہے اس کی بنیاد خیر پر تھی، جہاں رزائل کے گرد وغبار کی بھی رسائی نہیں تھی۔نفس عبادت و ریاضت سے مملو تھا، جہاں سے احکام ربانیہ کی نورانیت کے فوارے پھوٹتے تھے۔ظاہر، باطن کا ترجمان ہوتا ہے جس کے مشاہدے کے بعد باطن کی کیفیات کا ادراک ہوجاتا ہے، جس کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ باطن فضائل کا آماجگاہ اور رزائل سے مبرا تھا، مقام قرب کے درجات حاصل تھے علم وفن میں مرجع خلائق کی حیثیت تھی، اخلاص وعمل میں اوج ثریا پر مقام تھا:''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ''کے تحت:''رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ''''ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ''کے مطابق''راضیۃ مرضیۃ ''کے مقام پر تھے یعنی خدا ان سے راضی تھا اور وہ خدا سے راضی تھے۔

آپ کے دامن حیات میں علم،عمل اور رہبہ کے جواہر پارے کی نورانیت فضائے وجود کو لالہ زار بنا رہی تھی۔کتاب وسنت کے اتنے بڑے عالم وعامل تھے کہ عالم اسلام میں کوئی آپ کا ثانی نہیں تھا ہر اعتبار سے امیر المؤمنین کی حیثیت رکھتے تھے۔تصوف کی بنیاد کیا ہے؟ صاحب کتاب فرماتے ہیں:''فعماد التصوف تصفیۃ للقلب من اوضار المادۃ و قوامہ الانسان بالخالق العظیم فالصوفی من صفا قلبہ للہ و صفت للہ معاملتہ فصفت لہ من اللہ تعالیٰ کرامتہ''(قواعد التصوف/ص:۲)تصوف کی بنیاد گندے مادے سے قلب کا پاک ہونا ہے اور انسان کے تعلق کا قیام خالق عظیم کے ساتھ ہونا ہے، تو صوفی وہ ہے جس کا قلب خالص اللہ کے لئے صاف ہے۔یعنی ماسوا خدا کے اس میں کسی کی گنجائش نہیں ہے اور اس کے سارے معاملات پروردگار عالم سے منسلک ہیں، پس اس کی بزرگی اللہ عزوجل سے ہی منسوب ہے۔

فقیہ کبیر حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالی عنہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اللہ کے ماسوا کے لیے وہاں کوئی جگہ نہیں پاتے ہیں۔الحب فی اللہ و البغض فی اللہ کے وہاں دلکش وبے نظیر جلوے نظر آتے ہیں۔بارہا کا مشاہدہ رہا ہے کہ جب کوئی ذاتیات پر حملہ آور ہوتا تو خموش ہوجاتے اور اس کا کوئی جواب نہیں دیتے ایسا لگتا کہ''موتو اقبل ان تموتوا''کی تصویر پرتنویر ہیں، نفس کا بالکل خاتمہ ہو چکا ہے مگر جب عظمت اسلام کی بات آتی،عوام اہلسنت کے ایمان وعقائد کے تحفظ کا مسئلہ ہوتا تو قفل سکوت ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوجاتا اور بلا خوف وخطر احقاق حق کا فریضہ انجام دیتے اور اس معاملے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔وہ کون ہے؟ کہاں کا ہے؟ کس پوزیشن کا ہے؟ اس کی نسبی حقیقت ووقعت کیا ہے؟ اس سے قطع نظر ہوکر اسلام کے حکم کا اظہار فرمادیتے۔نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:''افضل الجھاد الکلمۃ الحق عند سلطان الجائر''(مشکوۃ شریف)ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہہ دینا افضل جہاد ہے۔یقیناوہ اپنے زمانے کے مجاہد اعظم تھے جو کہتے وہی کرتے''لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ''کا مصداق نہیں بنتے اور گالیاں دینے والوں کا جواب نہ دے کر''اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ''کا مظاہرہ فرماتے۔

تصوف کی اہمیت وافادیت کیا ہے کہتے ہیں کہ تکالیف شرعیہ سے متعلق جو احکام ہیں،جس کا تعلق براہ راست انسان کی ذات سے ہے، وہ احکام دو قسم کے ہیں:ایک احکام جن کا تعلق اعمال ظاہرہ سے ہے اور ایک وہ جس کا تعلق اعمال باطنہ سے ہے۔کچھ احکام کا تعلق انسان کے بدن وجسم سے ہے اور کچھ احکام کا قلب سے ہے۔اعمال جسمیہ بھی دو قسم میں منقسم ہیں۔اوامر ونواہی۔تو اوامر الٰہیہ جیسے نماز، زکوۃ، حج وغیرہ اور نواہی جیسے قتل، زنا، چوری، شراب پینا وغیرہ وغیرہ۔اعمال قلبیہ کی بھی دو قسمیں ہیں اوامر ونواہی۔اوامر جیسے ایمان باللہ، ایمان

بالملائکہ، ایمان بالکتب والرسل ، اخلاص، رضا، صدق، خشوع اور توکل۔ نواہی جیسے کفر، نفاق، کبر، عجب، ریا، غرور، کینہ، حسد وغیرہ وغیرہ۔

دوسری قسم کا تعلق قلب سے ہے، جو قسم اول سے اہم ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمودات عالیہ سے روشن ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: ''الاوان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله وهی القلب'' (رواہ البخاری فی کتاب الایمان) خبردار! کہ جسم کے اندر گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، وہ صحیح ہے تو پورا جسم سلامت ہے وہ فاسد ہے تو پورے اعضائے جسمانی خراب ہیں اور وہ قلب ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اعضائے جسمانی کی تندرستی کا مدار قلب کے تصفیہ پر موقوف ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''لایدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر'' (مسلم شریف کتاب الایمان) کہ جس کے دل میں ذرہ برابر کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ واضح ہے کہ اس کا تزکیہ ہی دخول جنت کا باعث ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ان اللہ لاینظر الی اجسادکم ولا الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم'' (مسلم شریف، کتاب البر والصلہ) اللہ عزوجل تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ میل کچیل کے دور کردینے کا نام تصوف ہے جس سے تزکیہ نفس وقلب کی افادیت ووقعت کا پتہ چل جاتا ہے اُسی جانب کلام الٰہی بھی مُشیر ہے ارشاد ربانی ہے: ''یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوۡنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ ﴿۸۹﴾'' (الشعراء ۸۸، ۸۹) قیامت کے روز مال واولاد نفع بخش نہیں ہونگے مگر اس کیلئے جس کو رب قدیر نے عقل سلیم عطا فرمائی ہے۔ اسی طرح فواحش سے متعلق ارشاد ربانی ہے:

''قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَ مَا بَطَنَ'' (الاعراف، جز آیت ۳۳)

''وَلَا تَقۡرَبُوا الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَ مَا بَطَنَ'' (الانعام، جز آیت ۱۵۱)

''الفواحش الباطنه کما قال المفسرون هی الحقد والریاء والحسد والنفاق'' (کتاب الحقائق عن التصوف/ ۱۵)

مفسرین فرماتے ہیں کہ فواحش سے مراد کینہ، دکھاوا، بدخواہی اور نفاق ہے اس لئے فقہاء کرام نے بھی ان امور کے عمل کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''انها فرض عین'' (الاشباہ والنظائر لسیوطی/ ۵۵۴) ''فتقیة القلب وتهذیب النفس من اهم الفرائض العینیة واوجب الاوامر الالٰهیة بدلیل ماورد فی الکتاب والسنة واقوال العلماء'' (کتاب الحقائق عن التصوف/ ۸ تا ۱۵)

قلب کو متقی بنانا اور نفس کو مہذب کرنا فرائض عینیہ میں اہم ہے اور اوامر الٰہیہ کا وجوب ان دلائل سے ثابت ہے جو کتاب وسنت اور اقوال علماء سے وارد ہیں واضح ہوگیا کہ کفر، نفاق، کبر، عجب، ریا، غرور، کینہ، حسد، لالچ، خیانت، غصہ، دشمنی، ظلم، سرکشی، حرص، بخالت، شدت بیجا، دہشت گردی، تہمت، بڑائی، خیانت، مداہنت، تکبر، مکر، فریب، دھوکہ اور اس طرح کے تمام خبائث امراض قلبیہ ہیں جن کا جاننا فرض عین ہے اور ان امور کا ازالہ کرنا بھی فرض عینیہ میں شامل ہے ان بیماریوں کا پالنا حرام ہے۔ اس کے برعکس استغفار، تقویٰ، استقامت، صدق، اخلاص، زہد، ورع، توکل، رضا، تسلیم، ادب، عاجزی وانکساری، فروتنی وبردباری، صبر وشکر، اخلاق وفکر، ذکر واذکار، مراقبہ ومشاہدہ، نیتِ اخلاق اور اس کے علاوہ جتنے فضائل وکمال ہیں جن کا تعلق صحت قلبیہ سے ہے ان کی معرفت بھی ضروری ہے اور اس سے تہی دست ہونا درست

نہیں ہے اس کو عملی جامہ پہنانا درجات عالیہ کے حصول کا باعث ہے۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احکام جسمانیہ کے بھی عالم تھے اور اعمال قلبیہ سے بھی آشنا اور دونوں کے عامل بھی۔ علوم ظاہرہ کے بھی بحر بیکراں تھے اور علوم باطنہ کے بھی مہر درخشاں، ظاہر و باطن کے نور علمیہ سے اندرو باہر منور تھا آفتاب عمل نے دونوں جہان کو تابندہ و تابناک بنا رکھا تھا یہی وہ وجہ تھی کہ آپ کے وجود مسعود سے تجلیات ربانی کی نورانیت کے فوارے پھوٹتے تھے اور وہ نورانیت سارے جہان کو دعوت نظارہ پیش کرتی تھی جب چلتے تو سنت نبویہ علیہ التحیۃ والثناء کے پھول جھڑتے کلام فرماتے تو صداقت مدینہ کی نورانیت بکھر جاتی جلوس فرماتے تو دیار حبیب کی یاد تازہ ہو جاتی جلوت میں ہوتے تو بہار نورانیت اوج پہ ہوتی خلوت نشینی فرماتے تو ذکر و اذکار کے کہکشاں کی جلوہ گری ہو جاتی۔ وہ باطن و ظاہر کے حسن وخوبی اور کمال و جمال کا ایک ایسا آفتاب عالم تاب تھا جس کی روشنی سے جہانِ شریعت بھی نور بار تھی اور دنیائے طریقت میں بھی اجالا تھا معرفت کے ماہ و نجوم افلاک ہدایت پر تبسم ریز تھے حقیقت کا شہر نور علی نور تھا۔

امام طریقت یا شیخ ارادت کے لیے چند شرطیں ہیں۔ اول شرط ہے: ''ان یکون عالما بالفرائض العینیة'' یعنی فرائض عینیہ کا عالم ہو۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، معاملات، بیوع وتجارات، عبادات، عقیدۂ اہل سنت یعنی توحید و رسالت اور مقتضیات و مبادیات کا عالم ہو۔ بیشمار دعویداران تصوف اس زمانے میں پائے جاتے ہیں جو اپنی صوفیت کا پرچار کر رہے ہیں اول بنیادی شرط کو اس کی حیات مستعار میں تلاش کرنے کی سعی کریں گے اور جتنا زیادہ کریں گے تاریکیاں اتنا ہی زیادہ بڑھتی جائیں گی اکثر خانقاہیں علوم دینیہ کے واقفین سے محروم ہیں لیکن حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھیں کہ حدیث دانی میں مثال نہیں، فقہ کے جزئیات وکلیات پر عبوریت میں مثال نہیں، تفسیر کے نکت و باریکی پہ درک میں مثال نہیں، تصوف کے علوم کی معرفت میں اوج ثریا کے کمال کے حصول میں مثال نہیں، علوم وفنون کی جامعیت کا کیا کہنا کہ پوری دنیا مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اس کے باوجود کبھی پرچار نہیں کیا واضح ہوا کہ جو ہوتا ہے اس کو اعلان کی حاجت نہیں۔ سلسلۂ قادریت کو اتنا فروغ دیا کہ پوری دنیا میں اس کا ڈنکا بجا دیا۔ دوم شرط ہے: ''ان یکون عارفا باللہ تعالیٰ'' عارف باللہ ہو۔ تیسری شرط یہ ہے: ''ان یکون خبیرا بطرائق تزکیة النفوس و وسائل تربیتھا'' نفوس کے پاک کرنے کے طریقے اور تربیت کے وسائل سے باخبر ہو۔ چوتھی شرط یہ ہے: ''ان یکون ماذونا بالارشاد من شیخه'' (کتاب الحقائق والتصوف) شیخ کامل سے ارشاد و ارادت کی اجازت ہو۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تمام شرائط کے مجمع البحرین تھے آپ کی ذات میں ان تمام شرائط کا آفتاب خط نصف النہار پر گامزن تھا۔

حدیث میں ہے **عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه: ''وھو الاسلام والایمان والاحسان، فالاسلام طاعة وعبادة والایمان نور وعقیدة والاحسان مقام مراقبة ومشاھدة ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانه یراک''** (مسلم شریف، کتاب الایمان) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دین، اسلام و ایمان اور احسان کے مجموعے کا نام ہے اسلام طاعت وعبادت کو کہتے ہیں ایمان نور و عقیدے کا نام ہے اور احسان مقام مراقب و مشاہد سے عبارت ہے جیسا کہ حدیث جبریل میں ہے کہ اللہ عزوجل کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر دیکھنا ممکن نہ ہو تو خیال رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات تینوں

صفات سے کامل متصف تھی یقینا آپ قطب الارشاد کے درجہ پر فروکش تھے۔یہی وہ جماعت ہے جس سے متعلق رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ان عباد الله لآناسا ماهم بانبياء ولا شهداء يغبطهم الانبياء والشهداء يوم قيامة بمكانهم من الله قالوا يا رسول الله صلی الله عليه وسلم فخبرنا من هم قال هم قوم تحابوا بروح الله علیٰ غير ارحام بينهم ولا اموال يتعاطونها فو الله ان وجوههم لنور وانهم لعلی نور ولا يخافون اذا خافت الناس ولا يحزنون اذا حزن الناس وقرأ هذه الآية: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ "(یونس/ ۶۲، رواہ ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے چند لوگ ایسے ہونگے جو نہ ہی جماعت انبیاء سے ہوں گے نہ گروہ شہداء سے ہونگے لیکن بروز حشر انبیاء وشہداء ان کی ذات پر رشک کریں گے ان کے ان درجات کے باعث جو اللہ عزوجل نے انہیں عطا کیا ہوگا صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہمیں اس جماعت سے متعلق اطلاع دیجئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک ایسی قوم ہے جو اللہ کی توفیق کے سبب بغیر کسی رشتہ داری کے آپس میں ایک دوسرے سے بے انتہا پیار کرتے ہیں عدم مال کے باوجود فیاضی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔خدا کی قسم ان کا چہرہ پرنور ہوگا یا وہ لوگ نوری لباس میں ہونگے جب لوگ خوفزدہ ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا اور جب لوگ غمگین ہونگے تو ان کی جبین اقدس پر غموں کے آثار بھی نہیں ہونگے اس کے بعد اس آیت کی تلاوت کی خبردار! بے شک جو اللہ کے اولیاء ہوتے ہیں انہیں کوئی خوف ہوتا ہے نہ کوئی غم۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرۂ مبارک اتنا پرنور تھا کہ دیکھ کر کتنوں نے کفر سے توبہ کرلی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان بن گئے اس تاثر کے ساتھ کہ جس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں میں ڈھلنے والوں کا رخ لالہ اتنا نور بار ہے تو اس نبی اکرم نور مجسم ﷺ کا روئے انور کتنا تابناک ہوگا۔محقق علی الاطلاق فاضل بریلوی علیہ الرحمہ، سرکار ابد قرار ﷺ کے نور کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　　تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ کی حیات کا ایک ایک لمحہ اس بات پر شاہد عادل ہے کہ خوف و ہراس، حزن وملال اور رنج وغم سے سدا مبرا رہے اور قوم وملت سے اس قدر محبت و پیار کرتے کہ ہر لمحہ ان کے ایمان وعقیدے کے تحفظ میں لگے رہے اور آخری دم تک نگہبانی فرمائی اور کسی شب خون مارنے والے کو اندر داخل نہیں ہونے دیا۔اس حدیث رسول ﷺ کی بنیاد پر یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی پورنور جماعت میں شامل ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:"عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال قيل يا رسول الله ﷺ ای جلسائنا خير قال من ذكركم الله رويته وزاد فی علمكم منطقة وذكركم فی الآخرة عمله۔"(رواہ یعلی ورجالہ رجال الصحیح کما فی جمع الزوائد، جلد ۱/ ۲۲۶)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے ہم نشینوں میں بہتر کون ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں جس کی رویت اللہ کی یاد دہانی کرادے اور تمہارے فکری علم

میں اضافہ فرمادے اس کا عمل آخرت کی یاد کا گلشن سجادے ۔حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالی عنہ کو جو دیکھتا اس کو خداوند قدوس کی یاد آجاتی علم فکری کی بالیدگی میں شباب کا رنگ چڑھ جاتا اور ان کے عمل کی زیارت سے آخرت کی یادوں کا بانکپن جاگ اٹھتا وہ علم وفن کا کوہ ہمالہ، زہد وتقویٰ کا ستارہ ،شریعت کا نگہبان ،مسلک حق کا ترجمان ،آسمان عرفان کا مہر درخشاں ،راہ سلوک کا ماہِ تاباں ،عبادت واطاعت کا اختر، صدق ووفا کا پیکر ،رضویت کا آفتاب ،برکاتیت کا مہتاب حیف صد حیف ہمارے درمیان سے چلا گیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

ابر رحمت تیری مرقد پر گہرباری کرے　　حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

شان تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ

از: مفتی عبدالحلیم ناگپوری صاحب ،شانتی نگر، ناگ پور

ولایت کا معیار تقویٰ: برصغیر ہند و پاک میں اسلام کی سربلندی اور اس کی ترویج واشاعت صوفیائے کرام ہی کی مرہون منت ہے ۔جنہوں نے علم وعمل ،رشد و ہدایت کے انوار سے ایک جہاں کو منور کیا اور ہزاروں گم گشتگان راہ کو راہ راست سے ہم کنار کیا۔تشنگان علم ومعرفت کو اپنے علمی اور روحانی جام سے شاد کیا۔جن کی آفاقی تعلیمات ،روحانی اور اخلاقی عظمت نے جوق درجوق لوگوں کو دامن اسلام میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا ،جن کی دینی ،علمی ،فکری ،روحانی اور اصلاحی خدمات کو آب زر سے لکھا جائے تب بھی ان کی شخصیت کا حق کما حقہ ادا نہ ہو پائے ۔وہ ایسے پاکیزہ خصلت انسان ہوتے ہیں جن کے قلوب واذہان پر روز اول ہی سے ماحول وعوامل اثر انداز نہیں ہوتے ۔وہ ہر حال میں اپنی حیات کو ہر قسم کی آلودگیوں اور ناشائستہ حرکتوں سے پاک وصاف رکھتے ہیں ۔وہ سماج میں اتنے ارفع واعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ معاشرے اور سوسائٹی میں کتنی ہی بدکاریاں پھیل جائیں لیکن ان کا مقدس دامن ان آلودگیوں سے داغدار نہیں ہوتا۔ان کا ذہن ان بری باتوں کو قبول نہیں کرتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ غلط باتوں سے وہ اپنے آپ کو اتنا دور رکھتے ہیں کہ دلائل وبراہین کے ذریعہ کوئی ان کو کتنا ہی مطمئن کرنے کی کوشش کرے یا اپنی چرب زبانی سے ان پر اثر ڈالنا چاہے تو اس کو اس میں محرومی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔وہ ایسی باتوں سے اجتناب فرماتے ہیں جو نسل انسانی میں نفرت وعداوت ،نفاق ودشمنی کا بیج بوتی ہیں ۔اور آپس میں منافرت کی آگ بھڑکاتی ہیں کیوں کہ وہ عوام الناس کی اصلاح کا فریضہ انجام دینے میں فرحت وانبساط محسوس کرتے ہیں ۔

ایسے ہی نیک طینت ،پاکیزہ خصلت اور مقدس نفوس میں امام اہلسنت محب عرب وعجم ،پیر طریقت ،رہبر سنیت ،مجدد دین وملت ،پروانہ شمع رسالت حضرت علامہ ومولانا الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے وارثوں میں جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ ومولانا اختر رضا خاں ازہری معروف بہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات بھی ہے ۔

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ سے ہماری ملاقات اس وقت ہوئی جب حضرت

اسکول میں پڑھتے تھے، جب بھی میں بریلی شریف ان کے گھر مفسر اعظم ہند استاذ محترم حضرت ابراہیم رضا خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے جاتا دروازے پر دستک دیتا تو ازہری میاں تین سوال کرتے۔

ا۔کون ہو ؟ ۲۔کہاں سے آئے ہو ؟ ۳۔کیوں آئے ہو ؟

جب ہم ان سوالوں کے تشفی بخش جواب دے دیتے تو دروازہ کھل جاتا اور ہم اپنی ضرورت کے مطابق وہاں رکتے اور استاذ گرامی حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی برکتوں سے اپنے قلب کو منور و مجلّی کرنے کی سعی کرتے اور اجازت طلب کر کے واپس چلے آتے۔

حضور تاج الشریعہ درس نظامی کی تعلیم کے لئے منظر اسلام تشریف لائے اور اللہ تعالی اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے فضل و کرم سے اساتذہ سے پڑھے اور یہاں تک کہ خود مسند تدریس پر فائز ہوئے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے بریلی شریف میں صرف دو اساتذہ سے پڑھا۔

ا۔بحر العلوم حضرت مفتی افضل حسین مونگیری علیہ الرحمۃ ۲۔حضور حافظ جہاں گیر صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ

پھر اس کے بعد آپ جامعہ ازہر مصر چلے گئے۔

دنیا نے دیکھا کہ آپ علیہ الرحمۃ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عکس جلیل تھے اور مفتیٔ اعظم ہند کے بالکل آئینہ تھے۔حضور مفتیٔ اعظم ہند کا تقویٰ دنیا میں مشہور رہے یہاں تک کہ اپنے ہی نہیں بلکہ غیر بھی آپ کے تقویٰ کے قائل تھے۔عبد الرحیم رائے پوری، جو تبلیغی جماعت کا امیر تھا، کہتا تھا: ’’ایسا متقی میں نے دنیا میں کسی کو نہیں دیکھا، انہوں نے آج تک کسی غیر محرم کے ہاتھ کو بھی نہیں دیکھا۔‘‘

حضور تاج الشریعہ بالکل اپنے نانا جان کے آئینہ تھے۔مفتیٔ اعظم ہند کے تقویٰ کو دیکھنا ہو تو حضور ازہری میاں کو دیکھ لو۔مفتیٔ اعظم ہند کی زندگی دیکھنی ہو تو انہیں دیکھ لو۔حضور ازہری میاں کی زندگی دیکھنے کے بعد مفتیٔ اعظم ہند کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور مفتیٔ اعظم ہند کا تقویٰ تو غیر نے بھی قبول کیا اور حضور ازہری میاں کے تقویٰ کی مثال اور ان کی زندگی کیسی تھی اس کا بخوبی اندازہ آپ حضرت کے تعلیمی دور کے ایک واقعہ سے لگا سکتے ہیں۔حضور ازہری میاں اس وقت جوان اور عالم شباب میں تھے یہ اور مولانا شمیم ازہری دونوں ’’ازہر‘‘ میں ساتھ رہے ،ایک ساتھ تعلیم حاصل کی۔مولانا شمیم ازہری فرماتے ہیں: ’’مصر میں جشن جمہوریہ منایا جا رہا تھا اور وہاں کا طریقہ یہ تھا کہ ازہر کے تمام طلبہ لائن میں کھڑے ہوتے تھے اور مصر کی حکومت کا ایک نمائندہ ان سے ہاتھ ملاتا تھا اور طلبہ اس کو مبارک باد دیتے۔تاج الشریعہ بھی لائن میں تھے اور علامہ شمیم ازہری بھی اور اس وقت جو ملک کا نمائندہ بن کر آیا تھا وہ ایک خاتون تھی اور وہ لائن میں کھڑے تمام طلبہ سے یکے بعد دیگرے ہاتھ ملا رہی تھی، جب وہ میرے (مولانا شمیم ازہری کے) پاس پہنچی تو میں (مولانا شمیم) حضرت کو ترچھی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور پھر میں (مولانا شمیم) نے اس خاتون سے ہاتھ ملا لیا اور اس کے بعد وہ تاج الشریعہ کے قریب آئی تو حضور تاج الشریعہ پیچھے ہٹ گئے اور ہاتھ نہیں ملایا۔‘‘

علامہ شمیم ازہری کا کہنا ہے: ''حضرت نے مجھ سے بات کرنا بند کر دی۔ یہاں تک کہ سلام کا جواب بھی نہیں دیتے اور ایسے ہی کئی دن گزر گئے۔ میں گھبرا گیا کہ امام اہلسنت کی یادگار اور مجھ سے ناراض رہیں۔ لہٰذا میں حضرت کے قدموں میں گر گیا اور رونے لگا تو حضرت نے اپنا دست شفقت میرے سر پر پھیرا اور کہا: ''شمیم! میں تم سے اپنے نفس کے لئے ناراض نہیں ہوا بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا و خوشنودی کے لئے ناراض ہوا تھا کیوں کہ وہ خاتون جس سے تم نے ہاتھ ملایا وہ تمہاری محرم نہیں تھی بلکہ وہ تمہارے لئے غیر محرم تھی اور تم نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا؟''

اس طرح انہوں نے ازہری میاں کے سامنے توبہ کی اور معافی مانگی تو حضرت نے انہیں معاف فرما دیا۔ آپ خیال کریں اس عمر میں جب جوانی کی عمر تھی اور شباب کا عالم تھا اور آپ طالب علم تھے۔ عموماً طالب علم کی زندگی ان باتوں کا خیال نہیں رکھتی مگر اس وقت بھی آپ شریعت مطہرہ کے کیسے پابند تھے۔ اللہ اللہ۔ ہم نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے آج دنیائے سنیت ان کا سوگ منا رہی ہے کوئی جیتا ہے تو اپنے لئے اور اپنے خاندان کے لئے جیتا ہے جب وہ مرتا ہے تو پورا خاندان اس کا سوگ مناتا ہے۔ کوئی جیتا ہے تو اپنے شہر و ملک کے لئے اور جب وہ مرتا ہے تو سارا شہر و ملک سوگوار ہوتا ہے۔ مگر حضور ازہری میاں کا جینا تو اللہ و رسول ﷺ کے لئے تھا اور سنیت کو فروغ دینے کے لئے تھا۔ آج ان کی رحلت پر پوری دنیا رو رہی ہے۔ ایک عالم اپنے لئے نہیں جیتا بلکہ وہ اپنی زندگی قوم کے حوالہ کر دیتا ہے۔ ایک عالم ربانی پوری قوم کے لئے جیتا ہے وہ مسلک و ملت کے لئے جیتا ہے جیسا کہ کہا گیا ''**موت العالم موت العالم**'' یعنی ایک عالم کی موت ایک عالم یعنی جہان کی موت ہے۔ اس لئے کہ ایک عالم اپنے لئے نہیں جیتا بلکہ ساری قوم کے لئے جیتا ہے۔

ازہری میاں علیہ الرحمۃ کی زندگی مذکورہ بالا قول کی مصداق ہے کہ آپ کا جینا دین متین کی سربلندی کے لئے تھا اسی وجہ سے ساری قوم کی آنکھیں آپ علیہ الرحمۃ کے وصال پر ملال پر اشک بار تھیں۔ تاج الشریعہ اپنے لئے نہیں بلکہ قوم کے لئے، مسلک کے لئے، ملت کے لئے جی رہے تھے اسی وجہ سے ساری دنیا سوگوار ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر انوار و تجلیات اور رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب **العالمین بجاہ النبی الامین** ﷺ

تاج الشریعہ کی جرأت رندانہ

انصار احمد مصباحی (ناسک، مہاراشٹر، الہند)

آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟

سی آئی ڈی کی طرف سے پہلا سوال ہوا، قیام گاہ پر شب خوب مار کر ساز و سامان بکھیر دیا، سر پر ریوالور تان دیا، آناً فاناً ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ وہ بار بار یہی کہتے رہے:

جناب! آخر میرا قصور کیا ہے؟ میں نے کیا جرم کیا ہے؟ میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے؟

مگر وہ ایک نہ سنے اور اپنی بربریت پر اٹل رہے۔
انہیں پتہ نہیں کہ جس بگاڑ کا وہ اندیشہ کر رہے تھے وہ بگاڑ نہیں درستی تھی۔
بہر حال سی آئی ڈی کو اس نے جواب دیا: میں مسافر ہوں، میں نے ظہر پڑھ لی ہے، مسافر پر جمعہ فرض نہیں۔
سی آئی ڈی: تم حرم میں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ درد
قیدی: حرم سے دور رہتا ہوں اور وہاں صرف طواف کرنے جاتا ہوں۔
سی آئی ڈی: اپنے محلے کی مسجد میں کیوں نہیں پڑھتے؟
قیدی: میرے علاوہ کئی لوگ ہیں جو محلے کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے، کئی لوگ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے، مجھ سے ہی باز پرس کیوں ہو رہی ہے!
سی آئی ڈی: جو پوچھا جا رہا ہے اس کا جواب دو!
قیدی: محلے کا امام خود کو حنبلی کہتا ہے. میں حنفی ہوں اور حنفی مقتدی کی رعایت غیر حنفی امام نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہ ہوگی۔
سی آئی ڈی: تمہارے پاس سید علوی مالکی کی کتابیں کہاں سے آئیں؟
قیدی: قریبی مراسم ہیں، ملاقات ہوئی تو انھوں نے تحفتاً دی ہیں۔
سعودی افسران تگ و دو کے باوجود کوئی جرم ثابت کرنے میں ناکام رہے اور یوں ہی قید خانے میں ڈال دیا۔ اب دوسرے دن انھوں نے پینترا بدل لیا کہ کسی طرح سے کوئی بہانہ مل جائے جس سے ہم انہیں مجرم ثابت کر کے ان کو گھر لوٹا سکیں.
دوسرے دن سلسلہ سوال و جواب پھر شروع ہوا۔
سی آئی ڈی: ہندستان میں کتنے فرقے ہیں؟
قیدی: (شیعہ، سنی، قادیانی اور نیچری وغیرہ چند فرقوں کے نام گنائے، ان کے عقائد اجمالاً بتائے اور پھر) امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے قادیانیوں کا رد کیا ہے۔ ان کے رد میں جزاء اللہ عدو ※ ق ※ رالدیان وغیرہ چھ رسالے لکھے ہیں. کچھ لوگوں نے ہم پر یہ تہمت لگائی ہے کہ ہم (امام احمد رضا کے ماننے والے) اور قادیانی ایک ہیں۔ وہی لوگ ہمیں بریلوی کہتے ہیں، "بریلویت" کسی نئے مذہب یا دین کا نام نہیں ہے۔
سی آئی ڈی: احمد رضا نے کس مذہب کی بنیاد رکھی ہے؟
قیدی: اس نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار ﷺ، صحابہ اور تابعین اور ہر زمانے کے صالحین کا مذہب رہا ہے. وہ خود کو "اہل سنت و جماعت" کہلانا ہی پسند کرتے تھے۔
سی آئی ڈی: سنی اور وہابی میں فرق؟
(آپ نے علم غیب، توسل، شفاعت، استمداد وغیرہ مسائل میں جو وہابیوں کے نظریات ہیں بتایا اور اعلیٰ حضرت کے نظریات بھی دلائل کے

ساتھ تفصیل سے بتایا)

سی آئی ڈی: تم لوگ غیر اللہ کے لئے غیب کو ثابت کرتے ہو جو کہ شرک ہے؟

قیدی: (پھر ایک بار قرآن و احادیث سے ثابت کیا کہ نبوت "اطلاع علی الغیب" ہی کا نام ہے. ذاتی اور عطائی کا فرق واضح کیا) یہ مرد مومن حالت اسیری میں بھی فاتح اور غالب رہا۔کسی بھی طرح اس قیدی کو سعودی حکومت زیر نہ کر سکی، ان کو کوئی بہانہ نہ ملا۔ دوسرے دن وہی سی آئی ڈی ایک اقرارنامہ لے کر حاضر ہوا اور خود پڑھ کر سنایا اور اس پر دستخط کرنے کو کہا۔اس میں یہ لکھا تھا" میں فلاں بن فلاں بریلوی مذہب کا مطیع ہوں"۔ وہ سمجھ گئے کہ گدھے کو سمجھا سکتے ہیں لیکن وہابی کو نہیں۔

وہ بار بار اپنی صفائی پیش کرتے رہے، اپنا جرم پوچھتے رہے لیکن افسران اپنی رٹی رٹائی باتوں پر مصر رہے. ان کا مقصد جو پورا نہیں ہو رہا تھا! ان کی نظر میں تو اصل گناہ ان کا تصلب فی الدین تھا حق گوئی و بے باکی تھی، ہمت مردانہ اور جرأت رندانہ تھی۔گیارہ دنوں تک قید و بند میں رکھا، جہاز تک بیڑیاں ڈال کر لایا، دیار حبیب پاک ﷺ میں جا کر اپنے محبوب کے روضے کی زیارت کرنے سے روک رکھا، راہ میں نماز ظہر کی بھی مہلت نہ دی، کوئی اور ہوتا تو مصالحت کر لیتا لیکن یہ بندہ مومن کا قدم ثبات تھا جو جم گیا تو پھر ٹس سے مس نہ ہوا۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی　　　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

کبھی کبھی عمل سے زیادہ ردعمل کارگر ثابت ہوجاتا ہے۔حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری میاں علیہ الرحمہ کی اسیری اور سعودی مظالم کے مذکورہ واقعہ کا بھی کچھ ایسا ہی اثر دیکھنے میں آیا۔ پوری دنیا میں بین الاقوامی مظاہرے ہوئے، ورلڈ اسلامک مشن لندن، رضا اکیڈمی ممبئی، سنی جمعیۃ العلماء، جمعیت علمائے پاکستان سمیت سبھی سنی تحریکوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اس کا یہ اثر ہوا کہ 21 مئی 1987 عیسوی کو سعودی سفارت خانے سے فون آیا اور ایک ماہ کی خصوصی زیارت کے لیے ویزا کا اعلان کیا گیا اور سربراہان مملکت سعودیہ عربیہ نے یہ اعلانیہ جاری کیا: حرمین شریفین میں ہر مسلک و مذہب کے لوگ اب آزادانہ طور طریقہ سے عبادت کریں گے. کنزالایمان پر پابندی میرے حکم سے نہیں لگائی گئی ہے۔ مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے۔اب میلاد کی محافل آزادانہ طریقہ پر ہوں گی۔کسی پر مسلط نہیں کیا جائے گا۔سنی حجاج کرام کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ (حیات تاج الشریعہ ص ۴۶ بحوالہ روزنامہ الاحرام قاہرہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ)

حضور تاج الشریعہ کے تذکرہ کرنے والے اکثر مضمون نگاروں نے کلید کعبہ کی دستیابی، فخر ازہر کا ایوارڈ (الذراع الفخري یا Pride of Performence جسے ہندستان میں عرفاً فخر ازہر ایوارڈ کہا جاتا ہے) اور رجارڈن کی سروے تنظیم کا با اثر ترین مسلم شخصیات میں ۲۲ ویں مقام پر شمار کرنے کو زیادہ اہمیت دیا ہے۔موصوف ان خوبیوں سے متصف تھے، ان سے ہمارے ممدوح کا قد بالا ہوتا ہے، لیکن ان ساری باتوں میں غیر کا بھی اشتراک ہے. حضرت کا ایک وصف ایسا بھی ہے جو کم از کم معاصرین میں ناپید معلوم ہوتا ہے اور وہ ہے آپ کا ایمانی جرأت رندانہ، تصلب فی الدین اور راسخ الاعتقادی۔اور بقول ڈاکٹر اقبال لاہوری کے جو چیزیں ایک انسان کو صحیح معنی میں مرد مومن بناتی ہیں یعنی آئین جہانگیری، مرد قلندر کا انداز ملوکانہ، حیرت فارابی و تاب وتب رومی، جذب کلیمانہ و فکر حکیمانہ، اور نعرۂ مستانہ سب کچھ

تھیں، کیوں کہ ان میں شرم نبی خوف خدا کے ساتھ جرأت مومنانہ بدرجہ اتم موجود تھی۔

امیری میں فقیری میں، شاہی میں غلامی میں — کچھ کام نہیں بنتا بے جرأت رندانہ

پوری حیات طیبہ جرأت اور حق گوئی سے عبارت رہی. سردست چند واقعات کو مختصرا پیش کر رہے ہیں:

(۲)

ایمرجنسی کے زمانے میں نس بندی کے خلاف فتویٰ: یہ فتویٰ نہ صرف آپ کی حمیت اسلامی کی دلیل ہے بلکہ "سمندر کو کوزے میں بھرنا" محاوے کی عمدہ مثال بھی ہے. اس جامع و مانع فتویٰ پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، علامہ محدث کبیر، قاضی عبدالرحیم بستوی اور مفتی ریاض احمد سیوانی کے دستخط ہیں۔ 25/جون 1975ء کی رات وقت کے وزیر اعظم اندرا گاندھی نے اپنا اقتدار بچانے کے لئے ملک میں ایمرجنسی نافذ کر دیا۔ میڈیا کی نشر و اشاعت کے سارے حقوق اپنے نام محفوظ کر لئے۔ مقصد صرف اتنا تھا کہ نس بندی کے دوران رکاوٹوں کو پوری طرح کچلا جاسکے اور اس سے ہونے والی ہلاکتوں کا علم کسی کو نہ ہونے پائے نیز مخالفین کی آوازیں کوئی نتیجہ برآمد نہ کرسکیں۔

اس راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مسلمانوں کا مذہبی حکم نامہ تھا. دارالعلوم دیوبند رابطہ کیا گیا، مہتمم دارالعلوم قاری طیب نے مرعوب ہو کر جواز کا فتویٰ صادر کر دیا۔ اب باری تھی بھارت کی سب سے عظیم اور محکم دارالافتا بریلی شریف کی۔ حضور مفتی اعظم ہند کے حکم پر آپ نے قرآن واحادیث کی روشنی میں نس بندی کو حرام ہونے کا فتویٰ دے دیا اور بتایا کہ اس میں کئی حرام کاموں مثلاً:

(۱) بے ضرورت شرعی ننگا ہونا (۲) تغییر خلق اللہ وغیرہ کا ارتکاب ہے نیز یہ معیشت کو بچانے کے لئے نسل کشی جیسا ہے اور "لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ" کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسے صراحتا حرام قرار دیا ہے۔ اخبارات نے اشاعت سے انکار کر دیا تو سائکلو اسٹائل کے ذریعے اس کی تشہیر کی۔ پورا ملک گاندھی کے جابرانہ حکمنامے کے سامنے سرنگوں نظر آرہا تھا کوئی کچھ لب کشائی کی بھی جرأت نہیں کر پا رہے تھے، ایسے وقت میں بریلی کے مرد مجاہد نے اپنے فتوے کے آخر میں یہ بھی لکھ دیا کہ "ہم حکومت سے یہی کہیں گے کہ وہ مسلمانوں کے مسائل شرعیہ کا احترام کرے اور انہیں مجبور نہ کرے" (تجلیات تاج الشریعہ ص ۳۱۳)

(۳)

آپ کا تیور بچپن سے ہی مجاہدانہ تھا، بلکہ بے باکانہ اصلاحی پہلو آپ کی موروثی فطرت میں ودیعت کی گئی تھی۔ حیدرآباد کی ایک تقریر میں مولانا عبداللہ قریشی نے حضور تاج الشریعہ کے سامنے کہا: "میں نے جامع ازہر میں ان کا زمانہ طالب علمی دیکھا ہے. وہ اس وقت بھی شریعت کے بہت بڑے پابند تھے. وہ وہابی گستاخ رسول کو دیکھنا نہیں چاہتے تھے. ایک مرتبہ ایک ہندی طالب علم سے میں نے دریافت کیا" کہاں سے پڑھ کے آئے ہو؟" اس نے "دارالعلوم دیوبند" بتایا۔ اس وقت مولانا اختر رضا بھی موجود تھے. یہ سن کر فوراً لا حول و لا قوۃ الا باللہ پڑھنا شروع کر دیا۔

(۴)

بندہ مومن کا دل بیم و خطر سے پاک ہے۔ نماز کے لئے ٹرین چھوڑ دینے کے حضرت کے کئی واقعات زباں زد ہیں۔ ایک بڑا ہی

ایمان افروز واقعہ فقیہ النفس مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی کی زبانی سنیے!:

۱۹۷۴ء کی بات ہے جب حضور مفتیٔ اعظم نے بہار کے ضلع پورنیہ کا آخری سفر فرمایا۔اس سفر میں ہم خواجہ تاشان رضویت کی استدعا پر حضرت تاج الشریعہ کو بھی ہمراہ ہونا تھا۔مولانا مقبول صاحب حضور مفتیٔ اعظم کے ہمراہ ہوگئے اور تاج الشریعہ نے طے کیا کہ وہ تاریخ مقررہ کی صبح براہ راست گوہاٹی میل سے کشن گنج پہنچیں گے۔جب مقررہ تاریخ آئی تو استقبال کے لئے سینکڑوں علما وعوام کشن گنج جنکشن پہنچ گئے۔حضور مفتیٔ اعظم کی تشریف آوری تو کلکتہ سے صبح پہنچنے والی ٹرین سے ہوگئی،مگر گوہاٹی میل سے تاج الشریعہ نہیں پہنچے۔ٹرین کے کچھ مسافروں نے استقبال کے لئے پہنچنے والوں کا ہجوم دیکھ کر وجہ دریافت کی تو ان کو بتایا گیا کہ اسی ٹرین سے ہمارے ایک بزرگ تشریف لانے والے تھے مگر وہ نظر نہیں آرہے ہیں۔تو انہوں نے بتایا کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہو رہا تھا کہ ٹرین مظفر پور پہنچی تھی اور حلیہ بتا کر کہا کہ اس شکل و صورت کے ایک صاحب بڑی بے تابی سے اتر کر نماز پڑھنے لگ گئے تھے۔ٹرین روانہ ہونے لگی تو بھی وہ صاحب نماز ہی پڑھتے رہے۔ بالآخر ٹرین روانہ ہوگئی اور وہ وہیں رہ گئے۔اگر آپ لوگ ان ہی کو لینے آئے ہیں تو یہ ہے ان کا سامان،اتار لیجئے!ہم لوگوں نے سامان اتار لیا اور حضرت تاج الشریعہ کئی ٹرینیں بدلتے ہوئے شام کو پہنچ سکے۔(مفتی صاحب کے تازہ مضمون سے اقتباس)

(۵)

حکمرانوں سے بے اعتنائی: جنوری 1995 دوپہر دو بجے کی بات ہے کہ وزیر اعظم پی وی نرسمہا راؤ کے خصوصی سیکریٹری حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں وزیر اعظم کا پیغام لیکر حاضر ہوئے۔اور خط پڑھ کر سنایا کہ وزیر اعظم ہند آپ کی شخصیت سے بہت متاثر ہیں اور ملاقات کی خواہش کرتے ہیں۔آپ نے جواب دیا:میں مصروف ہوں،میں سیاسی آدمی نہیں ہوں۔اس کے علاوہ وزیر اعظم کے ہاتھ بابری مسجد کی شہادت میں ملوث ہیں۔(فتاویٰ تاج الشریعہ،ج ا،ص ۶۴)

مداریوں کے خلاف فتویٰ اور ان سے مناظرے میں پیش پیش رہنا،اعلیٰ عہدوں پر فائز حکمراں اور اسٹارس سے بے اعتنائی اور انہیں خاطر میں نہ لانا،ایم ایل سی کی سیٹ کے پیش کش کو ٹھکرا دینا،ٹائی پہنے دیکھ کر بروقت اتر وانا،تصویر کی حرمت پر فتویٰ،اور چند آزاد رو اور مطلق العنان علمائے سو کی بے راہ روی کی بروقت تنقید یہ چند کارنامے ہیں جو بریلی کے اختر رضا خان کو اسلام کا سچا داعی،قاضی اہل سنت،مسلک اعلیٰ حضرت کا سپہ سالار اور "تاج الشریعہ" بناتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ ازہری میاں صاحب۔۔۔کچھ یادیں کچھ باتیں

مفتی محمد اسلم رضا میمن شیوانی تحسینی،مفتیٔ حنفیہ،متحدہ عرب امارات

حضور تاج الشریعہ حضرت علّامہ مفتی محمد اختر رضا خان اَزہری عالَمِ اسلام کی عظیم علمی وروحانی،بلکہ ہمہ جہت عبقری شخصیت ہوئے۔آپ کے چہرے کا نور دیکھنے والے کی آنکھوں کو خیرہ کرتا۔آپ حسنِ صورت کے ساتھ ساتھ حُسنِ سیرت واَخلاق کے بھی پیکر تھے۔

حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے میرا رشتۂ اکتسابِ فیض اُس وقت شروع ہوا، جب میری عمر تقریباً ۱۵ / برس تھی۔ جب بھی آپ کراچی تشریف لاتے اور مجھے علم ہوتا، میں ضرور آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرتا۔ دَورانِ طالب علمی جب درجۂ رابعہ میں داخلہ کے سلسلے میں میرا ''جامعہ اشرفیہ، مبارکپور'' جانا ہوا، چونکہ میں وہاں ماہِ شوّال کے ابتدائی دنوں میں پہنچ گیا تھا، اور ابھی تعلیمی سال کے آغاز میں دیر تھی، لہٰذا میں بریلی شریف حاضر ہوا، اور تقریباً گیارہ (۱۱) دن حضورتاج الشریعہ کے خاص مہمان خانہ میں ٹھہرنے کا شرف حاصل ہوا، جبکہ ضیافت کا اہتمام بھی حضور کے دَولت خانے سے کیا جاتا تھا۔

حضرت روزانہ صبح ناشتہ کے بعد ''بخاری شریف'' سے درسِ حدیث دیا کرتے، اور اپنے ''حاشیہ بخاری شریف'' کے لیے اہم نوٹس بھی لکھواتے۔ مجھے بھی ان دروس میں نہ صرف شرکت، بلکہ تلاوتِ حدیث کی سعادت بھی حاصل ہوا کرتی، جب کبھی مجھے پہنچنے میں تاخیر ہوجاتی، تو دیگر احباب سے پوچھتے کہ ''اسلم رضا کہاں ہے؟'' یہ حضرت کی شفقتیں تھیں، جو آج بھی میرے لیے انتہائی حسین روحانی شُعور و احساس کا سبب ہیں۔

آپ نے سیدی اعلیٰ حضرت کی کئی عربی کتب ورسائل کا اردو اور عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ آپ کی یہ عادت کریمہ تھی کہ دَورانِ سفر بھی سلسلۂ تحریر جاری رکھتے۔ 1429ھ/2008ء کے اوائل میں کراچی تشریف لانے سے قبل، مجھے حکم بھجوایا کہ: ''اسلم رضا کراچی میں ہوں، تو اُن سے کہہ دو کہ تیار رہیں! کچھ لکھوانا ہے''۔ جب آپ کراچی تشریف لا کر، پیر کالونی میں حافظ اسلم صاحب کے ہاں قیام پذیر ہوئے، تو مجھے یاد فرمایا اور کہا: ''اعلیٰ حضرت کے عربی رسالہ ''أنوار المنّان في توحيد القرآن'' کا اردو ترجمہ کر رہا ہوں، جو ابھی کچھ باقی ہے، آپ روزانہ صبح آجایا کریں، میں وہ لکھواتا رہوں گا''۔ حسبِ ارشاد میں روزانہ ناشتہ کے وقت حاضر ہوتا، حضورفی البدیہ اِملاء کراتے اور مَیں لکھتا جاتا، اس طرح چند نشستوں میں یہ کام مکمل ہوا۔ پھر حضرت نے اس کا مسوّدہ میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''اسے کمپوز کروالو!'' میں نے 1427ھ/2006ء سے کراچی میں قائم اپنے ادارہ ''ادارۂ اہلِ سنّت'' میں اسے کمپوز، پروف ریڈ اور نصوص کی تخاریج سے آراستہ کروا کر شائع کر دیا۔

ایک بار میں نے عرض کی کہ: ''حضور! آپ دیوبندیوں وغیرہ کے رد پر مشتمل، سرکار اعلیٰ حضرت کے کچھ اردو رسائل کا عربی ترجمہ کرچکے ہیں، اب اگر بالخصوص غیر مقلد سلفیہ کے رد میں سیّدی اعلیٰ حضرت کی کتاب ''قوارع القَهّار على المجسِّمة الفُجّار'' کی تعریب کر دیں تو بہت اچھا ہو!'' آپ نے کمال شفقت کے ساتھ اس گزارش کو قبول فرما کر، جلد ہی اس کام کی تکمیل فرمادی، پھر یہ کتاب دِمشق اور مصر سے چھپ کر عرب ممالک میں کئی گمراہوں کے لیے ہدایت کا سامان بنی، والحمد للہ ربّ العالمین!

بعض احباب مجھ پر حضرت کی عنایتیں دیکھ کر کہتے کہ: ''حضور یہ اسلم رضا تو آپ کا مرید بھی نہیں ہے؟!'' تب آپ ارشاد فرماتے کہ: ''یہ صدر العلماء علّامہ تحسین رضا صاحب کے مرید ہیں، تب ایک ہی بات ہے، اُن کا مرید ہمارا مرید ہے!''۔

1429ھ/2008ء میں کراچی میں قیام کے دوران ہماری دستار بندی بھی فرمائی، اور خلافت (اجازتِ سلسلہ) کا اعلان بھی فرمایا۔ اسی سال کے اَواخر میں جب مجھے ابوظبی اوقاف کے تحت شروع ہونے والے فتویٰ سینٹر کی طرف سے، بحیثیت حنفی مفتی (عربی، اردو کے لیے) پیشکش ہوئی، تب میں نے حضرت سے دعا کے لیے درخواست کی، آپ نے خوب دعاؤں سے نوازا۔ جب باقاعدہ طور پر میں ابوظبی منتقل ہوا، تو

حضور جب بھی U.A.E تشریف لاتے، مجھ فقیر کو ضرور یاد فرما کر حاضری کا حکم فرماتے، اس طرح میں آپ کی زیارت سے مشرّف ہوا کرتا۔

چند بار ابوظبی، عرب امارات میں ہمارے غریب خانے پر بھی قدم رنجا فرمایا، تب میں نے اپنے بیٹے مصطفیٰ رضا کی آپ سے تحنیک کروائی۔ الحمدللہ میرے پانچوں بچے حضور تاج الشریعہ کے مرید ہیں، اور ان سب کے لیے حضرت نے تحریری سند و اجازتِ حدیث شریف بھی عنایت فرمائی ہے۔

2010ء میں جب حضرت ابوظبی تشریف لائے، تو ابتداءً میرے ہاں تشریف فرما ہوئے، یہیں کچھ آرام کے بعد تازہ وضو کے ساتھ غالباً مغرب یا عشاء کی نماز ادا فرمائی، اس دَوران آپ کے کئی عقیدت مند، اور وہ عرب علماء جن سے حضرت کا سابقہ تعارف تھا، قرب و جوار سے آپ کی زیارت وصحبت کی غرض سے حاضر ہوئے تھے، ان سب کے ساتھ 10-12 گاڑیوں میں ایک جلوس کی شکل میں، یمن کے مشہور و معروف عالم دِین حبیب علی جُفری صاحب کی طرف روانہ ہوئے، جہاں انہوں نے حضرت سے خصوصی وقت لے کر، نہایت خوبصورت محفل سجا رکھی تھی۔ بڑے بڑے علماء، مشایخ اور اَحبابِ اہلِ سنّت کو یہ کہہ کر دعوت دے رکھی تھی، کہ آج ہمارے گھر ایک چاند کا ٹکڑا اُترنے والا ہے۔

اس مجلس میں حضرت کا بڑے پرتپاک طریقے سے استقبال کیا گیا، حضرت کے تقویٰ و پرہیزگاری اور علمی وجاہت کا انتہائی لحاظ رکھتے ہوئے، اُن مسائل میں جن میں آپ ایک امتیازی ومحتاط موقف رکھتے تھے (جیسے وڈیو، تصویرکشی اور مروّجہ دف کی حرمت وغیرہ) اس بارے میں کمال اہتمام کا مظاہرہ کرتے ہوئے، میزبان نے علی الاعلان فرمایا کہ آج حضور کی آمد پر ہم ان سارے کاموں سے اجتناب کریں گے، تاکہ حضرت کو ایذا نہ ہو، اور پھر وہاں اس اعلان پر خوب عمل بھی ہوا۔ قبلہ جُفری صاحب کے ہاں حضور تاج الشریعہ نے عربی میں نعت شریف پڑھی، اور نہ صرف عام لوگوں نے، بلکہ اوقاف ابوظبی کے زیرِ اہتمام فتویٰ سینٹر کے مفتیانِ کرام نے بھی، حضرت سے بعض شرعی مسائل میں رَہنمائی حاصل کی۔

اس مناسبت سے حبیب علی جفری صاحب نے، وہاں موجود علمائے کرام کے لیے حضرت سے اجازتِ حدیث کی درخواست کی، جسے آپ نے قبول فرماتے ہوئے تمام موجود علماء وطلّاب کو اجازتِ حدیث شریف عطا فرمائی۔

محفل کے اختتام پر حضرت نے تازہ وضو کرنا چاہا، تو میزبان انہیں اپنے خاص کمرہ میں لے گئے، اور جب آپ نے جرابیں اتاریں، تو حبیب علی جفری صاحب نے انہیں اُٹھالیا، بعدِ فراغت جب حضرت باہر آ کر تشریف فرما ہوئے، تو حبیب علی جفری صاحب آپ کے قدموں میں بیٹھ کر جرابیں پہنانے لگے، حضرت نے بہت منع کیا کہ آپ سیّدزادے اور عالم دِین ہیں، لیکن میزبان مُصر رہے اور بالآخر حضرت کو اپنے ہاتھوں سے جرابیں پہنائیں۔ میزبان نے اپنے خاص معاملات کے لیے حضرت سے دعا کی درخواست کی، آپ نے انہیں خوب دعاؤں سے نوازا۔

اس کے بعد بھی حضرت وقتاً فوقتاً متحدہ عرب امارات تشریف لاتے رہے، جہاں حضرت کی بارگاہ میں مجھ فقیر کی بارہا حاضری ہوتی رہی، اور آپ کی زیارت وصحبت کا شرف بھی ملتا رہا۔

اللہ کریم اہلِ سنّت میں ایسے علماء ومشائخ کی کثرت فرمائے! اور ہمیں ان سے فیضیاب فرمائے، آمین!۔

آہ! بریلی کا چاند

علامہ ضیاء احمد قادری (جامع مسجد غوثیہ، ندیم ٹاؤن، لاہور، پاکستان)

دامن انسانیت کسی بھی دور میں عبقری اور انقلاب آفرین شخصیات سے خالی نہیں رہا، اس کے ہر شعبہ زندگی میں شخصیات پیدا ہوتی رہتی ہیں، جن کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ قومی اور ملی زندگی میں پیش آنے والے مختلف قسم کے بگاڑ کی اصلاح کا کام لیتا ہے، حضرت سیدنا تاج الشریعہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت بھی پاک وہند کی ان نامور شخصیات میں سے ایک ہے جن کی زندگی حیات ملی کا ایک مستقل باب ہے اور جن کی سیرت وکردار قافلہ حریت کے شہسواروں کے لیے مینارہ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔

یقیناً حضرت سیدنا تاج الشریعہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم وعمل، قول وفعل اور اخلاق وجہاد کا ایک ایسا خزانہ تھے کہ جن کے قول وفعل سے کئی دہائیوں تک مسلمانان برصغیر نے بھرپور استفادہ کیا، اور یہ شخصیت علم وعمل کا ایسا سرچشمہ تھی کہ جس نے لاکھوں تشنگان علم کی نا صرف رہنمائی فرمائی بلکہ ان کو سالکان راہ حق بنا دیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ ہمیشہ بلند اور گفتگو پرکشش اور جسم سوز وگداز سے مرصع رہا۔

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار عالم اسلام کے ان چند چیدہ اور برگزیدہ افراد میں ہوتا ہے جو اپنے علم وفضل، تحقیق وکاوش، اور وسعت فکر ونظر کی بناء پر امت مسلمہ کے دلوں کی دھڑکن اور مرجع عقیدت ومحبت رہے، بلاشبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جلیل القدر عالم دین، ژرف نگاہ محقق، صاحب طرز مصنف، تجربہ کار مدرس، بلند پایہ مقرر، عظیم مفکر، متبحر استاد، نکتہ رس فقیہ، صاحب بصیرت مرشد ومربی، مرجع خلائق، اور قائد ورہنما تھے، موصوف وسعت نظر، وسعت علم، وسعت ظرف، وسعت مطالعہ، ذکاوت طبع، رسوخ فی العلم والعمل میں اپنی نظیر آپ تھے۔

فقیر کا یہ نظریہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے راضی ہوتا ہے تو اس کے دل میں اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کی شمع روشن کر دیتا ہے، اور میں یہ بات بھی یقین سے لکھ رہا ہوں کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ شمع ان کے بچپن سے ہی روشن فرما دی تھی، انہوں نے اپنی زندگی کا سارا سفر اسی شمع کی روشنی میں طے کیا، اور اسی شمع کی روشنی تقسیم فرماتے رہے۔

پاک وہند نیز اسلامی دنیا کو ایک مشہور عالم ربانی کے وصال کے صدمے کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات اہل اسلام کا نقصان ہے، جنہوں نے اکابر علماء میں سے ایک عالم، فقہاء میں سے ایک فقیہ اور محدثین میں سے ایک محدث کو کھو دیا، نیز ایک عظیم عاشق مصطفیٰ ﷺ کے وجود مسعود سے محروم ہو گئے، مزید برآں علوم عربی، صرف، بلاغت، ادب اور پوری دنیا میں علم الفرائض کے ایک عظیم ماہر ہم سے جدا ہو گئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تعصب وتشدد سے دور ایک اعتدال پسند عالم دین تھے، ساتھ ہی ساتھ متصلب فی الدین تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو قرآن کریم اور اسلام کی روشنی، علم ربانی اور نیز محبت مصطفیٰ ﷺ اور سنت مطہرہ سے محبت کے لئے کشادہ فرما دیا تھا۔

ایک مصری عالم ومصنف نے جب حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کی تو بے ساختہ بول اٹھے کہ: ”نظرت الی وجہ

الشیخ الکبیر محمد اختر والبھاء یکسوہ ،والسکینۃ والوقاریجللانہ ،واستمعت الی کلماتہ بلغۃ عربیۃ صحیحۃ تخرج من فمہ فی قوۃ وثقۃ تصدح بالحق المبین فوجدتنی اقول : سبحان اللہ زریۃ بعضھامن بعض ۔'' ترجمہ: میں نے شیخ کبیر حضور تاج الشریعہ مولانا محمد اختر رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرہ مبارکہ کی طرف دیکھا تو اس حال میں حسن و جمال ان کو گھیرے ہوئے ہے،اور سکینہ ووقاران پر غالب ہے اور میں نے صحیح عربی زبان میں ان کے کلمات سنے، جو حق مبین کو بلند کرتے ہوئے ان کے منہ سے قوت وثقاہت کے ساتھ نکل رہے ہیں، تو میرے منہ سے بے ساختہ نکلا: سبحان اللہ ذریۃ بعضھامن بعض ۔ایسی ذریت جس کا بعض بعض سے ہے ۔(یہ ایک عربی محاورہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ اپنے اجداد کے فضل وکمال کے وارث اور مظہر ہیں ۔)(انصاف الامام/ص:۱۴۷/مطبوعہ: دار المقطم للنشر والتوزیع قاہرہ مصر)

ایک بار دوران سبق ہمارے استاد محترم قبلہ حفظہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''جس نے بھی حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی زیارت کی ہے وہ یہی کہتا ہے کہ حضور تاج الشریعہ کا چہرہ مبارک تو سونے کی ڈلی لگتا ہے۔'' یہ سننے کے بعد فقیر کے دل میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کا شوق پیدا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا، ۲۰۱۵ء میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پاکستان کے شہر کراچی میں تشریف لائے ۔تو یہ فقیر بھی اپنے دوست مولانا محمد شہریار رضوی اور چند دیگر طلبہ کے ساتھ کراچی روانہ ہوا۔رات کو پی آئی بی کالونی میں ایک عظیم الشان محفل شریف کا انعقاد ہوا، جس میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے، جب زیارت کی تو پھر کچھ یاد نہیں کہ کیا دیکھا سبحان اللہ۔حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کرسی پر جلوہ فرما ہوئے، اس فقیر کو حضرت کے دل والی جانب عین قدموں میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی، ایک خادم نے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لکھا ہوا کلام پڑھنا شروع کیا تو بعد میں حضرت بھی پڑھنے لگے اور انتہائی خوبصورت آواز اور دل کو چھو لینے والا انداز تھا سبحان اللہ۔ بعد میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔

محفل کے اختتام کے بعد قیام گاہ پر حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے تو اس فقیر کو اور مولانا محمد شہریار رضوی کو قیام گاہ پر جانے کا شرف حاصل ہوا، وہاں پر بھی اس فقیر کو حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں بیٹھنے اور آپ کے مبارک پاؤں دبانے کا موقع ملا، یہیں پر حضرت کی خدمت میں عرض کی گئی کہ ان کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل فرمالیں، حضرت نے کرم فرماتے ہوئے اس درخواست کو شرف قبول عطا فرمایا، اور اس کے بعد حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام حاضرین میں سے مجھ فقیر ضیاء احمد قادری رضوی اور مولانا محمد شہریار رضوی حفظہ اللہ تعالیٰ کو اجازت حدیث سے بھی نوازا۔

علم وفضل اور تقویٰ و پرہیز گاری میں حضور تاج الشریعہ کی انفرادیت

علامہ محمد صلاح الدین رضوی، استاذ دار العلوم عمادیہ، پٹنہ، انڈیا

یقیناً یہ بات حق وصداقت سے آباد اور ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جانشین سرکار مفتی اعظم ہند فخر ازہر حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی سیدنا شاہ اختر رضا خاں عرف ازہری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان دین کے سب سے بڑے ہندوستانی داعی و مبلغ اور سب سے بڑے عالم وفقیہ ہونے کے علاوہ تقویٰ و پرہیز گاری میں بھی انفرادی شخصیت کی حیثیت سے پوری دنیا میں متعارف تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفات پر پوری دنیا سوگوار وغمزدہ ہوگئی اور اپنے سب سے بڑے اسلامی رہنما کو کھو دینے کا غم ہر متصلب سنی کے سینے میں محسوس ہونے لگا۔

آپ کی ذات مبارکہ پر عربی کا یہ مقولہ پورے طور پر صادق آتا نظر آرہا ہے کہ مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ یعنی ایک عالم کی موت ایک عالَم کی موت ہوتی ہے کہ ان کی وفات کا غم صرف کنبہ کے افراد ہی تک محدود و منحصر نہیں ہوتا بلکہ اس غم وملال کا بادل ان تمام علاقوں پر چھا جاتا ہے جہاں تک ان کی خدمات دینیہ کی شہرت ہوتی ہے اور چوں کہ حضور تاج الشریعہ کی بلند خدمات دینیہ کا دائرہ عرب وعجم تک پھیلا ہوا تھا اس لئے آپ کی وفات نے پوری دنیا کو غم واندوہ میں ڈال دیا ہے۔

آپ کے بلند علمی مقام کا اندازہ اس حقیقت سے بخوبی لگ جاتا ہے کہ آپ نے اپنے دور طالب علمی ہی میں جامع ازہر مصر کے دوسرے سالانہ امتحان میں ''یونیورسٹی ٹوپر'' ہو کر دنیا خصوصًا اہل عرب کو حیران کر دیا کہ ایک عجمی شخص نے یہاں اتنا بڑا مقام کیسے حاصل کر لیا؟ یہاں تک کہ تین سال مسلسل تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۶ء میں جب آپ کی وہاں سے فراغت ہوئی تو اول مقام حاصل کرنے کی خوشی میں وہاں کی مقتدر شخصیات نے فراغت اور تحصیل علوم اسلامیہ کی سند کے علاوہ جامع ازہر ایوارڈ سے بھی نواز دیا۔

آپ جامع ازہر میں بلند رتبے پر فائز کیوں نہ ہوتے جبکہ رب کائنات نے آپ کو وارث علوم اعلیٰ حضرت ہونے کے لئے منتخب فرما لیا تھا جیسا کہ جامعہ ضیائیہ فیض الرضا دری ضلع سیتامڑھی بہار کے صدر المدرسین مفتی راحت احسان برکاتی کا بیان ہے کہ میں نے خود ایک مرتبہ عرس قاسمی کے مبارک موقع پر حضور امین ملت دامت برکاتہم کی زبان فیض ترجمان سے یہ جملہ سنا تھا کہ حضرت تاج الشریعہ علوم اعلیٰ حضرت کے سچے وارث ہیں۔

تو جس طرح سرکار اعلیٰ حضرت اپنے علوم وفنون میں عدیم المثال تھے کہ دور تک عصر ماضی میں بھی آپ کی کوئی مثال نہیں ملتی اسی طرح حضور تاج الشریعہ بھی اپنے دور کے علماء وفقہاء میں ممتاز و منفرد نظر آتے ہیں کہ آپ کی وسعت علم کی بھی دور حاضر میں کوئی مثال نہیں، پھر جامع ازہر مصر سے واپسی پر جب آپ نے دین وسنیت کی بلند خدمات شروع فرمائیں تو حاضر جوابی قوت استحضار اور مضبوط دلائل و براہین سے دنیا اور بھی حیرت واستعجاب میں رہی۔

آپ میں بساطت فکر ونظر، وسعت علمی اور وراثت علوم اعلیٰ حضرت ہونے پر سب سے زیادہ صحیح احادیث کریمہ کے مجموعہ بخاری شریف پر عربی زبان میں جامع اور معلومات افزا حاشیہ کے علاوہ دیگر تحقیقاتی فتاویٰ تصنیفات وتالیفات اور دینی خدمات عالیہ شاہد عدل ہیں۔ آپ کی

اعلیٰ فقہی بصیرت اور فقہی جزئیات پر عبور سے آگاہی ان باتوں سے بخوبی ہو جاتی ہے۔

علامہ عبد المبین نعمانی رقمطراز ہیں: ’’آپ کی ذات پوری جماعت اہل سنت کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے تفقہ فی الدین میں یکتائے زمانہ ہیں، فقہی جزئیات نوک زبان پر رہتے ہیں۔ ایک بار جب آپ کا جمشید پور تشریف لے جانا ہوا تو وہاں آپ کا قیام جناب علیم الدین صاحب کے مکان پر تھا۔ وہیں پر ایک استفتاء آگیا آپ نے فوراً متعدد فقہی عبارات سے آراستہ فرما کر اس کا جواب ارقام فرمایا۔ پھر دستخط کر کے لانے والے کے حوالے کر دیا جبکہ اس وقت کوئی بھی کتاب سامنے موجود نہ تھی۔‘‘ (حیات تاج الشریعہ: ص ۱۱۱)

اسی طرح ان تحقیقات وتنقیحات سے بھی فقہی جزئیات پر مہارت اور آپ میں اعلیٰ حضرت کی علمی وارثت کی جھلک صاف نظر آتی ہے دیکھئے امریکہ سے ایک بڑا طویل استفتاء آیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ امریکہ میں بینک سے قرض لیا جاتا ہے چوں کہ امریکہ دار الحرب ہے ویسے بھی آج کل کوئی بھی اسلامی حکومت نہیں اور ہر کافر کافر حربی ہے تو امریکہ و یورپ میں بینک بھی انہیں کافروں کے ہیں اور سب بینکوں کا کاروبار سود پر ہے تو ان بینکوں سے سود لے کر یہاں کے مسلمانوں کو اپنی مختلف ضرورتیں مثلاً گھر کا خریدنا گھر کے استعمال کے لئے گاڑی لینا یا پھر اپنا کاروبار بڑھانا یا کاروبار کرنے کے لئے ایسا کرنا پڑتا ہے اور اس سودی قرض کی ادائیگی ایک لمبی مدت تک جاری رہتی ہے اور بینک اس قرض پر ۶/ ۷/ ۸ رفیصد بلکہ کبھی اس سے بھی زیادہ فیصد اضافہ لیتا ہے اس طرح حاصل شدہ رقم اپنی ادائیگی کی آخری قسط تک بالکل دوگنا ہو چکی ہوتی ہے۔

نیز اسکے علاوہ کوئی ایسی صورت نہیں ہے جس سے اپنی شرعی و دنیاوی ضرورتیں پوری کر سکیں اور نقد رقم اتنی ہوتی ہی نہیں جس سے دینی و دنیاوی حاجتیں پوری کی جاسکیں اور اگر ایسا نہ کریں تو معاشیات واقتصادیات میں بہت پیچھے ہو جائیں مکان کی ویلو (اہمیت) بھی وقت کے ساتھ بڑھ جاتی ہے اور آخر سال تک مکان کا مالک بن جاتا ہے اور یہ دار الحرب میں حربی کافر سے مسلمان کو ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔

تو کیا ایسی صورت میں شرع مطہر میں کوئی جواز کی شکل ہے کیا قرض لینے کے بعد شرح اضافہ سود ہوگا یا نہیں اور اگر زیادتی جو مسلمان کافر حربی کو دے گا حرام ہے یا حلال اور اگر سودی قرض لینا بھی حفظ نفس بتحصیل قوت (طاقت حاصل کرنے کے ذریعے جان کی حفاظت) اور تحفظ عن الذلۃ والطعن (ذلت وطعن سے بچنے) کے لئے ہو تو ضرورت شرعیہ کے تحت حربی کافر سے لینا جائز ہے یا کسی سے بھی اور آج کے دور میں بالخصوص دار الحرب امریکہ و یورپ میں دینی و دنیاوی حاجتیں اور ضرورتیں جو مسلمانوں کو درپیش ہیں کیا واقعی شرعی محتاجی اور ضرورتیں ہیں۔

المستفتی: ڈاکٹر محمد خالد رضا رضوی، شکاگو، امریکہ

تو آپ نے اسکا بڑا تفصیلی جواب تحقیقات عالیہ سے آراستہ کر کے پیش فرمایا تھا جس کو بہت مختصر کر کے یہاں نذر قارئین کیا جا رہا ہے۔

الجواب (۱) اس مختصر تقریر کے بعد جواب صورت مسئولہ ظاہر اور وہ یہ کہ شرعی ضرورت یا حاجت خواہ دینی ہو یا دنیوی اگر متحقق ہو تو بینک

وغیرہ یا انفرادی طور پر کسی کافر سے ایسا قرض لینا جائز ہے۔ الاشباہ وغیرہ میں ہے، اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ، ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ'' (الحج:۷۸) اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی، اور جو زیادتی انہیں دینی پڑے وہ سود نہیں اور ضرورت شرعیہ اور حاجت صحیحہ جس میں حرج شدید لاحق ہو یا اس کے بغیر چارہ نہ ہو معلوم محسوس ہے محض کاروبار بڑھانا کوئی شرعی ضرورت نہیں نہ حاجت ہے یونہی بہت سی غیر شرعی ضرورتیں اور غیر شرعی امور نا قابل اعتبار ہیں اور دفع ذلت وطعن اور سرخروئی چاہنا شرعی حاجت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ ''فَضُوْحُ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ فَضُوْحِ الْاٰخِرَۃِ۔'' دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے ہلکی ہے۔ ایسی نام کی ضرورتوں میں جن کے بغیر چارہ ہو ان سے قرض لینا اور انھیں زیادہ دینا حرام ہے کہ حربی کافر کو فائدہ پہنچانا ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔

(۲) حربی کافر سے یہ معاملہ کرے مسلم سے نہ کرے اگر چہ دار الحرب میں وہ مسلم ہو شبہ اور تہمت سے پرہیز لازم ہے اور تحفظ عن الذلۃ ضرورت شرعیہ نہیں۔ حفظ نفس تحصیل معاش اور وہ صورتیں جن سے مضرت وحرج شدید ہو ضرورت وحاجت میں داخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ بریلی شریف ص ۲۹)

اور حدیث شریف ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات'' کے تحت رقمطراز ہیں: حق اس مسئلہ اور ہر مسئلہ میں ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ قرآن عظیم نے وضو کا حکم مطلق دیا، نیت کی قید نہ لگائی اصول کا قاعدہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہے گا اور ظاہر ہے کہ حدیث کا مفہوم محتمل ہے ہمارے ائمہ کرام نے حدیث کو حکم اخروی یعنی ثواب پر محمول فرمایا۔ مطلب یہ کہ اعمال کا ثواب نیتوں پر موقوف ہے اور شافعیہ وغیرھم نے صحت پر محمول فرمایا یعنی اعمال بغیر نیت کے نادرست ہیں اس لئے وہ وضو میں نیت کے شرط ہونے کے قائل ہوئے۔ تو جب حدیث چند معنیٰ کی محتمل ہے اور کوئی معنیٰ اس کا قطعی نہیں تو حدیث کا مفہوم ظنی ہوا اور ظنی سے مفہوم کتاب پر کہ قطعی ہے زیادتی جائز نہیں لہٰذا ائمہ حنفیہ وضو میں نیت کے قائل نہ ہوئے کہ ازالہ نجاست (کہ از قبیل ترک ہے) میں بھی نیت کے شرط ہونے کے قائل ہوں مگر یہاں وہ اس کے قائل نہیں۔

اور شافعیہ فرماتے ہیں کہ وہ افعال جو ترک کے قبیل سے ہیں ان میں نیت ضروری نہیں جس سے صاف ظاہر کہ وہ اعمال کے عموم سے ترک افعال کو مستثنیٰ جانتے ہیں اور اس کا استثناء محتاج دلیل ہے۔ اور ہماری تقریر سے ظاہر ہے کہ ہمارے ائمہ کے نزدیک ہر فعل وترک حصول ثواب میں نیت کا محتاج ہے اور اعمال مقصود لذاتہ کی صحت بھی نیت پر موقوف ہے (شرح حدیث نیت ص ۱۱، ۱۲)

علم فقہ کے علاوہ آپ کو مزید انتالیس علوم وفنون پر مہارت تامہ حاصل تھی علم تفسیر ہی کو لے لیجئے کہ آیت کریمہ: ''قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ'' پر آپ کی بڑی تفصیلی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے: ''اس آیت کو لے لو جسے تم لوگ (سرکار کو اپنی طرح) بشر کہنے کی دلیل بناتے ہو خود اسی میں اس پر دلیل موجود ہے (کہ سرکار ہماری طرح بشر نہیں) ہم سے سنو ''قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ'' کے متصل ہی فرمایا: ''يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ'' (الکہف:۱۱۰) یعنی میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے یہ ارشاد خود فرق کی روشن دلیل ہے اور اس وجہ تطبیق کی طرف

رہنما جو امام احمد رضا نے ظاہر صورت بشری فرما کر افادہ فرمائی اس لئے کہ بہ ظاہر وحی ایسا باطنی امر ہے کہ اس کی خبر ماوشما کو تو کیا ہوتی صحابہ کرام نے بھی اس کے نزول کو نہ دیکھا بلکہ منزلِ دنیٰ میں جو وحی ہوئی اس سے تو خود وحی لانے والے جبریل بھی بے خبر۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى''(النجم:۱۰) تو اللہ نے اپنے بندے محمد ﷺ کی طرف وحی کی جو وحی کی، آیت کریمہ میں عبدہٗ سے مراد حضور ﷺ ہیں اور اَوحیٰ کی ضمیر اسم جلالت کی طرف راجع ہے۔ کَمَا اَفَادَهٗ فِی الشِفَاءِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُفَسِّرِيْنَ وَ اَيَّدَهٗ۔ تو جب وحی ایسا باطنی امر ہے تو لامحالہ اس باطن کے لئے اسی جیسا باطن سرکار کے لئے ضروری جو تمام بشر کے بواطن سے اعلیٰ ہوا اور جب وہ باطن سرکار کے لئے ثابت تو حضور ﷺ کا اپنے اس باطن وروح کے اعتبار سے بشرِ جدا ہونا ضروری امر ہوا اور تشبیہ محض بہ اعتبار ظاہر کے رہ گئی اسی کو حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر میری حقیقت کو سوائے میرے رب کے کسی نے نہ جانا۔(مطالع المسرات)

اور یہی مراد ہے حضور ﷺ کے اس فرمان سے جو ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک وہ وقت ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے کی گنجائش نہ کسی نبی مرسل کی مجال۔ اس پر شرح شفاء میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ کا فرمان واجب الاذعان سننے کے قابل ہے، فرمایا: ''وَالتَّحْقِيْقُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالنَّبِيِّ الْمُرْسَلِ ذَاتُهُ الْاَكْمَلُ فَاِنَّهٗ مَقَامُ جَمْعِ الْجَمْعِ يَفْنِیْ عَنْ ذَاتِهٖ وَ مَقَامَاتِهٖ وَ يَسْتَغْرِقُ فِیْ مُشَاهَدَةِ ذَاتِ اللّٰهِ وَ صِفَاتِهٖ۔'' یعنی تحقیق یہ ہے کہ مراد نبی مرسل سے حضور ﷺ کی ذات کاملہ ہے اس لئے کہ حضور مقام جمع الجمع (یعنی اس بارگاہ میں جہاں سب کو جمع ہونا ہے) میں اپنی ذات ومقامات سے فنا ہو کر اللہ کی ذات وصفات کے مشاہدے میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔

مُلّا علی قاری کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ سرکار ابد قرار علیہ افضل الصلوۃ واکمل السلام کے لئے ایک ایسا مقام بھی ہے جہاں خود انھیں کی بشریت حاضر نہیں ہوتی بھلا جس کا باطن ایسا ارفع واعلیٰ ہو اس میں سوائے مشابہت ظاہری کے اور کیا متصور ہو۔(دفاع کنزالایمان/ص:۸۲/ ناشر: جماعت رضائے مصطفیٰ)

اور فن ترجمہ نگاری میں بھی آپ کی مہارت وعبور کا یہ حال تھا، المعتقد المنتقد علامہ فضل رسول بدایونی کی نہایت اہم عربی تصنیف ہے جو عقائد کے اہم مباحث پر مشتمل ہے اس پر اعلیٰ حضرت نے عربی زبان میں حاشیہ تحریر فرما کر اس کتاب کی افادیت وخوبی میں چار چاند لگا دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس حاشیہ میں ادق عبارتوں کی تشریحات کے ساتھ کچھ ان جدید فرقوں کی بھی تردید فرمائی ہے جو حضرت فضل رسول عثمانی بدایونی علیہ الرحمہ کے دور میں یا تو موجود نہ تھے یا موجود تھے لیکن پھیلے نہ تھے۔ اس لئے اس کتاب کو پھیلانے اور اردو داں طبقہ میں عام کرنے کے لئے اس کا اردو ترجمہ نہایت ضروری تھا لیکن عبارت ادق ہونے کی وجہ سے اسکا ترجمہ ہر عربی داں کے بس میں بھی نہ تھا۔ تو حضور تاج الشریعہ نے اس ذمہ داری کو قبول فرما کر اس کے ترجمے کا آغاز اس شان سے کیا کہ تمام تر مصروفیات کے باوجود صرف چھ مہینے کی قلیل مدت میں اس کا عمدہ اور سلیس اردو ترجمہ مکمل ہو گیا۔

آپ نے سرکار اعلیٰ حضرت کی تصنیف کردہ بہت سی اردو کتابوں کا بھی عربی زبان میں ترجمہ کیا ہے تاکہ عربی داں طبقہ اور عرب ممالک دین وسنیت کے صحیح احکامات سے روشناس ہو سکیں۔

مثال کے طور پر اعلیٰ حضرت کا ایک رسالہ ''منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین'' ہے یہ رسالہ اذان میں انگوٹھے چومنے کے

استحباب پر ہے دوسرا رسالہ ہے"الهاد الكاف فی حکم الضعاف"(یہ ضمنی رسالہ ہے) اس میں ضعیف احادیث کا تفصیلی حکم بیان کیا گیا ہے۔تیسرا رسالہ ہے" مدارج طبقات الحدیث"(یہ بھی ضمنی رسالہ ہے) اس میں حدیث کے مراتب مثلاً صحیح لذاتہ وصحیح لغیرہ وغیرہ تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں یہ تینوں رسالے فتاویٰ رضویہ جلد دوم بحث اذان میں شامل ہیں، تو حضور تاج الشریعہ نے تینوں کا فصیح عربی زبان میں ترجمہ فرما کر موضوع کے لحاظ سے تینوں کا مجموعی نام الهاد الکاف فی احکام الضعاف رکھا تا کہ عرب دنیا میں وھابیوں کو دین کا صحیح حکم پہنچ سکے جو احادیث ضعیفہ کو بہانہ بنا کر بہت سے دینی امور سے آسانی کے ساتھ انکار کر دیتے ہیں۔

آپ کی ان تحقیقات نادرہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت خوب واضح ہو جاتی ہے کہ واقعی آپ علوم اعلیٰ حضرت کے وارث تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی اس علمی اور فقہی لیاقت کو دیکھتے ہوئے حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا:"اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے، اب تم اس کام(فتویٰ نویسی) کو انجام دو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔" پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:"آپ لوگ اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں انھیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔"(مفتیٔ اعظم اوران کے خلفاء/ ج ۱/ص ۱۵۲)

اور تقویٰ و پرہیز گاری اور خشیت ایزدی کا یہ حال تھا کہ کیا مجال کہ کوئی غیر محرم خاتون بے پردہ سامنے آجائے بلکہ میں نے تو حضرت کو کبھی سر اُٹھا کر چلتے دیکھا ہی نہیں ہمیشہ سر جھکا ہوتا اس خوف سے کہ کہیں کسی غیر محرم خاتون پر نگاہ نہ پڑ جائے۔

چنانچہ ۱۴۰۷ ھجری میں ایک بار چند عورتیں شرف بیعت حاصل کرنے کے لئے زنان خانہ میں حاضر ہوئیں جب آپ وہاں پہنچے تو کچھ عورتوں کو بے پردہ پایا آپ نے فوراً نگاہیں پھیر لیں اور پردہ کی تاکید فرماتے ہوئے، **لاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم** پڑھنے لگے۔ عورتوں نے فوراً نقاب ڈال لیا تب آپ نے بیعت سے مشرف فرمایا۔(مفتیٔ اعظم اوران کے خلفاء/ ج ۱/ص ۵۰)

شریعت کا ایسا پاس ولحاظ کہ چاہے سفر ہو یا حضر وقت ہوتے ہی نماز کے لئے بے چین ہو جاتے اور کبھی نماز کو قضا نہ ہونے دیتے۔ چنانچہ مولانا شہاب الدین رضوی تحریر کرتے ہیں:"سفر چاہے جیسا بھی ہو نماز کا وقت ہوتے ہی نماز کی ادائیگی کے لئے بے چین ہو جاتے اکثر مجھے ہی مصلّٰی بچھانے کا حکم دیتے اور مجھ سے پوچھتے کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں اگر معلوم ہو جاتا کہ نماز نہیں پڑھی ہے تو سخت ناراض ہوتے۔ اور میں نے ۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۶ء تک تقریباً پندرہ سال حضرت کے ساتھ پورے ملک کا سفر کیا مگر آپ کی ایک نماز بھی قضا ہوتی ہوئی میں نے نہ دیکھی۔"(حیات تاج الشریعہ/ص:۴۸)

اور دور حاضر میں آپ کی ذات مبارکہ تقویٰ شعاری کے لئے مثالی نمونہ تھی کہ ظالم و جابر شخص کے پاس بھی حق بولنے سے ہرگز گریز نہ کرتے اور دین وسنیت پر عمل کرنے کے لئے نہ کسی سے خوف کھاتے اور نہ کسی کی ناراضگی کی کوئی پرواہ ہوتی چنانچہ جب بھی حج بیت اللہ کے لئے جاتے تو وہاں کے نجدی امام کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھتے ۱۹۸۶ء میں جب وہاں پہنچے تو سعودی حکومت کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ آپ یہاں کے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تو اکتیس (۳۱) اگست کو تین بجے رات میں آپ گرفتار کر لئے گئے اور کچھ سوالات کے بعد جیل بھیج دیئے گئے، لیکن وہاں کا تفتیشی عملہ کئی دنوں تک آپ کے عقائد ونظریات کے تعلق سے سوالات کرتا رہا تو اس نازک موڑ پر بھی آپ خاموش نہ رہے

اور مصلحت کا بہانہ بنا کر سعودی حکومت کی فرماں برداری کا اقرار نہ کیا، بلکہ سنیت و وہابیت کے درمیان فرق اور وھابیوں سے اہل سنت کے اختلافات کی وجوہات پر تفصیلی روشنی ڈالتے رہے اور ساتھ ہی وھابیوں کے افکار کی تردید اور اہل سنت کے عقائد ونظریات کی حقانیت پر دلائل و براہین دینے سے بھی گریز نہ کئے کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اچھی طرح بس جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ تصلب فی الدین اور تصلب فی السنیۃ کی نعمت سے سرفراز کردیا جاتا ہے پھر اسے اللہ کے سوا کسی اور کا خوف نہیں ہوتا۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی　　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

جب دنیا میں آپ کی بے جا گرفتاری کی خبر پھیلی تو سعودی حکومت کے خلاف ہر طرف زوردار احتجاج شروع ہوگیا۔ جس سے مجبور ہو کر گیارہ (۱۱) دنوں کے بعد آپ کو رہا کر دیا گیا۔ اور سعودی حکومت کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ اب ہر مذہب و مسلک کے لوگ آزاد ہو کر اپنے طریقوں سے عبادت کر سکتے ہیں اور سنی حجاج کے ساتھ کوئی بھی زیادتی نہ ہوگی۔ (حیات تاج الشریعہ ص ۳۹ بحوالہ روز نامہ الاحرام قاہرہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ)

اور اگر کوئی دینی و علمی تحقیق یا کوئی اہم شرعی فتویٰ ہی جاری کرنا ہوتا تو کافی محتاط ہو کر جاری فرماتے۔ غیر محتاط علماء کی طرح ہرگز جلدی نہ کرتے اور اگر کہیں کسی مفتی کی طرف سے غیر احتیاطی ظاہر ہو جاتی تو فوراً صحیح حکم شرع سے روشناس فرماتے۔

یہاں تک کہ تینتالیس (۴۳) سال کے بعد جب مصر کا دورہ ہوا تو آپ کی انھیں دینی خدمات عالیہ اور علم و فضل سے متاثر ہو کر جامع ازھر، مصر نے ۵ رمئی ۲۰۰۹ء کو فخر ازھر ایوارڈ سے بھی نواز دیا۔ اور یہ اعلان کیا گیا کہ الشیخ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری نے اپنی بے مثل علمی و روحانی خدمات سے دنیا بھر میں ازہر کا نام روشن کیا۔ (سوانح تاج الشریعہ)

اور آپ اپنی ان دینی خدمات عالیہ اور تقویٰ و پرہیزگاری کی وجہ سے اور بھی تقرب الی اللہ اور بارگاہ ایزدی میں قبولیت کی نعمت سے سرفراز کردیئے گئے تھے جس پر عالم حیات ہی میں لوگوں کے درمیان زبردست مقبولیت پھر بعد وفات آپ کی نماز جنازہ کے لئے ہر چہار جانب سے بیشمار لوگوں کا بریلی شریف پہنچ جانا بہت ہی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کو اپنی بارگاہ میں قبولیت کا شرف عطا فرماتا ہے اسے دنیا میں مقبولیت عامہ کی دولت سے نواز دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا" (مریم ۹۶) بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمان محبت کردے گا یعنی اپنا محبوب بنائے گا، اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔

اور حدیث شریف میں ہے: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو حضرت جبریل سے فرماتا ہے اے جبریل فلاں بندہ میرا محبوب ہے تو بھی اس سے محبت رکھ تو حضرت جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اس کے بعد حضرت جبریل آسمان میں اعلان کردیتے ہیں کہ اے آسمان والو! فلاں بندہ اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے تم بھی سے محبت رکھو، تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ: ۴۲۵)

آوازِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

سرکارتاج الشریعہ۔۔۔کچھ باتیں کچھ یادیں

نبیرۂ صدرالشریعہ علامہ ابویوسف محمد قادری، طیبۃ العلماء، گھوسی، مئو، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جون پور کے علمی وادبی پر بہاروزرخیز زمین پر عندلیبان گلشن نبویہ علیہ التحیۃ والثناء حاضرباش ہوتے اور اپنی تشنہ لبی دور کرتے، جانے والوں میں ایک وہ بھی تھا جس کو دنیا اس وقت ''امجد علی'' کہتی تھی۔ مگر وہ مستقبل کا ''فقیہ اعظم'' تھا اس کی بلندی کا ستارہ اوج ثریا کو چھونے والا تھا، وہ حاکم اسلام کے عظیم منصب پر فائز ہونے والا تھا، جوں ہی وہ بچہ علم وفن کے ماہ تمام کی بارگاہ عرش جاہ میں علوم شرعیہ کے نور سے ضیاء باریوں کی تحصیل کرنے زانوئے ادب تہ کرتا ہے تو اس پر غزالیٔ زمن حضرت علامہ ہدایت اللہ صاحب رام پوری قدس سرہ کی نگاہ پڑتی ہے اور تھوڑی دیر کے لئے جبین نیر بار پر ٹھہر جاتی ہے، وہ مرد قلندر تعمق نظری یا ضیائے قلبی سے دیکھ لیتا ہے کہ سعادت مندی و نیک بختی کا آفتاب عالم تاب قوت بالقویٰ کے حجاب میں تبسم ریز ہے اور طلوع پذیری کی ساعت کا منتظر ہے اس مرد حق آگاہ نے علوم وفنون کے جواہر پارے کے تراش وخراش میں اپنی ساری محنتیں لگا دیں، پھر ان لمحات سعید کا نزول اجلال بھی ہو گیا جس کی علمی تابناکیوں نے ایک جہاں کے قلوب واذہان کو نیر بار بنا دیا جس کی خیرات کی نورانیت اب تک چمک رہی ہے۔

وہ انفس وآفاق کا تابندہ ستارہ　　　روشن ہے اسی سے میرے افکار کی دنیا

حضور صدالشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان جہاں علوم شرعیہ کا حصول فرماتے وہیں اپنے باطن کو نور بخش بنانے، علم وعرفان کے بحر بیکراں، علوم طریقت وتصوف کے کوہ گراں، حضرت سرکار آسی علیہ الرحمۃ کے میخانۂ صدق وصفا میں روزانہ بلاناغہ حاضری دیتے ہیں اور شراب سلوک کے چند قطرے حلق وجود میں اتار کر عشق ومستی کے نشہ میں مدہوش ہوتے ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہوش وخرد کی دنیا میں پہنچنے کے اسباب وعلل کو مہیا کرنے میں لگے رہتے ہیں اور ایک روز منزل مقصود پا لیتے ہیں۔ جوہری جوہر شناس ہوتا ہے اور اس کی حفاظت کیا کرتا ہے، اس کو ضائع کسی حال میں نہیں ہونے دیتا سرکار آسی علیہ الرحمۃ نے فراست مومنانہ، نگاہ عاشقانہ اور نور عارفانہ سے صدرالشریعہ کو پہچان لیا تھا کہ اس وجود مسعود کے نہاں خانہ میں رب ذوالجلال نے طریقت وتصوف کے کیسے کیسے لؤلؤ ومرجان کو ودیعت کر رکھا ہے۔ بس حجاب کثیف کو اٹھانے کی ضرورت ہے، جہاں تصوف اس نور سے نور بار ہو جائے گا اور صبح قیامت تک اپنی ضیاء باریاں بانٹتا رہے گا۔ اتنا جاننے کے بعد مخدوم کا خادم پر اپنا سرمایۂ حیات لٹا دینا اور حیات جاودانی کے لعل و یاقوت کو پالینا کوئی تعجب خیز امر نہیں۔ سرکار آسی علیہ الرحمۃ نے ایسا ہی کیا اور حضرت صدرالشریعہ کو اپنی نگاہ عرفان کا مرکز بنالیا۔ سنتے تھے کہ پیاسا دریا کے پاس جاتا ہے لیکن کبھی نہ سنا، نہ دیکھا کہ دریا پیاسے کے پاس جائے، اس کے لئے بے قرار ہو، اس پر سب کچھ لٹانے کو چاہے۔ مگر یہاں دیکھا کہ خود دریا پیاسے پر برس رہا ہے یہی وجہ ہے کہ سرکار آسی ''مخلص'' کے لفظ سے صدرالشریعہ کو خطاب فرماتے۔ حسن اتفاق کہہ لیا جائے کہ کثرت مطالعہ ومجاہدہ کے باعث صدرالشریعہ چار روز تک چشمۂ عرفان کا طواف نہ کر سکے پانچویں دن جب حاضری ہوئی، تو سرکار آسی نے سوال کیا کہ: ''اے مخلص اتنے دن کہاں تھے؟'' عرض کیا

حضور کتب بینی میں کچھ زیادہ ہی مصروف تھا جس کے باعث خدمت عالیہ میں حاضری نہ دے سکا سرکار آسی ارشاد فرماتے ہیں "مخلص" باب افعال سے ہے اور اس کی ایک خاصیت سلب ماخذ بھی ہے۔ صدر الشریعہ فرماتے ہیں سرکار آسی علیہ الرحمۃ اکثر محقق علی الاطلاق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے فتاویٰ کو بغور مطالعہ فرماتے اور ارشاد فرماتے تزکیۂ قلب کے لئے یہاں آؤ، اس جگہ زنگ آلود قلوب کی تطہیر ہوتی ہے، اسے صیقل کر کے منور و مجلّٰی بنادیا جاتا ہے مگر مسائل شرعیہ کی عقدہ کشائی کے لئے مولانا احمد رضا صاحب کے دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹاؤ، لاینحل مسائل کا حل وہیں ہوتا ہے کیوں کہ انہیں دین کی صحیح سمجھ ملی ہے۔

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے　　　جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

صدر الشریعہ فرماتے ہیں کہ اتنا سننا تھا کہ میرے نہاں خانہ قلب وجگر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی محبت کا نور جگمگانے لگا، ان کی عبقریت کے زلف گرہ گیر کا اسیر ہوتا چلا گیا مگر شرف لقاء سے فیضیاب نہ ہوسکا۔ "کل امر مھون بأوقاته" کے تحت منتظر کرم ہی رہا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب پٹنہ میں میں درس وتدریس کی خدمات کے ساتھ ساتھ خدمت خلق کے لئے مطب بھی چلایا کرتا تھا، کہ کعبہ قلب ونظر کا ورود مسعود پٹنہ کی سرزمین پر ہوا مولانا عبد الوحید صاحب نے آکر یہ مژدہ جاودانی سنایا کہ بریلی شریف سے مولانا احمد رضا قدس سرہٗ کی طلعت باریاں ہوئی ہیں چلئے آپ کو بیعت وارادت کے دل آویز سلسلہ میں جڑوادوں۔ ان مسرت آمیز کلمات نے میری سماعت میں فرحت وانبساط کا رس گھول دیا، جس سے اندرون قلب وجگر میں خوشیوں کی لہر دوڑ گئی، تمناؤں کے برآنے کی امیدیں جاگ اٹھیں، آرزوؤں کے چمن میں شادابیوں کا اجالا آگیا، پھر کیا تھا ان کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے کعبہ قلب ونظر کی طرف چل پڑا۔ تصورات کی ایک حسین وجمیل دنیا تھی جس میں گم تھا، اتنے میں منزل مقصود پر پہنچ جانے کی آواز سماعت سے ٹکراتی ہے اور بیداری کا پیغام مسرت سناتی ہے، قربت کی برکت کا حصول ہوا، سلام ومصافحہ سے فراغت ملی اور اسی جگہ بازار قادریت میں دست حق پرست پر بک گیا، اور ہمیشہ کے لئے اعلیٰ حضرت کا غلام بے دام بن گیا اور تادم حیات گنگناتے رہے۔

جب تک بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا　　　تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

فرمان رسول ﷺ "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" کے تحت مولانا عبد الوحید صاحب کے متعلق صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ لب کشائی ان کلمات جلیلہ کے ذریعہ فرماتے کہ: "ان کا مجھ پر بڑا احسان اور کرم ہے کہ انہوں نے میری ملاقات بحر العلم والادب نجم العشق والعرفان محقق علی الاطلاق سیدی وسندی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ سے کروادی"۔ حضور صدر الشریعہ کے عشق وجنون کی صداقت کا یہ اثر تھا، وارفتگی وشیفتگی کی یہ کیفیت ہی تو تھی، جس نے رب کی بارگاہ میں سند قبولیت حاصل کرلیا اور ہمیشہ کے لئے صحبت کی برکات کی نورانیت سے نور بار ہوتے رہے۔ حضور صدالشریعہ نے اپنے مطلوب ومقصود اور محبوب شیخ پر اپنا سب کچھ وار دیا اور بارگاہ شیخ میں مقبول بھی ہوگیا۔ جب صدر الشریعہ کی حیات پر بہار کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو امیر خسرو علیہ الرحمۃ کی یادوں کے ماہ ونجوم مسکرانے لگتے ہیں۔ معین الملۃ والدین حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ کا زمانہ تصورات کے بام ودر کو مشکبار ومعطر کر جاتا ہے، صدر الشریعہ کو امام عشق ومحبت سرکار

اعلیٰ حضرت سے جو عقیدت ولگاؤ اور عشق ومحبت تھی وہ صبح روشن کی طرح عیاں ہے بس یوں سمجھیں جیسے پروانے شمع پر قربان ہوجاتے ہیں، صدرالشریعہ بھی قربان ہوچکے تھے۔ پروانے جب شمع پر نثار ہوتے ہیں تو اسکی لذت و چاشنی بھی وہی محسوس کرتا ہے دیکھا ہوگا کہ شمع اس کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے اور اپنے رنگ میں اتنا رنگ دیتا ہے کہ پروانے کا وجود عنقا ہوجاتا ہے اب پروانے کے اندر وہی کیفیت ہوتی ہے وہی رنگ ہوتا ہے جب ایک مرید کی یہ کیفیت ہوجاتی ہے تو صوفیاء اس کو فنا و بقا سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہی حالت کچھ صدرالشریعہ کی تھی امام اہلسنت نے اتنا نوازا اتنی عطا کی برسات کی کہ اپنا رنگ چڑھا دیا۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے مرید صادق کو صدرالشریعہ کا خطاب عطا فرما کر اہل دنیا کو جتا دیا کہ میرے بعد جو کچھ ہیں وہ صدرالشریعہ ہیں۔ اپنا وکیل بالبیعت بھی بنا دیا سرکار مفتیٔ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:''جب تک صدرالشریعہ بریلی شریف تشریف نہیں لائے تھے، ہم دو بھائی تھے ان کی آمد کے بعد ہم تین بھائی ہوگئے۔'' مزید ارشاد فرماتے ہیں:''صدرالشریعہ نے بریلی ہی کو اپنا گھر سمجھا اور اپنی خانقاہ بھی بریلی ہی کو جانا۔ اعلیٰ حضرت کے احب الخلفاء سے جانے جاتے رہے۔'' محقق علی الاطلاق اعلیٰ حضرت سے صدرالشریعہ کی محبت وعقیدت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے آپ نے اپنی اولاد کو اپنا مرید نہیں بنایا بلکہ دامن اعلیٰ حضرت و مفتیٔ اعظم رضی اللہ عنہما میں ڈال دیا اور سب کو بارگاہ رضا کا غلام بے دام بنا دیا۔ خلفائے اعلیٰ حضرت میں صدرالشریعہ منفرد و تنہا ہیں جنہیں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ نسلاً بعد نسل سب کے سب اسی دربار عالی کے غلام و عاشق ہیں اور کیوں نہ ایسا ہو عشق وعرفان کا سلطان، علم وعمل کا آسمان، شریعت وطریقت کا برہان، حق و باطل کا فرقان، عقائد وایمان کا دربان، عرب وعجم کا ارمان سیدی وسندی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان جسے اپنا کہیں۔

میرا امجد مجد کا پکا　　　　اس سے بہت کچیاتے یہ ہیں

حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے جو فکر وشعور عطا کیا تھا عشق ومحبت اور عقیدت وانسیت کی جو دیپ جلائی تھی، وارفتگی وشیفتگی کا جو گلشن سجایا تھا، اس کا اثر اب تک باقی ہے اور ان شاء اللہ صبح قیامت تک باقی رہے گا۔ صدرالشریعہ کے بعد والدنا المکرم مخدومنا المعظم جانشین حضور صدرالشریعہ ممتاز الفقہاء محدث کبیر سیدنا حضرت علامہ ومولانا ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہ نے صدرالشریعہ کی اتباع کرتے ہوئے اس سلسلہ عقیدت ومحبت کو برقرار رکھا۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند جب تک بقید حیات رہے اپنی اولاد کو ان کی غلامی کا اسیر بنایا۔ جب متقیٔ زمانہ، عارف باللہ حضرت مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ عنہ حیات ظاہری سے پردہ فرما گئے تو ان کے جانشین برحق، وارث علوم اعلیٰ حضرت سرکار تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی آغوش ارادت میں ڈال دیا اور سب کو ان کی ارادت کا زلف گرہ گیر کا اسیر بنا دیا۔ کسی ایک کو بھی اپنی بیعت وارادت میں نہ لیا۔ یہاں تک کہ میرے تینوں بچے قطب الارشاد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی ارادت وغلامی میں ہیں۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم　　　　تا غلام شمس تبریزی نہ شد

امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ سے صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ کی جو والہانہ، عاشقانہ اور عارفانہ عقیدت ومحبت تھی وہ جگ ظاہر ہے۔ اس انمول اور لازوال رشتہ الفت ومحبت اور وابستگی و وارفتگی کو جانشین صدرالشریعہ محدث کبیر مدظلہ العالی نے کتنے احسن واجمل

وانو کھے اورنرالے انداز میں بحسن وخوبی آگے بڑھایا، وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔حضور مفتیٔ اعظم ہند کے بعد حضور تاج الشریعہ تک ان کے بعد جانشین سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا عسجد رضا خاں صاحب ''میاں حضور'' مدظلہ العالی والنورانی سے والہانہ عقیدت ومحبت ہے۔ لفظوں میں اس کی تعبیر ممکن نہیں۔اتنا جان لیں کہ ان سے عقیدت ومحبت ہی آپ کا متاع لازوال ہے۔سرکار تاج الشریعہ کی قدرومنزلت حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کی نگاہوں میں کیا ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل اقتباسات سے بحسن وخوبی ہوجائے گا جس کا تذکرہ جمیل آپ نے اپنے ایک انٹرویو میں کیا ہے۔

سوال:۔تاج الشریعہ کی عالمی سطح پر مذہبی حیثیت کیا تھی؟

جواب: میرا ماننا یہ ہے کہ پوری دنیا میں جہاں جہاں سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہیں وہ تاج الشریعہ کو اپنا رہنما اور پیشوا مانتے ہیں۔فی زمانناجتنے جانشینان اسلاف واکابر ہیں، ان سب میں تاج الشریعہ متعدد جہتوں سے فائق وبرتر ہیں۔آج بھی سنی دنیا میں ان کا فتویٰ، ان کا بیان اور ان کا فیصلہ اہم سمجھا جاتا ہے۔فتنوں کے اس دور میں جس قدر حزم واحتیاط اور تصلب دینی تاج الشریعہ کے اندر آپ پائیں گے وہ کہیں اور نہیں ملے گا۔ مزید فرماتے ہیں: اس وقت بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام اور مفتیٔ اعظم رضی اللہ عنہم کا کوئی سچا علمی اور عملی جانشین ہے تو وہ تاج الشریعہ ہیں۔تنہا میرا جھکاؤ تاج الشریعہ کی طرف نہیں ہے بلکہ زمانہ ان کے قدموں میں ہے۔وہ خانوادہ رضویہ کی جان اور سنیوں کی شان ہیں۔

اہل حق کی شان ہیں اختر رضا　　　سنیوں کی جان ہیں اختر رضا

وارث علوم اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ فی الہند، غسال کعبہ، شیخ اکبر، قطب الارشاد سرکار تاج الشریعہ نے اس ناچیز پر نوازشات وکرم نوازیوں کی جوگل افشانیاں کی ہیں تادم حیات فرموش نہیں کرسکتا۔

سحر یاد ہو تم خیال شام ہو تم　　　جو بن گیا جزءلب وہ نام ہو تم

مجھے وہ پر بہار ودل کش، پرکیف ونور بار اور روح پرور دل آویز زمانہ یاد آتا ہے ۹۰ کی دہائی تھی۔موسم بڑا سہانا تھا، فرحت وانبساط کے فوارے پھوٹ رہے تھے، نشاط وطرب کا ماحول تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ حسن وجمال کا بادشاہ، سیرت وکردار کا شہنشاہ، علم وفن کا کوہ گراں، شعروسخن کا بحر بیکراں، زہد وتقویٰ کا نیر تاباں، بیعت وارادت کا اختر یعنی سرکار تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ وجود مسعود کا آفتاب عالم تاب مدینۃ العلماء گھوسی کی علمی وادبی سرزمین پر طلوع پذیر تھا اور اپنی جلوہ خیزیوں سے فضاؤں کو عروس بہار بنا رہا تھا۔جب وہ آفتاب کمال اور ماہتاب بے مثل وبے مثال ہمارے غریب خانہ پر جلوہ بار ہوا اور اپنے جمال دل آراء سے مکان کو پرنور بنادیا تو بندہ اور میری ہم شیرائیں سب کے سب اس مرد قلندر کے دست حق پرست پر مرید ہوگئے۔اس ناچیز نے اپنا ہاتھ حضور تاج الشریعہ کے مقدس وبابرکات ہاتھوں میں دے کر آپ کی غلامی کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال لیا اور ان کے فیوض وبرکات سمیٹ کر اپنے دامن حیات کو مرغ زار ولالہ زار بنالیا۔

۲۰۰۶ء میں پہلا اتفاق تھا کہ پدر بزرگوار حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کے ساتھ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے زیر اہتمام فقہی سیمینار میں شرکت کی غرض سے بریلی شریف حاضر ہونے کا شرف ملا۔امام عشق ومحبت کے مزار پر انوار پر عاشقانہ ووالہانہ حاضری نصیب ہوئی،

وہاں سے چلاتو مخدومنا المکرم سیدی وسندی ملجائی وماوائی سرکارحضورتاج الشریعہ کی بارگاہ عرش جاہ میں شرف یابی ہوئی۔دست وقدم بوسی کی نورانیت سے حیات مستعار کو درخشندگی ملی، جب دیدار پرانوار سے فارغ ہوا تو اپنے مستقر "ازہری گیسٹ ہاؤس" چلا آیا۔شام کے وقت میرے قیام گاہ پر حضورتاج الشریعہ کے خادم کی تشریف آوری ہوئی انہوں نے پیغام مسرت وشادمانی سنایا کہ سرکار آپ کو یاد فرمارہے ہیں۔ اس غلام بے دام کی تو قسمت ہی جاگ اٹھی کہ مخدوم باوقار کا حکم آیا ہے، ادب کے سانچے میں ڈھل کر آنکھوں کے بل چلتے ہوئے بارگاہ مرشد میں حاضر ہوا اسلام ومصافحہ اور دست بوسی وقدم بوسی کے فرائض سے سبک دوش ہوا۔

سرکارتاج الشریعہ اپنے اندر والے حجرۂ مبارکہ میں ماہر ہفت لسان حضرت علامہ ومولانا مفتی عاشق الرحمٰن مدظلہ العالی سے محوکلام تھے۔ سراج الصوفیاء، منیر الاتقیاء حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے بیٹھنے کا حکم صادر فرمایا اس کے بعد علامہ عاشق الرحمٰن صاحب قبلہ سے ناچیز کا تعارف کروایا مخدومنا المکرم نے عربی زبان میں چند سوالات کئے جوابات پر بے انتہا خوشی کا اظہار فرمایا اور بہت ساری دعاؤں سے بہرہ مند فرمایا۔

دیکھی ہے جس نے ایک جھلک حسن یار کی ۔۔۔ وہ پھر رہا ہے تار گریباں لئے ہوئے

۲۰۰۹ء میں جب جامعہ ازہر سے فراغت کے بعد لوٹا تو والد گرامی وقار محدث کبیر مدظلہ العالی بارگاہ حضورتاج الشریعہ میں عرض گزار ہوئے کہ حضور ۲۴/ اکتوبر کو ابو یوسف کی شادی خانہ آبادی ہے میری تمنائے قلبی یہ ہے کہ حضور ہی نکاح پڑھائیں، تو قطب الارشاد حضور تاج الشریعہ فرمانے لگے ابو یوسف کی شادی ہے تب تو مجھے آنا ہی ہوگا۔تب محدث کبیر دام ظلہ النورانی نے عرض کیا حضور ۲۲/ اکتوبر کو عرس امجدی بھی ہے نگاہ التفات فرما کر تقریبات میں شرکت کی برکت سے فیض یاب فرمادیں تو چار چاند لگ جائے۔حضورتاج الشریعہ نے دعوت قبول فرمالی۔جب وقت قریب آیا تو اپنے وقت کا قطب، عالم اسلام کا مقتدیٰ حضورتاج الشریعہ اپنی پوری شان وشوکت اور آن بان کے ساتھ طلعت بار ہوئے۔اس ملیح دل آراء کے حسن وجمال کی نورانیت نے تقریبات میں ضیاء باریاں عطا فرمادیں۔یہ سب شیخنا المکرم اور مخدومنا المعظم کی کرم نوازیاں تھیں۔

معطر ہے اسی کوچے سے اب تک اپنا صحرا بھی ۔۔۔ کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک ہے

۲۰۱۲ء میں فقہی سیمینار میں شرکت کی غرض سے بریلی شریف کی مقدس زمین پر حاضری ہوئی تو آبروئے اہل سنت، مسیحائے امت، ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت سرکارتاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے خاص نظر فرماتے ہوئے مجھ ناچیز کا ہاتھ اپنے مقدس وپرنور دست غوثیت میں لے کر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ مصطفویہ کی خلافت واجازت سے بہرہ مند فرمایا اور ڈھیر ساری دعاؤں سے میرے خالی دامن کو پر فرمایا۔

حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی اتنی کرم نوازیاں جس کو رقم کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔علم وفن کا وہ تاجدار، اہل حق کا علمبردار، شریعت کا نگہبان، طریقت کا پاسبان، احقاق حق وابطال باطل کا نیر اعظم، زہد وتقویٰ سیرت وکردار کا اختر اکرم، تصنیف وتالیف کا جوہر، شعر وسخن کا گوہر، اور کرم نوازیوں کا بحر بیکراں ۷/ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء کو ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے ۔۔۔ حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

موت بھی ہاتھ مل رہی ہوگی

ڈاکٹر غلام زرقانی، چیئر مین حجاز فاؤنڈیشن آف امریکہ

دو ڈھائی سال پہلے کچھ گھنٹوں کے لئے بریلی شریف جانے کا موقع ملا۔قافلہ میں بنارس سے محب گرامی قدر علامہ قاری دلشاد احمد رضوی، ڈاکٹر مولانا حافظ شفیق اجمل اور حافظ و قاری جناب سیف الملک بھی شامل ہو گئے تھے ۔طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت علامہ عسجد رضا خاں صاحب کے ساتھ تھوڑی دیر بات چیت ہوتی رہی ۔اس کے بعد ہمیں ایک حجرے میں لے جایا گیا، جہاں تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے ۔آہ! کسے خبر تھی کہ یہ میری آخری ملاقات ثابت ہوگی، تاہم قضائے الٰہی کے فیصلوں کے آگے کسے پر مارنے کی جرأت، سو ۲۰ر جولائی جمعہ اور شنبہ کی درمیانی رات میں وہ گھڑی آہی گئی، جس سے کسی ذی روح کو چھٹکارا نہیں ۔

خوبرو جسامت، مناسب قد و قامت، عشق الٰہی اور حب رسول ﷺ سے سرشار آنکھیں، تقدس مآب ہاتھ، ستواں ناک، روشن و تابناک چہرہ کہ جس پر کسی نے چاندنی کا غازہ مل دیا ہو، کوثر و تسنیم کے آبشار میں نہائی ہوئی پیشانی کہ جس سے رحمت و نور کے سنہرے موتی ہمہ وقت ڈھلک رہے ہوں ۔ چلتے تو سر جھکائے ہوئے آہستہ آہستہ اور بولتے تو ٹھہر ٹھہر کر تا کہ مفہوم خوب اچھی طرح واضح ہو جائے ۔ہمہ وقت دیدہ زیب، پرکشش اور ہلکے رنگ کا عمامہ سر پر سجائے رہتے ۔تاہم معمولی کپڑے کا کرتا اور پائجامہ زیب تن کرتے ۔کھانے پینے میں سادہ غذا پسند کرتے اور کسی بھی طرح کے تکلف سے مکمل اجتناب، لیکن کبھی کبھی چٹپٹی چیزیں بھی شوق سے تناول فرماتے ۔

سکوت کا عالم ہو تو ایک سربستہ راز اور زبان کھلے تو ہاتف غیب کی آواز، شریعت پر آنچ آجائے تو قہر و جلال کا دہکتا ہوا انگارہ اور خود اپنا وجود خطرے میں ہو تو عجز و انکساری کا پیکر جمیل ۔۔۔ تملق و چاپلوسی نام کو نہ تھی، شریعت اسلامیہ کے آئینے میں جسے درست سمجھا، اس پر نہایت ہی سختی سے کار بند رہے اور جسے غلط سمجھا، اس پر بانگ دہل گرفت کرتے ہوئے کبھی بھی اپنوں اور غیروں کے درمیان تمیز نہ کی۔

شخصیت کی سحر طرازی بہت مشہور ہے، تاہم میری آنکھوں نے آج تک حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے زیادہ کسی کے ارد گرد پروانوں کا اس قدر ہجوم نہیں دیکھا ۔جس علاقے سے موصوف کے گزرنے کی خبر ہو جاتی، وہاں کے لوگ گھنٹوں ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب ہو جاتے، دست بوسی کی مہلت نہ مل سکے، تو جسم نازک سے لگے ہوئے کپڑے کو ہی چھو کر بوسہ دے لیتے ۔

حلقہ ارادت میں داخلے کے لئے مجمع عام کے سامنے کسی حاضر باش کو تمہید باندھنے کی ضرورت نہ تھی ، بلکہ لوگ نہ صرف ایک جھلک دیکھ کر، بلکہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے نام سے اس قدر مانوس ہو گئے تھے کہ خود ہی دیر تک حلقہ ارادت میں داخلے کے وقت کا بے چینی سے انتظار کرتے رہتے ۔ایک ایک بار میں کثرت اژدحام کا یہ عالم تھا کہ لمبی لمبی رسی لائی جاتی اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ یہاں وہاں سے رسی کا کونہ تھام لیتے اور یوں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی غلامی میں آجانے پر فخر کیا کرتے ۔عقیدت مندوں کی بھیڑ جب عروج پر پہنچتی اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں دھکم دھکا ہوتا، تو حاشیہ نشینوں کو غصہ بھی آتا اور خوشی بھی ہوتی، غصہ اس بات پر کہ لوگ اپنے مرکز عقیدت کے تحفظ و صیانت کی بھی پرواہ نہیں کر رہے ہیں اور خوشی اس بات پر ہوتی کہ تاج الشریعہ کی عوامی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ لوگ

ایک جھلک دیکھنے کے لئے اپنے آپ کو تکلیف دہ صورت حال کے حوالے کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ عمل و آگہی کا بحر بیکراں تھے۔ دنیائے اسلام کی مشہور و معروف یونیورسٹی جامع ازہر سے نہ صرف فارغ التحصیل تھے، بلکہ ایسے فارغ التحصیل تھے کہ خود جامع ازہر کو بھی آپ پر بڑا ناز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جامع ازہر کے ارباب حل و عقد نے آپ کی خدمت میں ''فخر ازہر'' سے موسوم ایوارڈ پیش کیا۔ فراغت کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا جو اخیر وقت تک گاہے بگاہے جاری رہا۔ اس حوالے سے آپ کے شاگردوں کی درست تعداد بتانی تو مشکل ہے تاہم یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ سبقاً سبقاً پڑھنے والے طلبہ کی تعداد سے کہیں زیادہ لاکھوں ایسے تشنگان معرفت، علمائے کرام اور مفتیان عظام ہیں، جنہوں نے دوران سفر و حضر مشکل ترین دینی مسائل میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے خرمن علوم و فنون سے خوشہ چینی کی سعادت حاصل کی ہے۔

آپ درجنوں کتابوں کے مصنف تھے۔ شرعی فیصلہ، تین طلاقوں کا شرعی حکم، ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد ''تارح'' تھے نہ کہ ''آزر''، مسئلہ حق نبی پر سنو چپ رہو، آثار قیامت، رویت ہلال کا ثبوت اور حدود قضا، افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم، الحق المبین، ازہر الفتاویٰ، دفاع کنز الایمان، الصحابۃ نجوم الاھتداء، شرح حدیث الاخلاص وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اسی کے ساتھ آپ نے بخاری شریف پر ''تعلیقات ازہری'' کے نام سے حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ اسی کے ساتھ آپ نے اپنے جد امجد امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ کے کئی رسائل و کتب کی تحقیق و تخریج فرمائی اور بعض کو عربی زبان میں بھی منتقل کر کے عام لوگوں کے لئے مصنفات اعلیٰ حضرت سے استفادہ سہل بنادیا۔

خیال رہے کہ موصوف کو فارسی، عربی، اردو اور انگریزی میں یکساں مہارت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو بلا تکلف متذکرہ زبانوں میں لکھنے، پڑھنے اور بولنے پر عبور حاصل تھا۔ حاضر باش گواہ ہیں کہ موصوف نے عالم عرب کا دورہ کرتے ہوئے فصیح و بلیغ عربی میں خطاب فرمایا۔ افغانستان کے علمائے کرام سے بات کرتے ہوئے فارسی زبان استعمال کی اور جب یورپ و امریکہ میں انگریزی خطاب کی ضرورت محسوس کی تو بلا تکلف انگریزی میں بات شروع کردی۔

موصوف بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ آپ نے عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں کامیاب شاعری کی ہے۔ نغمات اختر (روح الفؤاد بذکری خیر العباد) اور سفینۂ بخشش بہت مشہور مجموعے ہیں۔ آپ کی شاعری تصنع، بناوٹ اور بازاری لب و لہجے سے پوری طرح پاک ہے۔ اپنے محبوب مکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کرتے ہوئے پرکشش ردیف اور قافیے استعمال کئے، بلکہ آپ کی بیشتر نعتیں مترنم بحروں میں ہیں، جنہیں عالم اسلام کے مشہور و معروف نعت خواں اپنے اپنے لب و لہجے میں گنگناتے ہوئے دینی محفلوں میں جان ڈال دیتے ہیں۔

صاحبو! کوئی شک و شبہ نہیں کہ عہد حاضر میں لوگ بہت مصروف ہو گئے ہیں اور غیر تو غیر سہی، اپنوں سے ملاقات کے لئے بھی لوگوں کے پاس وقت نہیں ہے، تاہم اسے شخصیت کی غیر معمولی مقبولیت ہی کہئے کہ جوں ہی تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر پہنچی، جاں نثاروں،

عقیدت مندوں اور حلقہ ارادت میں داخلے کا شرف رکھنے والوں کے جتھے کے جتھے، لاکھوں لاکھ کی تعداد میں بریلی پہنچ گئے۔ میں نے تو یہاں تک سنا کہ موسلا دھار بارش کی وجہ سے محلہ سوداگراں کی گلیوں میں گھٹنے تک پانی رکا ہوا ہے اور لوگ ہیں کہ لائن میں گھنٹوں لگے ہوئے ہیں، تا کہ آخری بار اپنے محبوب کی ایک جھلک دیکھ سکیں۔ ظاہر ہے کہ یہ دیوانگی بلا سبب نہیں ہے، بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ علماء اور عوام کے درمیان موصوف کی یکساں مقبولیت صرف اس لئے تھی کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علم اور عمل دونوں پس منظر میں اوج ثریا پر پہنچے ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ علم وعمل، زہد وتقویٰ اور فکر وفن کا روشن وتابناک آفتاب شام کے وقت جب بریلی کے افق پر غروب ہوا، تو صبح ہوتے ہوتے ظلمت وتاریکی روئے زمین کے چپہ چپہ پر پھیل گئی۔

جن سے روشن تھے نگاہوں کے قصور

مفتی محمد مسیح الدین حشمتی، الجامعۃ الغوثیہ، بلرامپور، انڈیا

بسمہ تعالیٰ و تقدس

یہ آج دہر میں کس کی وفات کا غم ہے: حسب معمول بعد نماز مغرب اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف کے مطالعہ میں مصروف تھا، تعلیقات زاہرہ سے بھی استفادہ ہو رہا تھا کہ ایک صاحب دوڑے ہوئے آئے۔ ان کی آنکھیں پرنم تھیں، چہرہ اداس تھا، رندھی ہوئی آواز میں کہنے لگے کہ حضور تاج الشریعہ اب اس ظاہری دنیا میں نہیں رہے، یہ جانکاہ خبر سنتے ہی بدن میں رعشہ طاری ہو گیا، قوت گویائی کچھ دیر کے لئے جواب دے گئی، بس وہ منور چہرہ جس سے نگاہوں کے قصور جلا پاتے تھے، جس سے جہان سنیت روشن وتابندہ تھا، سامنے تھا، آنکھوں نے اشکوں کا سوغات پیش کیا، تعلیقات زاہرہ بند کی، کلمہ استرجاع پڑھا، الجامعۃ الغوثیہ کے صحن میں بیٹھے اساتذہ کو خبر دی، چند ہی لمحوں میں جامعہ کے طلاطم میں سکوت چھا گیا، **موت العالم موت العالم** کا حقیقی معنی و مفہوم نگاہوں کے سامنے تھا، طلبہ و اساتذہ سب کی آنکھیں اشکبار تھیں، چہروں پر گہرے رنج والم کے آثار صاف دکھائی دے رہے تھے اور مرشد اجازت کے سانحہ ارتحال سے دلوں میں جو درد و کرب اٹھ رہا تھا وہ حیطہ تحریر وضبط تعبیر سے باہر ہے۔

یہ آج دہر میں کس کی وفات کا غم ہے — فسردہ چہرے ہیں چشم حیات پرنم ہے
صدائے بلبل رنگیں میں سوز ماتم ہے — ہے گل بھی چاک بداماں صبا بھی برہم ہے
یہ آج کون اٹھا خاکدان گیتی سے — کہ جس طرف بھی نظر جائے ہو کا عالم ہے
یہ زندہ تھے تو دھڑکتی تھی نبض دور زماں — وفات پائی تو موت ان کی موت عالم ہے

خلاء کا پر ہونا مستقبل قریب میں متوقع نہیں: دنیا میں آنے جانے کا سلسلہ بڑا ہی قدیم سلسلہ ہے، ہر دن ہزاروں جاتے ہیں اور لاکھوں آتے ہیں، نہ سب کا آنا بڑی اہمیتوں کا حامل ہوتا ہے اور نہ سب کا جانا عظیم صدمے کا باعث ہوتا ہے، مگر انہیں آنے جانے والوں میں کچھ ہستیاں

ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے آنے پر ایک عالم فرحاں وشاداں ہو جاتا ہے اور جانے پر بے شمار آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں، اور ایسی بابرکت ہستیاں روز نہیں کبھی کبھی پیدا ہوتی ہیں، وارث علوم اعلیٰ حضرت، کنز الکرامت، جبل الاستقامت، غواص بحر معرفت، حاوی علوم قدیمہ وجدیدہ، ماہر فصاحت وبلاغت، مرشد منہاج طریقت، خضر شوارع شریعت، مجمع البحرین حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی بابرکت ذات ایسی ہی نادر الوجود ذات تھی کہ جس کے وجود مسعود سے سارا عالم سنیت فرحاں وشاداں تھا، وہ بہجت زمن اور برکت زماں تھے، ان کے جانے سے اہلسنت وجماعت میں جو عظیم خلاء رونما ہوا ہے اس کا پر ہونا مستقبل قریب میں متوقع نہیں۔

جن کی عظمت کے نشاں ہیں چارسو: وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ کی ذات کسی کے تعارف کی محتاج نہیں، آپ کی ذات پوری دنیا میں یکساں مقبول تھی، جیسے ہند وسندھ میں بستی بستی قریہ قریہ تاج الشریعہ تاج الشریعہ کی گونج تھی ایسے یورپ وافریقہ بلکہ عرب وعجم کے تقریباً ہر خطہ اور ہر علاقہ میں آپ کی عبقریت کی دھوم مچی ہوئی تھی کیوں کہ مقبولیت ومحبوبیت کے مشہور اسباب آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے، اللہ جل مجدہ الکریم نے جہاں خاندانی وجاہت عطا فرمائی تھی وہیں حسن وجمال کا ایسا حسین پیکر بنایا تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی تھیں، پھر علمی اور روحانی شرافت وکرامت ان سب پر مستزاد تھی۔

شیخ الانس والجن، غوث الثقلین، سید الاولیاء سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا فیضان سلسلۂ چشتیہ، اشرفیہ، رضویہ، برکاتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، اور رفاعیہ وغیرہ جملہ سلاسل حقہ پر ساون بھادوں کی طرح برس رہا ہے، سب کی روحانی کھیتیاں اسی ابر کرم سے سرسبز وشاداب ہیں، سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں:

مزرع چشت وبخارا وعراق واجمیر　　　کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

بارگاہ غوث سے جس کو صدقہ حاصل ہو جائے وہ تمام سلاسل کے عشاق کی نظروں میں محبوب ہو جاتا ہے، یہ بارگاہ غوث کا ہی صدقہ تھا کہ حضور تاج الشریعہ کی نماز جنازہ میں چشتی، اشرفی، رضوی، برکاتی، سہروردی، نقشبندی اور رفاعی وغیرہ جملہ سلاسل حقہ کے منتسبین ومریدین کا سیلاب امنڈ آیا، اور اس کثرت سے عوام اہلسنت کی شرکت ہوئی کہ زمانہ ورطہ حیرت میں ہے، بلاشبہ حضور تاج الشریعہ کی بابرکت ذات بارگاہ غوث میں مقبول ومحبوب تھی۔ آپ نے نماز جنازہ میں سب کو بلا کر قادری فیضان سے مالا مال فرمایا، آپ کی بابرکت ذات میں اس شعر کے جلوے صاف نظر آئے۔

مزرع چشت وبخاراوعراق واجمیر　　　کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

آپ کی وفات موت العالم موت العالم کی سچی مصداق بھی تھی، موت العالم موت العالم کا قول زبان زد ہے، عالم وطنی اعتبار سے کہیں کا ہو، مگر رشد وہدایت اور تبلیغ اسلام کے اعتبار سے وطن کی خصوصیت حائل نہیں رہتی بلکہ حسب حیثیت ایک عالم اس سے مستفیض ومستنیر ہوتا ہے، اور اس کی وفات پر درک وادراک کے اعتبار سے عالم کی موت کہا جاتا ہے مگر ظاہری نگاہوں سے اس کا مشاہدہ صدیوں میں ہوا کرتا ہے، جیسے دریا کو کوزے میں بھرنے کی کہاوت بڑی مشہور ومعروف ہے، صدیوں پہلے نگاہوں نے اس کا مشاہدہ اجمیر معلی میں کیا تھا، اسی طرح حضور

تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی نماز جنازہ میں ان ظاہری نگاہوں نے موت العالم موت العالم کا منظر دیکھا۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے: محبوبیت ومقبولیت کے اسباب میں آخر الذکر سبب علمی تبحر نے آپ کو ایسی منزل پر فائز کر دیا تھا جہاں بڑے بڑے قد والے بونے نظر آتے تھے، جس مسئلہ پر قلم اٹھایا تو حق تحقیق ادا کر دی، درجنوں کتابیں اور ہزاروں فتاویٰ تحریر فرمائے مگر تا حیات قلم احتیاط کا دامن تھامے رہا، کبھی بزرگوں کے خلاف نہ گیا، بلکہ جن کے قلم نے اس راستے میں ٹھوکریں کھائیں ان کو مضبوط ترین دلائل کی روشنی میں متنبہ کیا، چاہے چلتی ٹرین پر فرائض وواجبات اور ملحق بواجبات کے ادائیگی کا مسئلہ ہو، یا پھر مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) کی اقتداء کا مسئلہ ہو، یا ٹی وی اور مووی کے جواز کا مسئلہ ہو، یا احسان الٰہی ظہیر کی کتاب البریلویہ کا رد بلیغ ہو یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی کے اسم پر تحقیقی کام ان سب میں آپ کے قلم نے جس قوتِ استدلال کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابل دید ہے بلکہ اس میں تحقیق رازی اور غزالی کا حقیقی پرتو نظر آتا ہے امام بصیری علیہ الرحمہ کے مشہور زمانہ قصیدہ بردہ شریف کی شرح کرتے ہوئے جب آپ رطب اللسان ہوتے تھے تو ایسا لگتا تھا امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی ہرفن مولا شخصیت کا عکس جمیل ہمارے درمیان موجود ہے اشعار کی لغوی، اعرابی اور بلاغی تشریح کے ساتھ جو معانی اور مفاہیم آپ نے بیان فرمائے ہیں وہ آپ کی تبحر علمی کے ساتھ خداداد قوت حافظہ پر بدرجہ اتم دال ہے اور ان سب کے ساتھ بوقت ضرورت جو تعاقب ماقبل کے شارحین کا آپ نے فرمایا ہے وہ اہل علم کو دعوت نظارہ اور دعوت مطالعہ پیش کر رہے ہیں ضیافت طبع کے لیے ایک تعاقب بطور مثال نقل کیا جا رہا ہے قصیدہ بردہ شریف کا مشہور شعر ہے۔

منزہ عن شریک فی محاسنہ — فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

علامہ باجوری اور علامہ خرپوتی رحمہما اللہ نے مشہور شعر کی شرح کرتے ہوئے ایک اعتراض نقل فرمایا کہ یہ کہنا کہ حضور سید عالم ﷺ کی مقدس ذات اپنے تمام محاسن میں شریک سے منزہ اور پاک ہے فاسد اور غلط ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام علیہ السلام محاسن نبوت ورسالت اور غیر اللہ کی پرستش نہ کرنے میں سرکار دوعالم ﷺ کے شریک ہیں لہٰذا سید عالم ﷺ کے لیے منزہ عن شریک کا دعویٰ صحیح نہیں اس اعتراض کے جواب میں علامہ خرپوتی رحمہ اللہ نے کوئی معقول جواب نہ دیتے ہوئے صرف اس بات پر اکتفا فرمایا کہ یہ حکم ادعائی ہے علامہ خرپوتی رحمہ اللہ کی عبارت یہ ہے: "**ولقائل ان یقول: ان ھذا الحکم، ای کونہ علیہ السلام منزھا عن شریک فی کل محاسنہ فاسد، لانہ کان سائر الانبیاء شریکا لہ فی محاسن عن النبوۃ والرسالۃ وعدم العبادۃ لغیر اللہ۔ اللھم ان یقال: انہ ادعائی فلیتامل۔**" (الفردۃ فی شرح البردۃ/ص: ۲۰۶، ۲۰۷)

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے "فی محاسنہ" کی ایسی توضیح وتشریح فرمائی کہ یہ اعتراض سرے سے وارد ہی نہیں ہوتا ملاحظہ فرمائیں کہ آپ علم کے کیسے بحر زخار تھے؟ آپ فرماتے ہیں کہ محاسن کی جو اضافت ضمیر کی طرف کی گئی ہے وہ اضافت تخصیص کا فائدہ دے رہی ہے جو اس بات پر واضح قرینہ ہے کہ یہاں وہ محاسن ہرگز مراد نہیں جو سید عالم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے درمیان مشترک ہیں بلکہ یہاں محاسن سے وہ محاسن مراد ہیں جو سید عالم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں، یعنی منزہ عن شریک کا وہ حکم مخصوص فضائل وکمالات کے اعتبار

سے ہے ۔عام فضائل وکمالات سے نہیں لہذا اب علامہ باجوری اور علامہ خرپوتی رحمہما اللہ نے جو اعتراض نقل فرمایا وہ سرے خارج ہو جاتا ہے حضور تاج شریعہ کی عبارت یہ ہے کہ:''و الاضافة تفيد الاختصاص ، فهي قرينه على ان المراد بها محاسنه ﷺ المقتصة به، دون المشتركة بينه و بين سائر الانبياء صلى الله عليه وعليهم اجمعين فلا مساغ في الاعتراض الذي ذكره العلامة الباجوري و العلامة الخربوتي ''(الفردۃ فی شرح البردۃ/ص:۲۰۶) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن پر گفتگو کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے بڑے اچھوتے اور نرالے انداز میں علامہ خرپوتی کا تعاقب فرمایا ہے اور ساتھ ہی اس سلسلے میں آپ نے جو محتاط طریقہ اپنایا ہے دور حاضر کے نوجوان علماء کے لئے اہم نصیحت ہے:''انه ﷺ الفاتح لباب النبوة و به ختمت النبوة، المفتح لباب الجود، و سبب في كل موجود، المفيض على الكل من بحر علمه و ديم كرمه ، الواقف للجميع عند الحدالذى هو غاية ذى الغاية ۔ و مبده ﷺ في الترقى الى غير النهاية ، فهو الفاتح لما اغلق و هو الخاتم لما سبق، و كل ذالك مقرر معلوم ۔ و قوله في الجواب ''انه ادعائى ''ليس كما ينبغى ۔'' (الفردۃ فی شرح البردۃ/ص:۲۰۷)

سید عالم ﷺ کے محاسن یہ ہیں کہ آپ ﷺ فاتح باب نبوت ہیں اور آپ ہی پر باب نبوت کو بند بھی کر دیا گیا ہے، جود و کرم کے جملہ ابواب آپ سے کھلتے ہیں، آپ کی ذات کے سبب تکوین کائنات ہے، آپ ہر ایک کو اپنے بحر علم اور بحر کرم سے سیراب کرنے والے ہیں، جملہ مخلوقات کے محاسن ذی حد اور محدود ہیں جبکہ سید عالم ﷺ کے فضائل وکمالات روز افزوں ترقی پر ہیں اور آپ کے یہ ایسے محاسن ہیں جو مشہور و معروف اور مسلم ہے لہذا ان فضائل وکمالات کے پیش نظر منزہ عن شریک فی محاسنہ کے جواب میں حکم ادعاء کہنا علامہ خرپوتی کے شایان شان نہیں بلکہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے لیسہ کما ینبغی فرما کر سمندر کو کوزے میں سمیٹ دیا ہے یعنی جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات فاتح نبوت ہے اور خاتم نبوت ہے تو اب اس اعتبار سے خاص وصال نبوت میں بھی آپ کی ذات مقدسہ منزہ عن الشریک ٹھہری پھر مطلق بنا کر نبوت کو بنیاد بنا کر منزہ عن الشریک کے دعوے کو دعویٰ ادعائی کیسے کہا جا سکتا ہے بلکہ جب محمد سید عالم ﷺ کی بابرکت ذات ہی جملہ محاسن وکمالات کی منبع اور مبداء ہے، مخلوق میں جس کو جو بھی شرافت و کرامت ملی یا آئندہ ملے گی سب اسی ذات مقدسہ کا صدقہ ہوگا، آپ کی ذات سبب تکوین جملہ کائنات کائنہ الیٰ یوم القیامۃ ہے تو اب اس اعتبار سے مخلوق میں کوئی وصف کمال میں آپ کا شریک نہ ہوگا۔لہذا ''منزہ عن شریک فی محاسنہ'' کا حکم اپنی جگہ درست ہے، اسے ادعائی بتانا غیر مناسب ہوگا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست: آپ جہاں میدان فقہ کے میر اور حدیث، فن حدیث، تفسیر، فن تفسیر، منطق و فلسفہ، علوم عربیہ، نحو، صرف، بلاغت وغیرہ علوم متداولہ میں بے مثل و بے نظیر تھے، وہیں آپ کو مختلف زبانوں میں کلام پر قدرت تامہ بلکہ ملکہ تامہ حاصل تھا جس پر امام اہلسنت حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کئی کتابوں کی تعریب اور ترجمہ شاہد عدل ہیں تراجم کو دیکھنے کے بعد دل یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ تعریف ترجمہ نہیں بلکہ مستقل کتابیں ہیں ۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

ایں سعادت بزور بازو نیست — تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ترجمہ نگاری کی ایک ادنیٰ جھلک ملاحظہ فرمائیں:

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع — مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

''انہ لم یان للقائلین ان یتکلم معی بمقالھم وھو ﷺ منذ ذالک الحین مطلع علیٰ القول و القائل و علیٰ کل رطب و یابس''

حضور تاج الشریعہ کی بندہ پروری: یہی وجہ تھی کہ آپ میں علم دوستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اصاغر علماء کو ان کی حد سے بڑھ کر نوازتے تھے فقیر حشمتی بیس سال قبل دارالعلوم مخدومیہ سنبھل کے سالانہ اجلاس میں تقریر کر رہا تھا، بمشکل آدھا گھنٹہ کی تقریر ہوئی ہوگی کہ حضور تاج الشریعہ بدرالطریقہ علیہ الرحمہ کی آمد آمد ہوگئی۔ میں نے چاہا کہ تقریر ختم کردوں مگر سرکار کی طرف سے اجازت ملی، حوصلہ بڑھا اور پھر سرکار کی موجودگی میں مکمل بیان ہوا بعد میں سرکار نے حضرت مولانا شہاب الدین رضوی صاحب سے فرمایا کہ مولانا مسیح الدین نے نہایت عمدہ اور علمی تقریر کی۔ اسی طرح آنند اور پٹلاد، گجرات میں ممبر شریف پر حضور تاج الشریعہ کے ورود مسعود کے بعد فقیر کی تقریر ہوئی، جلسے کے اختتام پر حضور نے مجھے بلوایا اور اپنے مبارک ہاتھوں کشمش کے چند دانے عطا فرمائے اور ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔ بلا شبہ ہم جیسے ہزاروں علماء کی نگاہوں کے قصور آپ کی ذات مقدسہ سے منور و مجلیٰ تھے۔ وہ ہمارے علمی اور روحانی پیشوا تھے ہم میں ان کی ذات مثل شمع تھی ہم پروانے ان پر نثار رہتے تھے، وہ ہمارے محور و مرکز تھے، ہم سب انھیں کی طرف رجوع کرتے تھے، وہ بھی ہم سب کے لئے باران رحمت اور ابر کرم تھے۔

ایک دن آپ کے کاشانۂ اقدس پر معمول کے مطابق علماء کرام کی انجمن اکتساب فیض کیلئے سجی ہوئی تھیں فقیر حشمتی کے علاوہ محسن و کرم فرما مسلک اعلحضرت کے بے باک ناشر اور مبلغ حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ حشمتی صاحب قبلہ مدظلہ العالی، حضرت علامہ مفتی اختر حسین علیمی صاحب قبلہ ،حضرت علامہ مفتی قدرت اللہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ، مفتی کمال اختر صاحب قبلہ اس انجمن میں حاضر تھے انسداد صلح کلیت کے حوالے سے بہت ہی مفید اور کارآمد نصیحتیں کیں اور جب ہم لوگ قدم بوسی کے بعد واپس ہونے لگے، اصاغر نوازی اور علم دوستی کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ہوئے جملہ حاضر علمائے کرام کو لفافوں کی شکل میں تبرکات فرمایا اس دور قحط الرجال میں ایسی علم دوستی و ذرہ نوازی بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے۔

یہ حضرت کی عظیم علم دوستی اور ذرہ نوازی ہی تھی کہ متعدد علماء ذوی الاحترام، بالخصوص علامہ مولانا مفتی محمد عاشق علی صاحب قبلہ کشمیری کی موجودگی میں محسن و کرم فرما حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ حشمتی صاحب مدظلہ العالی کی صرف ایک گزارش پر فقیر حشمتی کو 23 صفر المظفر 1434 ھجری بمطابق 8 دسمبر 2012 بروز شنبہ بعد نماز عشاء تقریباً دس بجے اپنے کاشانۂ اقدس پر تمام سلاسل حقہ کی اجازت اور خلافت عطا فرمائی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

آتا ہے فقیروں پر انہیں پیار کچھ ایسا — خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے

تاج الشریعہ کی ذات ستودہ صفات ہر زاویہ سے بے مثل اور بے مثال تھی۔ ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے حشر تک شان کریمی

ناز برداری کرے اوران کے فیوض و برکات سے عوام اہل سنت کو مستفیض رکھے۔علامہ عسجد رضا خان صاحب قبلہ مدظلّہ العالی کو قاسم فیضان تاج الشریعہ اوران کا عکس جمیل بنائے۔آمین

حضورتاج الشریعہ۔۔۔یادوں کے جھروکوں سے

پیر سید محمد طاہر حسن زیدی یوسفی رضوی،لاہور،پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بے حد حمد وثناء واسطے لم یزل ولم یزال اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم،سبحانہ القدیم مطلق وبسیط وبیحد کے،بے حد درودوسلام واسطے ذات بے مثل وبے مثال وبے مثیل وبے عیب وبا کمال وباجمال محبوب پروردگار سید وسردار وتاجدار حضرت احمد مختار سیدنا المجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے،بے حد رحمتیں حضرت سیدنا پیران پیر دستگیر السید الشیخ الشاہ السلطان عبدالقادر الجیلانی الحسنی والحسینی غوث الثقلین وغیث الکونین رحمۃ اللہ علیہ کی پرنور ہستی پہ اور بے حد برکتیں ہمارے ولیٔ نعمت کشف الامہ،سراج الامہ،مہبت انوار الٰہیہ،مرکز علوم جلیلہ،منبت علوم خفیہ،مجدد دین وملت،امام اہلسنت،اعلیٰ حضرت،عظیم البرکت،الشیخ،الامام احمد رضا خاں القادری ثم البریلی رحمۃ اللہ علیہ کی تربت پرنور پہ کہ جن کے وسیلۂ جلیلہ سے ہمیں عشق رسول کریم ﷺ محبت اولیائے کرام اور ادب اہل بیت وصحابہ کرام وازواج رسول عطا ہوا۔

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اِس جہان فانی سے اُس جہان لافانی میں جلوہ فرما ہونے کے بعد مسند ولایت بریلی شریف کی زینت پہلے حجۃ الاسلام مولانا الشاہ حامد رضا خاں القادری رحمۃ اللہ علیہ اور پھر مفتیٔ اعظم ہند مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خاں القادری رحمۃ اللہ علیہ بنے۔سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر صفات ذکیہ حجۃ الاسلام کی شخصیت میں عیاں تھیں اور اکثر صفات ذکیہ مفتیٔ اعظم ہند کی شخصیت میں،مگر مسند اعلیٰ حضرت کسی ایسی ہستی کی منتظر تھی جس میں حضرت حجۃ الاسلام اور حضرت مفتیٔ اعظم ہند کے ظاہری و باطنی کمالات بدرجۂ اتم موجود ہوں اور وہ ہستی مظہر اعلیٰ حضرت،آفتاب قادریت بن کر آسمان ولایت پہ پوری آب وتاب کے ساتھ روشن ہو۔پھر حق تعالیٰ نے کرم کی گھٹائیں ظاہر فرمادیں۔حضرت احمد جام چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دومصرعوں میں قلم بند فرمایا۔

کشتگان خنجر تسلیم را ۔۔۔۔۔ ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

تسلیم ورضا کے خنجر سے ذبح ہونے والا (نور مصطفیٰ ﷺ) ہر زمانے میں ایک نئی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔چناں چہ وہی نور مصطفیٰ ﷺ جو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جبین ناز کو منور کر چکا تھا،اور آپ کے بعد حضرت حجۃ الاسلام،مفتیٔ اعظم ہند اور مفسر اعظم ابراہیم رضا خاں القادری رحمہم اللہ علیہم کی پیشانیوں کو تابناک وروشن کر چکا،تو ۲۳/نومبر ۱۹۴۳ء بروز منگل بریلی شریف کے محلہ سوداگراں آستانۂ اعلیٰ حضرت پہ ایک مرتبہ پھر چمک اٹھا۔

جی ہاں!حضرت اقدس،قبلۂ عالم،سلطان الفقہاء،جانشین مفتیٔ اعظم،شیخ الاسلام والمسلمین،فخر الازہر،مفتیٔ اعظم،بدر الطریقہ،تاج الشریعہ،

المفسر، المحدث، المفکر، المبلغ، المعلم، المتکلم، المتصوف، العارف، الشیخ، الامام، قطب العالم سیدی اسماعیل رضا المعروف بہ مفتی الشاہ اختر رضا خاں القادری الازہری نوری برکاتی محدث بریلی شریف رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔حسن باطنی تو اللہ پاک ہی جانے حسن ظاہری کا عالم یہ تھا کہ بڑے بڑے ماہ جبیں وناز نیں کہہ اٹھے۔

نصاب حسن درحد کامل است　　　　زکوٰۃ تم دے کہ مسکین وفقیرم

''گویا آپ کا نصاب حسن اپنی حدوں تک پہنچ چکا، اب مجھ مسکین وفقیر کو بھی اس حسن کی زکوٰۃ عطا فرمائیے۔''۴ر سال، ۴ر ماہ، ۴ر دن کی عمر میں والد گرامی مولانا ابراہیم رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ منظر الاسلام شریف میں آپ کی ''بسم اللہ'' شریف کی اور طلباء کو دعوت عام دی گئی۔ رسم بسم اللہ شریف قبلہ نانا جان حضرت مفتیٔ اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ادا فرمائی۔ابتدائی کتب والد گرامی سے اور ناظرہ قرآن کریم والدہ ماجدہ سے مکمل فرمایا۔جامعہ منظر الاسلام شریف سے درس نظامی کی تکمیل کے بعد جامعہ الازہر قاہرہ مصر سے فن تفسیر وحدیث میں اکتساب علم کیا۔مصر کے صدر کرنل جمال عبد الناصر سے اول پوزیشن حاصل کرنے پر جامعہ ازہر ایوارڈ حاصل کرکے بریلی شریف لوٹے۔

۳ر نومبر ۱۹۶۷ء کو آپ کا عقد مسنون ہوا اور اسی سال آپ نے دار العلوم منظر الاسلام میں تدریس شروع فرمائی اور اگلے ہی برس صدر المدرس اور صدر رضوی دار الافتاء مقرر ہوئے۔بچپن ہی میں آپ حضرت نانا جان مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پہ مشرف بہ بیعت ہوئے اور صرف ۱۹ر برس کی عمر میں حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے آپ کو سلاسل اربعہ میں خلافت واجازت سے نوازا۔آپ کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہان ملت حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ، تاجدار مارہرہ شریف سید شاہ آل مصطفیٰ برکاتی رحمۃ اللہ علیہ، احسن العلماء حضرت سید حیدر حسن میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والد گرامی مفسر اعظم ابراہیم رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ نے جمیع سلاسل میں خلافت واجازت سے نوازا۔

غالباً ۱۹۸۹ء میں آپ نے پاکستان کا دورہ فرمایا اس دورہ کے دوران ہمارے ایک عزیز سید سمیع شاہ قادری صاحب جو کہ حضرت کے ابتدائی خلفاء میں سے تھے کے گھر میں قیام بھی فرمایا اور ہمارے محلہ کی مسجد رحمانیہ قادری ۲۔بی ر ۳ ٹاؤن شپ لاہور میں خطبۂ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔میں اس وقت بہت چھوٹا تھا معلوم نہیں تھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ بس سب سے یہ کہتا تھا آج ہماری مسجد میں بڑے خوبصورت بابا جی آئے ہیں۔اسی دورہ میں آپ نے ہمارے مرشد معظم حضرت علامہ پیر سید محمد ذو الفقار حسین شاہ یوسفی صاحب کی مسجد کا بھی افتتاح فرمایا۔قبلہ مرشد معظم فرماتے ہیں:''میں اس وقت نوجوان تھا اور آٹو گراف لینے کے لئے حضرت کی گاڑی کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا آپ نے جب ڈائری پہ آٹو گراف دے دیئے تو کسی نے کہا حضور یہ گاڑی کے ساتھ ساتھ جو نوجوان ہے یہ سید زادہ ہے۔حضرت جلال میں آگئے فرمایا آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔گاڑی رکوائی باہر تشریف لائے اور باادب ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے پھر جب تک میں نے اصرار کرکے حضرت کو گاڑی میں نہیں بٹھایا حضرت میری ڈائری ہاتھوں میں بلند کئے باادب کھڑے رہے۔''

اسی دورے کا ایک واقعہ جس کے راوی ہمارے استاذ گرامی حضرت علامہ پیر سید محمد عرفان مشہدی شاہ صاحب ہیں، پیش خدمت ہے۔ عرفان شاہ صاحب قبلہ نے حضرت سے عرض کی آپ ہمارے دار العلوم محمدیہ رضویہ، بھکھی شریف کو بھی رونق بخشیں حضرت آمادہ ہو گئے۔

شاہ صاحب نے عرض کی حضور یہ ایک چھوٹی سی گاڑی میری ذاتی ہے اور ایک گاڑی جو بڑی بھی ہے اور آرام دہ بھی کرایہ پہ منگوائی ہے جناب جس میں جانا پسند فرمائیں۔حضرت نے مسکرا کر بہت گہرا جملہ ارشاد فرمایا، فرمانے لگے۔"سیدوں کے ساتھ ہی جاؤں گا" شاہ صاحب فرماتے ہیں سفر شروع ہو گیا راستے میں ایک جگہ حضرت کا استقبال تھا ہزاروں عاشقان اعلیٰ حضرت جمع تھے۔ہماری گاڑی کئی سو کلو میٹر چل کر خوب گرم ہو چکی تھی لیکن اس کے باوجود فدایان بریلی شریف نے ہماری گاڑی کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا اور تقریباً ۱۰ ر سے ۱۵ ر منٹ اٹھا کر چلتے رہے میں نے حضرت سے عرض کی حضور یہ ٹلنے والے نہیں ہیں آپ ہی حکم فرمائیے کہ گاڑی زمین پر رکھ دیں چناں چہ حضرت کے حکم پر گاڑی زمین پہ رکھ دی گئی۔خوب شاندار استقبال ہوا اور ہم آگے کی طرف بڑھ دیئے۔گجرات سے کچھ آگے بڑھے تو سڑک کے ایک کنارے پہ کم و بیش ۷۰ ربرس کے دیہاتی بزرگ کو دیکھا جن کی کمر پہ بیلوں سے چلانے والا لکڑی کا بھاری بھرکم ہل لدا ہوا تھا اور بزرگی اور وزن کی وجہ سے ان کا جسم کانپ رہا تھا۔حضرت نے دور سے دیکھ کر شاہ صاحب کو فرمایا کہ میاں گاڑی روک کر اس بزرگ کا احوال معلوم کرو۔شاہ صاحب فرماتے ہیں اس بزرگ کے عشق اعلیٰ حضرت نے مجھے آب دیدہ کر دیا۔میں نے پوچھا باباجی یہاں کیوں کھڑے ہو اور کب سے کھڑے ہو۔باباجی بولے کئی گھنٹوں سے کھڑا ہوں کسی کا انتظار کر رہا ہوں۔پوچھا کاندھوں سے ہل ہی اتار دیتے وہ بولے میں بہت بوڑھا ہوں اور یہ بہت وزنی ہے ایک دفعہ اتار دوں تو دوبارہ اٹھا نہیں پاؤں گا۔پوچھا کس کا انتظار کر رہے ہو۔بولے کہ وہ جن مولوی صاحب کا سلام میری مسجد میں پڑھا جاتا ہے "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" سنا ہے کہ آج اس رستے سے ان کا پوتا گزرے گا۔میں ان کو دیکھنے آیا ہوں۔شاہ صاحب روتے ہوئے حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور سارا حال سنایا حضرت نے اتر کر بزرگ سے ملاقات کی یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس بزرگ کی آج عید ہو گئی تھی۔اسی دورے میں "ادارہ منہاج القرآن، ماڈل ٹاؤن، لاہور" کی ایک تقریب میں تشریف فرما ہونا بھی جناب کے شیڈول میں شامل تھا لیکن راستے میں اسی ادارے کی چھپی ہوئی ایک کتاب "فرقہ واریت کا خاتمہ" آپ کو پیش کی گئی اور اس کے طائرانہ مطالعہ کے بعد آپ رستے ہی سے واپس تشریف لے آئے اور قلم اختر شمشیر اعلیٰ حضرت بن کر جنبش میں آ گیا جس کے زخم آج بھی صلح کلیوں کو بے چین کئے ہوئے ہیں۔ہم نے اپنے چند اشعار میں اس کا ذکر یوں کیا کہ

خارجی کانپ اٹھے گا محشر کے دن، رافضی کا کلیجہ دہل جائے گا

سامنے آئیں گے میرے اختر رضا، فتنۂ احمدیت مسل جائے گا

الخوارج، روافض و تفضیلیہ، احمدی، قادیانی و منہاجیہ

قلم اختر چلا مثل سیف رضا شجرہ گستاخ کا ہر کھنگل جائے گا

سنیت کا نشاں، قادریت کی جاں، حیدری تیر اور رضویت کی کماں

چل جائیگا، کفر چھٹ جائیگا، یوں اندھیرا اجالے میں ڈھل جائے گا

غالباً ۲۰۰۳ء میں حضرت پاکستان تشریف لائے، شاد باغ، لاہور کے گول باغ میں حضرت نے خطاب فرمایا۔ہم اس وقت i.com

کے اسٹوڈنٹ تھے، رومال میں کیمرہ چھپا کے لے گئے کہ چھپ کر حضرت کی کچھ تصاویر بنا لیں گے۔ بڑی مشکل سے اپنی کاروائی میں کامیاب ہو گئے۔ گھر آ کر کیمرے کی ریل دھلوائی چار تصاویر حضرت کی بنائی تھیں تمام تصاویر صحیح سلامت آ گئیں لیکن حضرت کی چاروں تصاویر بالکل سیاہ رنگ کی آئیں یعنی سوائے اندھیرے کے کچھ نہیں آیا۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت پھر پاکستان تشریف لائے اور شاد باغ، لاہور میں اویس قرنی صاحب کے گھر رونق افروز ہوئے۔ ہمارے ایک دوست باہر سے تصویر کھینچنے والا کافی مہنگا موبائل لائے تھے وہ موبائل لے کر ہم اویس قرنی صاحب کے گھر پہنچ گئے۔ تین گھنٹے انتظار کرنے کے بعد برآمدے میں حضرت کی کرسی رکھی گئی اور ہمیں صحن میں گزرتے گزرتے حضرت کی زیارت کا موقع ملا۔ تین مرتبہ حضرت کے سامنے سے گزرے اور تینوں مرتبہ موبائل سے حضرت کی تصویر لینے کی کوشش کی لیکن تینوں مرتبہ حضرت کے سامنے آتے ہی موبائل بند ہو جاتا۔ بالآخر ناکام ہو کر واپس آ گئے اگلے روز اپنے مرشد معظم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں واقعات یعنی گزشتہ برس کے کیمرے والے اور پھر موبائل کے بند ہونے والے واقعات عرض کر دیئے۔ مرشد معظم کافی دیر روتے رہے اور پھر آنسو صاف کر کے ارشاد فرمانے لگے۔ ''شاہ جی! آپ نے شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ کو کیا سمجھ رکھا ہے وہ کوئی عام پیر یا مولوی نہیں ہیں وہ اس وقت کے قطب ہیں اور اس وقت اس زمانے میں ہمارے امام ہیں۔ وہ بالکل اسی طرح ہمارے امام ہیں جس طرح سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہمارے امام ہیں۔ لہٰذا آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا۔''

حضور تاج الشریعہ وہ صاحب استقامت با کرامت امام اہلسنت ہیں جنہوں نے کعبۃ اللہ شریف کو اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔ آخری زمانے میں کافی علیل رہے اور بالآخر ۷/ذیقعد ۱۴۳۹ ہجری بمطابق ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء شب ہفتہ بوقت مغرب اذان کا جواب دیتے ہوئے اللہ اکبر! اللہ اکبر! پکارتے ہوئے واصل الی اللہ ہو گئے۔ تقریباً سوا کروڑ عاشقان مصطفیٰ نے آپ کے جانشین حضرت صاحبزادہ عسجد رضا خاں القادری صاحب کی امامت میں نماز جنازہ بروز اتوار بریلی شریف میں ادا کی اور حضرت کو مزار اعلیٰ حضرت کے قریب ازہری گیسٹ ہاؤس میں دفنایا گیا۔ آپ کا دربار گوہر بار مرکز تجلیات و مرجع خلائق ہے۔

میرے اختر کی جانب کوئی بداصل نہ بریلی کے رخ بدنسل جائے گا
یاد رکھنا میرے دوستو! تم سبھی، فیض لینے اصل سے اصل جائے گا

میرے سمنانی یوں میرے کام آئینگے، شاہ اختر رضا کرم فرمائیں گے
طاہر خستہ جاں، ناقص و ناتواں، رنگ تاج الشریعہ میں ڈھل جائے گا

الحمدللہ! بندۂ ناچیز کو ۲۰۱۸ء میں حضرت صاحبزادہ عمران رضا خاں سمنانی میاں سے خلافت و اجازت سلسلہ قادریہ برکاتیہ نوریہ میں حاصل ہوئی اور فقیر کا تعلق حضور تاج الشریعہ سے جڑ گیا۔ (جزاک اللہ)

حضورتاج الشریعہ! آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، پٹنہ، انڈیا

بے مثالی کی ہے مثال وہ حسن   خوبیٔ یار کا جواب کہاں

آج کل تقریبا پوری دنیا ایک شخصیت کی رخصت پر نڈھال، غم سے رنجور اور شدت جدائی پر ملال آگیں بنی ہوئی ہے۔ وہ شخصیت ہے وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتیٔ اعظم، فخر ازہر حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ کی جنہیں دنیا تاج الشریعہ کہہ کر بھی یہ برملا اعتراف کرتی ہے کہ۔۔۔ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کسی کے جانے پر یادوں کا یہ تسلسل۔۔۔جلسہ تعزیت کا یہ اژدھام۔۔۔اور مختلف انداز میں خراج عقیدت کی اتنی دھوم دھام شاید زمانے نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ اور حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ ان کے مخالفین وحاسدین بھی پوری دلجمعی سے اس کار خیر میں شریک ہیں۔ آخر وہ کونسی وجہ ہے کہ دنیا اس شخصیت کو بھلا نہیں پا رہی ہے اور بلالحاظ مکتبہ فکر ہر چہرے پر افسردگی۔۔۔ ہر دل میں وصال کا ملال اور ہر آنکھ میں مفارقت کے آنسو جھلملا رہے ہیں۔

اس تعلق سے میرا وجدان بولتا ہے کہ یہ عنایت خداوندی اور فیضان کرم مصطفوی ہے۔ حدیث مصطفیٰ ﷺ ہے: ”من کان اللہ کان اللہ له و من کان اللہ له کان له الکل“ جو اللہ کا ہوجاتا ہے، اللہ اس کا ہوجاتا ہے اور جس کا خدا ہوجاتا ہے کائنات اس کی ہوجاتی ہے۔ یہ جلوہ ایمان کی وہ برکت ہے جس کو نبی محترم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے صدیوں پہلے یوں لفظوں کا گوہر عطا فرمایا تھا: ”من احب للہ و ابغض للہ و اعطی للہ و منع للہ فقد استکمل الایمان“ جو محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے، دشمنی کرے تو صرف اللہ کے لیے، کسی کو دے تو صرف اللہ کے لیے اور منع کرے تو صرف اللہ کے لیے تو اس نے یقینا اپنا ایمان مکمل کرلیا۔ اور جس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا اس کے لیے قرآن مجید یوں مژدہ سنا رہا ہے: ”اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا“ بے شک وہ جو ایمان اور نیک عمل والے ہیں اللہ تعالی لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے۔ اور اس محبت کی تفسیر وہ حدیث ہے جس میں پیارے مصطفی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”اللہ تعالی جبرئیلی اعلان کے ذریعے عرش وفرش کی مخلوقات تک اس کی آواز پہونچا دیتا ہے اور پھر ہر مخلوق بے چوں وچرا اس محبوب شخصیت سے محبت کرنے لگتی ہے۔“

عالمی محبت اور آفاقی مقبولیت کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ جلسہ کے جس پوسٹر میں آپ کا نام چھپ جاتا تھا دیوانوں کی اتنی بھیڑ اکٹھی ہوجاتی کہ سنبھالنا مشکل ہوجاتا، آپ بیرون ملک کے دورے پر ہوتے مگر یہاں نعرہ لگتا تھا ”بستی بستی قریہ قریہ--تاج الشریعہ تاج الشریعہ“ اور بعد وفات دنیا کے کونے کونے سے لوگ نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت لوٹنے کے لیے کشاں کشاں ایک محتاط اندازے کے مطابق ڈیڑھ کروڑ کی تعداد میں بریلی شریف حاضر ہوگئے۔ اور اس کے بعد سے محفل ایصال ثواب کا ایسا تانتا لگا ہے کہ رکنے اور تھمنے کا نام

نہیں لیتا۔ یہاں پر میں اگر حالات حاضرہ کے تناظر میں یہ کہوں تو شاید مبالغہ نہیں ہوگا کہ دنیا اگر آنکھ تو روشنی کا نام تاج الشریعہ ہے، دنیا اگر جسم ہے تو جان کا نام تاج الشریعہ، دنیا اگر ہے دل تو دھڑکن کا نام تاج الشریعہ ہے۔ایک شخصیت اور ایسی کشش۔۔۔ایک ذات اور ایسی مقناطیسیت۔۔۔ایک ہستی اور ایسا کھنچاؤ کہ بس یوں لگتا ہے کہ۔

کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

اضافی اور ذاتی خوبیوں نے مل کر علم کو عمل سے اور عمل کو علم سے ایسا ہم آغوش کر دیا کہ ہر طرف عشق کے جلوہ ہائے صد رنگ مسکرانے لگے۔حالانکہ وہ دین کے معاملے میں اتنے سخت تھے کہ سختی بھی تھرانے لگے مگر دین و ایمان کی اسی شدت وصلابت نے انہیں اتنا اونچا اٹھایا کہ عرش کی بلندی بھی رشکیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔اس طرح جاتے جاتے اپنی خاموش زبان سے ہم سب کو یہ پیغام دے گئے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ڈٹ جاؤ دنیا تمہارے قدموں میں ہوگی۔مضطرب حالات میں بھی شریعت کا دامن نہ چھوڑنا، زمانہ تمہاری مٹھی میں ہوگا، مسائل شرعیہ کی وضاحت میں استقامت علی الشریعہ کی فولادی دیوار بن جانا، قدرتی انعام سے مالا مال ہو جاؤ گے۔

تاج الشریعہ کے امتیازی اوصاف ان کی بلندی درجات کا روشن مینار ثابت ہوئے۔اعلیٰ حضرت کے تفکر وتصلب، حضور حجۃ الاسلام کے تدبر وتحمل، حضور مفسر اعظم کے احقاق حق وابطال باطل اور حضور مفتی اعظم ہند کے تفقہ وتصوف کو آج اگر کوئی ایک جگہ ایک ذات اور ایک وقت میں دیکھنا چاہے تو وہ حضور تاج الشریعہ کو دیکھ لے۔اگر اپنے ذاتی واضافی کمالات میں سے کسی میں بھی کمزور ہوتے تو زمانہ انہیں دبوچ لیتا مگر وہ توفور علم وعمل کی بدولت اتنے مضبوط اعصاب کے مالک تھے کہ طوفان آتا اور گزر جاتا، بجلیاں چمکتیں اور ماند پڑ جاتیں، بلائیں آتیں اور لوٹ جاتیں، آندھیوں کی زد پر مسکرانا اور حق کا آوازہ بلند کرنا کوئی تاج الشریعہ سے سیکھ لے۔

آپ کے مورث اعلیٰ حضرت علامہ مفتی رضا علی خان علیہ الرحمہ والرضوان نے دین وشریعت کی خدمات واشاعت کا جو سنگ بنیاد رکھا تھا عہد بہ عہد آپ کی نسل میں جیالے افراد پیدا ہوتے رہے اور قلعہ تعمیر ہوتا رہا۔دوسو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو رہا ہے حضرت رضا علی سے حضور تاج الشریعہ تک مگر کہیں بھی نہ کوئی لالچ ہے نہ کوئی امید، نہ کوئی دنیاوی غرض ہے نہ کوئی مطلب، نہ کسی سے کوئی ضرورت ہے نہ کوئی حاجت۔ بے لوث دینی خدمات کا عالمی ریکارڈ ان حضرات نے قائم کیا ہے اور کمال یہ ہے کہ اس دوسو سال کے دورانیے میں نہ کہیں پر کوئی لچک ہے نہ لوچ، نہ مداہنت ہے نہ حالات کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ لینے اور فتوی دینے کی کوئی بات۔جس نے جو بھی کہا اور لکھا کتاب وسنت کا چہرہ دیکھ کر کہا اور لکھا۔اس وقت خانوادۂ رضا شجر سایہ دار کی طرح دنیائے سنیت کے لیے سائبان بنا ہوا ہے۔اور اکابر کا اعتراف یہ ہے کہ جو اس سائے میں آجاتا ہے اس کا دین وایمان محفوظ ہو جاتا ہے۔دنیا ارباب بصیرت سے خالی نہیں ہے مگر بصیرت جس پر ناز کرے وہ ہیں تاج الشریعہ۔ استاذ و پیر جس پر مسرت برسائیں وہ ہیں تاج الشریعہ، اور خود جامعہ ازہر جیسی آفاقی یونیورسٹی جس پر فخر کرے وہ ہیں تاج الشریعہ۔

بے مثالی کی ہے مثال وہ حسن　　　　خوبیٔ یار کا جواب کہاں

اور لوگ کام انجام دیتے ہیں تاج الشریعہ نے کارنامہ انجام دیا ہے۔آپ کا ہر کام اور کارنامہ اخلاص کے نور سے ایسا معمور ہے کہ آپ کا

نام بھی انہیں بزرگوں کے نام کے جلو میں تاباں و درخشاں ہے اور رہے گا۔آج ہم اپنے کردار کی زلفیں سنوارنے کے لیے جن کی سیرت سے اجالا لیتے اور بانٹتے ہیں۔حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''من صار بالعلم حیا لم یمت ابدا''جو علم کے ذریعے زندہ ہو جاتا ہے کبھی نہیں مرتا۔حضور تاج الشریعہ نے جو علمی کام انجام دئے ہیں،تلامذہ کی جو مضبوط ٹیم چھوڑی ہے،اداروں کی شکل میں دین وسنیت کا جو تاج محل آپ نے تعمیر کیا ہے،اور ترجمہ وحواشی اور مستقل تصنیف کی شکل میں ۱۰۰ کے قریب جو شاہکار کتابیں آپ نے چھوڑی ہیں اس کے فیوض و برکات میں تاج الشریعہ کا نام اپنی تمام تر نغمگی اور گونج کے ساتھ زندہ وتابندہ رہے گا۔آپ نے اپنے علمی وثوق رسوخ،جذبہ عمل،قوت فکر،آفاقی تخیل سے دنیا کو جس طرح سرشار وسرمست کیا ہے یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔اور سچ یہ ہے کہ۔

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

زمانہ گزرتا رہے گا آپ کی یادوں کی آنچ تیز ہوتی رہے گی۔آج ہر صالح فکر اخبار و رسالہ جوان پر نمبر نکالنے اور دستاویزی شکل دینے میں مصروف ہے یہ سب کیا ہے؟یہ سب ان کے نکتہ ایمان وعمل کی تفسیر وتاثیر نہیں تو اور کیا ہے۔

جدا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری خدا کی رحمتیں ہوں اے میر کارواں تم پر

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے!

علامہ انصار احمد مصباحی،ناسک،انڈیا

۲۰ر جولائی کی تاریخ تھی کوئی کہہ رہا تھا،"تاج الشریعہ دنیا میں نہ رہے"،کوئی کہہ رہا تھا"تاج الشریعہ داغ مفارقت دے گئے"،کہیں اعلان ہو رہا تھا"علامہ ازہری میاں کا انتقال ہو گیا"،تو کوئی خبر دے رہا تھا"ازہری میاں کا وصال ہو گیا"کسی نے بولا"تاج الشریعہ وفات پا گئے"تو کسی نے کہا"اہل سنت یتیم ہو گئے"۔بس یہی کہہ رہے تھے،لیکن خود حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان"ازہری میاں"کیا کہہ رہے تھے؟

اختر قادری خلد میں چل دیا خلد وا ہے ہر اک قادری کے لئے

شعر کے دوسرے مصرع میں جہاں متوسلین ومحبین کو تسلی دی،وہیں ایک باریک نکتے کی طرف بھی اشارہ فرما گئے: کچھ دیدہ کور اب بھی کہہ رہے ہیں کہ تاج الشریعہ نے کیا کیا؟ یہی کیا کم ہے کہ حضور مفتئ اعظم کے سچے وفادار جانشین نے کروڑوں لوگوں کو غوث اعظم کا شیدائی "قادری" مرید بنایا۔اور بقول ان کے"خلد وا ہے ہر اک قادری کے لئے"۔اسے صرف شعری تخیل وتصور خیال نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ بہجۃ الاسرار شریف کی عبارت کی ترجمانی ہے۔حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے،"میرے ہر مرید کا خاتمہ ایمان پر ہو گا"۔اور "اس سلسلے میں داخل ہونے والا ہر مرید میرا مرید ہے"(تفصیل کے لئے مذکورہ کتاب''ذکر فضل اصحابہ وبشراہم''دیکھیں)تاج الشریعہ نے ہم گنہ گاروں کے ہاتھوں کو پکڑ کر انہیں غوث پاک کے ہاتھوں میں تھما دیا۔

کوئی سیکڑوں میں ایک ہوتا ہے کوئی ہزاروں میں،کوئی لاکھوں میں ایک ہوتا ہے تو کوئی کروڑوں میں۔میرے تاج الشریعہ واحد

شخص ہیں جو اپنے وقت میں پورے پانچ ارب لوگوں میں ایک تھے. اپنے وقت میں سب سے افضل، سب سے اعلیٰ ممتاز، افقہ، اتقٰی اور مرجع خلائق تھے. اس خاندان کی ایک خاصیت ہے کہ پچھلے ڈیڑھ صدی سے یہ سب سے ممتاز حیثیت کا حامل رہا ہے. امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ وقت کے سب سے عظیم فقیہ اور عالم تھے، ان کے صاحب زادے کا تو لقب ہی "مفتیٔ اعظم عالم" تھا. جارڈن کی انسانی اعداد شمار کے تعلق سے مشہور تنظیم "Royal Islamic Strategic Studies Centre" نے حضور ازہری میاں علیہ الرحمہ کو عصر حاضر کا سب سے بڑا مفتی اور مسلم دنیا کی بائیسویں با اثر مسلم شخصیت قرار دیا تھا. اور صاف صاف لکھا کہ (South Asia دکھن ایشیا) میں ان کے فالوورس (متبعین) کی تعداد 200 ملین [20 کروڑ] سے زائد ہیں. (لیکن یہ دیکھ کر کافی افسوس ہوا کہ اس میں آپ کو بریلوی مذہب کے بانی کا پوتا کہا گیا ہے۔ جملہ یہ ہے:

He is the great grandson and successor of .....Ahmed Raza Khan...... .Who is the founder of Barelvi movement in south Asia.

مشہور ندوی عالم اور کئی کتابوں کے مصنف ڈاکٹر ہارون ندوی صاحب نے اپنے چینل پر برملا اعتراف کیا کہ "حضور تاج الشریعہ اعلیٰ حضرت کے بعد دنیا کے دوسرے سب سے زیادہ علم رکھنے والے شخص تھے"۔

ویسے تو وہ شخص مفرد تھے لیکن تھے منفرد، اپنی ذات میں انجمن تھے، وہ فقیہ اسلام تھے، مدرس بے بدل تھے، محدث لاثانی تھے محقق تھے، مفسر تھے، مفکر تھے، قائد و مصلح تھے، قاضی اور مفتی تھے، مشہور سہ لسانی صاحب طرز ادیب و شاعر تھے، سب سے بڑے روحانی رہنما تھے. وہ کیا نہیں تھے؟ یوں کہ لیں کہ وہ اکیسویں صدی میں سب کچھ تھے. وہ جوانی میں بزرگ تھے اور بزرگی میں ولی کامل ہو گئے تھے۔ اس مقام پر اشرف مارہروی صاحب کا وہ قطعہ آپ کی ذات پر حرف حرف صادق آتا ہے جو انہوں نے آپ کے مربی حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے لئے کہا تھا۔

وہ بچپن سے ہی اچھے تھے، بزرگوں سے سنا ہم نے ولیوں کی نگہ ان کی ادائیں چوم لیتی تھی
خدا نے جب انہیں پیری عطا کی تب یہ عالم تھا اجابت بڑھ کے خود ان کی دعائیں چوم لیتی تھی

ان میں حق گوئی و بے باکی تھی، ایمانی جذبہ تھا، جرأت رندانہ تھی، حمیت تھی، مسلکی درد تھا، سوز و ساز تھا، ادراک و شعور تھا، خوف خدا عشق رسول ﷺ تھا، ان کے باوصف آہ سحر گاہی اور نوائے شوق بھی تھا۔ فقہ و افتا، تدریس اور بیعت و ارشاد آپ کے اصل میدان تھے، تصنیفی خدمات ویسے تو آپ کے عظیم کارناموں کا ایک درمیانی باب ہے، حاصل حیات نہیں ہے، لیکن بذات خود بہت ہی وسیع، عظیم اور ہمہ جہت ہے۔ عمر کا ابتدائی حصہ تحصیل علم میں صرف کیا۔ اخیر میں روحانیات غالب رہی. جو لکھا ضرورتاً لکھا۔ زیادہ تر ایک خاص مدت میں لکھا لیکن ایسا لکھا کہ پھر ضرورت تشنہ کام نہ رہی۔ وہ ایک مصنف تھے، کتابوں کی فہرست بڑھا کر دھونس جمانے والے لکھاری نہیں تھے، وارث علوم اعلیٰ حضرت تھے، جو بھی لکھا لاجواب لکھا، محققانہ لکھا، بصیرت افروز اور چشم کشا لکھا، ایک ایک تحریر پتھر کی لکیر، حرف آخر ثابت ہوئی، فتویٰ دے دیا تو پھر موقف پر نظر ثانی کی نوبت نہ آئی۔

"تصویروں کا شرعی حکم" لکھ کر حکم شرع بتایا کہ جاندار کی دستی، عکسی، معظم وغیر معظم ہر طرح کی تصویر حرام ہے، پھر اس فتوے پر ایسی استقامت برتی کہ اس کا اثر آج پوری دنیائے اہل سنت شدت سے محسوس کر رہی ہے۔ "ہجرت رسول" لکھ کر بتایا کہ اسلام اور فروغ اسلام میں ہجرت کا کتنا بڑا کردار ہے، کیسے بے سروساماں مہاجرین دنیا میں سب سے بڑا انقلاب برپا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ "سنو! چپ رہو!" لکھ کر قرآن کی عزت و حرمت کو بتایا۔

"الحق المبین" لکھ کر فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیے گئے چند اعتراضات کا تشفی بخش جواب دیا جو آپ ہی کا حصہ تھا۔ "ٹائی کا مسئلہ" لکھ کر یہ بتایا کہ "ٹائی" صلیب کی علامت (The sign of the Cross) اور عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے، اسلام میں اس کے جواز کی کوئی گنجائش موجود نہیں. اس فتوے کا یہ اثر ہوا کہ بڑے بڑوں نے گلوں سے پھانسی کا یہ پھندا اتار پھینکا۔ "الصحابة نجوم الاهتداء" اور "تحقيق انّ ابا سيّدنا ابراهيم عليه السلام (تارح) لا (آزرَ)" تصنیف فرمائی تو دنیا کی سب سے بڑی مذہبی یونیورسٹی جامعۃ الازہر کے اساتذہ اپنا موقف تبدیل کرنے پر مجبور ہو گئے۔

قصیدہ بردہ شریف کی شرح لکھنے پہ آئے تو "الفردة" لکھ کر جدید عربی ادب کی بکھری زلفیں سنوار دیں، نکات کے ایسے سوتے پھوٹے کہ عرب بھی دنگ رہ گیا۔ "اسمائے سورہ فاتحہ کی وجہ تسمیہ" لکھ کر یہ ثابت کیا کہ اس وقت علم تفسیر پر بھی سکہ حضور تاج الشریعہ کا ہی چلتا ہے۔ میں نے علامہ سید محمد طنطاوی (سابق شیخ جامعۃ الازہر، مصر) کی "التفسير الوسيط" پڑھی ہے. اسمائے سورہ فاتحہ اور ان کے وجوہ تسمیہ کو پہلے دوسرے صفحے میں ہی ذکر فرمایا ہے۔ میں وثوق سے کہ سکتا ہوں کہ اس مقام پر ان کا قد تاج الشریعہ سے کہیں بھی اونچا نہیں ہے۔

"آثار قیامت" لکھ کر عوام اہل سنت کی اصلاح کی اور ان کو ترغیب و ترہیب کا سامان فراہم کیا۔ "القول الفائق" لکھ کر یہ بتایا کہ فاسق بالخصوص بے ریش کی اقتدا سے اپنی نمازیں کیسے بچائی جائے۔ "ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن" لکھا تو ایسی منفرد تحقیق پیش کی کہ جواز کے کئی قائل آپ کی شاہکار تحقیق پڑھ کر اپنے سابقہ موقف سے رجوع کر لیے۔ "دفاع کنز الایمان" لکھ کر اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن کا شاندار دفاع کیا اور ایسا کیا کہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہا۔

"سد المشارع" لکھ کر ایک باطل نظریہ (اسلام کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت نہیں) کی دھجیاں اڑائی۔ "نهاية الزين في التخفيف عن ابي لهب يوم الاثنين" لکھ کر ثابت کیا کہ یہ سچ ہے کہ ولادت رسول ﷺ کی خبر سن کر اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کرنے کی برکت سے پیر کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ "تین طلاق کا شرعی حکم" لکھ کر ایک نشست میں تین طلاق کے وقوع کے مخالفین کو دندان شکن جواب دیا۔

یہ تو نثر تھا نظم کی بات کریں تو اس میدان کے بھی شہسوار نظر آتے ہیں. اس عنوان پر ادبی بحث ہوتے رہتے ہیں کہ شعر کہنا مشکل ہے یا نثر نگاری لیکن اس بات پر سبھی متفق نظر آتے ہیں کہ دونوں میں کمال حاصل کرنا بہت مشکل ہے. علامہ اختر رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے دونوں

میں نہ صرف کمال حاصل کیا بلکہ اسے بخوبی برتا بھی ہے۔

تاج الشریعہ اکیسویں صدی میں وفات پانے والی عظیم ہستیوں میں سے ایک تھے بلکہ کئی جہت سے سب سے بلند تھے. اکیسویں صدی نے مارگریٹ تھیچر (Margreat Thtcher)، افریقی گاندھی سے مشہور نیلسن منڈیلا (Nelson Mandela) مشہور سائنٹسٹ ڈاکٹر اسٹیفن ہاکنگ (Stephen Hawking) پرنس چارلس، مشہور امریکی کاروباری اور امیر ترین کمپنی "ایپل" کے بانیوں میں سے ایک اسٹیو جابز (Steve Jobs) نوبل یاسر عرفات، کوفی عنان اور سید محمد علوی مالکی، سید احمد طنطاوی، محمد علی، بے نظیر بھٹو سمیت سیکڑوں مدبرین، سیاسی و مذہبی رہنماؤں اور محققین کو مرتے/ وفات پاتے دیکھا ہے. لیکن تاج الشریعہ کی بات سب سے نمایاں تھی. ذہن و دماغ، کردار و عمل پر قومی و ملی اعتبار سے جو اثر حضور تاج الشریعہ کی ذات پھر آپ کی وفات نے ڈالا ہے ایسی مثال کم از کم اکیسویں صدی میں تو کہیں نظر نہیں آتی۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی　　اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

سب مدینے چلیں

علامہ پرفیسر سید خرم ریاض رضوی، لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی النبی الامی و الہ صلی اللہ علیہ و سلم صلاۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ

سب مدینے چلیں

اس صدائے عشق نوا کی حلاوت وہی دل پاسکتے ہیں جو دیار یار کے تذکار پر مچل مچل اٹھتے ہیں۔

ہر گھڑی وجد میں رہے اخترؔ　　کیجئے اس دیار کی باتیں

سب مدینے چلیں

اس ندائے الفت فزا کی راحت سے وہی جانیں آشنا ہوتی ہیں جو کوچۂ جاناں کی خاک میں خاک ہونے کے لیے تڑپ تڑپ جاتی ہیں۔

خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی　　خاک طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں

سب مدینے چلیں

اس آواز محبت ساز کی شیرینی انہی روحوں میں اترتی ہے جو در محبوب کے انتظار میں پل پل گن گن کر بتاتی ہیں۔

ترا دل شکستہ اخترؔ اسی انتظار میں ہے　　کہ ابھی نوید وصلت تیرے در سے آرہی ہے

سب مدینے چلیں

یہ زمزمہ انہی سینوں میں ہلچل مچاتا ہے جو مدینہ کی آرزو میں پگھل پگھل جاتے ہیں اور ہر نفس زبان شوق پر یہی مدعا لاتے ہیں۔

یا رسول اللہ از رحمت نگر | در بقیع پاک خواہم مستقر

اے خوشا بخت رسائے اخترت | باز آوردی گدا را بر درت

سب مدینے چلیں

یہ ایک سندیس بھی ہے اور اک تمنا بھی، اس میں نغمگی بھی ہے اور کچھ درد اور کسک بھی، ایک لگن اور دھن بھی ہے اور جذب دروں بھی قصد و ارادہ بھی ہے اور وارفتگی و والہانہ پن بھی۔عاشق صادق کو جب در محبوب کی چٹھی مل گئی تو اس کا غنچۂ دل کھل گیا، اور وہ نسیم عطر گرداں کی طرح گلشن میں گل و بلبل سے نازشیں کرتا ہوا گنگنانے لگا۔

تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں | جانب طیبہ سب کے سفینے چلیں

اس نغمۂ جانفزا میں ڈوبا ہوا جنوں اور سوز دروں اس طور پر ہے کہ ابھی عاشق زار اس انتظار میں ہے کہ کب دل کی بے کلی مٹے، آرزو کی کلی کھلے اور راہ طیبہ ملے۔

اے نسیم کوئے جاناں ذرا سوئے بدنصیباں | چلی آ کھلی ہے تجھ پہ جو ہماری بے کسی ہے

حضور فیض گنجور تاج الشریعہ بدر الطریقہ زینت بزم سخن مخزن ہر علم وفن حضرت مفتی اختر رضا خاں الازہری قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کی سفینہ بخشش کا یہ کلام حلاوت نظام مشتاقان رسول ﷺ اور طالبان مدینہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کے لیے بجائے خود ایک سفینہ ہے۔ایسا سفینہ کہ جس میں حرماں نصیب سوار ہو کر دیار یار کے ساحل کی طرف رواں دواں رہتے ہیں۔عشق کے چپو چلاتے ہوئے، آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے، زبان حال سے یوں دہائی مچاتے ہوئے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

کشتئ زندگی مری اب تو کنارے آ لگی | کہتی ہے تم سے زندگی اب تو مئے دوام دو

حضور ازھری میاں قبلہ علیہ الرحمہ کی یہ نظم عشق بزم اک ترانہ بھی ہے اور نعرۂ مستانہ بھی، اس کشتئ محبت کے ان کھیون ہاروں کیلئے جو الفت کے ساگر میں اٹھتی موجوں کو دیکھ کر مضبوط ارادوں کے لنگر اٹھا دیتے ہیں۔بادبان شوق کھول کر آرزومندان دید کو نوید وصل سناتے ہیں۔

تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں | جانب طیبہ سب کے سفینے چلیں

قاضئ عشق، مفتئ محبت، حضرت تاج شریعت بخششوں کے سفینہ میں سوار عاشقان زار کو نوید مدینہ کے ساتھ مئے شبینہ کی لذتیں بھی دلانے لگے۔شراب عشق کے جام بھر بھر کے پلانے لگے اور مدینے کے نخلستانوں کی جانب اشارہ کر کے فرمانے لگے۔

میکشو! آؤ آؤ مدینے چلیں | بادۂ خلد کے جام پینے چلیں

حسن مطلع میں حسن کے پیکر حضرت اختر کس قدر حسیں انداز میں محبت کی طرب اور عشق کے ساز میں اپنا مدعا بیان کرتے ہیں۔بقول بلبل شیراز

غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخواں حافظ | کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

کہ اے حافظ تو نے غزل کہی یا چمکتے موتی چنے۔اے حافظ آ اپنے خوشگوار لہجہ میں یہ غزل گنگنا، اپنی حسن بیانی کا جادو جگا، کیونکہ تیری اس چمکتی غزل کے حسن نظم پر تو فلک ثریا کے چمکتے ستارے لٹا رہا ہے۔

اور چمکتی سی غزل کوئی پڑھوا ے نوریؔ　　　　رنگ اپنا ابھی جمنے شعرا نے نہ دیا

تو حضرت تاج الشریعہ کا یہ حسن مطلع پڑھ کے دل پکار اٹھے گا۔۔اے تاج الشریعہ تشریف لائیے اپنا نغمۂ عشق سنائیے، مدینہ کا جلوہ دکھائیے اور چمکتی آنکھوں سے بادۂ خلد کے چھلکتے جام پلائیے۔اے تاج الشریعہ آئیے، خدارا لطف فرمائیے، مدینے کے مرغزاروں میں بسائیے اور نوری دیوان سے کوئی چمکتی غزل سنائیے۔

گوش بر آواز ہوں قدسی بھی اس کے گیت پر　　　　باغ طیبہ میں جب اختر گنگناتے خیر سے

تاج الشریعہ! للہ رخ زیبا سے پردہ ہٹائیے، جاں بخش تبسم کی پھبن دکھائیے، وہ حامدی ضیاء، وہ نوری ادا، وہ جیلانی ضیاء، وہ تحسینی جلا، رضا و نقی کا آئینہ بارے سامنے لائیے، رخ کام جاں دکھائیے۔۔۔ع

مہر نے چھپ کر کیا خاصا دھندلکا نور کا

اے تاج الشریعہ، اے رضوی دولہا، اے برکاتی نوشہ، اے مارہرہ کی امانتوں کے امیں، اے کالپی فلک کے ماہ مبیں، اجمیری ساغر میں قادری بادہ چھلکا دیجیے، تشنگی مٹا دیجیے۔۔۔ع

شربت نہ دیں، نہ دیں تو کریں بات لطف سے

اے مہرباں ساقی! زبان کرم کو جنبش دیجیے، دامن کرم میں لیجیئے۔نغمہ قم سنا دیجئے اور دست طلب میں دست ناز سے بغدادی پیمانہ تھما دیجئے۔

وھمو و اشربو انتم جنودی　　　　فساقی القوم بالوافی ملال

کا سوز مے اور ساز عشق سنا دیجئے۔

ملے لب سے وہ مشکیں مہر والی دم میں دم آئے　　　　ٹپک سن کر قم عیسیٰ کہوں مستی میں قلقل کو

حضرت تاج الشریعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ و تبارک علیہ کا یہ بادہ بار کلام، بزم عشق کا یہ خوشگوار جام مرنے والوں میں جینے کی امنگ جگاتا ہے۔راہ عشق میں جاں لٹانے کا ڈھنگ سکھاتا ہے، حقیقی زندگی کی ترنگ دکھاتا ہے۔

جی گئے وہ مدینے میں جو مر گئے　　　　آؤ ہم بھی وہاں مر کے جینے چلیں

زندگی اب سر زندگی آ گئی　　　　آخری وقت ہے اب مدینے چلیں

حضرت تاج الشریعہ کی کہی ہوئی یہ نعت شیریں تر از قند و نبات فیض رضا کی چمکتی ہوئی سوغات من میں مدینے کی لگن لگاتی ہے۔دل میں طیبہ کی جوت جگاتی ہے۔گلزار مدینہ کی مہکتی یادوں سے روح کو بساتی ہے۔دیار حبیب کا ایسا شوق دلاتی ہے کہ بے سہارا بھی کشاں کشاں چلتا ہے ناتواں بھی دیوانہ وار بڑھتا ہے۔اور جھوم جھوم کر پڑھتا ہے۔

شوق طیبہ نے جس دم سہارا دیا　　　چل دیئے ہم کہا بے کسی نے چلیں

شوق طیبہ نے بے سہارا کو ایسا سہارا دیا۔ بے کسی مٹا کر ایسا یارا دیا کہ جسم ہی نہیں جاں بھی عازم مدینہ ہوئی۔ تن بدن ہی نہیں روح بھی سوئے طیبہ رواں ہوئی۔ قالب ہی نہیں قلب بھی شہر دلبر کی طرف دوڑنے لگا۔

یہ بحثیں ہو رہی ہیں میرے دل میں پہلو بر میں　　　کہ دیکھیں کون پہنچے آگے آگے شہر دلبر میں

میرے آقائے نعمت بدر طریقت تاج شریعت حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے اس جام خوش کام سے مشتاق مدینہ کے دل پر ایسی مستی چھائی کہ وہ حیات وممات سے بیگانہ، فنا و بقا سے بے نیاز ہو کر سوئے طیبہ پرواز کرنے لگا۔

طائر جاں مدینے کو جب اڑ چلا　　　زندگی سے کہا زندگی نے چلیں

جان نو راہ جاناں میں یوں مل گئی　　　آنکھ میچی کہا بیخودی نے چلیں

فخر ازھر اھلسنت کے دلبر حضرت تاج الشریعہ عشق مدینہ کی چاشنی لٹا رہے ہیں اور مدینہ کی راہ کو راہ بقا بتا رہے ہیں۔ فرما رہے ہیں کہ یاد مدینہ میں مرنا ہی حقیقت میں جینا ہے۔ مدینہ طیبہ کی محبت ہی حیات جاودانی کا سفینہ ہے۔ طائر جاں دم واپسی اڑا تو کدھر کو چلا؟ سوئے مدینہ۔ قفس عنصری سے روح نکلی تو کدھر گئی؟ گلزار مدینہ کی ڈالیوں پر جا بیٹھی۔

بلبل بے پر پہ ہو جائے کرم　　　آشیانش دہ بہ گلزار حرم

وقت رخصت عاشق مدینہ کی جان اس پھبن سے نکلی کہ زندگی اسے ہمیشہ کی زندگی کا مژدہ سناتے ہوئے جانب مدینہ لے چلی۔ گویا طالب مدینہ کے حسن طلب نے ایسا رنگ جمایا، محبت مدینہ کی مے نے بیخودی کا ایسا نشہ چڑھایا کہ شمع مدینہ کا پروانہ آنکھ میچ کر محو دیدار ہوا اور اپنی جان سو جان سے مدینے پہ قربان کر کے جان نو کی سرمدی لذتوں سے سرشار ہوا۔

واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جان نو　　　یہ راہ جانفزا میرے مولا کے در کی ہے

اگر راہ طیبہ میں ناتوانی ناتوانوں کے آڑے آنے لگی۔ بے کسی انہیں رلانے لگی۔ بے مائیگی تڑپانے لگی تو حب مدینہ نے ایسا جذبہ جگایا کہ بے کلی دل کی کلی بن کے مسکرانے لگی اور دل کو کھینچ کر خاک مدینہ میں بس جانے کی خوشخبری سنانے لگی۔

راہ طیبہ میں جب ناتواں رہ گئے　　　دل کو کھینچا کہا بے کلی نے چلیں

خاک طیبہ میں اپنی جگہ ہو گئی　　　خوب مژدہ سنایا خوشی نے چلیں

وارث علوم امام احمد رضا حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ مدینہ کا گیت گاتے۔ سوئے مدینہ بلاتے۔ مدینہ کی راہ پہ چلاتے اور ہم ناتوانوں کے سفینے جانب مدینہ بڑھاتے ہوئے سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ، مہبط وحی وسکینہ، شہ دوجہاں، خاتم مرسلاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریمی بتانے لگے۔ رحمت عالم کے لطف وکرم کی ادائیں دکھانے لگے فرمانے لگے کہ وہ ایسے شفیق ومہرباں آقا ہیں کہ ان کا کوئی نام لیوا۔ انکے در کا گدا، کوئی فقیر وبینوا، کوئی خاک نشیں، کوئی مضطرب، کوئی حزیں، کوئی بے نشاں، کوئی بے آشیاں، کوئی عاجزی سے سادگی کے

ساتھ ان کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ لے چلے تو وہ چل دیتے ہیں۔ وہ ہاتھ جھٹکتے نہیں دامن چھڑاتے نہیں۔

بے تکلف شہ دو جہاں چل دیئے　　　سادگی سے کہا جب کسی نے چلیں

سیدہ اماں خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی تو یہی فرماتی ہیں:

انک لتصل الرحم صلہ رحمی کرنا رسول خدا کی شان ہے۔

و تحمل الکل ضعیف اور ناتواں کا بوجھ اٹھالینا ان کا دستور ہے۔

و تکسب المعدوم اور مفلس وقلاش کا دامن بھر دینا ان کا معمول ہے

و تقری الضیف مہمانوں اور ناداروں کے لیے خوان نعمت بچھانا انکی عادت کریمہ ہے۔

و تعین علی نوائب الحق اور لوگوں کی مدد و دستگیری کرنا محتاجوں کی اعانت و دلجوئی فرمانا آپکا خلق حسن ہے۔

آتا ہے فقیروں پہ انھیں پیار کچھ ایسا　　　خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

طائر جاں مدینے کو اڑ چلا۔ زندگی زندگی میں مل چکی جان مضطر راہ جاناں میں جان نو کی راحت پا گئی، آنکھ میچی تو بیخودی چھا گئی، ناتوانی رخصت ہوئی تاب وتواں مل گئی، بے کلی مٹ کے رہی، دل کی کلی کھل گئی اور مثردہ یہ سنا کہ خاک طیبہ میں اپنی جگہ ہوگئی۔ الحمد اللہ رب العالمین

اب مرحلہ ہے آخرت کا، عرصہ ہے قیامت کا، گھڑی ہے محشر کی دن ہے حشر کا۔ یوم یفر المرء من اخیہ اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی و امہ و ابیہ اور ماں اور باپ و صاحبتہ و بنیہ اور جورو اور بیٹوں سے لکل امری منھم یومئذ شان یغنیہ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے۔ وہ جانکاہ عالم کیا وقت دکھائے گا۔ وہ جاں گسل گھڑیاں کیا ساعت لائیں گی۔ ہر طرف نفسی نفسی کی دہائی خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے۔

لیکن حضرت تاج الشریعہ بدر الطریقہ ازہری میاں قبلہ علیہ الرحمہ بے چین جانوں کی بے چینی مٹا رہے ہیں۔ عصیاں شعاروں کو مغفرت کی سبیل بتا رہے ہیں۔ شفاعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کا جلوہ تاباں دلوں میں بسا رہے ہیں۔ فرما رہے ہیں۔

اگلے پچھلے سبھی خلد میں چل دیئے　　　روز محشر کہا جب نبی نے، چلیں

سبحان اللہ! کیا بانکپن ہے۔ کیسا جوبن ہے۔ کیا نفاست کلام ہے، سخنوری کا چھلکتا ہوا جام ہے۔ کس قدر دلکشی ہے، کیسی نغمگی ہے عشق رسول کی سرمستی ہے۔ جس سے عیاں راز ہستی ہے۔ محبت حبیب میں عجب وارفتگی ہے۔ جس سے عاشقوں کی دل بستگی ہے۔ گویا فرما رہے ہیں کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب پاک سے اقرار شفاعت ہی جنت کی بشارت ہے۔ ان کا اشارۂ ابرو مغفرت کی ضمانت ہے۔ جان کرم کا مسکرا کے کہہ دینا "چلیں" گرفتاروں کی بیڑیاں کاٹ دے گا۔ جنت کے دروازے کھلوا دے گا۔ غفران و بخشش کا دریا بہادے گا۔ گنہگاروں کو فردوسی باغات میں بسا دیگا۔

لو وہ آیا میرا حامی میرا غم خوار امم　　　آ گئی جاں تن بے جاں میں یہ آنا کیا ہے

جان جاناں کا اتنا فرما دینا ''چلیں'' ہزار رکاوٹیں دور کر دے گا۔محشر کی کلفتیں کافور کر دے گا۔جان شفاعت کی آواز ''چلیں'' پائے کوباں کیلئے مژدہ جانفزا ہوگی۔حرماں نصیبوں کے لیے فرحت افزا ہوگی۔۔۔ع

پژمردہ جانوں کے لیے دلکش و دلکشا ہوگی

جان محبوبی کی صدا ''چلیں'' تو باغ شفاعت کی وہ ہوا ہے جو گلزار ارم کو بسا دے گی۔شان محبوبی کی ندا ''چلیں'' تو جلوہ زارکن کی موجِ صبا ہے، جو فردوسی پھولوں کو مہکا دے گی،قصر دنی کا دولہا، باغ قدس کی بہار، ملک شفاعت کا نوشاہ، دست قدرت کا شاہکار، میرے اللہ کا نگار ''چلیں'' کیا فرمائے گا۔میدان حشر میں جنت کو کھینچ لائے گا، خاک افتادہ کو دست کرم سے اٹھائے گا، دل شکستہ کو سینے سے لگائے گا، غموں کی دھوپ میں جلتی جانوں کو دامن اقدس کی ٹھنڈی ہوا سے جلائے گا، خلق خدا ان کے گنہگار کا ناز دیکھے گی، چشم جہاں انکی شفاعت کے انداز دیکھے گی ۔

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا	پر یہ ناز ان کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر ان کا دامن مچل جائے گا
موج کترا کے ہم سے چلی جائے گی رخ مخالف ہوا کا بدل جائے گا	جب اشارہ کریں گے وہ نامِ خدا اپنا بیڑا بھنور سے نکل جائے گا
یوں تو جیتا ہوں حکم خدا سے مگر میرے دل کی ہے ان کو یقیناً خبر	حاصل زندگی ہوگا وہ دن مرا ان کے قدموں پہ جب دم نکل جائے گا
رب سلم وہ فرمانے والے ملے کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے وسوسے	پل سے گزریں گے ہم وجد کرتے ہوئے کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا
اختر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے	لو لگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

حامدی حسن کی ادا، جیلانی دلربا، حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ طیبہ کا مژدہ جانفزا سناتے ہوئے۔مئے مدینہ کے پیمانے چھلکاتے ہوئے، راہ طیبہ میں ملنے والی جان نو کا گیت گنگناتے ہوئے اور عرصہ گاہ محشر میں شفاعت مصطفی ﷺ کے نغمات گاتے ہوئے۔عشق کے نفحات سے غم زدوں کا غم مٹاتے ہوئے۔زخمی دلوں پر ذکر عطائے رسول کا مرہم لگاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

ان کی شان کرم کی کشش دیکھنا کاسہ لے کر کہا خسروی نے چلیں

حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا علیہ الرحمہ رسول کونین شاہ حرمین مالک کل سید الرسل ﷺ کی نوازشوں کا۔آپکی عنایتوں کا بندہ پروری کا شان دستگیری کا کیا پر لطف بیان فرما رہے ہیں۔مصطفیٰ جان رحمت کے لطف و کرم کا بہتا دھارا دکھا رہے ہیں۔بزم سخن کو چار چاند لگا رہے ہیں۔ذوق نعت کی نفاست وسلاست اور حدائق بخشش کی لطافت وحلاوت چھلکا رہے ہیں۔فرما رہے ہیں۔

ان کی شان کرم کی کشش دیکھنا کاسہ لے کر کہا خسروی نے چلیں

مطلب یہ کہ حضور اقدس ﷺ کی سخا کا کیا کہنا کہ بڑے بڑے سخی بھی آپکے منگتا ہیں۔سرکار دو عالم ﷺ کے جود و عطا کا کیا کہنا کہ شاہان زمانہ بھی آپکے در کے گدا ہیں۔آپکے لطف و کرم کی ادا ایسی پرکشش ادا ہے کہ سلاطین دھر دامن پھیلائے کھنچے چلے آتے ہیں اور منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

یہ کس شہنشہ والا کا باڑا بٹتا ہے کہ خسروں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

ان کی شان کرم کی کشش دیکھنا ذرا تاج الشریعہ کے اس جاذب نظر بیان کی بھی کشش دیکھنا کیسا نفیس وسلیس پیرایہ ہے۔حضرت اختر کا قلم کس لطیف ادا سے جاذبیت،سخن وکشش کلام کھینچ لایا ہے۔حضرت رضا کے پختہ خامہ کی سحر طرازی کا رنگ دکھایا ہے اور استاذ زمن کا جام تغزل چھلکایا ہے۔

سن کلام رضا طوطیٔ اصفہاں بے زباں بے زباں بے زباں ہوگیا

مقناطیس کی مقناطیسیت فدا اے اختر رضا تیرے کلام کی کشش و دلکشی پر۔شیریں لحن،میٹھا لہجہ،حسن آہنگ،شوکت الفاظ،کمال تلفظ کیا کیا نثار کروں اے جان عنادل تیرے نغموں پر۔منظر نگاری اور پرکاری تو کنیزیں ہیں ترے قصر سخن کی،اے اختر رضا،اے خوشنوا۔تشبیہ واستعارہ تیرے خزینہ حروف سے معانی مستعار لیتے ہیں،اے اختر رضا اے شیریں ادا،تطبیق وتلمیح تو نمکخوار ہیں تیرے خوان بیان کے،اے اختر رضا،اے گلوں کی صدا نظم وغزل،ربط و چاشنی کا کاسہ لیے حاضر ہیں تیری چوکھٹ پر،اے اختر رضا،اے مہ لقا غزال تیری غزل سن کر نافے بسائیں۔طائران جناں تیرے گیتوں کی دھومیں مچائیں،اے اختر رضا۔پیکر عشق ووفا شیراز کے بلبل اور اصفہان کے طوطی آئیں تیری منڈیر پر چہچہائیں۔بلبل باغ مدینہ ترا کہنا کیا ہے۔

تو حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے کس خوبصورت انداز میں کریم دو جہاں سلطان کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کرم کی کشش کا نقشہ آنکھوں میں جما دیا کہ۔۔۔ع

کاسہ لے کر کہا خسروی نے چلیں

محبوب رب رحمان سید انس وجان ﷺ کی جھولیاں بھر دینے کی دل کو موہ لینے والی ادا کا نظارہ تو کیجئے۔خدا توفیق دے تو سرکار تاج الشریعہ کی حق بیں نظر سے دیکھیے۔حسن مطلق پر فدا ان دیدہائے نور سے روشنی لے کر دیکھئے تو سہی کہ جانثاروں کے جلو میں چار یاروں کی جھرمٹ میں ماہ نبوت مہر رسالت کس شفقت ومہربانی اور تسلسل وفراوانی کے ساتھ تہی دامنوں کی جھولیاں بھر رہا ہے۔بینواؤں،بے کسوں کی دلجوئی کر رہا ہے،چاک گریبانوں،ناتوانوں کو دامن کرم کے سایہ میں بٹھا رہا ہے۔روتوں،بلکتوں،سسکتوں اور سلگتوں کو لب شاداب پر مسکراہٹ لا لا کر،شانِ تبسم کا نور چھلکا کر ٹھنڈے میٹھے جام پلا رہا ہے۔

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

کہہ دو رضا سے خوش ہو خوش رہ مژدہ رضا کا سناتے یہ ہیں

یہ پیار بھری ادائیں دیکھ کر،سخاوتوں،عنایتوں کی نوری ردائیں دیکھ کر،خلق کریمانہ وانداز خسروانہ کی یہ چلتی ہوائیں دیکھ کر خسروی کا دل بھی باغ باغ ہوگیا۔تاجوری کی تمنا بر آئی،شہنشہی تاج شہی کو کاسہ بنائے در مصطفی کے ٹکڑے لینے چلی آئی۔

تاج خود را کاسہ کردہ گوید ایں جا تاجور ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

خسروی تاج شہی کو کاسہ بنائے مصطفی کریم ﷺ کی چوکھٹ سے خیرات پانے چلی آئی۔خسروی،شان سخا جان عطا،خسرو دنی علیہ التحتہ

والثناء کی شان کرم کی کشش دیکھ کر خسروی کھینچتی چلی آئی اور دامن دل پھیلائے ہوئے تاج شہی چمکائے ہوئے، آنکھیں بند اور لب وا کئے ہوئے نغمہ زن ہوئی۔

کیوں تاج دار و خواب میں دیکھی کبھی یہ شے جو آج جھولیوں میں گدایان در کی ہے

ہم شبیہ غوث اعظم سیدی تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ذکر مدینہ کی دلکشی لٹاتے ہوئے۔ بزم ثنائے یار میں عشقی رنگ جماتے ہوئے۔ آرزومندان مدینہ کے جذبات کو جِلاتے ہوئے۔ بادہ خلد کے جام چھلکاتے ہوئے، ملک ازل کے سرور، سب نبیوں کے افسر، شافع محشر ﷺ کا اختر منورا نہی کے دامن کی لامحدود نورانی وسعتوں میں جا چمکا۔ شہباز لامکانی میراں محی الدین جیلانی کے فیضان سے کون و مکاں کی سرحدوں سے وراء، نور مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء کی نا ختم ہونے والی تابشوں میں جا بسا۔ جلوہ زار مصطفیٰ کی بہار نگاہ انتظار میں سجا کر دل کو رخ محبوب کا مجلیٰ آئینہ بنا کر اختر برج قادری منزل بقا میں جا روشن ہوا۔

"دل مکانِ شہ عرشیاں ہو گیا" "لامکاں لامکاں لامکاں ہو گیا"
دامن مصطفیٰ میں ترا ازھری "آشیاں آشیاں آشیاں ہو گیا"
باغ خلد نبی میں ترے چہچہے شاد و فرحاں ہر اک نغمہ خواں ہو گیا
تیری آمد پہ بزم جناں سج گئی طالب طیبہ جنت رواں ہو گیا
باد رحمت سنک بلبلوں کی چہک سارا گلشن ترا ہم زباں ہو گیا
تیری شیریں مقالی کا اعجاز ہے ہر سخن شکر داں شکر داں ہو گیا
تیرے نغمات کی ایسی مہکار ہے ہمنوا جو ہوا عطر داں ہو گیا
ایک نوری جھلک ایک شیریں ڈھلک تلخ و تاریک سا ہے سماں ہو گیا
وصل کے نور سے مجھ کو خیرات دو ورنہ تاریک میرا جہاں ہو گیا
تیرا نقش قدم رہبری کے لیے اہلسنت کا روشن نشاں ہو گیا
تیرے جانے سے اے ازھری دلربا دیکھ کیسا سماں ہے یہاں ہو گیا
اشک رکتے نہیں دل سنبھلتا نہیں تیرے جانے سے سونا جہاں ہو گیا
یاد تیری رلاتی ہے اختر پیا دل تپاں دل تپاں ہو گیا
"خرم میاں" پکارو مجھے پھر ذرا تفتہ جاں تفتہ جاں تفتہ جاں ہو گیا
میں کہاں اور بہر رضا ہے کہاں "امتحاں امتحاں امتحاں ہو گیا"
ان کے نغموں کو سن طوطی اصفہاں "بے زباں بے زباں بے زباں ہو گیا"

خرمِ قادری کو تیری جستجو — جانب طیبہ وہ تو رواں ہو گیا

''اختر خستہ بھی خلد میں چل دیا'' — ''جب صدا دی اسے مرشدی نے چلیں''

''یَاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ'' کی تسلی بخش صدا سن کر بطیب خاطر حسن اطمینان کے ساتھ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ سے سرمدی خوشنودی کے موتی چن کر شکر و امتنان کے ساتھ'' فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ'' کے ظل رحمت کے سایہ'' وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ'' کے ابدی گلزاروں میں ہمیشہ کی زندگی جینے دست ساقی کوثر سے مئے دوام پینے اختر برج رضا کشاں کشاں رواں دواں ہوا۔۔۔ع

جب صدا دی اسے مرشدی نے چلیں

کروڑوں عاشقوں کو روتا چھوڑ کر۔ دنیائے فانی سے منہ موڑ کر یاد خدا کا گلشن بسا کر ذکر الٰہ کی دھوم مچا کر، لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ ؕ کے ہنستے مسکراتے انوار لٹاتا، لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ؕ کے جگمگاتے اسرار سے دلوں کو آگاہ فرماتا۔ خستہ جانوں کی خستگی مٹاتا۔ درماندہ جانوں کی درماندگی ہٹاتا۔ راہ بقا دکھاتا۔۔۔ع

اختر قادری خلد میں چل دیا

وہ اختر قادری جو طریقت کے آسمان پر بدر تمام اور شریعت کے فلک پر مہر منور بن کر چمکتا رہا۔ وہ اختر قادری جو حقائق کے دیپ جلاتا رہا۔ دقائق کی گھتیاں سلجھاتا رہا۔ وہ اختر قادری جس کا حسن کبھی ماند نہیں پڑا۔ جس کی دلکشی میں کبھی کمی نہیں آئی، وہ حسن مطلق کا مشتاق وہ حبیب کبریا کی طلعتوں پر فدا، نغمہ سرا، ہست و بود سے بے پرواہ، راز ہستی آشکار کرتا، وہ اختر پر ضیا نور و نکہت کی قبا پہنے ہوئے باغ بقا روانہ ہوا۔ اور چلتے چلتے کوتاہ بینوں کی بے نور آنکھوں میں بصیرت کا سرمہ اس طرح لگا گیا۔

اب پس مرگ ابھرتے ہیں یہ دیرینہ نقوش — ہم فنا ہو کے بھی ہستی کا نشاں دیتے ہیں

مرشد گرامی کا دست کرم تھام کر حضرت اختر رضا آقائے نعمت تاج شریعت جنت کی بہاروں میں تو جا بسے لیکن ان کا گلشن آج بھی لہلہا رہا ہے۔ سدا لہلہاتا رہے گا۔ ان کا پھریرا آج بھی لہرا رہا ہے۔ ہمیشہ لہراتا رہے گا۔ ان کا سکہ آج بھی چل رہا ہے۔ دائما چلتا رہے گا۔ ان کا عسجد آج بھی جگمگا رہا ہے تا ابد جگمگاتا رہے گا۔ ان کے ہمام وحسام صبح و شام مہکتے ہیں تا دوام مہکیں گے۔ باغ رضا کے گل تر رہیں گے۔ دین کی سپر رہیں گے۔ اعدائے دین کے سر رہیں گے، یہ شمشیر بے نیام دو۔

حضرت اختر رضا کی شفقتیں اور عنایتیں بھلائی نہیں جا سکتیں۔ ان کی طلعتیں اور نکہتیں مٹائی نہیں جا سکتیں۔ دل حق آگاہ سے پوچھو۔ نگاہ حق بیں سے دیکھو۔ وہ کل بھی زندہ تھے وہ آج بھی زندہ ہیں۔

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا — جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

کیا قرآن کا فرمان ابدنشان سنا نہیں کان حقیقت سے یہ سرمد عسجد چنا نہیں۔ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ۚ کہ ایسی پاک جانوں کے لئے ہمیشہ کی زندگی کا مژدہ ربانی ہے۔ انہی کے لئے کامرانی ہے اور حیات جاودانی ہے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اختر خستہ بھی خلد میں چل دیا
جب صدا دی اسے مرشدی نے چلیں

تقبل اللہ تعالیٰ بحق نبیہ الکریم ﷺ

بریلی کے نیر تاباں حضور تاج الشریعہ

شیخ الحدیث مفتی محمد فیاض احمد سعیدی، ناظم اعلیٰ جامعہ سراج الحرمین، لاہور

شہر بریلی سمندر کی طرح ہے جس کی نہریں بنجر زمینوں میں سرسبزی وشادابی لاتی ہیں ایک ایسا سورج ہے جس کی تپش عشق سے کھیتی اپنے قد پہ کھڑی ہوتی ہے ایک ایسا چاند ہے جس کی ٹھنڈی چاندنی دلوں میں عشق رسالت مآب ﷺ کی شیرینی گھولتی ہے جس سے تیار ہونے والے چمن میں گلہائے رنگارنگ اپنی دل فریب خوشبو سے جہاں بھر کو معطر کیئے ہوئے ہیں یہ وہ حوض ہے جہاں محبت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے جام پلائے جاتے ہیں، جس کے نشہ سے مخمور ہو کر عظمت رسول ﷺ پر مر مٹنے کا لازوال جذبہ پیدا ہوتا ہے، بادہ خوار بے خودی کے عالم میں یوں پکارتا ہے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اس جذبہ عشق و مستی سے سرشار زندگی گزارنے کے بعد کوئی حسرت باقی نہیں رہتی بلکہ دم آخری یہ پیغام دے کر جاتا ہے۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

لحد کی شب دیجور کے لئے چراغ لے کر یوں گویا ہوتے ہیں۔

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

اسی خانوادہ کے چمکتے تارے جنہیں چالیس علوم وفنون پر ملکہ حاصل تھا، تقریبا ۷۵ کتابوں کے مصنف تھے۔ عربی اردو، انگریزی تین زبانوں پر کامل دسترس تھی، جو تین سال جامعہ ازہر مصر میں تعلیم حاصل کر کے کسی نئی تحقیق کے درپے نہ ہوئے اور نہ ہی جامعہ کی سند نے انہیں خبط علم میں مبتلا کیا بلکہ آپ اقبال کے شعر میں تھوڑے سے تغیر کے ساتھ نعرہ زن ہوئے:۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ تابش مصر
سرمہ ہے میری آنکھوں کا خاک مدینہ ونجف

آپ علیہ الرحمہ بڑے ملنسار مہمان نواز، عجز وانکساری کا مرقع تھے لیکن۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن

کی مجسم تصویر تھے، جسے بعض لوگ شر پسندی سے تعبیر کرتے ہیں، اقبال فرما گئے۔

شائستہ آداب وفا ہم بھی ہیں لیکن
جو پاؤں پہ جھک جائے وہ سر لائیں کہاں سے

تو میری مراد شیخ الاسلام والمسلمین، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضور تاج الشریعہ ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کو سب حضرات گرامی (بزگانِ خاندان) کے کمالات علمی و عملی سے گراں قدر حصہ ملا ہے فہم و ذکا، قوت حافظہ و تقویٰ سیدی اعلیٰ حضرت سے، جودت طبع و مہارت تامہ (عربی ادب) میں حضور حجۃ الاسلام سے، فقہ میں تبحر و اصابت رائے سرکار مفتی اعظم ھند سے، قوت خطابت و بیان والد ذی وقار مفسر اعظم ھند سے یعنی: وہ تمام خوبیاں آپ کو وراثۃً حاصل ہیں جن کی رہبر شریعت و طریقت کو ضرورت ہوتی ہے۔ (پیش گفتار شرح حدیث نیت، ص: ۴)

ہم ذیل میں سوال و جواب کی صورت میں آپ کے سوز دروں کو صفحہ قرطاس پہ منتقل کرنے کی سعادت سے بہریاب ہوں گے۔

عبید رضا: جان جاناں ﷺ ہمارے قریب ہیں؟

حضور تاج الشریعہ ۔

میری جان سے بھی وہ نزدیک تر ہیں — وہ مولائے ہر بے قرار مدینہ

عبید رضا: اللہ جل شانہ تک بندہ بارگاہ نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے بغیر پہنچ سکتا ہے؟

حضور تاج الشریعہ ۔

بارگاہ خدا میں کیا پہنچے ؟ — گرگیا جو نبی کے زینے سے

عبید رضا: وسیلہ ضروری ہے؟

حضور تاج الشریعہ ۔

اِبۡتَغُوۡا فرما کے گویا رب نے یہ فرمادیا — بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

''وَابۡتَغُوۡا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ'' (المائدہ: ۳۵) آیۃ کی طرف اشارہ ہے۔

عبید رضا: بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے نعمت مانگنا کیسا؟

حضور تاج الشریعہ ۔

کہہ دیا قاسم انا دونوں جہاں کے شاہ نے — یعنی درِ حضور پہ بٹتی ہے نعمت خدا

''انما انا قاسم و اللہ یعطی'' اللہ جل شانہ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ (بخاری، رقم: ۷۱)

عبید رضا: فقیروں کو نعمتیں ملتی ہوں گی بادشاہوں کو تو نہیں؟

حضور تاج الشریعہ ۔

تاج خود را کاسہ کردہ گوید ایں جا تاجور — ان کے در کی بھیک اچھی ہے سروری اچھی نہیں

اقبال نے خوب فرمایا۔

کرم اے شہ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم — وہ گدا کہ جن کو عطا کیا تو نے دماغ سکندری

استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں فرماتے ہیں۔

منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے　　　جس کو میرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

عبید رضا: مدعا کہاں ملتا ہے؟

حضور تاج الشریعہ۔

اختر خستہ عبث دردر پھرا کرتا ہے تو　　　جز در احمد کہیں سے مدعا ملتا نہیں

سحر بیان اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر　　　جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

عبید رضا: شفاعت کے بارے میں کچھ ارشاد!

حضور تاج الشریعہ۔

گنہ گارو نہ گھبراؤ کہ اپنی　　　شفاعت کو شفیع المذنبین ہیں

عبید رضا: مکہ افضل ہے یا مدینہ؟

حضور تاج الشریعہ۔

خدا نے یاد فرمائی قسم خاک کف پاکی　　　ہوا معلوم طیبہ کی دو عالم پر فضیلت ہے

عبید رضا: میلاد شریف کی شیرینی پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں!

حضور تاج الشریعہ۔

جن کو شرینئ میلاد سے گھن آتی ہے　　　آنکھ کے اندھے انہیں کو اکھلا جاتے ہیں

عبید رضا: اختیارات مصطفیٰ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟

حضور تاج الشریعہ۔

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں　　　نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

عبید رضا: عشاق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پیغام!

حضور تاج الشریعہ۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں　　　پدر مادر برادر مال و جان ان پر فدا کر دیں

عبید رضا: فرنگی تہذیب کے دلدادہ نادان مسلمانوں کے لیے پیغام!

حضور تاج الشریعہ۔

طوق تہذیب فرنگی توڑ ڈالو مؤمنو تیرگی انجام ہے یہ روشنی اچھی نہیں

عبید رضا: فرقت طیبہ کا زخم کیسے ٹھیک ہوگا؟

حضور تاج الشریعہ ۔

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا کاش گنبد خضراء دیکھنے کو مل جاتا

عبید رضا: قسمت نے یاوری کی آستانہ سرکار ﷺ پر پہنچا دیا تو کوئی اور خواہش؟

حضور تاج الشریعہ ۔

میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر ان کے آستانے کی خاک میں مل جاتا

عبید رضا: موت کی خواہش تو اچھی نہیں!

حضور تاج الشریعہ ۔

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

عبید رضا: سفر طیبہ کس انداز سے کریں گے؟

حضور تاج الشریعہ ۔

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

عبید رضا: جب گنبد خضراء کے انوار نظر آئے تو؟

حضور تاج الشریعہ ۔

دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی اس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کھل جاتا

عبید رضا: مدینہ منورہ کے راستوں کے بارے میں ارشاد!

حضور تاج الشریعہ ۔

دل میرا بچھا ہوتا ان کی رہ گزاروں پر انکے نقش پا سے یوں مل کے مستقل جاتا
دل پہ وہ قدم رکھتے نقش پایہ دل بنتا یا تو خاک پا بن کر پا سے متصل جاتا

عبید رضا : درجاناں ﷺ پر کوئی حسرت جو ادھوری رہ گئی ہو؟

حضور تاج الشریعہ ۔

ان کے در پہ اختر کی حسرتیں ہوئیں پوری سائل در اقدس کیسے منفعل جاتا

عبید رضا: آخری خواہش دم واپسیں!

حضور تاج الشریعہ ؎

گل ہو جب اختر خستہ کا چراغ ہستی　　اس کی آنکھوں میں تیرا جلوۂ زیبائی ہو

موت العالم موت العالم

علامہ پیر سید احمد علی شاہ حنفی سیفی ترمذی، رکن سپریم کونسل جماعت اہلسنت پاکستان

واجب الوجود نے ممکنات کی دنیا اپنی معرفت کیلئے تخلیق فرمائی ہے حدیث قدسی میں ہے کہ: ''**کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف**۔'' میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس مجھے محبت ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں تو مخلوق کو پیدا کیا۔ (تفسیر روح البیان ج ۶ ص ۱۶ تحت الآیۃ سورۃ الحج ۶۶ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم ج ۴ ص ۲۷۵ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، المقاصد الحسنۃ باب الکاف ص ۳۷۷ رقم الحدیث ۸۳۶ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، مثنوی شریف دفتر اول ص ۷ و دفتر چہارم ص ۱۱۱ شرح بحر العلوم لمثنوی الرومی ص ۶۱۸ و دفتر پنجم ص ۱۳۲ و دفتر ششم ص ۴۷ و ص ۸۸، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی مقدمہ ص ۴)

اب انہی ممکنات کا وجود شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وجود نہیں بلکہ ظل الوجود ہے وہ ممکن کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''**الممکنات ماتحت رائحۃ الوجود**۔'' یعنی ممکنات وہ ہیں جنہیں وجود کی صرف بو لگی ہو۔ دیگر علماء فرماتے ہیں کہ: ''ممکن مساوی الطرفین ہوا کرتا ہے'' یعنی اس کا وجود اور عدم یکساں ہے جب کہ واجب الوجود کا وجود ضروری، عدم محال اور شریک الباری کا عدم ضروری اور وجود ممتنع ہے۔ انہی ممکنات میں زمین و آسمان اور اس میں موجود سب کچھ شامل ہے لیکن ان کی انواع میں تفاوت ہے اور پھر انواع کے تحت افراد میں فرق ہے۔ نوع کے اعتبار سے انسان کو مقام ارفع و اعلیٰ عطا کیا گیا ہے اور اسے خلیفۃ اللہ فی الارض کہا گیا ہے فرمایا: ''وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ اِنِّىۡ جَاعِلٌ فِى الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً'' (البقرۃ: ۳۰) سو اس کو مکرم و اشرف بنا دیا گیا بنسبت دیگر مخلوقات کے پھر اس نوع کے افراد میں فرق کا ہونا ایک لازمی اور منطقی امر ہے۔

نہ ہر زن زن است نہ ہر مرد مرد　　خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

انہی افراد میں سے بعض افراد اپنی ذات کے اعتبار سے کئی سارے کمالات و صفات کے حامل ہوتے ہیں جن کا وجود رحمت اور عدم باعث نقصان عظیم ہوتا ہے۔ انہی باکمال افراد میں سے ایک شیخ العرب والعجم مولانا مفتی اختر رضا خان صاحب نور اللہ مرقدہ تھے۔ ایسے علماء کے بارے میں سراج الامۃ حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''**الحکایات عن العلمآء و محاسنھم احب الی من کثیر من الفقہ**۔'' علماء راسخین کے واقعات اور ان کے محاسن و فضائل اور صفات حمیدہ کے قصے مجھے فقہ کے بے شمار مسائل سے زیادہ محبوب و مرغوب ہیں یہ اس لیے کہ خاصان خدا کے پاکیزہ تذکرے آداب و کمالات کے موتیوں سے مرصع و مزین ہوتے ہیں اور ان نورانی چہروں کی روشن و درخشندہ حکایات کے پڑھنے اور سننے سے مادیات کی تاریکیوں میں مستغرق پریشان دل مادہ پرستی کی کدورتوں

سے پاک وصاف ہوکر ایمانی بشاشت وطمانیت اور استقامت علی الشریعۃ کے انوار وتجلیات سے منور ہوجاتے ہیں۔

احب الصالحین و لست منھم　　　　لعل اللہ یر زقنی صلاحا

مشہور محدث زمانہ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ۔ صلحاء امت کے تذکرے کے دوران رحمتیں برستی ہیں۔ (اخرجہ ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۸۵، واحمد بن حنبل فی الورع ج ۱ ص ۷۶، وابن ابی عاصم فی الزہد ج ۱ ص ۳۲۶، واللالکائی فی کرامات الاولیاء ج ۱ ص ۱۹۶ الرقم ۴۵، والخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد ج ۳ ص ۲۴۹، والذہبی فی السیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۶۴، والسیوطی فی تدریب الراوی ج ۲ ص ۱۴۱)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''ھم القوم لا یشقی لھم جلیس '' یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا ہم نشین محروم و بد بخت نہیں رہتا۔ (اخرجہ ترمذی فی السنن کتاب الدعوات)

رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''خیار کم الذین اذا رأوا ذکر اللہ ''، تم میں سے پسندیدہ وہی ہیں جن کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد آجائے۔ (اخرجہ ابن ماجہ فی السنن، کتاب الزھد، باب من لا یوبہ لہ، ج ۲ ص ۱۳۷۹ الرقم ۴۱۱۹، واحمد بن حنبل فی المسند ج ۶ ص ۴۵۹ الرقم ۲۷۶۴۰ والبخاری فی الادب المفرد ج ۱ ص ۱۱۹ الرقم ۳۲۳ والطبرانی فی المعجم الکبیر ج ۲۴ ص ۱۶۷ الرقم ۴۲۳)

ایک دوسری روایت میں ہے: ''لَا يَحِقُّ الْعَبْدُ حَقَّ صَرِيحِ الْإِيمَانِ حَتَّى يُحِبَّ لِلَّهِ، وَيُبْغِضَ لِلَّهِ، فَإِذَا أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، فَقَدِ اسْتَحَقَّ الْوَلَاءَ مِنَ اللهِ، وَإِنَّ أَوْلِيَائِي مِنْ عِبَادِي، وَأَحِبَّائِي مِنْ خَلْقِي الَّذِينَ يُذْكَرُونَ بِذِكْرِي، وَأُذْكَرُ بِذِكْرِهِمْ ''، یعنی ایک بندہ تب کامل مومن بن سکتا ہے جب وہ مخلوق خدا کے ساتھ محبت صرف رضائے مولا کی ہی خاطر کرے سو ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی مودت والفت کے مستحق ہیں، (آگے فرمایا) مجھے اپنے بندوں میں سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ محبوب وہی ہیں جو میری یاد سے یاد آجاتے ہیں اور ان کی یاد سے میری یاد تازہ ہو۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۴۳۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ وہی ہیں جن کی مجالس میں بیٹھ کر خوف خدا، یاد آخرت، ایمان اور اعمال صالحہ کی طرف رغبت پیدا ہو اور جن کے ساتھ بیٹھنے سے فسق وفجور اور یاد الٰہی سے غفلت اور وہابیت اور بدمذہبیت کی طرف میلان ہو وہ اولیاء الشیطان ہیں، اولیاء الرحمٰن نہیں ہیں۔

کار شیطان مے کند نامش ولی　　　　گر ولی ایں است لعنت بر ولی

بحمد اللہ تعالیٰ! مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ اکابر علماء ومشائخ در حقیقت سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کے صحیح جانشین ہیں۔ ان خدا رسیدہ بزرگوں کی تاریخ پڑھنے سے دلوں میں ایمانی قوت بڑھتی ہے اور نیک اعمال کی طرف قلوب متوجہ ہوتے ہیں۔ شیخ العرب والعجم جانشین اعلیٰ حضرت مفتی اختر رضا خان صاحب افغانی قندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بروز جمعۃ المبارک ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ کو پاکستان خصوصاً صوبہ خیبر پختون خواہ کے نیٹ ورک ''اشاعت رضا'' نے ایک ایسا پیغام شائع اور نشر کیا جس کو دیکھنے اور پڑھنے سے ان لوگوں کی حالت دگرگوں ہوئی جو اپنے سینے میں عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت کو سموئے ہوئے ہیں۔ وہ خبر کیا تھی؟ وہ یہ خبر تھی کہ دنیائے سنیت کی عظیم شخصیت اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام احمد رضا خان افغانی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علمی و

روحانی چشم و چراغ، ہزاروں نہیں بلکہ چار دانگ دنیا کے لاکھوں کروڑوں دلوں کی دھڑکن اور پیشوا، طالبانِ علمِ شریعت وطریقت کے مربی، ساقئ علوم حقیقت ومعرفت، دریائے عشقِ رسول ﷺ کے شناور، محقق ومدقق زمان، گستاخانِ رسول واہل باطل کے لئے شمشیر بے نیام، جامع العلوم الرضویۃ، استاذ العلماء والمشائخ، حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضاخان القادری الرضوی البریلوی قدس سرہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دارِفانی سے پردہ فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

قبل اس کے کہ ناچیز موصوف علیہ الرحمۃ کی زندگی اور ان کے علمی وفکری، انفرادی شانِ والاشان کے بارے میں کچھ ہدیہ ناظرین کرے، کچھ فضائل علم وعلماء ہدیہ قارئین کرتا ہے۔

امام دارمی شان علمائے کرام کے بارے میں روایت فرماتے ہیں: ''عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: كَانُوا يَقُولُونَ: مَوْتُ الْعَالِمِ ثُلْمَةٌ فِي الْإِسْلَامِ لَا يَسُدُّهَا شَيْءٌ مَا اخْتَلَفَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ۔'' (مسند الدارمي المعروف ب (سنن الدارمي) ج ا ص ۳۵۱ باب فی فضل العلم والعالم دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية)

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اکابرین فرمایا کرتے تھے کہ عالم کی موت اسلام میں ایک ایسی دراڑ ہے جس کو قیامت تک کوئی چیز بند نہیں کرسکتی۔ حضور اکرم امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ: ''وقال ﷺ لموت قبيلة أيسر من موت عالم۔'' ایک قبیلے کی موت ایک عالم کی موت سے آسان تر ہے۔ (احیاء علوم الدین، باب فضیلۃ العلم ج ا ص ۶ دار المعرفۃ بیروت) یہ اس لئے ہے کہ قبیلے اور بستیاں بسانے کیلئے کوئی تگ ودو نہیں کرنا پڑتی لیکن ایک عالم بننے یا بنانے کیلئے بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

''وقال عمر رضي الله عنه موت ألف عابد قائم الليل صائم النهار أهون من موت عالم بصير بحلال الله وحرامه۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد پاک ہے کہ قائم اللیل صائم النہار عابد کی موت، حلال وحرام کے احکامات جاننے والے عالم کی موت سے بہت آسان ہے۔ (احیاء علوم الدین، باب فضیلۃ التعلیم ج ا ص ۹ دار المعرفۃ بیروت)

قرآن مجید نے ایمان باللہ اور تقویٰ کو ولایت کا معیار بتایا ہے اور جاہلوں نے جادۂ شریعت سے ہٹ کر احکام الٰہی کی مٹی پلید کرنے کو ولایت کا نام دیا ہے حالانکہ عقائد کی کتابوں میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ: ''لو رأیت شخصاً یطیر فی الهواء ویمشی علی الماء ویاکل النار ویترک سنة من سنن رسول الله ﷺ فهو لیس بولی بل هو ساحر کذاب۔'' اگر تو ایک ایسے شخص کو دیکھے جو ہوا میں اڑتا ہے اور پانی پر چلتا ہے اور آگ کھاتا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے کسی ایک سنت کو چھوڑتا ہے تو وہ ولی نہیں بلکہ جادوگر اور پرلے درجے کا جھوٹا ہے۔

شیخ المشائخ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ مسلمانوں میں ایک ایسا فرقہ

جنم لے رہا ہے جن کا نعرہ یہ ہے: ’’نحن وصلنافلاحاجة لناالی الصلوة والصیام ۔‘‘ہم پہنچے ہوئے ہیں لہٰذا ہمیں نماز روزے کی ضرورت نہیں ۔حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ انور مارے غصے کے انار کی طرح سرخ ہوگیا اور سراپائے جلال بن کر فرمایا: ’’صدقوا فی الاصول لکن الی سقر۔‘‘ یہ بے دین لوگ اصول کی بات تو ٹھیک کرتے ہیں لیکن وہ خدا تک پہنچے ہیں، نہ جنت میں بلکہ جہنم میں پہنچ گئے ہیں اور فرمایا: ’’واللہ لوعشت الف سنة ماترکت اورادی‘‘ ۔خدا کی قسم اگر میں ہزار سال کی زندگی بھی پاؤں تو نماز روزہ چھوڑنا تو درکنار اپنے اوراد و وظائف کو بھی ترک نہ کرونگا۔

’’حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا۔‘‘(متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ بندوں کے سینوں میں سے علم کو نہیں نکالے گا لیکن علماء کو اٹھا کر علم اٹھا لے گا حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں بچے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیں گے ان سے سوال کیا جائے گا اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے سو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے ۔(امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۵ھ)

قال الحافظ ابن حجر - رحمه الله - في فتح الباري: "فدل هذا على أن ذهاب العلم يكون بذهاب العلماء". وقد ذكر المفسرون في قوله تعالى: {أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا} (الرعد:۴۱)

قال ابن عباس في رواية: خرابها بموت علمائها وفقهائها وأهل الخير منها. وكذا قال مجاهد: هو موت العلماء. جاء في مجمع الزوائد عن سعيد بن المسيب قال: شهدت جنازة زيد بن ثابت فلما دفن في قبره قال ابن عباس: "ياهؤلاء من سره أن يعلم كيف ذهاب العلم فهكذا ذهاب العلم.. أيم الله لقد ذهب اليوم علم كثير" رواه الطبراني. وجاء في كتاب "أخلاق العلماء" للآجري: قال كعب: عليكم بالعلم قبل أن يذهب، فإن ذهاب العلم موت أهله، موت العالم نجم طمس، موت العالم كسر لا يجبر، وثلمة لا تسد۔ قوله: ((لا يقبض العلم)). قال النووي: هذا الحديث يبين أن المراد بقبض العلم ليس هو محوه من صدور حفاظه، ولكن معناه أنه يموت حملته، ويتخذ الناس جهالاً يحكمون بجهالاتهم فيضلون ويضلون. (شرح النووي على مسلم 16/224)

قال ابن مسعود: عليكم بالعلم قبل أن يرفع، ورفعه هلاک العلماء، والذي نفسي بيده ليودن رجال قتلوا في سبيل الله أن يبعثهم الله علماء لما يرون من كرامتهم. (مفتاح دار السعاد 1/121)

يقول ابن مسعود: أتدرون كيف ينقص الإسلام؟ يكون في القبيلة عالمان، فيموت أحدهما فيذهب نصف العلم،

ويموت الآخر فيذهب علمهم كله. وعنه رضي الله عنه أنه قال: (أتدرون كيف ينقص الإسلام؟ قالوا: كما ينقص الثوب، وكما ينقص سمن الدابة، وكما ينقص الدرهم. قال: إن ذلك لمنه. وأكبر من ذلك موت العلماء) (روا※الطبرانيؒ وقال ال※ يثمي: رجال※ موثوقون مجمع الزوائد 1/202)

قوله: ((اتخذ الناس رؤساء جهالاً)). قال عقبة بن عامر رضي الله عنه: (تعلموا قبل الظانين)، قال البخاري: يعني الذين يتكلمون بالظن (ذ※ر※ البخاري معلقاً في باب الفرائض)

قال النووي: معناه: تعلموا العلم من أهله المحققين الورعين قبل ذهابهم ومجيء قوم يتكلمون في العلم بمثل نفوسهم وظنونهم التي ليس لها مستند شرعي. (المجموع. [1/42)

كان الإمام أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري في درسه، وطلابه من حوله، فورد إليه كتابٌ فيه نعيُ عبدالله بن عبدالرحمن الدارمي، فنكس البخاري رأسه، ثم رفع واسترجع، ودموعه تسيل على خدّيه، ثم أنشأ يقول:

عَزَاءٌ فَمَا يَصْنَعُ الجَازِعُ	وَدَمْعُ الْأَسَى أَبَدًا ضَائِعُ
بَكَى النَّاسُ مِنْ قَبْلُ أَحْبَابَهُمْ	فَهَلْ مِنْهُمُ أَحَدٌ رَاجِعُ
تَدَلَّى ابْنُ عِشْرِينَ فِي قَبْرِهِ	وَتِسْعُونَ صَاحِبُهَا رَافِعُ
وَلِلْمَرْءِ لَوْ كَانَ يُنْجِي الْفِرَا رُ	فِي الْأَرْضِ مُضْطَرَبٌ واسعُ
يُسلِّمُ مُهْجَتَهُ سَامِحًا	كَمَا مَدَّ رَاحَتَهُ الْبَائِعُ
وَكَيْفَ يُوَقِّي الْفَتَى مَا يَخَافُ	إِذَا كَانَ حَاصِدَهُ الزَّارِعُ

شیخ وہ ہونا چاہیئے جو شریعت سے واقف ہو یعنی عالم ہو اور علم تفسیر واحادیث وفقہ پر دسترس رکھتا ہو۔ کما قال الجنید رحمہ اللہ تعالیٰ الشبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: "یاشبلی اذا رأیت صوفیا ولم یکن بین یدیه تفسیر وعلی یمینه احادیث وعلی شماله کتب الفقه تعلم انه شیطان وماصدر منه مکر واستدراج۔" (ہدایۃ السالکین الی احسن الخالقین ص ٦ مصنفہ مولوی ضیاء الحق سواتی بازخیلہ)

"اقول سواءبالدرس أوبالمطالعة أوبالسماع من اکابرالعلماءوالاولیاء راجع روح المعانی سورة الجمعة ۔وفی تنبیه المنکرین ومن لم یقدرعلی ان یعلمهالغیره فهوناقص لأن العلم بمنزلة الطهارة للصلوة کمالاتصح الصلوة بدون الطهارة لایصح لارشادبدون العلم ولهذاقال بعض الصوفیة من تزهدبغیرعلم جن فی آخرعمره أو مات کافرا۔" (ص ٢٣)

علماء ہی ابدال ہوتے ہیں اور کوئی جاہل شخص ابدال نہیں ہوسکتا سلف صالحین کا ارشاد ہے کہ: " مااتخذالله من ولی جاهل ولو اتخذه لعلمه "یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے کسی جاہل کو ولی نہیں بنایا اگر کسی کو بنایا ہے تو (پہلے) اسے علم دیا ہے۔ (المقاصد حسنہ ص ٤٢٦، تذکرۃ الابرار والاشرار ص ١١٢)

”ولاتکن من جھال الصوفیة فانھم لصوص الدین وقطاع الطریق علی المسلمین۔“(تذکرۃ الابرار والاشرار ص ۱۱۲)

حضرت یزید بن ہارون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ الابدال ہم اہل العلم۔اہل علم ہی ابدال ہیں۔امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:”ان لم یکونوا اصحاب الحدیث فمنھم۔“اگر محدثین ابدال نہیں تو اور کون ہیں۔(المقاصد حسنہ ص ۲۸)

یہاں پر علماء سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں نہ کہ بدمذہب۔حضرت خواجہ عبدالعزیز دباغ قدس سرہ کا ارشاد مبارک ہے کہ:”ان لایفتح علی العبد الا اذا کان علی عقیدۃ اھل السنة والجماعة ولیس للہ ولی علی عقیدۃ غیرھم ولو کان علیھا قبل الفتح لوجب علیه ان یتوب بعد الفتح ویرجع الی عقیدۃ اھل السنة۔“(الابریز) یعنی کسی ایسے بندے کو جس کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ نہ ہو اسے ولایت نہیں مل سکتی اور کوئی بھی ولی ایسا نہیں جس کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہو۔ہاں اگر وہ شخص غیر عقیدۂ اہل سنت پر تھا یعنی اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ولایت عطا کرنا چاہے تو اس بندے پر توبہ کرنا اور اہل سنت کے عقائد پر عامل ہونا واجب ہوگا۔

درج بالا عبارات سے علم و علماء کی فضیلت اور شان چمکتے سورج کی طرح ظاہر ہوگئی اب ناچیز عرض کرتا ہے کہ حضرت جامع العلوم العقلیہ والنقلیہ،المحدث الجلیل،فقیہ العصر،حامی التوحید والسنة،ماحی الشرک والبدعة،مجاہد الملة،صاحب التالیفات الوافرۃ والکمالات الباھرۃ،المحب فی اللہ والمبغض للہ تعالیٰ،پیر طریقت تاج الشریعت حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں میرے تاثرات یہ ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم و معلومات کے بلند و بالا مقام پر فائز اور معقولات و منقولات میں یگانۂ روزگار تھے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں قابل رشک حافظہ عطا فرمایا تھا۔سارے علوم آپ کو مستحضر فی الذہن تھے لیکن بایں ہمہ انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں علوم نبوی ﷺ کی خدمت و اشاعت و تدریس و تعلیم کیلئے وقف کر دی تھیں۔اور آں حضرت ﷺ کے اس فرمان مقدس کے مصداق قرار پائے۔”نَضَّرَ اللهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَأَدَّاهَا کما قال النبی ﷺ۔“ان کے چشمۂ علم سے ہزارہا تشنگان علوم سیراب و فیضیاب ہوئے ہیں۔آج ان کے تلامذہ نہ صرف ہندوستان و پاکستان میں ہیں بلکہ اطراف و اکناف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔یہ مرحوم کا ایسا صدقہ جاریہ ہے جو ان کی روح کو ہمیشہ پہنچتا رہے گا۔اس سلسلے میں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہمارے لیے مشعل راہ ہے:”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ“

علامہ مفتی اختر رضا خان قادری برکاتی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دینی خدمات برصغیر پاک و ہند میں اس طرح تابناک ہیں جس طرح برصغیر پاک و ہند و افغانستان و ایران اور دیگر اسلامی ممالک میں امام العصر،مجدد وقت،مرشد العلماء والمحققین حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک علیہ رحمۃ الرحمٰن کی شان والا شان چمکتے دمکتے سورج کی طرح درخشندہ اور روشن ہے۔حضرت مبارک قدس سرہ نے بھی اپنی ظاہری زندگی میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی افغانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح اپنی تمام تر صلاحیتیں اور علمی شان کو گستاخان رسول کے تعاقب میں صرف کر کے ان کی بیخ کنی کی،حضرت مبارک قدس سرہ،اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو ایک ولی کامل،مجاہد اعظم اور گستاخان رسول کیلئے ایک

شمشیر بے نیام دیکھتے تھے اور اپنے خطبات میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اس غیرت ایمانی کا تذکرہ فرما کر خوشی کا اظہار فرمایا کرتے تھے ۔حضرت مبارک قدس سرہ ماضی قریب کے وہ مرد مجاہد اور سیف رحمانی تھے کہ انہوں نے بذات خود اور ان کے فرزندان مبارکان اور خلفاء کرام مبارکان اور دیگر متوسلین نے اپنی تمام تر صلاحیتیں عقائد حقہ اہلسنت والجماعت کی ترویج و اشاعت اور سلسلہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل طریقت کی خدمات میں صرف کر کے رہتی دنیا میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ کا ایک عظیم نام چھوڑا اور آپ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے متوسلین کی ایسی روحانی تربیت فرمائی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید دنیا کے کسی بھی کونے اور خطے میں نظر آتا ہے تو سنت مصطفیٰ ﷺ کا ایک نمونہ نظر آتا ہے اور دیکھنے والا حیرت سے انگشت بدنداں ہو کر سلسلہ عالیہ سیفیہ کی خدمات کو سراہتا ہے ۔(الحمد للہ علی ذلک)

آپ مبارک قدس سرہ نے پاکستان کے گستاخان رسول کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا اور تحریری اور تقریری انداز سے ان کا رد بلیغ فرمایا اور اس سلسلے میں آپ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے خلفاء نے نہایت سخت اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کیں اور بعض نے جام شہادت بھی نوش فرمایا اور بالآخر سنت ہجرت پر عمل پیرا ہو کر پشاور سے لاہور تشریف لائے ۔آپ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی گستاخ رسول سے صلح نہیں کی اور نہ ان کی حمایت کی خواہ وہ ان کے رشتے دار ہوں یا غیر ۔

الغرض حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مبارک قدس سرہ کا مشن ایک ہی تھا ۔تاج الشریعۃ حضرت مفتی اختر رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات سے علمی دنیا میں زبردست خلا پیدا ہو گیا ہے کسی نے قیس کی موت پر کہا تھا کہ

وما کان قیس هلکه هلک واحد ولکنه بنیان قوم تهدما

قیس کی ہلاکت کسی فرد واحد کی ہلاکت نہیں بلکہ وہ ایک قوم کی عمارت تھے جو منہدم ہوئی ، ہم تاج الشریعۃ کے بارے میں ذرا ترمیم کے ساتھ کہتے ہیں ۔

وما کان شیخ موته موت واحد ولکنه بنیان علم تهدما

شیخ (حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی موت صرف ایک شخص کی موت نہیں بلکہ وہ علم کی ایک عظیم عمارت تھے جو منہدم ہوگئی ۔تدمع العین ویحزن القلب ولا نقول الا مایرضی ربنا وانا بفراقک یا تاج الشریعة لمحزنون تغمدک اللہ بنعمائه واسکنک فسیح جنانه ۔واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۔

اللہ تعالیٰ تاج الشریعۃ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مغفرت فرما کر درجات عالیہ نصیب فرمائے اور جسمانی اور روحانی اولاد کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کے مشن کو جاری و ساری رکھے اور ان کی خدمات جلیلہ علمیہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے ۔آمین ۔

درحقیقت یادرفتگان و تذکرۂ بزرگان کے سلسلہ میں علمائے ربانیین کی بکھری ہوئی مناقب و معاصر کو اوراق تاریخ میں کتابی گلدستہ کی شکل میں پرونا بہت بڑی علمی دینی خدمت ہے جو ایک طرف ان قدسی صفات اکابر و فرشتہ خصلت سلف صالحین کے شاندار کارنامہ ہائے مجدو

شرف کو رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کیلئے زندہ جاوید بنادیتے ہیں اور دوسری طرف اصحاب سیرت سے وابستہ خدام وتلامذۃ کیلئے خصوصاًاور جملہ فرزندان اسلام کیلئے عموماً گراں مایہ مجموعہ نصیحت اور بیش بہا گنجینۂ عبرت کا کام دیتے ھیں۔''ولا شیئایدوم فکن حدیثا جمیل الذکر فالدنیا ''حدیث۔داغ فرقت سے مجروح قلوب کیلئے اپنے محبوب فوت شدہ بزرگوں کا ذکر جمیل مرہم شافی سے بھی زیادہ موجب تسکین ہوتا ہے۔نیزان کے محاسن ذکر کرنے سے ان کے احسانات کا حق قدر شناسی بھی قدرے ادا ہوجاتا ہے۔اذکروامحاسن موتاکم۔

حکایت از قد آں یار دلنواز کنیم　　　　بایں فسانہ مگر عمر خود دراز کنیم

طبعی طور پر دینی پیشواؤں کے دینی،علمی،عملی اور تبلیغی کارناموں کو پڑھنے سے اخلاق میں پاکیزگی اوراعمال میں اخلاص وللہیت کے جواہر پیدا ہوتے ہیں۔ان اللہ والوں کی زندگیاں زہدوقناعت،دیانت وامانت کی چمک سے منور ہوتی ہیں اوران کے مقبول اعمال سے روح پروراور دل آویز خوشبو مہکتی ہے۔

تلک آثار ناتدل علینا　　　　فانظروا بعدنا الی الآثار

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ جہت شخصیت

علامہ محمد قاسم عمر رضوی مصباحی،خطیب وامام مسجد سلام،لیچول بریکپین،ساؤتھ افریقہ

بھلا کہے جسے دنیا اسے بھلا سمجھو　　　　زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرہ حجۃ الاسلام جانشین حضور مفتی اعظم ہند شہزادہ حضور مفسر اعظم سیدی وسندی مرشدی وآقای حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والاصفات محتاج تعارف نہیں،تاریخ اسلام کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ایسی بے شمار شخصیات نظر آتی ہیں جن کو اللہ رب العزت نے بے شمار فضل وکمال اور عزت ووقار سے نوازا ایسی ہی خداداد فضل وکمال کی حامل شخصیات میں امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والاصفات بھی ہے جو اپنے دور کی ایک بے مثال اور جامع فضل وکمالات شخصیت نظر آتی ہے ایسی جامع کمالات شخصیت کہ بہت دور دور تک ایسی جامع کمالات شخصیت کا پایا جانا مشکل ترین نظر آتا ہے جو بیک وقت صرف ایک فن یا ایک طرح کے علم میں ماہر نہیں بلکہ بیک وقت کئی علوم وفنون پر دسترس تامہ رکھتی تھی ساتھ ہی ساتھ آپ زہد وتقوی استقامت علی الدین اور محبت خدا وعشق رسول جیسی صفات سے متصف تھے اور آپ کا یہ طرہ امتیاز رہا کہ آپ فقیہ ابن فقیہ ابن فقیہ،محدث ابن محدث ابن محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ولی ابن ولی ابن ولی ہوئے۔

اور یہ رب قدیر کا فضل عظیم ہے کہ آپ کے خانوادے کی ہمہ جہات اور عظیم شخصیات میں وقت کے ایک عظیم فقیہ ومحدث،زہدوورع اور علم وعمل کے پیکر مجسم اور آپ کے علوم وفنون کے سچے جانشین منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے جسے آج دنیا شیخ الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے بہترین القابات سے جانتی اور پہچانتی ہے،جو سیدی اعلیٰ حضرت کے علوم وفنون،زھدوورع،تقوی واستقامت علی الدین

کے مظہر اتم ہیں، یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل رہا کہ جو عزت و وقار اور مقبولیت عامہ دیگر بہت سے مقبولان خدا اور سول کو عمر کے اخیر حصے میں ملی وہ آپ کو اپنی جوانی کے ایام ہی میں ودیعت کر دی گئی۔ جس کی بہترین ترجمانی وقت کے عظیم فقیہ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کچھ اس طرح کرتے ہیں: ''حضرت مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت و ہر دل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں (حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ) کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہوگئی، اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے اپنی جگہ بنالی''۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص 68 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی، انڈیا)

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر دلعزیزی و مقبولیت عامہ جو کہ محبوب خدا اور سول عزوجل وصلی اللہ علیہ والہ وسلم ہونے کی روشن دلیل ہے، علماء ومشائخ عرب وعجم کی زبانی پیش خدمت ہے اور بھلا آپ پر رب العالمین کا فضل عظیم کیوں نہ ہو کہ آپ نے وقت کے ولی کامل حضور مفتیٔ اعظم ہند و مفسر اعظم ہند کے زیر تربیت شریعت وطریقت کی اعلیٰ منزلوں کو طے کرنے کا شرف حاصل کیا۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصی طور پر ان مذکورہ دونوں اولیاء کاملین کی خاص توجہ ونوازشات کا اندازہ آپ اس بات سے اچھی طرح لگا سکتے ہیں جو ہمارے قصبے ''پوکھریرا شریف، بہار'' کے ایک جید باعمل عالم دین حضور مفتی شبیہ القادری مدظلہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا حال جو حضور مفسر اعظم جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال کے موقع پر وقوع پزیر ہوا کچھ اس طرح رقمطراز ہیں: ''اس وقت حضور مفتیٔ اعظم ہند اپنے رشد و ہدایت کے محبوب اسفار پر ''مظفر پور، بہار'' کے ''دار العلوم کنہواں'' میں تھے حضرت کے پابوسوں اور عقیدت کیشوں میں ایک میں بھی دریوزہ گر کرم حضور مفتیٔ اعظم ہند تھا۔ جیسے ہی حضرت جیلانی میاں رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر سرکار مفتیٔ اعظم ہند کے زیر سماعت آئی ایسا محسوس ہوا کہ غم والم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں۔ حضور مفتی اعظم ہند نے انا للہ و انا الیہ راجعون کی تلاوت فرمائی اور فوراً کھڑے ہو گئے اور نماز عصر ادا فرمائی اور زاد سفر بندھوا کر فوراً بریلی شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔''

غم کی شدت بھی کہنے کی نہیں اور خدا کی یاد بھی بھولنے کی نہیں، اویس قرنی کی شمع محبت سے جس کا دل روشن ہو جائے اس کے سامنے دنیا کا کوئی غم غم نہیں ہے بلکہ اس کے نفس نفس سے اللہ اللہ کی صدا نکلتی ہے اور پھر فرماتے ہیں کہ: ''ٹھیک بارہ بجے شب میں مسجد رضا بریلی شریف پہونچ گئے نوافل وفرائض ادا کرنے کے بعد محلہ خواجہ قطب میں جا کر تعزیت کی، اسی دوران میں خبر پرسی کرتے ہوئے کسی نے تذکرہ کیا کہ وارث علوم اعلیٰ حضرت علامہ اختر رضا خان (رحمۃ اللہ علیہ) کو حضور جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علمی اور دینی سارے اثاثے کا امین و وارث بنا کر سارے سلاسل کی اجازت وخلافت بھی تجویز فرما دی ہے۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند کے دل کی بات تھی حضرت نے ارشاد فرمایا: ''الحمد للہ''

علامہ شبیہ القادری صاحب قبلہ مزید فرماتے ہیں: ''گرچہ اس زمانہ میں حضرت تاج الشریعہ (رحمۃ اللہ علیہ) مصر میں رفعت علوم کی منزلیں طے کر رہے تھے، کسی نے خوب کہا ہے

اہتمام نظر کو کیا کہئے ۔۔۔ دور رہ کر بھی پاس ہے کوئی

حضور مفتیٔ اعظم ہند نے ''الحمد للہ'' فرما کر حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرجع عالم، فقیہ اعظم شیخ الانام، اہل زہد وتقویٰ کے امام،

خلوص وللہیت و دین متین کے پیکر، پاسدار شرع اسلاف کے عکس جمیل ہونے پر مہر لگادی اور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے سارے صفحات حیات پر ایسا صاف وشفاف رنگ وروغن چڑھادیا جو تاحشر مشک بار رہے گا۔حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اوپر رب قدیر کے فضل عظیم کا ذکر تحدیث نعمت کے طور پر کچھ اس طرح کرتے ہیں۔

نگاہ مفتئ اعظم کی ہے یہ جلوہ گری ۔۔۔ چمک رہاہے جو اختؔر ہمارا آنکھوں میں

آپ کی ہمہ جہت شخصیت اور مقبولیت عام وخاص اور عظیم درجات پر فائز ہونے کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے جس میں محدث مکۃ المکرمہ شیخ سید محمد بن علوی عباسی مالکی نے اپنی ایک تقریر میں حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کو محدث حنفی، محدث عظیم، عالم کبیر وغیرہ القاب کے ساتھ یاد کیا اور کہا کہ: ''میں حضور تاج الشریعہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو اس مقام پر فائز محسوس کرتا ہوں جس سے الفاظ وحروف کی تعبیر آشنا نہیں''۔(تجلیات تاج الشریعہ)

مشہور ومعروف مبلغ ومصنف مصری عالم دین شیخ خالد ثابت مصری اپنی کتاب انصاف الامام میں لکھتے ہیں: ''ترجمہ: میں نے شیخ کبیر اختر رضا ازھری (رحمۃ اللہ علیہ) کے چہرے کی طرف دیکھا اس حال میں کہ حسن وجمال ان کو گھیرے ہوئے ہے اور سکینہ ووقار ان پر غالب ہے، اور میں نے صحیح عربی زبان میں ان کے کلمات سنے جو حق مبین کو بلند کرتے ہوئے ان کے منہ سے قوت وثقاہت کے ساتھ نکل رہے ہیں تو میں نے خود کو پایا کہ میں کہہ رہا ہوں''سبحان اللہ، ذریۃ بعضھا من بعد''ایسی ذریت جس کا بعض بعض سے ہے۔

یہ ایک عربی محاورہ ہے جس کا مطلب ہوا کہ: حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اجداد کے فضل وکمال کے وارث ومظہر اتم ہیں۔

(انصاف الامام،ص 167،ناشر،دار المقطم،قاہرہ)

یقیناً آپ علم وعمل، زہد وورع، استقامت علی الدین اور پاسداریٔ شرع متین میں اپنے اسلاف کا عکس جمیل نظر آتے ہیں حق گوئی و بے باکی آپ کا اس دور پرفتن میں طرۂ امتیاز رہا تبلیغ وارشاد اور قوم مسلم کے ایمان وعقائد کی حفاظت کے معاملے میں آپ نے کبھی بھی کسی کی پرواہ کئے بغیر اپنے فرض منصبی کو بحسن وخوبی سرانجام دیا۔آپ کے فتویٰ نویسی کی ایک خاص صفت جس میں آپ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے عکس جمیل نظر آتے ہیں وہ ہے آپ کا غیر متبدل فتویٰ نویسی کا عظیم ملکہ جو یقیناً رب تعالیٰ کے فضل خاص سے آپ کے حصے میں آیا تھا۔

صرف آپ کے معاصرین علماء ومشائخ کرام ہی نہیں بلکہ آپ کے اکابرین نے بھی آپ کے علم وفضل، زہد وتقویٰ اور شریعت مطہرہ پر ثابت قدمی کو بسر وچشم سراہا اور آپ کو عزت وتکریم کی نگاہ سے دیکھنا باعث فخر سمجھا ہے۔جن میں سے محدث مرادآبادی (بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور)، حضور مجاہد ملت، عظیم فقیہ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی وغیرہم کی ذوات قدسیہ قابل ذکر ہیں۔

آپ کے وصال شریف کی خبر نے پورے عالم اسلام کو سوگوار کردیا دنیا کے مختلف ممالک میں آپ کے ایصال ثواب اور تعزیت کی محافل منعقد ہوئیں۔جن میں اہل علم ودانش، علماء، وصلحاء، کی عظیم جماعت کے زیر سایہ عوام اہل سنت ومحبان تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے محسن ورہنما کی بارگاہ میں اپنے شکستہ دلوں اور بھیگی پلکوں کے سہارے خراج عقیدت پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔

دنیا بھر میں علماء کرام نے اپنے اپنے انداز میں اس نابغہ روزگار شخصیت یادگار اعلیٰ حضرت کی ذات والا صفات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ کے اوصاف جمیلہ سے عوام اہلسنت کو روشناس کرایا۔عرب کے مختلف ممالک سے اجلہ علماء و شیوخ نے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر تعزیتی پیغام بھیج کر اہل سنت کے اس عظیم خسارہ کا اظہار اپنے مخصوص انداز میں کیا۔جس کا تذکرہ یہاں طوالت مضمون کے پیش نظر مشکل ترین ہے۔

غرضیکہ عرب وعجم کے اجلہ علماء ومشائخ کی ایک کثیر تعداد ہے جنہوں نے آپ کے اوصاف جمیلہ اور فضائل وکمالات عظیمہ کو اپنے اپنے مخصوص انداز میں قلمبند کیا ہے جس کو پڑھنے کے بعد قارئین کے دلوں میں اس مرد قلندر جنہوں نے احقاق حق وابطال باطل کا بے مثال اور لائق صد افتخار نمونہ پیش کیا۔اس کی محبت کا چراغ دل میں روشن ہو کر قلب وجگر کو دائمی سکون بخشا محسوس ہوتا ہے۔بلاشک وریب حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اجداد کرام کے فضل وکمال، زہد وورع،علم وعمل کے مظہر اتم تھے۔نور ولایت سے آپ کا رخ زیبا اتنا دلکش و پر ضیاء لگتا کہ زائرین بوقت زیارت بزبان حال یہ کہا کرتے تھے کہ۔۔۔ع

یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

20/ اگست 2018ء شب ہفتہ بوقت اذانِ مغرب مرکز عقیدت مرکز اہل سنت وجماعت بریلی شریف میں ''اللہ اکبر'' کا ورد کرتے ہوئے اس عارف باللہ ولی کامل کروڑوں دلوں کی دھڑکن نے اپنے متعلقین، متوسلین ومریدین اور عقیدت مندوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہا،انا للہ و انا الیہ راجعون

آپ اپنے وصال مبارک سے چند مہینوں قبل ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

دیکھنے والوں جی بھر کے دیکھو مجھے پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

کیا خبر تھی کہ آپ اپنے چاہنے والوں کو یہ کہ کر خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ اب وقت رخصت آنے والا ہے موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں یہ اور بات ہے کہ ہر موت برابر نہیں ہوتی جیسا کہ اس کی جانب استاذ زمن علامہ حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر اشارہ کرتا ہے کہ۔

جب تیری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

آپ علیہ الرحمہ اس مذکورہ شعر کے کامل مصداق اور اس کی مکمل تفسیر وتصویر نظر آئے وقت وصال ایسا لگا کہ یہ شعر گویا آپ ہی کے لئے کہا گیا ہے۔

واہ واہ سبحان اللہ موت ایسی کہ جس پر موت خود ناز کرے۔

باوضو ہو کر ادب سے سن کے مغرب کی اذان بول کر بے ساختہ اللہ اکبر چل دیئے

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کا سانحہ ارتحال

ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی، لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

نظام مصطفیٰ ﷺ کی حکمرانی اور ناموس مصطفیٰ ﷺ کی پاسبانی کے سلسلہ میں این اے 82 گوجرانوالہ میں کمپین بڑی زور وشور سے جاری تھی۔ 20 جولائی کا بڑا مصروف دن تھا اس دن تقریباً 18 کے قریب جلسے تھے۔ مغرب کے بعد پاسبان مسلک رضا الحاج ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی قدس سرہ العزیز کے لخت جگر اور جماعت رضائے مصطفیٰ ﷺ پاکستان کے سربراہ صاحبزادہ محمد داؤد رضوی نے فون پر ایک ایسے آفتاب کے غروب ہونے کی خبر دی جو قیامت تک پھر طلوع نہیں ہوگا، ایسی خبر سنائی جو جہانِ سنیت کے لئے بہت بڑے سانحہ کی خبر تھی۔

عالم اسلام کے مفتی اعظم، اختر ملت، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مفتی محمد اختر رضا خان قادری رضوی کے وصالِ پر ملال کے اس پیغام پر یکدم مستقبل کا نقشہ ہی بدل گیا۔ ہجومِ غم حواس پر ایسے حملہ آور ہوا کہ ہر طرف رات کی تاریکی سے خدشات کی تاریکی زیادہ بڑھنے لگی۔ میں سوچ رہا تھا کہ خانوادہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز پہ کیا بیتی ہوگی۔ حضور تاج الشریعہ کے جگر گوشہ حضرت صاحبزادہ محمد عسجد رضا خان قبلہ اور دخترانِ نیک اختر پہ کیا قیامت ٹوٹی ہوگی۔ حضرت شاہ محمد منان رضا خان منانی میاں، حضرت شاہ محمد عمران رضا سمنانی میاں، حضرت شاہ محمد تسلیم رضا خان اور دیگر صاحبزادگان کی داستانِ غم کتنی دلدوز ہوگی۔ شرق وغرب میں پھیلے ہوئے وابستگان، مریدین، معتقدین، متوسلین کے احساساتِ فراق کتنے شدید ہوں گے۔ جن کی مقبولیت اس درجے کی تھی کہ راز دانِ حقیقت کو کہنا پڑا۔

نگاہِ مفتیٔ اعظم کی ہے یہ جلوہ گری — چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

آج ان کی وفات حسرت آیات پر وہی اشعار ان مضطرب کیفیات کی منظر کشی کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں جو حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ العزیز نے اپنے والد بزرگوار مفسرِ اعظم ہند حضرت جیلانی میاں قدس سرہٗ العزیز کے وصال کے وقت مصر سے ارسال کیے تھے۔

کس کے غم میں ہائے تڑپاتا ہے دل — اور کچھ زیادہ امنڈ آتا ہے دل

ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا — ٹکڑے ٹکڑے اب ہوا جاتا ہے دل

اپنے اخترؔ پر عنایت کیجئے — میرے مولا اس کو بہکاتا ہے دل

بندۂ ناچیز نے فوراً سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے اپنے نہایت مشفق ومربی اور عالم اسلام کے اس نابغۂ روزگار روحانی پیشوا کی خبر ارتحال اور اپنے تاثرات کو پیش کیا۔ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے انتخابی جلسوں میں حضور تاج الشریعہ کی تقریباتِ ایصالِ ثواب کا بھی انعقاد ہوا بالخصوص مرکز اہل سنت جامع مسجد زینت المساجد گوجرانوالہ میں صاحبزادہ محمد داؤد رضوی کی سرپرستی میں حضور تاج الشریعہ کے قل شریف کا اجتماع ہوا جس میں بندہ ناچیز نے دوران خطاب منقبت کے ان اشعار سے حضور تاج الشریعہ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

ہمیں اسلاف کا ورثہ دیا اختر رضا خاں نے | حقائق کو دو بالا کر دیا اختر رضا خاں نے
جسے بھی حضرت اقدس سے نسبت ہوگئی کامل | معارف سے اسی کو بھر دیا اختر رضا خاں نے
پڑھایا جو زمانے کو امام احمد رضا خاں نے | وہ درس عشق تازہ کر دیا اختر رضا خاں نے

23/نومبر 1943ء کو بریلی شریف کے آفاق اور آغوشِ رضویت سے طلوع ہونے والے اس خورشید کی کرنیں 20/جولائی 2018 کو غروب ہونے تک کتنے سینوں کو پرنور اور آنکھوں کو منور کر چکی تھیں۔ دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف کی مسندِ تدریس سے لے کر مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف کی مسند تدریس تک آپ کے انداز تدریس نے کتنے قرآن وسنت کے ماہرین تیار کیے جو پوری دنیا کے مختلف ممالک میں باطل کے سامنے سینہ تان کے کھڑے ہیں۔مجاہد جنگ آزادی امام العلماء مولانا رضا علی خان قدس سرہٗ العزیز نے 1831ء میں فتویٰ نویسی کی جس تحریک کا منفرد انداز میں آغاز کیا تھا جو مجدد دین وملت، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے فتاویٰ رضویہ جیسے فقہی انسائیکلو پیڈیا کی شکل میں بطریق احسن آگے بڑھائی حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ العزیز نے نصف صدی سے زائد فتویٰ نویسی کی اسی تحریک کو آگے بڑھایا۔آپ کے فتاویٰ کی علمی، فقہی اور فنی لحاظ سے اعلیٰ معیار کی گواہی محدث کبیر علامہ محمد ضیاء المصطفیٰ امجدی زید شرفہ نے اس انداز میں دی ”علامہ ازہری کے قلم سے نکلے ہوئے فتویٰ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں۔“

آپ کو 36/علوم میں مہارت حاصل تھی آپ نے عربی، اردو اور انگلش میں 68/سے زائد کتابیں لکھیں۔آپ نابغہ روزگار فقہیہ، عظیم محدث، اور بہت بڑے مصلح تھے۔آپ کی علمی، روحانی اور اصلاحی تحریک نے کروڑوں لوگوں کو متاثر کیا۔آپ نے ہندو مسلم اتحاد کے نظریے کے مقابلے میں مسلمانوں کے جداگانہ تشخص پر زور دیا۔آپ نے ہندو سماج اور تہذیب افرنگ کے مقابلے میں تہذیب حجازی اور اسلامی اقدار کو فروغ دیا۔آپ باطل کے مقابلے میں حق کی بہت بڑی چٹان تھے۔آپ کی ہمہ جہت خدمات کی وجہ سے آپ کو امام احمد رضا خاں ثانی کہا جاتا ہے۔آپ سچے عقائد ونظریات کے علمبردار تھے۔آپ کی فقہی بصیرت نے عالم اسلام کو درپیش مسائل میں ان کی رہنمائی کی۔ آپ نے دنیا بھر میں تبلیغی دورے کیے۔جس کے نتیجے میں کئی غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ نے زندگی بھر صلح کلیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا آپ افکار رضا کے ناشر بھی تھے اور شارح بھی آپ نے سلسلہ عالیہ رضویہ کو پوری دنیا میں پھیلانے کا بھرپور کردار ادا کیا۔

بندۂ ناچیز نے حافظ الحدیث امام العصر حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب نقشبندی قادری فاضل بریلی شریف قدس سرہٗ العزیز سے جو فکر رضا گھٹی میں پائی، مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام سے گونجتی مقدس فضاؤں میں آنکھ کھولی اور بحر العلوم مولانا محمد نواز کیلانی فاضل بریلی شریف قدس سرہ العزیز کے سایہ ہماپایہ میں رضویات کو سمجھا، اسی نسبت کی مزید آبیاری حضور تاج الشریعہ کے دامن سے وابستہ ہونے سے ہوئی۔حضور تاج الشریعہ کے قلم کی سوغاتیں، آپ کی خوشبو بھری باتیں، آپ کی صورت وسیرت کی ضیاء پاشیاں، آپ کے علم وقلم کی ضوفشانیاں آپ کی تبلیغی سرگرمیاں، آپ کی تحقیقی نکتہ آفرینیاں، آپ کے حافظہ کی تجلیاں، آپ کے مجاہدہ کی رعنائیاں، آپ کی طبیعت کا سوز و

گداز، آپ کی تربیت کے اچھوتے انداز، جلال و جمال کا حسین امتزاج، محدثانہ لہجہ، فقیہانہ مزاج، بھلا زمانہ کیسے بھول پائے گا۔

بندۂ ناچیز کو پہلی مرتبہ آپ کے دیدار کا شرف مرکز اہل سنت جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف یادگارِ حضرت حافظ الحدیث قدس سرہ العزیز میں حاصل ہوا بعد میں لاہور میں کئی بار شرف ملاقات حاصل ہوا حرمین شریفین میں بار بار آپ کے ہمراہ حاضری بالخصوص مدینہ منورہ میں مواجہہ شریف پر آپ کی معیت میں حاضری میرے لیے عظیم توشہ آخرت ہے۔ بندہ ناچیز کو آپ کی طرف سے کیے گئے المعتقد کے ترجمہ پر تقریظ لکھنے کا بھی شرف حاصل ہوا جسے بریلی شریف سے شائع کیا گیا۔ 2008ء میں والٹن لاہور کے ایک پرائیویٹ سکول میں پڑھائی جانے والی ایک کتاب (قربان آگہی) کے ایک سبق کے بارے میں صاحبزادہ رضائے مصطفےٰ نقشبندی اور مولانا خادم حسین رضوی کی طرف سے مجھ سے استفتاء کیا گیا اسی سلسلہ میں جامعہ رسولیہ شیرازیہ کی لائبریری میں صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ نے مفتیان کرام کا ایک اجلاس طلب کیا جس میں بندۂ ناچیز نے اپنا موقف دلائل کے ساتھ پیش کیا پھر اس استفتاء کے جواب میں اس کتاب میں پائے گئے گستاخانہ مواد کے خلاف تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے اصولوں پر مشتمل ایک مفصل فتویٰ تحریر کیا جبکہ کچھ علماء اہل سنت کا موقف دوسری طرف تھا۔ حج کے موقع پر بندۂ ناچیز نے حضور تاج الشریعہ سے مکہ مکرمہ میں ملاقات کی اور آپ سے یہ فتویٰ آپ کو سنانے کے لئے خصوصی وقت لیا آپ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے دوسرے دن کا وقت عطا فرمایا۔

بندۂ ناچیز وقت معین پر حضور تاج الشریعہ کے پاس حاضر خدمت ہوا اور تقریباً تیس (۳۰) صفحات کا اپنا لکھا ہوا یہ فتویٰ حضور تاج الشریعہ کو لفظ بلفظ پڑھ کے سنایا جس میں اس حساس مسئلہ کے بارے میں بہت سی عربی عبارات بھی تھیں جو میں نے حضرت کو پڑھ کے سنائیں آپ نے سننے کے بعد مکمل تصدیق اور تحسین فرمائی اس وقت حضور تاج الشریعہ کے پاس آپ کے داماد حضرت مفتی محمد شعیب رضا قادری موجود تھے یہ فتویٰ سنانے کے دوران حضور تاج الشریعہ میرے پیش کردہ حوالہ جات پر بار بار متوجہ ہوئے بعض امور پر مختصر مکالمہ بھی ہوا ایک مشفق استاذ کی طرح بغیر کسی اکتاہٹ کے آپ نے میری تمام دلیلیں سنیں یوں مجھے مہبط وحی مکہ مکرمہ میں حضور تاج الشریعہ سے خصوصی تلمذ کا شرف بھی حاصل ہوا، اور آپ کی منفرد توجہات کے حصول کا موقع ملا، یاد رہے کہ یہ میرا وہی فتویٰ تھا جو مولانا خادم حسین رضوی نے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں شیخ الحدیث حافظ محمد عبد الستار سعیدی صاحب کے سامنے پیش کر کے انہیں اس مسئلہ میں اپنا موقف تبدیل کرنے پر زور دیا اور انہوں نے دلائل کو دیکھ کر اپنا موقف تبدیل کر لیا جس طرح کہ اہل علم کی شان ہے۔

یہ حضور تاج الشریعہ کی اصاغر نوازی تھی کہ اسی دوران مکہ مکرمہ میں بندۂ ناچیز آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ بھارت میں چند علماء کرام محفل میں تشریف لائے حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے بڑی خوشی سے انہیں خود میرا تعارف کروایا۔ آج آپ اگرچہ ہم سے رخصت ہو گئے ہیں مگر آپ کے روشن کیے ہوئے چراغ آج بھی اندھیروں کو کافور کر رہے ہیں۔ بندۂ ناچیز اپنے مخدوم و محترم حضرت صاحبزادہ الشاہ محمد عسجد رضا خان حفظہ اللہ تعالیٰ اور فضیلت الشیخ الشاہ محمد منان رضا خان حفظہ اللہ تعالیٰ سے تعزیت گزار ہے اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

غموں کی شام آئی

از: محمد راحت خاں قادری، دار العلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف

۶ ؍ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰؍ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ کو حضرت علامہ محمد رحمت اللہ صدیقی، مدیر اعلیٰ پیغام رضا ممبئی ہمارے یہاں مہمان تھے، گزرے ہوئے کل (جمعرات کے دن) ظہر کے بعد سے لے کر ہم لوگ (حضرت علامہ محمد رحمت اللہ صدیقی، مدیر اعلیٰ پیغام رضا ممبئی، حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، جامعہ رضویہ پٹنہ اور راقم محمد راحت خاں قادری) رات کو ساڑھے گیارہ بجے تک رضا نگر سوداگران مرشد کی گلیوں میں ایک ساتھ رہے اس دن حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی طبیعت میں افاقہ تھا اور عین مغرب کی اذان کے وقت حضرت اسپتال سے گھر تشریف لا چکے تھے۔ جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد عسجد رضا خان قادری دامت برکاتہم العالیہ سے ہم لوگوں کی تین ملاقاتیں مرکزی دار الافتا میں ہوئیں اور مختلف مسائل پر گفتگو بھی ہوئی تھی ہم لوگ وہاں سے کل کو دوبارہ حاضر ہونے کے قصد سے رخصت ہو گئے۔

سید الایام جمعہ کا مبارک دن تھا جو معمول کے مطابق گزر چکا تھا، مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد فوراً دیار مرشد میں حاضر ہونے کا پہلے سے ہی قصد تھا بعد عصر تقریباً مغرب سے آدھا گھنٹہ قبل مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی صاحب نے حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی ایڈیٹر ’’ماہ نامہ سنی دنیا‘‘ بریلی شریف کو فون کر کے خیریت معلوم کی اور بعد مغرب اپنے حاضر ہونے کی خبر دی انھوں نے سب خیریت بتائی اور کہا تشریف لائیں ہم منتظر ہیں۔ لیکن ہمیں کیا معلوم تھا کہ آج کی شام ہمارے لیے دوسری شاموں کی طرح نہیں ہے بلکہ آج کی شام تو رنج و غم کی شام تھی، جی ہاں کسی کو خبر نہیں تھی کہ آج کی شام عالم اسلام پر غموں کا ایسا سیلاب آجائے گا۔

ہم لوگوں نے نماز مغرب باجماعت ادا کی جیسے ہی نماز پڑھ کر اپنے کمرے میں داخل ہوئے تو سب سے پہلا فون ’’محترم محمد امین رضا خاں تحسینی‘‘ کا آیا جو مجھ سے یہ کہہ رہے تھے کہ: ’’لوگ حضور تاج الشریعہ دام ظلہ کے متعلق جھوٹی خبریں بہت اڑا رہے ہیں جس سے مریدین و معتقدین ڈر جاتے ہیں حضور عسجد میاں صاحب سے عرض کر کے اس متعلق سوشل میڈیا پر اعلان جاری کروا دیجئے تاکہ لوگ افواہوں سے پریشان نہ ہوں‘‘۔

میں نے کہا ہم لوگ تو دیار مرشد میں جا ہی رہے ہیں حضرت سے عرض کر دیں گے ابھی ان کا فون کٹ نہیں پایا تھا کہ فونوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا ابتداء میں تو دو چار لوگوں کو سختی سے منع کیا جب فون آنے کی کثرت ہوئی تو راقم (محمد راحت خاں قادری) مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی کے ساتھ فوراً حضرت کے دولت کدہ کا قصد کر کے نکلا اب دل کی دھڑکنیں تیز ہو چکی تھیں طرح طرح کے خیالات آرہے تھے لیکن ان تمام باتوں کو جھوٹی افواہیں سمجھ کر نظر انداز کر رہا تھا کچھ آگے بڑھے تو روڈوں پر ٹوپی والے لوگوں کی کثرت نظر آنے لگی جس سے تشویش میں اور اضافہ ہوا یہاں تک کے جب ہم بڑے بازار قطب خانہ روڈ پر پہنچے تو روڈ جام کی کیفیت اختیار کر چکا تھا حضرت کے گھر سے کافی دور بائک کھڑی کر کے حضرت کے دروازے پر پہنچے تو اب پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی ہر ایک کے غمگین اور مرجھائے ہوئے چہرے کسی عظیم حادثہ کی خبر دے رہے تھے وہاں سے ایک دو افراد سے تصدیق کے بعد فوراً واپسی کا قصد کیا، اب تو روڈ سے پیدل چلنا بھی دشوار تھا بہر حال دیکھتے ہی دیکھتے حضرت کے مریدین و معتقدین، اعزا و اقربا اور خلفا و تلامذہ سے بریلی کی گلیاں اور سڑکیں بھر گئیں حضرت تو اس شعر کا مصداق بن کر

اختر قادری خلد میں چل دیا　　　خلد وا ہے ہر اک قادری کے لیے

تاج الشریعہ

اپنی خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ و انا الیہ راجعون اور ہم غلاموں کو روتا بلکتا غمگین چھوڑ گیے ۔

”مغرب سے قبل حضرت نے دلائل الخیرات شریف سنی اور پڑھی، چائے نوش فرمائی، حاجت سے فارغ ہوئے، خادمان کو وضو کروانے کا حکم دیا ان تمام چیزوں سے فارغ ہونے کے بعد بستر پر لیٹ گیے اپنے ہاتھ، پیروں کو سیدھا کیا مؤذن نے مغرب کی اذان پڑھنا شروع کی حضرت نے بھی اللہ اکبر اور اللہ، اللہ کی صدائیں بلند فرمائیں اور روح مبارک قفص عنصری سے پرواز کر گئی“۔(بروایت شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مفتی عسجد رضا خاں قادری، حضرت مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی)

جمعہ کے دن ۶/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء تاریخ تھی حضرت کا انتقال چونکہ جمعہ کا دن گزار کر غروب آفتاب کے بعد ہوا ہے اور چاند کی تاریخ غروب آفتاب کے بعد بدل جاتی ہے اس لحاظ سے حضرت کے وصال پر ملال کی تاریخ ۷/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ تھی۔ اس حادثہ پر مریدین و معتقدین غم سے نڈھال رہے تو شہزادۂ تاج الشریعہ دام ظلہ کا کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے جملہ پس ماندگان مریدین و معتقدین و محبین خلفا و تلامذہ، احبا و اقربا کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے حضرت کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

آنکھوں دیکھا حال

علامہ مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی (سربراہ فخر از ہر دار الافتاء) ھاسپیٹ، انڈیا

شریعت وطریقت، مذہب وملت، معرفت ونورانیت، ولایت و کرامت، عبادت و ریاضت، علم وعمل، اخلاص و وفا انسانیت وشرافت، صورت وسیرت، غیرت وحمیت، رعب و دبدبہ، ہمت وجرأت، سعادت ونیک بختی، وجاہت و دلکشی، نفاست ولطافت، فکر وتدبر، شعور وآگہی، بخشش وعطا، اخلاق و کردار، حسن و جمال، حشمت وشوکت، فصاحت و بلاغت، خوبی وکمال، محبت وشفقت، صبر ورضا، عدل وانصاف، راست گوئی و پاک بازی، لطافت وسنجیدگی، ایثار وقربانی، ایفائے عہد، حق گوئی و بے باکی، مروت وعزیمت، زہد وورع، صدق وصفا، جلوت وخلوت، ہوش مندی و دانائی، بصارت وبصیرت، فہم وفراست، حکمت وسیاست، سیادت وقیادت، عجز وانکساری، عقل وخرد، رہبری ورہنمائی، تزکیہ وتصفیہ، زبان وبیان، لباس وطعام، جلوس وقیام، طہارت و پاکیزگی، ملاحت ونمکینیت، خوف وخشیت، پارسائی و پاک دامنی، خوش روئی وشگفتہ مزاجی، خوش کلامی و بلند اخلاقی، دعوت وتبلیغ، اشاعت وترویج، کسر نفسی وسادگی، اصاغر نوازی و اکابر پرستی، حقوق اللہ کی ادائیگی وحقوق العباد کی پاسداری، امانت و دیانت، امامت وخطابت، دینی تڑپ وملی جذبہ وغیرہ وغیرہ مذکورہ بالا اوصاف وخصوصیات اور اجزاء وعناصر سے جس کی حیات عبارت ہے، نبی پاک ﷺ کی سیرت طیبہ اور صحابۂ کرام کے اسوۂ حسنہ کی نیابت کاملہ کا جو مظہر اتم ہے اس کمال ومحاسن اور خوبی و جمال کے اختر برج ھدیٰ کو دنیا تاج الشریعہ کہتی ہے۔

جو لقد کان لکم کی ہو بہو تصویر ہو وہ غلام مصطفیٰ ہیں سیدی اختر رضا

جب سے ہوش سنبھالا اس نیر برج ہدایت کو دیکھتا رہا، کبھی مسند ارشاد پر جگمگاتا دیکھا، کبھی بزم بیعت وارادت میں سعادت مندی و فیروز بختی کا گل کھلا کر مسکراتا دیکھا، یہ سلسلہ بڑا دراز ہے البتہ جہاں دیکھا نور بار دیکھا، خلوت و جلوت ہر جگہ مدینے کی ضیاباریوں کا جامع پایا بلکہ اس جمال جہاں آرا میں جلوۂ مصطفیٰ کی تابناکیاں نقطۂ عروج پر مشاہدہ کیں۔ آج بھی ۱۹۹۶ء کا وہ زمانہ یاد ہے جب بندہ دارالعلوم شاہ جماعت ،ہاسن، کرناٹک میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہا تھا، فتاوی رضویہ کا مطالعہ کرتے ہوئے چند جگہوں پر تفہیمی وفکری قوت نے جواب دیدیا۔ جس کے باعث ان مسائل کے سمجھنے سے قاصر رہا، مفتیان کرناٹکا سے رجوع کیا مگر طمانیت بخش جواب نہیں ملے۔ مفتی شریف الرحمن صاحب و مفتی محمد مظہر الحق صاحب نوری سے تبادلۂ خیال کیا انہوں نے جواب دے کر مطمئن کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن الجھنوں کے کانٹے فہم وفراست کے دامن سے نہ نکل سکے۔

چند مہینے گزرے ہونگے کہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی آمد پرنور ''ہاسن'' کی زمین پر ہوئی۔ مفتی شریف الرحمن صاحب بنگلور ایئر پورٹ سے لانے گئے تھے، راستے میں حضور تاج الشریعہ کے ہمراہ رہے انہوں نے علم وعمل اور فکر وفن کے سلطان ہفت اقلیم کی سماعت کے حوالے ہمارے لاینحل مسئلے کو کیا۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مجمع البحرین، رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ کی مکمل تفسیر پرتنویر حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارالعلوم میں جلوہ بار ہوئے آپ کے قدوم میمنت پڑتے ہی ادارہ نیر باریوں کا آماجگاہ بن گیا اور کیوں نہ بنتا مدینے کی بہار نے جو قدم رکھ دیا تھا، بغداد واجمیر کی نورانیت نے جلوہ باری کی تھی، کالپی و مارہرہ کے فیضان بے نظیر کی آمد ہوئی تھی، وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر جمال حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم، لخت جگر نور نظر مفسر اعظم اسلام اور بریلی کی عظمتوں کے آفتاب عالم تاب نے طلوع پذیری کی تھی۔ قسم خدا کی جب دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا، محویت کی وہ کیفیت تھی کہ کوئی تن سے سر جدا کر دیتا تو کٹنے کا احساس تک نہیں ہوتا، یہ حالت تنہا میری نہیں تھی بلکہ سارے حاضرین مرغ بسمل تھے، حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن وجمال کی تاریخ پڑھی تھی، بازار مصر کا دلکش و دلپذیر واقعہ سنا تھا، زنان مصری کے انگشتان مبارک کے کٹ جانے اور خون کے فوارے پھوٹنے کا ذکر سماعت سے ٹکرایا تھا، حضرت زلیخا کی وارفتگی وشیفتگی کا ہوش اڑا دینے والا قصہ نہاں خانۂ فکر وذہن میں محفوظ تھا، آج وہ تمام دلکش نظارے آنکھوں کے سامنے رقص کناں تھے جس کے باعث لبوں پر یہ اشعار مچل اٹھے۔

حسن یوسف کا لگا ہے مصر میں بازار پھر اس کو لینے پھر چلی ہے اک زلیخا سوداگر

چشم آہو برق عشوہ روئے انور آفتاب رب تعالیٰ کی تجلی کا ہویدا تھا قمر

ہجوم میکدہ کو باہر کر دیا گیا، دروازے مقفل ہو گئے، علم وفن کا کوہ گراں، فکر وتدبر کا آسماں، کتاب وسنت کا عامل، شریعت وطریقت کا حامل، حفظ خانہ میں ضوبار ہوا، اساتذہ دائیں بائیں غلامانہ وعاشقانہ روش کے سانچے میں ڈھل کر باادب بیٹھ گئے اس گنہگار کو طلب کیا گیا، سر خمیدہ، لرزیدہ لرزیدہ، ایک مجرم کی حیثیت سے جرم کے کٹہرے میں کھڑا ہوا، ملاحت سے لبریز، نمکینیت سے مملو، شیرینی سے ضوفشاں، شفقت و

محبت آمیز آواز دلپذیر سماعت میں رس گھولنے لگی کہ: ''بیٹھ جائیے'' حکم پاتے ہی بیٹھ گیا، ارشاد ہوا آپ اپنے سوال لاینحل پر روشنی ڈالئے۔ بندے نے مؤطاامام مالک کے حوالے سے قسطنطنیہ والی حدیث پڑھی اور عرض کیا کہ: ''حضور! مغفور اسم کا صیغہ ہے جس کی دلالت دوام و استمرار پر ہوتی ہے۔ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے نزھۃ القاری میں لکھا ہے کہ یزید پلید اس جنگ میں بنفس نفیس شامل تھا اس سے تو ظاہر ہے کہ وہ اس حدیث کا مصداق ہے۔ اس کے باوجود اس کو پلید کہنا کہاں تک درست ہے میرے ذہن میں اس وقت جتنے دلائل و براہین تھے حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ عرش جاہ میں حاضر کر دیا۔ بڑے کم وقتوں اور جامع لفظوں میں جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''یزید کی شمولیت بسبب زجر و توبیخ تھی، اس لئے اس بشارت عظمٰی کا مستحق نہیں۔'' اس پر دلائل و براہین کا قیام فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''یزید قسطنطنیہ کے جس جنگ میں شریک ہوا تھا، اس جنگ کے اول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور محققین عدم اولیت کے قائل ہیں۔'' اس دعوی کے اثبات پر دلائل و براہین کے انبار لگائے اور ارشاد فرمایا مفتی شفیع صاحب اکاڑوی پاکستانی علیہ الرحمۃ کا ایک رسالہ ''امام پاک اور یزید پلید'' ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔

ارشاد فرمایا: ''دوسرا سوال کیا ہے؟'' عرض کیا: ''حضور! محقق علی الاطلاق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ میں ہیٹ پہننے کو کفر رقم فرمایا ہے۔'' وقت کے امام اعظم، زمانہ موجودہ کے رازی وغزالی، عصر حاضر کے جنید و بایزید، غوث دوراں نے ارشاد فرمایا کہ: ''اس کی وضاحت مفتیٔ اعظم عالم اسلام نے فرمادی ہے کہ ہیٹ سے مراد وہ ہیٹ ہے جس پر صلیب کے نشان ہوں، چونکہ صلیب پہننا عیسائی فرقوں میں کیتھولک فرقہ کا مذہبی شعار ہے اور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''من تشبہ بقوم فھو منھم'' اس کے علاوہ بھی دلائل و براہین سے اپنے جواب لاجواب کو مزین فرمایا۔

دیگر سوالات کا جواب بھی مدلل دیا، ماقل و مادل کے تحت بڑا جامع اور مسکت جواب عطا فرما کر بے چین دل کو پرسکون بنا دیا اور مزید کتابوں کی جانب اشارہ فرما کر مطالعہ کرنے کی تاکید کی۔ جواب عنایت فرماتے وقت بار بار نور بار نگاہوں کو ہماری طرف ڈالتے اور ارشاد فرماتے: ''بات سمجھ میں آگئی؟'' اس وقت ایسا محسوس ہوتا کہ حقائق و معارف کی نورانیت کا قلب و جگر پر نزول ہو رہا ہے اور فہم و ادراک کو نور بار بنا رہا ہے۔ نہاں خانۂ فکر و ذہن میں شکوک و شبہات کے جو جراثیم تھے یکلخت کافور ہو گئے اور میری منزل کا پتہ مل گیا۔ دل نے کہا اب کیا دیکھ رہا ہے تیرے ظاہر و باطن کے سوال کا کامل جواب جلوہ بار ہے، حجابات نے اپنا رخ موڑ لیا ہے، مارہرہ، بلگرام، کالپی، بغداد اور مدینہ کی ضو باریاں عنفوان شباب پر ہیں، نور و رحمت کی چھما چھم برسات ہو رہی ہے، عشق وعرفان کے جام چھلک رہے ہیں، ساقی بادۂ حقانی سے سیراب کرنے پر مائل ہے، دیر کس بات کی ہے شراب ارادت پی کر مدہوش ہو جا، اس حسین خیال کا آنا تھا کہ مقدس و طلعت بار ہاتھوں میں ہاتھ ڈال دیا اور باز ارقادریت میں خود کو فروخت کر کے اس کے عوض میں جنت خرید لیا اور مچل کر دل ہی دل میں بول پڑا،

جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا　　　تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

دوسرے سال ۱۹۹۷ء میں حضور تاج الشریعہ کی آمد پر بہار ''منگلور'' سے متصل ''اپلہ، کیرلا'' کی زمین پر ہوئی، دار العلوم کے اساتذہ کے

ہمراہ ’’ہاسن‘‘ سے ’’منگلور‘‘ پہونچے معلوم ہوا کہ علم وادب کا آفتاب اور حسن و جمال کا مہتاب سر زمین ’’منگلور‘‘ ہی کو طلعت باریاں عطا کر رہا ہے۔ جہاں شمع ہو پروانے وہیں منڈلاتے ہیں۔ ہم لوگ اسی کاشانۂ نور میں حاضر ہوئے، اہل خانہ نے اجازت دی، حضرت کے حجرۂ پرنور میں حیات مستعار کو ضو بار کرنے حاضر خدمت ہو گئے۔ زہد و تقویٰ کے فلک اعلیٰ کی دست بوسی و قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ زہے نصیب! قسمت کا ستارا تبسم ریز ہوا تھا، علم و عمل اور اخلاص کے گنگ وجمن نے قدم پاک کو ہماری جانب بڑھا دیا۔ اشارہ پاتے ہی خدمت کی سعادت کے حصول میں مصروف ہو گیا۔ تقدس کے عرش پر نگاہیں جم گئیں، ضیائے چشم سے روئے منور کا بوسہ لیتا رہا اور قلب وجگر کو ٹھنڈک پہونچاتا رہا، بڑے بڑے علماء وہاں موجود تھے لیکن نجم التفسیر والحدیث، نیر الفقہ والقضاء اور امام فقاہت کے سامنے کسی میں لب کشائی کی جرأت نہیں۔ اس گنہگار سے کہہ رہے تھے کہ، یہ سوال کریں، وہ سوال کریں بندہ پوچھتا جاتا حبر العلم والادب جواب دیتے جاتے، دلائل و براہین کے دریا بہاتے جاتے، ایسا محسوس کر رہا تھا کہ سارے علوم وفنون کو اپنے سینۂ مبارکہ میں محفوظ کر لیا ہے۔ کبھی حدیث کی تلاوت فرما رہے ہیں تو ایک گلستان سجاتے چلے جا رہے ہیں، کبھی تفسیر بیان فرماتے تو کبھی فقہی جزئیات وکلیات کا انبار لگاتے۔ جس موضوع پر سوال ہوا اس موضوع کے تحت دلائل کثیرہ کا انبار لگاتے رہے۔ آپ کی حاضر جوابی، تبحر علمی اور استدلالی ندرت کو دیکھ کر سارا مجمع عش عش کر اٹھا۔ اس محفل کی دلکش و ایمانی چاشنی کا عالم نہ پوچھئے، علوم وفنون کے ماہ تمام کا مقام کیا کہنا!

صاحب علم وادب میں جب انہیں دیکھا لگا — سب خبر اک مبتدا ہیں سیدی اختر رضا

دستر خوان بچھ چکا تھا کھانے کے سارے لوازمات لگ چکے تھے۔ اہل خانہ نے کھانے کی دعوت دی، حضور تاج الشریعہ کے ساتھ کھانا کھانے کی برکت کا حصول ہوا۔ کچھ ہی وقفہ کے بعد ’’اپلہ‘‘ کے لئے روانگی ہوئی۔ بے شمار گاڑیوں کے درمیان حضور تاج الشریعہ کی گاڑی بڑی سرعت کے ساتھ منزل کی مسافت کو طے کر رہی تھی۔ جب ’’اپلہ‘‘ تقریباً دو (۲) کیلومیٹر دوری پر رہا تو دیوانوں کا جم غفیر نظر آنے لگا، تا حد نگاہ پروانوں کا سیل رواں دکھائی دے رہا تھا، مشتاقان دید نے جونہی گاڑی دیکھی، نعروں کے گونج میں اپنے کعبۂ قلب ونظر کا استقبال کرنے لگے، تکبیر و رسالت کی صدائے دل نواز فضاؤں کو چیرنے لگی، دیوانوں کا ہجوم گاڑی کی طرف ٹوٹ پڑا، گاڑی کی رفتار تھوڑی دیر کے لئے بالکل ختم ہو گئی، رفتہ رفتہ بڑی مشکل سے پروانوں کی بھیڑ کو ہٹایا گیا، وہ وقت بھی آگیا جب کہکشاں کے جمال کی منبر رسول پر تشریف آوری ہونے لگی، دیوانے دیدار کو مچل اٹھے عوام ہو کہ خواص سب زیارت کو مضطرب ہو گئے جب، اس دیوانگی کی کیفیات کو دیکھا تو دل نے کہا کہ، اللہ! اللہ! کیا شان ہے تاج الشریعہ کی، تو لب پر یہ اشعار مچلنے لگے:

آفاقہا گردیدہ ام — مہر بتاں وز دیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام — لکن تو چیزے دیگری

اس ہمہ گیر وہمہ جہت شخصیت کے وجودِ مسعود کا ظہور و رود ہو گیا، تو مائک پر کلام کرنے سے بڑے بڑے ماہرین علم وفن کترانے لگے، مفتی شریف الرحمن صاحب نے میرے نام کا اعلان کروا دیا، بندہ مائک پہ حاضر ہوا اور تقریباً ۲۰ رمنٹ تک حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ

میں آموختہ بطور استقبالیہ پیش کرتا رہا، یہ سب فیضان مرشد کی کرم نوازیاں تھیں، ورنہ ہماری کیا حقیقت وحیثیت، صبح کو حضور تاج الشریعہ کی معیت میں واپسی ہوئی۔ اسی درمیان بے شمار کرامتوں کے صدور کا مشاہدہ ہوا اور ہر اعتبار سے ولایت وقطبیت کے اعلیٰ مقام پر فائز پایا، اس کو سمجھنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ:

عاشق بدر الدجی ہیں سیدی اختر رضا ‏ ‏ نائب غوث الوری ہیں سیدی اختر رضا

ثانئ رازی، غزالی، شیخ اکبر بایزید ‏ ‏ بوحنیفہ کی ضیا ہیں سیدی اختر رضا

اس کے بعد تسلسل کے ساتھ اس ملیح دلآرا کی ملاحت کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا اور ان کے فیوض و برکات کو دامن حیات میں سمیٹتا رہا، اس جمال جہاں آرا کی تصویر کشی کیجئے، تو اس کا نقش سراپا کا مختصر خاکہ یہ ہوگا:

''سیرت نورانی، صورت نورانی، لباس نورانی، رنگت نورانی، سرخی مائل سفید، قد میانہ، بدن بھرا بھرا، سر بڑا گول، اس پر عمامہ کی نورانیت، چہرہ گول روشن وتابناک نورانیت بکھیرتا ہوا، جس کو دیکھ کر خدا کی یاد آجائے، جبین اقدس کشادہ بلند و بالا تقدس کے جھلملاتے ماہ ونجوم کی جلوہ باریاں، پلکیں گھنی، بالکل سفید ہلالی شکل نما، آنکھیں بڑی بڑی خمار آلود، بھنویں گنجان ونور بار، رخسار انور شگفتہ گلاب جمال وجلال کا آئینہ مبارک، پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں، دندان چھوٹے چھوٹے ہموار موتیوں کی لڑی کی طرح، کان متناسب قدرے دراز، گردن معتدل، وکشادہ سینہ فراز منور تابندہ، کمر خمیدہ مائل، ہاتھ لمبے لمبے جو لطف وعطا میں ضرب المثل، پاؤں متوسط، ایڑیاں گول موزوں، دوپلی کڑھی وسادہ ٹوپی، عمامہ بڑے عرض کا رنگ برنگا، کرتا کلی دار، اس پر قباء چھوٹی مہری علی گڑھی پاجامہ، چھڑی پیتل یا لکڑی کی سرتاپا نورانیت کا آماجگاہ۔

نوری صورت نوری سیرت جلوۂ شمس الضحیٰ ‏ ‏ انتخاب کبریا ہیں سیدی اختر رضا

۲۰۰۸ء میں حضور تاج الشریعہ ''سلطان الہند کانفرس'' میں ''شیموگہ'' جلوہ نما ہوئے۔ ''لارڈج'' میں زیارت کے لئے حاضر ہوا، سلام کیا، مصافحہ ہوا، دست بوسی ہوئی، قدم بوسی کی۔ محب گرامی عالیجناب موسیٰ رضوی صاحب نے کہا کہ ابا حضور (تاج الشریعہ) یہی مفتی مقصود عالم صاحب ہیں جو دار العلوم جامعہ رضویہ میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں اور ادارۂ شرعیہ شیموگہ کے قاضی بھی ہیں۔ اس مرد قلندر نے سر پر ہاتھ رکھ کر بے شمار دعائیں دیں مفتی شعیب رضا نعیمی علیہ الرحمہ جنہوں نے از راہ محبت اپنا چھوٹا بھائی بنا رکھا تھا ان کی بھی دست بوسی کی، اور ''تاج الشریعہ کون؟'' مقالہ نکال کر دیا انہوں نے مطالعہ کیا اور حضور تاج الشریعہ کو سنایا۔ ایک مقام پر حضور تاج الشریعہ نے ارشاد فرمایا یہ جملہ نکال دیں، کیونکہ معترضین بلا وجہ کلام کریں گے۔ پھر اسی مقالہ کو بطور استقبالیہ حضور تاج الشریعہ کی موجودگی میں منبر رسول پر پڑھنے کی سعادت ملی۔ جب پڑھ رہا تھا تو حضور تاج الشریعہ کے روئے درخشاں کے جلوۂ زیبا میں مدینہ و بغداد کا جلوہ نظر آیا۔ اسی جلسہ میں حضور تاج الشریعہ نے کرم نوازیاں فرماتے ہوئے اپنی خلافت واجازت سے بہرہ مند فرمایا۔ ''کرناٹکا''، ''آندھرا'' اور ''کیرلا'' آمد ہوتی تو دیدار پر انوار کے لئے حاضر خدمت ہو جاتا، اور فیوض و برکات سمیٹتا رہتا۔ یہ سلسلہ بڑا دراز ہے، سب کو احاطۂ تحریر میں لانا یہاں ممکن نہیں۔

اس سال شعبان المعظم میں دیدار پر انوار سے شرف یابی کے لئے کعبۂ قلب ونظر بریلی شریف پہونچا، محب گرامی عالیجناب اقبال شیخانی

صاحب، مفتی راحت خان صاحب، ومفتی عاشق حسین صاحب کشمیری، مفتی نشتر فاروقی صاحب کی کرم فرمائیوں کے سبب حضور تاج الشریعہ کے دیدار سے مشرف ہونے کا موقع ملا۔تقریبا ۳۰ منٹ تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا، پورا رخ زیبا گلاب گلاب اور حسن و جمال کا آفتاب عالم تاب نظر آیا جب لوگ باہر آئے تو دست بوسی کیا۔دست مبارک کو آنکھوں سے لگایا اور سینے پر رکھا اور سرہانے بیٹھ کر احوال وکوائف سنایا۔وکالت سے جتنے لوگ مرید ہوئے تھے سب کی قبولیت کی سند حاصل کیا۔اس کے بعد وہاں سے رخصت ہوا۔جب باہر آیا تو تقریبا دو گھنٹے تک میرے ہاتھ خوشبو سے معطر رہے، دل نے کہا کہ خود تو معطر ہیں جو قریب جاتا ہے اس کو بھی معطر فرما دیتے ہیں۔

اس کے بعد جانشین تاج الشریعہ مفتی عسجد رضا خان صاحب قادری مدظلہ النورانی سے مرکزی دارالافتا میں ملاقات ہوئی۔حضرت والا نے جو علمی وفنی کلام فرمایا، اس سے ان کی علمی وفنی گہرائی کا اندازہ ہوا اتنی تاخیر ہوگئی کہ میری گاڑی کا ٹائم ختم ہوگیا۔ایک پریشانی ستا رہی تھی۔کہ بغیر ریزرویشن جانا کیسے ہوگا؟ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ مفتی راحت خان صاحب کا فون آیا کہ آپ کی گاڑی نو گھنٹے لیٹ ہے۔یہ بھی حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت کہہ لی جائے جو غلاموں کو مشکلات سے بچالیا جانشین تاج الشریعہ نے سند خلافت بھی دیا جو نہ لے سکا تھا۔یہ بھی حضور تاج الشریعہ کی ایک کرامت ہے نقاب پوشی سے قبل ہی بلا کر ہر چیز سے نواز دیا۔جب سانحہ ارتحال سے قبل بریلی شریف جارہا تھا تو مراد آباد اتر گیا اس کے بعد رامپور پہنچا حضور سید شاہد میاں رامپوری دام ظلہ النورانی سے ملاقات کی انہوں نے اپنی گفتگو کے درمیان فرمایا کہ :"حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کے ہم کل بھی غلام تھے آج بھی ہیں اور ان شاء اللہ حین حیات رہیں گے"۔

اس کے بعد بریلی شریف میں نماز جمعہ سے پہلے حاضری ہوئی، حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کو اس سے قبل خوب دیکھا، بے مثل ولاجواب پایا۔حضور ﷺ کا فرمان عالیشان ہے "عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد" (جامع الترمذی ج ۲ / ۹۳ باب ماجاء فی عالم المدینۃ۔مشکوۃ شریف ج ۱ / ۳۴ کتاب العلم۔ابن ماجہ ج ۲ / ۹۳ باب فضل العلماء) ہزار عابد سے شیطان پر ایک فقیہ بھاری ہے۔نگاہ دوڑاتا ہوں تو فقیہ کہلانے والے تو بہت نظر آتے ہیں مگر اس حدیث کا مصداق خال خال نظر آتا ہے۔البتہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات کو دیکھا تو ہر اعتبار سے اس کی تفسیر پر تنویر پایا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ ثلث منجیات وثلث مھلکات فاما المنجیات فتقوی اللہ فی السر والاعلانیۃ والقول بالحق فی الرضا والسخط والقصد فی الغناء والفقراء واما المھلکات فھوی، متبع وشح، مطاع واعجاب المرء بنفسہ وھو اشدھن" (مشکوۃ ج ۲ / ۴۳۴۔شعب الایمان للبیھقی) تین صفات ایسی ہیں کہ جس شخص کے اندر موجود ہیں وہ دارین میں نجات یافتہ ہے، اس کا دل خلوت وجلوت میں خوف خدا سے عبارت ہو، جو کسی کی رضا وناراضگی کی پرواہ کئے بغیر حق بات پر ڈٹا رہے۔خرچ کرنے میں راہ اعتدال اختیار کرے چاہے ایام امیری ہو یا فقیری وفاقہ کشی۔پہلی صفت یہ ہے کہ خلوت وجلوت میں اس کا دل خشیت الہی سے مملو ہو۔اس کی پہچان وعلامت یہ ہے کہ اس شخص سے نہ حقوق اللہ تلف ہونگے نہ حقوق العباد وہ کامل طور پر حقوق کا پابند رہے گا۔حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی خلوت وجلوت دونوں کو دیکھا، حقوق اللہ کی ادائیگی میں ایک ذرہ بھی کمی نہیں پایا، حقوق العباد کی

پاسداری میں حیات مستعار کا پل پل گذار دیا۔ اختلافی مسائل میں بھی اصول وقانون کے دائرے میں رہ کر اپنے موقف کا اظہار کیا۔ لوگوں نے کردارکشی کی لاکھوں جتن کئے، انگشت نمائیاں ہوئیں، عزت سے کھلواڑ ہوا، ذاتیات پر پے درپے حملے ہوئے، دشنام طرازیوں کے بازار گرم کئے گئے، الزام وافترا کے ذریعے بدنام کرنے کی سازش رچی گئی، اس کے باوجود پلٹ کر جواب نہیں دیا۔

اللہ ارشاد فرماتا ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ''رب قدیر صابرین کے ساتھ ہے۔ ''رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ''جس کا دل خشیت الٰہی سے لبریز ہوتا ہے اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور وہ لوگ اللہ سے راضی ہوجاتے ہیں۔

''اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ''اللہ کے ولی متقین ہی ہوتے ہیں۔

''اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ'' ۔سن لو خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم، جو لوگ ایمان لائے اور تقوی اختیار کرتے ہیں۔ عمدۃ المفسرین امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں: ''الذین یحترزون عن المنکرات ''(تفسیر کبیر ج ۵/ ۱۲۷) جو لوگ منکرات سے اجتناب کرتے ہیں۔

ارشاد باری ہے: ''وتزودوا فان خیر الزاد التقوی'' ۔توشہ ساتھ رکھو اور سب سے بہتر توشہ تقوی وپرہیز گاری ہے۔

''ھدیٰ للمتقین'' ۔ہدایت متقین کے لئے ہے۔ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ اپنی تصنیف قوت القلوب میں فرماتے ہیں: ''الایمان عریان ولباسه التقویٰ'' ۔ایمان ایک عریاں حقیقت ہے اور اس کا لباس تقوی ہے۔

حدیث میں ہے: ''اتق المحارم تکن اعبد الناس'' ۔اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کر تب لوگوں میں بڑا عابد ہوگا۔

حدیث میں ہے: ''اتق اللہ حیثما کنت'' ۔جہاں کہیں رہو اللہ سے ڈرتے رہو۔ امام نووی فرماتے ہیں: ''ای اتقه فی الخلوة کما تتقیه فی الجلوة بحضرة الناس واتقه فی سائر الامکنة والازمنة'' (شرح الاربعین النبویہ/ ۹۵) جس طرح لوگوں کے سامنے، جلوت میں ڈرتے ہو اسی طرح خلوت میں بھی اللہ سے ڈرو اور تقوی اختیار کرو اور ہر جگہ، ہر لمحہ اور ہر زمانے میں تقوی کا ثبوت دو۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کی ورق گردانی کرنے والے جانتے ہیں کہ خلوت وجلوت میں یکساں تھے اور عالم اسلام میں آپ کے تقویٰ کی شہرت تھی، خشیت الٰہی کا نتیجہ ہی تو تھا کہ بلا خوف وخطر احقاق حق وابطال باطل کے فرائض انجام دیتے تھے۔ کون خوش ہوتا ہے کون ناراض ہے اس کی پرواہ کئے بغیر حق بات کہہ دیا کرتے تھے اور اپنے موقف پر مضبوطی سے ڈٹے رہتے تھے۔ ٹی وی، ویڈیو اور مووی کو حرام کہتے رہے، تصویرکشی کے خلاف فتویٰ صادر فرماتے رہے۔ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی اقتداء کو فساد صلاۃ کا باعث بتاتے رہے۔ چلتی ٹرین پر عدم جواز کے قائل رہے۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار مسائل ہیں جس کے باعث کتنے لوگ مخالف ہو گئے۔ کتنے لوگوں نے جنگ کا آغاز کر دیا مگر کسی کی پرواہ نہ کی، جس نے فعل کفر کا ارتکاب کیا اپنے تھے کہ بیگانے سب پر یکساں شریعت کے حکم کا اظہار فرمایا، لوگ دشمن بن گئے اس کا غم نہیں کیا، ان امور کے مشاہدے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کی ذات مذکورہ بالا آیات واحادیث اور اقوال کی کامل مصداق تھی۔ دوسری صفت یہ ہے کہ حق بات پر ڈٹا رہے، دنیا نے اس کا مشاہدہ بھی اپنی نگاہوں سے کیا اور خرچ میں بھی راہ اعتدال پر قائم

تھے۔اس بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ آپ نجات یافتہ بھی تھے اور نجات دہندہ بھی۔

مہلکات: دو جہاں کی ہلاکتوں سے بچنے کے لئے بھی تین صفات کا وجود لازم ہے۔خواہشات نفسانیہ کی پیروی سے اجتناب مخالفت اکبر المنجیات سے ہے اور نفسانی خواہشات کی اتباع اکبر المہلکات سے ہے اور بخالت سے اجتناب اور اس سے مراد وہ بخل ہے جو حرص سے مقرون ہو۔تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کا دامن ان گرد و غبار سے بھی محفوظ و مامون تھا۔اس لئے تو دنیا آپ پر فدا تھی اور آپ کا وجود مسعود نورانی تھا۔جو چہرہ دیکھ لیتا شیدا ہو جاتا،ولی کی ایک پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے،جو حدیث میں مذکور ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:''اذا رای ذکر اللہ''۔جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے سمجھو وہ ولی ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات مستعار کا ہر فعل کتاب وسنت کے مطابق تھا۔وہ ایسے تھے جن کی عالم اسلام میں کوئی مثال نہیں۔علم میں لاجواب تھے،عمل میں لاجواب تھے،امر بالمعروف میں لاجواب تھے،زہد وتقویٰ میں لاجواب تھے،حسن وجمال میں لاجواب تھے،استقامت واستقلال میں لاجواب تھے،احقاق حق وابطال باطل میں لاجواب تھے،حیات کے جس گوشے کو دیکھئے اور جس زاوئیے سے دیکھئے اس میں لاجواب و بے مثال نظر آتے۔

اب کہاں سے لاؤ گے اے سنیو! ایسا کامل رہنما اختر رضا

صوفیۃ الزمن،ناشر مسلک اعلیٰ حضرت،حضور محمد لیاقت رضا صاحب نوری مرادآبادی خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند دام ظلہ النورانی سے جب بھی ملاقات ہوتی تو وہ حضور تاج الشریعہ کا ذکر جمیل ان کلمات بالغہ کے ذریعے فرماتے کہ میاں ان آنکھوں نے مفتیٔ اعظم عالم اسلام کو دیکھا ہے ان کی خدمت کرنے کا موقع ملا ہے ہمارے مخدوم ہمارے مطلوب ہمارے مقصود حضور تاج الشریعہ سے محبت فرماتے تھے۔ان کی ذات پر کامل اعتماد فرماتے تھے ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ اپنا قائم مقام بنادیا۔اپنی جگہ پر بیٹھا کر اپنے علوم وفنون،زہد وتقویٰ،رعب ودبدبہ،شان وشوکت اور تمام تر رفعت وبلندی عطا فرما کر اوج ثریا پر پہونچا دیا۔ان کی شان ہی کیا کہنا انہیں دیکھتا ہوں تو آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے۔دل کو سکون ملتا ہے وہ چلتے ہیں تو مفتیٔ اعظم کا چلنا یاد آجاتا ہے،بیٹھتے ہیں تو مفتیٔ اعظم کا بیٹھنا یاد آجاتا ہے۔ان کی ہر ادا میں ہر کمال میں مفتیٔ اعظم ہیں،اوجِ ثریا اگر ان کی قدم بوسی کرے تو کیا تعجب ہے۔

''کرناٹکا'' میں بے شمار مرتبہ منبر رسول پہ دیکھا کہ زار و قطار رو رو کر حضور تاج الشریعہ کی صحت وتندرستی کے لئے دعا مانگتے ان کے صاحب زادے محمد رضا صاحب نوری المعروف بھائی جان نے بتایا کہ جب ابا حضور کو سانحۂ ارتحال کی خبر ملی تو بچوں کی طرح بلک بلک کر رو پڑے اور کہنے لگے آج عالم اسلام کا سب سے بڑا فقیہ،محدث،مفسر،مفکر،مدبر،محقق رخصت ہو گیا۔ہمارے مخدوم کی امانت نے مجھ سے رخ موڑ لیا۔آفتاب قطب الارشاد روپوش ہو گیا بیٹا آج ہم ہی نہیں عالم اسلام یتیم ہو گیا۔اس کے بعد بریلی شریف چلنے کا حکم دیا جب حضور محمد لیاقت رضا نوری مدظلہ العالی کی ملاقات مجھ سے ہوئی تو وہی کیفیت تھی بلاشک وشبہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانے سے عالم اسلام سوگوار ہے۔

آپ کا ہر لمحہ گزرا رب کے ذکر وفکر میں وہ ہے حق پر آپ کا جو تابع فرمان ہے

علامہ محمد اظہار حسین صاحب نعیمی نوری مدظلہ العالی نے سانحہ ارتحال کی خبر پاتے ہی ''ہا سپیٹ ، کرنا ٹک'' سے فون کیا کہ: آپ کہاں ہیں؟ عرض کیا: بریلی شریف میں ہوں۔ کچھ سن رہا ہوں: احقر نے بڑی مشکل سے کہا: ''سچ ہے'' تو رو پڑے اور کہا اس دور پرفتن میں ایک تو سہارا تھا وہ بھی چھن گیا۔ اس کے بعد رو رو کر سنانے لگے کہ ۱۹۹۹ء میں حضرت کا پروگرام شہر ''ہاسپیٹ ، کرنا ٹک'' کے لئے کیا گیا تھا۔ اسی تاریخ میں حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری ''کرنا ٹک'' کے علاقہ ''ہبلی ، ڈانڈلی'' میں ہونے والی تھی۔ ہمارے یہاں آنے کا ڈیٹ بھی مل گیا جب ''ہبلی'' پہنچا تو پتہ چلا کہ اس پروگرام کی اطلاع حضور تاج الشریعہ کو نہیں ہے۔ ہم لوگوں نے حضور امین میاں مدظلہ العالی کا تعاون لیا جن کی مدد سے حضور تاج الشریعہ کی جلوہ باری ''ہاسپیٹ'' میں ہوئی۔ پورا ''ہاسپیٹ'' آپ کی تشریف آوری سے مسرت وشادمانی کے سمندر میں غوطہ زن تھا۔ جب منبر نور پر آمد ہوئی تو ہر طرف نور ہی نور کا سماں ہو گیا۔ اللہ اللہ وہ نوری چہرہ جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا۔ آج عالم اسلام کی وہ مقتدر شخصیت ہمیں یتیم کر گئی۔ اس طوفان بدتمیزی میں اب ہمارے ایمان وعقیدے کی حفاظت کون کرے گا۔

دار و مدار جس پہ ہے ساری بہار کا — وہ کیف ہے تبسم جاناں لئے ہوئے
دیکھی ہے جس نے ایک جھلک حسن یار کی — وہ پھر رہا ہے تار گریباں لئے ہوئے

سن ۲۰۰۹ء یا ۲۰۱۰ء میں ہبلی تشریف لائے بندہ ایئر پورٹ پہونچا محب گرامی عالی جناب موسیٰ رضوی صاحب، بنگلور کی معرفت ایئر پورٹ کے اندر داخل ہوا جب جہاز لینڈ کی تو باہر ہزاروں لوگوں کا مجمع اکٹھا ہو گیا ایئر پورٹ کا پورا عملہ اس منظر کو دیکھ کر پریشان ہوا تھا تقریبا ایک گھنٹے تک حضور تاج الشریعہ کے پاس اندر رہنے کا موقع ملا اپنی نگاہوں سے دیکھا کہ پورا عملہ حضرت کی بارگاہ عرش جاہ میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہو گیا اجازت پا کر سب نے قدم بوسی کی حضرت کرسی پر جلوہ بار تھے اللہ اللہ کیا چہرہ اس قدر نور بار تھا کہ اس کو لفظوں میں ڈالنا ممکن نہیں تفہیم طبع کے لئے اتنا سمجھ لیں کہ جب سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے تو جو سرخی رونما ہوتی ہے اس وقت لگ رہا تھا کہ وہی سورج حضور تاج الشریعہ کے روئے منور میں تیر رہا ہو اس لئے تو کائنات کی ساری رعنائیاں اس حسن و جمال پر قربان تھیں بلا شک وشبہ **ان اللہ جمیل یحب الجمال** کے کامل مصداق جملہ شعبہ ہائے حیات میں تھے۔

باغ رضواں میں نہیں ہے حسن کا تیرے جواب — اے فقیہ دین وملت بار ہا تم پر سلام

آپ کی ولادت باسعادت 24/ ذیقعد 1362ھ بمطابق 23/نومبر 1943ء بروز منگل محلہ سوداگران بریلی شریف کی پاک سرزمین پر ہوئی۔ دنیائے اسلام کی وہ سب سے عظیم و برتر ہستی، شیخ الاسلام والمسلمین، معین الملت والدین، امام الفقہاء والمحدثین، عماد المفسرین والمتکلمین، برھان العارفین، حجۃ السالکین، فارق الحق والباطل، قائد المشارق والمغارب، سلطان الدرس والتدریس، حاکم الزہد والتقویٰ، حبر العلم والادب، سماء اللوح والقلم، مرجع العرب والعجم، ماہر اللسان والبیان، بحر الشعر والسخن، شمس التصنیف والتالیف، نیر التقریر والتحریر، جامع العلوم والفنون۔ قمر الحکیم والادیب، کوکب المعرفۃ والحقیقۃ، صاحب الرشد والھدایۃ، واقف الرموز والاسرار، ملک الخلوۃ والجلوۃ، دافع البدعۃ والضلالۃ، رافع المذھب والسنۃ، فنافی اللہ وفنافی الرسول، مظہر الغوث الاعظم، وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتیٔ اعظم،

ابن مفسر اعظم، قدوۃ المحققین، زبدۃ المدبرین، قاضی القضاۃ فی الھند، غسال کعبہ، فخر ازہر، شیخ اکبر، مخدوم العلماء، سید الفضلا، تاج الشریعۃ، بدر الطریقۃ، شیخنا المکرم حضرت علامہ فہامہ مفتی محمد اسماعیل رضا خان المعروف محمد اختر رضا خان الملقب بہ ازہری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان ''کل نفس ذائقۃ الموت'' کے تحت تقریبا 75/سال کی حیات مستعار پا کر دنیائے فانی سے 7/ذیقعدہ 1439ھ بمطابق 20/جولائی 2018ء بروز جمعہ ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' کی صدائے دلنواز بلند کرتے ہوئے ''موت العالم موت العالم'' کے تحت عالم اسلام کو سوگوار کر کے، درد والم، رنج ومحن کا داغ دیکر، یتیم ویسیر بنا کر، سسکتا بلکتا چھوڑ کر خود واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

چھوڑ کر اہل چمن کو فخر ازھر چل بسے　　　غم زدہ کر کے زمن کو فخر ازھر چل بسے
ان سے قائم تھا جہان علم میں باغ وبہار　　　کر کے سونا انجمن کو فخر ازہر چل بسے
تیری فرقت خون کے آنسو رلاتی ہے مجھے　　　درد کا عالم نہ پوچھو کس قدر خوں خوار ہے

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعرات ہی کو اپنے کاشانۂ مبارک پر تشریف لا چکے تھے۔ عالیجناب الحاج ہارون عثمان صاحب نوری، چھتیس گڑھ، اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جمعرات کو گھر پر ہی حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ''آل کرناٹک سنی علماء بورڈ'' کا ایک وفد اصحاب ثلاثہ پر مشتمل مالیگاؤں، دہلی، مراد آباد، رامپور، حضور سید شاہد میاں رامپوری سے ملاقات کرتا ہوا حضرت کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو نور بار بنانے بریلی شریف پہنچا۔ بریلی شریف کا یہ سفر غیر ارادی طور پر ہوا تھا جس کو قطب زمن کا تصرف وکرامت ہی کہا جا سکتا ہے۔ جمعہ کی نماز ادا کیا اس کے بعد بارگاہ رضا میں حاضری ہوئی۔ فراغت کے بعد مرکزی دارالافتاء بریلی شریف میں حاضر باش ہوا حضرت مفتی نشتر صاحب فاروقی ایڈیٹر سنی دنیا بریلی شریف سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی عسجد رضا خان صاحب مدظلہ العالی کو آپ کی آمد کی اطلاع دی جا چکی ہے، انہوں نے بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ بندہ، عالیجناب صادق اللہ صاحب رضوی ایڈووکیٹ، چترد رگہ، کرناٹک، مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی، ھرپن ہلی، کرناٹک جو وفد کی صورت میں تھے بیٹھ کر آمد کا انتظار کرنے لگے۔ کیا پتہ تھا کہ یہ انتظار حیات ظاہری کا آخری انتظار اور یہی آخری دیدار ہوگا۔ مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی نے بتایا کہ حضور مفتی عسجد رضا خان صاحب مدظلہ العالی سے ہماری ملاقات ہوئی انہوں نے ملنے اور ملاقات کرانے کا یقین دلایا ہے۔ ایڈیٹر سنی دنیا بریلی شریف نے فرمایا کہ جانشین حضور تاج الشریعہ نماز مغرب کے بعد ہی تشریف لائیں گے کیوں کہ حضور تاج الشریعہ انہیں کی اقتدا میں نماز ادا فرماتے ہیں۔ اور وعدے کے مطابق ضرور مخدوم الکل سے ملاقات کروائیں گے۔ شوق دیدار کی حسرت لئے انتظار کرتا رہا۔ مفتی نشتر فاروقی صاحب نے اطلاع دی کہ نیچے چلئے حضرت کی طبیعت دوبارہ بگڑ چکی ہے۔ اوپر سے نیچے آنے تک دیوانوں کا ایک بہت بڑا جم غفیر گھر کے پاس پہنچ چکا تھا تل رکھنے کو بھی جگہ نہ تھی۔ سید کیفی صاحب گھر سے روتے ہوئے باہر آئے تب پتہ چلا کہ قطب زمن سفر آخرت طے کر چکے ہیں۔ آپ کا سانحۂ ارتحال گھر پر اذان مغرب کے وقت ہوا۔ جس کا احقر اور اس کے علاوہ سینکڑوں لوگ چشم دید گواہ ہیں۔ آپ کا سانحۂ ارتحال عالم اسلام کیلئے نا قابل تلافی نقصان ہے جس کی بھرپائی ممکن نہیں۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ دنیائے اسلام کی وہ واحد شخصیت ہیں جن کے وصال کی خبر پھیلتے ہی عالم کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ اس حادثۂ

عظیمہ کی رونمائی پر بلا امتیاز مذہب وملت ہر ایک نے اپنے درد وغم اور رنج وملال کا اظہار کیا۔شہر بریلی کے ہندو ومسلم سب نے آپ کی رحلت کے غم میں دو روز تک اپنی اپنی دکانیں بند رکھیں ۔راہل گاندھی، اکلیش جی اور نتیش کمار وغیرہم نے تعزیتی پیغام نشر کیا۔عالم اسلام کے اکثر ممالک سے تعزیتی پیغام نشر ہوئے عالمی سطح پر پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، سوشل میڈیا کے ذریعے تعزیتی پیغام نشر ہوتے رہے جس سے شخصیت کی مقبولیت عظمت ورفعت اور شہرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آپ نے اپنی حیات میں اسلام کی تبلیغ کیلئے پوری دنیا کا سفر کیا ہزاروں لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر قبولیت اسلام کی سعادت حاصل کی، کروڑوں لوگ آپ کے ہاتھوں پر بیعت ہوئے اور سلسلۂ عالیہ قادریہ سے اپنا انسلاک پیدا کرلیا۔لاکھوں لوگوں نے اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کی، کروڑوں کی تعداد میں آپ کے مریدین پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں ۔آپ کی علمی شخصیت بے مثال تقویٰ وطہارت کی مالک تھی ۔آپ آفاقی عظمت وشہرت کے حامل تھے ۔جس کے باعث غسل کعبہ کا شرف پایا، اندرون کعبہ نماز ادا کرنے کی فضیلت ملی، اسلامک یونیورسٹی جامع ازھر مصر نے ''فخر ازھر'' ایوارڈ سے نوازا۔آپ کو ارباب بصیرت نے ہزاروں لقب سے ملقب کیا، جس میں تاج الشریعہ کا لقب بھی شامل ہے۔

پاکستان کی عالمی صوفی کانفرنس میں شہزادۂ غوث پاک نے عالم اسلام کے صوفیوں کا صدر ومقتدیٰ ہونے کا اعلان کیا، سارے شرکاء نے اس کو بسر وچشم قبول کیا۔عالمی سروے میں آپ کی ذات کو پچاسویں نمبر پر رکھا گیا اور ہندوستان میں سب سے فائق قرار دیا گیا۔یہ تو ان لوگوں کا سروے ہے جنہوں نے منفرد چیزوں کو پیش نظر رکھا۔خالص اسلامی اعتبار سے اسلامی دنیا نے ہر اعتبار سے آپ کو یکتا وتنہا پیشوا ورہنما جانا۔ جس پر عالم اسلام کے تعزیتی پیغام شاہد عدل ہیں ۔شیخ ابوبکر مصلیار، بانی ومبانی الثقافۃ السنیہ، کیرلا نے کھلے دل سے اس بات کا اظہار کیا اور اخباری بیان جاری فرمایا اور کہا کہ عالم اسلام میں سب سے بڑے عالم تھے حضور تاج الشریعہ، دنیا میں کہیں بھی اور کوئی بھی آپ کا نظیر نہیں ۔حضور سید حسینی میاں اشرفی، ناگپور نے کسی کے سوال کے جواب میں اس صدی کا آپ کو مجدد قرار دیا۔جس کا آڈیو سوشل میڈیا پر جاری ہوا۔آپ کی دینی، مذہبی، ملی، تصنیفی، ادبی، سماجی، تحریری، تقریری، تبلیغی، نثری اور شعری خدمات شہرۂ آفاق ہیں، آخری سانس تک خدمات کا سلسلہ جاری رہا۔

22رجولائی 2018ء بروز اتوار بعد نماز فجر ''بیت الرضا'' (حضور تاج الشریعہ کی رہائش گاہ) میں غسل دیا گیا.اس کارخیر کو جانشین تاج الشریعہ مفتی عسجد رضا خان، مفتی سلمان رضا خان اور برہان رضا خان صاحبان نے انجام دیا شرکائے غسل میں شہزادۂ محدث کبیر مفتی جمال مصطفیٰ صاحب، جناب سید کیفی صاحب اور خاندان کے کچھ افراد بھی شامل رہے۔آپ کی نماز جنازہ تقریبا 11 ربجے اسلامیہ انٹر کالج میں ہوئی۔ نماز جنازہ آپ کے جانشین وصاحب زادہ حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری مدظلہ العالی نے پڑھائی، جس میں شرکاء کی تعداد سے متعلق میڈیا کی رپورٹ مختلف ہیں کسی نے تین کروڑ کسی نے دو کروڑ تو کسی نے سوا کروڑ بیان کیا۔ان روایت مختلفہ کی روشنی میں سوا کروڑ کا ہونا یقینی معلوم ہوتا ہے ۔نگاہوں نے دیکھا ہے کہ اسلامیہ انٹر کالج، سڑک، گلی، چھت، درخت اس سے متصل دیگر میدان کھچا کھچ بھرے پڑے تھے۔ حتیٰ کہ جنازہ کا دیدار کرنے لوگ ٹرانسفرمر پر بھی چڑھ گئے تھے۔خدشہ کے پیش نظر فوراًہی بجلی کاٹ دی گئی تھی تاکہ کوئی حادثہ رونما نہ ہو۔جدھر نگاہ اٹھاتے

آدمیوں کا سیلاب ہی دکھائی دیتا تھا۔ مزار اعلیٰ حضرت سے "متصل ازھری گیسٹ ہاؤس" میں آپ کی تدفین کا عمل تقریبا 12:30 بجے پائے تکمیل کو پہنچا۔ مزار پاک کے اندر مفتی عسجد رضا خان صاحب مفتی سلمان رضا خان صاحب اور برھان خان صاحب اترے۔ قبر مبارک میں موئے مبارک، حضور غوث پاک کے جبہ شریف کا ٹکڑا، شجرہ شریف، عہد نامہ، دلائل الخیرات شریف اور بیری کی سوکھی ٹہنی کو رکھا گیا ان چیزوں کی اطلاع حضور امین شریعت کے خادم علامہ اشرف رضا صاحب، چھتیس گڑھ نے دی ان کو حضور مفتی سلمان رضا خان صاحب اور سفیان رضا خان صاحب نے اس کی آگاہی دی۔ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ کے مطالعہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ آپ درجۂ قطب الارشاد پر فائز تھے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے　　　　سبزۂ نورستہ ترے در کی نگھبانی کرے

ابر رحمت تیری تربت پر گہرباری کرے　　　　حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

مریدین ومعتقدین اور متوسلین یادرکھیں آپ کا پیر کامل، استقامت فی الدین کا کوہ گراں تھا، جب بھی صلح کلیت کا بدتمیز طوفان اٹھا، ضلالت وگمراہیت کی کالی گھٹاؤں نے اپنا پر پھیلایا، بے ادبی وگستاخی کی بجلیاں کڑکیں، بے راہ روی کے شب دیجور نے اٹکھیلیاں کیں، اس مرد قلندر نے بیباکی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اسے کیفر کردار تک پہنچادیا، اپنے عزم وحوصلہ میں ذرہ برابر تزلزل پیدا نہ ہونے دیا، جن پر آپ کی شش جہات خدمات شاہد عدل ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ روحانیت کے اعتبار سے شیخنا المکرم اب بھی ہمارے درمیان موجود ہیں اور اپنے جانشین حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان دام ظلہ النورانی کی شکل میں ایک عظیم ومضبوط ومستحکم سہارا ہمیں دے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم قلعہ کو ہر اعتبار سے فیوض وبرکات کا منبع ومصدر بنادے، مسلک حق کی اشاعت وترویج کیلئے بے باک مجاہد اور کمانڈر انچیف کی حیثیت میں مزید تابناکیاں عطا فرمادے حضور تاج الشریعہ کا کامل واکمل مظہر ونمونہ بنادے آمین۔

غلامان تاج الشریعہ یادرکھیں اس وقت آپ کی ذمہ داریاں مزید بڑھ چکی ہیں۔ ہمیں اسی طرح اپنے مسلک پر ڈٹے رہنا ہے، جس طرح حضور تاج الشریعہ کے حیات ظاہری میں ڈٹے ہوئے تھے اور اپنے مرکز عقیدت سے چمٹے رہنا ہے اور دنیا کو یہ بتادینا ہے کہ صبح قیامت تک بریلی ہی ہمارا مرکز رہیگا۔ یہی عشق کا تقاضہ ہے۔ شیخنا المکرم کا فیضان کل بھی جاری تھا آج بھی جاری ہے اور صبح قیامت تک جاری رہے گا۔ رب قدیر اہل خانہ، جملہ متوسلین ومعتقدین وجملہ اہل سنت، مسلک اعلی حضرت کے پیروکاروں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور استقامت فی المسلک کی دولت لازوال سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین

ایک عاشق رسول کا سفر آخرت

مولانا حسان المصطفیٰ قادری، گھوسی، انڈیا

شام ہی سے موسم کا مزاج اداس تھا، آسمان پر بادلوں کے کالے اور سرخ پہاڑ بھی اپنی بے بسی کا اعلان کر رہے تھے، ادھر جیسے ہی سورج اپنی روشنیوں سمیت روپوش ہوا، علم کے سورج نے بھی اپنی کرنیں سمیٹنی شروع کردیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم: "کل نفس ذائقة الموت" کا

اظہار اللہ کے ایک محبوب بندہ کے ذریعہ پھر ہونے والا تھا، ملک الموت کو حکم دے دیا گیا، بندہ بھی باوضو عشق رسالت میں سرشار ہو کر سرور کائنات ﷺ کے دیدار کی آرزو سجائے منتظر حکم الٰہی رہا۔ فرشتۂ اجل نے جیسے ہی اجازت طلب کی، آپ نے اللہ اکبر کہا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

ایک عرصہ تک دنیا کو اپنی روشنی سے منور و تاباں کرنے والا علم کا آفتاب و ماہتاب دنیا کو تاریک و بے سہارا کر کے ڈوب چکا تھا۔ شام کے ٹھیک سات بج کر بارہ منٹ ہوئے تھے، جب اس ولیٔ کامل نے اپنی روشن آنکھوں کو ہمیشہ کے لئے بند کر لیا تھا۔ بیس جولائی جمعہ کی وہ شام اہلسنت وجماعت پر غم واندوہ کا پہاڑ بن کر ٹوٹی، ہر طرف صف ماتم بچھ گئی تھی، دیوانوں کی آنکھیں اشک بار تھیں، دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ حزن وملال کی اس کیفیت سے آسمان کی آنکھیں بھی برس پڑی تھیں، معتقدین زار و قطار رو رہے تھے، مریدین آہ و بکا کر رہے تھے۔ ہمارے نین بھی ساون بھادوں برسا رہے تھے، واحسرتا! شریعت کا علم بردار چلا گیا، ہائے افسوس! مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان چلا گیا۔ اب کون ہے جس پر امت محمدیہ اعتماد کرے۔ کون ہے جو ملت کی تطہیر اور حمایت حق کا فریضہ انجام دے؟ کون ہے جسے دیکھ کر بے چین روح قرار پائے۔ اب کون ہے جسے لوگ اپنا فیصل تسلیم کریں؟ اب کس کے سائے میں فقہ کی گتھیاں سلجھیں؟

وصال کی خبر جیسے ہی عام ہوئی، لوگوں پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی، ہر طرف اداسی اور سوگواری چھا گئی تھی، جو جہاں تھا وہیں مغموم تھا، یتیمی کی کیفیت سے سبھی دو چار تھے۔ چہار جانب سے لوگ بریلی شریف کے لئے نکل پڑے تھے، جو جہاں تھا وہیں سے پابہ رکاب تھا۔ اپنے محبوب کے دیدار کے لئے ہم بھی حضور محدث کبیر مدظلہ کی معیت میں نکل پڑے تھے، چار گاڑیوں کا ہمارا قافلہ طلوع فجر سے پہلے بریلی شریف پہنچ گیا تھا۔ جمعہ کی رات ہی سے زیارت کا سلسلہ جاری تھا حضور تاج الشریعہ کے دیدار کے لئے انسانوں کا ایک ہجوم امڈ پڑا تھا، موسلا دھار بارش سے بھی عوام کے جذبات سرد نہیں ہو رہے تھے، لوگ قطار در قطار آتے اور دیدار سے مشرف ہو کر دوسری طرف سے نکل جاتے۔ ہجوم کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کو حجرے میں آنے سے روک دیا گیا تھا اور کھڑکیوں کے ذریعہ ہی دیدار کی لذت سے قلب و جگر کو تسکین کا سامان فراہم کیا گیا۔ حضور کی زیارت کے لئے لوگ گھنٹوں پانی میں کھڑے رہے، اور کتنے ہی افراد گھنٹوں انتظار کے باوجود زیارت سے محروم رہے۔ اکابرین، سادات کرام، مشائخ عظام بھی بڑی جدو جہد اور مشقت کے بعد اس در تک پہنچتے، البتہ خواص کی رسائی اندر حضور کے کمرے تک تھی۔ زیارت کے بعد حضور تاج الشریعہ کے بارے میں لوگوں کا یہ عام بیان تھا: ''کہ حضور کا نورانی چہرہ گلاب کی طرح کھل رہا تھا، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حضور ابھی آنکھیں کھول دیں گے، ابھی کچھ بول دیں گے''۔ حضور محدث کبیر مدظلہ العالی بھی بریلی شریف پہنچ کر سب سے پہلے زیارت کیلئے در دولت پر حاضر ہوئے۔ زیارت کے بعد حضرت کا یہ تاثر تھا: ''ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ حضور کے چہرۂ مبارک سے نور کی بارش ہو رہی ہو، چہرے سے بیماری کی کیفیت بالکل عیاں نہیں ہو رہی تھی، اس قدر خوب صورت نظر آرہے تھے گویا کبھی بیمار ہی نہ رہے ہوں''۔

زیارت کا یہ سلسلہ وقتاً فوقتاً موقوف ہونے کے بعد اتوار کے روز تک جاری رہا۔ اسی دن طلوع فجر کے بعد تقریباً چار بج کر پینتالیس منٹ پر غسل کا اہتمام کیا گیا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی اہلیہ مکرمہ مخدومہ اماں جی مدظلہا کے حکم سے جن افراد کو غسل میں شرکت کا حکم دیا گیا تھا

،وہ یہ ہیں: حضور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ، جانشین حضور تاج الشریعہ حضور علامہ عسجد رضا خاں صاحب قبلہ، شہزادۂ امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خاں قادری، داماد تاج الشریعہ حضرت علامہ منسوب رضا خاں صاحب، داماد شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ عاشق حسین صاحب کشمیری۔ ان کے علاوہ انجینئر برہان میاں، سید کیفی وغیرہ بھی موجود تھے۔ حضور محدث کبیر نے اپنا جانشین اپنے شہزادہ حضرت علامہ مفتی جمال مصطفیٰ قادری صاحب کو مقرر کر دیا اور فرمایا کہ میں حضور کو اس حال میں دیکھ کر برداشت نہ کر سکوں گا۔ غسل کے بعد حضور کو کفن زیب تن کیا گیا اور شیشہ کے غلاف سے آراستہ فریزر بیڈ پر حضور کے جسد مبارک کو رکھ کر، بیڈ کو آنگن میں کر دیا گیا، تاکہ مخصوص لوگ زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر سکیں۔

تقریباً ساڑھے سات بجے خاندان والوں نے اشک بار آنکھوں اور مغموم دل کے ساتھ آخری دیدار کیا۔ آٹھ بج کر بیس منٹ پر ایک شور بلند ہوا۔ سسکیاں آہ وفغاں میں تبدیل ہوگئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے جنازہ کاندھوں پر اٹھا لیا گیا۔ مستورات اور گھر والوں نے یتیمی کا احساس لئے، درد وکرب کے عالم میں اپنے محبوب اور دنیا و آخرت کے سہارا کو آنسوؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ جنازہ کیا اٹھا، علم کی ایک دنیا اٹھ گئی۔ لاکھوں کا اژدھام تھا، علم کی یہ شمع تو کروڑوں دلوں کو منور کر کے بجھ گئی تھی، لیکن پروانوں کا ہجوم ویسا ہی تھا۔ علم کا یہ پہاڑ کاندھوں سے ہوتے ہوئے ازہری گیسٹ ہاؤس کے مین گیٹ پر لا یا گیا، یہاں سے جنازہ مبارک کو گاڑی کے ذریعہ اسلامیہ انٹر کالج لے جانا تھا، بہت ہی احتیاط کے ساتھ جنازہ کو گاڑی پر رکھا گیا۔ حضور علامہ عسجد میاں صاحب، علامہ سلمان رضا صاحب، برہان میاں، علامہ عاشق حسین صاحب، سلمان حسن، حسام میاں گاڑی پر چڑھ کر جنازہ کے چاروں طرف کھڑے ہوگئے، اور دیوانوں کے ہجوم میں ایک عاشق صادق کا جنازہ بہت ہی دھوم سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

نماز جنازہ کے لئے ۱۰ ربجے کا وقت مقرر تھا۔ اسلامیہ انٹر کالج کا وسیع میدان نماز جنازہ کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ پورا شہر بریلی ابن آدم سے بھر چکا تھا، اسلامیہ انٹر کالج، روڈ، گلیاں، آس پاس کے مکانات کی چھتیں۔ اسلامیہ انٹر کالج کے بغل میں راجکیہ انٹر کالج ہے ،وہاں بھی آدمیوں کا سیلاب تھا، بلکہ جسے جہاں جگہ ملی، وہیں اس نے صف لگا لی۔ بتایا جاتا ہے کہ کئی کلومیٹر دور تک صف لگائی گئی تھی، بلکہ گاڑیوں، بسوں میں بھی لوگ صف بستہ کھڑے تھے۔ اسلامیہ انٹر کالج کے سامنے والے روڈ پر بھی انسانوں کی بھیڑ تھی۔ اس لئے جنازہ کی گاڑی کو کالج کے اندر لے جانے کی بجائے کالج کے سامنے پولیس چوکی کے پاس ہی روک دیا گیا، اور وہیں جنازہ رکھ کر نماز پڑھانے کا فیصلہ کیا گیا، تاکہ میت سے آگے ہونے والے لاکھوں عقیدت مندوں کی نمازیں ضائع نہ ہوں۔ دیوانوں کے اژدھام کی وجہ سے گاڑی سے جنازہ اتارنا انتہائی مشکل کام تھا، اس لئے یہ فیصلہ ہوا کہ جنازہ گاڑی ہی پر رہنے دیا جائے، اور کراہت دور کرنے کے لئے گاڑی سے متصل ہی چھوٹے ٹرک کے مثل ایک گاڑی اور لگا دی جائے، جس پر امام کھڑا ہو جائے اور اس کے پیچھے ایک صف لگا دی جائے، اس طرح کوئی کراہت بھی نہ ہوگی اور جنازہ اتارنے کی مشقت اور بے ادبی سے بھی بچا جا سکے گا۔ دس بج کر پچاس منٹ پر جانشین حضور تاج الشریعہ حضور عسجد میاں صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ لاکھوں لوگوں نے مائک کے بغیر حضور کی نماز جنازہ ادا کی۔ حضور کے جنازے میں انسانوں کی

تعداد کتنی تھی؟ یہ اندازہ لگانا بڑا مشکل ہے، البتہ جنازہ کی تعداد پر واویلا مچانے والوں کے لئے حضور نجیب میاں مدظلہ العالی کا یہ جواب ہمیں بہت پسند آیا۔ آپ فرماتے ہیں: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جنازہ میں صرف لاکھ، ڈیڑھ لاکھ لوگ پہنچے تھے۔ ارے میاں سن لو! حضور تاج الشریعہ کے جنازہ میں لاکھ ڈیڑھ لاکھ تو صرف حاسدین پہنچے تھے۔

نماز جنازہ کے بعد ایک مشکل ترین مرحلہ تدفین کا تھا۔ تدفین کے لئے ازہری گیسٹ ہاؤس کا انتخاب کیا گیا تھا، ازہری گیسٹ ہاؤس روضۂ اعلیٰ حضرت سے بالکل قریب ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی وصیت بھی تھی کہ میرا انتقال جہاں کہیں بھی ہو، میری قبر کسی ولی کامل کے قریب بنائی جائے۔ یہ وصیت آپ کی پوری ہوئی اور امام اہلسنت رضی اللہ عنہ کے جوار میں آپ کی آخری آرام گاہ بنائی گئی۔ تقریباً بارہ بجے مقررہ جگہ پر جنازہ لایا گیا، ساڑھے بارہ بجے تدفین کا عمل شروع ہوا۔ علامہ عسجد رضا صاحب، علامہ سلمان رضا صاحب، انجینئر برہان میاں صاحب قبر میں اترے، اور علامہ عاشق حسین صاحب، مولانا سلمان صاحب اور دیگر حضرات نے جسم مبارک کو اٹھا کر قبر میں اتارا۔ اور اس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک سچا عاشق، علم کا کوہ گراں، شریعت و مسلک کا پاسباں ہم اہلسنت و جماعت کو تڑپتا، بلکتا، اور سسکتا چھوڑ کر آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے　　　حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

وصالِ تاج الشریعہ اور علمائے بنگلہ دیش

محمد راحت خاں قادری، بانی و ناظم اعلیٰ دار العلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف، انڈیا/ شیخ الحدیث: الامین باریہ کامل مدرسہ، چاٹگام بنگلہ دیش

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے عالمی و روحانی پیمانے پر علمی و روحانی اور دینی خدمات انجام دی ہیں جس کے اثرات آج بھی پورے عالم میں محسوس کیے جا سکتے ہیں آپ کے وِصالِ پُر ملال سے صرف ایک گھر یا خاندان یا ایک شہر یا ایک ملک ہی متاثر نہیں ہوا بلکہ پورے عالم سنیت میں غم واندوہ کی ایک لہر دوڑ گئی۔ علما مشائخ کی آنکھیں اشک بار ہوئیں، مساجد کے ائمہ اور مدارس کے مدرسین وطلبہ کے اوپر غم کے آثار نمایاں ہوئے، مدارس میں تعطیل کے اعلانات کر کے آپ کے لیے قرآن خوانی وایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ وصال سے لے کر اب تک ہند و پاک اور بنگلہ دیش کے علاوہ پوری دنیا میں تعزیتی محافل ومجالس اور دیگر طریقوں سے ایصالِ ثواب کا سلسلہ جاری ہے۔

بنگلہ دیش کے علما و مشائخ اور عوام کا تعلق خانوادۂ رضویہ سے تقریباً ایک صدی پر محیط ہے جس کا تفصیلی تذکرہ ''امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش''، میں پڑھا جا سکتا ہے یہ کتاب ایک دو ہفتہ میں ''سنجری پبلی کیشن'' چاٹگام بنگلہ دیش سے شائع ہو رہی ہے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے بھی یہاں کے علما و مشائخ اور عوام کے نہایت ہی مضبوط تعلقات ہیں۔ علما وعوام کی ایک خاصی تعداد کا تعلق آپ کے مریدین میں سے ہے، ہند و پاک کی طرح یہاں بھی آپ کے وصال کی خبر سن کر مدارسِ اسلامیہ، مساجد، تنظیموں اور خانقاہوں میں ایصال ثواب کی محافل کا ایک

سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔بنگلہ دیش کی جن مشہور خانقاہوں، اداروں، تنظیموں اور مدارس کے ذریعہ ایصال ثواب کی محافل کا انعقاد کیا گیا ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

[۱] جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ، چاٹگام [۲] مدرسہ قادریہ طیبیہ عالیہ، ڈھاکہ [۳] الامین باریہ درس نظامی مدرسہ، چاٹگام

[۴] الامین باریہ کامل ماڈل مدرسہ، چاٹگام [۵] مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ، چاٹگام [۶] مدرسہ غوثیہ عزیزیہ، ہاٹ ہزاری

[۷] خانقاہ عالیہ قادریہ سریکوٹیہ، چاٹگام [۸] مدرسہ منظر اسلام، پابنہ [۹] خانقاہ رضویہ نوریہ، چاٹگام

[۱۰] خانقاہ رضویہ سبحانیہ، بھیرپ کشور گنج [۱۱] اسلامک ریسرچ سینٹر، دیناج پور [۱۲] اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش

[۱۳] غوث الاعظم و اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، ڈھاکہ [۱۴] اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، پٹیہ، چاٹگام

۲؍اگست بروز جمعرات ۲۰۱۸ء کو حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ کی صدارت میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات کے اعتراف اور آپ ایصال ثواب کے لیے ایک مجلس منعقد کی گئی جس میں حضرت کی حیات و خدمات کا تذکرہ کرکے یہ ناچیز فقیر قادری بھی شریک رہا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات کے اعترف میں ''تاج الشریعہ کانفرنس'' کے نام سے ہونے والی ایک عظیم کانفرنس کی وہ تفصیلی رپورٹ یہاں پیش کی جاتی ہے جو میرے سفر نامۂ بنگلہ دیش کا حصہ ہے:

''13؍اگست 2018 کو حضرت مولانا مفتی قاضی سید محمد شاہد الرحمن صاحب دام ظلہ نے ''تاج الشریعہ کانفرنس''، بنگلہ دیش کے مرکزی شہر عروس البلاد ''چاٹگام'' میں منعقد فرمائی۔ یہ کانفرنس یہاں کے مشہور معروف ''مسلم ہال'' میں منعقد ہوئی۔ اسی مسلم ہال میں 1965 اور 1968 میں منعقدہ کانفرنسوں میں حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی، غزالی زماں حضرت سید احمد سعید کاظمی اور حضرت علامہ شفیع اوکاڑوی وغیرہ نے بھی خطاب فرمایا تھا۔

''تاج الشریعہ کانفرنس''، میں مہمان اعلیٰ کی حیثیت سے استاذ العلما حضرت علامہ مفتی عبید الحق نعیمی، شیخ الحدیث جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ چاٹگام اور مہمان خصوصی حضرت مفتی سید وصی الرحمن صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ چاٹگام اور حضرت علامہ قاضی محمد معین الدین اشرفی، شیخ الحدیث سبحانیہ عالیہ مدرسہ چاٹگام وغیرہ مدعو تھے جب کہ مقرر خصوصی کی حیثیت سے ناچیز فقیر قادری کا خطاب ہونا تھا۔

تقریبا ساڑھے تین بجے حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب کے ساتھ ہم الامین باریہ مدرسہ سے کانفرنس میں شرکت کے لیے روانہ ہوئے سب سے پہلے ہم اندر قلعہ میں کتب مارکیٹ پہنچے۔ وہاں کتب خانوں میں کتابوں کا جائزہ لیا اور چہل قدمی کرتے ہوئے جناب محمد ابو طیب چودھری کے قائم کردہ اشاعتی ادارہ ''سنجری پبلی کیشن'' پہنچ گیے۔ وہاں کچھ دیر بیٹھنے کے بعد جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تقریباً ساڑھے چار بجے ہم لوگ ایک وسیع گیٹ پر تھے، جہاں کچھ لوگ آنے والوں کا والہانہ استقبال کر رہے تھے۔ ہم لوگوں کا بھی استقبال کیا گیا اور خصوصی راستہ سے ہمیں اسٹیج پر لے جایا گیا، جہاں علما و مشائخ کی ایک جماعت پہلے سے موجود تھی اور کوئی نعت خواں اپنے عمدہ ترنم میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا لکھا ہوا مندرجہ ذیل کلام پڑھ کر محفل میں سماں باندھے ہوئے تھے۔

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں | نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں
جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں | زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثریٰ کر دیں
فضا میں اڑنے والے یوں نہ اترائیں ندا کر دیں | وہ جب چاہیں جسے چاہیں اسے فرماں روا کر دیں

اس کے کچھ ہی دیر بعد وہیں پر نماز عصر ادا کی گئی، بعد عصر حضرت مولانا حافظ محمد اشرف الزمان القادری، محدث جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی دینی و مسلکی خدمات پر ایک عمدہ خطاب فرمایا، جس کے بعد ایک نعت شریف پڑھی گئی اور پھر تمام حضرات نماز مغرب کی تیاریوں میں مشغول ہو گئے۔ مغرب کی امامت حضرت مولانا حافظ محمد اشرف الزمان القادری محدث جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ نے فرمائی، نماز مغرب سے فارغ ہو کر پھر ایک مرتبہ نعت شریف کا دور چلا اور اس کے بعد حضرت علامہ قاضی محمد معین الدین اشرفی، شیخ الحدیث سجانیہ عالیہ مدرسہ چاٹگام، نے خطاب فرمایا۔ جس میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے مجاہدانہ کردار کو بنگلہ زبان میں بیان کیا اور آپ کے بعد حضرت مولانا مفتی سید وصی الرحمن صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ چاٹگام، نے خطاب فرمایا۔

استاذ العلما حضرت علامہ مفتی عبید الحق نعیمی، شیخ الحدیث جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ چاٹگام، (بنگلہ دیش کا سب سے بڑا تعلیمی ادارہ جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ جو یہاں مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ جس کے تمام شعبوں میں تقریبا (8000) آٹھ ہزار طلبہ تعلیم حاصل کرتے ہیں، اس ادارے میں سب سے پہلے صدر المدرسین کے عہدہ پر جن کو مقرر کیا گیا، ان کو بریلی شریف سے لایا گیا تھا یعنی حضرت علامہ مفتی وقار الدین رضوی قدس سرہٗ ان کے بعد دوسرے صدر المدرسین حضرت علامہ نصر اللہ خان افغانی قدس سرہ بھی منظر اسلام ہی کے فارغ التحصیل تھے۔) نے خطاب فرمایا آپ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس سرہٗ کے تلمیذ رشید ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے اپنی تین علمی و یادگاری ملاقاتوں کا تفصیلی تذکرہ فرمایا آپ اردو میں بھی عمدہ تقریر فرماتے ہیں آپ کی تقریر اردو اور بنگلہ زبان میں مشتمل تھی۔

آپ کے بعد کنز الایمان کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کرنے والے حضرت مولانا عبد المنان صاحب، نے خطاب فرمایا جس میں آپ نے حضور تاج الشریعہ کی حیات کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی، آپ دبئی میں بھی کافی وقت تک مقیم رہے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شیخ عیسی مانع حمیری سے علمی و تحقیقی ملاقات کے آپ مشاہد ہیں، اس کے متعلق آپ نے اپنا مشاہدہ بھی بیان کیا اور پروفیسر طاہر القادری کا رد بھی کیا اور اس کے ادارہ کو منہاج الشیطان بتایا۔ اس کے بعد ناچیز فقیر قادری کی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات کے متعلق تفصیلی تقریر ہوئی جس کو علما و مشائخ نے پسند کیا اور ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

حضرت علامہ محمد اسمٰعیل نعمانی، پرنسپل الامین باریہ کامل مدرسہ، چاٹگام، حضرت علامہ قاضی محمد صادق الرحمن ہاشمی، صاحب سجادہ الامین ہاشمیہ دربار شریف، چاٹگام، حضرت علامہ محمد شفیع العالم نظامی، شیخ التفسیر غوثیہ معینیہ مدرسہ، ہاٹ ہزاری، حضرت مولانا ابو ناصر محمد طیب علی، مدیر معین ماہ نامہ ترجمانِ اہل سنت، چاٹگام، حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی، ناظم اعلیٰ الامین باریہ درس نظامی مدرسہ، چاٹگام، حضرت مولانا قاری محمد جابر احمد صاحب مدرس الامین باریہ درس نظامی مدرسہ، چاٹگام، حضرت مولانا عبد المجید صاحب، مدرس الامین باریہ درس نظامی مدرسہ

چاٹگام،حضرت مولانا عزیز الحق حسینی صاحب مدرس مدرسہ عزیزیہ حسینیہ، چاٹگام، وغیرہ کے علاوہ بنگلہ دیش کے دیگر مشہور معروف علما، یہاں کے مدارس کے طلبہ وعوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی ہال کی دونوں منزلیں سامعین سے بھری ہوئی تھیں۔

ناچیز کی تحریک پر حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی دامت برکاتہم نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک کتاب تحریر فرمائی۔حضرت مولانا مفتی قاضی سید محمد شاہد الرحمن صاحب دام ظلہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف ہجرت رسول کا بنگلہ زبان میں ترجمہ فرمایا۔ان دونوں کتابوں کا اسی عظیم الشان کانفرنس میں اجرا عمل میں آیا۔اس کے بعد صلاۃ وسلام اور دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی‘‘۔

یہ صرف ایک کانفرنس کی تفصیلی روداد تھی۔الحمدللہ! بنگلہ دیش میں مسلمان کہلانے والوں میں تقریبا ۸۰ رفیصد سنی صحیح العقیدہ ہیں دیوبندیوں وہابیوں کو یہاں ’’قومی‘‘ کہا جاتا ہے جن کی تعداد ۲۰ رفیصد سے بھی کم ہے۔یہاں مسلسل حضرت کی حیات وخدمات کے متعلق پروگراموں اور کانفرنسوں کا دور چل رہا ہے۔حضرت کی دیگر تصنیفات کو بنگلہ زبان میں منتقل کرنے کا سلسلہ بھی جاری ساری ہے،صد سالہ عرسِ رضوی کی تیاریاں بھی مختلف زاویوں سے زور وشور سے چل رہی ہیں۔اس سال صد سالہ عرس رضوی میں تقریباً ڈیڑھ سو (۱۵۰) علمائے کرام کا وفد بریلی شریف جائے گا،اس کے متعلق بھی مشورے اور دیگر ضروری کوششیں شروع ہو چکی ہیں، بریلی شریف میں عرس چہلم ہونے کے بعد شہزادۂ حضور تاج الشریعہ کے مسلسل کئی پروگرام بنگلہ دیش میں ہونا ہیں۔اس کے متعلق بھی رابطہ شروع کیا جاچکا ہے۔اللہ تعالیٰ تمام علمائے اہل سنت کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔

مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے	ایک پہچان دین نبی کے لیے
مسلکِ اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو	زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے

مناقب

لَنَا اَخۡتَرۡ رَضَا بَدۡرُ الۡكَمَالِ

علامہ تحسین رضا تحسینؔ بارہ بنکوی، انڈیا

لَنَا اَخۡتَرۡ رَضَا بَدۡرُ الۡكَمَالِ
لَهٗ فَتۡوٰی وَتَقۡوٰی كَانَ غَالِ

هُوَالسُّلۡطَانُ يَعۡلُوۡفِیۡ عُلُوۡمٍ — هُوَتَاجُ الشَّرِيۡعَةِ ذُو الۡكَمَالِ
عَلَيۡهِ الۡفَضۡلُ كَانَ بَعۡدَفَضۡلٍ — وَعَمَّ خَيۡرُهٗ فِیۡ كُلِّ حَالِ
عَرِفۡتُ جَدَّهٗ اَحۡمَدۡرَضَاخَاں — بِهٖ عَرَّفۡتُهٗ اَعۡلَی الۡمَعَالِ
تَعَالَ اللّٰهُ شَاۡنُهٗ غَيۡرُ مِثۡلٍ — عَطَاهُ رِفۡعَةً بَيۡنَ الۡمَوَالِ
هُوَالرَّجُلُ الَّذِیۡ اَتۡقٰی وَاَزۡكٰی — عَنِ الۡمَمۡنُوۡعَةِ عِنۡدَ الرِّجَالِ
بِذِكۡرِ الۡحَقِّ يَوۡمُهٗ مَا يَمُرُّ — كَذَااللَّيۡلُ دَوَامًامِنۡ لَّيَالِ
مِنَ اللّٰهِ لَهُ الۡاِنۡعَامَ زِيۡدَ — كَمَا شَاءَ هُوَنَالَ الۡمَنَالِ
وَعَظَّمَهٗ الۡعَظِيۡمُ بِطَرۡزِ عِزٍ — وَكَرَّمَهٗ بِحَسۡبِ ذِی الۡجَلَالِ
مَرَاتِبُهٗ الۡعُلٰی لَا رَيۡبَ فِيۡهَا — مَقَا مُهٗ اَرۡفَعُ مَا زَالَ عَالِ
لَهُ الۡاَذۡكَارُ كَانَتۡ فِیۡ بِلَا دٍ — لَهُ الۡاَفۡكَا رُ ضَاءَ تۡ كَالَّئَالِ
وَعِزَّتُهٗ عَلٰی اَهۡلِ عُلُوۡمٍ — وَشُهۡرَتُهٗ كَمَارَأۡسُ الۡجِبَالِ
هُوَا لۡمَطۡلُوۡبُ فِیۡ كُلِّ مَكَانٍ — هُوَا لۡمَسۡعُوۡدُ فِیۡ مَوۡلَی الۡمَعَالِ
هُوَا لۡمَخۡلُوۡقُ اَطۡيَبُ فِیۡ كُدُوۡرٍ — وَفِیۡ الۡخَلۡقِ لَهُ حَسُنَتۡ خِصَالِ
عَزِيۡزٌ غَالِبٌ فِیۡ كُلِّ اَمۡرٍ — عَدُوُّ هٗ خَاسِرٌ عِنۡدَ الۡجِدَالِ
لَهٗ الۡاَعۡدَاءُ فِیۡ دِيۡنٍ فَكَا نَتۡ — هُمُ الۡكُفَّارُ عِنۡدَ هٗ لِلۡقِتَا لِ
تَوَكُّلُهٗ عَلَی اللّٰهِ دَوَا مًا — يُبَالِغُ اَمۡرَهٗ مَوۡلٰی تَعَالِ
يُرَا هٗ وَجۡهَهٗ كَاَ لۡوَادِ حُسۡنًا — وَيُنۡظَرُهٗ عَلٰی عَدَمِ الۡمِثَالِ
فَلَمۡ يَرَ نَفۡسَهٗ فِیۡ الۡغَيۡظِ اَحَدٌ — وَلَمۡ يَنۡظُرۡهُ اِلَّا فِیۡ جَمَالِ
وَجُوۡدُهٗ كَانَ فِیۡ الۡاَرۡضِ كَانَّ — هُوَالۡجَبَلُ رِجَا لٌ كَالرِّ مَالِ
وَاِنَّ ذَاتُهٗ فِیۡ الۡفَضۡلِ اَعۡلٰی — مَنَاقِبُهٗ فَتَمَّتۡ بِالۡكَمَالِ

لِسَانُهٗ يَنْثُرُ دُرَرُ الْمَعَا نِيْ
مَجَالِسُهٗ عَلَتْ بَيْتَ الْمَعَالِ

وَلَا نَظَرٌ لَّهٗ فِيْ قَوْلِ خَصْمٍ
هُوَا لُمُسْتَغْنِيْ عَنْ قِيْلٍ وَّ قَالِ

فَكُلُّ فِعْلِهٖ لِرِضَاءِ رَبٍّ
وَكَانَ عَزْمُهٗ لِلّٰهِ عَالٍ

لِحُسْنِ ذَاتِهٖ تَحْسِيْن قَالَ
لَنَا اَخْتَرْ رَضَا بَدْرُ الْكَمَالِ

ہست مثل گل شگفتہ چہرۂ اختر رضا

علامہ تحسین رضا تحسینؔ بارہ بنکوی، انڈیا

ہست مثل گل شگفتہ چہرۂ اختر رضا
اوست چوں ماہ درخشاں جلوۂ اختر رضا

درمیان اہلسنت ہست شمع معرفت
گرد اوآید پراں پروانۂ اختر رضا

پیش دانا گفتۂ اوگفتۂ اللہ بود
کلمۂ حق رابداں درکلمۂ اختر رضا

از مئے دیدار حُسنش ہرکہ یک جرعہ کشید
بازرفت اوسوئے میخانۂ اختر رضا

بہر اہل حق فشاند درسخن گلہائے مہر
ردّ باطل راست خنجر خامۂ اختر رضا

آں چناں قرآں فرمیدہ لِبَاسُ التَّقْوٰى خَيْر
آں لباسے رابہیں درجامۂ اختر رضا

نزد اہل دین آں کہ عاقل وہشیار است
ہرکہ شد از جان ودل دیوانۂ اختر رضا

چوں کلامش ہست تُست از شراب سلسبیل
پاک است از معصیت ہم جادۂ اختر رضا

چوں امام احمد رضا دارند قول امرونہی
حق نماید خلق را آئینۂ اختر رضا

عالمان سوءِ چوں درعلم دیں حجت کنند
راست باشد آخرش فرمودۂ اختر رضا

برزمیں از ہند تاصد ہابلاد ومملکت
ہست چوں فرش کشادہ خطۂ اختر رضا

مفتیاں درحکم دیں کردند بے جا اختلاف
صغریٰ کے کبریٰ شود درنکتۂ اختر رضا

معنیٔ ہستی رادرک کردن مشکلے است
دریا درکوزہ بدار دنقطۂ اختر رضا

از عدو باکے کنداز دصاحب ایمان کہ ہست
بے نیاز از خوف ہرمستانۂ اختر رضا

برزبانش جاری باشد چوں سرود حمد ونعت
حورعیں تحسیں کنند زاں نغمۂ اختر رضا

بامکانش نسبت روحانیاں دارم کہ ہست — مخزن انوار دیں کاشانۂ اختر رضا

دامن دل می کنند آں "منزل سوداگراں" — در نظر کہ خوشنما یدکوچۂ اختر رضا

در جہان عیش نزداو زرو مال است ہیچ — دین وتقویٰ ہست بس سرمایۂ اختر رضا

آں چہ اکنوں می کند او کار تبلیغ شرع — فرداخواہد کرد آں پروردۂ اختر رضا

از زمان معرفت در مجمع احباب خوب — می دہد درس شریعت خطبۂ اختر رضا

پیش او ملحد کجا دارد مجالے باسخن — باطلاں راشیر باشد گربۂ اختر رضا

حل کند احکام امرونہی او فی البدیہہ — از فقاہت ہست پُر پیمانۂ اختر رضا

من کجا دانستمش در ظاہر و باطن او کیست — رتبہ اش داند فقط فرزانۂ اختر رضا

ہر کہ زو بے گانہ باشد او نیابد راہ راست — تا بمنزل کے رسد بیگانۂ اختر رضا

با کسے تحسینؔ پُرسیدم نشان مرد حق

او اشارت کرد سوئے نامۂ اختر رضا

تا مشام جان من آید زِ بوئے کوئے تو

مفتی ظفر القادری ظفرؔ مرکزی، انڈیا

تا مشام جان من آید زِ بوئے کوئے تو

دل رود آہستہ آہستہ بسوئے کوئے تو

خلد ہم مشتاق بہر آں کسِ خوش قسمتے — در جہانِ ما کہ دارد جستجوئے کوئے تو

بر درت کاسہ گرفتہ زیں سبب من آمدم — دل بخوبے واقف است از خیر وخوئے کوئے تو

گوشہ ہائے دل شدند از حرص ہر چیزے تہی — در دلم چوں جا گرفت ایں آرزوئے کوئے تو

از خمار عشق تو بے خود دراں وقتے شدم — ساقیا چوں یافتم جام وسبوئے کوئے تو

ذرۂ ہر کوچہ ات را بوسۂ چشماں دہند — اہل دل دانند عزّو آبروئے کوئے تو

اختریا مرشدم بر من کرم کن محترم

ایں ظفرؔ طالب بفیض وجودِ جوئے کوئے تو

ما زمینیم آسماں تاج الشریعہ ازہری

علامہ عبدالرحمن فیضیؔ، گریڈیہ، ہندوستان

ما زمینیم آسماں تاج الشریعہ ازہری
سایہ افگن سائباں تاج الشریعہ ازہری

مرشدان عصر محدود ند تا بس آدمی
مرشدِ انسان وجاں تاج الشریعہ ازہری

صورت پرکار ہر ذی علم گردد گرد او
ہست قطب رہبراں تاج الشریعہ ازہری

سی ہزاراں در ہزار اعداد بودن در نماز
شان بس دارد چناں تاج الشریعہ ازہری

نور ایماں منعکس از چہرۂ زیبائے او
رشک آئینہ رخاں تاج الشریعہ ازہری

گفتہ باشند آں را در برزخ ملک خوش آمدید
از رخت ایماں عیاں تاج الشریعہ ازہری

فخر ازہر مرحبا تاج الشریعہ زندہ باد
نعرہ ات بر ہر زباں تاج الشریعہ ازہری

اے براہیم ست پدرت نامت اسمٰعیل بود
شہرہ در اہل جہاں تاج الشریعہ ازہری

خامۂ فیضیؔ ست وقف مدحت احمد رضا
چشم الفت کن براں تاج الشریعہ ازہری

دل کا غنچہ دیدِ اختر کے سوا کھلتا نہیں

علامہ پروفیسر سید خرم ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

دل کا غنچہ دیدِ اختر کے سوا کھلتا نہیں
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

یار کا دیدار ہے دل کا رفو گر بالیقیں
چاک دامن تارِ رویت کے سوا سلتا نہیں

دستِ یارِ ناز سے ہے آرزو اپنی بندھی
حلقۂ تقدیر تو ہم سے کبھی ہلتا نہیں

خاک ہو جائے نبی کے عشق میں جو بھی بشر
خاک کا پیکر سہی پر خاک میں ملتا نہیں

حضرتِ اختر کو چمکا یا خدا نے اس قدر
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

مصطفیٰ پیارے نے اختر کو بنایا ماہتاب
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

حضرتِ صدیق کا صدق وصفا اس کی ادا — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
حضرت فاروق کا عدل ووفا اس کا شعار — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
حضرتِ عثمان کی شرم وحیا اس کی پھبن — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
حیدرِ کرار کے صدقے میں وہ مشکل کشا — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
سیدِ والا حسن کے حُسن کی تنویر ہے — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
کربلا کے شاہ نے بخشی سیادت کی قبا — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
حضرتِ حسّان کا فیضان اس کی نطق میں — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
وہ بلالی سوز کی شمع فروزاں دہر میں — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
وہ جلالِ حضرتِ حمزہ کا روشن آئینہ — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
حضرتِ خالد کی وہ تلوار ہے یلغار ہے — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
اس لئے باطل سے اختر برسرِ پیکار ہے — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
وار اختر کا جگر سے نجدیوں کے پار ہے — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
نیزۂ احمد رضا اور اہل حق کی ہے سپر — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

دیو کا سر کاٹ کر خرمؔ ترانہ یہ پڑھو
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

ماہ پاروں میں دلبر بھی دوسرا ملتا نہیں

علامہ پروفیسر سید خرمؔ ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

ماہ پاروں میں بھی دلبر دوسرا ملتا نہیں
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

مصطفیٰ کے نور کی نوری ضیاء کا ہے کمال — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
حضرتِ غوث الوریٰ کی غوثیت کی ہے جھلک — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
قاضی ومفتیٔ ملت شیخِ کامل حق نما — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
مرجع اہلِ سنن ہے ذات ان کی بے گماں — محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

گلشن مدحِ نبی کا طوطیٔ شکّر فشاں
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

گوش برآواز ہیں قدسی بھی ان کے گیت پر
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

نسبتِ نعمان بن ثابت سے ثابت ہوگیا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

شاہِ جیلاں کی نیابت کا ہے یوں سہرا سجا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

خواجۂ اجمیر کی رنگت کا ہے جاہ وجلال
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

اعلیٰ حضرت کے علوّ مرتبت کی ہے چمک
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

ہاں اَنا مِن حامد وحامد رضا کا فیض ہے
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

ہے براہیمی پھبن کی یہ بہارِ جاں فزا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

اہل سنت کا علم اونچا کیا اس شان سے
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

اہل بدعت کے سروں پر مانندِ کلکِ رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

عاشقوں کے واسطے عشق ومحبت کی ادا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

بادۂ الفت پلاتے ہیں عجب انداز سے
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

وہ کہ سرکارِ کلاں مارہرہ کا ماہِ تمام
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

کیوں نہ ہو وہ ہیں شبیہہِ غوث کی دل کش ضیاء
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

کہہ رہی ہے یہ زبانِ خلق اب صبح ومسا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

وہ طریقت میں حقیقت کا پتہ فضل خدا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

وہ حقیقت میں شریعت کا ہیں اک روشن منار
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

فیضِ قرآن وفقاہت کا مہکتا بوستاں
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

اعلیٰ حضرت کے علوم وفضل کی اعلیٰ مثال
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

ہے حدیثِ مصطفیٰ کی معرفت کا شاہ کار
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

دیکھ کرفتویٰ نویسی آپ کی بولا جہاں
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

حق نِگر حق آشنا حق کی نوا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

ہے دمادم دھوم عالم میں یہی خرمؔ سنو
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

رضا کا پسر اختر دین وملت سلامت رہے تا قیامت رہے

علامہ پروفیسر سید خرم ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

رضا کا پسر اختر دین وملت سلامت رہے تا قیامت رہے

وہ نورِ ہدیٰ رہبرِ اہل سنت سلامت رہے تا قیامت رہے

وہ علم وعمل کا مہ ومہر تاباں وہ فضل وکرامت کا روشن گلستاں
وہ فخر زماں پیکر نور ونکہت سلامت رہے تا قیامت رہے

عقائد کی پختہ روش پر چلاتا گُل معرفت ہر قدم پر کھلاتا
وہ اہل سنن پر خدا کی عنایت سلامت رہے تا قیامت رہے

وہ عشقِ نبی کا ہے گلزار واللہ وہ حق وصداقت کا معیار واللہ
وہ عدل وثقاہت کی عمدہ علامت سلامت رہے تا قیامت رہے

کرے جس کی تحسین سارا زمانہ جسے دیکھو کہلائے اس کا دیوانہ
وہ نازِ شہاں مظہرِ اعلیٰ حضرت سلامت رہے تا قیامت رہے

ہے اِفتاء میں قولِ حسن اس کا حجت وہ ایماں کی برہان ہے درحقیقت
وہ فیضِ علی ونقی کی جلالت سلامت رہے تا قیامت رہے

وہ سبطین احمد رضا کا پیارا وہ حامد رضا خان کا ہے دلارا
شہ نوری کی وہ چمکتی امانت سلامت رہے تا قیامت رہے

یہ حسنین والاحشم کا کرم ہے کہ سب اہل سنت کا اس سے بھرم ہے
خدایا بحق نبی یہ حمایت سلامت رہے تا قیامت رہے

وہ نبوی جواہر میں عسجد ہے واللہ گُل سرسبد باغِ احمد کا واللہ
وہ فیضِ رضا کی سلاست حلاوت سلامت رہے تا قیامت رہے

شہ بوالحسین علی کی سخا ہے، رسولی چمن کی وہ بادِ صبا ہے
یہ عز وکرامت وقار ووجاہت سلامت رہے تا قیامت رہے

وہ غوث الوریٰ کا چمکتا نگینہ وہ ہے بخششوں کا خزینہ سفینہ
خدایا یہ باغ وبہارِ ولایت سلامت رہے تا قیامت رہے

وہ نعمانی گلشن کا سرو وسمن ہے فقاہت کی واللہ دل کش پھبن ہے
خدا سے دعا ہے کہ تاجِ شریعت سلامت رہے تا قیامت رہے

شہ خواجہ اجمیر کی یہ دَیا ہے یہ ہجویری داتا پیا کی عطا ہے
یہ جیلانی مرشد کی زندہ کرامت سلامت رہے تا قیامت رہے

سدا ان کا مشتاق خرم رہے گا چمکتے نگینوں سے جھولی بھرے گا

یہ لطفِ شہ اختر دین وملت سلامت رہے تا قیامت رہے

جانشین اعلیٰ حضرت آپ ہیں

علامہ پروفیسر سید خرم ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

جانشین اعلیٰ حضرت آپ ہیں

مقتدائے اہلسنّت آپ ہیں

دلکشی میں آپ کا چہرہ گلاب
جانِ گلشن طیب ونزہت آپ ہیں

شبنمی رنگت صبا سی نازکی
حسن وخوبی کی نفاست آپ ہیں

حق نِگر، حق آشنا، حق کی زباں
حق نما، حق کی وجاہت آپ ہیں

اہلِ حق کے واسطے حصن حصین
اہلِ حق کی زیب وزینت آپ ہیں

اہلِ حق کا مرجع وماخذ ہیں آپ
اہلِ حق کی مرکزیت آپ ہیں

آپ سے جاری ہے فیضانِ رضا
بحرِ عرفاں کی سلاست آپ ہیں

علم وعرفاں کی بھرن تیری جھلک
مطلعِ مہرِ فقاہت آپ ہیں

صلحِ کلّیت ہے لرزاں آپ سے
سنّیت کی شان وشوکت آپ ہیں

اہلِ حرص، اہلِ ہوس تجھ سے نفور
مظہرِ اخلاص وسنّت آپ ہیں

حاویٔ اصل وفروع شاہا توئی
دین کا حُسنِ دیانت آپ ہیں

فیضِ حسّان ورضا، شاہِ حسن
نعتِ احمد کی بلاغت آپ ہیں

قاریٔ قرآن وقرآں کی ضیاء
کنزِ ایماں، کنزِ وحدت آپ ہیں

گلشنِ طیبہ میں ہو نغمہ سرا
سلسبیلِ حُسن وحدت آپ ہیں

گوش برآواز ہیں قدسی شہا
صوت وآہنگ کی حلاوت آپ ہیں

یادِ جاناں کا ہیں روشن آئینہ
جامِ کوثر کی سباحت آپ ہیں

آپ کی صورت میں رنگِ قادری
بالیقیں بدرِ طریقت آپ ہیں

حضرتِ نعمان کا ظلِ حسیں
باخدا تاجِ شریعت آپ ہیں

غوثِ اعظم کی نیابت کا کمال
اخترِ عرش ولایت آپ ہیں

بہرِ صدیق وعمر، عثماں، علی
پیکرِ رشد وہدایت آپ ہیں

نورِ سبطین نبی کا فیض ہے
گلستانِ حُسن وطلعت آپ ہیں

مصطفیٰ، حامد رضا کا بوستاں
پُر بہار وباکرامت آپ ہیں

شاہ جیلانی میاں کی ہے دعا
آبشارِ علم وحکمت آپ ہیں

دیدِ دربارِ نبی اب ہو نصیب
دیدِ طیبہ کی بشارت آپ ہیں

تشنہ لب مشتاق ہوں دیدار کا
جامِ رویت، میٹھا شربت آپ ہیں

رنج وغم کی دھوپ میں سر پر مرے
سائبانِ لُطف ورحمت آپ ہیں

ہو کرم خرمؔ حزیں پر سرورا
اس کے داتا ،ولیِ نعمت آپ ہیں

یادِ اختر کیجئے صبح ومسا

علامہ پروفیسر سید خرمؔ ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

یادِ اختر کیجئے صبح ومسا
صلح کلی پر قیامت کیجئے

نام اختر کی بدولت برملا
دیو کے بندوں پہ شدت کیجئے

نام اختر مثل تیغِ آبدار
تھام کر اب فتح ونصرت کیجئے

نام اختر نور کا ہے سائباں
اس کے سائے عیش وراحت کیجئے

نام اختر ظلّ نام مصطفیٰ
نام حق اس سے محبت کیجئے

نام اختر دین کا معیار ہے
دین دارو اس سے اُلفت کیجئے

نام اختر صورتِ حق جلوہ گر
حق کی رویت اسکی صورت کیجئے

نام اختر پر فدا دل، جان ومال
نام اختر کی ہی کثرت کیجئے

نام اختر اہلِ حق کی ہے سپر
تھامئے اپنی حفاظت کیجئے

نام اختر عشق کا ہے بوستاں
عشق کے نغمے سماعت کیجئے

چھوڑ دیجے بغض وکینہ، دشمنی
دین حق کی اب حمایت کیجئے

دشمنوں کے جال پھندے توڑ کر
نام اختر سے محبت کیجئے

نام اختر ہے تصلب کا نشاں
صلح کلی پر ملامت کیجئے

اہلسنّت سے مروت ہر گھڑی
اہلسنّت کی ہی نصرت کیجئے

نام اختر کو بنا لو وردِ لب
عسل ایماں کی حلاوت کیجئے

اعلیٰ حضرت کا لکھا خرمؔ پڑھو
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

یا خدا تا اَبد چرخ اسلام پر میرا تاج شریعت سلامت رہے

علامہ پروفیسر سید خرم ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

''یا خدا تا اَبد چرخ اسلام پر میرا تاج شریعت سلامت رہے''

اخترِ دین وملت سلامت رہے تاجدارِ فقاہت سلامت رہے

غوثِ اعظم کی جود و سخا کی بھرن فیضِ احمد رضا کا چمکتا چمن
حامد و مصطفیٰ کی ہے نوری پھبن نور کی یہ اضافت سلامت رہے

جن کے دم سے ہے اہل سنن کا بھرم جن پہ سایہ فگن لطف شاہ اُمم
بالیقیں اہل حق پہ سحابِ کرم یا خدا یہ کرامت سلامت رہے

حُسنِ علم وعمل کا وہ شاہکار ہیں دین حق کی چمکتی وہ تلوار ہیں
گلشن قادریت کی مہکار ہیں یہ مہکتی علامت سلامت رہے

حضرت بوحنیفہ کا اعجاز ہے طائرِ فکر ان کا تو شہباز ہے
ہاں ثُریّا سے بھی آگے پرواز ہے یہ بلندی یہ رفعت سلامت رہے

گُہر افشاں ہے انکا قلم حق رقم شکر افشاں ہے ان کی زبانِ کرم
وہ پلاتے ہیں آبِ نِعَم دم بدم یہ عنایت سخاوت سلامت رہے

انکے فیضان سے ہم ہوئے قادری غوثِ اعظم کی نسبت ہمیں مل گئی
اس طرح اپنے دل کی کلی کھل گئی اے خدا یہ ارادت سلامت رہے

وہ ہیں فتویٰ نویسی کے ماہِ مبیں مثل ان کا زمانہ میں کوئی نہیں
ضَوفگن ضوفشاں ان کی روشن جبیں یہ چمکتی اشاعت سلامت رہے

بہر جیلانی حق سے دعا ہے یہی میرے ہونٹوں پہ ہر دم صدا ہے یہی
حشر میں جو ملے وہ پناہ ہے یہی اے خدا یہ حمایت سلامت رہے

میری خرم فقط التجا ہے یہی زندگی کا مری مُدّعا ہے یہی
بہرِ اختر مدینہ کی ہو حاضری اے خدا یہ اجابت سلامت رہے

گل اعلیٰ ※ حضرت ہیں تاج الشریعہ

علامہ سید اولادِ رسول قدسی مصباح ※، نیویارک، امریکہ

گل اعلیٰ ※ حضرت ہیں تاج الشریعہ
شریعت کی نکہت ہیں تاج الشریعہ

حسیں پرتوِ حجتِ دینِ اِسلام
شبابِ وجاہت ہیں تاج الشریعہ

فقط ہند کیا ہیں وہ عالم کے مرشد
شمیمِ ہدایت ہیں تاج الشریعہ

ہیں سرمایہ مفتیٔ اعظمِ ہند
ک تابِ فقاہت ہیں تاج الشریعہ

گراں قدر ان کی ※ تصانیف شاہد
شہ علم وح ※ مت ہیں تاج الشریعہ

ہے منصب قضا کا ضیا بار ان سے | وقارِ عدالت ہیں تاج الشریعہ

علومِ رضا کے ہیں ذ※ شان وارث | فلک بوس رفعت ہیں تاج الشریعہ

ہے ان کا محافظ خداوندِ عالم | رضا کی امانت ہیں تاج الشریعہ

ش※ ست ان کے اعدا کو کھانا ہے ہر دم | خدا داد قوت ہیں تاج الشریعہ

انہیں دیکھ کر یاد آتی ہے رب کی | دلیل ولایت ہیں تاج الشریعہ

ہے روحانیت کا چراغ ان سے روشن | امین طریقت ہیں تاج الشریعہ

ہوا لفظ لفظ ان کا پیوست دل میں | وحیدِ خطابت ہیں تاج الشریعہ

نظر کوئی آتا نہیں ان کا ثانی | ش※ ودِ حقیقت ہیں تاج الشریعہ

کرامت کا ہے آئینہ ان کا مشتاق | روئے استقامت ہیں تاج الشریعہ

ہیں شبنم مزاج اہل حق کے لئے وہ | صباحِ محبت ہیں تاج الشریعہ

ہیں یوں باطلوں کے لئے سیفِ برّاں | کہ ایمانی شدت ہیں تاج الشریعہ

نہیں فخرِ ازہر فقط آپ کی ذات | دل و جانِ ملت ہیں تاج الشریعہ

ہے قول و عمل کا تطابق مدلّل | نگہدارِ سنت ہیں تاج الشریعہ

رہے گا سدا مسل※ِا※ عل※ حضرت | کہ اس کی ضمانت ہیں تاج الشریعہ

نہیں دعویٔ حق، فقط ذات ان کی | کہ حق کی شہادت ہیں تاج الشریعہ

ہوئی ان سے فکرِ رضا عام ہر سو | منیرِ قیادت ہیں تاج الشریعہ

رہیں گے یونہی صلحِ کلّی ہراساں

کہ قدسی سلامت ہیں تاج الشریعہ

عاشق بدر الدجی ہیں سیدی اختر رضا

علامہ مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی، صدر فخر ازہر دار الافتاء، ہاسپیٹ، انڈیا

عاشق بدر الدجی ہیں سیدی اختر رضا

نائب غوث الوری ہیں سیدی اختر رضا

مظہر احمد رضا ہیں سیدی اختر رضا | جلوۂ حامد رضا ہیں سیدی اختر رضا

جانشین مفتی اعظم، فقیہ لاجواب
نور ابراھیم کا ہیں سیدی اختر رضا

بھائی ہیں سب سے بڑے ریحان ملت باعمل
پنجتن میں تیسرا ہیں سیدی اختر رضا

علم وفن میں زہد وتقوی میں نہیں کوئی بدل
ذوالفقارِ مرتضیٰ ہیں سیدی اختر رضا

جس نے دیکھا حسن دل آرا یہی کہنے لگا
نیّرِ نور خدا ہیں سیدی اختر رضا

مفتی وقاضی محدث منطقی وفلسفی
مقتدی سب مقتدیٰ ہیں سیدی اختر رضا

جو لقد کان لکم کی ہو بہو تصویر ہو
وہ غلام مصطفیٰ ہیں سیدی اختر رضا

صلح کل، مرتد، منافق، بدعقیدہ کیلئے
ایک تیغ برہنہ ہیں سیدی اختر رضا

ثانئ رازی، غزالی، شیخ اکبر، بایزید
بوحنیفہ کی رضا ہیں سیدی اختر رضا

خوف محشر کی تمازت کا ہمیں کیوں ہو بھلا
جب ہمارے ناخدا ہیں سیدی اختر رضا

ماہر تدریس وافتاء، ہاتھ پھیلائے وہاں
اتنے ارفع واعلیٰ ہیں سیدی اختر رضا

صاحب علم وادب میں جب انہیں دیکھا لگا
سب خبر اک مبتدا ہیں سیدی ختر رضا

مسلک احمد رضا کے ہیں وہ سچے ترجماں
اسلئے مشق جفا ہیں سیدی اختر رضا

مصدر لوح وقلم منبع شعر وسخن
حاکم دار القضا ہیں سیدی اختر رضا

کیوں کریں فریاد دنیا سے غموں کی دھوپ میں
میرے جب مشکل کشا ہیں سیدی اختر رضا

کذب کی کالی گھٹا کے درمیاں بھی دیکھئے
اک چراغ حق نما ہیں سیدی اختر رضا

نوری صورت نوری سیرت جلوۂ شمس الضحی
انتخاب کبریا ہیں سیدی اختر رضا

نکتہ داں ہیں نکتہ بیں ہیں مالک ادراک ہیں
لائق صد مرحبا ہیں سیدی اختر رضا

فارسی، عربی ہو اردو، ھندی وانگلش زباں
ان زباں کے مہر ما ہیں سیدی اختر رضا

لاکھ واویلا مچائیں پادریت کے فروع
جانتے ہیں سب کہ کیا ہیں سیدی اختر رضا

نجدی وتبلیغی دیوبندی وھابی پادری
ان پہ بس قہر خدا ہیں سیدی اختر رضا

وہ سرا واں کا فراڈی دے نہیں سکتا فریب
دین حق سے آشنا ہیں سیدی اختر رضا

نام پر تحقیق کے بکواس کرنا چھوڑ دو
ورنہ لیں گے جائزہ ہیں سیدی اختر رضا

ناچ گانے کا رکھا ہے نام تم نے صوفیت
ہوش میں آ جا ذرا ہیں سیدی اختر رضا

کفر کے تیر وتفنگ سے کون ڈرتا ہے میاں
آیت صدق وشجاع ہیں سیدی اختر رضا

بے لگامو! باز آ ؤ اپنے اس کرتوت سے　　　دین حق کے رہنما ہیں سیدی اختر رضا

قلب فرحتؔ میں نہیں کوئی شہا تیرے سوا

آپ ہی اک آسرا ہیں سیدی اختر رضا

ایسے کیسے بھلا تم نے ایسا کہا

علامہ شاہدؔ رضا رضوی، بنارس، انڈیا

ایسے کیسے بھلا تم نے ایسا کہا

پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

دیکھتے ہیں یوں ہی تم کو دیکھیں گے ہم　　　پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

تیرا سایہ سروں پر سلامت رہے　　　پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

عمر تیرے مریدوں کی تم پر نثار　　　پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

تیرے دیوانوں کو یہ گوارا نہیں　　　پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

جانِ جاں ہو تمہی جانِ ایماں تمہی　　　پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

عمر شاہدؔ کی قربان تم پر حضور

پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

زمانے کی نگاہوں میں وہ رسوا ہو نہیں سکتا

مولانا محمد اسلم رضوی، انڈیا

زمانے کی نگاہوں میں وہ رسوا ہو نہیں سکتا

نبی کر دیں جسے اونچا وہ نیچا ہو نہیں سکتا

نظر کے سامنے گزرے ہیں یوں تو سیکڑوں فتوے

فتاویٰ رضویہ جیسا حوالہ ہو نہیں سکتا

پڑھا ہے جامع ازہر میں تو ہے وہ ازہری لوگو

مگر ہر ازہری تاج الشریعہ ہو نہیں سکتا

مرحبا آئی ریاض دہر میں فصل سمن

علامہ مفتی رجب علی قادری رضوی خلیفہ وتلمیذ حضور مفتیٔ اعظم نان پارہ ضلع بہرائچ شریف، انڈیا

مرحبا آئی ریاض دہر میں فصل سمن
لہلہاتے ہیں بیاباں مسکراتے ہیں چمن

گلستان حامدی میں کس نئے گل کی ہے دید
تہنیت خوانی میں ہر سو بلبلیں ہیں نغمہ زن

اختر برج ہدایت تیری طلعت کی قسم
کس طرح سے دل نشیں صورت کا تیرا بانکپن

تیرے سر سہرا رہا تحصیل علم دین کا
منبع صد نور ہے جس کی ہر اک نوری کرن

جامع از ہر سے فارغ ہو کے آیا ہند میں
لے کے آیا اپنے دامن میں ہزاروں علم وفن

تیرے چہرے سے عیاں ہے کیا جلال قادری
تیری آنکھوں سے ٹپکتی ہے مئے جام کہن

ہو نہ کیوں مسرور روح پاک جیلانی میاں
تو ہے ان کے باغ کا اک گل مجسم گل بدن

شاہ رحمانی میاں کی ہے دعا تیرے لئے
فیض تیرا ہو رساں از ہند تا روم وعدن

تیرے جد محترم کے در کا سائل ہے رجبؔ
اس پہ بھی کیجئے خدارا چشم الطاف ومن

چمن کا یہ گل رنگیں بہت مسرور وخنداں ہے

علامہ سید محمد عارفؔ رضوی نان پاروی، سابق شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام، بریلی شریف، انڈیا

چمن کا یہ گل رنگیں بہت مسرور وخنداں ہے
ہر اک غنچہ ادائے سرخ میں عشرت بداماں ہے

فضائے بزم جیلانی میاں کیوں کر نہ ہو شاداں
کہ ان کے نور دل سے ان کی محفل میں چراغاں ہے

جناب حضرت اختر رضا خاں آگئے واپس
گلستان رضا میں آج پھر نوری چراغاں ہے

گھٹا رحمت کی چھائی ہے چلو اے مے کدے والو
چمن میں حجۃ الاسلام کے جشن بہاراں ہے

پھلے پھولے ہمیشہ مفتیٔ اعظم کا یہ گلشن
خداوندا دل عارفؔ کا بس اب یہ ہی ارماں ہے

مندرجہ بالا دونوں مناقب حضور تاج الشریعہ کی جامعہ از ہر سے واپسی کے موقع پر (۱۹۶۶ء) لکھی گئیں۔ دانش

گماں سے ہے فزوں تر مرتبہ تاج الشریعہ کا

علامہ محمد انس رضا خاں انسؔ قادری، صاحب سجادہ خانقاہِ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ خالدیہ، بریلی شریف، انڈیا

گماں سے ہے فزوں تر مرتبہ تاج الشریعہ کا
کہ ہے نقشِ قدم راہِ ہُدیٰ تاج الشریعہ کا

ضیائے حضرتِ ہندالولی خواجہ کے صدقے میں
چمکتا ہے ستارہ برسَما تاج الشریعہ کا

یہ ہے فیضانِ اختر پر مرے مفتیٔ اعظم کا
چمکتا ہے ستارہ ہر جگہ تاج الشریعہ کا

امام احمد رضا کا فیض ہے سایہ فگن ان پر
بگاڑے گا زمانہ کیا بھلا تاج الشریعہ کا

بتادو باغیانِ مسلکِ احمد رضا خاں کو
چلے گا اب بس اک سکہ سدا تاج الشریعہ کا

انسؔ کا ہے بھلا اختر رضا تاج الشریعہ سے
خدایا! ربِّ اعلیٰ! ہو بھلا تاج الشریعہ

کرم کی اک نظر یا سیدی اختر رضا کر دیں

علامہ محمد خلیل احمد مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، انڈیا

کرم کی اک نظر یا سیدی اختر رضا کر دیں
دلِ بیمار کو اچھا، شفائے کُل عطا کر دیں

کہاں جاؤں، کدھر جاؤں تمہارے در سے اے مرشد
غلام خستہ جاں کے درد کی اب تو دوا کر دیں

رضا کے علم سے بھرپور حصہ آپ نے پایا
عطا علم و ہنر سے کچھ ہمیں بہرِ خدا کر دیں

خدا رکھے سلامت مرشدی تاج الشریعہ کو
جہاں میں عام پیغامِ شہِ احمد رضا کر دیں

نکیر و پوچھتے کیا ہو نشانِ رضویت دیکھو
رضا اور حامد و نوری کے صدقے فیصلہ کر دیں

رخِ انور سے خورشیدِ ولایت ظاہر و باہر
اُسی نورِ ولایت سے منور پُر ضیاء کر دیں

جہاں میں چارسُو عظمت ہے اس دم آپ کو حاصل
جہاں جائیں، جدھر جائیں درِ حکمت کو وا کر دیں

امامت ہے مسلّم ہند میں تاج الشریعہ کی
مسائل دم میں حل وہ ثانیٔ احمد رضا کر دیں

قلم سے لکھ دیں جو تحریر یا شعر و سخن جو کچھ
اُسے زورِ تخیل سے ادب کا آئینہ کر دیں

غزالی فکر، تحقیق رضا، اسلوب رازی کا
ادب میں حجۃ الاسلام کا منہج ادا کر دیں

سجا ہے فخرِ ازہر مصر کا ماتھے پہ گلدستہ
رضا کے فیض کا صدقہ ہمیں اب تو عطا کر دیں

اُٹھا ہے زور فتنوں کا ہے غلبہ سخت بدعت کا
قلم کی مار سے بدعت کا اب تو خاتمہ کر دیں

بپا طوفان ہے کفر وضلالت کے اندھیروں کا
اُجالا سنّتوں کا نائب خیر الوریٰ کر دیں

غم وآلام وکُلفت اور مصائب دور ہو جائیں
نگاہِ لُطف جو مرشد میرے اختر رضا کر دیں

طفیل مفتیٔ اعظم کرم کی بھیک دیں داتا
درِ دولت سے احمدؔ کو سخاوت آشنا کر دیں

پھنسی ہے کشتیٔ احمدؔ مصائب کے سمندر میں
سفینہ پار اس کا مظہرِ غوث الوریٰ کر دیں

اہلِ دیں کے رہنما ہیں حضرتِ اختر میاں

علامہ اشرف رضا اشرف قادری سبطینی، ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف، انڈیا

اہلِ دیں کے رہنما ہیں حضرتِ اختر میاں
سنّیوں کے پیشوا ہیں حضرتِ اختر میاں

قدوۃ اہل وِلا ہیں حضرتِ اختر میاں
زبدۂ اہل صفا ہیں حضرتِ اختر میاں

واصفِ شاہِ ہُدیٰ ہیں حضرتِ اختر میاں
بالیقیں مردِ خدا ہیں حضرتِ اختر میاں

بستی بستی قریہ قریہ ہر طرف ہی دھوم ہے
منبعِ فیضِ رضا ہیں حضرتِ اختر میاں

دیکھ کر نورانی چہرہ یاد آجائے خدا
اک ولیٔ باصفا ہیں حضرتِ اختر میاں

دم بخود ہیں علم کے سب جوہری اپنی جگہ
بزمِ دانش کی ضیاء ہیں حضرتِ اختر میاں

نام سے جن کے لرزتے ہیں سبھی اہل وغا
پرتوِ شیرِ خدا ہیں حضرتِ اختر میاں

راہ سے جس کو بھی دیکھا دور فوراً کہہ دیا
ایسے حق گو رہنما ہیں حضرتِ اختر میاں

صلح کلی کی وباء اب بن گئی ہے وائرس
ایسے لوگوں کی دوا ہیں حضرتِ اختر میاں

فخر کرتا ہے زمانہ ازہری ہونے میں اب
صدقۂ غوث الوریٰ ہیں حضرتِ اختر میاں

میرے مولیٰ رکھ سلامت اور دے عمرِ خضر
کیوں کہ سب کا مدعا ہیں حضرتِ اختر میاں

خادمِ سبطین پہ لطف وکرم فرمائیے
چشمۂ لطف وعطا ہیں حضرتِ اختر میاں

رحلتِ سبطین پر اشرفؔ اکیلا ہو گیا
اب تو اس کے ناخدا ہیں حضرتِ اختر میاں

مجھ پر رسولِ پاک کا انعام ہو گیا

مولانا فضل احمد آصفؔ رضا اختر القادری، کراچی، پاکستان

مجھ پر رسولِ پاک کا انعام ہو گیا
میں کامیاب ہو گیا، مرا نام ہو گیا

دل مضطرب تھا میرا بڑا بے قرار تھا
مرشد کا ہاتھ تھام کر آرام ہو گیا

مرشد کی جب نگاہِ کرم مجھ پہ ہو گئی
تقدیر کا ستارہ لبِ بام ہو گیا

ذی قعدہ کی تھی ساتویں اور تھی شبِ جمعہ
غوث و رضا کا مجھ کو عطا جام ہو گیا

جب قادری سفینے میں مجھ کو جگہ ملی
میرا نصیب چمکا مرا نام ہو گیا

غوث و رضا کی نسبتیں آصفؔ تجھے ملیں
اختر رضا کا تجھ پہ یہ انعام ہو گیا

نائبِ غوث الوریٰ، اختر رضا خاں قادری

مولانا فضل احمد آصفؔ رضا اختر القادری، کراچی، پاکستان

نائبِ غوث الوریٰ، اختر رضا خاں قادری
چشمۂ فیضِ رضا، اختر رضا خاں قادری

آپ کی دہلیز پر صف بستہ ہیں سارے کھڑے
وقت کے سب اولیاء، اختر رضا خاں قادری

فخرِ ازہر آپ کی ذاتِ گرامی ہے حضور
اے میرے مرشد پیا اختر رضا خاں قادری

اے میرے شہرِ کراچی خوش نصیبی ہے تیری
تجھ میں ہیں جلوہ نما اختر رضا خاں قادری

اِن کی سیرت اِن کی صورت کا مثل ممکن نہیں
سنّیوں کے رہنما اختر رضا خاں قادری

آصفؔ رضوی ہمیشہ آپ کا منگتا رہے
اے میرے مشکل کشا، اختر رضا خاں قادری

علم کا کوہِ گراں اختر رضا خاں قادری

علامہ صغیر احمد صغیرؔ جوکھن پوری، بریلی شریف، انڈیا

علم کا کوہِ گراں اختر رضا خاں قادری
تو ہے بحرِ بے کراں اختر رضا خاں قادری

جزئیاتِ فقہیہ پر ہے تیری کامل نظر
صدرِ بزمِ مفتیاں اختر رضا خاں قادری

رنگ تیرا کیا چڑھا پُر نور محفل ہوگئی
طلعتِ نوری میاں اختر رضا خاں قادری

چودھویں کا چاند نکلا یا طلوعِ شمس ہے
ہوگیا جب ضوفشاں اختر رضا خاں قادری

تجھ سے جو ٹکرایا وہ مسمار ہو کر رہ گیا
مِٹ گیا اُس کا نشاں اختر رضا خاں قادری

صورت و سیرت، عمل، کردار، علم و فضل میں
اب تیرا ثانی کہاں اختر رضا خاں قادری

کیوں نہ پہنچیں اہلِ سنت منزلِ مقصود کو
جب ہیں میرِ کارواں اختر رضا خاں قادری

آج ہیں یہ آفتابِ دین و ملت اے صغیرؔ
تھے کبھی اختر میاں اختر رضا خاں قادری

کیا بات ہے تمہاری سرکار فخرِ ازہر

مفتی محمد زید رضا مونسؔ مرکزی امروہوی، انڈیا

کیا بات ہے تمہاری سرکار فخرِ ازہر
اعلیٰ ہوا تمہارا دربار فخرِ ازہر

صدیق کی بدولت اعلیٰ ہوئی ہے نسبت
ہے صدق کی تیرے سر دستار فخرِ ازہر

عدلِ عمر ہوا ہے شیوہ تمہارا داتا
کیسے بچے گا تم سے غدار فخرِ ازہر

عثمان کی حیا کا پیکر ہو تم سراپا
کس کو حیا ہوئی ہے درکار فخرِ ازہر

تم میں علی کی ہمت شبیر کی عبادت
زہد و ورع کے تم ہو مینار فخرِ ازہر

مثلِ اویس قرنی بے شک ہے عشق تیرا
ایسا بلند تر ہے معیار فخرِ ازہر

اس دور کے تمہی ہو بے شک امامِ اعظم
ہر فتویٰ ہے تمہارا شہکار فخرِ ازہر

سیرت میں غوثِ اعظم صورت میں پیارے نوری — اہل سنن کے تم ہو سردار فخر ازہر
خواجہ معین سے ہے نسبت تو کیوں نہ ہوگا — بندہ نوازی تیرا کردار فخر ازہر
علم رضا کے سچے وارث تمہی ہو مرشد — روشن ہے تم سے علمی گلزار فخر ازہر
تسلیم ہے سبھی کو شانِ رفیع تیری — اس سے نہیں کسی کو انکار فخر ازہر
ہر سو تیرا ترانہ ہر سو ہیں تیری باتیں — نغمہ سرا ہے تیرا اسنسار فخر ازہر
آباد نام سے ہیں ویرانیاں تمہارے — ہر شہر و دشت میں ہیں اذکار فخر ازہر
ہیں بادشاہِ عالم خادم تمہارے در کے — ایسے ہوئے ہو مالک مختار فخر ازہر
لاچار بے کسوں کے حامی شفیق یہ ہیں — ہیں مفلسوں کے ہر پل غمخوار فخر ازہر
بن مانگے بھیک پائے ہر اک سوالی آکر — ایسا تمہارے در کا معیار فخر ازہر
جھک آئے چاند تارے مشتاقِ دید ہو کر — ہے دل نشیں تمہارا دیدار فخر ازہر
سارے جہاں کے عالم ہر ایک پل کھڑے ہیں — تم پر لٹانے جاں کو تیار فخر ازہر
جب دیکھ لی تمہارے رخ کی جھلک تو فوراً — اچھا ہوا تمہارا بیمار فخر ازہر
پرنور کر دی تم نے جلووں سے میری دنیا — ہے رنگتوں میں دل کا گلزار فخر ازہر
ہر ایک کر رہا ہے اب پیروی تمہاری — اور تم ہو کارواں کے سالار فخر ازہر
عشق نبی میں اب بھی تیرے قلم سے نکلیں — رنگ و ادب سے نکھرے اشعار فخر ازہر
عربی ہو چاہے اردو انگلش ہو یا کہ ہندی — ہیں ہر زباں میں علمی انبار فخر ازہر
آکہ نہیں ہے ایسا لاکھوں دماغ میں بھی — عظمت کی تیری ناپے مقدار فخر ازہر
یوں تو ولی بہت ہیں اب ہند کی زمیں پر — لیکن ہوئے ہیں شاہ ابرار فخر ازہر
عمدہ ہیں خُلق میں وہ ثانی نہیں ہے ان کا — ہیں آپ پر فدا خود اغیار فخر ازہر
دنیا میں سنّیوں کا کوئی نہیں سہارا — تم پر ہے سنّیوں کا آدھار فخر ازہر
تم پر عنایتیں ہیں سرکار مصطفیٰ کی — علم رضا کے تم ہو مینار فخر ازہر
ہم سے فقیروں کی بھی اب بگڑیاں بنا دو — تم پر نہیں ہے کچھ بھی دشوار فخر ازہر
در سے تمہارے شیدا خالی کبھی نہ لوٹے — ہے اس قدر تمہارا ایثار فخر ازہر
گردن اُڑا دو ہر ایک گستاخِ مصطفیٰ کی — ہے ہاتھ میں تمہارے تلوار فخر ازہر

اب سنّیت کی کشتی منجدھار میں پھنسی ہے ہاتھوں میں ہے تمہارے پتوار فخر ازہر

ہے بارگاہ مرشد میں مونسؔ کی یہ خواہش
کر دیجئے مجھے بھی سرشار فخر ازہر

پھنس گیا بیڑا ہمارا حضرتِ اختر رضا

مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی، بریلی شریف، انڈیا

پھنس گیا بیڑا ہمارا اختر رضا
ہو کرم اب تو خدا را حضرتِ اختر رضا

کون ہے وارث رضا کے علم کا دنیا میں اب کر دو اے لوگو! اشارہ حضرت اختر رضا
جانشین مفتیٔ اعظم ہے دل تو فخر کر ایسا مرشد ہے ہمارا حضرتِ اختر رضا
اپنا تو حامی نہیں ہے کوئی بھی دنیا میں اب ایک تم ہی ہو سہارا حضرتِ اختر رضا
ہو گئی میری مصیبت خود گرفتارِ بلا ہم نے جب تم کو پکارا حضرتِ اختر رضا

مونسؔ بیمار کے دل کی تمنا ہے یہی
کہہ دیں وہ یہ ہے ہمارا حضرتِ اختر رضا

ہر اک کے لب پہ مدحت ہے میرے تاجِ شریعت کی

مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی، بریلی شریف، انڈیا

ہر اک کے لب پہ مدحت ہے میرے تاجِ شریعت کی
دلوں میں بھی محبت ہے میرے تاجِ شریعت کی

جدھر دیکھو اُدھر اختر رضا کا بول بالا ہے زمانے بھر میں شہرت ہے میرے تاجِ شریعت کی
اگر دیدار ہوتا ہے خدا کی یاد آتی ہے بفضل رب وہ صورت ہے میرے تاجِ شریعت کی
یقیناً مرتبہ ایسا ملا ہے میرے مرشد کو ہر اک کے دل میں عظمت ہے میرے تاجِ شریعت کی
رضا کے علم کے وارث ہیں، مظہر مصطفیٰ خاں کے بہت ہی اعلیٰ نسبت ہے میرے تاجِ شریعت کی

اگر وہ دور ہوں مونسؔ تو دل بے چین رہتا ہے
قیامت جیسی فرقت ہے میرے تاجِ شریعت کی

چاند تارے کر رہے ہیں مدحتِ اختر رضا

مفتی محمد یونس رضا مونسؔ اویسی، بریلی شریف، انڈیا

چاند تارے کر رہے ہیں مدحتِ اختر رضا
کتنی اعلیٰ ہے خدایا سیرتِ اخترِ رضا

جس نے بھی دیکھا اُنہیں فرطِ طرب میں کہہ اُٹھا
واہ کیا ہی دل نشیں ہے صورتِ اختر رضا

جس کو دیکھو وہ چلا آتا ہے جھولی کو لئے
ملتی ہے سب کو یہاں پر برکتِ اختر رضا

اُن کی ذاتِ پاک کتنی ارفع و اعلیٰ ہوئی
جانتا ہے سارا عالم رفعتِ اختر رضا

چاند تارے چومتے ہیں اس کے قدموں کے نشاں
جس کو دنیا میں ملی ہے صحبتِ اختر رضا

حشر میں مونسؔ بھی یہ کہتا پھرے گا فخر سے
ساتھ میں لایا ہوں اپنے نسبتِ اختر رضا

چھوٹے نہ کبھی تیرا دامن یا سیدی مرشدی اختر رضا

علامہ عارفؔ برکاتی صاحب

چھوٹے نہ کبھی تیرا دامن یا سیدی مرشدی اختر رضا
ہے تجھ پہ فدا میرا تن من دھن یا سیدی مرشدی اختر رضا

صورت ہے تیری سبحان اللہ سیرت ہے تیری ماشاء اللہ
جو دیکھے تجھے ہو جائے لگن یا سیدی مرشدی اختر رضا

دنیا کے حوادث کی پرواہ ہرگز نہ کریں گے وہ واللہ
جس پر ہو کرم تیرا سایہ فگن یا سیدی مرشدی اختر رضا

جب تیری نظر اُٹھ جاتی ہے پژمردہ کلی کھل جاتی ہے
مٹ جاتے ہیں سارے رنج و محن یا سیدی مرشدی اختر رضا

منگتوں کی جھولی بھرتے ہو جس شہر میں جلوہ کرتے ہو
کانپ اُٹھا ہے صلح کلی مشن یا سیدی مرشدی اختر رضا

محفل میں تو آ کر ہنستے ہیں تنہائی میں جا کر روتے ہیں
رکھتے ہیں جو بھی تجھ سے جلن یا سیدی مرشدی اختر رضا

جو تجھ سے ملا وہ رضا سے ملا جو رضا سے ملا اسے غوث ملے　　　مل جاتا ہے پھر طیبہ کا چمن یا سیدی مرشدی اختر رضا

دل عشق نبی سے گرم کر دو عارفؔ پہ بھی اپنا کرم کر دو
دکھلا دو ذرا سی نوری کرن یا سیدی مرشدی اختر رضا

صورتِ حامد رضا ہیں مرشدی اختر رضا

نامعلوم

صورتِ حامد رضا ہیں مرشدی اختر رضا
سیرتِ احمد رضا ہیں مرشدی اختر رضا

وارثِ علم نبی ہیں مرشدی اختر رضا　　　دین حق کے رہنما ہیں مرشدی اختر رضا
گلشن احمد رضا کے اک شگفتہ پھول ہیں　　　پرتوِ احمد رضا ہیں مرشدی اختر رضا
روئے زیبا سے عیاں ہے آپ کا علمی مقام　　　ناصرِ علمِ رضا ہیں مرشدی اختر رضا
اہل ازہر نے دیا ہے فخر ازہر کا خطاب　　　علم سے یوں آشنا ہیں مرشدی اختر رضا
قادری رضوی و نوری فیض مرشد سے ملا　　　بالیقیں فیضِ رضا ہیں مرشدی اختر رضا
رد کیا ہے نجدیوں کا آپ نے ہر موڑ پر　　　در حقیقت حق نما ہیں مرشدی اختر رضا
دور نازک ہے مگر تبلیغ میں اعلیٰ مقام　　　آپ اتنے باوفا ہیں مرشدی اختر رضا
برکتیں دے یا خدا اختر رضا کی عمر میں　　　اہل سنت کی صدا ہیں مرشدی اختر رضا

صدقۂ غوث الوریٰ حضرت کی ہو لمبی حیات
واصفِ غوث الوریٰ ہیں مرشدی اختر رضا

نسیم سحر گیاوی، انڈیا

زندہ رہنے کو جسم سے جیسے روح کا رابطہ ضروری ہے
بندگی کی قبولیت کے لئے عشق خیر الوریٰ ضروری ہے
دشمن دیں کا ایک لمحے میں بھوت سر سے اتارنے کے لئے
اس زمانے میں اے نسیم سحرؔ میرا اختر رضا ضروری ہے

آفتابِ علم وحکمت تاجِ شریعہ آپ ہیں

علامہ راحت خاں عدیل قادری مصباحی، مدرس منظر اسلام بریلی شریف، انڈیا

آفتابِ علم وحکمت تاجِ شریعہ آپ ہیں
مشعل رشد وہدایت تاجِ شریعہ آپ ہیں

گلشن احمد رضا کا گل شگفتہ کون ہے
جس کی پھیلی ہے یہ نکہت تاجِ شریعہ آپ ہیں

ہاتھ سے جس کے ملے بیمار کو دائم شفا
وہ مسیح پیر طریقت تاجِ شریعہ آپ ہیں

مفتیٔ اعظم کے مظہر جلوۂ حامد رضا
جانشین اعلیٰ حضرت تاجِ شریعہ آپ ہیں

سنّیت کے پیشوا ہو دین وایماں کا نشان
آبروئے اہل سنت تاجِ شریعہ آپ ہیں

چہرۂ پُرنور دیکھا کہہ اُٹھا فوراً عدیلؔ
گلشن جنت کی رنگت تاجِ شریعہ آپ ہیں

سدا سر پر رہے سایہ میرے تاج الشریعہ کا

مولانا سراج تابانی، کولکاتا، انڈیا

سدا سر پر رہے سایہ میرے تاج الشریعہ کا
ہو میری زیست پر پہرہ میرے تاج الشریعہ کا

خدا کے فضل سے بے شک ہے بعدِ مفتیٔ اعظم
رضا کے علم پہ دعویٰ میرے تاج الشریعہ کا

بفضل رب کبھی رجعت کی نوبت ہی نہیں آئی
مدلل ہے ہر اک فتویٰ میرے تاج الشریعہ کا

جدھر بھی رخ کیا جب بھی جہاں سے بھی وہ گزرے ہیں
زمانہ ہو گیا شیدا میرے تاج الشریعہ کا

وہ آئیں جو اندھیری شب میں تو دن کا گماں گزرے
کہ ہے ظلمت شکن جلوہ میرے تاج الشریعہ کا

نکیروں کو اے تابانیؔ نہ کیسے مجھ پہ پیار آتا
تھا میرے ہاتھ میں شجرہ میرے تاج الشریعہ کا

وارث علم رضا ہیں سیدی اختر رضا

علامہ محمد سلمان رضا فریدی مصباحی، مسقط، عمان

وارث علم رضا ہیں سیدی اختر رضا
میرِ بزم اصفیاء ہیں سیدی اختر رضا

سچ اگر پوچھو تو کہہ دوں اس صدی میں دوستو
مصطفیٰ کا معجزہ ہیں سیدی اختر رضا

چاند بھی حیرت سے جن کو دیکھتا ہے روز و شب
خوش نما وہ آئینہ ہیں سیدی اختر رضا

ان کو نسبت ہے رضا سے غوث سے حسنین سے
واسطہ ہی واسطہ ہیں سیدی اختر رضا

آپ سب کی نالہ و فریاد سنتے ہیں حضور
ڈالئے ہم پر نگا ہیں سیدی اختر رضا

جانشین اعلیٰ حضرت صدرِ بزم سنّیت
سیدی اختر رضا ہیں سیدی اختر رضا

ماہ و انجم جس جگہ سے بھیک لیتے ہیں سدا
دین حق کی وہ ضیاء ہیں سیدی اختر رضا

سلسلہ در سلسلہ سب منسلک ہیں آپ سے
فیض یابی کی دعا ہیں سیدی اختر رضا

اک نظر سے ذہن و دل ایمان و عرفاں سے بھریں
مظہرِ صدق و صفا ہیں سیدی اختر رضا

مفتیٔ اعظم کی سیرت کا فریدیؔ بے مثال
آئینہ ہی آئینہ ہیں سیدی اختر رضا

اخترِ برجِ طریقت آپ ہیں

علامہ عتیق الرحمن حبابؔ رضوی، مالیگاؤں، انڈیا

اخترِ برجِ طریقت آپ ہیں
عاشقِ ماہِ نبوت آپ ہیں

تاج دارِ اہل سنت آپ ہیں
جانشین اعلیٰ حضرت آپ ہیں

آپ ہیں تسکین قلب و روح و جاں
میرے غم کی دکھ کی راحت آپ ہیں

زیبا ہے تاجِ شریعت آپ کو
بے گماں تاجِ شریعت آپ ہیں

نہ کم ہو گی کبھی عظمت میرے تاج الشریعہ کی

علامہ محمد تنویر رضا تنویرؔ صدیقی امجدی مشاہدی، ردولی شریف، انڈیا

نہ کم ہو گی کبھی عظمت میرے تاج الشریعہ کی
رہے گی حشر تک نکہت میرے تاج الشریعہ کی

جواں کو دیکھ لے ان پر فدا ہو کر ہی رہتا ہے
بنائی رب نے وہ صورت میرے تاج الشریعہ کی

محبت، سچی نسبت اور اخلاص و وفاداری
تمہیں لے جائے گی جنت میرے تاج الشریعہ کی

فتاویٰ رضویہ یوں ہی سمجھ میں آ نہیں سکتی
تمہیں سمجھائے گی خدمت میرے تاج الشریعہ کی

کہو مجرم ہوں آقا، کہہ کے قدموں سے لپٹ جاؤ
بہت مشہور ہے شفقت میرے تاج الشریعہ کی

کرامت خوب صورت دیکھ لو میرے رضا کی یہ
زمانے بھر میں ہے شہرت میرے تاج الشریعہ کی

بہاریں بڑھ کے خود تنویرؔ ان کو تھام لیتی ہیں
بسا لیں دل میں جو اُلفت میرے تاج الشریعہ کی

احمد رضا کی شان کا مینار ہیں اختر رضا

مولانا ابو الکلام فیاضؔ رضوی قادری، انڈیا

احمد رضا کی شان کا مینار ہیں اختر رضا
لاریب علم و تقویٰ کا معیار ہیں اختر رضا

ابن ولی ہیں صاحبِ اسرار ہیں اختر رضا
ہر بے کس و نادار کے غم خوار ہیں اختر رضا

سیفِ رضا ہیں خنجر خوں خوار ہیں اختر رضا
بد مذہبوں پہ شیر کی للکار ہیں اختر رضا

اہل سنن کی جان ہیں سالار ہیں اختر رضا
تاجِ شرع ہیں علم کا شاہ کار ہیں اختر رضا

عشقِ نبی کے پھول کی مہکار ہیں اختر رضا
حُبِّ رسول پاک میں سرشار ہیں اختر رضا

آلِ رضا ہیں منبعِ انوار ہیں اختر رضا
فیاضؔ فیضِ حیدرِ کرار ہیں اختر رضا

احمد رضا کا تحفہ میرے ازہری میاں ہیں

فرقانؔ صاحب

احمد رضا کا تحفہ میرے ازہری میاں ہیں
نوری میاں کا جلوہ میرے ازہری میاں ہیں

کہتا ہے سارا عالم تاج الشریعہ جن کو
میں کیا بتاؤں کیا کیا میرے ازہری میاں ہیں

ہم کیا ہیں جامع ازہر کرتا ہے ناز جس پر
علم و عمل کا دریا میرے ازہری میاں ہیں

ایمان کی ہمارے کرتا ہے جو حفاظت
پیغام وہ رضا کا میرے ازہری میاں ہیں

حکومت بدل گئی پر فتویٰ نہ جس کا بدلا
اس شیر کے نواسہ میرے ازہری میاں ہیں

فرقانؔ ہے یقیناً یہ عطائے اعلیٰ حضرت
اس دور میں جو اعلیٰ میرے ازہری میاں ہیں

نبی کے عشق کا کوہِ ہمالہ ہے بریلی میں

مبارکؔ رضوی، انڈیا

نبی کے عشق کا کوہِ ہمالہ ہے بریلی میں
مکمل سنّیت کا بول بالا ہے بریلی میں

رضا و مصطفیٰ کے بعد اب تاج الشریعہ ہیں
عرب کے چاند کا اب تک اُجالا ہے بریلی میں

کتابِ زندگی کا ہر ورق جس سے مہکتا ہے
عقیدت کے چمن کا وہ حوالہ ہے بریلی میں

جسے دیکھو وہ نام مصطفیٰ کا ورد کرتا ہے
یہ پیارا سا وظیفہ دینے والا ہے بریلی میں

پلایا جس نے اپنے ہاتھ سے سب اہلسنّت کو
مئے اُلفت کا بھر بھر کر پیالہ ہے بریلی میں

سفینہ عشقِ احمد کا ڈبو ڈالا تھا نجدی نے
بھنور سے کھینچ کر جس نے نکالا ہے بریلی میں

مرے سرکار کی توہین نجدی کر نہیں سکتا
لگایا جس نے اس کے منہ میں تالا ہے بریلی میں

ہمارے دل میں قندیل محبت کر دیا روشن
اندھیرا دل کا جس نے روند ڈالا ہے بریلی میں

مبارکؔ فخر سے یہ ہر جگہ اعلان کرتا ہے
مجھے جنت میں لے کے جانے والا ہے بریلی میں

آیت انوارِ قدرت سیدی اختر رضا

علامہ مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی، صدر فخر ازہر دارالافتاء، ہاسپیٹ، انڈیا

آیت انوارِ قدرت سیدی اختر رضا
مشعل رشد وہدایت سیدی اختر رضا

بُلبُل باغِ رسالت سیدی اختر رضا
نکہتِ صدق وعدالت سیدی اختر رضا

ذی غنا نورِ سخاوت سیدی اختر رضا
نیّرِ برُجِ شجاعت سیدی اختر رضا

طلعتِ اصحابِ جنت سیدی اختر رضا
اہلِ کربل کی عنایت سیدی اختر رضا

غوثِ اعظم کی کرامت سیدی اختر رضا
میرے خواجہ کی امانت سیدی اختر رضا

شمعِ بزم اعلیٰ حضرت سیدی اختر رضا
قائدِ یارانِ حکمت سیدی اختر رضا

آسمانِ علم وحکمت سیدی اختر رضا
افتخارِ اہلسنّت سیدی اختر رضا

حجۃ الاسلام کی علمی جلالت کے امین
حامل نوری خلافت سیدی اختر رضا

حضرت ابراہیم کالختِ جگر نورِ نظر
بانسب ہے عمدہ خصلت سیدی اختر رضا

دل نشیں قدنوری قامت خوب صورت زُلف ناز
نیک سیرت پاک خصلت سیدی اختر رضا

مسندِ تدریس وافتاء وقضا کے شہ سوار
تاج اربابِ شریعت سیدی اختر رضا

جام عرفانی پلا کر دل کو روشن کردیا
رہبرِ راہِ شریعت سیدی اختر رضا

موھنی صورت نگاہیں سرمگیں نوری جمال
زیبِ سر تاجِ ولایت سیدی اختر رضا

اہلِ دانش، مالکِ لوح وقلم، بالغ نظر
پیکرِ زُہد وعبادت سیدی اختر رضا

گلستانِ معرفت کے ہیں گلابِ لاجواب
ماہرِ بحرِ حقیقت سیدی اختر رضا

گلشن اسلام کو بخشا عروج وارتقاء
دافعِ ظلم وضلالت سیدی اختر رضا

نقشِ پائے پنجتن پر جان ودل سے ہیں فدا
آفتابِ عزّ وعظمت سیدی اختر رضا

بدعقیدہ صلح کلی کو کبھی بخشا نہیں
پاسبانِ دین وسنّت سیدی اختر رضا

خوب کی قرآن وسنّت کی اشاعت آپ نے
آپ سے ضوبار ملّت سیدی اختر رضا

صاحبِ تصنیف ہیں شعر وسخن کے تاجور
ہیں محدّث بالیاقت سیدی اختر رضا

فن تفسیر وادب میں رکھتے ہیں کامل عبور
حاکمِ علمِ بلاغت سیدی اختر رضا

نحوی، صرفی، منطقی و فلسفی حضرات میں
تجھ کو حاصل ہے امامت سیدی اختر رضا

ہو علوم نقلیہ یا عقلیہ کی انجمن
تیری ہے دائم صدارت سیدی اختر رضا

عشقِ سرکارِ دو عالم زندگی کا ماحصل
دل خشیّت سے عبارت سیدی اختر رضا

عربی، اردو، فارسی، انگلش زباں کے کہکشاں
واقفِ رمز فصاحت سیدی اختر رضا

خاندانِ رضویہ کی آبرو کا آفتاب
تو گُل گُلزارِ رفعت سیدی اختر رضا

جلتے ہیں جلتے رہیں گے حاسدین روسیاہ
کم نہ ہوگی تیری شہرت سیدی اختر رضا

دشمن جاں سے نہیں ڈرتا ترا فرحتؔ کبھی
اس کو حاصل تیری نصرت سیدی اختر رضا

عاشق خیر الوریٰ ہیں حضرتِ اختر رضا

محمد شہباز اختر رضوی، مالیگاؤں، انڈیا

عاشق خیر الوریٰ ہیں حضرتِ اختر رضا
بالیقیں حق کی عطا ہیں حضرتِ اختر رضا

غوثِ اعظم شاہِ جیلاں تک پہنچنے کے لئے
ایک نوری رابطہ ہیں حضرتِ اختر رضا

حاسدوں کے واسطے اسمِ رضا شمشیر ہے
اور قیامت ڈھا رہی ہے شہرتِ اختر رضا

چاند سورج اور ستارے اس کو کیسے بھائیں گے
دیکھ لے اک بار بھی جو صورتِ اختر رضا

جانشین مفتیٔ اعظم ہمارے پیر ہیں
سیرتِ احمد رضا ہے سیرتِ اختر رضا

نبیرۂ تاج الشریعہ سفیان رضا خان قادری رضوی، انڈیا

یوں نہ جانے کی باتیں کرو جانِ جاں
اب نہ کہنا کہ اخترؔ رضا چل دیئے

شمعِ بزمِ اہلسنّت حضرتِ اختر رضا

ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی۔ مالیگاؤں، انڈیا

شمعِ بزمِ اہلسنّت حضرتِ اختر رضا
نازِ بزمِ قادریت حضرتِ اختر رضا

ان کے دم سے روشنی ہے انجمن در انجمن — اخترِ برجِ ولایت حضرتِ اختر رضا
سادگی میں شان، تقویٰ میں ہے شوکت آپ کی — آپ کو زیبا وجاہت حضرتِ اختر رضا
صورت و سیرت میں یکساں رب تعالیٰ نے کیا — آپ کو اے پاک طینت حضرتِ اختر رضا
راہ تھی دشوار کتنی، آپ نے آسان کی — رہبرِ راہِ طریقت حضرتِ اختر رضا
شاہِ دیں سے غوثِ اعظم اور ان سے آپ کو — آپ سے ہے مجھ کو نسبت حضرتِ اختر رضا
خالقِ ارض و سما نے کی ودیعت آپ کو — راہِ حق میں استقامت حضرتِ اختر رضا
کرتے ہیں احقاقِ حق ابطالِ باطل روز و شب — آپ پائیں حق کی نصرت حضرتِ اختر رضا
اہلسنّت کے سروں پر دائما رکھے خدا — آپ کا سایہ سلامت حضرتِ اختر رضا

اک نظر سے آپ کی، بگڑی مری بن جائیگی
ہو مشاہدؔ پر عنایت حضرتِ اختر رضا

مبارکپور سے نکلا مبارکباد کا سورج

علامہ محمد سلمان رضا فریدیؔ مصباحی، مسقط، عمان

مبارکپور سے نکلا مبارکباد کا سورج
اُگا ہے شہرِ حکمت میں نئی بنیاد کا سورج

زمینِ دل پہ اُترے ہیں نئی تعمیر کے جلوے — ملا تاج الشریعہ سے رضا کی یاد کا سورج
وفا والوں میں پہنچا مرکزِ عشق و وفا جس دم — چمک اُٹھا زبانوں پر وفا کی داد کا سورج
چھلک اُٹھا خوشی سے حافظِ ملّت کا میخانہ — وہاں جس وقت چمکا ازہری ارشاد کا سورج
نئے سورج ملے ہیں اہلسنّت کے اُجالوں کو — بجھے گا رفتہ رفتہ اس طرح الحاد کا سورج

اندھیرا اختلافِ ذات کا چھٹ جائے اپنوں سے
دعائیں کر رہا تھا روز یہ فریاد کا سورج

بہارِ وصل سے اہلِ وفا مسرور ہیں سارے
مگر ناخوش ہے اس اقدام سے حُسّاد کا سورج

نہ ہو اب اختلافِ رائے سے ذاتی کوئی رنجش
عداوت پر نہ مبنی ہو کبھی ایراد کا سورج

سبھی اہلِ سنن میں ہو یونہی جذبہ محبت کا
چمکتا ہی رہے سرکار کے میلاد کا سورج

اسی بنیاد پر رکھتے چلیں ہم پیار کی اینٹیں
فریدیؔ ہر طرف ہو حق کی زندہ باد کا سورج

فکرِ رضا کا دہر میں عنوان ہیں اختر

شمشادؔ احمد مصباحی، انڈیا

فکرِ رضا کا دہر میں عنوان ہیں اختر
دینِ رسولِ حق کے نگہبان ہیں اختر

آنکھیں جھکا کے دل کو بنا فرشِ راہ اب
کعبہ میں ربّ کعبہ کے مہمان ہیں اختر

تحقیق مسئلہ میں بہت اونچا ہے مقام
لاریب، عصر حاضر کے نعمان ہیں اختر

ہر قول ان کا قولِ شہِ دیں کا خلاصہ
طرزِ عمل میں تابعِ قرآن ہیں اختر

اختر رضا سے بغض ہے بغضِ رضا کے مثل
حُبّ رضا کی حجت و بُرہان ہیں اختر

شمشادؔ روزِ حشر کی شدت سے کیوں ڈرے
جب ساتھ اس کے بخشش کا سامان ہیں اختر

عالم ذیشان ہیں علامہ اختر ازہری

مولانا علی احمد سیوانی، انڈیا

عالم ذیشان ہیں علامہ اختر ازہری
فخر ھندستان ہیں علامہ اختر ازہری

قابلیت کا ہے سکّہ ہر طرف رہ رواں
علم کے سلطان ہیں علامہ اختر ازہری

عظمتِ اسلام کا پرچم درخشاں کر دیا　　　　دین حق کی شان ہیں علامہ اختر ازہری

اہلسنّت کیلئے اس خونخوار ماحول میں
نعمت رحمان ہیں علامہ اختر ازہری

رب تعالیٰ کی عطا ہیں سیدی اختر رضا

محمد عمارؔ رضا صدیقی مصباحی، استاد دارالعلوم مخدومیہ رضویہ، ردولی شریف، انڈیا

رب تعالیٰ کی عطا ہیں سیدی اختر رضا
میرے آقا کی رضا ہیں سیدی اختر رضا

آپ کا قول وعمل حق وصداقت کی دلیل　　　　عالم حق با خدا ہیں سیدی اختر رضا
آپ کی فکر ونظر کو ہم کریں کیوں نہ سلام　　　　نازش فکر رضا ہیں سیدی اختر رضا
مانگ لو جو چاہو ان سے سنّیو تم مانگ لو　　　　منبع جود وسخا ہیں سیدی اختر رضا
اہل دنیا کی ملامت کا نہیں ان کو ملال　　　　عاشق خیر الوریٰ ہیں سیدی اختر رضا
جو خباثت کے مرض میں ہو گئے ہیں مبتلا　　　　ایسے لوگوں کی دوا ہیں سیدی اختر رضا
کیا پتہ ان کو ہوئے جو راہ حق سے منحرف　　　　وارث علم رضا ہیں سیدی اختر رضا
ان کا دل دنیا سے رہتا ہے ہمیشہ بے نیاز　　　　واصف شاہ ہدیٰ ہیں سیدی اختر رضا
زہد وتقویٰ صورت وسیرت مثالی آپ کی　　　　واصل قرب خدا ہیں سیدی اختر رضا

ناز ہے عمارؔ اس مژدے پہ ہم کو بھی بہت
توشۂ دار بقا ہیں سیدی اختر رضا

شعور فکر ونظر کے مظہر اے شاہ اختر اے شاہ اختر

علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، پٹنہ، انڈیا

شعور فکر ونظر کے مظہر اے شاہ اختر اے شاہ اختر
حسین صورت عمل کے پیکر اے شاہ اختر اے شاہ اختر

تجلیٔ غوث بالیقیں ہے تبھی تو در پہ جھکی جبیں ہے
بس اک توجہ گدائے در پر اے شاہ اختر اے شاہ اختر

تیری عنایت ہے ڈالی ڈالی یہاں نہ کوئی ہے خالی خالی
جو آیا خالی بنا سکندر اے شاہ اختر اے شاہ اختر

بفیض سرکار اعلیٰ حضرت تمہاری نسبت رہے سلامت
رہے سلامت ہر اک ڈگر پر اے شاہ اختر اے شاہ اختر

وہابیوں سے نہ رشتہ رکھنا اور صلح کلی سے دور رہنا
سبق دیا تم نے زندگی بھر اے شاہ اختر اے شاہ اختر

عجب خیالوں میں طرفگی ہے روش نئی طرز بے تکی ہے
کوئی ہے خوشتر کوئی ہے مضطر اے شاہ اختر اے شاہ اختر

وہ دیکھو جلسہ سجا ہوا ہے ہزاروں علماء کا جمگھٹا ہے
مگر نگاہیں ٹکی ہیں تم پر اے شاہ اختر اے شاہ اختر

پیام نوری سنا سنا کر رضا کے مسلک کو ہر قدم پر
اتارا تم نے ہی دل کے اندر اے شاہ اختر اے شاہ اختر

کہا یہ ثاقب نے بھائی طارق اگر ہے رہنا ہمیشہ فائق
رہے ترانہ ہمارے لب پر اے شاہ اختر اے شاہ اختر

ہے آرزو نجمؔ قادری کی بفیض حامد طفیل نوری
رہے درخشاں مرا مقدر اے شاہ اختر اے شاہ اختر

صورت حامد رضا سیرت احمد رضا

صاحبزادہ سید وجاہت رسول تاباں قادری، صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی، پاکستان

صورت حامد رضا سیرت احمد رضا
آئینہ در آئینہ ہیں حضرت اختر رضا

مفتیٔ اعظم کا تقویٰ حجت حامد رضا
مجمع البحرین دیکھی سیرت اختر رضا

مصطفیٰ کے عشق سے سرشار بے شک وہ ہوا
مل گئی اک بار جس کو قربت اختر رضا

علم کا دریا رواں اور عشق بحر نا کنار
ہے وہ عالی بارگاہ حضرت اختر رضا

عالم بینا ہوا وہ عارف باللہ ہوا
یک نفس پائی ہے جس نے صحبت اختر رضا

چار صدیوں سے سجی ہے مسند افتاء جہاں
زینت سجادہ واں ہیں حضرت اختر رضا

قائل ''کل بلاد تحت حکمی'' کے طفیل
نُہ فلک تک ہے عروج شہرت اختر رضا

منظر اسلام تا بہ قاہرہ از ہر شریف
علم کا ایواں بنام نُدرت اختر رضا

آج تاباںؔ اوج پر بزم رضا میں آپ ہیں
یہ بھی ہے فیض و کمال نسبت اختر رضا

اختر برج ہدایت آپ ہیں

طاہر رضا اختر القادری (سری لنکا)

اختر برج ہدایت آپ ہیں
رہبر و تاج شریعت آپ ہیں

مصطفائے ذات یکتا کے طفیل
محسن کل اہل سنت آپ ہیں

آپ مفتی آپ عالم با عمل
عاشق ماہِ رسالت آپ ہیں

آپ عارف آپ صوفی باصفا
کاشف اسرار قدرت آپ ہیں

آپ کے رخسار رشک رنگ وگل
گلشن رضوی کی زینت آپ ہیں

آپ کے حسن ملیح پر میں فدا
خوب صورت خوب سیرت آپ ہیں

فرق بیانِ حق و باطل کر دیا
قاطع کفر و ضلالت آپ ہیں

سد بابِ جرم عصیاں کیجئے
فاتحِ ابواب رحمت آپ ہیں

اہل حق کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں آپ
اہل باطل پر قیامت آپ ہیں

ہے کرم بغداد والے غوث کا
آفتاب قادریت آپ ہیں

آپ نے ہم کو بنایا قادری
غوث اعظم کی کرامت آپ ہیں

اعلیٰ حضرت آپ کے جد کریم
شانِ نامِ اعلیٰ حضرت آپ ہیں

حجۃ الاسلام کے فیضان سے
رہبر دین وطریقت آپ ہیں

نوریؔ پر نور کی نوری کرن
مفتیٔ اعظم کی صورت آپ ہیں

ابن جیلانی میاں اختر رضا
سنیت کی شان وشوکت آپ ہیں

نیست و نابود عدو ہوں آپ کے
تاقیامت باکرامت آپ ہیں

راہ حق پر استقامت دیجئے
حق کی صورت، حق کی نصرت آپ ہیں

اپنے سائل کو عطا کیجئے حضور
معدنِ جود وسخاوت آپ ہیں

ہو عطا عرفان وحکمت، آگہی
میرے مرشد میرے حضرت آپ ہیں

جس ضیاء سے چمکا مہر معرفت
راہ عرفاں کی وہ طلعت آپ ہیں

صورت حامد رضا ہیں مرشدی اختر رضا

طاہرؔ رضا اختر القادری، سری لنکا

صورت حامد رضا ہیں مرشدی اختر رضا
سیرت احمد رضا ہیں مرشدی اختر رضا

وارث علم نبی ہیں مرشدی اختر رضا — دین حق کے رہنما ہیں مرشدی اختر رضا
گلشن احمد رضا کے اک شگفتہ پھول ہیں — پرتو احمد رضا ہیں مرشدی اختر رضا
روئے زیبا سے عیاں ہے آپ کا علمی وقار — ناشر علم رضا ہیں مرشدی اختر رضا
اہل ازہر نے دیا ہے فخر ازہر کا خطاب — علم سے یوں آشنا ہیں مرشدی اختر رضا
قادری رضوی و نوری فیض مرشد سے ملا — بالیقین فیض رضا ہیں مرشدی اختر رضا
رد کیا ہے نجدیوں کا آپ نے ہر موڑ پر — در حقیقت حق نما ہیں مرشدی اختر رضا
دور نازک ہے مگر تبلیغ دیں میں اعلیٰ مقام — آپ اتنے باوفا ہیں مرشدی اختر رضا
برکتیں دے یا خدا اختر رضا کی عمر میں — اہل سنت کی صدا ہیں مرشدی اختر رضا
صدقۂ غوث الوریٰ حضرت کی ہو لمبی عمر — واصف غوث الوریٰ ہیں مرشدی اختر رضا
اک مہکتے پھول اس گلشن کے ہیں عسجد رضا — یہ بھی رضوی آئینہ ہیں مرشدی اختر رضا

فیض پاکے آپ کا طاہرؔ یہی کہتا رہے
صاحب فیض و عطا ہیں مرشدی اختر رضا

رہنمائے دین وملت آپ سا ملتا نہیں

طاہرؔ رضا اختر القادری

رہنمائے دین وملت آپ سا ملتا نہیں
جانشین اعلیٰ حضرت آپ سا ملتا نہیں

برملا یہ کہہ اٹھا جس نے بھی دیکھا آپ کو — حسن صورت، حسن سیرت آپ سا ملتا نہیں
آپ ہیں تاج شریعت، آپ ہیں قاضی شہا — تاجدار علم وحکمت آپ سا ملتا نہیں
چودھویں کے چاند ہو تم اے میرے اختر رضا — رشک انجم، مہر طلعت آپ سا ملتا نہیں

کیا عجم اہل عرب کو بھی کوئی تم سا شہا
عالم قرآن وسنت آپ سا ملتا نہیں

ہاں شبستان ولایت کے ہو تم ماہ مبیں
نور عرفان ولایت آپ سا ملتا نہیں

مظہر اہل حقیقت مطلع عرفان وعشق
مرجع اہل طریقت آپ سا ملتا نہیں

سینۂ باطل پھٹا جاتا ہے نعرے سے ترے
شیر بیشۂ اہل سنت آپ سا ملتا نہیں

سایہ افگن ہو فلک سا اپنے طاہرؔ پر شہا
بالیقین دریائے رحمت آپ سا ملتا نہیں

آشنائے راز وحدت آپ ہیں اختر رضا

مولانا علی احمد مضطر سیوانی

آشنائے راز وحدت آپ ہیں اختر رضا
صاحب عرفان قدرت آپ ہیں اختر رضا

غوث اعظم پر فدا سرکار سنجر پر نثار
عاشق ذات رسالت آپ ہیں اختر رضا

آپ کے دیدار سے آنکھیں مجلّیٰ ہوگئیں
سرمۂ چشم بصیرت آپ ہیں اختر رضا

صاحب زہد وورع اور عامل قرآن ہیں
عالم علم شریعت آپ ہیں اختر رضا

کیوں نہ اہل زہد وتقویٰ آپ کی عزت کریں
گوہر گنج ولایت آپ ہیں اختر رضا

رہروان راہ حق پاتے ہیں منزل کا سراغ
رہبر راہ ہدایت آپ ہیں اختر رضا

ناز فرما مفتیٔ اعظم تھے جس کے علم پر
وہ فقیہ دین وملت آپ ہیں اختر رضا

جس سے روشن وادیٔ علم وعمل ہے واقعی
وہ چراغ دین فطرت آپ ہیں اختر رضا

گلشن اسلام جس سے ہر طرف شاداب ہے
وہ بہار باغ جنت آپ ہیں اختر رضا

غوث اعظم کے وقار وشان کے مظہر بھی ہیں
خواجۂ سنجر کی سیرت آپ ہیں اختر رضا

اہل باطل بھاگتے ہیں دور سن کے نام کو
ہادم ایوان ظلمت آپ ہیں اختر رضا

اعلیٰ حضرت، دین وملت کے مجدد کے طفیل
مسند افتاء کی زینت آپ ہیں اختر رضا

آپ کے طرز تکلم کی جہاں میں دھوم ہے
بلبل باغ فصاحت آپ ہیں اختر رضا

گامزن ہوں نقش پا پر کیوں نہ سب اہل سنن
رہنمائے قوم وملت آپ ہیں اختر رضا

مفتیٔ اعظم شبیہ غوث اعظم کی طرح ۔۔۔ خوبرو و خوبصورت آپ ہیں اختر رضا

اہل فن سنتے ہیں باتیں آپ کی سب غور سے ۔۔۔ پیکر حسن بلاغت آپ ہیں اختر رضا

غم کے مارے لوگ کیوں نہ حاضر دربار ہوں ۔۔۔ دافع رنج و مصیبت آپ ہیں اختر رضا

کیوں نہ اپنے سر پہ ہم ہر دم بٹھائیں آپ کو ۔۔۔ نور چشم اعلیٰ حضرت آپ ہیں اختر رضا

کیوں نہ چوکھٹ پہ پڑا ہر دم رہوں تا زندگی ۔۔۔ منبع فیض و سخاوت آپ ہیں اختر رضا

کیوں نہ بیعت کا شرف حاصل کریں اہل سنن ۔۔۔ باعمل پیر طریقت آپ ہیں اختر رضا

حال دل کس سے کہے جا کر کہاں مضطر علی
صاحب کشف و کرامت آپ ہیں اختر رضا

مفتیٔ ملت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

صاحبزادہ سید وجاہت رسول تاباں قادری، صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی، پاکستان

مفتیٔ ملت آپ ہیں احمد رضا کے بعد
تاج شریعت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

حامیٔ سنت آپ ہیں احمد رضا کے بعد ۔۔۔ ماحیٔ بدعت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

مہر شریعت آپ ہیں احمد رضا کے بعد ۔۔۔ تنویر حکمت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

خلقت کروڑوں آپ سے ہے فیض یاب آج ۔۔۔ نور شریعت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

چہرے کا نور دیکھ کر تائب ہوئے ہیں لوگ ۔۔۔ تصویر سیرت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

اہل کمال و علم کو تسلیم ہے یہ بات ۔۔۔ تکمیل حجت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

ہم شکل غوث پاک ہیں ولیوں نے دی سند ۔۔۔ شیخ فضیلت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

دستار سر پہ آپ کے علم رضا کی ہے ۔۔۔ منبر کی زینت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

کلک رضا ہے ہاتھ میں مسند رضا کی ہے ۔۔۔ شان فقاہت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

ہم مبتدیان طریقت کے واسطے ۔۔۔ شمع ہدایت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

مفتیٔ اعظم منصب اعلی مقام ہے ۔۔۔ صدر شریعت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

نوری ہیں اور احمد نوری لقا ہیں آپ ۔۔۔ مہر ولایت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

تاباںؔ کو بھی عطا ہو نوری کرن کی بھیک
آقائے نعمت آپ ہیں احمد رضا کے بعد

اختر رضائے مصطفیٰ بندہ نواز ہیں

مفتی شعبان علی نعیمی حبیبیؔ، انڈیا

اختر رضائے مصطفیٰ بندہ نواز ہیں
ان کے غلام شاہوں سے بھی بے نیاز ہیں

مفتی بھی اور قاضیؔ اسلام آپ ہیں
شان رضا ہیں وارث میر حجاز ہیں

تاج شریعت نبوی آپ کا لقب
گلزار رضویت کے حسیں گل تراز ہیں

کیا پوچھئے حدود علوم وفنون کی
بے چارگان علم کے وہ چارہ ساز ہیں

وہ جانشین مفتیؔ اعظم ہیں بے مثال
زاہد ہیں پارسا ہیں بڑے پاک باز ہیں

دامن سے ان کے جتنے بھی وابستہ ہو گئے
دنیا ہی کیا بروز جزا سرفراز ہیں

ایک بار جس کو حاضری خدمت میں ہو نصیب
کہتا ہے دل پذیر ہیں اور دل نواز ہیں

ہر بات اے حبیبیؔ ہے حکمت بھری ہوئی
کلمات خیر ان کے بڑے دل نواز ہیں

جانشین بوحنیفہ آپ ہیں

حکیم قدرت اللہ نوری اشرف بریلوی، بریلی شریف، انڈیا

جانشین بوحنیفہ آپ ہیں
واصف شاہ مدینہ آپ ہیں

عالم دیں مفتیؔ شرع متین
بالیقین تاج الشریعہ آپ ہیں

وارث علم رضا و مصطفی
علم کا روشن ستارہ آپ ہیں

جس سے مہکا گلشن حامد رضا
وہ گل تر ذات یکتا آپ ہیں

جلوۂ حامد رضا آیا نظر
ہو بہو انکا سراپا آپ ہیں

آپ کے چہرہ پہ ہے نوری کرن
مفتیٔ اعظم کا جلوہ آپ ہیں

عصر حاضر کے فقیہ بے مثال
عالموں کی صف میں یکتا آپ ہیں

جس کی ضوباشی سے روشن ہے جہاں
آسمان دیں کا تارا آپ ہیں

جس کے تقویٰ میں ریاکاری نہیں
پارسائی میں وہ یکتا آپ ہیں

آپ سا بے باک مفتی ہے کہاں
اپنی حق گوئی میں تنہا آپ ہیں

سنیت کو جس پہ فخر و ناز ہے
رضویت کا وہ اثاثہ آپ ہیں

آبروئے اہل سنت کون ہے
سنیوں کا ہے یہ کہنا آپ ہیں

آپ کے شہزادے ہیں عسجد رضا
اپنی ہر خوبی میں یکتا آپ ہیں

عسجد نوری پہ یارب ہو کرم
زینت بزم تمنا آپ ہیں

اشرف نوری ہے اس در کا غلام
اس کے ہر غم کا مداوا آپ ہیں

اعلیٰ حضرت کی عنایت کی جھلک آج بھی ہے

محمد تنویر رضا صدیقی امجدی مشاہدی، انڈیا

اعلیٰ حضرت کی عنایت کی جھلک آج بھی ہے
اس لئے سُنّی کے چہرے پہ چمک آج بھی ہے

دیکھ لو، فیض رضا، مفتیٔ اعظم کی عطا
فخر ازہر کی جہاں بھر میں چمک آج بھی ہے

مٹ گئے، تاجِ شریعت کو مٹانے والے
سب سے بڑھ کر گُلِ اختر کی مہک آج بھی ہے

دیکھ کر تاجِ شریعت کا مقدس چہرہ
محو حیرت یہ زمیں، چشمِ فلک آج بھی ہے

کانپتے پھرتے رہے جس سے وہابی، نجدی
اعلیٰ حضرت کے قلم کی وہ دھمک آج بھی ہے

اے رضا جان عنادل تیرے نغموں پہ نثار
بُلبُلِ باغِ نبی تیری چہک آج بھی ہے

جو معطر ہوا گُلزارِ نبی سے تنویرؔ
فرش سے عرش تلک اس کی مہک آج بھی ہے

کہتی ہے دل کی زباں اختر رضا خاں قادری

فیصل رضا صالح نوری مرکزی، انڈیا

کہتی ہے دل کی زباں اختر رضا خاں قادری
ہیں ہماری جانِ جاں اختر رضا خاں قادری

گوشۂ دل میں نہاں اختر رضا خاں قادری
دل بنا رشکِ دلاں اختر رضا خاں قادری

قاضیٔ ہندوستاں اختر رضا خاں قادری
علم کا اک گلستاں اختر رضا خاں قادری

نائب احمد رضا اور عکس حسن مصطفیٰ
اہل سنت کا نشاں اختر رضا خاں قادری

گر تعارف چاہتے ہو ذات کا ان کی سنو
ہیں زمیں پہ آسماں اختر رضا خاں قادری

مال و دولت کی حقیقت کیا تمہارے سامنے
تم ہو گوہر بے گماں اختر رضا خاں قادری

اہل ازہر نے کہا خود فخر ازہر آپ کو
آپ کی ہے ایسی شاں اختر رضا خاں قادری

ایک دن مرشد میرے گھر میں بھی ہو جلوہ گری
گھر بنے باغِ جناں اختر رضا خاں قادری

جو جلے جلتا رہے فیصلؔ محبت میں کہے
آپ ہیں میر جہاں اختر رضا خاں قادری

پیر برحق مرشد ذیشان ہیں اختر رضا

مولانا الفت نوری، انڈیا

پیر برحق مرشد ذیشان ہیں اختر رضا
اہل سنت کی یقیناً جان ہیں اختر رضا

مفتیٔ اعظم کے خوابوں کی حسیں تعبیر ہیں
بوالحسین و احمدی فیضان ہیں اختر رضا

ہے زمانے میں مسلم ان کی علمی شخصیت
نجدیوں کے واسطے چٹان ہیں اختر رضا

ہاتھ اے الفتؔ میرا ہے ازہری کے ہاتھ میں
میری بخشش کے حسیں سامان ہیں اختر رضا

دلوں پر ہو گیا قبضہ مرے تاج الشریعہ کا

آسیؔ منڈ یروی، انڈیا

دلوں پر ہو گیا قبضہ مرے تاج الشریعہ کا
زمانہ ہو گیا شیدا مرے تاج الشریعہ کا

رضا کے باغیوں میں کھلبلی مچ ہی گئی یارو
اُچھلتا دیکھ کر سکّہ مرے تاج الشریعہ کا

رضا کی یاد آتی ہے تو میں تسکین کرتا ہوں
سہانا دیکھ کر چہرہ مرے تاج الشریعہ کا

نبی کے عشق کے صدقے خدا نے حسن وہ بخشا
نظر دیکھا کرے رستہ مرے تاج الشریعہ کا

سنو اے حاسدو اب بھی حسد سے باز آجاؤ
پکڑ لو آکے اب تلوا مرے تاج الشریعہ کا

مجھے اب دشمنوں کا خوف کیوں کر ہو بھلا آسیؔ
مرے سر پر ہے اب سایہ مرے تاج الشریعہ کا

آنکھ محو رویت اختر رضا خاں قادری

مولانا فضل احمد آصفؔ رضا اختر القادری، کراچی، پاکستان

آنکھ محو روَیت اختر رضا خاں قادری
دل ہے وقف الفت اختر رضا خاں قادری

میری نسبت ان سے ہے اور انکی غوث پاک سے
مرحبا کیا نسبت اختر رضا خاں قادری

فخر ازہر آپ ہیں فخر بریلی آپ ہیں
خوب اعلیٰ عظمت اختر رضا خاں قادری

سنت سرکار پر دن رات ہے ان کا عمل
خوب اعلیٰ سیرت اختر رضا خاں قادری

دیکھ لے جو آپ کو دل سے کہے یا مرشدی
کیسی عمدہ صورت اختر رضا خاں قادری

وہ عرب ہو یا عجم ہر سمت چرچا آپ کا
کل جہاں میں شہرت اختر رضا خاں قادری

ناز کر اپنے مقدر پر تو آصفؔ قادری
ہے غلام حضرت اختر رضا خاں قادری

زینت گلشن اہلسنت

علامہ بلالؔ انور رضوی، انڈیا

زینت گلشن اہلسنت
فخر گلزار تاج شریعت
مظہر جلوہ اعلیٰ حضرت
میرے سرکار تاج شریعت

اہلسنت کے مخلص اکابر
جنکے صدقے جئیں ہم اصاغر
درمیاں اِن نجوم ھدی کے
ماہ ضوبار تاج شریعت

حسن صورت نگاہوں کی جنت
حسن سیرت دلیل ولایت
جام عشق حبیب خدا سے
مست و سرشار تاج شریعت

روئے زیبانہ کیوں دل کو بھائے
دیکھنے سے خدا یاد آئے
دید نوری و حامد رضا ہے
تیرا دیدار تاج شریعت

حق کا احقاق ابطال باطل
مسلک اعلیٰ حضرت کا حاصل
یہ ادا کس میں ہے آج کامل
کون معیار تاج شریعت

باغ ایمان کا پھل رہا ہے
کفر کا آشیاں جل رہا ہے
ہر طرف تذکرہ چل رہا ہے
زیبِ گفتار تاج شریعت

اہل علم و ادب جنکے طالب
مقتدی صاحبان مناصب
اعلیٰ گفتار اعلیٰ مراتب
اعلیٰ کردار تاج شریعت

تاجور ملک افتاءِ قضا کا
مقتدا اہل عشق و وفا کا
کون ہے آج نائب رضا کا
دل کا اقرار تاج شریعت

آج ہر سو ہیں جنکے اجالے
پڑ گئے ہیں اندھیروں کو لالے
ہیں فدا نور ایمان والے
نوری شہکار تاج شریعت

اعترافی کے چہرے منور
انحرافی اندھیروں میں مضطر
آج ہے اہل حق کی زباں پر
حق کا معیار تاج شریعت

اعلیٰ حضرت کا ڈنکا بجے گا
یوں ہی مسلک کا نعرہ لگے گا
کچھ نہ حاسد عدو کا بنے گا
ہیں علمدار تاج شریعت

جل رہے ہیں جو جلتے رہینگے
اہل ایماں مچلتے رہیں گے
آپ کی راہ چلتے رہیں گے
ہم رضا کار تاج شریعت

عاشقان رضا کی وفا سے
دشمنوں حاسدوں کی جفا سے
اپنے اور غیر کی ہر ادا سے
ہیں خبردار تاج شریعت

یہ عقیدت نہیں ہے حقیقت
حق کا اظہار ہے رضوی فطرت
حافظِ مسلک اعلیٰ حضرت
دین کے یار تاج شریعت

فتنے رنگین ہوں چاہے سادہ
اوڑھ کر آئیں کوئی لبادہ
فضل مولیٰ سے ہم سنیوں کے
ہیں مددگار تاج شریعت

فتنے سمجھے بریلی میں کیا ہے
یہ نہ سوچا کہ اختر رضا ہے
حامدی نوری جیلانی تیور
رضوی للکار تاج شریعت

آتش دشمنی یا حسد میں
جلنے والے رہیں اپنی حد میں
فضل رب ہے ہماری مدد میں
کہ ہیں سالار تاج شریعت

رضوی برکت سے معمور فتویٰ
آئینہ حسن نوری کا تقویٰ
کرتے ہیں اپنے اجداد جیسا
حق کا اظہار تاج شریعت

یا خدا ابر فیضان اختر
دیر تک برسے ہم سنیوں پر
ہم رہیں بن کے منگتا بھکاری
اور سرکار تاج شریعت

نوری رضوی عطاؤں کا خوگر
ہے بلالؔ آپ کا سائل در
رضویوں ہی میں ہو روزمحشر
یہ گنہ گار، تاج شریعت

بخدا سب سے جدا ہے سیدی اختر رضا

حسنؔ رضا صاحب

بخدا سب سے جدا ہے سیدی اختر رضا
علم کا روشن دیا ہے سیدی اختر رضا

مصطفیٰ کی اک عطا ہے سیدی اختر رضا
غوث و خواجہ کی دعا ہے سیدی اختر رضا

یہ فقیہوں نے کہا ان کے فتاویٰ دیکھ کر
اعلیٰ حضرت کی رضا ہے سیدی اختر رضا

علم کی خوشبو رضا کے باغ سے آنے لگی
پھول بن کے جو کھلا ہے سیدی اختر رضا

ان کی صورت کو زمانہ دیکھ کر حیران ہے
دولہا بن کے جب چلا ہے سیدی اختر رضا

اعلیٰ حضرت کے مشن سے جس کو بھی تکلیف ہے
ہاں اسی سے بس خفا ہے سیدی اختر رضا

اس کے گھر میں نجدیوں کا آنا جانا بند ہے
جس کے بھی گھر میں لکھا ہے سیدی اختر رضا

کیسے بھٹکیں ہم شریعت کی ڈگر سے نجدیا
جب ہمارا رہنما ہے سیدی اختر رضا

کنز ایماں اور فتاویٰ رضویہ کا بالیقیں
ایک آساں ترجمہ ہے سیدی اختر رضا

جس نے چودہ سو کتابیں ملت بیضا کو دیں
اس مجدد پر فدا ہے سیدی اختر رضا

اے اندھیرو دیکھ لو صورت ہمارے پیر کی
چاند جیسا لگ رہا ہے سیدی اختر رضا

کہ رہے ہیں جھوم کر وابستگان سلسلہ
کیا ہی میر قافلہ ہے سیدی اختر رضا

سنیت کو چھوڑ کر جو صلح کلی ہو گیا
اس کی خاطر زلزلہ ہے سیدی اختر رضا

اے طبیبوں لے چلو ہم کو بریلی لے چلو
ہم مریضوں کی دوا ہے سیدی اختر رضا

آج پھر حسنؔ رضا جھوم اٹھا ہے رنگ میں
نعرہ تیرا جب لگا ہے سیدی اختر رضا

اہل حق کے پیشوا ہیں سیدی اختر رضا

علامہ اشرف رضا اشرف قادری سبطینی، ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف، انڈیا

اہل حق کے پیشوا ہیں سیدی اختر رضا
سنیوں کے مقتدا ہیں سیدی اختر رضا

ہند کا حسان کہنا زیب دیتا ہے انہیں
واصف شاہ ہدیٰ ہیں سیدی اختر رضا

ہر طرف پھیلی ہیں ان کے فکر و فن کی تابشیں
بزم دانش کی ضیا ہیں سیدی اختر رضا

امر باطل میں نہ منھ دیکھی کسی سے بات کی
ایسے حق گو رہنما ہیں سیدی اختر رضا

بستی بستی قریہ قریہ کا نہ نعرہ کیوں لگے
منبع فیض رضا ہیں سیدی اختر رضا

یا الہ العالمیں تو ان کو عمر خضر دے
سنیوں کا آسرا ہیں سیدی اختر رضا

دل کو روحانی خوشی ملتی ہے ان کی دید سے — خوش نظر ہیں خوش ادا ہیں سیدی اختر رضا

رحلت سبطین پر اشرف اکیلا ہو گیا
اب تو ہر غم کی دوا ہیں سیدی اختر رضا

تجھ پہ دل قربان ہے اختر رضا خاں ازہری

احسنؔ صاحب

تجھ پہ دل قربان ہے اختر رضا خاں ازہری
تو ہماری جان ہے اختر رضا خاں ازہری

اعلیٰ حضرت، مفتیٔ اعظم کے علمی فیض سے — رضویہ فیضان ہے اختر رضا خاں ازہری
عالم دیں کی زیارت ہے نبی کو دیکھنا — یہ تمہاری شان ہے اختر رضا خاں ازہری
فقہ وافتا نعت گوئی کی ملیں رعنائیاں — علم کا وجدان ہے اختر رضا خاں ازہری
مرشد برحق یقیناً مانتا ہے یہ جہاں — غوث کا فیضان ہے اختر رضا خاں ازہری
بزم کی رونق میں ہوتا ہے اضافہ آپ سے — یہ تیری پہچان ہے اختر رضا خاں ازہری
پاک نسبت مصطفیٰ کی ہے ضمانت خلد کی — آپ کا فرمان ہے اختر رضا خاں ازہری

مان لو احسنؔ حقیقت میں یہ سچی بات ہے
رب کی اک برہان ہے اختر رضا خاں ازہری

نور جھما جھم برساتا ہے چہرہ تاج الشریعہ کا

شیخ سجاد حسین رضوی، انڈیا

نور جھما جھم برساتا ہے چہرہ تاج الشریعہ کا
کتنا اعلیٰ رب نے کیا ہے جلوہ تاج الشریعہ کا

پوچھو یہ مت مجھ سے فرشتو کون ہوں میں اور کیا ہوں میں — یہ دیکھو ہے ساتھ ہمارے شجرہ تاج الشریعہ کا
ان آنکھوں سے دنیا والے چھپ جائیں گے ناممکن — جن آنکھوں نے دیکھ لیا ہے جلوہ تاج الشریعہ کا

جس کو لینا ہو وہ آ کر دامن اپنا پھیلائے ‌‌ ‌ ‌ بہتا ہے دن رات یہاں پر صدقہ تاج الشریعہ کا

تو بھی اے سجادؔ گدا ہے ان کی گلی اور کوچوں کا
تجھ کو بھی تو مل ہی رہا ہے صدقہ تاج الشریعہ کا

وارثِ علمِ رضا اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا

علامہ سراج تابانی، کولکاتا، انڈیا

وَارثِ عِلمِ رضا اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا
مَظہرِ حامد رضا اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا

جَانشین مفتئ اعظم فقیہِ بے بدل ‌ ‌ حضرتِ اختر رضا اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا
جب وہ مہمانِ عرب تھے اے اَختر میاں ‌ ‌ خود حَرَم نے بھی کہا اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا
دَورِ حاضر کے مُحدِّث یَادگارِ بُوالعُلیٰ ‌ ‌ شہ ضِیاءُ المُصطفیٰ اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا
ہیں غیاثُ الدین بھی گدّی نشین کالپی ‌ ‌ بزم میں جلوہ نُما اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا
اے حَبیبِ دِین و مِلّت آبروے سُنّیت ‌ ‌ اے مُجَاھد کی اَدَا اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا
سَرزمین مُمبئی سے آئے جو شبّیر حَسَن ‌ ‌ تو ''اُڈیشا'' نے کہا اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا
اِے حُضُورِ اَختر عَلیمی اے جمالِ مُصطفیٰ ‌ ‌ مَرحبَا صَد مَرحَبَا اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا
گُلشن تَاجُ الشَّرِیعہ کے حَسیں یکتا گُلاب ‌ ‌ اے مِرے عَسجد رضا اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا
آ گئے دَامَادِ عَسجد وَادِیٔ کشمیر سے ‌ ‌ عَاشِقِ خَیرُ الوَریٰ اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا
زمزم و تاج و شریف و صابر و عبد الرشید ‌ ‌ آپ سب کا شُکریہ اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا
آ گئے ہیں اہلِ بنگال و بہار و جھارکھنڈ ‌ ‌ قافلہ دَر قافلہ اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا
اے ریاضت از ہر بولے اسد اور یہ بھی ‌ ‌ نائبین مُصطفیٰ اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا

جَلوۂ اَختر سے تابانی اُڈیشا ہے بنا
آج رشکِ اِنڈیا اَھلًا وَّ سَھلًا مَرحَبا

مفتیٔ اعظم کے دلبر فخرِ ازہر آپ ہیں

مبارکؔ رضوی پورنوی، انڈیا

مفتیٔ اعظم کے دلبر فخرِ ازہر آپ ہیں
سنیوں کے آج رہبر فخرِ ازہر آپ ہیں

وقت کے فاروقِ اعظم آپ ہی کی ذات ہے
وقت کے صدیق اکبر فخرِ ازہر آپ ہیں

وقت کے عثمان ذوالنورین بھی گویا ہیں آپ
وقت کے خود اپنے حیدر فخرِ ازہر آپ ہیں

جانشین اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم کے بعد
اس صدی میں شاہ اختر فخرِ ازہر آپ ہیں

تشنگانِ معرفت کے واسطے دریائے نیل
فیض کا بہتا سمندر فخرِ ازہر آپ ہیں

صحنِ کعبہ پر کبھی ہیں آپ خود محوِ طواف
اور کبھی کعبے کے اندر فخرِ ازہر آپ ہیں

صفتِ اقطاب سے ابدال سے ہیں متصف
غوثِ جیلانی کے مظہر فخرِ ازہر آپ ہیں

آپ کی ہستی ہے سارے سنیوں کی انجمن
زینتِ بزمِ سخنور فخرِ ازہر آپ ہیں

سر براہِ گمرہانِ دیں سے ہم کو کیا غرض
کاروانِ حق کے رہبر فخرِ ازہر آپ ہیں

سارے گستاخوں کا جس نے کر دیا ہے سر قلم
اعلیٰ حضرت کا وہ خنجر فخرِ ازہر آپ ہیں

کر نہیں سکتا مبارکؔ آپ کی عظمت رقم
فکر سے اس کی بلند تر فخرِ ازہر آپ ہیں

اختر ہند ہے کیا خوب، ستارہ تیرا

مفتی سید شاکر حسین سیفیؔ صدر شعبہء افتاء دارالعلوم محبوب سبحانی، کرلا ممبئی، انڈیا

اخترِ ہند ہے کیا خوب، ستارہ تیرا
ظلمتِ دل کو مٹا تا ہے اجالا تیرا

رب نے رکھی ہے تری ذات میں کچھ ایسی کشش
کھینچ لاتا ہے زمانے کو نظارا تیرا

تیری خوشبوئے ہدایت سے معطّر ہے چمن
دھوم سے ہوتا ہے گلزار میں چرچا تیرا

ملینوں پھول ہیں وابستہ، ارادت سے تری
وسعتِ فیض میں گلشن ہے نرالا تیرا

قادری جام سے تیرے ہیں کروڑوں سیراب
عالمی سطح پہ گردش میں ہے مینا تیرا

ایسی مقبولیتِ عـام ہوئی تجھ کو عطا
بستی بستی ہے تری، قریہ ہے قریہ تیرا

جو ہرِ فن میں ترے علمِ رضا کے جلوے
معتبر، قول ہے، محتاط ہے خامہ تیرا

تذکرہ، تیری کرامات کا آفاق میں ہے
حجۃ اللہ علیٰ الارض ہے رتبہ تیرا

تو نے پایا ہے شریعت سے وہ تاج اعزاز
جس کے انوار میں ڈوبا ہے سراپا تیرا

علم و عرفان سے معروف ہیں تیرے آباء
خدمتِ دیں سے ہے مشہور، گھرانہ تیرا

کرم غوث و رضا تجھ پہ ہے سایہ گستر
کیا بگاڑیں گے جہاں میں ترے اعداء تیرا

دھول، اُڑاتی ہے اگر بادِ مخالف کچھ بھی
آسماں، گر دِ حماقت سے ہے اونچا تیرا

روز و شب پھولے پھلے تیری عنایت کا شجر
ہم غلاموں کے سروں پر رہے سایہ تیرا

بارشِ فضل خدا تجھ پہ سدا ہوتی رہے
حشر تک جاری رہے فیض کا دریا تیرا

ایک سیفیؔ ہی نہیں نغمہ سرا گلشن میں
گاتے ہیں اور عنادل بھی ترانہ تیرا

فخر از ہر، فخر عرفاء آپ ہیں

فیصل رضا اختر القادری، کراچی، پاکستان

فخر از ہر، فخرِ عرفاء آپ ہیں
ہند کے قاضی القضاۃ آپ ہیں

رضویت مہکی تمہارے دم سے ہے
قادریت کا بھی دولہا آپ ہیں

میری آنکھوں میں بسے ہیں مرشدی
میرے دل میں جو سمایا آپ ہیں

دین من، ایمان من، آقائے من
میرے ملجا میرے ماویٰ آپ ہیں

سینے لگا کے کر دیں میرا تزکیہ
پاک دل کو کرنے والا آپ ہیں

سرشار تم نے مجھ کو ایسا کر دیا
جان جاں میری تمنا آپ ہیں

قرب ایسا جو رکھے میری خبر
میرے مرشد ایسے آقا آپ ہیں

یا داللہ آپ کی صورت بنی
قول آقا کا خلاصہ آپ ہیں

آپ کا نورانی چہرہ پر ضیاء
ملتجی آنکھوں کا پیارا آپ ہیں

صبغۃ اللہ کی چڑھی ایسی دھنک
رنگت حق کا بھی جلوہ آپ ہیں

آپ کے دیدار کو ترسے ہیں ہم
میری آنکھوں کا تجلّا آپ ہیں

آپ سے فیض رضا جاری ہوا
مفتی اعظم کا تارا آپ ہیں

فیصلؔ رضا بس آپ کا طالب رہے
اس کے ہر غم کا مداوا آپ ہیں
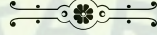
بڑا پُر کیف ہے جلوہ مرے تاج الشریعہ کا

طفیل احمدؔ مصباحی، انڈیا

بڑا پُر کیف ہے جلوہ مرے تاج الشریعہ کا
کہ رنگ و روپ ہے نکھرا مرے تاج الشریعہ کا

جہاں میں خوب ہے چرچا مرے تاج الشریعہ کا
ہر اک سو بجتا ہے ڈنکا مرے تاج الشریعہ کا

جمالِ حسنِ یوسف کا ملا ہے ان کو بھی صدقہ
ہے چہرہ چاند کے جیسا مرے تاج الشریعہ کا

خدا نے ان کو بخشا ہے مقامِ ارفع و اعلیٰ
زمانہ آج ہے شیدا مرے تاج الشریعہ کا

ولی ابن ولی ہیں اور نبیرہ اعلیٰ حضرت کے
بڑا ہے مرتبہ اونچا مرے تاج الشریعہ کا

زبان خلق پر نغمہ مرے تاج الشریعہ کا

محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری، انڈیا

زبان خلق پر نغمہ مرے تاج الشریعہ کا
ہے رتبہ فکر سے بالا مرے تاج الشریعہ کا

حدیث وفقہ ہو فتویٰ نویسی ہو تصوف ہو
ہر اک محفل میں ہے چرچا مرے تاج الشریعہ کا

لب و رخسار سے شان خداوندی ٹپکتی ہے
مثالی ہے رخ زیبا مرے تاج الشریعہ کا

قلم اٹھ جائے تو کوئی زباں کھلتے نہیں کھلتی
رواں عالم میں ہے سکہ مرے تاج الشریعہ کا

جسے دیکھو بھرے جاتے ہیں در پر دامن ہستی
عجب ہے جوش پر باڑہ مرے تاج الشریعہ کا

یہ صورت حجۃ الاسلام کی پائی ہے اختر نے
کہ خیرہ کن ہے آئینہ مرے تاج الشریعہ کا

ہوا کے دوش پر روشن دیا ہے استقامت کا
کرامت خیز ہے جلوہ مرے تاج الشریعہ کا

یہ کہہ دو حاسدوں سے دست قدرت خود محافظ ہے
نہ خم ہو گا کبھی جھنڈا مرے تاج الشریعہ کا

خدا رکھے قمرؔ عسجد رضا کو یہ دعائیں کر
یوں ہی مہکے گل تازہ مرے تاج الشریعہ کا

شفا دو فخر ازہر کو شفا دو یارسول اللہ

ارمانؔ نوری ناگپوری، انڈیا

شفا دو فخر ازہر کو شفا دو یارسول اللہ
طبیب ہر مرض ہو تم دوا دو یارسول اللہ

شہید کربلا کا واسطہ اے سید عالم
شفا کا جام اختر کو پلا دو یارسول اللہ

وہی خوشبو پسینے کی جو پھیلی ہے مدینے میں
میرے اختر رضا کو بھی سنگھا دو یارسول اللہ

مرے تاج الشریعہ اس گھڑی بیمار ہیں آقا
کرم کی اک نظر ان پر اٹھا دو یارسول اللہ

جہاں گونجے درود پاک کے نغمے فضاؤں میں
وہی محفل رضا کی پھر سجا دو یارسول اللہ

اٹھانے کے لئے دنیا سے ہر اک صلح کلی کو
مرے اختر کو باصحت بنا دو یارسول اللہ

ضلالت کے اندھیروں کو مٹانا ہے زمانے سے
چراغ اہلسنت جگمگا دو یارسول اللہ

فقیر قادری ارمانؔ کو اختر کے صدقے میں
بس اک مژدہ شفاعت کا سنا دو یارسول اللہ

عاشق نورِ خدا اختر رضا خاں قادری

نامعلوم

عاشق نورِ خدا اختر رضا خاں قادری
ہیں ضیائے مصطفیٰ اختر رضا خاں قادری

ہیں ہمارے پیشوا اختر رضا خاں قادری
رب کی پیاری ہیں عطا اختر رضا خاں قادری

ہے لقب تاج الشریعہ اور امیرِ سنّیت
نام پیارا آپ کا اختر رضا خاں قادری

دیوبندی نجدیوں کے واسطے اللہ قسم
ہیں سراپا زلزلہ اختر رضا خاں قادری

دورِ حاضر میں یقیناً دوسرا کوئی نہیں
وارثِ علمِ رضا اختر رضا خاں قادری

سنّیوں کا سہارا سلامت رہے

سیفیؔ صاحب

سنّیوں کا سہارا سلامت رہے
پیر و مرشد ہمارا سلامت رہے

ہم نے جی بھر کے دیکھا نہیں اے خدا
اُن کا دل کش نظارہ سلامت رہے

منہ چُھپاتی ہے ظلمت جسے دیکھ کر
وہ حسیں جلوہ آراء سلامت رہے

جس کا دیدار ایمان کی تازگی
نورِ عرفاں کا دھارا سلامت رہے

آئینہ ہے رضا کا جو اس دور میں
مصطفیٰ کا وہ پیارا سلامت رہے

جس کا سیفیؔ ہے تاج الشریعہ لقب
وہ رضا کا ستارہ سلامت رہے

جب گئے وہ عرب لوگ کہنے لگے دیکھئے کتنے اعلیٰ ہیں اختر رضا

نامعلوم

جب گئے وہ عرب لوگ کہنے لگے دیکھئے کتنے اعلیٰ ہیں اختر رضا
خیر مقدم کرے جن کا بابِ حرم ایسے مہمانِ کعبہ ہیں اختر رضا

جو بغاوت کرے میرے سرکار سے بچ نہیں سکتا وہ رضوی تلوار سے
کہہ دے کوئی ذرا نجدی غدار سے اعلیٰ حضرت کا نیزہ ہیں اختر رضا

صلح کلی سنو سن لو اے باغیو اب اُلجھنا بریلی سے تم چھوڑ دو
غوث و خواجہ رضا ہر گھڑی ساتھ ہیں یہ نہ سمجھو کہ تنہا ہیں اختر رضا

کوئی رہبر کہے کوئی سرور کہے ساری دنیا جنہیں فخرازہر کہے — جن کی گہرائی میں اچھے اچھے ہیں گم علم کا ایسا دریا ہیں اختر رضا

ذرہ ذرہ ہے اختر رضا خان کا ہر علاقہ ہے اختر رضا خان کا — کس کو روکو گے تم کس کو ٹوکو گے تم بچے بچے کا نعرہ ہیں اختر رضا

باغیانِ رضا سن کے گھبرا گئے شیرِ احمد رضا جس جگہ آ گئے

دشمنانِ رضا کیوں نہ جل کر مریں ہر منافق کا خطرہ ہیں اختر رضا

زمانے بھر میں نمبر ون میرے تاج الشریعہ ہیں

گوہر قادری، انڈیا

زمانے بھر میں نمبر ون میرے تاج الشریعہ ہیں

دلِ گوہر کی بھی دھڑکن میرے تاج الشریعہ ہیں

جسے خود مفتیِ اعظم نے اے لوگو سنوارا ہے — بریلی کا وہی گلشن میرے تاج الشریعہ ہیں

میرے مولیٰ سلامت رکھ میرے تاج الشریعہ کو — میرا سرمایہ میرا دھن میرے تاج الشریعہ ہیں

سفر میں سوچ کر یہ مطمئن ہو جاتا ہوں فوراً — ہے جن کے ہاتھ میں دامن میرے تاج الشریعہ ہیں

اے گوہر قادری دیکھو نبی کے دین کی خاطر

لٹاتے ہیں جو تن من دھن میرے تاج الشریعہ ہیں

مصطفیٰ کی امانت ہیں اختر رضا

نامعلوم

مصطفیٰ کی امانت ہیں اختر رضا

اعلیٰ حضرت کی چاہت ہیں اختر رضا

فخرازہر بھی ہیں فخر بھارت بھی ہیں — اہل سنت کی عظمت ہیں اختر رضا

خنجر اعلیٰ حضرت کی وہ دھار ہیں — اعلیٰ حضرت کی چاہت ہیں اختر رضا

دیکھ کر ان کی صورت کو حوریں کہیں — غوثِ اعظم کی صورت ہیں اختر رضا

آپ کے عشق میں یہ اُٹھایا قلم

کیوں کہ عنوانِ مدحت ہیں اختر رضا

ہے یہی اہلِ سنن کا فیصلہ اختر رضا

نامعلوم

ہے یہی اہلِ سنن کا فیصلہ اختر رضا
آپ ہی ہیں وارثِ علمِ رضا اختر رضا

پہلے اپنی شکل جا کر آئینہ میں دیکھ لیں
ماپتے ہیں جو تمہارا مرتبہ اختر رضا

دیکھ لینا ایک دن گونجے گا بس نعرہ یہی
ہر جگہ اختر رضا اختر رضا اختر رضا

رضا کے گلشن میں بہار تم سے ہے

محمد دانش احمد اختر القادری، کراچی، پاکستان

رضا کے گلشن میں بہار تم سے ہے
چہرۂ سنیت پہ نکھار تم سے ہے

چھائی ظلمت، پھیلی تاریکی، اندھیرا ہے
حق کا اجالا، حق کا پرچار تم سے رضا

کے رنگ میں رنگ دو مجھے بھی
تمہارا بندہ، تمہارا منگتا، طلبگار تم سے ہے

مندرجہ بالا مناقب حضور تاج الشریعہ کے وصال سے قبل لکھی گئیں۔ دانش

اہلسنت کے روحِ رواں چل دیئے

علامہ محمد سلمان رضا فریدی مصباحی، مسقط، عمان

اہلسنت کے روحِ رواں چل دیئے
آہ! دنیا سے اختر میاں چل دیئے

رہ گیا خالی ہمارا وجود
لیکے وہ ساری تاب وتواں چل دیئے

ان کا جانا، ہمیں کر گیا ہے نڈھال
ساتھ لے کر وہ، ہم سب کی جاں چل دیئے

اِس خبر سے دل وجاں پہ بجلی گری
چھوڑ کر وہ ہمیں ناگہاں چل دیئے

بیس جولائی اور سات ذیقعدہ ہے
وہ شبِ شنبہ، سوئے جناں چل دیئے

جن کے جلوؤں سے تھا اہل ایماں کو چین
جان ودل کے وہ راحت رساں چل دیئے

عالَمِ سُنیت آج سکتے میں ہے
اہلسنت کے شاہِ شہاں چل دیئے

کپکپاتے ہیں لب اور زباں گُنگ ہے
آہ! کیسے کروں میں بیاں چل دیئے

اشک رکتے نہیں، دل ٹھہرتا نہیں
ڈھونڈھتی ہے نظر وہ کہاں چل دیئے

اے خدا صبر کی مجھ کو توفیق دے
میرے مرشد مرے مہرباں چل دیئے

تازگی جن سے تھی باغ اسلام میں
آہ! صد آہ! وہ باغباں چل دیئے

پَرتوِ نوری ، عکس کمالِ رضا
رضویت کے وہ مَہرِ عیاں چل دیئے

خوف کھاتے رہے جن سے اعدائے دیں
قوم وملت کے وہ پاسباں چل دیئے

رخ زمانے کا ان کی طرف ہو گیا
وہ جدھر چل دیئے، وہ جہاں چل دیئے

کیسی ہستی تھی وہ کیسا کردار تھا
ہے جہاں بھر میں آہ وفُغاں، چل دیئے

محفلِ اہلِ حق سونی سونی ہوئی
کر کے وہ بزم آرائیاں، چل دیئے

رہ گئے ہم تڑپتے ، سِسکتے ہوئے
لیکے وہ سارا چین واماں چل دیئے

کہہ رہے ہیں یہ تاج الشریعہ ہمیں
سب گئے ہیں جہاں، ہم وہاں چل دیئے

آؤ جانے سے پہلے ہمیں دیکھ لو
پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

اُنکے غم میں نہ کیوں روئے چشمِ فلک
علم و اِدراک کے آسماں چل دیئے

قبر سے حشر تک نور بانٹیں گے وہ
ہو کے دنیا میں وہ ضوفشاں چل دیئے

فکر ہے غمزدہ، اور قلم ہے اداس　　کیسے لکھوں وہ آرامِ جاں چل دیئے

بات سچ ہے مگر دل نہیں مانتا　　کہہ نہ پائے گی میری زباں، چل دیئے

سَر نفی میں فریدیؔ ہلاتا رہا

سب یہ کہتے رہے ہاں وہ ہاں چل دیئے

دنیا سے آہ تاجِ شریعت چلے گئے

سید اولادِ رسول قدسیؔ مصباحی، نیویارک، امریکہ

دنیا سے آہ تاجِ شریعت چلے گئے

ہم سنیوں کے قلب کی راحت چلے گئے

کہتی ہے سوگوار بریلی کی سرزمیں　　علمِ رضا کے نورِ وراثت چلے گئے

چشم و چراغِ مفتیٔ اعظم کہاں ہیں اب　　مسلک کی ※ شان وعزوکرامت چلے گئے

روشن تھا ان سے حجتِ اسلام کا مشن　　ڈھونڈیں کہاں بہارِ ہدایت چلے گئے

دشمن بھی تھا نثار رخِ جلو ※ بار پر　　رب ※※ عطاءِ خاص وجاہت چلے گئے

ہے اشک بار ہند میں یہ منصبِ قضا　　افسوس آج نازِ فقاہت چلے گئے

تم کو نہ مل سکے گا اب ان کا بدل کہیں　　دنیائے سنیت کی امانت چلے گئے

کہتی ہیں آپ کی یہ تصانیفِ معتبر　　باریک بیں کمالِ صراحت چلے گئے

خدمات ان کی کیسے بھلا پائے گا کوئی　　مہرِ خلوص صاحبِ عظمت چلے گئے

الفردہ پڑھ کے مان گئے ا※لِ علم وفن　　عربی زباں کے چرخ کی طلعت چلے گئے

جس جا بھی جاتے خلق کا آ جاتا اک ※ ہجوم　　مقبول عام رہبرِ ملت چلے گئے

عالم کی موت، موت ہے عالَم کی بالیقین　　ہم کو سسکتا چھوڑ کے حضرت چلے گئے

رنگِ سخن میں ※ ف ※ رِ ※ رضا کی تھیں تابشیں

قدسیؔ عروجِ فن کی ※ سعادت چلے گئے

ایک تارا چمک کے ٹوٹ گیا

علامہ قاری لقمان شاہد صاحب، گجرات، پاکستان

ایک تارا چمک کے ٹوٹ گیا
کون تھا وہ جو ہم سے چھوٹ گیا

علم کا تاجدار تھا وہ شخص
نازشِ روزگار تھا وہ شخص
اُس کے دم سے تھا علم وفن کو قرار
رازئ وقت و صاحبِ کردار

برق کی طرح حق رسندہ ہے
اُس کے دشمن مریں، وہ زندہ ہے

ایک سچا عاشق خیر البشر رخصت ہوا

سید فاضلؔ اشرفی میسوری

ایک سچا عاشق خیر البشر رخصت ہوا
ایک نرالا غوث کا دریوزہ گر رخصت ہوا

مفتئ زیرک، فقیہِ معتبر رخصت ہوا
سیدی احمد رضا خاں کا پسر رخصت ہوا
کیوں بریلی کے در و دیوار افسردہ سے ہیں
اخترِ برجِ رضا، المختصر رخصت ہوا
جس کا ہوتا تھا مشاہیرِ زمانہ میں شمار
آہ وہ عالی جناب و بااثر رخصت ہوا
اہلِ سنت کے لیے جو باعثِ صد فخر تھا
دانش و بینش کا ایسا تاجور رخصت ہوا
فکر نے جس کی الجھتے مسئلے حل کر دیے
آج وہ صاحب نظر وہ راہبر رخصت ہوا
جس کی حق گوئی کی دنیا میں نہیں ملتی مثال
جو تھا باطل کے مقابل میں نڈر رخصت ہوا
سونی سونی لگ رہی ہے خانقاہِ رضویہ
آج اس کا ایک تابندہ گہر رخصت ہوا
دیدۂ مشتاق و مضطر ڈھونڈتا ہے ہر طرف
جانے اس کا مرکزِ تسکیں کدھر رخصت ہوا
اسطرف شاید بہاریں رقص میں مشغول ہیں
وہ نشانِ گلشنِ تقویٰ جدھر رخصت ہوا

خلق میں جس کا وجود اک رحمتِ غفار تھا
آج فاضل وہ قرارِ چشمِ تر رخصت ہوا

اخترِ برجِ رضا جاتا رہا

علامہ پروفیسر سید خرمؔ ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

اخترِ برجِ رضا جاتا رہا
صاحبِ فضل و علا جاتا رہا

اُدخلوا فی السلم کا مصداق تھا — زینتِ رشد و ھُدیٰ جاتا رہا
حشر تک ہوتا رہے گا تذکرہ — یادگارِ مرتضیٰ جاتا رہا
نائبِ غوث الوریٰ وہ بے شبہ — وقت کا احمد رضا جاتا رہا
حضرتِ نعمان کی نوری بھرن — وہ سحابِ نور تھا جاتا رہا
فیضِ مارہرہ و شاہِ کالپی — اخترِ برجِ ولا جاتا رہا
جس کی صورت صورتِ احمد رضا — حسن کا وہ سلسلہ جاتا رہا
وہ حسن کے ذوق سے تھا مالا مال — وہ سفینہ نعت کا جاتا رہا
اہلسنت کے لیے ابرِ کرم — وہ سراپا فیض تھا جاتا رہا
صلح کلی کے لیے کلک رضا — وہ محافظ دین کا جاتا رہا
مفتیٔ اعظم کا وہ فیضِ سخن — وہ رضائے مصطفی جاتا رہا
بحر نوری میں کہو دل تھام کے — وہ سخی وہ با عطا جاتا رہا

دیو کا سر کاٹ کے خرمؔ کہو
پیکرِ صدق و صفا جاتا رہا

غم کا تازہ سلسلہ، تاج الشریعہ کا وصال

محبوب گوہرؔ اسلام پوری، انڈیا

غم کا تازہ سلسلہ، تاج الشریعہ کا وصال
ہے بڑا اک سانحہ تاج الشریعہ کا وصال

سنیت اک بار پھر ڈوبی ہے درد و کرب میں — دے گیا ہے غم نیا تاج الشریعہ کا وصال

ایسا محسن ایسا قائد دور تک ملتا نہیں
اب رلائے گا سدا تاج الشریعہ کا وصال

یوں تو ہر اک شخص کو دنیا سے جانا ہے مگر
ہے نہایت غم فزا تاج الشریعہ کا وصال

پوری ملت کیلئے، پوری جماعت کے لئے
ایک صدمہ ہے بڑا تاج الشریعہ کا وصال

آج دنیائے عقیدت میں ہے پیدا کر گیا
ایک تاریخی خلا تاج الشریعہ کا وصال

سات بج کر کچھ منٹ پر بیس جولائی کی شام
ہے بریلی میں ہوا تاج الشریعہ کا وصال

اک عجب سی کیفیت دل پر مرے طاری ہوئی
جب سنا کہ ہوگیا تاج الشریعہ کا وصال

سنیوں کو دیر تک رکھے گا گوہرؔ دیکھنا
رنج وغم میں مبتلا تاج الشریعہ کا وصال

اُنہی کے دَم سے تھی ساری بہار آنکھوں میں

علامہ محمد سلمان رضا فریدیؔ مصباحی، مسقط، عمان

اُنہی کے دَم سے تھی ساری بہار آنکھوں میں
اداسی چھائی ہے اب، سوگوار آنکھوں میں

طلب رہے گی قیامت میں ان سے ملنے کی
رہے گا مر کے بھی اب انتظار آنکھوں میں

نکل رہے ہیں دل وجاں، بصورتِ آنسو
کہ غم بھی، غم سے ہوا اشکبار، آنکھوں میں

سبب یہ ہے کہ با آسانی خونِ دل نکلے
اُتر گیا ہے دلِ بیقرار، آنکھوں میں

نچوڑ دیتا میں بینائی، اشک کے ہمراہ
مگر بسے ہیں مرے تاجدار آنکھوں میں

سمایا تاجِ شریعت کا خوشنما چہرہ
بشکل نیّر نصف النہار، آنکھوں میں

ادب سے اُن پہ مکمل نظر نہیں ڈالی
یہ جرأتیں کہاں اِن خاکسار آنکھوں میں

وہ اک نظر سے مقدر سنوار دیتے تھے
عجب تجلی تھی اُن غمگسار آنکھوں میں

سبق ہے انکی نگاہوں کا ہر اتار چڑھاؤ
نصابِ عشق ہے اُن شاہکار آنکھوں میں

نظر کو تیز کریں تو جہاں سہم جائے
جو نرم کرلیں تو آئے قرار آنکھوں میں

ذرا بھی حق سے جدائی اُنھیں نہ تھی منظور
صداقتوں کا تھا اک کوہسار آنکھوں میں

عدو کو عظمتِ اختر دکھائی دے کیسے
بھرا ہے بغض وحسد کا غبار آنکھوں میں

وہ جسکے پاس امانت ہے "دیدِ مرشد" کی
وہی نگاہ ہے بہتر، ہزار آنکھوں میں

رضا کے باغی سے میرا نہیں کوئی رشتہ
لگا کے رکھا ہے یہ اشتہار آنکھوں میں

جہاں کو شیشۂ فکرِ رضا سے دیکھتا ہوں
ہے پختگی، مری ایمان دار آنکھوں میں

نظر میں نقش ہے تاج الشریعہ کا پیکر
بسی ہے رحمتِ پروردگار آنکھوں میں

پہنچ نہ پایا تو رہ کے جاں سسکتی ہے
وجود روتا ہے زار و قطار آنکھوں میں

نہ دیکھ پانے کا کفّارہ کب ادا ہوگا؟
سوال ہے یہ، مری قرضدار آنکھوں میں

بہیں گے اب غمِ مرشد میں عمر بھر آنسو
کہ جوش پر ہے عقیدت کی دھار آنکھوں میں

فریدیؔ! چشمِ وطن کو وہ درد کیا معلوم
جو غم بھرا ہے، غریب الدّیار آنکھوں میں

منبع رشد و ہدایت سیدی اختر رضا

الفتؔ نظامی صاحب

منبع رشد و ہدایت سیدی اختر رضا
پیشوائے اہلسنت سیدی اختر رضا

اسوۂ اہل طریقت سیدی اختر رضا
آپ ہیں تاج شریعت سیدی اختر رضا

حامیٔ اہل ہدایت سیدی اختر رضا
قاطع کفر و ضلالت سیدی اختر رضا

علم و حکمت فضل و نعمت کا چمکتا آئینہ
پیکر عشق و محبت سیدی اختر رضا

جھومتے تھے جن کی صورت دیکھ کر اہل سنن
ہیں وہی شہکار قدرت سیدی اختر رضا

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش پر چھائی قیامت سیدی اختر رضا

اہلسنت کو جہاں میں یوں سسکتا چھوڑ کر
چل دیے خود راہ جنت سیدی اختر رضا

تا قیامت بارش رحمت تری مرقد پہ ہو
ہے دعائے قلب الفت سیدی اختر رضا

ہر طرف آہ و فغاں درد کا عالم کیوں ہے؟

نواز اعظمی، انڈیا

ہر طرف آہ و فغاں درد کا عالم کیوں ہے؟
دل میں ہر شخص کے چھایا ہوا ماتم کیوں ہے؟
قلب ویران ہے کیوں آنکھ یہ پُرنم کیوں ہے؟
تیرگی پھیل گئی روشنی مدھم کیوں ہے؟

کیوں نہ ہو علم کا وہ نیّرِ تاباں نہ رہا
کیوں نہ ہو اخترِ افلاکِ رضا خاں نہ رہا

جس کے سائے میں دل و جاں کو سکوں ملتا تھا
جس سے ہر قلبِ پریشاں کو سکوں ملتا تھا
جس کی نکہت سے ہر انساں کو سکوں ملتا تھا
ساکنِ دشت و بیاباں کو سکوں ملتا تھا

ہائے وہ حکمت و دانش کا گلستاں نہ رہا
ہائے وہ رونق و زیبِ چمنستاں نہ رہا

جس کی تابش سے ضیا بار تھا حکمت کا جہاں
جس کی تنویر سے آباد تھا شہرِ عرفاں
جس کی رونق سے منور تھا ہنر کا ایواں
جس کی طلعت سے دلِ اہلِ سخن تھا تاباں

آہ صد آہ دِیا اب وہ فروزاں نہ رہا
جس کے باعث تھا ہر اک سمت چراغاں، نہ رہا

نقشِ پا جس کا ہدایت کا پتہ دیتا تھا
راہِ حق سے جو بھٹکتوں کو ملا دیتا تھا
اہلِ اسلام کو جو درسِ وفا دیتا تھا
جو کہ گرتے ہوئے لوگوں کو اٹھا دیتا تھا

حیف صد حیف ہمارا وہ نگہباں نہ رہا
ہائے اب ہم میں وہی ناظروںنگراں نہ رہا

مضمحل ہوگئے سب غنچۂ باغِ حکمت
بجھ گیا ہائے وہ تابندہ چراغِ حکمت
تشنۂ علم کو دیتا جو ایاغِ حکمت
عمر بھر کام رہا جس کا بلاغِ حکمت

ہائے اب دنیا میں وہ عالمِ ذیشاں نہ رہا
رہبرِ گم شُدَگاں ، خضرِ مسلماں نہ رہا

میرا مونس مرا غمخوار و مددگار گیا
چشم و دل، جان و جگر کر کے وہ خوں بار گیا
میرا مرشد، وہ مرا قافلہ سالار گیا
میرا یاور، مرا رہبر، مرا سردار گیا

دید سے جس کی مَیں تھا شاداں وفرحاں نہ رہا
چھن گئی میری خوشی، لب مرا خنداں نہ رہا

داستانِ غم واندوہ بھلا کیسے لکھوں؟
کیسے الفاظ میں ہو پائے بیاں سوزِ دروں؟
دلِ افسردہ کی حالت مَیں بیاں کیسے کروں؟
اے نوازؔ آج نہیں ملتا کسی لمحے سکوں

آہ آسودگیِ قلب کا ساماں نہ رہا
آہ صد آہ مرے درد کا درماں نہ رہا

چلدیئے آہ وہ ذرّوں کو ستارا کرکے

علامہ محمد سلمان رضا فریدی مصباحی، مسقط، عمان

چلدیئے آہ وہ ذروں کو ستارا کرکے
ہوئے رخصت وہ مریضوں کو مسیحا کرکے

عالَمِ عشق میں ہے آہ وفغاں کی آواز
کون دنیا سے اٹھا، حشر یہ برپا کرکے

جس کے دیدار سے تھی اہل سنن کو راحت
وہ حسیں چَلدِیا ہم سب کو دِوانہ کرکے

حیرت انگیز تھا حضرت کی عطا کا جلوہ
وسعتیں آپ نے دیں، قطروں کو دریا کرکے

رکھ دیا پاؤں تو صحرا کو بنایا گُلزار
رنگِ اعزاز دیا خاک کو سونا کرکے

شمع کی مثل رہی اُن کی حیاتِ اقدس
وہ چمکتے تھے اندھیروں میں بھی جلوہ کرکے

بارِ غم، ایک اشارے سے اتر جاتا تھا
کوہ کو پھول بنا دیتے تھے ہلکا کرکے

اُن کے کردار میں تھا رنگِ کشش ہی ایسا
دل میں بس جاتے تھے، غیروں کو بھی اپنا کرکے

ایسی صحبت، کہ ہوئے جس سے مخالف بھی مطیع
دھوپ خود اُن پہ رہا کرتی تھی سایہ کرکے

گفتگو ایسی کہ پتھر پہ ابھر آئیں حروف
اس نے دکھلایا سخن کو بھی عجوبہ کرکے

ابرِ باراں کی طرح اُس کا سفر ہوتا تھا
وہ چلا خشک زمینوں پہ بھی سبزہ کرکے

جنکی ہستی میں اندھیروں کے سوا کچھ بھی نہ تھا
اُن کو چمکا دیا عظمت کا منارہ کرکے

اُنکا ملنا ہے یقینی جو طلب ہو سچی
خلد بھی پاؤ گے اختر کی تمنا کرکے

وہ ولی، ابن ولی، ابن ولی، ابن ولی
فیض پشتوں کا ملا ایک سے ناطہ کرکے

لے کر امید جو اُس بزمِ کرم میں پہنچا
اسکو لوٹایا ہر اک غم کا مداوا کرکے

نام اختر تھا، وہ سورج بھی تھا مہتاب بھی تھا
اُس نے دکھلا دیا ہستی کو کرشمہ کرکے

اے فریدیؔ وہ تھا کردار کا ایسا معمار
لے لیا کام، حَجَر جیسوں کو ہیرا کرکے

اپنے خالق کی عطا تھے سیدی اختر رضا

جمال انور رضوی، جہان آباد، انڈیا

اپنے خالق کی عطا تھے سیدی اختر رضا
مصطفیٰ کے مصطفیٰ تھے سیدی اختر رضا

گلستان علم وحکمت ان کا پاکیزہ وجود
شان زہد واتقا تھے سیدی اختر رضا

ان سے راضی حق تعالیٰ اوران سے خوش رسول
باوفا تھے بے ریا تھے سیدی اختر رضا

ناقصوں نے ان کے در سے پالیا اوج کمال
کاملوں کے رہنما تھے سیدی اختر رضا

اہل افتا کا بھروسہ اہل دل کا حوصلہ
حق بیاں تھے حق نما تھے سیدی اختر رضا

تاجداروں نے کہا تاج الشریعہ برملا
کیا بتائیں ہم کہ کیا تھے سیدی اختر رضا

ہم شبیہ غوث اعظم مفتیٔ اعظم کی ذات
اور ان کا آئینہ تھے سیدی اختر رضا

سایۂ جملہ مشائخ جن کے دامن میں ملے
ایسے مرشد باصفا تھے سیدی اختر رضا

بجھ رہا ہے دل یہ انور سن کے رحلت کی خبر
زورِ دل تھے حوصلہ تھے سیدی اختر رضا

اہل سنت کو رُلا کر چل دیئے اختر رضا

محمد محبوب اختر قادری

اہل سنت کو رلا کر چل دیئے اختر رضا
باغ الفت کا کھلا کر چل دیئے اختر رضا

مسلک احمد رضا کو آپ دل اور جان سے
قلب میں سب کے بسا کر چلدیئے اختر رضا

دین ومذہب، مسلک احمد رضا کا بالیقیں
دہر میں ڈنکا بجا کر چل دیئے اختر رضا

علم کو بھی ناز تھا اختر میاں کی ذات پر
علم کا گوہر لٹا کر چل دیئے اختر رضا

جونہیں احمد رضا کا وہ مرا بھی کچھ نہیں
صلح کلی کو مٹا کر چل دیئے اختر رضا

فخر ازہر آپ ہیں تاج شریعت آپ ہیں
علم کا دریا بہا کر چل دیئے اختر رضا

علم وحکمت کا منارا چل دیا

افضلؔ مرکزی، بریلی شریف، انڈیا

علم وحکمت کا منارا چل دیا
کر کے ہم کو بے سہارا چل دیا

دے کے سارے اپنوں کو داغِ فراق
سوئے خلد اختر ہمارا چل دیا

رب نے بھیجا تھا جہاں میں اور وہ
پاتے ہی رب کا اشارہ، چل دیا

دل نے جس کو اپنا مانا وہ یہاں
آیا، کچھ لمحہ گزارا، چل دیا

ہاتفِ غیبی نے جب آواز دی
پس لباسِ زیست اُتارا، چل دیا

مفتیِ اعظم کا سچا جانشیں
اعلیٰ حضرت کا دلارا چل دیا

جانِ افضلؔ مرشدِ ہر این وآں
سارے بے چاروں کا چارہ چل دیا

حادثہ اک رونما ایسا ہوا

شاکرؔ رضوی، انڈیا

حادثہ اک رونما ایسا ہوا
اہل سنت کا چمن سونا ہوا

ہر کلی مغموم ہے محزون ہے
یا الٰہی باغ میں یہ کیا ہوا

بلبلیں روتی ہیں اب اس پھول کو
صحن گلشن جس سے تھا مہکا ہوا

فخر ازہر جس نے پایا تھا لقب
انتقال پر ملال ان کا ہوا

ساتویں ذیقعدہ شب شنبہ تھی جب
ان کا جنت کی طرف جانا ہوا

سینکڑوں نہریں رواں جس سے ہوئیں
علم کا خاموش وہ دریا ہوا

چھپ گیا خورشید علم وفضل کا
نور علم وفضل برساتا ہوا

اخترِ چرخ ولایت آپ کا
تھا اجالا ہر طرف پھیلا ہوا

تو شبستان رضا کی شمع تھا
چاک سینہ جس سے ظلمت کا ہوا

جان سی پڑ جاتی تھی عشاق میں
دیکھ کر چہرہ ترا کھلتا ہوا

تو ولی ابن ولی ابن ولی
ساری دنیا میں ترا چرچا ہوا

جانشین مفتیٔ اعظم گیا
رنگ بزم علم کا پھیکا ہوا

آبروئے اہلسنت دیکھیے
بچہ بچہ غم میں ہے ڈوبا ہوا

چل دیئے شاکر مرے اختر رضا
شہر علم و آگہی سونا ہوا

دے کے فرقت کا دل کو نشاں چل دیئے

محمد زید رضا مونس مرکزی امروہوی، بریلی شریف، انڈیا

دے کے فرقت کا دل کو نشاں چل دیئے
آنکھ روئی کہ اختر میاں چل دیئے

دیکھنے والو جی بھر کے دیکھو ہمیں
دعوت دید دیکر کہاں چل دیئے

دل کو بہلائیں گے کس کا منہ دیکھ کر
چھوڑ کر آپ ہم کو کہاں چل دیئے

سارے عشاق روتے بلکتے رہے
آپ سوئے ارم شادماں چل دیئے

آنکھ روتی ہے دل چین پاتا نہیں
توڑ کر غم کا کوہ گراں چل دیئے

آپ کے دم سے باد بہاری رہی
کر کے ویران یہ گلستاں چل دیئے

زندگی بھر نہ مٹ پائے گا قلب سے
ایسا دل پر بنا کر نشاں چل دیئے

سنت مصطفیٰ زندگی آپ کی
پانے طیبہ کا صدقہ جناں چل دیئے

یا خدا بھیج دے کوئی نعم البدل
آہ اختر رضا بے گماں چل دیئے

کیوں پریشاں نہ ہو مونس خستہ آج
کر کے سونا چمن باغباں چل دیئے

اہل سنت کے روح رواں چل دیئے

عبید انصاری ذیشان ھدوی، کرناٹک، انڈیا

اہل سنت کے روح رواں چل دیئے
میرے بے چین دل کی دوا چل دیئے

غم کے ماروں کو تنہا یہاں چھوڑ کر
ملنے رب سے وہ اختر رضا چل دیئے

غوث و خواجہ رضا حامد و مصطفیٰ
پنج ولیوں کا جلتا دیا چل دیئے

مسلک اعلحضرت کا جھنڈا لیے
حق کی پہچان، حق کی ندا چل دیئے

مسلک اہل سنت کا جھنڈا لیے
حق کی پہچان، حق کی ندا چل دیئے

میرے مرشد مرے شیخ اختر رضا
غمزدوں کو رلا کر کہاں چل دیئے

آئے کیسے یقین اب یہ ذیشاںؔ کو حیف
کہ جانشین رضا چل دیئے

ذاکرِ ربُ العلیٰ اختر رضا

علامہ مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی، صدر فخر از ہر دار الافتاء، ہاسپیٹ، انڈیا

ذاکر رب العلیٰ اختر رضا
آیت نور خدا اختر رضا

واصف خیر الوریٰ اختر رضا
جلوۂ بدر الدجیٰ اختر رضا

کل صحابہ کی ادا اختر رضا
نازش بزم ھدیٰ اختر رضا

آخری لمحات تک تھا منتظر
دید کو بندہ ترا اختر رضا

دم زدن میں موت کی آئی خبر
دل مرا پارہ ہوا اختر رضا

عالم اسلام کی آنکھیں ہیں نم
تیرے غم میں اے شہا اختر رضا

اب کہاں سے لاؤ گے اے سنیو!
ایسا کامل رہنما اختر رضا

علم و فن شعر و سخن کا آفتاب
اختر برج ھدیٰ اختر رضا

استقامت کا گلاب لاجواب — زہد و تقویٰ کی ضیا اختر رضا

تیری فرقت میں زمین و آسماں — کرتے ہیں آہ و بکا اختر رضا

فقہ و افتا کا چمن مغموم ہے — مضمحل ہے مدرسہ اختر رضا

کہہ گئے دار الفنا کو الوداع — جا بسے دار البقا اختر رضا

مسلک احمد رضا کا بانکپن — تم سے ہی شاداب تھا اختر رضا

اہلِ شرق و غرب ہیں اب سوگوار — سونی سونی ہے فضا اختر رضا

فخر ازھر کا ملا اعزاز ہے — تجھ پہ تھا مصری فدا اختر رضا

حجۃ الاسلام کا نورِ نظر — حق سے واصل ہو گیا اختر رضا

خوب کی نشر و اشاعت دین کی — پیکرِ فکرِ رضا اختر رضا

پارسائی کا نہیں تیرے جواب — شمعِ بزمِ اتقیا اختر رضا

بے سہارا ہو گیا فرحتؔ، حضور
آپ کے جانے سے یا اختر رضا

دلکشی دلکشی دلکشی کے لیے

ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی، مالیگاؤں، انڈیا

دلکشی دلکشی دلکشی کے لیے
دلبری دلبری دلبری کے لیے

تُربتِ شاہِ اختر رضا ہے بنی — چاندنی چاندنی چاندنی کے لیے

اُن کا دیدار تھا بالیقیں چارہ گر — بے کلی بے کلی بے کلی کے لیے

کیف تھے بالیقیں میرے اختر رضا — زندگی زندگی زندگی کے لیے

جب بھی کُمھلایا تو یاد اُن کو کیا — تازگی تازگی تازگی کے لیے

بن گئی آپ کی مسکراہٹ علاج — تیرگی تیرگی تیرگی کے لیے

میرے تاج الشریعہ تھے نجمِ جہاں — روشنی روشنی روشنی کے لیے

اُن سے بہتر کہاں ہے کوئی بھی نظیر — سادگی سادگی سادگی کے لیے

زندگی بھر وہ کوشاں رہے قوم کی
رہبری رہبری رہبری کے لیے

وقف اختر رضا کی تھی ہر اک گھڑی
بندگی بندگی بندگی کے لیے

ان کی سیرت بھی اک مشعل راہ ہے
آدمی آدمی آدمی کے لیے

شاہِ اختر کا نقشِ قدم ہے نشاں
راستی راستی راستی کے لیے

طرزِ اختر رضا بھی مشاہدؔ چنو
شاعری شاعری شاعری کے لیے

چھوڑ کر سب کو روتا کہاں چل دئے

علامہ اشرف رضا اشرف قادری سبطینی، ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف، انڈیا

چھوڑ کر سب کو روتا کہاں چل دیئے
میرے تاج الشریعہ کہاں چل دیئے

عاشقوں کی ہے بارات اتری ہوئی
اہل سنت کے دولہا کہاں چل دیئے

درد کی ٹیس حد سے سوا بڑھ گئی
درد دل کے مسیحا کہاں چل دیئے

اے مرے فخر ازہر، شہنشاہ فن
باندھے عظمت کا سہرا کہاں چل دیئے

اے مرے فخر ازہر، شہنشاہ فن
چھوڑ کر اپنا تمغہ، کہاں چل دیئے

بستی بستی میں ہے تیری رحلت کا غم
شور ہے قریہ قریہ کہاں چل دیئے

میرے اختر رضا قادری ازہری
دے کے فرقت کا صدمہ کہاں چل دیئے

بعد سبطین میرا بھروسہ تھے تم
غم مجھے دے کے گہرا کہاں چل دیئے

بعد سبطین میرا بھروسہ تھے تم
چھوڑ کر مجھ کو شاہا کہاں چل دیئے

چھپ گیا ہے کہاں پہ بریلی کا چاند
اختر برج تقویٰ کہاں چل دیئے

مسلک اعلیٰ حضرت کے جو میر تھے
وہ رضا کے نبیرہ کہاں چل دیئے

ڈھونڈتا پھر رہا ہے یہ اشرفؔ رضا
چھوڑ کر اس کو آقا کہاں چل دیئے

سیدی اختر رضا خاں، راہِ دنیا چھوڑ کر

ڈاکٹر محمد سرور قادری، میڈیکل آفیسر، بہرائچ یوپی

سیدی اختر رضا خاں، راہِ دنیا چھوڑ کر
سوئے جنت چل دیئے سب کو سسکتا چھوڑ کر

علم کا مہرِ درخشاں، فضل کا ماہِ تمام
چھپ گیا اب ابرِ رحمت میں یہ دنیا چھوڑ کر

جو حضورِ مفتیٔ اعظم کی اک پہچان تھے
وہ چلے جنت کی جانب ہم کو روتا چھوڑ کر

اے مرے تاج الشریعہ! دینِ حق کے رہنما
کون سی دنیا بسائی تم نے دنیا چھوڑ کر؟

تم سے قائم تھا نظامِ مسلکِ احمد رضا
کس جہاں کو چل دیئے تم نقش اپنا چھوڑ کر

مسندِ ارشاد و افتاء کے وہ نوشہ بے مثال
خلد میں پہنچے ہیں وہ اب بزمِ افتاء چھوڑ کر

سن کے مغرب کی اذاں "اللہ اکبر" کہہ کے وہ
چل دیئے مولیٰ سے ملنے ہر وظیفہ چھوڑ کر

زُمرۂ "لایحزنوا" کے نجمِ ثاقب جب ہیں وہ
کیا بھلا غم ہو انہیں، کوئی اثاثہ چھوڑ کر؟

مرشدی! بس اک تمنّا سرورِ عاصی کی ہے
خلد میں جانا نہ آقا! مجھ کو تنہا چھوڑ کر

صورتِ خورشید، تابندہ ہے تو

مفتی سید شاکر حسین سیفی صدر شعبہ افتاء دارالعلوم محبوبِ سبحانی، کرلا ممبئی، انڈیا

صورتِ خورشید، تابندہ ہے تو
چھپ گیا لیکن درخشندہ ہے تو

موت سے بھی مر نہیں سکتا کبھی
تو شہیدِ عشق ہے، زندہ ہے تو

فیضِ علم و معرفت ہوگا نہ کم
تا قیامت، ابرِ بارندہ ہے تو

کیسے بھولیں گے تجھے اہلِ سنن
آسمانِ حق پہ رخشندہ ہے تو

استقامت کا ہمالہ تیری ذات
اہلِ تقویٰ کا نمائندہ ہے تو

تیری حکمت کا چمن ہے بے خزاں
اے بہارِ علم! پائندہ ہے تو

اختر چرخِ رضا تیرا وجود
نور سے ماحول سازندہ ہے تو

مردِ حق آگاہ، حق گو، حق نگر
حق نما تو، حق نگارندہ ہے تو

غم زدہ، آفاق ہے کھو کر تجھے
یہ زمانہ جس کا جوئندہ، ہے تو

عرس کا دن ہے ترا یومِ وصال
جلوۂ محبوب یابندہ ہے تو

تجھ پہ سیفیؔ ہے یہ فیضِ ازہری
اُن کا جو نغمہ نویسندہ ہے تو

رہبر و پیرِ طریقت اختر ملّت چلے

الحاج محمد اویس رضا عبید قادری، کراچی، پاکستان

رہبر و پیرِ طریقت اختر ملّت چلے
پیکرِ لُطف و عنایت اختر ملّت چلے

یادگارِ اعلیٰ حضرت اختر ملّت چلے
ہم ہوئے محرومِ نعمت، اختر ملت چلے

الوداع حامیٔ سنّت اختر ملت چلے
حسرتا ماحیٔ بدعت اختر ملت چلے

مصطفیٰ کی کر کے مدحت اختر ملت چلے
ڈھا کے باطل پر قیامت اختر ملت چلے

متّقی و پارسا ڈھونڈے کہاں ان سا کوئی
وہ وقارِ اہلِ سنّت اختر ملت چلے

دیکھ کر حضرت کا چہرہ یاد آتا تھا خدا
خوبصورت نیک سیرت اختر ملت چلے

حق و باطل میں تمیز ان کا جنازہ کر گیا
اس قدر آئی تھی خلقت، اختر ملت چلے

عالمِ روحانیت میں شادمانی کا سماں
عالمِ فانی پہ رقّت، اختر ملت چلے

آج ہر سُنی کا سینہ ہجر میں ہے چاک چاک
آہ دے کر داغِ فُرقت اختر ملت چلے

اہلِ عرفان و شرع باچشمِ نم بولے بہم
چل دیئے قاضیٔ ملت، اختر ملت چلے

عرش پر دھومیں مچی ہیں مرحبا کی اے عُبیدؔ
فرش ہے غمگیں بہ رحلت اختر ملت چلے

وہ فخرِ سنیت کہاں گیا

سید فاضلؔ اشرفی میسوری، انڈیا

وہ فخرِ سنیت کہاں گیا
نشانِ رضویت کہاں گیا

رضا کے علم و فکر و فہم کی
تھی جس میں اہلیت کہاں گیا

اندھیرے کیوں ہیں قید و بند کے
چراغِ حرّیت کہاں گیا

دیارِ عشقِ غوثِ پاک کی
جسے تھی شہریت کہاں گیا

حدیث و فقہ و شعر و عشق میں
تھی جس کی خاصیت کہاں گیا

جسے رضا کی روحِ پاک سے
ملی تھی تربیت کہاں گیا

یہ فاضلؔ آج کیوں رواں ہیں اشک
وہ قدِ فردیت کہاں گیا

تاجدار علم و فن اختر رضا

محمد برکتؔ علی جامعی سمستی پوری، انڈیا

تاجدار علم و فن اختر رضا
عاشق شاہ زمن اختر رضا

آپ کا ثانی کوئی ملتا نہیں
مصر ہو چاہے یمن اختر رضا

آپ کی تھی ذات اقدس بالیقیں
مرکز اہل سنن اختر رضا

کون تھا، علم و ادب کی بزم میں
بن کے جان انجمن، اختر رضا

اہل سنت کے لئے رب کی قسم
تھے عطائے پنجتن اختر رضا

مفتیٔ اعظم کے سچے جانشیں
مظہر حضرت حسن اختر رضا

اعلیٰ حضرت کی نگاہ فیض کی
تھے بحمد اللہ کرن اختر رضا

آپ کی رحلت سے سونا ہو گیا
قلب برکتؔ کا چمن اختر رضا

پوری دنیا میں کروروں اپنے شیدا چھوڑ کر

محمد مجاہد حسین رضوی حسنؔ الہ آبادی، دارالعلوم غریب نواز، الہٰ آباد، انڈیا

پوری دنیا میں کروروں اپنے شیدا چھوڑ کر
چل دئے تاج الشریعہ سب کو روتا چھوڑ کر

گھر سے نکلے تھے تمھاری دید کی حسرت لئے
''کون سی دنیا بسائی تم نے دنیا چھوڑ کر''

مسلکِ احمد رضا کیا ہے؟ سمجھ سکتے نہیں
ھند والے دامن تاج الشریعہ چھوڑ کر

جب ہمارے درمیاں ہیں اُن کے کردار و عمل
کب گئے ہیں وہ ہمیں دنیا میں تنہا چھوڑ کر؟

ان کی رحلت سے فقط مسجد نہیں ہیں غمزدہ
وہ گئے ہیں اک زمانے کو بلکتا چھوڑ کر

مسئلہ کوئی بھی ہو کیسا بھی ہو مانو حسنؔ
وہ نہیں دیتے تھے فتویٰ حزم و تقویٰ چھوڑ کر

جو دیکھا نورسا چہرہ مرے تاج الشریعہ کا

ابرارؔ احمد سمستی پور، انڈیا

جو دیکھا نورسا چہرہ مرے تاج الشریعہ کا
زمانہ ہو گیا شیدا مرے تاج الشریعہ کا

جہاں کا گوشہ گوشہ ہر گھڑی آواز دیتا ہے
زمیں تا عرش ہے شہرہ مرے تاج الشریعہ کا

ہوں اپنے یا پرائے سب علی الاعلان کہتے ہیں
گھرانہ خوب ہے اعلیٰ مرے تاج الشریعہ کا

اسیران کا یہی کہتا ہے دنیا میں سنو لوگو
مری آنکھوں میں ہے چہرہ مرے تاج الشریعہ کا

رسول پاک کی الفت کے صدقے میں جہاں والو
جہاں میں ہوتا ہے چرچہ مرے تاج الشریعہ کا

شہ کونین کی سیرت پہ اک دو شب نہیں واللہ
رہا تا عمر ہے جینا مرے تاج الشریعہ کا

یہی ابرارؔ رو رو کر دعا دن رات کرتا ہے
خدا درجہ بڑھا دینا مرے تاج الشریعہ کا

اختر رضا کے غم میں اک پل جیا نہ جائے

مبارکؔ رضوی پورنوی، انڈیا

اختر رضا کے غم میں اک پل جیا نہ جائے
رحلت کا صدمہ ایسا بالکل سہا نہ جائے

ہر شخص کہ رہا تھا رو رو کے یہ خدا سے
دنیا سے جانشین احمد رضا نہ جائے

قدرت کے فیصلے پر سرخم ہے ہر کسی کا
لاکھوں دعاؤں سے بھی اسکو ٹلا نہ جائے

دل نے دعا جو مانگی اب وہ بھٹک رہی ہے
آنکھوں کے درمیاں سے اختر رضا نہ جائے

مرشد کا یہ عمل تھا کرتے نہ تھے دعا وہ
غوث الوریٰ کا شجرہ جب تک پڑھا نہ جائے

زخموں سے چور ہوں میں مرشد سے دور ہوں میں
کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن کہا نہ جائے

دردِ فراقِ مرشد جتنا ملا ہے مجھ کو
دنیا میں اب کسی کو اتنا دیا نہ جائے

کاغذ پہ آنسوؤں کے قطرے ٹپک رہے ہیں
کچھ لکھنا چاہتا ہوں لیکن لکھا نہ جائے

شعروں کا رنگ چوکھا ہوتا نہیں مبارک
جب تک کسی کے در پر فکرِ رسا نہ جائے

حضرتِ اختر رضا خاں کا وصالِ پُر ملال

راحتؔ انجم ممبئی، انڈیا

حضرتِ اختر رضا خاں کا وصالِ پُر ملال
دے گیا اہلِ جہاں کو اِک اذیت کا وبال

میری آنکھوں نے نہیں دیکھا کہیں ان سا کوئی
خوش مزاج وخوش طبیعت خوش ادا وخوش خصال

رحمت و انوار کی برسات ہو شام وسحر
مرقدِ تاج الشریعہ پر اے ربِ ذوالجلال

باوضو سن کر اذاں مغرب کی فخرِ سنیت
چھوڑ کر دنیا کو جنّت کر گئے ہیں انتقال

آہ یوں زخمِ جدائی دے گئے حضرت ہمیں
تا دمِ آخر نہ ہو پائے گا جس کا اندمال

عالم اسلام میں یکتا نظر آتے تھے وہ
مصطفیٰ کے عشق سے تھے جو غنی و باکمال

جج ※ الاسلام کا پرتَو انھیں کہتے تھے سب
فخرِ ازہر کی بھلا کیا لائیگا کوئی مثال

ان کی عظمت پر کوئی بھی حرف لاسکتا نہیں
اس قدر اللہ نے بخشی تھی شانِ لازوال

منقبت کے شعر کر راحتؔ! رقم ان کے لیے
جو سدا کرتے رہے فیض رضا سے مالامال

احمد رضا کا راج دلارا چلا گیا

علی احمدؔ رضوی، بلرام پوری، انڈیا

احمد رضا کا راج دلارا چلا گیا
جو ہم کو جان سے بھی تھا پیارا، چلا گیا

تاج الشریعہ کہتا تھا سارا جہاں جسے
دنیا سے اب وہ پیر ہمارا چلا گیا

تھا جس سے مستفیض ہر اک عاشق رسول
بہتا ہوا وہ فیض کا دھارا، چلا گیا

جس کی بلندیوں پہ تھا فرشِ زمیں کو ناز
عرشِ بریں پہ اب وہ منارہ چلا گیا

چاروں طرف ہی پرچمِ حق کر دیا بلند
باطل سے جو کبھی بھی نہ ہارا؛ چلا گیا

روشن تھا جس سے عاشق سرکار کا وجود
احمدؔ! وہی چمکتا ستارا چلا گیا

اونچے اونچوں سے ہے اونچا آسمانِ ازہری

طفیل احمدؔ مصباحی، انڈیا

اونچے اونچوں سے ہے اونچا آسمانِ ازہری
جاذبِ قلب ونظر ہے داستانِ ازہری

کوئی حاسد کیا مٹا پائے نشانِ ازہری
رب تعالیٰ جب کہ خود ہے پاسبانِ ازہری

فخرِ ازہر، فخرِ ملّت، فخرِ پاک وہند بھی
جس جہت سے دیکھیے اعلیٰ ہے شانِ ازہری

غم کے ماروں کو یہاں آتے ہی ملتا ہے سکوں
کس قدر راحت رساں ہے سائبانِ ازہری

حضرتِ تاج الشریعہ جب ہیں میرِ کارواں
غیر ممکن ہے کہ بھٹکے کاروانِ ازہری

لب پہ ہر دم مرحبا صلِّ علیٰ کا ورد تھا
اور ذکرِ رب سے رہتی تر زبانِ ازہری

عظمتِ تاج الشریعہ کیا بیاں ہو پائے گی
دیکھئے کعبہ بنا ہے میزبانِ ازہری

علم وفتویٰ، زہد وتقویٰ میں نہیں جس کی مثال
وہ شرف رکھتا ہے اعلیٰ خاندانِ ازہری

نام پر قرباں ہے ان کے بچّہ بچّہ آج بھی
ہوش میں رہنا ذرا اے باغیانِ ازہری

اک نظر کرگس پہ ڈالی اور شاہیں کر دیا
اوج پر ہیں آج سارے طائرانِ ازہری

شہرت و مقبولیت ان کی کبھی ہوگی نہ کم
حشر تک باقی رہے گی آن بانِ ازہری

ایک شب فرمایا مجھ سے، کھانا کھایا، یا نہیں
فخر ہے مجھ کو بنا میں، مہمانِ ازہری

''ابرِ رحمت ان کے مرقد پر گُہر باری کرے''
کر رہے ہیں یہ دعا سب خادمانِ ازہری

ہے دعا احمدؔ کی تجھ سے اے خدائے ذوالجلال
حشر تک باقی رہے نام ونشانِ ازہری

چھوڑ کر اپنی ضیاء، اختر نایاب گیا

علامہ محمد سلمان رضا فریدی مصباحی، مسقط، عمان

چھوڑ کر اپنی ضیاء، اختر نایاب گیا
کر کے روشن ہمیں، وہ نجمِ جہاں تاب گیا

اس نے قربان کیا عشقِ نبی میں سب کچھ
وہ، محبت کے سکھا کر ہمیں آداب گیا

زندگی جس کی تھی کردارِ رضا کی مظہر
آہ افسوس، کمالوں کا وہ مہتاب گیا

کشتِ احساس پہ ہے ابرِ اَلَم کی بارش
آنکھ میں چھوڑ کے اشکوں کا وہ سیلاب گیا

کُھل گئیں اس کے جنازے سے سبھی کی آنکھیں
کور دیدہ کو بھی وہ کر کے صحت یاب گیا

اس کی یادوں کا نشہ دل سے نہ اترے گا کبھی
دید کی ایسی پلا کر وہ مئے ناب گیا

جھک گئی جس کے تصلّب پہ جبینِ عالَم
کر کے تعمیر اصولوں کی وہ محراب گیا

اہلِ عرفاں نے بتایا جسے قطب الارشاد
وہ ولی ابن ولی، مظہرِ اقطاب گیا

جس کے جلووں سے ملا شوکتِ ملت کو فروغ
آہ دنیا سے قیادت کا وہ سیماب گیا

تابشِ غیرتِ ایماں سے ہمیں چمکا کر
بُرجِ اسلام کا وہ نَیّرِ دل تاب گیا

بخش کر ساری فضاؤں کو حسینی ماحول
سرفروشی کا چمن ، کر کے وہ شاداب گیا

اُس کی فطرت کو ملا علمِ علی کا فیضان
کھول کر فکر و نظر کے وہ نئے باب گیا

فوج ملت کو ملے ویسا ہی قائد یا رب
جیسا وہ اخترِ دیں، رہبرِ احزاب گیا

اے فریدیؔ اسے بھولے گا زمانہ کیسے
دے کے تعمیر و ترقی کے جو اسباب گیا
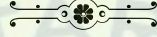
آفتابِ علم و حکمت سیدی اختر رضا

ڈاکٹر محمد سرور قادری، میڈیکل آفیسر، بہرائچ شریف، انڈیا

آفتابِ علم و حکمت سیدی اختر رضا
ماہتابِ دین و ملت سیدی اختر رضا

مقتدائے اہل سنت، پیشوائے معرفت
عہد میں اپنے تھے حضرت سیدی اختر رضا

یاد آتا تھا خدا بس تیرے اک دیدار سے
اس طرح تھی تیری صورت، سیدی اختر رضا

علم و فضل و زھد و تقویٰ، عشقِ حق، عشقِ رسول
تجھ میں تھی ہر اک فضیلت سیدی اختر رضا

چشم ہائے اہلِ افتاء دیکھ کر سب دنگ ہیں
تیرے فتووں کی وہ ندرت، سیدی اختر رضا

جب ''فتاویٰ رضویہ'' کی آپ نے تعریب کی
ہو گئے سب محوِ حیرت سیدی اختر رضا

ہندو پاک، یورپ و افریقہ، ہر اک ملک میں
ہے مسلم تیری عظمت سیدی اختر رضا

ناز ان پر اہل سنت کو رہے گا حشر تک
رکھتے ہیں تاجِ شریعت سیدی اختر رضا

ہیں ''وجوہِ متقیں'' دیدارِ رب سے شرفیاب
ان میں شامل تیری صورت سیدی اختر رضا

مرشدی ''تاج الشریعہ'' اہل سنت کے امام
سب کو ہے تیری ضرورت سیدی اختر رضا

کیوں نہ ناز اں سرورِ عاجز بھی ہو تقدیر پر
اِس کو بھی ہے تجھ سے نسبت سیدی اختر رضا

مفتیٔ اعظم کا عکسِ خوش نما رخصت ہوا

محمد فرقان بزمی، پیلی بھیت، یوپی

مفتیٔ اعظم کا عکسِ خوش نما رخصت ہوا
درحقیقت پرتوِ احمد رضا رخصت ہوا

ایک عالم جس کی ہستی پر کیا کرتا تھا ناز
سنیوں کا وہ مسلّم پیشوا رخصت ہوا

ہم صفیرانِ چمن کرتے ہیں یوں آہ وفغاں
ہائے رے اک عندلیبِ خوش نوا رخصت ہوا

اُلفتِ خورشیدِ بطحا سے منوّر تھا وجود
دل میں لیکر شمعِ عشقِ مصطفیٰ رخصت ہوا

سنتیں سرکار کی ہر دم جسے مرغوب تھیں
ایک ایسا متقی و پارسا رخصت ہوا

چھوڑ کر اپنا ہمارے واسطے نقشِ حیات
دعوتِ فکر وعمل دیتا ہوا رخصت ہوا

بانٹ کر اہلِ زمیں کو علم وفن کی روشنی
آسمانِ فن کا مہرِ پُرضیا رخصت ہوا

اَن گنت چشمانِ حسرت کہہ رہی تھیں الوداع
جب جہاں سے ازہری دولہا مرا رخصت ہوا

عمر بھر جو مسلکِ حق پر رہا ثابت قدم
زندگی تھی جس کی اک درسِ وفا رخصت ہوا

یوں دیا بزمی نے دردِ دل کو لفظوں کا لباس
آہ دنیا سے مرا اختر رضا رخصت ہوا

آہ وہ اہل حق کی صدا چل دیئے

مولانا فضل احمد آصفؔ رضا اختر القادری، کراچی، پاکستان

آہ وہ اہل حق کی صدا چل دیئے
سیدی شاہ اختر رضا چل دیئے

میں نے جی بھر کے بھی ان کو دیکھا نہیں
کیسے مانوں میرے دل ربا چل دیئے

میں نے جی بھر ان کو سنا بھی نہیں
کیسے کہہ دوں میرے رہنما چل دیئے

رضویوں کے حبیب خلد میں جا بسے
ان کے پیچھے ہی اختر رضا چل دیئے

پہلے نبّاض قوم خلد میں جا بسے
بعد ان کے ہی مرشد پیا چل دیئے

جانشین رضا شاہ اختر رضا
حامد و مصطفیٰ کی رضا چل دیئے

شاہ جیلانی کے پیارے نور نظر
غوث و خواجہ کے در کے گدا چل دیئے

وہ درخشاں رہیں چرخ اسلام پر
میرے ہادی میرے رہنما چل دیئے

گلشن دین میں وہ شگفتہ رہیں
میرے حامی و مشکل کشا چل دیئے

آصف قادری میرا ایمان ہے
خلد میں آج اختر رضا چل دیئے

مرا دل جب بھی ان کی یاد میں آنکھیں بھگوتا ہے

مولانا فضل احمد آصفؔ رضا اختر القادری، کراچی، پاکستان

مرا دل جب بھی ان کی یاد میں آنکھیں بھگوتا ہے
تعلق ان سے میرا اور بھی مضبوط ہوتا ہے

وہ جس کی دید سے تھی میرے قلب و روح کی شادابی
گُلوں کی اوڑھ کر چادر وہی مرقد میں سوتا ہے

دعا تھی بس یہی سایہ مرے سر پر رہے ہر دم
مگر یہ اک حقیقت ہے جو ہونا ہے وہ ہوتا ہے

نہ کیوں آنسو بہائیں یاد میں تاج الشریعہ کی
یہ وہ ہیں یاد میں جن کی فلک بھی آج روتا ہے

جنازے نے مرے مرشد کے آصفؔ کر دیا ثابت
کہ جو آقا کا ہوتا ہے زمانہ اس کا ہوتا ہے

زینت کل اولیاء اختر رضا خاں قادری

محمد ذہین احمد حسانؔ القادری، کراچی، پاکستان

زینت کل اولیاء اختر رضا خاں قادری
تاجدار صوفیاء اختر رضا خاں قادری

مظہر غوث الوریٰ اختر رضا خاں قادری
عاشق خواجہ پیا اختر رضا خاں قادری

پرتوِ حامد رضا اختر رضا خاں قادری
جانشین مصطفیٰ اختر رضا خاں قادری

مجھ کو بھی در پر بلا اختر رضا خاں قادری
درد فرقت اب مٹا اختر رضا خاں قادری

تھی درخشاں ذات جن کی سُنّی علماء میں وہ اب
چل دیئے سوئے جناں اختر رضا خاں قادری

ایسا لائیں اب کہاں سے جس کو تجھ جیسا کہیں
کون ہے تجھ سے سوا اختر رضا خاں قادری

محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
آپ نے برحق کہا اختر رضا خاں قادری

دید کا مشتاق ہر عاشق ترا اختر رضا
جلوۂ زیبا دکھا اختر رضا خاں قادری

جس طرح فرماتے تھے اپنے مریدوں پر کرم
مجھ پہ بھی چشم وِلا اختر رضا خاں قادری

آج تک نہ چہرہ تیرا سر کی آنکھوں سے دکھا
اب تو ہو چشم وِلا اختر رضا خاں قادری

بے قراروں کو قرار آئے گا نہ اب تا زندگی
ہے ہمیں صدمہ تیرا اختر رضا خاں قادری

موت ہر اک جان کو خود موت کو بھی موت ہے
جس میں مولیٰ کی رضا اختر رضا خاں قادری

جا رہے ہو محفل انجم کو سونا چھوڑ کر
حسرتا وا حسرتا اختر رضا خاں قادری

کام آئے قبر میں حسانؔ کے نسبت تری
ہو کرم بہر رضا اختر رضا خاں قادری

دنیائے سنیت کا سہارا چلا گیا

محمد شعیب تبسمؔ اختر القادری

دنیائے سنیت کا سہارا چلا گیا
اہل سنن کی آنکھ کا تارا چلا گیا

ان کے ہر اک مرید نے رو کر کہا یہی
دنیا سے آج پیر ہمارا چلا گیا

دیکھا تھا جس نے چاند سا چہرہ یہی کہا
حسن و جمال والا نظارہ چلا گیا

اب جانشین مفتیٔ اعظم کہیں کسے
جس کا لقب تھا اتنا پیارا چلا گیا

جو فتویٰ دے دیا رہا اس پر اٹل سدا
دیتا تھا جو جواب کرارا چلا گیا

نائب مفتیٔ اعظم میں کہاں سے لاؤں

غیاث الدین احمد عارف نظامی، سعید العلوم، مہراں گنج، انڈیا

نائب مفتیٔ اعظم میں کہاں سے لاؤں
ایک عالم میں ہی عالم میں کہاں سے لاؤں

جو محقق ہو، مدرس ہو، مفکر بھی ہو
ایسا مفتی کہ ہر ایک گوشے پہ ماہر بھی ہو
جو محدث ہو، تو قرآں کا مفسر بھی ہو
خوبیوں کا ہو جو سنگم میں کہاں سے لاؤں

نائب مفتیٔ اعظم میں کہاں سے لاؤں
ایک عالم میں ہی عالم میں کہاں سے لاؤں

دین وملت کا مجاہد بھی سپاہی بھی ہو
سارے اعداء پہ بیک وقت جو حاوی بھی ہو
سرور دین کی عظمت کا جو داعی بھی ہو
صاحب عزم مصمم میں کہاں سے لاؤں

نائب مفتیٔ اعظم میں کہاں سے لاؤں
ایک عالم میں ہی عالم میں کہاں سے لاؤں

مسلک اہل سنن کا جو مددگار بھی ہو
عشق سرکار سے ہر لمحہ جو سرشار بھی ہو
ہر گھڑی اس کے لئے دل سے جو تیار بھی ہو
مشکلوں میں ہو جو ہم دم میں کہاں سے لاؤں

نائب مفتیٔ اعظم میں کہاں سے لاؤں
ایک عالم میں ہی عالم میں کہاں سے لاؤں

اعلیٰ حضرت کا جو ہر وقت بجائے ڈنکا
ختم کردے نہ کہیں کلک رضا کا جھٹکا
دشمنوں کو رہے ہر آن ہی اس سے کھٹکا
اس طرح افضل واکرم میں کہاں سے لاؤں

نائب مفتیٔ اعظم میں کہاں سے لاؤں
ایک عالم میں ہی عالم میں کہاں سے لاؤں

اعلیٰ حضرت کے ہر اک لفظ کا دیوانہ ہو
حق کو باطل سے پرکھنے کا جو پیمانہ ہو
ایسا ساقی کہ جو ساقی نہیں مے خانہ ہو
عشق وعرفاں کا وہ سنگم میں کہاں سے لاؤں

نائب مفتیٔ اعظم میں کہاں سے لاؤں
ایک عالم میں ہی عالم میں کہاں سے لاؤں

کیوں نہ قربان ہوں اس ذات کی فکروفن کے
دشمنوں پر جو گرے برق رضا بن بن کے

علم کا دریا ہے جس کے قلم سے چھن کے
اپنوں پہ پیار کا شبنم میں کہاں سے لاؤں

نائب مفتیٔ اعظم میں کہاں سے لاؤں
ایک عالم میں ہی عالم میں کہاں سے لاؤں

یا خدا عارفؔ عاصی کی دعائیں سن لے
کر دے ہم سب پہ شہا اپنی عطائیں سن لے

اپنے محبوب کی امت کی صدائیں سن لے
بھیج دے پھر کوئی ہم دم میں کہاں سے لاؤں

نائب مفتیٔ اعظم میں کہاں سے لاؤں
ایک عالم میں ہی عالم میں کہاں سے لاؤں

وارث علم احمد رضا چل دیئے

علامہ سراج تابانی، کولکاتا، انڈیا

وارث علم احمد رضا چل دیئے
یعنی دنیا سے اختر رضا چل دیئے

مفتیٔ اعظم ہند کے جانشیں
مظہر حسن حامد رضا چل دیئے

جن کے دم سے تھی باغ رضا میں بہار
ہاں وہی جان باغ رضا چل دیئے

مہر چرخ فقاہت، مہ سنیت
اختر برج علم ہدیٰ چل دیئے

دیکھ کر جن کو رب یاد آتا تھا وہ
رہبر و مرشد حق نما چل دیئے

غسل کعبہ کی جن کو سعادت ملی
ہاں وہ مہمان بیت خدا چل دیئے

فخر ازہر کا جن کو ملا تھا خطاب
جن کو کہتے تھے اختر رضا چل دیئے

بیس جولائی اور سن اٹھارہ کی شام
لب پہ جاری تھا نام خدا چل دیئے

ہائے تابانیؔ یہ کیا قیامت ہوئی
قافلہ چھوڑ کر رہنما چل دیئے

کرم بندے پہ اپنے خالق ارض وسما کر دے

فرحتؔ صابری رضوی، انڈیا

کرم بندے پہ اپنے خالق ارض وسما کر دے
مرے تاج الشریعہ کو حسیں جنت عطا کر دے

رخ محبوب کی طلعت کا کر صدقہ عطا یا رب
میرے تاج الشریعہ کی لحد کو پُر ضیاء کر دے

ہماری رہبری کے واسطے شہر بریلی میں
کوئی نعم البدل پیدا میرے رب العلیٰ کر دے

رہے تاج الشریعہ کا سلامت، سایۂ رحمت
غم فرقت سے مجھ کو دور ربّ کبریا کر دے

جنہیں مہمان کعبہ تو نے اے مولیٰ بنایا ہے
انہیں کا فیض جاری رات دن، صبح ومسا کر دے

نگاہ کیمیا سے جن کی کتنے جگمگاتے ہیں
اسی با فیض در سے میری دنیا خوشنما کر دے

تجھے ہے واسطہ کل اولیاء کا خالق اکبر
تو فرحتؔ صابری کو شاعر شیریں نوا کر دے

علم وحکمت کے کوہ گراں چل دیئے

نفیسؔ صاحب

علم وحکمت کے کوہ گراں چل دیئے
اہل سنت کے روح رواں چل دیئے

جن کو تاج الشریعہ جہاں نے کہا
وہ سکون دل عاشقاں چل دیئے

مفتیوں کا بھی دل آج غمگین ہے
آج تاج سر مفتیاں چل دیئے

چھوڑ کر ہم کو روتا بلکتا ہوا
آہ تاج الشریعہ کہاں چل دیئے

سب کو جانا ہے اک دن نفیسؔ اس جگہ
جس جگہ مرشد مہرباں چل دیئے

اہلِ سنن کی آنکھ کا تارا چلا گیا

علامہ محمد سلمان رضا فریدی مصباحی، مسقط، عمان

اِس کلام میں ہر شعر کا آغاز، مرشد کے اسمِ گرامی ،،اخ ت ر--رض ا --خ ان--از ہ ری-- (اختر رضا خان ازہری) کے حروف تہجی کی ترتیب سے کیا گیا ہے، منقبت کے ساتھ مرشد کی بارگاہ میں یہ خصوصی نذرانہ بھی ہے لہٰذا یہ کلام جہاں جہاں پڑھا جائے، کوشش ہو کہ مکمل پڑھا جائے...فریدی

(ا) اہلِ سنن کی آنکھ کا تارا چلا گیا
افسوس، پاسباں وہ ہمارا چلا گیا

(خ) خستہ جگر ہے عالَمِ اسلام و سنیت
اربابِ علم وفن کا سہارا چلا گیا

(ت) تقسیم کر کے عشقِ نبی کی تجلیّاں
افسوس اب وہ ماہِ دل آرا چلا گیا

(ر) روحِ سخن، وقارِ ادب، آبروئے فن
حکمت کا اک عظیم مِنارہ چلا گیا

(ر) رونق تھی جسکے دَم سے حریمِ علوم کی
دنیا سے وہ رضا کا دلارا چلا گیا

(ض) ضربِ شدید، نجد پہ جس نے لگائی ہے
باطل سے عمر بھر جو نہ ہارا، چلا گیا

(ا) اختر میاں کو دیکھ لو جانے سے پہلے تم
کر کے وہ عاشقوں کو اشارہ چلا گیا

(خ) خوش بخت ہیں وہ جن کو زیارت ہوئی نصیب
اب وہ نہ مِل سکے گا دوبارہ، چلا گیا

(ا) اک شمع جسکے چاروں طرف عاشقوں کی بھیڑ
جس سے تھا یہ حسین نظارا، چل گیا

(ن) نورِ نظر وہ حامد و نوری کا تھا عظیم

دونوں کے بحرِ فن کا وہ دھارا چلا گیا

(ا) اللہ نے جسے کیا مجموعۂ علوم
وہ انجمن گئی، وہ ادارہ چلا گیا

(ز) زائل نہ ہوگا لوح عقیدت سے اس کا نام
تا عمر جس نے سب کو سنوارا چلا گیا

(ہ) ہر سمت اُس کے نغمۂ ہستی کی گونج ہے
اپنا بناکے سب کو، وہ پیارا چلا گیا

(ر) رحمت ہو اُس کی قبر پہ ربِّ غفور کی
جس نے جمالِ حق کو نکھارا چلا گیا

(ی) یزداں کے فیصلے پہ فریدیؔ کا سر ہے خم
صد آہ! قلبِ عشق کا پارہ چلا گیا

سونا سونا لگ رہا ہے آپ کے جانے کے بعد

غلام رسول قادری رضوی، مکرانوی، انڈیا

سونا سونا لگ رہا ہے آپ کے جانے کے بعد
دل نہیں لگتا یہاں پر آپ کے جانے کے بعد

دل کو دہلا دینے والی جب خبر مجھ کو ملی — خوب رویا پھوٹ کر آپ کے جانے کے بعد
مسلک احمد رضا کے سچے محافظ آپ تھے — اب میرے مسجد رضا ہیں آپ کے جانے کے بعد
تاج الشریعہ کے سبھی عشاق جب رونے لگے — آسماں بھی رو پڑا آپ کے جانے کے بعد
میری آنکھیں تھیں منور آپ کے دیدار سے — ہو گئیں نم ناک آنکھیں آپ کے جانے کے بعد

ہو نگاہِ کرم غلام رسول پر اختر رضا
کون ہے اب اس کا حامی آپ کے جانے کے بعد

وارثِ علم احمد رضا چل دیئے

فرحتؔ صابری رضوی، انڈیا

وارثِ علم احمد رضا چل دیئے
خلد میں شاہ اختر رضا چل دیئے

مفتیٔ اعظم ہند کے جانشین
شاہ حامد رضا کی دعا چل دیئے

غوث اعظم کی زندہ کرامت ہیں وہ
مظہرِ غوث و خواجہ پیا چل دیئے

آسمان ولایت کے ماہِ مبیں
شاہ نوری میاں کی عطا چل دیئے

جس کی تعمیر بے مثل ہے ہند میں
قوم کو دے کے وہ جامعہ چل دیئے

جن کو مہمانِ کعبہ بنایا گیا
وہ چراغِ رضا کی ضیا چل دیئے

اب نہ تاج الشریعہ ملیں گے کبھی
وہ بہت دور دارِ بقا چل دیئے

آنسوؤں سے اے فرحتؔ کرو یہ رقم
حکم رب سے جو آئی قضا چل دیئے

ہو کے بے تاب اختر رضا چل دیے

علامہ سید محمد ہاشمیؔ رضوی سراجی، ممبئی، انڈیا

ہو کے بے تاب اختر رضا چل دیے
کرنے دید رخ مصطفیٰ چل دیے

تھام کر دامن مصطفیٰ چل دیے
سوئے فردوس اختر رضا چل دیے

وقت مغرب اذاں کی جب آئی صدا
اللہ اللہ سنا، اور کہا، چل دیے

تھی تہجد گزاری کی رخ پر چمک
زہد کی دل میں لے کر ضیا چل دیے

مفتیٔ اعظم ہند کے جانشیں
متقی، عابد و پارسا چل دیے

دل کی مسجد میں پہلی سی رونق کہاں
مقتدی رو پڑے، مقتدیٰ چل دیے

جو فقیہ و مفسر، محدث بھی تھے
ہاں! سمندر وہی علم کا، چل دیے

جسمیں جلوے طریقت شریعت کے تھے
اعلیٰ حضرت کا وہ آئینہ چل دئے

اہل سنت کو، تاج الشریعہ مرے
دے کے انعام عسجد رضا چل دئے

ناز کرتا ہے ''ازہر'' پہ ہر ازہری
جن پہ ازہر کو بھی ناز تھا، چل دئے

''زندگی ہے نبی کی، نبی کے لئے''
یہ بتا کر ہمیں فلسفہ چل دئے

جام عشق رضا اب پلائے گا کون؟
چھوڑ کر ساقئ میکدہ چل دئے

رہروان محبت کو ہر موڑ پر
جو دکھاتے رہے راستہ، چل دئے

مرکز اہل سنت بریلی شریف
کہہ رہا ہے، رضا کی، رضا چل دئے

ہاشمیؔ رضوی دل کیوں نہ مغموم ہو
درد دل سے تھے جو آشنا، چل دئے

علم کا کوہِ گراں، تقویٰ کا دریا چل دیئے

علامہ سراج تابانی کولکاتا، انڈیا

علم کا کوہِ گراں، تقویٰ کا دریا چل دیئے
دہر سے اختر رضا تاج الشریعہ چل دیئے

سات ذی قعدہ مطابق بیس جولائی کی شام
بعد مغرب کہتے کہتے اللہ اللہ چل دیئے

جب غمِ ہجرِ نبی حد سے بڑھا تو دفعتاً
کعبے کے کعبہ سے ملنے ضیف کعبہ چل دیئے

وارثِ علمِ رضا خاں، مظہرِ حامد رضا
انتخابِ نائب غوثِ زمانہ چل دیئے

جو تھے میرے مفتیٔ اعظم کے سچے جانشیں
فخر ملت، فخر دیں وہ فخر تقویٰ چل دیئے

نام اسماعیل جن کا عرف تھا اختر رضا
کر کے روشن بستی بستی قریہ قریہ چل دیئے

جن کا چہرہ دیکھ کر روتے ہوئے بھی ہنس پڑے
سونپ کر آنکھوں کو وہ اشکوں کا دھارا چل دیئے

قلب وجاں پر جیسے بجلی سی گری جب یہ سنا
میرے مرشد، میرے ماویٰ، میرے ملجا چل دیئے

ہائے یہ کیا ہو گیا؟ تابانی! کیسے ناگہاں؟
چھوڑ کر ہم سب کو وہ روتا بلکتا چل دیئے

پیر طریقت تاج شریعت

مولانا فضل احمد آصفؔ رضا اختر القادری، کراچی، پاکستان

پیر طریقت تاج شریعت
رہبر ملت تاج شریعت

دے کر ہم کو دردِ فرقت — ہو گئے رخصت تاج شریعت
ذو قعدہ کی ساتویں تاریخ — ہو گئے رخصت تاج شریعت
اللہ اکبر جاری لبوں پر — وقت رحلت تاج شریعت
اپنے عسجد پر تم رکھنا — نظر عنایت تاج شریعت

روزِ محشر آصفؔ کی بھی
کرنا شفاعت تاج شریعت

آپ تشریف لاتے تو کیا بات تھی

دلشادؔ صاحب

آپ تشریف لاتے تو کیا بات تھی
اپنا جلوہ دکھاتے تو کیا بات تھی

یوں تو منبر پہ تھے عالم دیں بہت — آپ محفل میں آتے تو کیا بات تھی
ہو کے جلوہ نما منبرِ نور پر — آپ جو مسکراتے تو کیا بات تھی
بن کے مہتاب تاروں کے جھرمٹ میں یوں — آپ جو جگمگاتے تو کیا بات تھی
جشن عرس رضا عاشقانِ رضا — آپ کے سنگ مناتے تو کیا بات تھی
لے کے دامن کو ہاتھوں میں اپنے شہا — حال دل ہم سناتے تو کیا بات تھی

اپنی میٹھی نظر سے جو دلشادؔ کے
دل کو ٹھنڈک دلاتے تو کیا بات تھی

عجب ہی ان کا رہا رابطہ مدینے سے

عباس عدیمؔ قریشی

عجب ہی ان کا رہا رابطہ مدینے سے
وفا مدینے سے، حسنِ ولا مدینے سے

اجل تو شہرِ بدن سے نکال پائی ہے
ہنوز نکلے نہ اخترؔ رضا مدینے سے

نبی کا عاشقِ صادق بھلا مرا ہے کہیں؟
جسے ملی ہو متاعِ دعا مدینے سے

رضا کے برج کا وہ اخترِ بلند اختر
دکھوں کی لینے گیا ہے دوا مدینے سے

یہ کہہ کے نکلا بریلی سے میں مدینے چلا
''ہر ایک دکھ کی ملے گی دوا مدینے سے''

عدیمؔ! تاجِ شریعہ کے جد کی نسبت نے
ہمیں بھی ربط میں رکھا سدا مدینے سے

عشقِ نبی کی شمع جلا کر کے چل دیئے

مولانا عارفؔ برکاتی صاحب

عشقِ نبی کی شمع جلا کر کے چل دیئے
ہر قلب کو مدینہ بنا کر کے چل دیئے

ہر آنکھ اشکبار ہے ہر قلب مضطرب
جلوہ کچھ اس طرح سے دکھا کر کے چل دیئے

ہے کون اپنا اور پرایا ہے کون کون
پہچان ان سبھوں کی بتا کر کے چل دیئے

تنہا مقابلہ کیا ہر اک محاذ پر
سب کو درِ رسول دکھا کر کے چل دیئے

جب مسلکِ رضا پہ کسی نے کیا سوال
دنداں شکن جواب عطا کر کے چل دیئے

عارفؔ لو کر لو آخری دیدار شیخ کا
نوری کے نور میں وہ نہا کر کے چل دیئے

جب گئے تاج الشریعہ آسماں رونے لگا

مولانا سید قیصر خالد صاحب فردوسی، دہلی، انڈیا

جب گئے تاج الشریعہ آسماں رونے لگا
آپ کی رحلت پہ سنگِ آستاں رونے لگا

جانشین مفتیٔ اعظم کے جانے کی خبر
سنتے ہی ہر سو ہجوم عاشقاں رونے لگا

فرطِ غم میں ڈوب کر ہے ہر کلی آج اشکبار
تازہ گل مرجھا گئے یہ گلستاں رونے لگا

ہو گئی سونی بریلی شہر کی ہر اک گلی
آپ کیا رخصت ہوئے سوداگراں رونے لگا

ازہری مہمان خانہ بن گیا جنت نشاں
آپ کو دامن میں پا کر بے زباں رونے لگا

آپ کے قدموں کی خوشبو سے معطر جو رہا
وہ مرے تاج الشریعہ کا مکاں رونے لگا

یادگار حجۃ الاسلام قیصرؔ کیا گئے
غم میں دیوانہ جہاں بھی تھا وہاں رونے لگا

مصطفیٰ کی ضیاء شاہ اختر رضا

نواسۂ حضور مفتیٔ اعظم خلیفہ حضور تاج الشریعہ محمد نویدؔ رضا خاں قادری۔ خانقاہ قادریہ رضویہ ممبئی

مصطفیٰ کی ضیاء شاہ اختر رضا
عارفِ باصفا شاہ اختر رضا

رونق ازکیاء شاہ اختر رضا
بہجتِ اصفیاء شاہ اختر رضا

تیرے دیدار سے آتی ہے برملا
یادِ ذاتِ خدا شاہ اختر رضا

فیضِ احمد رضا کر دے مجھ کو عطا
ہو یہ کھوٹا کھرا شاہ اختر رضا

حسنِ صورت تری حسنِ سیرت تری
طوطیٔ خوش نوا شاہ اختر رضا

حاسدوں سے رہوں باحفاظت، مجھے
دیجئے یہ دعا شاہ اختر رضا

مصطفیٰ خاں رضا سے تو روشن ہوا
ظلِ احمد رضا شاہ اختر رضا

خوفِ محشر سے کیوں نہ اماں ہو نویدؔ
ہے ترا مقتدا شاہ اختر رضا

عظمتِ تاج شریعت دیکھ لو

عارفؔ صاحب

عظمتِ تاج شریعت دیکھ لو
رفعتِ بدرِ طریقت دیکھ لو

دیکھ لو شان ولایت دیکھ لو
اعلیٰ حضرت کی کرامت دیکھ لو

پیکر صبر وقناعت دیکھ لو
دیکھ لو جبل عزیمت دیکھ لو

آں کہ شد محبوب درعرب وعجم
قربِ حق کی یہ ضمانت دیکھ لو

ہو گئے رب کے تو رب ان کا ہوا
جلوۂ سامان رحمت دیکھ لو

رونق باغِ رضا، باغِ سنن
تاجدارِ اہلسنت دیکھ لو

چھوڑ کر ہم کو چلے سوئے جناں
آہ! آئی ہے قیامت دیکھ لو

دیکھ لو کس شان سے اختر چلے
سوئے مولیٰ، سوئے جنت دیکھ لو

حسرتِ رفتن ہمیں ہو گی مگر
اُن کے چہرے کی مسرت دیکھ لو

عاشقوں کے دل کی دھڑکن بن گئے
رب نے دی ہے کیسی عزت دیکھ لو

دیکھ لو شان بقا، شان فنا
ظاہر و باطن کی عظمت دیکھ لو

سفرِ آخر نے ہمیں بتلا دیا
مصطفیٰ کی ہیں امانت دیکھ لو

فیض ان کا چار سو آیا نظر
عاشق سرور کی طاقت دیکھ لو

کل بھی تھے وہ بدرِ کامل بالیقیں
آج بھی ہیں ماہِ طلعت دیکھ لو

عاشق بدر الدجیٰ، خیر الوریٰ
جامع سنت کی شوکت دیکھ لو

نائب سرکارِ دیں، اختر رضا
غوثِ اعظم کی عنایت دیکھ لو

اپنی آنکھوں سے ہٹا کر کے حجاب
آج مارہرہ کی برکت دیکھ لو

جھولیاں بھر لو مرادوں سے سبھی
غوث وخواجہ کی سخاوت دیکھ لو

جامِ عشقِ مصطفیٰ جو دے گئے
ساقئ بزم محبت دیکھ لو

جو سکونِ دل، سکونِ جان ہے
ازہری میاں کی تربت دیکھ لو

اہل حق کی دیکھ لو شادابیاں
اور باطل کی بھی خجلت دیکھ لو

بدعقیدو کر کے توبہ تم بھی اب ہو اگر چشم بصیرت دیکھ لو

ہے ترا عارفؔ بھی اے نورِ رضا

اک نظر اس کی عقیدت دیکھ لو

لحد کر دے وسیع ان کی، گلستانِ جناں کر دے

ابو الصدف محمد عبد القادر رضوی ممبئی، انڈیا

لحد کر دے وسیع ان کی گلستان جناں کر دے

خدایا نورسے تربت کو مثل کہکشاں کر دے

شفاعت سے نبی کی بہرہ ور کر دے انھیں یارب کرم کی انتہائیں اور لطف بیکراں کر دے

جہاں پر پیارے آقا کی رفاقت ہو انھیں حاصل وہاں فردوس کی وادی کو انکا آشیاں کر دے

سراپا اپنی رحمت کی ردا میں ڈھانپ دے یارب

محل یاقوت و مرجاں کا گلو کے درمیاں کر دے

تیری عظمت تیری رفعت پہ ہے قرباں میرے اختر

امیر حمزہ نظامیؔ رانچوی، انڈیا

تیری عظمت تیری رفعت پہ ہے قرباں میرے اختر

یہ مال و زر، یہ میرا دل، یہ میری جاں میرے اختر

زمانہ مانے نہ مانے ہمیں پرواہ نہیں اس کی رہے گا اہلسنت پر تیرا احساں میرے اختر

ملا ہے آپ کو اللہ کے محبوب کا صدقہ ہے جاری دین احمد پر تیرا احساں میرے اختر

ہمیں اس دور میں سرکار تم نے ہی سنبھالا ہے یہی کہتا ہے ہر اک صاحب ایماں میرے اختر

یوں ہی کہتی نہیں تاج الشریعہ آپ کو دنیا ملا ہے آپ کو سرکار کا فیضاں میرے اختر

بنے تھے آپ دولہا اور باراتی کروروں تھے تیرے گستاخ تھے یہ دیکھ کر حیراں میرے اختر

ہر اک لمحہ مریدوں کی حفاظت آپ نے کی ہے

نظامیؔ کیوں نہ ہو پھر آپ پر قرباں میرے اختر

اوروں سے کیا غرض مجھے بہتر ہے سامنے

علامہ مفتی آفتاب قاسم قادری رضوی نوری

اوروں سے کیا غرض مجھے بہتر ہے سامنے
فیضِ رضا کی شکل میں اختر ہے سامنے

مرشد کو جب کہ پایا تھا روضے کے روبرو
تب حالِ دل سنایا تھا روضے کے روبرو

اختر رضا حضور کے در کے فقیر ہیں
اس واسطے وہ اہلِ سُنن کے امیر ہیں

جُز اختر رضا کوئی بتلائے ہم نشیں
جو غم میں ساتھ دے سکے ایسا بھی ہے کہیں

اس دورِ پُرفتن میں کریں کس پہ اب یقیں
رہبر جو اپنے خاص تھے اب وہ رہے نہیں

دل پہ تمہاری یاد کا پہرہ ہو ہر گھڑی
نظروں کے سامنے رخِ زیبا ہو ہر گھڑی

بچنا اگر ہے حشر میں نارِ جحیم سے
اے آفتابؔ لو لگا شیخِ کریم سے

تیری مدد کو آئیں گے وہ ایک آہ میں
اے آفتابؔ دل بچھا مرشد کی راہ میں

ہیں مفسر کے پسر اختر رضا

سید خادم رسول عینی، انڈیا

ہیں مفسر کے پسر اختر رضا
بن گئے خود باہنر اختر رضا

تھے عمل سے عاشق خیر الوریٰ
عمر بھر ہاں عمر بھر اختر رضا

کہہ رہی ہیں ان کی تصنیفات خود
ہیں قلم کے تاجور اختر رضا

جس نے ان کو سن لیا وہ کہہ اٹھا
ہیں خطیب با اثر اختر رضا

عالم فانی سے جنت کی طرف
ہو گئے محو سفر اختر رضا

کالی کملی جیسے فقروں سے ہمیں
کر گئے ہیں باخبر اختر رضا

"نوری چادر کہیئے آقا کے لئے"
کہہ گئے یہ معتبر اختر رضا

کہہ رہی ہے عینی ساری کائنات
مستند ہیں معتبر اختر رضا

فخر دیں، فخر وطن اختر رضا جنت گئے

عبید الرضا عبد الہادی خان رضوی کمناوی۔ سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ رضویہ، وارانسی، انڈیا

فخر دیں، فخر وطن اختر رضا جنت گئے
علم کے کوہ محن اختر رضا جنت گئے

وارث علم رضا، تاج الشریعہ باصفا
زینت ارض وزمن اختر رضا جنت گئے

جن کا فتویٰ، جن کا تقویٰ باعث تقلید تھا
وہ فقیہ دین من اختر رضا جنت گئے

جن کے علم وفن کا ڈنکا ہر طرف بجتا رہا
وہ امام علم وفن اختر رضا جنت گئے

ان کو دنیا محو حیرت دیکھتے ہی رہ گئی
اور وہ لعل یمن اختر رضا جنت گئے

جن کی شعر وشاعری تھی پیکر عشق نبی
وہ شہ شعر وسخن اختر رضا جنت گئے

وقت کے رازی، غزالی، ملت بیضا کی شان
قامع بیخ فتن اختر رضا جنت گئے

جو سراپا عشق تھا اور مرکز اسرار عشق
معدن سرّ وعلن اختر رضا جنت گئے

رہنما ورہبران حق کو جن پر فخر تھا
فخر از ہر خوش سخن اختر رضا جنت گئے

جو چمن کی جان تھا اور بوئے گل روح چمن
ہائے وہ بوئے چمن اختر رضا جنت گئے

فضل حق سے بیمثال وبے بدل تھی جنکی ذات
ہائے وہ درعدن اختر رضا جنت گئے

صاحب علم لدنی فقہ وفتویٰ کے امین
غواص بحر علم وفن اختر رضا جنت گئے

دین وملت کے نگہباں ناشر دین حنیف
نور نظر پنج تن اختر رضا جنت گئے

حاسد وفاسق نگاہیں خیرہ تھیں جن کے حضور
شمع حق نوری کرن اختر رضا جنت گئے

ان کا حاسد جل رہا ہے اور جلے گا عمر بھر
نوری صورت نوری تن اختر رضا جنت گئے

رضوی جنکی ذات سے ہوتے رہے سب فیضیاب
وہ شہ شیریں سخن اختر رضا جنت گئے

اختر برج ولایت سوئے جنت چل دیئے

حامدؔ صاحب

اختر برج ولایت سوئے جنت چل دیئے
نائب ختم رسالت سوئے جنت چل دیئے

نیر چرخ فقاہت سوئے جنت چل دیئے
آبروئے اہل سنت سوئے جنت چل دیئے

وارث علم رضا اور جانشین مصطفیٰ
رہبر راہ ہدایت سوئے جنت چل دیئے

صاحب علم وبصیرت نکتہ سنج ونکتہ داں
تاجدار علم وحکمت سوئے جنت چل دیئے

جن کے آگے دست بستہ وقت کے سب کروفر
آہ! وہ قاضئ ملت سوئے جنت چل دیئے

یاخدا اب ہم مسائل لے کے کس در پر چلیں
اب تو وہ تاج شریعت سوئے جنت چلدیئے

جن سے صلح کلیت، دیوبندیت تھراگئی
آہ! عکس اعلیٰ حضرت سوئے جنت چل دیئے

"مرگ انبوہ جشنے دارد" پوری دنیا کہ اٹھی
جب مرے پیر طریقت سوئے جنت چلدیئے

ڈھونڈھتے پھرتے رہوگے اب نہ ان سا پاؤ گے
چھوڑ کر ہم سب کو حضرت سوئے جنت چلدیئے

اے فلک تو ہی بتا اب صبر حامدؔ کیا کرے
وقت کے جب اعلیٰ حضرت سوئے جنت چل دیئے

اہل حق کے رہنما اختر رضا خاں ازہری

علامہ اشرف رضا اشرف قادری سبطینی، ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف، انڈیا

اہل حق کے رہنما اختر رضا خاں ازہری
سنیت کے مقتداء اختر رضا خاں ازہری

بزم افتاء کی ضیاء اختر رضا خاں ازہری
زینت دار القضاء اختر رضا خاں ازہری

اعلیٰ حضرت کی دعا اختر رضا خاں ازہری
مظہر حامد رضا اختر رضا خاں ازہری

آپ کا دنیا سے جانا اس صدی کا بالیقیں
ہے بڑا اک سانحہ اختر رضا خاں ازہری

وقت آخر لب پہ تھی اللہ اکبر کی صدا
یہ بھی ہے فضل خدا اختر رضا خاں ازہری

آپ کی رحلت ہے ملت کے خسارے کا سبب
شک نہیں اس میں ذرا اختر رضا خاں ازہری

یہ جنازہ دیکھنے کے بعد ثابت ہو گیا
آپ کی ہستی ہے کیا اختر رضا خاں ازہری

دور حاضر میں کہیں بھی دور تک ملتا نہیں
آپ جیسا پیشوا اختر رضا خاں ازہری

غسل کعبہ کے حوالے سے ہوئی جب گفتگو
نام آیا آپ کا اختر رضا خاں ازہری

خاندان رضویت کی آبرو بھی آپ ہیں
مرحبا صد مرحبا اختر رضا خاں ازہری

ہے دعا گو اشرفؔ خستہ لحد پر آپ کی
برسے رحمت کی گھٹا اختر رضا خاں ازہری

رازِ ہستی سے آگاہ اختر رضا

علامہ جمال انورؔ رضوی، کلیر، انڈیا

رازِ ہستی سے آگاہ اختر رضا
راہِ حق آپ کی راہ اختر رضا

جاہ والے تمہیں اپنا آقا کہیں
تم ہوئے ایسے ذی جاہ اختر رضا

جانِ افتاء ہو تم شانِ تقویٰ ہو تم
علم و فن کے شہنشاہ اختر رضا

دیکھ کر شان تیری اکابر کہیں
واہ اختر رضا واہ اختر رضا

اہل علم و دیانت میں ممتاز تھے
جیسے تاروں میں ہو ماہ اختر رضا

اہل دنیا سے ہر دم رہا بے نیاز
رب کی مرضی تری چاہ اختر رضا

مفتیٔ اعظم ہند کا آئینہ
شاہ اختر رضا شاہ اختر رضا

ہار سکتا نہیں مکر شیطاں سے وہ
جو چلے آپ کی راہ اختر رضا

کہہ رہی ہے زمانے کی دیوانگی
تجھ سے راضی ہے اللہ اختر رضا

تھی تیری دید آرام جاں کا سبب
تیری رحلت ہے جانکاہ اختر رضا

چشم و دل جن کی طلعت سے تھے نور نور
دور ہم سے ہوئے آہ اختر رضا

روئے عسجد رضا دیکھ انورؔ تجھے
پھر نظر آئیں گے شاہ اختر رضا

حضرت تاج الشریعہ کا جنازہ دیکھ کر

مولانا فرحت صابری رضوی، سیتامڑھی، انڈیا

حضرت تاج الشریعہ کا جنازہ دیکھ کر
آنکھ بھر آئی ہے ملت کا خسارہ دیکھ کر

جانشین مفتیٔ اعظم جہاں میں کون تھا
محو حیرت ہے جہاں ان کا نصیبہ دیکھ کر

علم وحکمت کا سمندر ان کی ہر تحریر ہے
دنگ ہیں سب لوگ یہ علمی اثاثہ دیکھ کر

مسکرا کر مفتیٔ اعظم ہند بولے مرحبا
حضرت اختر رضا کا پہلا فتویٰ دیکھ کر

جامعہ ازہر سے پڑھ کر آئے جب اختر رضا
خوش تھے نانا جان خود ناتی کا چہرہ دیکھ کر

بعد رحلت پڑھ رہے تھے لوگ بس صل علیٰ
آپ کے ماتھے پہ نورانی پسینہ دیکھ کر

جی میں آتا ہے کہ بس ''کوما'' میں ان کو بھیج دوں
صلح کلی کا زمانے میں رویہ دیکھ کر

آہ پھر نہ دیکھ پائیں گے اُنھیں فرحتؔ کبھی
جھومتے تھے جن کی ہم صورت ہمیشہ دیکھ کر

حسنِ صورت نیک سیرت سیدی اختر رضا

ابوحنیفہ عبداللہ حسانؔ اختر القادری

حسنِ صورت نیک سیرت سیدی اختر رضا
اور سراپا ہیں کرامت سیدی اختر رضا

اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام کے وارث ہو تم
مصطفیٰ کی ہے نیابت سیدی اختر رضا

نائبِ غوث و رضا و بوحنیفہ بے شبہ
رب کی ہے تم پر عنایت سیدی اختر رضا

آپ کا جانا ہے چاہنے والوں پر کوہِ گراں
دے گئے تم داغِ فرقت سیدی اختر رضا

اس بنا پر چل دیے تم باغِ جنت میں شہا
''قادری'' کو ہے بشارت سیدی اختر رضا

آپ کی تربت پہ بارش نور کی ہوتی رہے
نیز پیہم برسے رحمت سیدی اختر رضا

ہے زمین وآسماں والوں میں عظمت آپ کی
آپ کو دی رب نے عزت سیدی اختر رضا

کر رہے ہیں ہر گھڑی اپنے مریدوں پر کرم
شفقت ونظرِ عنایت سیدی اختر رضا

تھی سعادت دید کی مجھ کو بھی حاصل آپ کی
خواب میں اب ہو زیارت سیدی اختر رضا

مرتے دم تک، اس پہ قائم، میں رہوں، کیجے مدد
آپ سے جو کی تھی بیعت سیدی اختر رضا

حضرتِ اعلیٰ کے مسلک پر رہیں قائم مرید
کیجیے سب کی اعانت سیدی اختر رضا

سیدی عسجد رضا سے ہر گھڑی ہر آن اب
ہو ادا حق نیابت سیدی اختر رضا

ہے خلافت جن کو حاصل دنیا بھر میں، وہ کریں
دین کی بے لوث خدمت سیدی اختر رضا

دو جہاں میں کامیاب و شاد ہو، یہ ہے دعا
خاندانِ اعلیٰ حضرت سیدی اختر رضا

ہو کراچی والوں پہ نظر کرم کہ ہے انہیں
پھر "تراب الحق" کی حاجت سیدی اختر رضا

بوحنیفہ، غوث اعظم کے گروہ میں، ہو کرم!
میں اٹھوں روزِ قیامت سیدی اختر رضا

"گر قبول افتد زہے عز و شرف" یا مرشدی
پیشِ خدمت ہے یہ مدحت سیدی اختر رضا

جامِ عشقِ مصطفیٰ حسانؔ کو کیجے عطا
ساتھ ہو تقوے کی دولت سیدی اختر رضا

مقام و مرتبہ اعلیٰ میرے تاج الشریعہ کا

نور محمد حسنی قادری، جامعہ خدیجہ للبنات پورنپور پیلی بھیت یوپی انڈیا

مقام و مرتبہ اعلیٰ میرے تاج الشریعہ کا
زمانے نے پڑھا خطبہ میرے تاج الشریعہ کا

بہت محبوب تھے مقبول تھے ہر دل کی تھے دھڑکن
قصیدہ پڑھتی ہے دنیا میرے تاج الشریعہ کا

علوم اعلیٰ حضرت کے یقیناً آپ ہیں وارث
صداقت پہ ہے ہر فتوی میرے تاج الشریعہ کا

وقار اہل سنت آبروئے دین و سنت تھے
بدل کوئی نہیں دکھتا میرے تاج الشریعہ کا

ہجوم اتنا جنازے میں کسی کے ہم نے نہ دیکھا
ہے بعد موت یہ جلوہ میرے تاج الشریعہ کا

بریلی جب پہونچتا ہوں انہیں محسوس کرتا ہوں
یہ آنکھیں تکتی ہیں رستہ میرے تاج الشریعہ کا

ہے دیکھا آپ کو جس نے یہی کہتا نظر آئے
بڑا پر نور تھا چہرہ میرے تاج الشریعہ کا

چراغ علم و حکمت سے دل حسنی رہے روشن
الٰہی کر عطا صدقہ میرے تاج الشریعہ کا

عاشق خیر الوریٰ اختر رضا خاں قادری

مفتی ڈاکٹر محمد اشرف آصفؔ جلالی صاحب، لاہور، پاکستان

عاشق خیر الوریٰ اختر رضا خاں قادری
ایک مرد حق نما اختر رضا خاں قادری

آسمان اہل سنت کے وہ خورشید کمال — قلزم فکرِ رضا اختر رضا خاں قادری
جن کے چہرے کی تجلی سے عیاں حسنِ رضا — مظہر احمد رضا اختر رضا خاں قادری
جن کی عظمت کے ہوئے عرب و عجم بھی معترف — وہ امامِ دلربا اختر رضا خاں قادری
مسند رشد و ہدایت کے نرالے تاجور — وہ شریعت کی صدا اختر رضا خاں قادری
کتنے طوفانوں کا رخ بدلہ تھا ان کے علم نے — اہلِ حق کا دبدبہ اختر رضا خاں قادری
ناز کرتے ہیں غلامان رضا جس نام پر — وہ مفکر و پیشوا اختر رضا خاں قادری

مقتدی تھے جن کے آصفؔ مقتدیٰ بھی چارسو
وہ سبھی کے رہنما اختر رضا خاں قادری

قسم کھا کر میں کہہ دوں گا مقدس ذات ہے ان کی

علامہ اشرف رضا اشرف قادری سبطینی، ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف، انڈیا

قسم کھا کر میں کہہ دوں گا مقدس ذات ہے ان کی
نرالا طور ہے ان کا نرالی بات ہے ان کی

ہضم مقبولیت ان کی نہیں ہوتی تھی حاسد کو — انوکھی قدر دانی بے طرح چبھتی تھی حاسد کو
مگر وہ کر بھی کیا سکتے تھے بس جلتے رہے ہر دم — رہے پیہم چمکتے جانشین مفتیٔ اعظم
کبھی بھی حق بیانی سے نہیں پیچھے ہٹے اختر — تھی ان کی حق بیانی حاسدوں کے واسطے خنجر

یہی تو اعلیٰ حضرت کے قبیلے کی نشانی ہے
جو حق ہے اسکو حق کہنا یہ شیوہ خاندانی ہے

بندۂ رحمٰن تھے اختر رضا

علامہ مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی، صدر فخر از ہر دار الافتاء، ہاسپیٹ، انڈیا

بندۂ رحمٰن تھے اختر رضا

صاحب ایمان تھے اختر رضا

اہل حق کی شان تھے اختر رضا — سنیت کی جان تھے اختر رضا

ہر مرید باوفا کے واسطے — باعث غفران تھے اختر رضا

اجتہادی شان کے مالک رہے — وقت کے نعمان تھے اختر رضا

اہل فن شعر وسخن کے تاجور — ہند کے حسان تھے اختر رضا

ان کے در پر حل ہوا ہر مسئلہ — مخزن فرزان تھے اختر رضا

اپنے موقف پر رہے ثابت قدم — عزم کے چٹان تھے اختر رضا

زہد وتقویٰ سے عبارت زندگی — نازش عرفان تھے اختر رضا

اس نے حق کی آبرو کو رکھ لیا — رحمت یزدان تھے اختر رضا

عاشق خیر الوریٰ ہر دل عزیز — نیّر چشمان تھے اختر رضا

مسلک احمد رضا کے ترجمان — حامدی سنتان تھے اختر رضا

مفتیٔ اعظم کے گلشن کا گلاب — قادری فیضان تھے اختر رضا

اہل باطل سے کبھی بھی نہ ڈرے — شیر ہندوستان تھے اختر رضا

خوب تھا تاج شریعت کا لقب — حامل قرآن تھے اختر رضا

اللہ اللہ نوری صورت دیکھئے — چاند سا تابان تھا اختر رضا

لوگ کہتے استقامت کا پہاڑ — اتنے وہ ذیشان تھے اختر رضا

علم وحکمت فکر وفن کا آسمان — متقی انسان تھے اختر رضا

دین پر کوئی شکن لائے نہیں — خنجر منان تھے اختر رضا

مرتضیٰ، عثمان، بوبکر وعمر — ان کے بس غلمان تھے اختر رضا

جزئیات وکلیات دین کا — دلنشیں جزدان تھے اختر رضا

جب مسائل میں الجھ جاتا قدم — آخری میزان تھے اختر رضا

حق و باطل کی گھٹا کے درمیاں
بالیقیں فرقان تھے اختر رضا

فیصلہ ممکن نہیں ہوتا جہاں
اس جگہ پیمان تھے اختر رضا

ارفع و اعلیٰ گھرانہ ذونسب
خاندانی خان تھے اختر رضا

مرکزی دارالقضا کے آفتاب
دین کے برھان تھے اختر رضا

بجھ گئے ہیں سب چراغ دشمناں
پیکر لمعان تھے اختر رضا

جب مؤذن نے کیا آغاز آذاں
ذاکر حنان تھے اختر رضا

اللہ اللہ کہتے کہتے چل بسے
دین کی پہچان تھے اختر رضا

خون کے آنسو رلا کر چل دیئے
دین کے دربان تھے اختر رضا

زخم پر مرہم لگائے کون اب
درد کے درمان تھے اختر رضا

تم نے فرحتؔ صاف بالکل کر دیا
علم کے سلطان تھے اختر رضا

چھوڑ کر اہل چمن کو فخر ازھر چل بسے

علامہ مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی، صدر فخر ازہر دارالافتاء، ہاسپیٹ، انڈیا

چھوڑ کر اہل چمن کو فخر ازھر چل بسے
غمزدہ کر کے زمن کو فخر ازھر چل بسے

خون کے آنسو بہاتے ہیں زمین و آسماں
کر کے سونا انجمن کو فخر ازھر چل بسے

عاشقان باوفا ہیں اب یتیمی کے شکار
کر کے ساکت ہر دہن کو فخر ازھر چل بسے

عالم اسلام ہے رنج و الم میں اشکبار
لے کے خوشیوں کی کرن کو فخر ازھر چل بسے

فقہ و افتا کے چمن کی رونقیں مفقود ہیں
ساتھ لے کے علم وفن کو فخر ازھر چل بسے

منتظر تھا دید کو گھر پر غلام بے نشان
دے کے دکھ میری نین کو فخر ازھر چل بسے

موت عالِم موت عالَم کا نظارہ دیکھنا
اوڑھ کر فرحتؔ کفن کو فخر ازھر چل بسے

ہے کتنا مرتبہ اعلیٰ مرے تاج الشریعہ کا

اختر معصومی، بلرام پور، انڈیا

ہے کتنا مرتبہ اعلیٰ مرے تاج الشریعہ کا
جسے دیکھو ہے دیوانہ مرے تاج الشریعہ کا

عقیدت سے محبت سے بریلی جو بھی جائیگا
یقینا پائیگا صدقہ مرے تاج الشریعہ کا

کوئی نجدی وہابی اس سے کیا نظریں ملائیگا
جو دل سے ہو گیا شیدا مرے تاج الشریعہ کا

تڑپ جاتا ہے دل اس کا برسنے لگتی ہیں آنکھیں
وہ جس نے دیکھا ہے چہرہ مرے تاج الشریعہ کا

طفیل غوث و خواجہ و رضا اور مفتیٔ اعظم
چلے گا حشر تک سکہ مرے تاج الشریعہ کا

دیوانہ ہوں دیوانہ ہوں مرے سرہانے رکھ دینا
مرے احباب بس شجرہ مرے تاج الشریعہ کا

ہے ایسا کون وہ عاشق جو اٹھ کے آج محفل میں
لگائے زور سے نعرہ مرے تاج الشریعہ کا

درو دیوار روتے ہیں غم مرشد میں اے اختر
کوئی دیکھے تو کاشانہ مرے تاج الشریعہ کا

اے شہ تاج الشریعہ جان من

محمد اختر کوکب بریلوی، دار العلوم منظر اسلام، بریلی شریف، شریف انڈیا

اے شہ تاج الشریعہ جان من
تیرے جانے سے ہوا بے جان تن

اے شہنشاہ جہان علم و فن
تجھ پہ قرباں میرا من اور میرا تن

ماورائے فکر تیری عظمتیں
کس کو ہے تجھ میں مجال دم زدن

مجمع البحرین تیری ذات تھی
مسلک احمد رضا پر گامزن

کفر کو چھانٹا، جِلایا دین کو
ماحئ بدعت ہے تو محئ سنن

تو نے اللہ احد کی ضرب دی
کفر کو پیدا نہیں گور و کفن

گردش ایام گردن خم کریں
ماتھے پہ کافی تھی بس ادنیٰ شکن

حیطۂ تحریر سے تو ماسوا
کیا لکھوں حیران ہے میرا ذہن

لفظ قاصر ہیں تیرے اوصاف سے
ذات واحد تھی سراپا انجمن

موت عالم موت عالم واقعی
فلسفہ سمجھا گئے شاہ سخن

تھے طریقت ،معرفت کے ملتقی
خوش تھے صوفی اور علما تھے مگن

گلشن ہستی میں تھی تجھ سے بہار
بن ترے ویران ہے سارا چمن

تیرے قدموں سے ملاحق راستہ
راہ مولا اور راہ پنجتن

تیری نسبت سے ملیں سب نسبتیں
ہوگیا ہوں قادری میں نسبتاً

دیکھ نہ پائی تعصب کی نظر
ورنہ کرتا فخر خود بھارت رتن

غیر کے ظلم و ستم تو مستزاد
اپنے پہنچاتے ہیں اب رنج ومحن

منصب انصاف سے ظلم وستم
ہو رہا ہے، دیکھئے دور فتن

''میں'' نے اہل عقل کو اندھا کیا
ناز کرتے ہیں جہاں پر علم وفن

بھیج دے مولا کوئی انصاف ور
جو کچل دے ظلم پرور کا دہن

پاک اور برتر تھا تو اس عیب سے
اے شہ تاج الشریعہ جان من

لکھتا ہے اخترؔ جو مدحت شیخ کی
پھوٹتی خامہ سے ہے مشک ختن

متقی پارسا الوداع الوداع

اثر وارثی پورنوی، پورنیہ بہار انڈیا

متقی پارسا الوداع الوداع
میرے اختر رضا الوداع الوداع

آپ تھے آپ ہیں، ہے عقیدہ مرا
دین کے پیشوا الوداع الوداع

جائیے جائیے خلد میں جائیے
عاشق مصطفیٰ الوداع الوداع

مفتیٔ اعظم ہند کے جانشیں
اے رضا کی رضا الوداع الوداع

آنکھ نم ہے اثر اور ہے جانے کا غم
پھر یہ کہنا پڑا الوداع الوداع

ساری دنیا میں یہی چرچہ ہے گھر گھر چل دیئے

سید حسانؔ بن نور واسطی، خانقاہ قادریہ اسمعیلیہ، مسولی شریف

ساری دنیا میں یہی چرچہ ہے گھر گھر چل دیئے
حضرتِ تاج الشریعہ فخرِ ازہر چل دیئے

ان کے ہی دم سے ہرا تھا اہلِ سنت کا چمن
سنیت کی کھیتیوں کو کر کے بنجر چل دیئے

باوضو ہو کر ادب سے سن کے مغرب کی اذاں
بول کر بے ساختہ اللہ اکبر چل دیئے

جن کی خوشبو سے معطر تھی بریلی کی زمیں
اعلیٰ حضرت کے چمن کے وہ گلِ تر چل دیئے

آہ! اے حسانؔ دل کی کیفیت مت پوچھئے
کس زباں سے میں کہوں، دنیا سے اختر چل دئے

ہیں ڈوبے غم میں سب ہے حال ابتر اہل سنت کا

محمد اختر رضا نوری باتھوی، انڈیا

ہیں ڈوبے غم میں سب ہے حال ابتر اہل سنت کا
ہوا ایسا اثر تاج الشریعہ تیری رحلت کا

چمن جس پر تھا ناز اں اب نہیں باقی رہا وہ گل
نہ جانے حال اب کیا ہوگا باغ اہل سنت کا

خدا نے اس قدر مقبولیت بخشی ہے حضرت کو
کوئی ثانی نہیں ہے دہر میں تاج شریعت کا

جسے دیکھو وہی مشغول ہے مدحت سرائی میں
جہاں میں شور ہے علم و عمل، تقوی، طہارت کا

حقیقت میں تھے سچے جانشین مفتیٔ اعظم
وہ وارث تھے رضا کے بالیقیں علمی وراثت کا

منور دل تھا ان کا مصطفےٰ کے پاک جلووں سے
جبھی تو ہر جگہ ہے تذکرہ ان کی بصیرت کا

کھلا تھا جن کی خاطر خانہ کعبہ کا دروازہ
انہیں کے واسطے اب کھل گیا ہے باب جنت کا

کوئی ڈھونڈا کرے لاکھوں مگر میرا یہ دعویٰ ہے
بہت مشکل ہے مل پائے بدل اب میرے حضرت کا

رضا کے مسلک حق پر رہیں قائم ہمیشہ ہم
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن ہمارے استقامت کا

ہوا اختر جو ان کے دامن اقدس سے وابستہ
یہی سامان ہے اک حشر میں اس کی شفاعت کا

غلامِ شاہِ احمد کی یہ تابانی نہیں جاتی

محمد ندیم اصغر برکاتی، بلرامپور، انڈیا

غلامِ شاہِ احمد کی یہ تابانی نہیں جاتی
خزاں کے بعد بھی رخ سے درخشانی نہیں جاتی

رہیں دنیا میں یا زیرِ زمیں یہ شان ہے ان کی
میرے تاج شریعت کی نگہبانی نہیں جاتی

کیا تبلیغ مصر و شام، روم و ہند میں چل کر
رضا کے شیر کی یہ کارِ قربانی نہیں جاتی

جنازے میں ہجوم حضرت انساں یہ کہتا تھا
ولی زندہ ہو یا مرقد میں سلطانی نہیں جاتی

پہن کر اب صداقت کا لبادہ بزم میں آئے
مگر قلب عدو سے خوئے شیطانی نہیں جاتی

رخِ تاج الشریعہ پر تھا جلوہ نورِ ایماں کا
میری نظروں سے انکی شکل نورانی نہیں جاتی

بریلی ہے ندیمؔ ایسا مدینے کا شفا خانہ
کہ باڑہ بٹ رہا ہے پھر بھی جولانی نہیں جاتی

دل غمزدہ ہے میرا، رحلت رُلا رہی ہے

مولانا مفتی سید عطائے رسول صاحب رضوی ممبئی، انڈیا

دل غمزدہ ہے میرا، رحلت رلا رہی ہے
حضرت کی یاد مجھ کو بے حد ستا رہی ہے

عشاق کے دلوں کی دہلیز پر لکھا ہے
حضرت کی زندگی اب ہمیں یاد آ رہی ہے

صد حیف اہل دنیا صد حیف اہل ایماں
علما کی اک جماعت دنیا سے جا رہی ہے

چلو دیکھیں ذات والا کی حیات کا خلاصہ
ہمیں راہِ حق کی زینت کی طرف بلا رہی ہے

اہل نظر نے دیکھی سیرت جو ان کی بولے
جنت کے راستے کا نقشہ دکھا رہی ہے

ناری سے دور رہنا، پاجی کو دور رکھنا
یہ نصیحتیں تھیں ان کی یہی اتقا رہی ہے

رنگینیوں سے دنیا کی نہیں ہے کوئی رشتہ
ہمیں ازہری خزانے کی عطا چلا رہی ہے

تاج الشریعہ ان کو کہتی ہے ساری دنیا
دنیا جہاں میں یاد ان کی جھم جھما رہی ہے

قرآن سے ہدایت، سادات سے بھی الفت　　حضرت کی خوش ادا یہ سب کچھ سکھا رہی ہے

اس ذاتِ پُر وفا سے نہ ہو کیوں عطا کو
الفت عشقِ نبی کا شربت سب کو پلا رہی ہے

پوچھتے کیا ہو کہ کیا تھے سیدی اختر رضا

محمد شاہد رضا قادری، بنارس، انڈیا

پوچھتے کیا ہو کہ کیا تھے سیدی اختر رضا
نورِ احمد کی ضیا تھے سیدی اختر رضا

عالمِ دین خدا تھے سیدی اختر رضا　　نائب شمس الضحیٰ تھے سیدی اختر رضا
عاشق خیر الوریٰ تھے سیدی اختر رضا　　چار یاروں کی ادا تھے سیدی اختر رضا
وارثِ غوث الوریٰ تھے سیدی اختر رضا　　پرتوِ احمد رضا تھے سیدی اختر رضا
عالموں کے پیشوا تھے سیدی اختر رضا　　رہبروں کے رہنما تھے سیدی اختر رضا
پیروِ بوبکر، فاروق و غنی کے ترجمان　　اور علی کی اک ادا تھے سیدی اختر رضا
غوث و خواجہ کی نگاہِ بااثر کے فیض سے　　دافعِ رنج و بلا تھے سیدی اختر رضا
اعلیٰ حضرت کے چمن کی باغ بانی کیلئے　　انتخابِ مصطفےٰ تھے سیدی اختر رضا
جانشین مفتیٔ اعظم خدا کے فضل سے　　سیدی اختر رضا تھے سیدی اختر رضا
مفتیٔ اعظم کا ذرہ خود کو کہتے تھے مگر　　نورِ چشمِ مصطفےٰ تھے سیدی اختر رضا
محرم رازِ ولایت رب نے ان کو کر دیا　　دُرِ بحرِ اولیا تھے سیدی اختر رضا
ان کا چہرہ دیکھنے سے یاد آتا تھا خدا　　جلوہ گاہِ کبریا تھے سیدی اختر رضا
اللہ اللہ دیکھ کر تجھ کو حسینانِ جہاں　　حسن پر تیرے فدا تھے سیدی اختر رضا
عالم اسلام میں ہر سو ہے جس کی روشنی　　علم کا ایسا دیا تھے سیدی اختر رضا
ان کی ہر تحریر میں علمِ رضا کا رنگ تھا　　وارثِ علمِ رضا تھے سیدی اختر رضا
گوش بر آواز ہو جاتے تھے قدسی گیت پر　　عندلیب خوشنوا تھے سیدی اختر رضا
بیٹا عسجد اور اپنے دونوں پوتوں کیلئے　　ہر گھڑی وقفِ دعا تھے سیدی اختر رضا

ڈوب جاتا میں سہارا گر نہ ملتا آپ کا
آپ میرے ناخدا تھے سیدی اختر رضا

آہ صد افسوس اب کس سے کہیں حالِ دروں
درد دل سے آشنا تھے سیدی اختر رضا

پوچھئے شاہدؔ رضا سے ان کی قربت کا مزہ
جلوۂ راحت فزا تھے سیدی اختر رضا

قاطع کفر وضلالت اختر ملت چلے

مشتاق احمد نوری، انڈیا

قاطع کفر وضلالت اختر ملت چلے
وہ معین اہل سنت اختر ملت چلے

کر کے تبلیغ و اشاعت اختر ملت چلے
خوب کر کے دیں کی خدمت اختر ملت چلے

متقی و پارسا کو خوب جس پر ناز ہے
وہ مرے تاج شریعت اختر ملت چلے

انکے جانے سے کروڑوں مضطرب بے چین ہیں
سنیوں کے دل کی راحت اختر ملت چلے

صلح کلی دیوبندی اہل باطل سے بچو
ہم کو یہ کر کے نصیحت اختر ملت چلے

رب کی فوراً یاد آ جاتی تھی جس کو دیکھ کر
وہ شعار اعلیٰ حضرت اختر ملت چلے

اہل بیت مصطفیٰ کے عشق کا تھا آئینہ
پنجتن کی اک کرامت اختر ملت چلے

یک زباں ہو کر یہ بولے دہر کے سارے فصیح
جس پہ نازاں ہے فصاحت اختر ملت چلے

اللہ اللہ جس نے دیکھے رب کے جلوے بے حجاب
دل میں لے کر اسکی حسرت اختر ملت چلے

قبلۂ عالم ہوئے جو سنیت کی جان تھے
سب کو رکھ کر محو حیرت اختر ملت چلے

ہے عطا خواجہ پیا کی غوث اعظم کا کرم
منتظر جس کی ہے جنت اختر ملت چلے

کب گوارا تھا انہیں کچھ بھی شریعت کے خلاف
ایسے پابند شریعت اختر ملت چلے

روشنی پھیلا گئے ہیں ہر طرف جن کے قدم
نور کی نوری عنایت اختر ملت چلے

غم دے کے ہم کو پیر طریقت چلے گئے

مفتی عبدالمقتدر خان جالوی، دربھنگہ، انڈیا

غم دے کے ہم کو پیر طریقت چلے گئے
مہمان کعبہ تاج شریعت چلے گئے

ہر شخص کہہ رہا تھا بریلی شریف میں
ہم سینوں پہ ڈھا کے قیامت چلے گئے

افتاء کی شان، درس کی زینت کسے کہوں؟
مسند نشین بزم فقاہت چلے گئے

عرب وعجم میں آج بھی ثانی نہیں کوئی
فخر جہان و شان جماعت یہ چلے گئے

کعبہ شریف کی ملی جس کو کلید تھی
واحسرتا وہ کرکے قیادت چلے گئے

ایوارڈ لیکے مصر سے آئے تھے ہند میں
سب کو پلا کے بادۂ الفت چلے گئے

کس کو کہوں میں پیر طریقت بتایئے
پیر مغان بزم طریقت چلے گئے

عسجد رضا کو اپنا بنایا ولی عہد
چپکے سے پھر امیر شریعت چلے گئے

مشکل کشائی آج بھی کرتے ہیں عبد کی
گرچہ یہاں سے جانب جنت چلے گئے

میں پڑھتا ہوں نبی کی نعت کے اشعار محفل میں

محمد اختؔر رضا معصومی، بلرام پور، انڈیا

میں پڑھتا ہوں نبی کی نعت کے اشعار محفل میں
برستے ہیں خدا کے رحمت و انوار محفل میں

طفیل مفتئ اعظم مرے تاج الشریعہ تم
چلے آؤ میں کرلوں اک نظر دیدار محفل میں

بچھائے بیٹھے ہیں پلکیں تمہاری یاد میں ہم سب
پلٹ آؤ خدا کے واسطے اک بار محفل میں

مرے غوث الوریٰ خواجہ رضا وشیر سنت کا
لگائے گا وہی نعرہ جسے ہے پیار محفل میں

ذرا دیکھو تو اختؔر کس طرح تاج الشریعہ کے
دیوانے کر رہے ہیں عشق کا اظہار محفل میں

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

علامہ محمد سلمان رضا فریدی مصباحی، مسقط، عمان

تاروں میں چمکتا چاند، اور ظلمت میں تنویر سورج کی طرح روشن، سچائی کی اک تصویر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

دریاؤں کے جیسا تھا، چلنے کا ہنر اُن میں کر پائی نہ قید ان کو، راہوں کی کوئی زنجیر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

جب تاجِ شریعت کی، رحلت کی خبر آئی ہر جاں پہ گری بجلی، ہر دل کو لگا اک تیر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

دم روکے ہوئے دنیا، سنتی تھی خطاب ان کا تھم جاتا ہر اک منظر، جب کرتے تھے وہ تقریر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

خاموشی بھی حضرت کی، بھاری کئی خطبوں پر پتھر بھی پگھل جائیں، تھی بات میں وہ تاثیر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

خوشبو کے تلفظ پر، ہو چاروں طرف خوشبو وہ کہہ دیں زباں سے نور، تو پھوٹ پڑے تنویر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

رہتے تھے بریلی میں، پَر سب پہ تھی چشمِ فیض تھا دستِ کرم ان کا، اک سایۂ عالمگیر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

حق گوئی سے باطل پر، تا عمر رہے غالب ہر جنگ میں وہ جیتے، بے خنجر و بے شمشیر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

کردار سراپا عشق، افکار سراپا علم ہر رنگِ حیات انکا، اعزاز کی اک تفسیر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

یوں پردۂ عالم پر، وہ ذات چمکتی تھی جیسے کہ سیاہی میں، اک نور بھری تحریر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

وہ زینتِ بزمِ فن اور مرجعِ اہلِ حق وہ شاہ تھے شاہوں کے اور میروں کے تھے اک میر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

سرکار کی الفت کو، سینوں میں کیا بیدار　بس ایک نظر ڈالی اور دل کی ہوئی تطہیر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

کیا شانِ غنا ان کو، اللہ نے بخشی تھی　خاطر میں نہیں لائے، وہ تخت و زر و جاگیر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

ہستی میں جمال حق، ہر رخ سے نمایاں تھا　سچوں کیلئے گلزار، جھوٹوں پہ وہ آتش گیر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

ہو جائیں مریض اچھے، اور بگڑے ہوئے بن جائیں　ہر درد و الم میں تھی، وہ چشم کرم اِکسیر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

صحرا کو چمن کردیں، بنجر میں کِھلائیں پھول　مٹی بھی قدم چھولے تو اس کی بڑھے توقیر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

گر اُن سے محبت ہے، تو ان کی اطاعت کر　سیرت پہ فریدی چل، بس یوں ہی نہ کر تشہیر

ایسے تھے ہمارے پیر، ایسے تھے ہمارے پیر

کیا ہی اونچی ہے تمہاری شان اختر واہ واہ

مفتی نعیم رضا مصباحی

کیا ہی اونچی ہے تمہاری شان اختر واہ واہ
اولیں اعزاز تم کو فخر ازہر واہ واہ

جو بھی مسئلہ سامنے آئے وہ ہو جاتا تھا حل　ہر کتاب علم و فن تھی تم کو از بر واہ واہ

خاندان اعلیٰ حضرت کے ہو تم علمی چراغ　روشنی سے جس کی چمکے بحر اور بر واہ واہ

پیر کامل عالم عامل تمہاری ذات ہے　موجزن تھے تم میں کتنے ہی سمندر واہ واہ

مفتیٔ اعظم کا پرتو وارث علم رضا　ایک اختر میں سمائے لاکھ اختر واہ واہ

ہو نہیں سکتے مقابل شمس کا ماہ و نجوم　اختر ما شمس سے بھی پر ہے اظہر واہ واہ

اس لئے بھی کچھ الجھ کر رہ گئے ہیں آج کل　ایک اختر شمس سے بھی کیوں ہے اظہر واہ واہ

سنیت کی پختگی دی سنیوں کو باخدا　فیض مرشد آج بھی ہے اپنا رہبر واہ واہ

سیدی اختر رضا کی روشنی سے اے نعیمؔ
زندگی رفتہ ہوئی بر راہ انور واہ واہ

آہ! یوں رخصت ہوا اختر رضا خاں ازہری

گلزار ملت حضرت سید گلزار اسمٰعیل واسطی، مسولی شریف، انڈیا

آہ! یوں رخصت ہوئے اختر رضا خاں ازہری
آنکھیں پرُنم کر گئے اختر رضا خاں ازہری

انکے دم سے سنیت سرسبز تھی شاداب تھی
بزم سونی کر گئے اختر رضا خاں ازہری

علم وحکمت سے زمانہ ہو رہا تھا فیضیاب
آہ! کیونکر چل دیئے اختر رضا خاں ازہری

رب کی مرضی تھی یہی رب کی مشیت تھی یہی
جانب رب چل دیئے اختر رضا خاں ازہری

لا نہیں سکتا زمانہ آپ کی کوئی مثال
کام ایسا کر گئے اختر رضا خاں ازہری

پاسبانِ اہلسنت وارثِ علمِ رضا
نام اونچا کر گئے اختر رضا خاں ازہری

عالم فانی کو اے گلزار، تنہا چھوڑ کر
سوئے جنت چل دیئے اختر رضا خاں ازہری

وہ نہ رہا جھوٹی ہے خبر آج بھی وہ ہے

غیاث ملت حضر سید غیاث الدین کالپوی صاحب، کالپی شریف، انڈیا

وہ نہ رہا جھوٹی ہے خبر آج بھی وہ ہے
اس نے تو فقط بدلا ہے گھر آج بھی وہ ہے

دیوانوں کو آتا ہے نظر آج بھی وہ ہے
مانے کوئی نہ مانے مگر آج بھی وہ ہے

اوجھل ہوا نگاہوں سے پر آج بھی وہ ہے
رکھے ہوئے ہے سب پہ نظر آج بھی وہ ہے

آتا نہیں یقین تو شام وسحر سے پوچھ
دیں گے گواہی شام وسحر، آج بھی وہ ہے

واللہ غوث وخواجہ، رضا کے فیوض کا
اس پر ہوا ہے خوب اثر آج بھی وہ ہے

تاج الشریعہ، جانشین مفتیٔ اعظم
ہم سنّیوں کا شیرِ ببر آج بھی وہ ہے

ہوتی ہے اس پہ صبح ومسا نور کی بارش
کل بھی تھا اور رشکِ قمر آج بھی وہ ہے

آواز آرہی ہے کروروں کی بھیڑ سے
کہتا تھا یہ ہر ایک بشر آج بھی وہ ہے

عاشق کو روتا دیکھ کہا عشق نے مت رو
کس بات کا غم کا ہے کا ڈر آج بھی وہ ہے

مسلک کی دل وجان سے ترویج واشاعت
کرتے رہو بے خوف وخطر آج بھی وہ ہے

تم دل سے پکارو تو صحیح دیکھنا غیاثؔ
آجائے گا لینے کو خبر آج بھی وہ ہے

استغاثہ بحضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ

علامہ پروفیسر سید خرمؔ ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

غوثِ اعظم آپ آجائیں بریلی پاک میں
دامن اقدس میں لے کے قم باذن اللہ کہیں

حضرتِ اختر رضا کی ہے ضرورت ہر گھڑی
دامن اقدس میں لے کے قم باذن اللہ کہیں

حق نے بخشی ہے تمہیں احیا کی قدرت قادرا
دامن اقدس میں لے کے قم باذن اللہ کہیں

بالیقیں تاج الشریعہ ہیں ضرورت دین کی
دامن اقدس میں لے کے قم باذن اللہ کہیں

منکروں کا شک نکل جائے ابھی غوث الوریٰ
دامن اقدس میں لے کے قم باذن اللہ کہیں

تیرگی چھانے لگی اختر رضا خاں چل دیئے
دامن اقدس میں لے کے قم باذن اللہ کہیں

مسجدِ رضوی کو آقا صورتِ اختر کرو
دامن اقدس میں لے کے قم باذن اللہ کہیں

وہ کہ حسام وصمصام و دین کی برہان ہیں
دامن اقدس میں لے کے قم باذن اللہ کہیں

حامد ونوری نقی وحضرت احمد رضا
دامن اقدس میں لے کے قم باذن اللہ کہیں

شاہ جیلانی میاں کے اختر وریحان کو
دامن اقدس میں لے کے قم باذن اللہ کہیں

حضرت تاج الشریعہ کو شہِ غوث الوریٰ
دامن اقدس میں لے کے قم باذن اللہ کہیں

خرمؔ رضوی شہِ اختر رضا سے یوں کہے

دامن اقدس میں لے کے قسم باذن اللہ کہیں

(علیھم الرضوان)

دلوں پہ بجلیاں گریں

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

دلوں پہ بجلیاں گریں
نشانِ کیف مٹ گیا
قلم لرز لرز اٹھا
نہیں ہے تابِ گفتگو
حروف سب بکھر گئے
معانی بے نمو ہوئے
نہیں ہے کچھ بھی تاب اب
نگاہ و دل ہیں غم زدہ
میں کیسے اور کیا لکھوں
بہت سوا ہے درد آج
وہ سنیت کے باغ کا
فہیم باغباں اٹھا
چراغِ ضَو فشاں اٹھا
سروں سے سائباں اٹھا
ہمارا پاسباں اٹھا
رضا کے علم و فضل کا
عظیم راز داں اٹھا
چراغِ حُسنِ معرفت
چراغِ شانِ حنفیت

چراغِ نورِ سنّیت
چراغِ فیضِ رضویت
چراغِ فضل نوریت
چراغِ رمزِ شعریت
چراغِ بزمِ حریت
وہ مرکزِ عقیدتاں
وہ مصدرِ حقیقتاں
وہ محورِ یقیں مرا
وہ مجھ پہ فضلِ کبریا
وہ مجھ پہ لطفِ مصطفیٰ
معین و غوث کی عطا
وہ برکتوں کا سلسلہ
مرے رضا کی روح سے
ملی تھی جس کو تربیت
وہ اک جہانِ علم و فن
وہ بے مثال شخصیت
وہ جس کے دم سے تھی رواں
رضا کی علمی سلطنت
وہ نورِ جاں وہ مہرباں

وہ میرے واسطے اماں
وہ ایک عارفِ تواں
وہ عازمِ سوئے جناں
چراغِ سنیت بجھا
الٰہی رات آ گئی
مُشاہدِ غریب کو
تُو ظلمتوں سے اب بچا

The Ghaus Of This Era Is Taajush Shariah

Allama Aftab Qasim Noori, Durban, South Afriqa

The Ghaus Of This Era Is Taajush Shariah
The Lamp Of Our Hearts Is Taajush Shariah

You Left Us Alone And Journeyed So Far
We Will Miss You Forever Taajush Shariah

You Passing Has Left In My Heart A Scar
I Love My Heart My Master Taajush Shariah

Saying Allahu Akbar! Ya Allah! Ya Allah!
You Entered Paradise Taajush Shariah

As The Muaddin Made The Call For Salaah
At Maghrib With Wudu Went Taajush Shariah

So Beautiful You Looked My Radiant Star
From Beyound Do Guide Us Taajush Shariah

Your Holy Janaazah Looked Like Arafaah
Your Love Drew Millions Taajush Shariah

Your Janaazah Proceeded To Islamiyyah
Millions Bid Farewell To Taajush Shariah

Sayyidi Asjad Raza Led Your Janaazah Salaah
Your Rose Your Successors Taajush Shariah

The Beloved Of Ghaus Khwaja And Raza
The Bright Qaadiri Lamp Taajush Shariah

O Beloved Of Sayyidi Hamid And Mustafa Raza
Towards Them You Went Taajush Shariah

Your Firmnees In Shariah Was Indeed A Karamah
O Star Of Maslak E Raza Taajush Shariah

Noor Flowed In Your Grave Said Burhan Mian
Your Face Glowed Brightly Taajush Shariah

In Your Loss At Your Mazaar Wept Hazrat Allama
Your Most Loyal Supporter Taajush Shariah

The Epitome Of Patience The Rabia Of Era
Is Your Faith Full Wife O Taajush Shariah

O Allah Almighty We Sincerely Ask This Dua
Bless The Wife O Daughters Of Taajush Shariah

Long Live Hussam O Humaam It Is Our Dua
Your Two Fragrant Roses Taajush Shariah

With Them Give Courage To Shoaib's Hamzah
To All Your Grandchildren Taajush Shariah

Bless Burhan, Salman O Mansub With Dua
Bless Aashiq O Salman Hasan Taajush Shariah

Bless Our Asjad Raza O Nabi Mustafa
Let Him Glow In The Light Of Taajush Shariah

Place Your Special Sight Upon Your Asjad Raza
Let Akhtar Glow In Asjad O Taajush Shariah

Allah Keep Your Well Was Always Your Dua
Always Keep Us In Your Dua Taajush Shariah

As I Touched Your Sacred Feet During The Ziaarah
My Heart Simply Melted Taajush Shariah

Your Brought Aftaab Back To Do Your Ziaarah

Such A Kamil Shaykh Your Era Taajush Shariah

You Live In Aftaab's Heart O Taajush Shariah

My Master My Mentor My Taajush Shariah

تاجدارِ شریعت پہ لاکھوں سلام

محمد عمار رضا صدیقی حشمتی مصباحی، فیض آباد، انڈیا

تاجدارِ شریعت پہ لاکھوں سلام
اخترِ استقامت پہ لاکھوں سلام

چھٹ گئیں جن سے باطل کی سب ظلمتیں
نورِ تاجِ شریعت پہ لاکھوں سلام

داعیٔ حق تھا جن کا جمالِ مبیں
اُن کی نورانی سیرت پہ لاکھوں سلام

جن کے فتوے میں خوشبوئے احمد رضا
اُن کی اعلیٰ فقاہت پہ لاکھوں سلام

غیر جن سے ہمیشہ لرزتے رہے
ناصرِ اہلسنت پہ لاکھوں سلام

جن کو دنیا نے تاجِ شریعت کہا
اُن کی فکرِ شریعت پہ لاکھوں سلام

وہ نہ باطل کے آگے ہوئے سرنگوں
میرے اختر کی ہمت پہ لاکھوں سلام

کس نے قرآن و سنت کو روشن کیا
ایسے اختر کی نکہت پہ لاکھوں سلام

وارث و ناشرِ علم احمد رضا
میرے تاجِ شریعت پہ لاکھوں سلام

بن کے رحمت کا ہم پر رہے سائباں
اُن کے ظلّ عنایت پہ لاکھوں سلام

لاکھوں عشاق جن کے جنازے میں تھے
اُن کی شانِ ولایت پہ لاکھوں سلام

جس کی ہر اک کرن سنّیت کا فروغ
ایسے اختر کی طلعت پہ لاکھوں سلام

جن کی عظمت پہ عمار قرباں ہیں سب
اُن کے فضل و کرامت پہ لاکھوں سلام

نائب جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

محمد عالم رضا نوری، بہرائچ شریف، انڈیا

نائب جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
مخزنِ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

سیدی مرشدی شاہ اختر رضا
مصطفیٰ کی عنایت پہ لاکھوں سلام

جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ
ان کی پاکیزہ سیرت پہ لاکھوں سلام

وہ جو بحر طریقت کے غواص تھے
ان کے تاج شریعت پہ لاکھوں سلام

بہجت اہلسنت تھا جن کا وجود
اہلسنت کی برکت پہ لاکھوں سلام

حسن یوسف سے تھا جن کو حصہ ملا
ان کی پیاری ملاحت پہ لاکھوں سلام

برکت غوث اعظم تھی جن کی زباں
اس زباں کی حلاوت پہ لاکھوں سلام

جن کی پیاری فصاحت کا چرچا رہا
ان کی پیاری بلاغت پہ لاکھوں سلام

جن کی عظمت کے ڈنکے عرب میں بجے
ان کی علمی وجاہت پہ لاکھوں سلام

کعبۃ العلم نے فخر ازہر کہا
اختر برج رفعت پہ لاکھوں سلام

غسل کعبہ کی جن کو سعادت ملی
ان کی عزو شرافت پہ لاکھوں سلام

قاسم علم وحکمت تھے اختر رضا
ان کی علمی وراثت پہ لاکھوں سلام

فقہ احمد رضا، حسن حامد رضا
نوری زہد وطہارت پہ لاکھوں سلام

قاضیوں نے جنہیں اپنا قاضی کہا
ان کے حق قضائت پہ لاکھوں سلام

ان کے فتووں میں ہے انعکاس رضا
ان کی فقہی بصیرت پہ لاکھوں سلام

جن کے آگے سر باطلاں خم رہے
ان کی شان سیادت پہ لاکھوں سلام

جن کی ہیبت سے تھا نجد میں زلزلہ
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

اہل حق کے لئے ابر باراں رہے
موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام

اختر قادری خلد میں چل دیئے
ان کی پیاری سکونت پہ لاکھوں سلام

توشہ آخرت پیرو مرشد مرے
یاخدا اس امانت پہ لاکھوں سلام

قادری اشرفی نوری رضوی کہیں
ان کی شان ولایت پہ لاکھوں سلام

تضمینات

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا

مولانا محبوب گوہرؔ اسلام پوری، انڈیا

چاہتوں کا نذرانہ لے کے مستقل جاتا
پیچھے پیچھے میں جاتا آگے آگے دل جاتا
گلشن محبت میں تازہ پھول کھل جاتا
داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضری دیکھنے کو مل جاتا

ہوتی فضل کی بارش میرے آشیانے پر
ہر گھڑی نظر جاتی نور کے خزانے پر
سوچتا ہوں یہ اکثر، میں غریب خانے پر
دم مرا نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں، میں مل جاتا

عاقبت کی ملتی ہے آگہی مدینے میں
غم سے دور رہتی ہے زندگی مدینے میں
اس لئے تو ہے عاشق ملتجی، مدینے میں
موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

فیض اعلیٰ حضرت ہے، اور عنایت نوری
حاضریٔ طیبہ کی مل گئی ہے منظوری
کھل رہی تھی عرصہ سے شہر پاک کی دوری
ان کے در پہ اخترؔ کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائل درِ اقدس کیسے منفعل جاتا

منور میری آنکھوں کو میرے شمس الضحیٰ کر دیں

فضل احمد رضا آصفؔ اختر القادری

کچھ ایسا میرے آقا میرے مولیٰ مصطفیٰ کر دیں
بصارت تو عطا کر دی بصیرت بھی عطا کر دیں
کروں میں آپ کا دیدار گر چشم عطا کر دیں
منور میری آنکھوں کو میرے شمس الضحیٰ کر دیں   غموں کی دھوپ میں وہ سایۂ زلفِ دوتا کر دیں
وہی بو بکر کو صدیق کا منصب عطا کر دیں
عمر کو بھی وہی فاروق کا منصب عطا کر دیں
وہی عثماں کو ذوالنورین کا منصب عطا کر دیں
جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت عطا کر دیں   نبی مختارِ کُل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں
علیؓ مرتضیٰ کو بھی وہی شیرِ خدا کر دیں
وہ اپنی لاڈلی زہراء کو بھی خیر النساء کر دیں
وہی حسنین کو جنت کی سرداری عطا کر دیں
عطا ہو بے خودی مجھ کو خودی میری ہوا کر دیں   مجھے یوں اپنی اُلفت میں میرے مولیٰ فنا کر دیں
جو نجدی سوچتے ہیں مصطفیٰ کیسے عطا کر دیں
انہیں بھی وہ عطا کر دیں اگر دل سے ندا کر دیں
میں جب مانگوں جہاں مانگوں میرے آقا عطا کر دیں
ہر ایک موجِ بلا کو میرے مولیٰ ناخدا کر دیں   میری مشکل کو یوں آساں میرے مشکل کشا کر دیں
مہِ کامل کے دو ٹکڑے محمد مصطفیٰ کر دیں
وہی تو ڈوبتے سورج کو بھی پلٹا ہوا کر دیں
شجر ان کی گواہی دیں حجر کلمہ ادا کر دیں
جہاں میں چلتی ہے ان کی وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں   زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثریٰ کر دیں

نبی کا ذکر سن کر یوں نہ جھنجھلائیں ندا کر دیں
بڑھے گا ذکر ان کا یوں نہ بل کھائیں ندا کر دیں
زمیں پر چلنے والے یوں نہ اترائیں ندا کر دیں
فضا میں اُڑنے والے یوں نہ اترائیں ندا کر دیں　　　وہ جب چاہیں جسے چاہیں اسے فرماں روا کر دیں

جو دعویٰ عشق کا کرتے ہیں کام اتنا ذرا کر دیں
تصانیف رضا کا چرچا اب ہر ہر جگہ کر دیں
جو ہم پر قرض ہے احمد رضا کا وہ ادا کر دیں
جہاں میں عام پیغام شہِ احمد رضا کر دیں　　　پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدیدِ وفا کر دیں

دہلوی کا ہو دیوانہ اسے دل سے جدا کر دیں
یا گنگوہی کا مستانہ اسے دل سے جدا کر دیں
ہو کینیڈا کا پروانہ اسے دل سے جدا کر دیں
نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں　　　پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں

مدینہ جانے والے قافلے کے ساتھ مل جاؤں
وہیں پر جان لے جاؤں وہیں لے کر میں دل جاؤں
مدینہ پاک کی خاکِ شفا میں کاش سل جاؤں
گلِ طیبہ میں مل جاؤں گلوں سے مل کے کھل جاؤں　　　حیاتِ جاودانی سے مجھے یوں آشنا کر دیں

ہو جس کے دل میں عشقِ مصطفیٰ وہ کرلے یہ باور
وہی حافظ، وہی ناصر، وہی مولیٰ، وہی یاور
اے آصفؔ خوب یہ فرما گئے ہیں حضرتِ اختر
مجھے کیا فکر ہو اخترؔ میرے یاور ہیں وہ یاور　　　بلاؤں کو جو میری خود گرفتارِ بلا کر دیں

نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

حضرت علامہ محمد ہاشمیؔ رضوی سراجی

عطاؤں پر عطائیں یوں مرے شمس الضحیٰ کر دیں
اندھیری رات کو روشن میرے بدر الدجیٰ کر دیں

لعاب پاک سے صدیق کو حاصل شفا کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

عمر کے قلب میں روشن دیا ایمان کا کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

وہ ذوالنورین کو دریا دلی کا رہنما کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

علیؔ مرتضیٰ کو پل میں وہ خیبر کشا کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

عطا حمزہ پیا کو وہ لقب شیر خدا کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

سراقہ کے لئے جائز وہ کنگن پر ضیا کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

صحابی کی بہی آنکھوں کو پھر وہ باضیا کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

ہریرہ کو عطا آقا مقوّم حافظہ کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

ربیعہ کو وہ جنّت میں رفاقت بھی ہبہ کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

وہ جام شیر کو ستّر صحابہ میں پھرا کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

عذاب قبر میں تخفیف کا وہ راستہ کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

عطا مرشد کو میرے وہ شفائے کاملہ کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

مرے اختر رضا کی قبر کو پر نور سا کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

ہماری خواہشوں کو ہاشمیؔ وہ بر رضا کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں

علامہ پروفیسر سید خرم ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

سرمدی زندگی ہم بھی جینے چلیں
آب زرقہ وزمزم کو پینے چلیں
چاک اپنے گریباں کو سینے چلیں
تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں
جانب طیبہ سب کے سفینے چلیں

رنج وغم سب بھلاؤ مدینے چلیں
غفلتیں اب مٹاؤ مدینے چلیں
ہوش میں آبھی جاؤ مدینے چلیں
مے کشو آؤ آؤ مدینے چلیں
بادۂ خلد کے جام پینے چلیں

زندگی کی حقیقت سے وہ جا ملے
وہ بقا کے گلوں کی مہک میں بسے
موت کی تلخیوں سے تو وہ بچ رہے
جی گئے وہ مدینے میں جو مر گئے
آؤ ہم بھی وہاں مر کے جینے چلیں

صبح جا بھی چکی شام منڈلا گئی
زندگی کی ڈگر اب ہے دھندلا گئی
جینے کی بھی تمنا ہے کمھلا گئی
زندگی اب سر زندگی آ گئی
آخری وقت ہے اب مدینے چلیں

تازگی تازگی دلبری دلبری
آفریں آفریں دل کشی دل کشی
نغمگی نغمگی زندگی زندگی
جان نور راہ جاناں میں یوں مل گئی
آنکھ میچی کہا بے خودی نے چلیں

جب کہ ہم نے مدینے کا رستہ لیا
ہر مصیبت نے ہم سے کنارہ کیا
مرنے والا کوئی جیسے پھر سے جیا
شوق طیبہ نے جس دم سہارا دیا چل دیئے ہم کہا بے کسی نے چلیں

زندگی کا سفر جب کہ طے ہو گیا
موت کا مرحلہ سر پہ آہی پڑا
اب سوئے طیبہ دل ہے مچلنے لگا
طائر جاں مدینے کو جب اڑ چلا زندگی سے کہا زندگی نے چلیں

راہ طیبہ ہے واتم کہاں رہ گئے
عاشقو تم بھلا کیوں حیراں رہ گئے
پہنچے ان کا کرم تم جہاں رہ گئے
راہ جاناں میں جب ناتواں رہ گئے دل کو کھینچا کہا بے کلی نے چلیں

یوں حیات ابد کا ہے مژدہ سنا
جام وصل الٰہ مسکرا کے پیا
مرشد حق کی خرمؔ سنو یہ صدا
اخترؔ خستہ بھی خلد میں چل دیا جب صدا دی اسے مرشدی نے چلیں

سنبھل جا اے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے

علامہ پروفیسر سید خرم ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

وظیفہ ہے یہی یکسر مدینہ آنے والا ہے
ہے نغمہ خوش نما خوشتر مدینہ آنے والا ہے
صدائے اخترؔ دلبر مدینہ آنے والا ہے
سنبھل جا اے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے لٹا اے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے

مدینہ جا کے دیکھوں ہے تمنا میرے دل کی بھی
مری آنکھوں میں چمکے روشنی اس سبز گنبد کی
اسی گنبد کے سایہ خوب گزرے زندگی اپنی
مدینہ آگیا اب دیر کیا ہے صرف اتنی سی تو خالی کر یہ دل کا گھر مدینہ آنے والا ہے

وہ طلعت گنبد خضریٰ کی دل میں یوں سما جائے
خیال غیر کا اندیشہ پل بھر میں مٹا جائے
مرے قلب وجگر کو رشک جنت وہ بنا جائے
طلب گار مدینہ تک مدینہ خود ہی آجائے تو دنیا سے کنارا کر مدینہ آنے والا ہے

کھلا امید کا غنچہ دلوں نے مدعا پایا
کرم ان کا کنارے پر سفینہ کھینچ کر لایا
مٹی شام غریباں ہر طرف نور سحر چھایا
وہ چمکا گنبد خضریٰ وہ شہر پر ضیاء آیا ڈھلے اب نور میں پیکر مدینہ آنے والا ہے

تو اُڑ اے بلبل بے پر مدینہ آنے والا ہے
کرم ان کا ہے جو بن پر مدینہ آنے والا ہے
مدینے میں بنالے گھر مدینہ آنے والا ہے
قدم بن جائے میرا سر مدینہ آنے والا ہے بچھوں راہ میں نظر بن کر مدینہ آنے والا ہے

جو پہنچائے مجھے طیبہ خدا سے وہ ڈگر مانگوں
جسے کہتے ہیں وہ طابہ خدا سے وہ ڈگر مانگوں
ہو میرا راہبر اختر خدا سے وہ سفر مانگوں
جو دیکھے ان کا نقش پا خدا سے وہ نظر مانگوں چراغ دل چلوں لے کر مدینہ آنے والا ہے

انہی کے لطف کے سایہ میں چلتا راہ طیبہ میں
مری امید کا گلشن بھی کھلتا راہ طیبہ میں
بشارت مغفرت کی میں بھی سنتا راہ طیبہ میں
کرم ان کا چلا یوں دل سے کہتا راہ طیبہ میں دل مضطر تسلی کر مدینہ آنے والا ہے

مدینہ کی طرف پھیلی ہیں ہر مشتاق کی باہیں
چمن زار شفاعت میں ہیں کھلتی طیبہ کی راہیں
ہیں یاد طیبہ میں کس درجہ لذت بخش یہ آہیں
مدینے کی نچھاور رہے یہ میرا دل مری آنکھیں نچھاور ہوں مدینہ پر مدینہ آنے والا ہے

زمیں سے تا فلک دھومیں ہیں انکے نام کی سن لو
انہی کے فضل کا جھنڈا گڑا ہے عرش پہ لوگو
وہ دو جگ کے ہیں داتا بالیقیں قرآن سے پوچھو
محمد کے گدا کچھ فرش والے ہی نہیں دیکھو وہ آتا ہے شہ خاور مدینہ آنے والا ہے

نظر آیا مدینہ کا سماں چل برق کی صورت
کھلا ہے چار سو باغ جناں چل برق کی صورت
یہاں تو ہی بنالے آشیاں چل برق کی صورت
ذرا اے مرکب عمر رواں چل برق کی صورت دکھا پرواز کے جو ہر مدینہ آنے والا ہے

خداوندا میں مشتاق چلا ہوں خاک طیبہ میں
قیامت تک میں رہنا چاہتا ہوں خاک طیبہ میں
گدائے دولت دار بقا ہوں خاک طیبہ میں
الٰہی میں طلب گار فنا ہوں خاک طیبہ میں الٰہی کر نثار در مدینہ آنے والا ہے

مدینہ بخشش ولطف خدا کا ہے حسیں ساحل
مدینہ کی طرف رحمت خدا کی رہتی ہے مائل
دو عالم میں جسے دیکھو مدینے کا ہے وہ سائل
مدینہ کو چلا میں بے نیاز رہبر منزل رہ طیبہ ہے خود رہبر مدینہ آنے والا ہے

کھلے گلزار دکھلاتا ہے شوق کوچہ جاناں
دلوں میں نور چمکاتا ہے شوق کوچہ جاناں
عجب مستی سی چھلکاتا ہے شوق کوچہ جاناں
مجھے کھینچے لئے جاتا ہے شوق کوچہ جاناں کھنچا جاتا ہوں میں یکسر مدینہ آنے والا ہے

خدا کے فضل سے اب جا بسو خلد مدینہ میں
نظارہ حسن مطلق کا کرو خلد مدینہ میں
شراب معرفت بھر بھر پیو خلد مدینہ میں
جہاں سے بے خبر ہو کر چلو خلد مدینہ میں چلو اب ہوش کی پی کر مدینہ آنے والا ہے

مدینہ میں بسر فضل خدا سے عمر ساری ہو
ملے آنکھوں کو ٹھنڈک روح کو راحت دلوں کو ضو
وہ مر کے بھی نہیں مرتا مدینہ میں مرے گا جو
مدینہ میں کھلے باب حیات نو بطرز نو بدل ڈالو کہن دفتر مدینہ آنے والا ہے

رہ جاناں کے ذرے ہیں مہ وخورشید سے بڑھ کر
غبار راہ انور سے برستے ہیں حسیں گوہر
روش پہ ان کی قرباں نوریوں کا نوری کرّ وفر
فلک شاید زمیں پر رہ گیا خاک گزر بن کر بچھے ہیں راہ میں اختر مدینہ آنے والا ہے

بہاریں جو بنوں پر ہیں گھٹائیں نوری نوری ہیں
ضیائیں نور برساتی ادائیں میٹھی میٹھی ہیں
کرم کا سائباں سر پر ردائیں لہکی لہکی ہیں
فضائیں مہکی مہکی ہیں ہوائیں بھینی بھینی ہیں بسی ہے کیسی مشک تر مدینہ آنے والا ہے

مٹے سب درد دکھ اس کے جو آیا ہے شفا لینے
ہوئے کافور غم اس کے جو آیا ہے شفا لینے
معاصی مٹ گئے اس کے جو آیا ہے دوا لینے
قمر آیا ہے شاید ان کے تلووں کی ضیاء لینے بچھا ہے چاند کا بستر مدینہ آنے والا ہے

مدینہ کی طلب میں کس قدر مسرور ہے اختؔر
نبی کے عشق سے فضل خدا مخمور ہے اختؔر
جبین دل پہ خرم میری تو مسطور ہے اختؔر
غبار راہ انور کس قدر پر نور ہے اختؔر تنی ہے نور کی چادر مدینہ آنے والا ہے

پیروں کے آپ پیر ہیں یا غوث المدد

علامہ پروفیسر سید خرم ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

سب آپ کے اسیر ہیں یا غوث المدد
جو بھی جہاں کے پیر ہیں یا غوث المدد
اس شان کے امیر ہیں یا غوث المدد
پیروں کے آپ پیر ہیں یا غوث المدد — اہل صفا کے میر ہیں یا غوث المدد

ہم بے نوا حقیر ہیں یا غوث المدد
عاصی ہیں پر تقصیر ہیں یا غوث المدد
محروم ہیں دل گیر ہیں یا غوث المدد
رنج والم کثیر ہیں یا غوث المدد — ہم عاجز و اسیر ہیں یا غوث المدد

طیبہ کا اب بنا دو شہا مجھ کو راہ گیر
صفّہ کے در پہ آقا پلا دو وہ جام شیر
تلخی مٹے جگر کی رکیں میرے بہتے نیر
تیر نظر سے پھیر دو سارے الم کے تیر — کیا یہ الم کے تیر ہیں یا غوث المدد

تیرے ہی سر پہ تاج ہے یا پیر دستگیر
تیرا ہی جگ پہ راج ہے یا پیر دستگیر
نعرہ زباں پہ آج ہے یا پیر دستگیر
تیرے ہی ہاتھ لاج ہے یا پیر دستگیر — ہم تجھ سے دست گیر ہیں یا غوث المدد

سب اولیاء کے سید و سرور ہو تم شہا
قدموں پہ تیرے خود کو جھکاتے ہیں اصفیاء
در پہ تمہارے بٹتا ہے نور ھُدیٰ سدا
اہل صفا نے پائی ہے تم سے رہ صفا — سب تم سے مستنیر ہیں یا غوث المدد

کشتی بھنور میں پھنس گئی للہ نکال دو

مشکل کشا کے واسطے مشکل کو ٹال دو

اہل وعیال کو مرے فضل وکمال دو

صدقہ رسول پاک کا جھولی میں ڈال دو ہم قادری فقیر ہیں یا غوث المدد

لطف وکرم ہے عام ترا دو جہان میں

رتبہ ترا بلند ہے کون ومکان میں

خرم کا ورد لب ہے یہی این وآن میں

دل کی سنائے اختؔر دل کی زبان میں کہتے یہ بہتے نیر ہیں یا غوث المدد

مادہ ہائے تاریخ

قطعہ تاریخ وفات

محمد شہزاد مخلص المجددی، لاہور، پاکستان

''مرشدِ حق نما، اختر جمالِ ھدیٰ''

2018ء

اجل کی شام ہوگئی کمال التزام سے
ہوا بحکم ایزدی شہاب آسماں غروب

جہانِ علم وفن ہے آج سوگوار و غم زدہ
افق پہ ہند کے ہوا ہے مہر سُنیاں غروب

جہاں سے پھوٹتی تھی روشنی یقین و دین کی
وہاں ہوا ہے کوکبِ جمالِ عارفاں غروب

بجھا تو ہے چراغ دودمانِ رضویت مگر
نہیں ہوا ہے نجم ذکرِ شاہ مرسلاں غروب

سن وصال مخلص مجددی نے یوں کہا
ہوا ہے آج ''اخترِ علومِ کاملاں'' غروب

۱۴۳۹ھ

قطعۂ تاریخ رحلت

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی (موہنیاں شریف، ضلع گجرات، پاکستان)

موت کہتے ہیں جس کو اہل حیات
آرہی ہے وہ رفتہ رفتہ قریب

موت کو مات دے سکتا نہیں
فلسفی ہو حکیم ہو کہ طبیب

آج رخصت ہوئے میاں اختر
خاندان رضا کے تھے جو نقیب

صاحبانِ نظر کہیں دیکھا؟
ان سا زاہد، فقیہ اور ادیب

سال کی ہو جسے عروس طلب
وہ کہے ''اختر بلند نصیب''

۱۴۳۹ھ

قطعۂ تاریخ رحلت

صاجزادہ پیر فیض الحسن فاروقی سیالوی (مونیاں شریف ضلع گجرات، پاکستان)

وحید عصر تاج الشریعہ

۱۴۳۹ھ

رفت اختر رضا خان ذی احترام
چرخ ادراک و دانش راماہِ تمام

سینہ اش روشن از حب خیر الوریٰ
یک مفسر، محدث، فقیہ ہمام

از ہفتم ماہِ ذی قعد، آدینہ روز
شد ز دنیائے فانی بدار السلام

مرقدش را خدایا، فروزاں بکن
ہم ببار ابر رحمت بروصبح وشام

جست فیض الامین چوں سن رحلتش
دل بگفت ''اختر دیں امامِ انام''

۱۴۳۹ھ

قطعۂ تاریخِ وفات

ڈاکٹر واحد نظیر، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

جاں گزا، جاں کاہ، جاں فرسا ہے ملت کے لیے
نازشِ اہلِ تفقہ، فخرِ ازہر کا وصال

خیمۂ اربابِ علم وفضل ہے ماتم کدہ
بلکہ یوں کہیے کہ نوحہ خواں ہے خود فضل وکمال

تھا سراپا غم زدہ میں بھی، مگر یہ سوچ کر
کچھ ہوئی تسکین، قدرے چھٹ گیا ابرِ ملال

موت ہے ولیوں کی اصلاً صرف پردہ آنکھ کا
لے کے آتا ہے پیامِ جاودانی، انتقال

ہے فنا کی یہ فنا اور ہے بقا کی یہ بقا
راز کھلتا ہے یہیں، کیا ہے اجل کا ارتحال

الغرض دل میں خیال آیا کہ مجھ کو ہو عطا
قطعۂ تاریخ کی توفیق ربِّ ذوالجلال

دی صدا ہاتف نے موضوعِ سخن ہے ان دنوں
''جنتِ فردوس میں تاج الشریعہ کا جمال''

۲۰۱۸ء

نذرانۂ عقیدت

علامہ قاری لقمان شاہد صاحب، گجرات، پاکستان

تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصالِ پرملال پر نظم ونثر میں بہت کچھ لکھا گیا ہے اور رہنوز سلسلہ جاری ہے، جو یقیناً اعلا سے اعلا ہے۔ آپ سے قلبی لگاؤ کی بنا پر میں نے بھی ایک ادنا سی کوشش کی ہے، گر قبول افتد زہے عز وشرف!

تاج الشریعہ رحمہ اللہ کا نام پاک اختر ہے جس میں چار حروف ہیں۔ (ا خ ت ر)

اس نسبت سے میں نے آپ کی شان میں چار مصرعے کہے ہیں جو ان خصوصیات کے حامل ہیں۔

۱۔ ان مصرعوں کے لیے اس بحر کا انتخاب کیا ہے، جس کے نام میں چار حروف ہیں، یعنی بحر جمیل (ج م ی ل)

اس انتخاب کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس بحر کے واضع کا نام نصیر الدین طوسی ہے، اور لفظِ نصیر میں بھی چار حروف ہیں (ن ص ی ر)۔

دوسری وجہ یہ کہ "جمیل"، "اختر" کی ایک صفت ہے۔ "اختر" چمکتے ستارے کو کہتے ہیں اور "جمیل" کا معنی ہے خوب صورت۔

گویا میں نے اپنے "اختر" کا ذکر کرنا چاہا تو اس کے لیے "جمیل" کا انتخاب کیا، یہی اس کے شایاں تھا!

تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت اختر رضا رحمہ اللہ بہت حسین وجمیل تھے، گویا چاند کا بے داغ ٹکڑا معلوم ہوتے تھے، اسی لیے میں نے اس حسین ودل ربا کے ذکر خیر کے لیے جس بحر کو چنا وہ بھی حسین (جمیل) تھی، کیوں کہ ایسے حُسن والے کا ذکر حَسین بحر میں زیادہ حسین لگتا ہے!

۲۔ بحر جمیل میں "مربع" کا انتخاب کیا، یعنی مفاعلاتن، مفاعلاتن ایک شعر میں چار مرتبہ لایا۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ابجد کے اعتبار سے جمیل کے 83 عدد ہیں، اور تاج الشریعہ کی عمر مبارک 75 سال تھی۔

چار مصرعوں میں رکن: مفاعلاتن آٹھ بار آیا، تو 83 سے جب آٹھ کا عدد نکالا تو 75 رہ گیا۔ یہ عمر مبارک کی طرف اشارہ ہے!

۳۔ مزاحف رکن کے بجائے سالم کو ترجیح دی ہے، کیوں کہ تاج الشریعہ نے عمر بھر اپنا دامن زحافات (فروعی مسائل کی توڑ پھوڑ) سے بھی بچا کے رکھا، آپ نے اپنے علم کے مطابق جس رائے پر اسلاف کو پایا، تادمِ زیست اسی پر سختی سے کاربند رہے۔

۴۔ ان چاروں مصرعوں سے نئے انداز میں قطعہ تاریخ بھی نکالا ہے، اور وہ اس طرح کہ:

پہلے اور آخری مصرعے میں 18 حروف لایا ہوں، جو 2018ء کی طرف اشارہ ہے۔

دوسرے مصرعے میں 16 حروف ہیں، انھیں باہم اس طرح جمع کریں (7=6+1) تو جواب 7 آتا ہے، یہ ساتویں مہینے (جولائی) کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

تیسرے مصرعے میں 21 حروف ہیں، یہ آپ کی تاریخ وفات کی طرف اشارہ ہے۔ 21/7/2018

آپ نے 20/تاریخ کو پردہ فرمایا اور 22/کو تدفین ہوئی۔ میں نے 20/ اور 22/تاریخ کے بجائے 21/کو ترجیح دی ہے کیوں کہ اس تاریخ کو ہمہ وقت جسد انور ہم میں موجود رہا۔

۵۔ آپ کانامِ پاک منقوط ہے،اس نسبت سے میں نے چاروں مصرعوں میں صرف منقوط الفاظ ہی استعمال کیے ہیں۔
علاوہ ازیں ان دوشعروں میں کچھ معنوی خوبیاں بھی ہیں جن کی تفہیم قاری پر چھوڑتا ہوں:

نذرانہ عقیدت

فلک نشاں تیرا نام اختر
بلند تیرا مقام اختر
نہیں جھلک دیکھی انھوں نے تیری
جو کہتے ہیں آج شام اختر

قطعہ تاریخ وصال

ڈاکٹرابوذرحسین صاحب،ضلع پورنیہ،بہار

ثناءخوان سرکار،تاج الشریعہ
خوشاعاشق زار،تاج الشریعہ
مَرا گفت ہاتف کہ تاریخ رحلت
''زعیمِ وفادار،تاج الشریعہ''
۱۴۳۹ھ

مادۂ تاریخ

پروفیسراعجاز جنجوعہ،پاکستان

''عالم بے بدل'' جداہوا،''آہ!اختر رضا''
سوئے جنت وہ چلا، آہ! اختر رضا

2207 - 189 = 2018

عالم بے بدل= 189 جدا،آہ اختر رضا= 2207 رحمہ اللہ الرحمن فی دار الجنان

نوٹ: ''آہ!اختر رضا'' کے اعداد 2207 ہیں۔وہ اپنے زمانے کے''عالم بے بدل'' تھے۔''عالم بے بدل'' کے اعداد 189 ہیں۔''عالم بے بدل''ہم سے جدا ہو گئے۔اس لیے'' آہ اختر رضا'' کے مجموعی اعداد 2207 میں سے''عالم بے بدل'' کے اعداد 189 جدااورالگ کرلیے جائیں تو 2018 بچیں گے۔!!

تاریخی مادے

متخرجہ: ڈاکٹر ابو ذر حسین صاحب، ضلع پورنیہ، بہار

حضور تاج الشریعہ زبدۃ الطریقہ وارث علوم امام احمد رضا مفتیٔ حنفیہ جانشین سرکار مفتیٔ اعظم ہند شیخ حقیقت پیر طریقت حضرت مولانا شاہ محمد اختر رضا قادری الازہری بریلوی علیہ الرحمۃ کے وصالِ پُرملال پر باعتبارِ سن ہجری وسن عیسوی مادّہ ہائے تاریخِ وصال۔

سن ہجری ۱۴۳۹ھ	سن عیسوی ۲۰۱۸ء
تاج الشریعہ زُبدۃ الطریقہ ولی	وجاہت سیدی اعلیٰ حضرت
نوازشِ پیر سید آلِ رسول مارہروی	الحضرت
عارفِ باللہ تاج الشریعہ	حقیقتِ شخصیت
حیاتِ تاج الشریعہ	سبیل غوثیت
صاحب تاریخِ وصال	نویدِ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ
جادۂ شیخ عبدالقادر جیلانی	وہ زُبدۂ وارثِ علوم امام احمد رضا بریلوی
یادگارِ خواجہ معین الدین سنجری	تطہیر امام احمد رضا بریلوی
باقرِ امام احمد رضا	تشخص امام اہلسنّت
سُرورِ حجۃ الاسلام	قلبِ حجۃ الاسلام حامد رضا بریلوی
وصالِ قُطب رضی اللہ عنہٗ	کمالِ حجۃ الاسلام جمال الاولیاء علامہ حامد رضا
اُسلوبِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	شمیمِ حجۃ الاسلام حامد رضا
ایمان وغفران	آج جانشین مفتیٔ اعظم ہند
رہنما سلسلہ قادریہ برکاتیہ	زُیبِ مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ
قطب خالص الاعتقاد	مسلّم قاضی القضاۃ
بانسبت عالم ربانی عارفِ حقانی	عین علیہ الرحمۃ والرضوان
قد لقد رضی اللہ عنہ	بحق خلاصہ نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ
شریعت وجنت	ذوقِ اسمٰعیل
سیرتِ شہیدِ محبت	سندِ شاہ مولانا اسمٰعیل رضا بریلوی
بُرہانِ برکتُ اللہ المارہروی	نسبتِ غوث

طبیبِ رضویت
اِخلاصِ خواجۂ خواجگاں
بابِ جامعِ فضیلت
بدرِ وخضرِ راہ
زیبِ تعظیم
حصرِ مغفرت
فروغِ علم وادب
ادراکِ تاج الشریعہ زُبدۃ الطریقہ
خورشیدِ طریق
عزّتِ مفتیٔ اعظم
رحلتِ آخر
زبدۂ سرکارِ اعلیٰ حضرت
مسرتِ جہاں، رفت

سن ولادت

متخرجہ: ڈاکٹر ابوذر حسین صاحب، ضلع پورنیہ، بہار

خوش آمدید نیک پیدائش ۱۳۶۲ھ
اخترانیق رخبر نعمت ۱۳۶۲ھ
نازمحمد اسمٰعیل رضا ۱۳۶۲ھ
روشن ذوق ۱۳۶۲ھ
شعیبِ شریعت ۱۳۶۲ھ
تنویرِ صورت ۱۳۶۲ھ
مُنّورِ اہلسنّت و جماعت ۱۳۶۲ھ

مقبولِ حق کے وصال پر ایک سو تاریخی مادّے ۲۰۱۸ء

متخرجہ: تلمیذ و خلیفہ حضور مفتیٔ اعظم ہند مولانا قاری محمد امانت رسول قادری برکاتی رضوی

تاج الشریعہ خاموش ہوگئے ۲۰۱۸ء

تاج الشریعہ بدر الطریقہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام قائم مقام ونواسۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند شیخ الاسلام شہزادۂ مفسر اعظم ہند قاضی القضاۃ فی الھند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری قدس سرہٗ کے وصال پر ملال پر ایک سو تاریخی مادّے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رونق مہر و ماہ ۱۴۳۹ھ
بسم اللہ الرحمن الرحیم جوئے خلد ۱۴۳۹ھ
ولمن خاف مقام ربہ جنتن ۔عکسِ سلف ۲۰۱۸ء
ولمن خاف مقام ربہ جنتن ۔زبدۂ اصفیاء ۲۰۱۸ء
اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما ۔راحت فزا ۱۴۳۹ھ
اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما ۔مخزن ۱۴۳۹ھ

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما ۔اصول شرع ۱۴۳۹ھ

ان اللہ مع الصابرین ۔وصال سیاح آفاق تاج الشریعہ ۲۰۱۸ء

نائب ونواسہ مفتیٔ اعظم ہند مقبول اولیاء ۲۰۱۸ء

زیب زہاد نبیرۂ امام احمد رضا ۱۴۳۹ھ

ستودۂ علم نبیرۂ امام احمد رضا ۲۰۱۸ء

شعاع آفتاب فخراز ہر ۲۰۱۸ء

مہ تابان اعلیٰ حضرت ۲۰۱۸ء

تحائف اعلیٰ حضرت ۲۰۱۸ء

تاج ایوان اعلیٰ حضرت ۲۰۱۸ء

سالار منزل تاج الشریعہ ۱۴۳۹ھ

رونق بیان تاج الشریعہ ۱۴۳۹ھ

بہار طرب تاج الشریعہ ۱۴۳۹ھ

زیب گلشن تاج الشریعہ ۱۴۳۹ھ

ارباب علم فخراز ہر ۱۴۳۹ھ

مہر گردوں علیہ الرحمہ والرضوان ۲۰۱۸ء

خورشید علم حجۃ الاسلام ۱۴۳۹ھ

مسکین نواز حجت الاسلام ۲۰۱۸ء

روح مقدس مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

سروسامان مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

محوِ جمال سلطان بغداد معلّٰی ۱۴۳۹ھ

نگہبان سلطان بغداد معلّٰی ۱۴۳۹ھ

طوطیٔ چمن خواجہ غریب نواز ۲۰۱۸ء

وصف گو شہنشاہ ہندوستان ۱۴۳۹ھ

ہجوم مجدد ابن مجدد مصطفی رضا ۱۴۳۹ھ

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما ۔وصال شیریں ۱۴۳۹ھ

مشغلۂ انبیاء ۱۴۳۹ھ

بخشش مقبول ہند ۱۴۳۹ھ

زیب زاہد نبیرۂ امام احمد رضا ۱۴۳۹ھ

نبیرۂ خواجہ امام احمد رضا ۲۰۱۸ء

خسرو جہاں فخراز ہر ۲۰۱۸ء

محرران اعلیٰ حضرت ۲۰۱۸ء

تاج محبوبی اعلیٰ حضرت ۲۰۱۸ء

سلطان والا گوہر تاج الشریعہ ۱۴۳۹ھ

نشاط جہاں تاج الشریعہ ۱۴۳۹ھ

شاہ عجم تاج الشریعہ ۱۴۳۹ھ

فرمان اولیاء تاج الشریعہ ۱۴۳۹ھ

ماہ منیر فخراز ہر ۱۴۳۹ھ

نکہت گل علیہ الرحمہ والرضوان ۲۰۱۸ء

اختر ہند حجۃ الاسلام ۱۴۳۹ھ

معدن عطا حجت الاسلام ۲۰۱۸ء

معارف آگاہ مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

بادشاہ عادل مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

عالی وقار مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

جلال دین سلطان بغداد معلّٰی ۱۴۳۹ھ

حب حسن سلطان بغداد معلّٰی ۱۴۳۹ھ

قطب نما شہنشاہ ہندوستان ۱۴۳۹ھ

جام محفل شہنشاہ ہندوستان ۱۴۳۹ھ

آل پاک مجدد ابن مجدد مصطفی رضا ۱۴۳۹ھ

سایہ افگن نائب ونواسہ مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

زین جہاں مفتی مولانا علامہ ازہری میاں فقیہ ۱۴۳۹ھ

نیک وجود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۴۳۹ھ

راحت کامل ریحان ملت ۱۴۳۹ھ

مخدومی ریحان ملت ۱۴۳۹ھ

شمع محفل مفسر اعظم ہند ۲۰۱۸ء

اسرار نہاں مفسر اعظم ہند ۲۰۱۸ء

مولانا عسجد رضا خاں صاحب ۲۰۱۸ء

پیرزادہ پاک صحبت مولانا عسجد رضا ۲۰۱۸ء

نامدار نواسہ مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

رہنما نواسہ مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

جان امراء نواسہ مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

مہ جبین خاندان برکات ۱۴۳۹ھ

بدر جہاں قطب مارہرہ سیدنا ابوالحسین احمد نوری ۱۴۳۹ھ

حاکم مومناں پندرہویں صدی کے مجدد مصطفیٰ رضا ۲۰۱۸ء

نیک وصف پندرہویں صدی کے مجدد مصطفیٰ رضا ۲۰۱۸ء

وحید زماں مولانا علامہ فقیہ ازہری میاں ۱۴۳۹ھ

سرمائے عدل نوراللہ مرقدہٗ النورانی ۱۴۳۹ھ

چارہ ساز بیکساں نوراللہ مرقدہٗ النورانی ۱۴۳۹ھ

خلیفہ ادنیٰ برہان الحق الحاج امانت رسول ۲۰۱۸ء

خلیفہ احسن العلماء آواز بلبل الحاج محمد امانت رسول ۲۰۱۸ء

زیب زمین علامہ مولانا مفتی ازہری میاں فقیہ ۱۴۳۹ھ

لطف حق نائب ونواسہ مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

از خلیفہ ابن امام احمد رضا کنز حیا ۲۰۱۸ء

پاک نگاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۴۳۹ھ

مرات ہند ریحان ملت ۱۴۳۹ھ

کرسی نشین ریحان ملت ۱۴۳۹ھ

محفل نشین مفسر اعظم ہند ۲۰۱۸ء

زیب سلطنت مفسر اعظم ہند ۲۰۱۸ء

فرزند تاج الشریعہ مولانا عسجد میاں اہل مسند ۲۰۱۸ء

اہل کرم نواسہ مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

منور نواسہ مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

بدر ملک نواسہ مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ء

بحق خاندان برکات ۱۴۳۹ھ

خاندان برکات علی ۱۴۳۹ھ

بدر ہند قطب مارہرہ سیدنا ابوالحسین احمد نوری ۱۴۳۹ھ

علوم علی پندرہویں صدی کے مجدد مصطفیٰ رضا ۲۰۱۸ء

پاکیزہ رائے پندرہویں صدی کے مجدد مصطفیٰ رضا ۲۰۱۸ء

ہزار افسوس نوراللہ مرقدہٗ النورانی ۱۴۳۹ھ

کرم عمیم نوراللہ مرقدہٗ النورانی ۱۴۳۹ھ

از شاگرد مجدد ابن مجدد مصطفیٰ رضا زندہ دل ۲۰۱۸ء

خلیفہ قطب مدینہ مسمّٰی الحاج محمد امانت رسول ۲۰۱۸ء

زین ہند مفتی مولانا علامہ ازہری میاں فقیہ ۱۴۳۹ھ

پاک حسب وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وصحبہ وبارک وسلم ۱۴۳۹ھ

واہ نعمت حق (مادّہ ہائے) تاریخ وصال

۲۰۱۸ء

متخرجہ: مفتی محمد انور علی رضوی منظری (استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف، انڈیا)

بروفات حسرت آیات پیر طریقت وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، نواسۂ مفتیٔ اعظم ہند، شہزادۂ مفسر اعظم، فقیہہ ملت، تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری میاں قادری برکاتی رضوی نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

واہ ان للمتقین فی ظلل و عیون ولیٔ زماں ۲۰۱۸ سنہ ء

واہ ان اللہ یحب المتقین شگفتہ دل علیہ الرحمہ ۲۰۱۸ سنہ ء

و السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ رضائے الٰہی ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ محب حق، وارثِ علوم رضا ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت مقبول اولیا ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ ماہ منور، نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ ہادیٔ اسلام، جلوہ حق مفتیٔ اعظم ہند ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ آہ موت العالم موت العالم برحق ست ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ آہ نواسہ مفتیٔ اعظم ہند نور دل ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ جوہر ادب فرزند مفسر اعظم ہند ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ گوہر لاجواب فرزند مفسر اعظم ہند ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ آہ صدمہ شدید برادر منان رضا ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ آرائش محفل، عم محترم شاہ سبحانی میاں ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ آہ رخصت نکہت گل، عدیم البدل ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ نور یقین، برادر ریحان ملت علیہما الرحمۃ ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ طالب کمال، گل رنگیں ادا علیہ الرحمۃ والرضوان ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ حق شناس علیہ الرحمۃ والرضوان ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ آہ جدائی پیر طریقت ماہ رضا ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ وصال زبان حق گو تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ ۲۰۱۸ سنہ ء

محبوب تحسین ملت خاموش ہے ۲۰۱۸ سنہ ء

واہ سیدی فخر ازہر رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ نبیرہ، گل گلزار حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ ۲۰۱۸ سنہ ء

واہ مہر منور بانی جامعۃ الرضا بریلی ۲۰۱۸ سنہ ء

آہ انتقال پر ملال، ادیب اسلام علیہ الرحمہ ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ شیخ مقبول، پاکیزہ فکر ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ بانی جامعۃ الرضا صدق گو ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ فخر دوراں، عالی مقام ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ قضائے ناگہانی جوہر معانی ۱۴۳۹ سنہ ھ

افضل العلماء، بحر علوم ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ آہ رحلت فقیہہ باعمل جنت آباد ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ جمال عظیم القدر ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ وصال استاد دل حق آگاہ نور اللہ مرقدہٗ ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ انتقال پر ملال ولیٔ زمانہ علیہ الرحمہ ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ داعیٔ حق نبیرۂ حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ آہ فراق وجود بلبل خوشنوا ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ طالب مولیٰ، والد مولانا عسجد رضا ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ بحر العلوم، منبع فیض ۱۴۳۹ سنہ ھ

آہ عدیم المثل حق الیقین علیہ الرحمہ ۱۴۳۹ھ
واہ حسن گل گلزار رضا ۱۴۳۹ھ

آہ مخدوم اہلسنت عالم دانا ۱۴۳۹ھ
آہ شیریں لقا صاحب تصانیف ۱۴۳۹ھ

آہ نیکی پسند، جدّ عالی احسن رضا ۱۴۳۹ھ
واہ رحلت حسن نور اللہ مرقدہ ۱۴۳۹ھ

مقام تاج الشریعۃ اور تاریخ وصال

عبدالصبور رضا برکاتی، بریلی شریف، انڈیا

تاج الشریعۃ کی شان عظیم

تاج الشریعۃ = عظیم = 1020

یقیناوہ عظیم شان والے تھے۔

مجیب نورحق ''تاج الشریعۃ'' 1439

یقیناًوہ منوَر بھی تھے منوِر بھی تھے

عبدحق و مصطفیٰ ''تاج الشریعۃ'' 1439

یقیناًوہ اللہ ورسول کے سچے بندے تھے اور جو اللہ ورسول کا سچا بندہ ہوجاتا ہے وہ یقینا رب کا محبوب ہوجاتا اور آخری لمحات میں جناب ''اختر'' نے آپ نے رب کو پکارا تو انکے ''سمیع'' رب نے انکو سنا اور اپنی محبوبیت سے نوازا جس کا تاریخی مادہ نکل رہا ہے۔

محبوب سمیع ''اختر'' 1439

گوشۂ عسجد

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین حضورتاج الشریعہ، قاضیٔ شہر بریلی

حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری نوری دام ظلہ علینا

حضورتاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ کے اکلوتے صاحبزادے اور جانشین حضرت علامہ مفتی محمد منور رضا محامد عرف عسجد رضا خان قادری نوری دام ظلہ علینا بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں اور بہت سے دینی امور میں سرگرم رہتے ہیں۔

ولادت واسم گرامی:

آپ کی ولادت ۱۴/شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء کو محلہ خواجہ قطب بریلی میں ہوئی۔حضورتاج الشریعہ کے یہاں پہلی ولادت تھی، خاندان والوں بالخصوص مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو بے انتہا خوشی ہوئی، تشریف لائے اور اپنا لعاب دہن نومولود کے منہ میں ڈالا اور اسی موقع پر نومولود کے منہ میں انگلی داخل کر کے داخل سلسلہ بھی کرلیا۔نومولود کا نام ''محمد'' رکھا گیا، پکارنے کے لئے ''منور رضا محامد'' تجویز ہوا اور عرفیت محمد عسجد رضا قرار پائی، اسی عرفیت سے مولانا عسجد رضا صاحب معروف ہوئے۔

تعلیم وتربیت:

''محمد'' نام پر شاندار عقیقہ ہوا۔جب آپ ۴/سال ۴/ماہ ۴/دن کے ہوئے تو تسمیہ خوانی کا شاندار اہتمام ہوا۔حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ نے تسمیہ پڑھائی اور عالم بننے کی اور دین اسلام کا خادم بننے کی دعا کی۔ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ اور والد ماجد سے لی۔شعور بالغ ہونے کے بعد اسلامیہ انٹر کالج، بریلی میں داخل کئے گئے۔عصریات کی تعلیم انٹر تک وہاں مکمل کی۔

دینیات کی ابتدائی اکثر کتابیں مفتی محمد ناظم علی بارہ بنکوی اور حضرت مولانا نظام الدین صاحب سے پڑھیں۔متوسطات کی تحصیل حضرت مفتی مظفر حسین کٹیہاری اور جامعہ نوریہ، بریلی کے اساتذہ سے کی اور اعلیٰ کتابیں صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمۃ اور والد ماجد سے پڑھیں۔

آپ نے دینیات کی زیادہ تر کتابیں اپنے ماموں صدر العلماء کے پاس پڑھیں اور بخاری شریف، طحاوی شریف، مسلم شریف، الاشباہ والنظائر، مقامات حریری، اجلی الاعلام، عقود رسم المفتی، فواتح الرحموت، توقیت وغیرہ کتب والد سے پڑھیں۔

۲۰۰۱ء میں بموقع عرس رضوی جامعۃ الرضا، بریلی کے صحن میں حضرت ممتاز الفقہاء، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ نے ختم بخاری کرائی، اور بے شمار علماء ومشائخ کی موجودگی میں دستار فضیلت سر پر باندھی گئی۔

۲۰۰۳ء میں شہزادۂ تاج الشریعہ نے رضاعت سے متعلق فتویٰ لکھا۔جس پر استاذ الفقہاء حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ اور مفتی ناظم علی بارہ بنکوی، مفتی مظفر حسین کٹیہاری اور والد ماجد تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا ازہری علیہ الرحمہ اور راقم السطور

محمد یونس رضا نے تصدیق کی اور حضرت نے اس موقع سے مٹھائی منگوا کر حاضرین میں تقسیم بھی کروائی۔

اجازت وخلافت:

غالباً ۲۰۰۶ء میں بموقع عرس رضوی امام احمد رضا کانفرنس، جامعۃ الرضا، بریلی میں حضرت نے سلسلہ قادریہ رضویہ کی اجازت وخلافت عطا کی اور اپنا جانشین نامزد کیا۔ ۲۰۱۳ء میں حضرت نے وہ تمام اجازتیں بھی تفویض کر دیں جو انہیں اپنے مشائخ بالخصوص مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ملی تھیں۔

۲۰۰۷ء میں مولانا نے والد ماجد کی موجودگی میں مشکوٰۃ شریف کا جامعۃ الرضا میں تقریباً سوا گھنٹے درس دیا، جس کی والد ماجد نے تحسین فرمائی اور حاضرین سے مبارک بادی وصول کی۔

عقد مسنون واولاد امجاد:

مولانا عسجد رضا صاحب کا عقد امین شریعت مفتی محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمۃ، مفتیٔ اعظم ایم پی کی چھوٹی صاحبزادی محترمہ راشدہ نوری صاحبہ سے ۲؍شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ/ ۱۷؍فروری ۱۹۹۱ء بروز اتوار ہوا۔ ماشاء اللہ! آپ کے دو صاحبزادے محمد حسام احمد رضا اور محمد ہمام احمد رضا اور ۴؍صاحبزادیاں اریج فاطمہ، آمر فاطمہ، جویریہ فاطمہ، مزینہ فاطمہ ہیں۔

جانشین تاج الشریعہ بڑی صلاحیتوں کے مالک ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ نے ساری روحانی امانتیں تفویض کیں۔ حضرت امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا صاحب، امین ملت ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ، جانشین فاتح بلگرام، رئیس الاتقیاء مولانا سید اویس مصطفیٰ واسطی قادری، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بلگرام، ہردوئی نے بھی اجازت وخلافت، اوراد و وظائف اور اعمال و اشغال میں مجاز و ماذون کیا۔

آپ حضور تاج الشریعہ کی حیات مبارکہ ہی میں مندرجہ ذیل عہدوں پر فائز رہ کر دینی خدمات انجام دے رہے تھے۔

۱۔آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ:

آپ اعلیٰ حضرت کی قائم فرمودہ آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کے قومی صدر ہیں۔ اس جماعت سے ملی، سماجی، معاشی اور عائلی مسائل وغیرہ امور انجام پاتے ہیں۔

۲۔مرکزی دارالافتاء:

آپ مرکزی دارالافتاء کے مہتمم ہیں۔ یہاں سے ملک و بیرون ملک کے آئے ہوئے سینکڑوں سوالات کے فقہ حنفی کی روشنی میں جوابات دیئے جاتے ہیں۔ اردو، عربی، فارسی، انگریزی، ہندی زبان میں فتاویٰ شائع کئے جاتے ہیں۔

۳۔مرکزی دارالقضاء:

رویت ہلال کے تعلق سے امور انجام پاتے ہیں اور مقدمے وغیرہ فیصل ہوتے ہیں۔ آپ اس کے ناظم اعلیٰ ہیں۔

۴۔شرعی کونسل آف انڈیا:

اس کے تحت جدید مسائل جن کا حل صراحت کے ساتھ قرآن واحادیث میں نہیں ہے وہ ملک و بیرون ملک کے فقہاء یک جا ہو کر حل کرتے ہیں اب تک ۲۷ر جدید مسائل اس کے تحت فیصل ہو چکے ہیں۔ یہ کونسل ہر سال ایک مرتبہ سیمینار کا انعقاد کرتی ہے۔آپ اس کے بھی ناظم اعلیٰ ہیں۔

۵۔مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا:

یہ حکومت اتر پردیش سے منظور شدہ عالیہ درجہ کا ادارہ ہے۔فی الحال اس میں تقریباً آٹھ سو طلباء زیر تعلیم ہیں۔اور تقریباً ۶۵ر اسٹاف ممبر ہیں۔ہر سال یہاں سے بہت سے طلباء علمی تشنگی بجھا کر فارغ ہوتے ہیں۔یہ ادارہ عصریات و دینیات دونوں کی تعلیم دیتا ہے ادارے کا جامعہ ازہر، قاہرہ مصر اور این۔آئی۔او۔ایس سے معادلہ ہے جس کی وجہ سے اسے غیر معمولی شہرت حاصل ہے۔آپ اس ادارہ کے ناظم اعلیٰ ہیں۔

۶۔امام احمد رضا ٹرسٹ:

اس ٹرسٹ کے آپ چیئر مین ہیں۔اس کے تحت بے شمار قومی و ملی مسائل کا حل ہوتا ہے۔اس کے منصوبہ جات میں بہت سے فلاحی کام شامل ہیں۔بعض منصوبے عملی جامہ پہن چکے ہیں اور بعض انتظار میں ہیں۔

حق گوئی و بے باکی:

عشق رسول، صیانت دین، مسلکی تصلب، فقہ و افتاء وغیرہ کے علاوہ حق گوئی و بے باکی بھی خانوادۂ رضویہ کی پرنور روایتوں میں سے ایک ہے۔نہ امام العلماء ورئیس المحققین، فرنگی قابضین کے آگے جھکے، نہ امام اہل سنت فتنوں کے طوفان کے سامنے سرنگوں ہوئے، نہ حجۃ الاسلام نے وقت کی مصلحتوں سے ہاتھ ملایا، نہ مفتئ اعظم نے شدھی وسنگھٹن اور ایمرجنسی کی آندھیوں کے مقابل گھٹنے ٹیکے، نہ تاج الشریعہ وقت کے کسی ظالم و جابر کے سامنے سرخمیدہ ہوئے، اور اب ان کے بعد احقاق حق و ابطال باطل کا علم جانشین حضور تاج الشریعہ نے اٹھا رکھا ہے۔

حضرت عالم گیر سطح پر دورے بھی کرتے ہیں ہند و بیرون ہند میں بیشتر صوبہ جات اور ممالک کا دورہ کر چکے ہیں، زیارت حرمین شریفین سے بھی کئی مرتبہ مشرف ہو چکے ہیں۔مولانا قائدانہ صلاحیت کے مالک ہیں۔دینی و علمی مشغولیات میں مصروف رہتے ہیں۔مولیٰ تعالیٰ انہیں مزید خدمات کی توفیق بخشے۔آمین۔

نکھرتا جائے یارب، جو ہرِ کردار عسجد کا

علامہ محمد سلمان رضا فریدی مصباحی، مسقط، عمان

نکھرتا جائے یارب، جو ہرِ کردار عسجد کا
کہ سینہ اختر فن سے رہے ضوبار عسجد کا

نگہبانی کریں وہ، آبروئے قوم وملت کی
برائے حق، جگر ہر دم رہے بیدار عسجد کا

وہ کوشش جس سے نخل سنیت کا ہر شجر نکھرے
سنوارے گلشن عشقِ نبی، ایثار عسجد کا

ملے فیض رضا سے فکر کو تابِ ہنر ایسی
ستارہ آسمان فن میں ہو شہکار عسجد کا

سدا اجدّ ین کا ظل حمایت ان کے سر پر ہو
کہ دستِ حامد و نوری رہے غمخوار عسجد کا

جمالِ فن میں جیلانی میاں کا عکس آ جائے
تو ہو اختر رضا سا جلوۂ افکار عسجد کا

فزوں ہوں عظمتیں، شہزادۂ تاج الشریعہ کی
ہلال زندگی ہو مخزن انوار عسجد کا

جہاں کو روشنی دیں، گو ہر سوز عمل بن کر
ہو ملت کے لئے ہر اک قدم معمار عسجد کا

سمیٹیں ناخن تدبیر سے بکھرے ہوئے انجم
کرے یکجا نبی والوں کو، دستِ کار عسجد کا

جھکے جس کی خودی کے آگے ایوان حکومت بھی
ہو اک کہسارِ آہن، پیکرِ خوددار عسجد کا

عدو، بد دین و حاسد کی دغا ناکام ہو جائے
نہ رستہ روک پائے، کوئی بھی دیوار عسجد کا

جلالِ غیرتِ حب نبی ہے خون کے اندر
ہے دل عشقِ نبی سے ہر گھڑی سرشار عسجد کا

درِ اجداد سے انکو ملی ہے جرأت و ہمت
نہ خم ہو گا کبھی دستِ علمبردار عسجد کا

حُسامِ علم و حکمت، اور حُسامِ حق بنیں دونوں
کہ ہو عکس رضا ہر ایک برخوردار عسجد کا

بڑھے ان سے وقار و شان، رضوی خانوادے کی
قیادت کی بلندی پر ہو استقرار عسجد کا

مرے عسجد میاں پر سایۂ فضل الٰہی ہو
فریدیؔ حشر تک تازہ رہے گلزار عسجد کا

عسجد میاں تم سلامت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو

علامہ پروفیسر محمد خرم ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

عسجد میاں تم سلامت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو
بحق نبی با کرامت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو

علم حق کا تو نے ہے اونچا کیا صداقت کا ہر سو ہے پہرہ دیا
سدا بن کے شان امامت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو

رضا کے پسر ارجمندی ملے تمہیں دو جہاں میں بلندی ملے
مراتب میں اعلیٰ مکانت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو

مہ و خور کی صورت چمکتے رہو گلوں کی طرح تم مہکتے رہو
سدا پر کشش با وجاہت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو

ہاں کلک رضا یاد آنے لگا زمانہ ترانہ یہ گانے لگا
بریلی کے دولہا سلامت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو

تمہیں فتح و نصرت شہا مل گئی ہمارے دلوں کی کلی کھل گئی
یوں ہی بن کے نوری حمایت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو

جو دشمن کو کاٹے وہ تلوار ہے ترا وار عسجد یہ کیا وار ہے
یوں ہی دیتے داد شجاعت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو

ہیں وارث رضا کے وہ اختر پیا تو وارث بنا اختر دین کا
سنبھالے ہوئے یہ امانت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو

سلامت رہو سر پہ حُسّام کے حُمّام رضا کو رہو تھام کے
عیاں کرتے راہ ہدایت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو

مدینہ کی مجھ کو دکھا دو ضیاء بسا دو مدینے میں اب سرورا
سوئے طیبہ کرتے اشارت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو

ہے خرم ترے در کا سائل شہا بھرو اس کی جھولی طلب سے سوا
یوں ہی کرتے اس پہ عنایت رہو سلامت رہو تا قیامت رہو

یا خدا تا ابد چرخ اسلام پر میرا عسجد رضا خاں سلامت رہے

علامہ پروفیسر محمد خرم ریاض شاہ اختر القادری، لاہور، پاکستان

یا خدا تا ابد چرخ اسلام پر میرا عسجد رضا خاں سلامت رہے
با کرامت رہے تا قیامت رہے بن کے زیب گلستاں سلامت رہے

ان کی صورت میں جلوہ نما ازہری، دلکشی دلکشی، دلبری دلبری
اے خدا حسن کی ایسی جلوہ گری مثل باغ جناں ہاں سلامت رہے

مظہرِ فیض تاج شریعت رہیں، رہبری اہلسنت کی ہر دم کریں
ازہری دان سے سب کی جھولی بھریں فیض اختر رضا خاں سلامت رہے

مسلک اعلیٰ حضرت کی دھومیں مچیں اہل بدعت ضلالت جلیں کٹ مریں
بوستان رضا میں وہ پھولیں پھلیں عسجد بحر عرفاں سلامت رہے

بزم افتاء سجے ان کے دم سے سدا جو بنوں پر رہے فیض عسجد رضا
حسن اختر رضا کا ہیں وہ آئینہ ان کا چہرۂ تاباں سلامت رہے

حامد و مصطفیٰ کی برستی بھرن شاہ جیلانی مرشد کی دلکش پھبن
عسجد قادری پر رہے ضوفگن نور ابر بہاراں سلامت رہے

وہ ہمام اور حسام نوری ادا باغ تاج الشریعہ کی موج صبا
دشمنوں کیلئے کلک احمد رضا اعلیٰ حضرت کی برہاں سلامت رہے

بہر اختر رضا ہے دعا اے خدا خرم قادری کو مدینے بسا
جینا مرنا ہو طیبہ میں اس کا سدا مسکن جان جاناں سلامت رہے

عکس احمد رضا، سیدی عسجد رضا

محمد دانش احمد اختر القادری

عکس احمد رضا، سیدی عسجد رضا
پرتو حامد پیا، سیدی عسجد رضا

مصطفیٰ کی ہیں عطا، سیدی عسجد رضا
نائب اختر رضا، سیدی عسجد رضا

سلسلۂ نور کے نوری رہنما
نوریوں کے پیشوا، سیدی عسجد رضا

اہل حق کا سہارا ہیں یہ
اور حق کی ضیا، سیدی عسجد رضا

مٹانے کو باطل کے ہر گھڑی
ہے ڈٹ کر کھڑا، سیدی عسجد رضا

سد المشارع
الحق المبين
الصحابة
حقيقة
البريلوية
فقه
شاهنشاه
تیسیر الماعون
عطایا القدیر
حکم التصویر
OF PURE ORIGIN
AZHARUL
FATAWA
THREE TALAAQS
3 = 3
The Tie Fatwa
THE PINNACLE OF BEAUTY
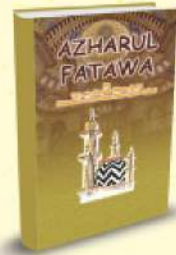
کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے
ویب سائٹ

www.muftiakhtarrazakhan.com

اینڈرائیڈ ایپلی کیشن

Tajush Shariah

www.muftiakhtarrazakhan.com
/muftiakhtarrazakhan1011/
/muftiakhtarraza
+92 334 3247192